تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ہفتم

ظفر نامۂ شاہجہاں

جس میں

شہنشاہ ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ غازی کا حال اوّل سے
آخر تک مستند و معتبر فارسی اور انگریزی کتابوں سے لکھا گیا ہے

مصنفہٗ
خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی مرحوم

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ واقع علی گڑھ میں طبع ہوئی ۱۹۱۷ء

بار سوم ایک ہزار جلد

قیمت فی جلد ...... عہ/

فہرست کتب موجودہ بک ڈپو

مدرسۃ العلوم علی گڈھ

تاریخ ہندوستان (مصنفہ خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب شمس العلماء مرحوم دہلوی) یعنی مسلمانوں کے عہد سلطنت کی تاریخ۔ ۱۰ جلد ویں (جنمیں سے جلد ہفتم کتاب ہذا قیمتی عہ ہے) بتفصیل ذیل:-

جلد اوّل صفحہ (۴۱۲) جس میں یہ مضامین ہیں (۱) تمہید (۲) مقدمہ تاریخ کے باب میں (۳) عرب جاہلیت (۴) ایک سو اٹھارہ خاندان اسلامیہ کا بیان (۵) تاریخ سندہ (۶) خاندان غزنی (۷) خاندان غوری قیمت عہ

جلد دوم (۴۰۶) صفحات ہیں اور مضامین یہ ہیں (۱) خاندان خلجیہ کی تاریخ (۲) خاندان تغلق کی تاریخ (۳) سلاطین سادات اور لودہی کی تاریخ قیمت عہ

جلد سوم اس جلد کے تین حصے ہیں جن کے نام یہ ہیں (۱) بابرنامہ اس میں خاندان تیموریہ کی انساب تیمور کا بالاجمال حال اور ہندوستان کے فتح کرنیکا ذکر بتفصیل اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ غازی فردوس مکانی کا بیان ہے (۲) ہنگرف نامہ ہمایوں اس میں نصیر الدین محمد ہمایوں جنت آشیانی کا حال روز ولادت سے ایران کے جانے تک ہی (۳) رزم نامہ شیر شاہی اس میں شیر شاہ کا حال از ابتدا تا انتہا اور خاندان سور کے تمام بادشاہوں کا اور ہمایوں کی دوبارہ سلطنت کرنیکا بیان ہی قیمت ۱۲

جلد چہارم اسکے دو حصے ہیں حصہ اوّل میں (۱) تاریخ سندھ (۲) تاریخ کشمیر (۳) تاریخ گجرات (۴) تاریخ مالوہ (۵) تاریخ خاندیس (۶) تاریخ سلاطین بنگال (۷) تاریخ سلاطین جونپور حصہ دوم میں (۱) تاریخ سلاطین بہمنیہ دکن (۲) تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور (۳) تاریخ سلاطین نظام شاہیہ گولکنڈہ (۴) تاریخ سلاطین عمادیہ ملک برار (۵) تاریخ سلاطین بریدشاہیہ ملک بیدر (۶) ضمیمہ تاریخ دکن و پرتگیزوں کی تاریخ (۷) تاریخ دکن کاریو قیمت (سے)

جلد پنجم اقبال نامہ اکبری جس میں شہنشاہ اکبر کا حال تمام وکمال لکھا ہے قیمت ۸ سے۔

پتہ کے لئے ملاحظہ ہو صفحہ (ج)

فہرست مضامین جلد ہفتم

سلطان خرم کا حال ولادت سے جلوس تک صفحہ ۱ سے ۴۲ تک

کا مارا جانا۔

واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہ جہاں کی تخت نشینی کے درمیان گذرے صفحہ ۳۴ سے ۷۹ تک

شہریار کا لاہور جانا۔ داور بخش کا چھوڑ جانا اور جہانگیر کی وفات۔ شہریار اور داور بخش کے لشکروں کی لڑائی۔ بنارسی کا جنیر میں پہونچنا۔ شاہ جہاں کا گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کو جانا۔ خواجہ جہاں۔ سیف خاں۔ منصبوں اور جاگیروں کا ملنا پانچ شہزادوں کا قتل ہونا۔ ولایت رانا و اجمیر میں شاہ جہاں کا آنا۔ شاہ جہاں کا اکبر آباد میں آنا اور تخت پر بیٹھنا۔ بادشاہ کا تخت پر بیٹھنا۔ جلوس کی تاریخیں۔ القاب شاہی۔ بیوی اور اولاد کو انعام۔ سجدہ کا موقوف ہونا۔ آصف خاں کے نام فرمان۔ بادشاہ کی بخشش جلوس کے وقت۔ ایام شاہزادگی کے دوستوں کے نام جو جلوس کے بعد پایۂ اعتبار پر پہونچے۔ ترتیب او دار وسنین و تاریخ جلوس۔ بادشاہ کا حلیہ۔ عادات و عبادات بادشاہ۔ تقسیم اوقات۔ آصف خاں یمین الدولہ اور شہزادوں کا بادشاہ پاس جانا۔ جشن اول نوروز۔ انعام اکرام ظفر خاں کا کابل کا صوبہ مقرر ہونا۔ شب برات و عید۔ نذر محمد خاں والی بلخ و بدخشاں کا حملہ کابل پر اور مراجعت۔ سرہند و سہرند کی تحقیق۔ ایوان چہل ستون کی تعمیر۔ جھجھار سنگھ بندیلہ کی سرزنش دگوالیار کا سفر۔ نظام الملک سے بالاگھاٹ کا چھٹانا۔

واقعات سال دوم جلوس سنہ ۱۰۳۸ مطابق ۲ دسمبر سنہ ۱۶۲۸ صفحہ ۸۰ سے ۹۸ تک

جھجھار سنگھ کا بادشاہ پاس آنا۔ جشن نوروزی۔ تعین خیرات۔ قلعہ بامیان۔ فیل سفید

وود عجیب شاعر - خانجہاں خاں لودھی کی بغاوت اور آگرہ سے اوس کا بھاگنا
شاہ ایران سے خط وکتابت - ہیچ شاہ جہانی - سرحد کابل کے افغانوں کی
سوم بدعت کا موقوف کرنا -

واقعات سال سوم جلوس صفحہ ۹۰ سے ۱۰۵ تک

لشکر کا تعین نظام الملک اور خانجہاں کے استیصال کے لئے جشن نوروزی خواجہ ابوالحسن کی روانگی ناسک و ترنبک کی فتح کے لئے - شائستہ خاں کا آنا اور اُس کی جگہہ عبداللہ خاں بہادر کا مقرر ہونا و متفرق باتیں - بادشاہی لشکر کی لڑائی دکنیوں سے - جادوں رائے کا مارا جانا - کشمیر کا شکار - سعید خاں کی فتح پشاور میں - متفرقات - لشکر شاہی کا غلبہ سرحد ناسک پر - آصف خاں کا سپہ سالار ہونا و جشن قمری - خانجہاں پر اعظم خاں کا حملہ کرنا اور فتح پانا - قلعہ منصور گڈھ کا فتح ہونا -

واقعات چہارم سال سنہ ۱۰۴۰ھ ۱۶۳۰ء صفحہ ۱۰۶ سے ۱۳۴ تک

خانجہاں خاں کا تعاقب - دریا خاں و خانجہاں خاں کا باقی حال اور دریا خاں کا کشتہ ہونا - قلعہ دہارور کی فتح - رندولہ خاں کا عادل خاں کے اشارہ سے مصالحت کے لیے آنا - جشن نوروز شمسی - اعظم خاں اور نظام الملک کے معاملات قلعہ پرینده پر حملہ - محاصرہ پرینده چھوڑ کر اعظم خاں کا دہارور جانا - بلاد دکن و گجرات میں امساک باران و گرانی غلہ - نوروز - قلعہ تلنم کی فتح - قلعہ ستونده کی فتح - بعض سوانح و قلعہ مانگاؤں کی فتح و عید الفطر - باقر خاں کا غلبہ ملک تلنگانہ پر - قلعہ قندہار کی فتح - نظام الملک کا انتظام بگڑنا - بادشاہی لشکر کی شکست - واقعہ

ممتاز محل بیگم و شاہ جہاں کا ماتم اور اولاد - اعظم خاں کا بادشاہ پاس آنا - نظام شاہ
محمد عادل خاں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے یمین الدولہ آصف خاں کا
روانہ ہونا - خواجہ ابوالحسن کے لشکر پر ایک حادثہ - جشن نوروز - راؤ رتن کا مرنا - صوبہ
الہ آباد کا واقعہ - پرورش خاں کا بارود سے اڑنا ممتاز محل کی نعش کا آگرہ میں مدفون ہونا

واقعات سال پنجم سنہ ۱۰۴۱ھ مطابق سنہ ۱۶۳۱ء صفحہ ۱۳۳ سے ۱۴۴ تک

وزیر خاں کا دولت آباد کی فتح کے لئے آنا - بیجا پور پر لشکر کشی - شیر خاں - فتح خاں کا بادشاہ
کی پناہ میں آنا - بادشاہ کی معاودت برہان پور سے اکبر آباد میں - بندر ہگلی کی تسخیر اور
فرنگیوں کا استیصال - اس بندر کا اور سات گاؤں بندر بنگالہ کا حال - جشن وزن قمری
قلعہ کالنہ کی فتح -

واقعات مختلفہ صفحہ ۱۴۵ سے ۱۴۶ تک

حاجی محمد خاں مشہدی قدسی - شاہ جہاں کے اعتراض سکندر پر -

سال ششم جلوس سنہ ۱۰۴۲ھ ۱۶۳۲ء صفحہ ۱۴۶ سے ۱۶۵ تک

قلعہ کھاتا کھیری توابع مالوہ کا فتح ہونا جشن وزن شمسی و شادی شاہزادہ دارا شکوہ و
شاہ شجاع - بت خانوں کا مسمار ہونا - نذر محمد خاں والی بلخ پاس تربیت خاں کا بھیجنا خواجہ
قاسم خاں مخاطب بہ صفدر خاں کا سفیر بن کر ایران جانا - عرس ممتاز محل - وبا - اتفاقاً
شاہ اورنگ زیب کا ہاتھی سے لڑنا - قلعہ دولت آباد کی فتح - قلعہ دیگلور کی فتح - اسیران
فرنگ - بادشاہ کی علالت - محمد شاہ شجاع کا دکن بھیجنا اور دیگر واقعات - مولود
شریف - نظام شاہیوں کا خاتمہ - وزن قمری - صدقہ -

واقعات سال ہفتم جلوس سنہ ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۴ء صفحہ ۱۶۶ سے ۱۷۵ تک

شاہجہاں کا لاہور و کشمیر کا جانا۔ قلعہ پرنیدہ پر شاہزادہ شجاع کا لشکر لے جانا۔ بادشاہ کا حال اور اس کی مراجعت کشمیر سے لاہور میں۔ خلاف شرع جو رسمیں تھیں اُن کا موقوف ہونا۔ خان خاناں کا مرنا۔

سال ہشتم جلوس ۱۰۴۴ھ ۱۶۳۴ صفحہ ۱۷۶ سے ۱۹۲ تک

صوبہ مالوہ وصوبہ خاندیس کے تغیرات۔ مصحف عظمت۔ و نظام الملک۔ جشن وزن قمری بادشاہ کا لاہور سے اکبرآباد میں آنا۔ زمیندار رتن پور کی تنبیہ۔ جشن نوروزی۔ تخت طاؤس مہم سری نگر کے قبول کرنے میں نجابت خاں کی خرابی۔ ججھار سنگھ بندیلہ واس کے بیٹے بکرماجیت کا باغی ہونا اور اس کے استیصال کے لئے لشکر کا بھیجا جانا۔ ججھار سنگھ کے قلعوں اور دفینوں کا ہاتھ آنا اور اس کا شکست پانا اور اس کے سر کا کٹ کر آنا۔ جشن قمری وزن بادشاہ کا دولت آباد جانا۔ ججھار سنگھ کے خزانے۔ بادشاہ کا حال۔

سال نہم جلوس ۱۰۴۵ھ ۱۶۳۵ صفحہ ۱۹۳ سے ۲۲۳ تک

ججھار سنگھ و بیٹا ہو نہ چہ۔ عادل خاں پاس بادشاہ کا فرمان بھیجنا۔ قطب الملک کے نام فرمان۔ ججھار سنگھ کے رشتہ دار و ملک و مال۔ ساہو کی مالش کے لئے اور نظام الملکیہ قلعوں کی تسخیر کے لئے لشکروں کی روانگی۔ جشن نوروز۔ سفیران شاہی کی حقیقت حال جو عادل خاں و قطب الملک پاس گئے تھے۔ اللہ وردی خاں کی فتوحات۔ شائستہ خاں کی فتوحات۔ خاندوراں خاں کی فتوح۔ سید خان جہاں کی دستبرد۔ دشمنوں پر خانزماں کا استیلا۔ شاہجہاں کا فرمان عادل شاہ کے نام جس میں عہدنامہ درج تھا۔ فرمان مذکور کے جواب میں عادل خاں کی عرضداشت۔ نقل تعہدنامہ عبداللہ خاں قطب الملک۔ بادشاہ کا دولت آباد سے مانڈو جانا اور واقعات۔ ریاست دکن کی تقسیم اور اس کا اورنگ زیب

کو حوالہ ہونا جعلی بایسنغر خاں کا گرفتار ہونا اور دار پر کھینچا جانا۔ جشن قمری وزن و بادشاہ کا سفر مانڈو۔ قلعہ اودگیر و اوسہ کی فتح۔

واقعات سال دہم جلوس ۱۰۴۶ھ ۱۶۳۶ء صفحہ ۲۲۴ سے ۲۴۴ تک

خانِ زماں کا قلعہ جنیر کا مسخر کرنا۔ فتوحات خاندوران خاں بہادر بعد از فتح اوسہ و اودگیر بادشاہ کا اجمیر سے اکبر آباد میں آنا اور قلعہ دھندھیر کی فتح۔ قلعہ اکبر آباد کی عمارات تازہ بیگم صاحب کا محل۔ زمیں بوس کا موقوف ہونا۔ بادشاہ کی علالت۔ نوروز۔ جھوپت ولد سنگ رام مرزبان جموں کو وقاص حاجی مخاطب شاہ قلی خاں کا مارنا۔ اکبر آباد میں قلعہ کے آگے عمارات کی تعمیر۔ بادشاہ کے حکیمانہ سخن۔ شاہزادہ اورنگ زیب نظام الملک شاہ ایران کو جو نامہ بادشاہ نے بھیجا ہے اس کے فقرات جن سے تین سال کے سارے واقعات کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اورنگ زیب کی شادی۔ پرتھی راج بندیلہ۔ پرتاب سنگھ اجینیہ طرف مشرقی کی گوشمالی۔ طوفان ٹھٹھ۔ جشن قمری وزن۔ میر جملہ۔ ولایت بگلانہ کا روپیہ بھیجنا۔ ظفر خاں صوبہ دار کشمیر کا تبت کی تسخیر کے لئے جانا۔ تبت کا حال۔ تزک تیموری

واقعات سال یازدہم جلوس ۱۰۴۷ھ ۱۶۳۷ء صفحہ ۲۴۵ سے ۲۷۵ تک

کوکر کمیداد پسر جلالہ عم احداد کا کشتہ ہونا۔ علی مردان خاں کا ہند میں آنا اور قندھار اور اور قلعوں کی فتوح۔ قزلباشوں اور سعید خاں کی جنگ۔ شاہ صفی کے لشکروں کے روانہ کرنے کی شہرت اور سعید خاں کی قلعہ بست و زمیں داور کی فتح۔ حصار بست اور زمین داور اور قلعوں کی فتح۔ مرزا اسکوج ہاجو کی سرکشی اور فتوحات لشکر شاہی۔ آشام و آشامیوں کا حال۔ فتح ولایت بگلانہ (بگلانہ) لاہور کا سفر۔

واقعات سال دوازدہم جلوس ۱۰۴۸ھ ۱۶۳۸ء صفحہ ۲۷۵ سے ۲۸۱ تک

مانک رائے گھ برادر زمیندار گھ کا بادشاہ کی پناہ میں آنا۔ علی مردان خاں کا بادشاہ پاس آنا۔ افضل خاں وزیر کا مرنا۔ بادشاہ کا لاہور سے کابل جانا۔ بادشاہ کا کابل سے لاہور جانا و تبت خرد۔

واقعات سال سیزدہم جلوس ۱۰۴۹ھ ۱۶۳۹ء صفحہ ۲۸۱ سے ۲۸۶ تک

شاہ نہر لاہور باہتمام علی مردان خاں۔ سپاہ سیستان کا زمین قندھار میں آنا اور قلعہ حصنتی کا بعد تسخیر کے چھوڑنا۔ اکبر نگر میں شاہ شجاع کے کارخانوں میں آگ لگنا۔ ظریف کا ملک روم میں جانا اور سفیر روم کا اُس کے ساتھ آنا۔ پرتھی راج ولد جھجار سنگھ بندیلہ کا قید ہونا بادشاہ کی سیر کشمیر۔

واقعات سال چہاردہم جلوس ۱۰۵۰ھ ۱۶۴۰ء صفحہ ۲۸۷ سے ۲۸۹ تک

جعلی پسر خسرو کا قتل ہونا۔ سعد اللہ خاں کا بادشاہ پاس آنا اور ترقی پانا۔ اعظم خاں صوبہ دار گجرات کا احمد آباد کے نواحی کے فتنہ پردازوں کو مالش کرنا اور زمیندار جام سے پیشکش لینا۔ جگت سنگھ ولد راجہ باسو کی بغاوت اور سزا پانا۔

واقعات سال پانزدہم جلوس ۱۰۵۱ھ ۱۶۴۱ء صفحہ ۲۹۰ سے ۳۰۱ تک

گھوڑوں کا شوق بادشاہ کا۔ شائستہ خاں ناظم صوبہ پٹنہ کی لشکر کشی پلاموں پر یلا موا یمین الدولہ آصف خاں خان خاناں سپہ سالار کی وفات قلعہ مؤ کوٹ اور جگت سنگھ کے باقی قلعوں کا مفتوح ہونا۔ تارا گڈھ کا مسخر ہونا۔ صوبہ کشمیر کی تنظیم کے لئے ظفر خاں کا بھیجنا۔ بادشاہزادہ داراشکوہ کا قندھار جانا اور شاہ ایران کا مرنا۔ شاہزادہ مراد بخش کا بیاہ۔

واقعات سال شانزدہم جلوس ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ء صفحہ ۳۰۲ سے ۳۰۸ تک

لاہور کا شالامار باغ و علی مردان کی نہر - بادشاہ کا لاہور سے اکبرآباد آنا - شرح عمارات مزار ممتاز محل -

واقعات سال ہفتدہم جلوس ۱۰۵۳ھ ۱۶۴۳ء صفحہ ۳۰۹ سے ۳۱۴ تک

ولایت پالاموں کا فتح ہونا - بادشاہ بیگم کا جلنا - شاہزادہ اورنگ زیب سے بادشاہ کی ناراضی - قلعہ کنور کی فتح خان دوران خاں نصرت جنگ کی تدبیر سے - امر سنگھ پسر راؤ گج سنگھ کا کشتہ ہونا -

سوانح سال ہیجدہم جلوس ۱۰۵۴ھ ۱۶۴۴ء صفحہ ۳۱۵ سے ۳۲۰ تک

بادشاہ کے جواہرات کا حال - بیگم صاحب کی صحت کا جشن - اورنگ زیب کا قصور معاف ہونا - علی مردان خاں کا کابل سے نزدی علی قطعان کی تنبیہ کے لیے بھیجنا اور اس کو مغلوب کرنا - بادشاہ کا لاہور جانا اور یہاں سے کشمیر جانا - علی مردان خاں کا کابل بھیجنا - خاندوران خان کا مارا جانا - کشمیر کی سیر -

واقعات سال نوزدہم جلوس ۱۰۵۵ھ ۱۶۴۵ء صفحہ ۳۲۰ سے ۳۴۴ تک

واقعات کھرد اور اصالت خاں کی تاخت اور اور واقعات - راجہ جگت سنگھ کا سراب و اندر آب کی حدود میں جانا اور چوبیں قلعہ بنانا اور ازبک سے لڑنا - بادشاہ کا کشمیر سے لاہور آنا - نورجہاں بیگم کا انتقال - شاہزادہ مراد بخش کا بلخ و بدخشاں کی تسخیر کے لیے روانہ ہونا - قلعہ پنجاب کا - شاہ ایران پاس بادشاہ کا سفیر بھیجنا - بادشاہ کا لاہور سے

سے کابل جانا - ضابطۂ داغ - مراد بخش کا چاریکاران سے بدخشاں کو راہی ہونا اور راہوں کا صاف کرنا - خسرو خاں پسر دوم نذر محمد خاں کا بدخشاں سے بادشاہ پاس آنا - کہمرد و حصار غوری کا فتح ہونا - قندز و بلخ کا فتح ہونا اور نذر محمد خاں کا فرار ہونا -

واقعات سال بستم جلوس سنہ ۱۰۵۶ھ ۱۶۴۶ء صفحہ ۳۴۵ سے ۳۹۱ تک

ترمذ کا بادشاہ کے قبضہ میں آنا - فتح کا جشن - بہادر خاں و اصالت خاں کی نذر محمد خاں سے لڑائی اور نذر محمد خاں کا خراسان بھاگنا - بدخشاں کے واقعات - اندخود کے وقائع - میر عزیز کا ایران میں نذر محمد خاں پاس بھیجنا - بادشاہ کا حال - شاہزادہ اورنگ زیب کا بلخ و بدخشاں جانا - سوانح صوبہ بلخ - بلخ اور جوانب کے واقعات - ایک اور سانحہ خسرو بیگ ترکمن کا اندجان سے خراسان جانا - بلخ میں بہادر خاں و اصالت خاں پاس سرداروں کا آنا - ایک اور سانحہ - المانوں کا احوال - بادشاہ کا کابل جانا - سانحہ اول بلخ - سانحہ دوم - بدخشاں کا سانحہ اول - بدخشاں کا سانحہ دوم جنگ طالقان - سوانح غوری میں اول سانحہ سانحہ دوم - واقعہ سوم - سانحہ چہارم - حوالی بلخ کا اول واقعہ - واقعہ دوم - نذر محمد خاں کا اندخود سے صفاہان میں والی ایران پاس جانا وہاں سے اورچیچکتو و میمنہ میں آنا اور مایوس پھرنا - بادشاہ کا حال - بادشاہ زادہ محمد اورنگ زیب کا بلخ میں جانا وہاں سے اوربیگ اوغلی اور عبدالعزیز خاں اور اس کے بھائیوں سے لڑنا - لشکر شاہی اور اوزبکیہ کی تعداد کا مقابلہ - مہم بلخ میں ناشائستہ امور -

واقعات سال بست و یکم سنہ ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۷ء صفحہ ۳۹۱ سے ۴۱۰ تک

نذر محمد خاں کا بادشاہ سے پناہ مانگنا اور بادشاہ کا کابل سے اکبرآباد میں آنا - تتمہ حال بلخ و بدخشاں اور اون کا نذر محمد خاں کو مرحمت کرنا - شاہزادہ کی مراجعت بلخ سے کابل کو - بادشاہ

کا حال۔
قندیل مرصع کا مدینہ منورہ بھیجنا۔ شاہزادوں کا تقرر۔ دارالخلافہ شاہجہاں آباد کے حصار
اور عمارات کی بنا آبادی شہر اور فیض نہر کی کیفیت۔ شاہجہاں آباد کی جامع مسجد۔ شاہجہاں
کا شاہجہاں آباد میں آنا اور جشن کرنا۔ نہر بہشت ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ بلخ کی خبر۔

سوانح سال بست و دیم جلوس ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ صفحہ ۱۰ہ سے ۲۲ہ تک

قندھار پر شاہ ایران کی لشکر کشی۔ قلعہ بست و زمین داور۔ شاہ ایران کا ہرات جانا۔ ایلچی
شاہ ایران و شاہ جہاں۔ نذر محمد خاں والی بلخ۔

ذکر سوانح بست و سوم ۱۰۵۹ھ ۱۶۴۹ صفحہ ۲۲ہ سے ۲۶ہ تک

نذر محمد خاں والی بلخ۔ باقی حال محاصرہ قندھار و لشکر شاہزادہ اورنگ زیب کا۔ پادشاہ
کا کابل سے شاہجہاں آباد میں آنا۔ شاہجہاں آباد میں جشن اول نوروز۔

سوانح سال بست و چہارم ۱۰۶۰ھ ۱۶۵۰ صفحہ ۲۷ہ سی ۲۸ہ تک

باؤلی سرائے و باغ۔ روزوں کا کفارہ اور بعض اور حالات۔ لاہور جانا عبد الرحمن پسر
نذر محمد خاں والی بلخ۔ لاہور سے کشمیر کو بادشاہ کا جانا۔

سوانح سال بست و پنجم جلوس ۱۰۶۱ھ صفحہ ۲۹ہ سی ۳۳ہ تک

عادل شاہ کی پیشکش۔ ملا شاہ بدخشی۔ تبت کا فساد۔ بادشاہ کی مراجعت کشمیر سے لاہور
کو۔ سفیر روم اور بعض اور واقعات۔

سوانح سال بست و ششم جلوس ۱۰۶۲ھ ۱۶۵۱ صفحہ ۳۳ہ سے ۳۷ہ تک

نامی قلعوں کا فتح کرنا - بادشاہ کی علالت -

سوانح سال سی و دوم جلوس ۱۰۶۷ھ صفحہ ۴۷۹ سے

شاہجہاں کے بیٹوں اور بیٹیوں کی عادات و خصائل - بادشاہ کی بیماری میں امورات سلطنت میں فتور پڑنا - دارا شکوہ کا انتظام سلطنت اور بھائیوں کی بغاوت - شاہزادہ مراد بخش کے نام فرمان شاہی اور اُس کی نافرمانی پر لشکر کشی - اورنگ زیب کا اکبرآباد آنا - اورنگ زیب اور دارا شکوہ کی لڑائی - شاہجہان کا فرمان اورنگ زیب کے نام - جواب فرمان جو اورنگ زیب نے لکھا - شاہجہاں اور اورنگ زیب کے پیغام سلام - فرمان کے جواب میں عریضہ اورنگ زیب - شاہجہاں کی عزلت نشینی اور وفات - اورنگ زیب کے نوشتجات جو شاہجہاں کو اوس نے قید کی حالت میں بھیجے -

ریویو شاہجہاں و اورنگ زیب کی خط و کتابت صفحہ ۵۳۸ پر -

وسعت سلطنت صفحہ ۵۳۹ -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ظفر نامہ ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ غازی

میرا قاعدہ ہے کہ میں مسلمان سلاطین ہند کی تاریخ نویسی کے لئے وہ تواریخ لیتا ہوں جنکے مؤلف عہد نویس ہوں اور وہ سب سے زیادہ معتبر و مستند سمجھی جاتی ہوں۔ اُن سے تاریخی حالات اخذ کرکے لکھتا ہوں اور پھر انگریزی تاریخوں سے جن کا ایک انبار میرے پاس موجود ہے بعض مضامین التقاط کرکے لکھتا ہوں اس بادشاہ کے زمانہ میں اہل یوروپ (فرانسیس۔ پرتگیز۔ انگریز۔ ڈچ) بہت ہندوستان میں آگئے تھے۔ اُن میں سے بعض فرنگیوں نے اس زمانہ کی تاریخیں اپنی زبانوں میں تصنیف کیں یا اُن کی تاریخوں سے بعض معاصرین نے جو ہندوستان میں نہیں آئے مضامین استنباط کرکے اور بعض اور سنی سنائی باتوں کو تحقیق کرکے تاریخیں تالیف کیں یوروپ میں گو یہ قدیمی تاریخیں اپنے زمانہ میں شائقین تاریخ کے لئے ایک پرلطف غذائے علمی تیار ہوئی اس زمانہ کے مورخوں نے اس کے بڑے مزے لئے مگر اب وہ غذا ایسی باسی اور اُبسی ہوگئی ہے کہ کوئی مورخ جس کا مذاق تاریخ صحیح ہو اُس کو زبان پر نہیں رکھتا گو وہ اس زمانہ میں اپنے پایۂ وقعت سے ساقط ہوگئی ہوں مگر اُن کے سبب سے جو اہل یوروپ کے دل و دماغ میں غلط خیالات جم کر نقش کالحجر ہوگئے ہیں وہ کسی طرح مٹائے سے نہیں مٹ

سکتے۔ اگر کوئی فرنگی مورخ یا کوئی ہندوستانی مورخ خواہ کیسا ہی اپنے ملک کی تاریخ میں عالم فاضل ہو وہ اُس پر کز لک حک لگائے تو اہل فرنگ کے نزدیک جاہل بے فرہنگ سمجھا جائے گا میں نے ان تاریخوں کا کہیں کہیں ذکر کیا ہی اور اُن کی غلطیوں کو بیان کیا ہے۔

فارسی تاریخیں جنکو معتبر و مستند سمجھکر اپنی تاریخ کا مصالح تیار کیا ہے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) بادشاہ نامہ محمد امین قزوینی۔

اس کتاب کا نام مصنف نے پادشاہ نامہ رکھا ہی مگر اس کا نام زیادہ تر شاہجہاں نامہ اور کمتر شاہجہاں نامہ دہ سالہ مرزا امینیا مشہور ہے اس پادشاہ کے حال میں جو اور تاریخیں بھی لکھی گئی ہیں اُن کا حال بھی یہی ہے کہ مصنف نے کچھہ اور نام رکھا ہے مگر وہ شاہجہاں نامہ ہی مشہور ہوا ہی مصنف کا نام محمد امین بن ابو الحسن قزوینی عرف مرزا امینیا ہے اس کو شاہجہاں نے ۸ جلوس میں اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کا حکم دیا تھا اس نے ابتدائے سلطنت سے دس سال کا حال لکھکر سنہ ۱۰ جلوس میں پادشاہ کی نذر کیا۔ یہی پادشاہ نامہ شاہجہاں کی عہد سلطنت کی تاریخوں کا ماخذ و زینہ ہے

(۲) پادشاہ نامہ عبد الحمید لاہوری۔ اس پادشاہ نامہ میں شاہجہاں کی سلطنت کا حال بیس سال کا مرقوم ہے۔ پادشاہ نے پٹنہ سے مصنف کو اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کے لئے بلایا تھا اور حکم دیا تھا کہ ابو الفضل نے جس طرز پر اکبر نامہ مرتب کیا ہے اُسی کے نمونہ پر ہماری سلطنت کا حال مرتب کیا جائے

(۳) شاہجہاں نامہ عنایت خاں۔ اس کو محمد طاہر نے جس کا خطاب عنایت خاں تھا اور تخلص آشنا تھا اور ظفر خاں بن خواجہ ابو الحسن کا بیٹا تھا ظفر خاں مصنف کا باپ جہانگیر کا وزیر تھا اُس نے پادشاہ نامہ عبد الحمید سے بیس سال کا حال شاہجہاں کی سلطنت کا سہل عبارت میں نقل کیا ہے اور باقی سالوں کا حال خود لکھا ہے۔

(۴) پادشاہ نامہ محمد وارث۔ یہ پادشاہ نامہ عبد الحمید کا تکملہ ہے جس میں ۲۱ جلوس سے ۳۰ جلوس تک حال لکھا ہے علامی الملک طوبی خلف فاضل خاں کو یہ کتاب تصحیح و ترمیم کے لیے دی گئی۔ فاضل خاں اورنگ زیب کا وزیر تھا اس نے پادشاہ کے حکم سے سعد اللہ خاں

وزیر کی موت تک یہ تاریخ لکھی۔

(۵) عمل صالح مصنفہ محمد صالح کنبوہ۔ اس کو شاہجہاں نامہ بھی کہتے ہیں اس میں شاہجہاں کا حال روز ولادت سے روز وفات تک خوب مفصل لکھا ہے۔ اس بادشاہ کی تواریخ مذکور مشہور و معتبر ہیں۔ ان سب کے مضامین واحد ہیں گو ہر مصنف کی انشا پردازی کی ادا جدا جدا ہے۔ خافی خاں نے اپنی تاریخ منتخب اللباب میں زیادہ تر حال انہی کتابوں سے منتخب کیا ہے مگر کہیں کہیں اپنی نئی تحقیقات کا اضافہ کیا ہے جس سے اس کا بیان زیادہ پُر لطف ہو گیا ہے۔

میں نے بادشاہ نامہ ملا عبدالحمید اور عمل صالح سے زیادہ تر حالات اپنے ظفرنامہ میں لکھے ہیں۔ اور منتخب اللباب خافی خاں سے مضامین اضافہ کئے اور انگریزی کی مشہور تاریخیں اور چھوٹی موٹی تاریخوں سے دلچسپ مضامین کو بڑھایا ہے۔

سلطان خرم کا حال ولادت سے جلوس تک

سلخ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰ھ مطابق سنہ ۳۶ جلوس اکبری دار السلطنت لاہور میں سلطان خرم پیدا ہوا (ٹوڈ صاحب نے اس نام کی نسبت یہ لکھا ہے کہ غالباً وہ اصل میں کورم تھا جس کے معنے کچھوے کے ہیں جو اس کی رجپوتنی ماں کی قوم کا نام تھا۔ یہ قیاس اس سبب سے درست نہیں معلوم ہوتا کہ مسلمانوں میں بیٹے کے نام میں ماں کی قوم کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ باپ دادا نام رکھا کرتے ہیں) چھٹی کے دن شہنشاہ اکبر اپنے بیٹے جہانگیر کے گھر میں رونق افروز ہوا اور اس نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اس نونہال کو اپنی فرزندی میں پرورش کروں یہ کہہ کر پوتے کو اپنے گھر میں لایا اور اپنی سب سے پہلی بیوی خدیجۃ الزمانی رقیہ سلطان بیگم بنت ہندال مرزا کو اُسے سپرد کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ تمہارے بطن سے کوئی میرے فرزند نہیں ہے اس دلبند سعادتمند کو اپنا اور میرا فرزند خیال کرو اور اُسے پالو پوسو اس دادی نے سلطان خرم کو بچپنے سے تا بل تمیز تک تربیت کیا اس پوتے نے بھی دادا کو اس کے نفس واپسیں تک نہ چھوڑا۔ ہم نے بیان

ولادت سلطان خرم اور پرورش دادا اکبر و دادی اکبری بیگم

کے موافق بنائی گئی ہیں وہ سلطان خرم کو پسند نہ آئیں عبداللہ خاں اس موضع میں پہلے
آیا تھا اس کے لشکر کی ترکتازسے اکثر یہ عمارات خراب ہوگئیں تھیں۔ ناچار پرانی بنیادوں
پر بہت جلد نئی عمارتیں بنائی گئیں۔ پہاڑ کے اوپر میدان میں شاہزادہ کے حکم سے چابکدست
معماروں نے نشیمن خاطر فریب دلکشا جو تال پر مشرف تھے بنائے اور امرائے عظام و بندہائے
معتبر نے بقدر نسبت تقرب دولت خانہ کے نواحی میں بڑی بڑی عمارتیں بنائیں۔ جب
لشکر کی قرارگاہ اودے پور قرار پائی تو یہاں سے سرحد تک چہ تھانے شہزادہ نے مقرر
کیے تاکہ غلہ کی رسد بے مزاحمت ہو اور سب کا آنا جانا آسان ہو۔ مانڈل میں جمال خاں برگی
اور کپاس میں دوست بیگ و خواجہ محسن اور راتولہ میں سید حاجی اور متھار میں عزت خاں اور
دیوک میں میر حسام الدین انجو اور کوٹل دھنیاری میں سید شہاب الدین تھانہ دار مقرر
ہوئے۔ محمد تقی جو مقام لوہی سے پانچ ہزار سوار لے کر راجپوتوں کے منازل و معابد کی تخریب
کے لئے رخصت ہوا تھا وہ موضع چھپن میں آیا اس ولایت میں ۵۶ محال اور ہر محال کے
ماتحت ۵۶ قریے ہیں اور اسی سبب سے اس کا نام چھپن ہی مشہور ہے اس نے یہاں آتے
ہی مکانوں کا اکھیڑنا شروع کیا اور سپاہ کو ہر طرح کی دست اندازی کی اجازت دی کہ
جس سے جو کچھ اپنی قدرت و طاقت سے ہو سکے وہ کرے ان سپاہیوں نے قتل و قید
کرنا اور بڑے بڑے پرانے بت خانوں کو ڈھانا اور غارت و تاراج کرنا شروع کیا
بت کدوں کی حمایت میں برہمنوں اور راجپوتوں نے بڑی مردانگی دکھائی اور جوہر
راجپوتی کے۔ رانا کے بیٹے بھیم نے جو تنومندی اور دلاوری میں مشہور تھا محمد تقی
کی فوج پر شب خون مارنے کی اجازت رانا سے پائی اور وہ لشکر شاہی کے روبرو ہوا۔
محمد تقی نے اس کا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اس کو محفوظ
رکھا۔ خان اعظم مرزا کوکہ سلطان خرم کی خدمت میں آیا اور ایسی ناخوش نما ادائیں
دکھائیں کہ اس کو کچھ دنوں سلطان خرم نے نظر بند رکھا اور پھر جہانگیر پاس بھیج دیا جہانگیر

[illegible]

سے مہابت خاں کو شہزادہ کی خدمت میں روانہ کیا شہزادہ نے لشکر کے چار حصے کئے کہ وہ اس سرزمین میں ترکتازی کریں اور رانا کو پکڑیں۔ ایک فوج کا سپہ سالار عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری فوج کا سپہ آرا سیف خاں بارہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری فوج کا لشکر آرا دلاور خاں کاکر و کشن سنگھ کو اور چوتھی فوج کا سردار محمد تقی کو بنایا۔ فوجوں کے مارے رانا کوہساروں میں چھپتا پھرتا اور یہ لشکر ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے تھے۔ عبداللہ خاں ایک تنومند فیل عالم گمان اور پانچ اور نامی ہاتھی رانا کے گرفتار کر لیئے دلاور خاں کاکر نے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لئے اور بہت سی غنائم ہاتھ لگے جب جادوں رائے نے سترہ ہاتھی اور فتحنامہ جہانگیر کو پیش کیا تو اس نے اس فتح کو اور فتوحات کا مقدمہ جان کر سلطان خرم کو تین کروڑ دام صوبہ مالوہ کی آمدنی سے انعام دیے۔ مرزا شکر اللہ کو میر معصوم کی جگہہ بھیجدیا۔

رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لحظہ کسی مقام میں آرام نہیں کر سکتا تھا سورجمل اس کے بیٹے کے ساتھ اہل و عیال اس کے جابجا پڑے پھرتے تھے۔ خود تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ سرگرداں تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ راہوں اور گذرگاہوں کو پانی سے گھیر لے اور مجھے دشمنوں کی آگ سے بچادے۔ سلطان خرم نے کوہستان کی تنگناؤں میں تھانے بٹھا دیے تھے کہ جہاں رانا کی خبر پائیں وہاں فوراً اس کے پکڑنے کو لشکر روانہ ہو۔ محمد شاہ کو کنک کے بت خانوں کی تخریب اور راجپوتوں کی تادیب کے لئے روانہ کیا اس نے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیوں کو مارا اور قید کیا۔ رائے سندرداس سروہی کی طرف گیا وہاں رانا کے اہل و عیال کا نشان اس کو بتایا تھا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے چترمان رانا اہل و عیال کو دوسری جگہہ لے گیا تھا اس سرزمین میں رائے سندرداس نے قتل و غارت اور اسیر کرنے اور منازل ہنود کے خراب کرنے میں کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی بت خانوں پر راجپوت بڑے لیڑانے

رانا کا حال تنگ ہونا

لڑے اور آخر کو جوہر کر کے معہ اہل وعیال مرے۔ اس راے نے پادشاہ کے حقوق کا پاس کیا اور اپنے آئین وکیش کا کچھ خیال نہیں کیا بتوں کو جلایا اور بت خانوں کو ڈھایا ے

بدلہا چناں مہر او خانہ ساخت   کہ ہندو بہ تخریب بت خانہ تاخت

اس حسن خدمات کے صلہ میں راے سندر داس کو راے رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ اس کا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھ کر راجاؤں کے واسطے کوئی اور خطاب نہیں ہے تھانوں کی فوجوں نے جہاں رانا کی خبر سنی وہاں بے توقف وہ دوڑی گئیں اور آدمیوں کو قتل وقید کرنا شروع کیا اور چند نامی بتکدوں کو ویران کیا اور ان کی جگہہ معابد ومساجد مسلمانوں کی بنائیں۔

رانا کا سلطان خرم کی ملازمت میں آنا اور بعض اور مطالب

رانا معاملہ فہمی اور کار روائی سے عواقب امور ودوربینی سے بالکل بے نصیب تھا اور اپنے کام کی بد اندیشی اور روزگار کی بہبود سے فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اس نے ان دنوں میں اپنے معاملہ میں غور کیا اور مشاہدہ کیا کہ پادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوا خصوصًا اس وقت میں میرا حال میرے حوصلہ سے تنگ ہوا۔ جو کچھ گذرا سو گذرا اس سے قطع نظر کر کے اس نے ملاحظہ کیا کہ مال ومنال تلف ہوا ملک پر زوال آیا ناموس معرض خطر میں آیا۔ راحت وآرام حرام ہوا۔ وہ ننگ وناموس کے مٹ جانے کو بہت مکروہ جانتا تھا۔ یہ ناچار اضطرار واضطراب کے ساتھ اماں مانگنا اپنے اوپر واجب جانتا اور اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ وہ ہندوستان کے کسی پادشاہ کی اطاعت میں سر نہیں جھکاتا تھا۔ بلکہ اپنے ولیعہد کو بھی کسی عالیشان پادشاہ کی خدمت میں نہیں بھیجا تھا اس نے ان سب باتوں سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان دنوں میں آباد ملک ویران ہوا معمورہ خزانہ خالی ہوا سپاہ کشتہ واسیر ہوئی۔ خویشوں نے معہ منتسبوں کے اپنا سر پکڑا۔ تمام متعلقین اور پرانے نوکروں نے برسوں کا تعلق توڑا۔ رعیت پراگندہ ومتفرق ہوئی غرض اس نے

اس نازک وقت میں یہی مصلحت دیکھی کہ امان طلب کرے - اُس نے ایک مکتوب راے رایان
کو لکھا جس سے سابقہ معرفت رکھتا تھا اور امان طلب کی اور تمام اوامر و نواہی پادشاہی کے
ماننے کو کہا اور منظور کیا اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت میں بھیجنے
کا وعدہ کیا راے رایان نے یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا - سلطان خرم کی یہ پہلی مہم
تھی وہ اُس کو ناتمام نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا ناچار رانا کے فرستادہ
کو بے نیل و مرام واپس کیا جب رانا کو مایوسی ہوئی تو اُس نے جہانگیر کا دامن پکڑا اور مہابت
خاں کا توسل ڈہونڈا - خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول کیا اور سلطان
خرم کو اپنے دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی فرزند سعادت یار رضا جوے اقبالمند را باید کہ
کہ خرسندی و خوشنودی خاطر ارجمند ما را در ضمن قبول این معنی شمردہ دیدہ و دانستہ از
استیصال رانا درگذرد و یکبارہ درصدد خرابی او نہ شدہ دقائق ملتمسات او را بدرجۂ اجابت رساند
چنانچہ بمجرد رسیدن فرمان قضا نفاذ جان بخشی او نمودہ ولایتش را بدستور معہود برقرار
دارد و پسر صاحب ٹیکۂ او را در رکاب ظفر انتساب گرفتہ متوجہ درگاہ والا شوند فقط اس
فرمان جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی شرائط کو قبول کیا - رانا نے اپنے خالو
سبھ کرن (سروپ کرن) اور اپنے معتمد خاص ناہرداس (ہری داس جھالہ) کو درگاہ والا
میں روانہ کیا اور وہ راے رایان کی معرفت سلطان خرم سے ملا جس نے اُس سے کہا کہ
میں رانا کو ان شرائط سے پناہ دیتا ہوں کہ رانا خود مجھ سے ملے اور اپنے جانشین بیٹے
کرن کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجے اور وہ جب پادشاہ پاس سے ہوکر اپنے وطن میں آوے
تو اُس کا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ مرکب والا کی ملازمت کرے یہ وثیقہ عہد و پیمان
درست ہوا اول کرن سلطان خرم سے ملنے آیا اور پھر خود رانا دونوں کا حد سے زیادہ
احترام و اعزاز ہوا - رانا کو سلطان خرم نے اپنے پاس تخت پر بٹھایا انھوں نے پیشکش گرانبہا
دی اور خلعت گران بہا پایا اور پھر اُس کا ملک اُس کو از سر نو دیا گیا وہ زعفرانی علم جو آٹھ سو

برس پہلے گہلوت راجپوتوں کے سر پر آزادانہ بلند ہوتا تھا اب وہ شاہزادہ خرم کے آگے پست ہوا۔ کارنامہ جہانگیری میں یہ واقعات بیان ہوئے ہیں۔

سلطان خرم کا مہم رانا سے اجمیر میں آنا

سلطان خرم ۲ محرم ۱۰۲۴ کو باپ کی خدمت میں اجمیر میں آیا باپ نے کمال شوق و نہایت ذوق سے نیم خیز تعظیم دی اور گلے لگایا اور پہلے منصب پر سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا اضافہ کیا اور جاگیر موافق پانزدہ ہزاری منصب و ہشت ہزاری سوار کے مقرر کی اور پھر بخشیان عظام کی وساطت سے پسر جانشین رانا کرن نے ملازمت کی اس کو خلعت گراں مایہ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور منصب پنجہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا اور نصف طلب منصب کی محال کوہستان رانا سے اور نصف اس سرزمین کی دامن کوہ کے پرگنات سے مقرر ہوئی چار مہینے بعد کنور کرن پسر رانا ۸ تیر سنہ جلوس کو اپنے وطن کو روانہ ہوا۔

سلطان خرم کا دکن کی مہم پر جانا اور خطاب شاہی پانا

شاہزادہ خسرو کا حال تباہ تھا اور شاہزادہ پرویز کی ضعیف تمیز و بے جوہری اور بے حاصلی مہم دکن میں سب پر کھل گئی اور شاہزادہ خرم کا جوہر ذاتی و اصابت تدبیر و علو ہمت و بلند اقبالی مہم رانا میں ظاہر ہوئی۔ اس نے اول دفعہ میں رانا کی مہم کو ایسی شائستگی سے انجام کو پہنچایا جیسے کہ سلاطین کار آزمودہ و ملوک کار دیدہ پہنچاتے ہیں اب اس شاہزادہ کو اپنی جولانی کے لئے ایک اور میدان ہاتھ لگا کہ ولایت دکن میں سرداروں کی تجویزوں سے اور صاحب صوبہ کی حیلہ وری سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا اور بادشاہ کے حسب مراد نقش درست نہ بیٹھا صاحب صوبہ کی بے تدبیریوں و بے پروائیوں اور دور از کار منصوبوں سے بدخواہوں کی کثرت ہوئی اور مخالفوں کی چیرہ دستی ایسی بڑھی کہ تمام ولایت بالاگھاٹ پر وہ متصرف ہو گئے۔ احمد نگر کہ شاہ نشین اور دار الملک اس ملک کا ہے اور ہزار جر ثقیل اور سو تدبیر قتل و ضرب شمشیر سے فتح ہوا تھا وہ بھی ہاتھ سے گیا اس قلعہ کے اندر سپاہی ایسے بے پا و بے جا ہو گئے کہ پیادہ نے پائے تخت پر رخ رکھا۔ خان خانان جو وفا کی بازی کا پیش بینی میں شطرنجی اور دغاکار

کے لجلاج کو اسپ و فیل طرح دیتا تھا اپنے کئے سے ششدر دہشت و تختہ بند حیرت
میں آیا اور آخرکار ناچار صورت واقعہ کو قرار واقع پادشاہ کو عرضداشت میں لکھا اور مدد کو
طلب کیا۔ پادشاہ سمجھا کہ یہ مہم اہم سلطان خرم کے بغیر خاطرخواہ انجام نہ ہوگی۔ سپاہ مخالف
کی افواج نے خاص کر حبشیوں کے خیل نے جن کا سردار ملک عنبر ہے سرتاسر ملک دکن کو
تسخیر کر لیا ہے اُس نے یہ تجویز کی کہ خود اجمیر سے چل کر منڈو میں توقف کرے اور سلطان
خرم کو دکن کی تسخیر اور دکنیوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجے اُس نے سلطان خرم کو اس
مہم کی اجازت دی اور شاہی کا خطاب دیا اور اصل منصب پر اضافہ کر کے بست ہزاری ذات
و دس ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ بنایا اور بہت امرا اس کے ساتھ تعینات کئے اور مہابت
خاں کو حکم دیا کہ سزاولی کر کے سلطان پرویز کو الہ آباد روانہ کرے سلخ شوال ۱۰۲۵ھ کو شاہ خرم
دکن کو روانہ ہوا۔ یہ کشور سرحد برہان پور سے لے کر ساحل دریاء شور تک دشمنوں کی افواج
کے تلاطم سے شورش طوفان میں آن کر زلزلہ خیز ہو رہی تھی شاہ خرم چتوڑ و مندسور
کی راہ سے دکن کی طرف چلا جب اس کا لشکر رانا کی سرحد پر آیا تو رانا امر سنگھ اُس سے
ملنے آیا اور بعد مراسم نذر و خلعت کے وہ اپنے وطن کو گیا اور اپنے پوتے جگت سنگھ کو ہزار
سواروں کے ساتھ شاہ خرم کی ہمراہی کے لئے بھیجا اب لشکر شاہی برہان پور کی طرف
روانہ ہوا اثناء راہ میں وکلاء عادل خاں ملے جو پہلے بادشاہ پاس بھیجے گئے تھے اُن کو
مراجعت کی اجازت دی گئی اور علامی افضل خاں و رائے رایان کو بیجاپور اور میر کی مخاطب
معتمد خاں اور رائے جادوں داس کو حیدرآباد روانہ کیا کہ عادل خاں و قطب الملک کو پند و نصائح
ہوش افزائے حقیقت کار پر آگاہ کریں اور شاہ راہ اطاعت پر لائیں جب دریائے نربدا
کے کنارہ پر شاہ خرم آیا تو تمام منصب دار تعینات صوبہ دکن مثل خان خانان و خان جہاں و
مہابت خاں و شاہ نواز خاں خلف خان خانان و عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ و راجہ بہادر سنگھ
و داراب خاں و راجہ نرسنگھ بندیلہ وغیرہ استقبال کو آئے روز دوشنبہ ۵ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ کو شاہ

خرم برہان پور میں داخل ہوا اور اس تاریخ کو جہانگیر منڈو میں رونق افروز ہوا۔

جب شاہ خرم کے اور پادشاہ جہانگیر کے آنے کی خبر اہل دکن نے سُنی تو اپنے میں تاب مقاومت نہ دیکھی اور یہ قرار دیا کہ اطاعت کیجئے اور جو ملک متعلق پادشاہی کو دبائے بیٹھے ہیں اس کو چھوڑ دیجئے اور خراج سپاری اور مالگذاری و فرمان پذیری کو اختیار کیجئے افضل خاں اور راے رایان جب بیجاپور پہنچے تو عادل خاں نے ان کا پانچ کوس سے استقبال اور پادشاہی احکام کی اطاعت کی اور تعہد کیا کہ تمام ولایات پادشاہی کو اور قلعوں کی کنجیوں کو خاص کر حصار احمد نگر کی کنجی پادشاہی آدمیوں کو حوالہ کروں گا اور پیشکش گراں بہا پادشاہ پاس بھیجوں گا اور آیندہ پیشتر سے بیشتر جان سپاری اور خراج گذاری کروں گا ان سب عہد و پیمان کی خوش خبری سید عبد اللہ نے پادشاہ پاس جا کر سُنائی۔ عادل خاں نے افضل خاں و راے رایان کو دو لاکھ روپیہ دیئے اور پندرہ لاکھ روپے کے نقد و جنس پیشکش میں ارسال کئے۔ یہ پیشکش لیکر راے رایان تو احمد نگر میں پہنچکر قلعہ میں داخل ہوا اور بالاگھاٹ کے تمام محال تحت و تصرف میں لایا۔ پادشاہ کو عرضداشت میں یہ حال لکھا حضرت نے خنجر خاں کو جو سپہ دار خانی کا خطاب رکھتا ہے تھانہ جالناپور کے اور اس کے مضافات کے انتظام کے لئے بھیجا جہانگیر نے اس کو جس کا آخر خطاب جان سپار خاں ہوا قلعہ احمد نگر کی نگہبانی کے لئے متعین کیا راے رایان نے پادشاہ کے حکم کے موافق قلعہ جان سپار خاں کو سپرد کیا اور خود افضل خاں سے ملا اور عادل خاں کی پیشکش پادشاہ پاس لایا۔ میر کی اور راے جادوں داس جو حیدرآباد اور گلکنڈہ گئے تھے وہ اس ولایت کے قریب پہنچے قطب الملک آگاہ دلی اور ہوشیار مغزی سے بہرہ رکھتا تھا وہ اس زمانہ میں پادشاہ سے سرکشی پر راضی نہ ہوا تھا گویا چار سبب ظاہری عادل خاں وغیرہ سے مدارا کے سبب سے موافقت آشکارا رکھتا تھا اس نے ۵ رجب سنہ ۱۰۲۶ کو ان سفیروں کا پانچ کوس سے استقبال کیا اور شہر میں لایا اور اسی روز سے پیشکش کا سامان کیا۔ پندرہ لاکھ روپیہ کی پیشکش روانہ کی میر کی اور راے جادوں داس نے بہت جلد یہ پیشکش پادشاہ کے پاس پہنچا دی

جب دنیاداران دکن سلطنت ولایات متعلقہ پادشاہی کو حوالہ کیا اور خود دارالامان سلامت و عافیت میں آئے۔ تو شاہ خرم کی خاطر جمع ہوئی اور بے اختیار مراجعت کا ارادہ ہوا اور عبدالرحیم خانِ خاناں کو خاندیس و برار و دکن کا صاحب صوبہ بنایا بائیس ہزار سوار سات ہزار پیادے برقنداز۔ کماندار اس کی کمک کے لئے مقرر کئے اُن میں سے بارہ ہزار سوار اُس کے خلف الصدق شاہ نواز خاں کو محال دکن کے انتظام کے لئے دیے گئے اور بالاگھاٹ کے ہر ایک سرکار اور تھانہ اور پرگنہ میں امراے عظیم الشان میں سے ایک کو تفویض کیا مثل احمد نگر و جالنا پور و مونگی پٹن و سرکار باسم و پاتھری و دھکرو و ماہوار و کھیرا و کلم و پرگنہ بالاپور و اہیر و پرگنہ برکہ جو بمنزلہ سرکار کے ہے اور ان سب کا حاصل دو کرور دام یعنی ٥٠ لاکھ روپیہ ہے سلطان خرم نے باپ کی خدمت میں جانے کی راہ لی۔ اثناء راہ میں وہ فوج کہ گونڈوانہ کے سرکشوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے برہان پور سے بھیجی گئی تھی شاہ خرم سے ملی اور اس نے حقیقت واقعہ اور کیفیت خدمات کو جو اس ولایت میں کیں تفصیل بیان کیا کہ ملک کی تخریب اور اہل ملک کی تادیب سے راجاؤں نے اماں مانگی اور ہر سال باج و خراج دینا قبول کیا چاندہ سے ٨٠ فیل اور دو لاکھ روپیہ نقد اور جانیہ سے ٣٠ ہاتھی اور ایک لاکھ روپیہ نقد پیشکش کے لئے حاصل ہوا جب شاہ خرم منڈو کے قریب آیا تو دارا شکوہ اور شاہزادے اور اور امراے عظیم استقبال کو گئے اور جب شاد آیا تو باپ نے بھی چند قدم بے اختیار استقبال کیا اور گلے لگایا اور محبت اور ادب نے اپنا جلوہ دکھایا اصل پر اضافہ کرکے منصب سی ہزاری و بست ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ دیا۔ خطاب شاہجہانی عطا ہوا اور مسند پر تخت کے قریب جلوس کرنے کا حکم ملا۔ جہانگیر نامہ میں یہ عبارت دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھی ہے کہ این عنایتے است نمایاں و لطفے است بے پایاں کہ نسبت بہ آن فرزند سعادتمند ظہور یافت۔ چہ از زمان حضرت صاحبقران تا حال ہیچ پادشاہے ازیں سلسلہ علیہ این گونہ عنایتے سرشار بفرزند شائستہ خود نمودہ۔ باپ نے بیٹے کے

اول دفعہ دکن سے شاہ خرم کا دربار شاہی میں آنا اور شاہجہاں کا خطاب پانا اور کرسی طلا پر جلوس کرنا

سر پر زر و گوہر نثار کیے اور امرا کو جو اس مہم میں شریک تھے خلعت و انعام مرحمت کیے شاہ خرم نے جو پیشکش بادشاہ کو دی اُس کی قیمت کا تخمینہ بیس لاکھ روپیہ قرار پایا اور سوا اس کے دو لاکھ روپے نور جہاں بیگم کو اور ۶۰ ہزار روپیہ اور بیگموں کو دیا غرض کل بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ پیشکشوں میں دیا گیا۔

جب جہانگیر گجرات گیا تو شاہجہاں اُس کے ساتھ گیا۔ بادشاہ نے اس کو نہایت گراں بہا لعل و گوہر عنایت کیے اور گجرات میں پہنچکر صوبہ گجرات کے انتظام کا اہتمام شاہجہاں کو دیا اُس نے تین فوجوں کو مرتب کر کے اس طرح روانہ کیا۔ ایک فوج کو بسرکردگی راے رایان جام تہارہ کے مفسدوں کی سرکوبی کے لیے رخصت کیا دوسری فوج کو بسرکردگی راجہ بھیم ولد رانا امر سنگھ کانتھ جی کی سرکشوں کی گوشمالی کے لیے نامزد کیا اور تیسری فوج کو بسرکردگی سیف خاں کنارہ دریاے سابرمتی کے فتنہ جویوں کے لیے روانہ کیا۔ تھوڑے دنوں میں سیف خاں اور راجہ بھیم اپنے کام کو سرانجام دیکر اُلٹے چلے آئے راے رایان جب زمین جام تہارہ میں آیا تو اس نے جد و جہد و کوشش کر کے اس مقام کے لوازم اور پیش رفت مہام کے حق کو ادا کیا اور اہل طغیان کو مطیع بنا کے بادشاہ کے پاس لایا ہر ایک نے سو کچھی گھوڑے پیشکش میں دیے۔

بادشاہ نے ان دنوں میں سُنا تھا کہ سورج مل ولد راجہ باسو نے فرمان بری چھوڑ کر بے راہ روی اختیار کی اور کوہستان پنجاب کے زمینداروں کو فریب دے کر پرگنات پنجاب پر دست درازی کی بادشاہ نے شاہجہاں کو اُس کا فرنعمت کی تادیب سپرد کی۔ جہانگیر کا ارادہ کانگڑہ کی فتح کا بھی تھا وہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں بھی فتح نہ ہوا تھا اس مہم کا اہتمام بھی شاہجہاں کو سپرد ہوا اور اُس نے راے رایان کو جس کا خطاب راجہ بکرماجیت ہو گیا تھا یہ خدمت سپرد کی وہ ۲۲ رمضان ۲۷ھ ایک جرار فوج کے ساتھ احمد آباد دار السلطنت گجرات سے روانہ ہوا۔ ۲۵ کو بادشاہ بھی آگرہ

شاہجہاں کا باپ سے بہت کچھ پانا اور گجرات کا انتظام کرنا

شاہجہاں کا کوہستان پنجاب کی مہم پر جانا اور کانگڑہ کو فتح کرنا

کی طرف چلا - شاہجہاں اُس کے ہمراہ تھا اثناء راہ میں سُنا کہ راجہ بکرماجیت کے روانہ
ہونے کی خبر سنتے ہی سورج مل قلعہ موکہ میں چلا گیا جو بلند کوہسار اور دشوار گذار جنگل
کے درمیان واقع ہے یہ قلعہ اس حدود کے زمینداروں کا مفر و مقر ہے - راجہ بکرماجیت
نے بہت جلد جا کر اس قلعہ کو فتح کر لیا اور سات سو آدمیوں کو قتل کیا اور ایک جماعت
کثیر کو اسیر و دستگیر کیا - سورج مل بھاگ کر قلعہ اسرال میں گیا جو راجہ جے نال کی کوہستان
کی حدود میں ہے - راجہ بکرماجیت نے اس قلعہ کو بھی دو تین روز میں فتح کر لیا اور ہزار
آدمیوں کو قتل کیا اور بہت آدمی گرفتار کئے پادشاہی آدمی بھی کشتہ و زخمی ہوئے
سورج مل بھاگ کر راجہ جے پال کے قلعہ میں گیا - راجہ بکرماجیت نے ایک فوج اپنے ساتھ
لی اور دوسری فوج ابراہیم خاں کے حوالہ کی کہ تلاور کی راہ سے جمرد ہی میں آئے
اور خود نور پور سے ابتدا کر کے پانچ قلعوں کو فتح کیا - قلعہ کوتلہ کی فتح کا ارادہ کیا اسکے
تین طرف آب بے پایاب تھا اور مادھو سنگھ برادر سورج سنگھ اس کے استظہار پر قوی
دل تھا راجہ نے کوتلہ کو بھی فتح کیا - اب راجہ جے پال کے قلعہ کی فتح کا تہیہ کیا کہ سورجمل
کے مرنے کی خبر آئی اُس کے تمام اموال کی بازخواست راجہ جے پال سے کی اور اُس
سے وعدہ وعید کئے - راجہ نے عاقبت اندیشی کر کے تمام مال اور نقود و اجناس گھوڑے
ہاتھی اور اس کے بیٹے و بھائی مادھو سنگھ اور تمام متعلقوں اور منسوبوں کو راجہ بکرماجیت
پاس بھیجدیا - راجہ نے ان سب کو بادشاہ پاس فتح نامہ کے ساتھ بھیجدیا اور برسات کا
موسم نور پور میں بسر کیا اور پھر کانگڑہ کی تسخیر میں مصروف ہوا جس کا حال کارنامہ جہانگیری
میں لکھا گیا وہ کچھ شاہجہاں سے متعلق نہیں رکھتا - اس مہم میں شاہجہاں کی حسن تدبیری تھی
کہ اس نے اس مہم میں ایسے آدمی مقرر کئے کہ جو کامیاب و فتحیاب ہوئے -

شاہجہاں باپ کے ساتھ غرہ صفر ۱۰۲۸ھ کو فتح پور میں آیا اور یہاں اس کی
اٹھائیسویں سالگرہ ہوئی - شاہجہاں کی ماں کا انتقال ہوا اس کا نام جگت گسائنی اور عرف

جودھ بائی تھا وہ اودے سنگھ راجہ مارواڑ کی بیٹی تھی جس کا عرف راجہ موٹہ تھا جس سے
اس کو نہایت ملال ہوا پادشاہ نے اس کی خاطر جمع کی - جہانگیر کشمیر کی سیر کو ۵ شوال ۱۰۲۹؁
کو روانہ ہوا - شاہ جہاں اُس کے ساتھہ تھا جب جہانگیر کشمیر میں آیا تو باغات و عمارات کی تعمیر کا
اہتمام شاہ جہاں کو سپرد کیا اُس کو شوق طبعی اس طرف تھا ایک باغ لگایا اور اُسکا نام فرح بخش رکھا
اس میں جابجا عمارت نہایت رفعت و متانت و زیب و زینت کے ساتھہ تعمیر کرائیں پادشاہ
دوم مہر ۱۵؁ جلوس کو دار السلطنت کی طرف چلا - اس اثنا میں خان خاناں کی عرضداشت اس
مضمون کی آئی کہ ان دنوں میں لشکر شاہی تخت خلافت سے دور ہوا اہل سرحد کا خصوصًا ولایت
جنوبی کے ساکنوں کا خوف و ہراس کم ہوا - دکھنیوں نے بدستور معہود فرصت پاکر سرکشی کی اطراف
احمدنگر اور اکثر اس کے مضافات اور تمام محال دکن میں سے بعض پر انہوں نے تصرف کیا اور
اولیاء دولت پر ایسا کار تنگ کیا ہے کہ اُس سے مزید متصور نہیں - پادشاہ اس خبر کو سنکر اپنی جگہہ
سے ہلگیا اور اُس نے ارادہ کیا کہ لاہور میں پہنچکر مہام دکن کا سرانجام شاہجہاں کو پھر حوالہ کرے
دکھنیوں کا ہمیشہ یہ دستور رہا تھا کہ جب وہ لشکر شاہی سے دب جاتے تھے تو عاجزی کرکے
اطاعت کا وعدہ کرتے اور جب اُن کو موقع ملتا تو پھر سرکش ہوجاتے شاہجہاں جو پہلی دفعہ
برہانپور گیا تھا اور دکھنیوں نے جو اطاعت کے عہد و پیمان کئے تھے وہ پہلے بیان ہوئے
لیکن جب شاہ جہاں کشمیر کی سیر کو گیا اور دار الخلافہ سے دور ہوا تو انہوں نے پھر سر اوٹھایا
لاہور میں خان خاناں کی یہ عرضداشت آئی کہ تین دنیاداران دکن نظام الملک و قطب الملک
و عادل خاں نے باہم اتفاق کیا اور پچاس ہزار لشکر جمع کیا اوّل بالا گھاٹ کی وہ ولایتیں کہ
پادشاہ کے قبضہ میں تھیں اُن پر دست تصرف کیا امرا اور منصب دار پادشاہی خواہی نخواہی
اُس کے استیلا سے وہاں سے بھاگ کر آپس میں ملے اور تھانہ بھکر کو استحکام دیا تین مہینے تک
لڑتے رہے غنیم کا غلبہ رہا اس کا لشکر بہت تھا اور اُس نے سب طرف سے راہیں مسدود
کیں چنانچہ اصلا رسد آذوقہ ہوا خواہوں کو نہ پہنچنے دیا اور بہت محاصرے دراز ہوئے اور

دکن کی تسخیر کے لئے شاہجہاں کا دوبارہ جانا

جملہ

شدت عسرت نہایت مرتبہ پر پہنچی۔ ناچار گریوہ پوری سے نیچے آن کر بالاپور میں توقف قرار دیا دکنیوں نے بالا گھاٹ پر قناعت نہیں کی بالاپور کے نواح میں بھی ترکتازی اور دست درازی شروع کی اور راہوں کو اس طرح بند کیا کہ غلہ کا پہنچنا متعذر رہا نہایت تنگی ہوئی۔ ناچار دولت خواہوں نے خواہ نخواہ بالاپور کی نگاہداشت سے ہاتھ اوٹھایا۔ برہانپور میں وہ سب آپس میں ملے اس سبب سے غنیم کو دلیری ہوئی مساعدت وقت کی فرصت کو غنیمت گنا اور تمام ولایت متعلقہ پادشاہی جو دکن وخاندیس وبرار میں اولیاء دولت کے تصرف میں تھی اس کو پائمال کیا اور برہان پور کا محاصرہ کیا۔ بار بار اسی قسم کی عرضداشتیں آئیں پھر خان خاناں کی عرضداشت آئی کہ جس میں نہایت عسرت وتنگی وقت کا اظہار تھا اور اپنے احوال کو تشبیہ اُس نے خان اعظم کے اس حال سے دی تھی جو مرزا بان گجرات کے محاصرہ کے وقت تھا اور یہ تصریح کی تھی کہ اگر حضور شہنشاہ اکبر کی طرح عمل نہ کرکے اس جگہ تشریف نہ لائیں گے تو ناچار مجھ کو راجپوتوں کے طریقہ ناستودہ جوہر پر عمل کرنا پڑے گا اور نقد جاں کو حضور پر سے نثار کروں گا اس عرضداشت سے پادشاہ کا مزاج برہم ہوا اُسنے غرہ صفر ۱۰۳۰ھ کو شاہ جہاں کو کمال عظمت وجلال کے ساتھہ دارالخلافہ لاہور سے دکن کی طرف روانہ کیا۔ دس کروڑ دام بصیغہ انعام اُسے مرحمت کئے اور موافق منصب سی ہزاری ذات وبیس ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ معہ انعام چالیس کروڑ دام ہوتے تھے اب اس کا مجموعہ پچاس کروڑ دام مقرر کیا اور شاہ جہاں کے بیس نامور معتبروں کو خلعت ومنصب وغیرہ عنایت کیا امراے نامدار مثل عبداللہ خاں وخواجہ ابوالحسن ولشکر خاں وسردار خاں وسید نظام ومعتمد خاں جو لشکر کا بخشی تھا ساتھہ کئے اور بہت سے احدی وبرق اندازوں کو پچاس لاکھہ روپیہ کے ساتھہ ہمراہ کیا۔

سلطان خسرو

باپ کے ساتھہ بے ادبی کرنے سے سلطان خسرو ہمیشہ نابینوں کی پتلی کی طرح نظر بند رہتا تھا اور اپنے پاداش میں گرفتار تھا اور اُس کی نگہبانی خواجہ ابوالحسن کو سپرد تھی اب

خواجہ شاہ جہاں کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا - جہانگیر نے شاہجہاں کی جمعیت خاطر کے لئے
خسرو کو شاہ جہاں کے وکلا کے سپرد کیا - شاہجہاں ابتدائے عمر سے جوانی تک کسی نشہ
کی طرف مائل نہیں ہوا اور چوبیس برس کی عمر تک شراب کی طرف رغبت نہیں کی باپ نے
ایک جشن میں اس کو شراب پینے پر مجبور کیا - باوجود باپ کے حکم کے شراب پینا عقل و
شرع کے خلاف شاہجہاں کی طبیعت پر گراں تھا اُس نے باپ سے یہ عہد کیا تھا جب میری
عمر تیس سال کی ہوجائے تو پھر مجھے شراب پینے کا حکم نہ دیجئے گا وہ کبھی کبھی جشن و شادی میں
عیش و عشرت کے وقت بغیر طبیعت کی رغبت کے باپ کے حکم سے چند جرعہ شراب
کے پی لیتا تھا جس سے اس کو کمال ندامت ہوتی تھی اور مسئلہ توبہ کا جویا رہتا - اب ان
دنوں میں کہ وہ دکن کی فتح کی طرف متوجہ ہوا تو شاہجہاں سے عرض کیا گیا کہ افواج غنیم
بہت ہے اور اس نے برہان پور کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اس کو بڑا غلبہ و تسلط حاصل ہو گیا
ہے تو اس نے کہا کہ حضرت بابر جب رانا سنگا سے لڑے تھے تو انہوں نے شراب سے
توبہ کی تھی اور اس توبہ کی برکت سے خدا نے ان کو فتح و فیروزی دی تھی میرے دل میں
بھی ہے کہ میں انہی کی طرح شراب پینے سے توبہ کروں کہ اس مہم سے عہدہ برآ ہوں اور خدا
میری دعا قبول کرے جب غرہ ربیع الاول ۱۰۳۰ھ کو دریائے چنبل پر لشکر آیا اور روز ن قمری
سال سیم کا جشن ہوا تو اس نے شراب سے توبہ کی اور شراب کو دریا میں پھکوا دیا اور تمام
ظروف طلا و نقرہ و مرصع کہ انجمن عشرت کی زینت اور بزم سرور کے زیور تھے توڑ ڈالے اور
ارباب استحقاق کو تقسیم کر دیے پھر بغیر مقام کے کوچ پر کوچ کیا اور آرام کو اپنے اوپر حرام کیا
لشکر اجین میں آیا محمد تقی قلعہ منڈو کا محافظ تھا - اس کی اس مضمون کی عرضداشت آئی کہ
۲۷ اسفندار ۱۵ھ جلوس کو منصور فرنگی آٹھ ہزار سوار دکنی لے کر آب نربدا کے کنارہ پر
پہنچا اور پھر دو پہنچنے کے وہ آتشی نہاد باد کی مانند آب سے گذرا اکبرپور کو بے سر کیا اور
بے محابا رفتہ رفتہ نواحی قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اب پائے کتل میں آنکر قلعہ کے اندر داخل

شاہجہاں کے جشن میں باپ نے شراب پینے پر مجبور کیا - شاہجہاں کا شراب چھوڑنا

ہونے کا ارادہ رکھتا ہے باوجود اس کے کہ قلعہ وسیع بہت ہی حصار میں شکست وریخت بہت ہے۔ میں دشمنوں کی مدافعت میں کوشش کرتا ہوں مگر چند کوتاہ نظر پست فطرت ایسے ہیں کہ وہ لشکر کی قلت وکثرت کو نصرت وہزیمت کی علت جانتے ہیں۔ وہ دشمنوں کی کثرت کو دیکھ کر سستی وپست ہمتی کرتے ہیں اگر حضور کی کومک دیر میں پہونچے گی تو خدا نخواستہ ان کی ضعف عقل سے اور دشمن کے قوت غلبہ سے چشم زخم پہونچے گا۔ جب شاہجہاں کو عرضداشت کا مضمون معلوم ہوا تو خواجہ ابوالحسن کو چار پانچ ہزار سواروں کے ساتھ پرگنہ دیبال پور سے روانہ کیا اور خواجہ بیرام بیگ میر بخشی کو اپنے خاصہ ہزار سوار دے کر لشکر کی ہراولی تفویض کی اور حکم دیا کہ برسم منقلا بہت جلد مقصد کے لئے روانہ ہوں جب خواجہ حوالی منڈو میں گیا تو محمد تقی و یوسف خاں کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ خواجہ سے آن کر ملے اور ہزار سوار ساتھ لے کر دشمن کے روبرو آئے اور جنگ صف کی اور مخالفوں کو باوجود کثرت کے شکست دی۔ وہ بھاگے محمد تقی ان کے پیچھے پڑا وہ دریا سے پار گئے تو ایک اور فوج ان کی کمک کو آگئی تو پھر انہوں نے دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر محمد تقی نے ان کو اپنے تیر و بندوق کی مار سے دریا پار نہ ہونے دیا جب خواجہ ابوالحسن کو مخالفوں کی شکست کی خبر پہونچی تو وہ اور بیرام بیگ اور تمام بندہائے پادشاہی شباشب ایلغار کر کے شتابی سے محمد تقی سے ملے اور سب متفق ہو کر دریا پار گئے اور دشمن سے لڑے اس نے کچھ دیر بان اندازی کی مگر پھر بھاگ گیا۔ لشکر شاہی کے روبرو کھڑا نہ رہ سکا لشکر پادشاہی نے چار کوس تک اس کا تعاقب کیا اور بہت آدمیوں کو قتل کر کے مراجعت کی جب شاہجہاں کو اس فتح کا مژدہ پہونچا تو ۷ ربیع الاوّل ۱۰۳۰ھ کو قلعہ منڈو میں آن کر محفل جشن نوروزی اور انجمن شادی وفیروزی کو مرتب کیا ان ایام میں برہان پور سے خان خاناں اور کل امراء کی اس مضمون کی عرائض آئیں کہ غنیم پاس ساٹھ ہزار سوار ہیں اور اس کی دلیری اور جرات کی نوبت یہاں تک پہونچی ہے کہ اس نے شہر بند برہان پور کا کمال جمعیت خاطر سے احاطہ

کر لیا ہے حضور کے ساتھ تھوڑے آدمی ہیں اُن کو ساتھ لے کر غنیم کے روبرو ہونا
حزم و احتیاط سے دُور ہے صلاح دولت اس کی مقتضی ہے کہ جب تک کل لشکر اور منصب دا-
جن کو اس مہم کے لئے حکم ہوا ہے جمع ہوں حضور کسی موضع میں جہاں راستے خالی ہو قیام
فرمائیں جب ان عرائض کا مضمون عرض اعلیٰ میں پہونچا تو کل دولت خواہوں نے جو ہمراہ
تھے ظاہر معاملہ پر نظر کرکے توقف میں صلاح بتائی مگر شاہجہاں کو یہ رائے پسند نہ آئی اتنا
توقف کیا کہ بخشیوں نے سپاہ کے چار حصے کرکے سامان تیار کیا ۱۱ جمادی الثانی سنہ ۳۹
کو اپنے خاصہ دس ہزار سواروں اور پانچ چھ ہزار بادشاہی سواروں کے ساتھ برہان پور کی
طرف کوچ کیا اب نربدا پر عبداللہ خاں بھی دو ہزار سواروں کے ساتھ شاہجہاں سے
آن ملا۔ شاہجہاں نے عبداللہ خاں و راجہ بکرماجیت کو ہراول اور خواجہ ابوالحسن کو جرانغار
دیا اور خود قلب سپاہ میں رہا اور دریاء نربدا سے عبور کیا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو برہان پور سے
باہر آیا خان خاناں کی جان میں جان آئی۔ وہ شہر کو چند امرا کو سپرد کرکے شاہجہاں کی خدمت
میں آیا۔ ۲۶ جمادی الاول سنہ ۳۹ کو خطہ برہان پور میں شاہجہاں آگیا۔ مخالف کا لشکر بغیر جہت
و مخالفت کے خاطر جمعی کے ساتھ ترکتازی اور دست درازی کرتا تھا کسی طرف سے اُس کی
چشم نمائی ہوتی نہ تھی وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ خان خاناں اس ولایت کا صوبہ دار اور ریاست
دان تھا اُس نے اور امراء نے عرض کیا کہ اس مرتبہ کثرت غنیم کو غلبہ اور طرح کا ہے اور
اس موسم میں گرمی کمال شدت کی ہے اور تردد نہایت دشوار ہے اور اکثر دواب بسبب
خوراک کی تنگی اور کمی علف سے معرض تلف میں آئے ہیں اور برسات کا موسم قریب ہے
اس سے زیادہ آگے کام نہیں چل سکتا کہ جد و جہد کرکے دشمن کو ایسا ہٹا دینا چاہئے کہ دولت
آباد سے وہ آگے نہ بڑھے اور خود دریا کے اس طرف قیام کرکے برسات کے بعد مخالفوں
کو زیر کرکے بالاگھاٹ جانا چاہئے جب سب امرا نے متفق الکلمہ ہو کر یہ عرض کیا تو شاہجہاں
نے فرمایا کہ دولت خواہی اور تدبیر کا مقتضا یہی تھا جو تم نے عرض کیا۔ دیکھئے حکم تقدیر کیا ہوتا

سے وہ اس کار کے سر انجام اور اس مہم کے دشوار کے اہتمام میں مصروف ہوا کہ کل کوکیاں
برہان پور کی خاصہ سپاہ کی برآورد بنائی کہ جن کی محال جاگیر مدتوں سے دکنیوں کے تصرف
میں تھی اور اسناد بغیر درست کرنے کے دجوہ مطالبہ از روے سیاہہ معروض ہوا خزانہ کے
متصدیوں کو حکم دیا کہ تنخواہ نقد دیدیں تاکہ مایحتاج کے تہیہ میں تعویق نہ ہو تھوڑی مدت
میں اس صوبہ کے کوکیوں کو چالیس لاکھ روپیہ دیدیا اور تیس ہزار سوار آمادہ کارزار کئے انمیں
سے سات ہزار سوار خاصہ تھے اور افواج کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر سردار کو چھ
ہزار سوار دیے ایک فوج کا سردار داراب خاں خلف خان خانان کو بنایا اور دو فوجیں
عبداللہ خاں اور خواجہ ابوالحسن کو اور دو فوجیں راجہ بکرماجیت و راجہ بھیم کو تفویض کیں۔ کل
سپاہ کی سرداری داراب خاں کو حوالہ کی کہ انجمن کنگاش اس کی منزل میں منعقد ہو لیکن
درحقیقت امور کلی و جزوی کا حل و عقد راجہ بکرماجیت کی راے کے استصواب پر موقوف
تھا ۲ جمادی الاولی سنہ ۱۰۳۰ کو برہان پور سے لشکروں کو جانے کی اجازت ملی پانچ چھ روز
ضروریات پورش کے لئے سواد شہر میں قیام ہوا۔ اور پھر دریا تاپتی سے جس پر شہر ہے گذر کر
ایک کوس پر لشکر ٹھیرا صبح کو یاقوت حبشی کہ مخالف کی کل فوج کا سردار تھا اپنی قرارگاہ کی
ایک کوس چل کر لڑنے آیا آتش ستیز و آویز بلند ہوئی شاہی لشکر نے مخالفوں کو سات
کوس آب عادل آباد تک بھگایا اور دشمنوں نے آب و آتش سے اپنے تئیں نکالا اور انکے
پانچسو آدمی قتل اور تین سو قید ہوئے اور شاہی لشکر کو بہت گھوڑے و اونٹ و چتری
و پالکی و علم نقارہ اور اسی طرح کی چیزیں ہاتھ آئیں۔ پادشاہی دو سردار شیر بہادر اور اللہ وردی
قتل ہوئے پھر لشکر شاہی عادل آباد سے ملکاپور کی طرف متوجہ ہوا افواج غنیم نے مالش
جو سزا پائی تھی راہ میں اصلا نمودار نہ ہوئے جب پادشاہی لشکر مول میں آیا اور داراب خاں
اور راجہ بکرماجیت تین سو سواروں کے ساتھ لشکر اترنے کی جگہہ قرار دے رہے تھے کہ پھر
ایک لڑائی ہوئی اور مخالفوں کو شکست ہوئی اور داراب خاں نے ایک کوس تک تعاقب

کیا اور دو سو آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور مظفر و منصور اپنے لشکر سے آن ملا پھر لشکر شاہی بالا گھاٹ
میں آیا اور یہاں سارے لشکر کے ملجانے کے لئے انتظار کیا اور محمد تقی ہزار سوار لیکر ولایت
برار میں اور محمد خاں نیازی فوج لیکر ملک خاندیس میں آئے اور محال متعلقہ بادشاہی پر تصرف
کیا۔ اب عنبر نے سپاہ کو نوشتہ سرزنش آمود بھیجا تو اُس کا سارا لشکر بادشاہی لشکر سے لڑنے
کے لئے روبرو آیا اُن کے ہراول سردار جادوں راے و سانڈے لیا و دلاور خاں دانش خاں
تھے۔ راجہ بکرماجیت کی ہراول کی فوج سے اُس کی مٹ بھیڑ ہوئی جس میں سید صلابت خاں
و سید علی و سید جعفر و سید مظفر اور اور سادات بارہ اور اودا۔ جے رام دکھنی سردار تھے
طرفین میں دیر تک جنگ ترازو رہی ٹیک راؤ جو دکھنیوں کا بڑا سردار تھا بے سر ہوا اور بادشاہی
سرداروں میں سید علی بارہ کے محضر سیادت پر مہریں زخم ہائے کاری کی لگیں اور وہ ہلاک ہوا
اور حمید خاں برادر فرہاد خاں حبشی و سید مظفر بارہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار مخاطب بخانجہانی
اور اُس کے بھائی سید جلال و سید بایزید شہید ہوئے۔ راجہ بکرماجیت جسوقت کہ دشمن کے
ہراول سے لڑرہا تھا یاقوت حبشی سردار قول غنیم کو فرصت ملی کہ وہ بادشاہی لشکر کے احمال و
اثقال پر آیا زمین کی ناہمواری اور اہل اُردو و دواب کی کثرت سے چنداول کی فوج کی پاسبانی
آسانی سے ہو سکی مضرت عظیم اُس کو غنیم نے پہنچائی اور اکثر آدمیوں کے گھوڑے اور اسباب
غارت ہوئے۔ جب یاقوت کی دست اندازی کی خبر ہوئی تو راجہ بسبب دُور دست ہونے
کے وہاں نہ پہنچ سکا مگر بے توقف اُس نے دشمن سے کارزار شروع کی طرفین نے کوشش
مردانہ کی۔ بادشاہی سردار صادق خاں و عبدالکریم بیگ و گدا بیگ و خواجہ طاہر و باقی بیگ
اور بعض اور ہلاک ہوئے۔ دکھنیوں میں فیروز خاں حبشی سات آدمیوں کے ساتھ قتل ہوا
اُس روز سے کہ افواج شاہی پائے بالا گھاٹ میں آئی ۱۲ اردی بہشت کو وہ کھرکی سے
چھ کروہ پر پہونچے۔ کھرکی نظام الملک و عنبر کی دارالقرار تھی اس عرصہ میں ہر روز
لڑائیاں ہوئیں جن میں لشکر شاہی کا پلہ بھاری رہا پھر موضع جنکل تھانہ میں کہ کھرکی سے

چار کوس پر ہی لشکر شاہی آیا تو افواج غنیم نے جنگ شروع کی دونوں طرف سے دار و گیر
کر و فر خوب ظہور میں آئے بدستور معہود دکنی فرار ہوئے لشکر شاہی نے کھرکی کی طرف باگ
اٹھائی۔ یہاں لشکر آنے سے پہلے عنبر نے شہر کو خالی کیا اور نظام الملک اور اس کے اہل
کو قلعہ دولت آباد میں لے گیا اور اپنی بڑی سپاہ کو پادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے
چھوڑ گیا اور خود دس ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ دولت آباد میں چلا گیا جب لشکر شاہی
کھرکی میں آیا تو مخالفوں کی سپاہ بھاگ گئی اور لشکر شاہی کھرکی میں تین روز مقیم ہوا۔
اس نے اس شہر کو کہ پندرہ سال کے عرصہ میں ملک عنبر نے آباد کیا تھا جلا کر تباہ و خاک سیاہ
کر دیا۔ کھرکی سے ایک کوس آگے لشکر شاہی بڑھا تھا کہ یاقوت خاں سپاہ لیکر راجہ بکرماجیت
کی سپاہ چنداول کے مقابل آیا۔ داراب خاں و راجہ نرسنگہ بندیلہ و راجہ بھیم اس کی کمک
کو پہونچے اور لشکر غنیم پر حملہ آور ہوئے اور اس کو پریشان کیا اور ایک جماعت کو قتل و
اسیر کیا۔ عنبر و نظام الملک دولت آباد میں تھے وہاں جانا لشکر شاہی نے مصلحت نہ جانا
اطراف و اکناف میں تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ کیا قلعہ احمد نگر کا محاصرہ دکنیوں نے
کر رکھا تھا خنجر خاں نے قلعہ داری شائستگی کے ساتھ کی۔ اب آذوقہ کی نایابی سے وہ بہت
تنگ ہو رہا تھا لشکر شاہی نے ۲۹ اردی بہشت کو اس طرف کوچ کیا جب خنجر خاں کو اس کی
خبر ہوئی تو وہ قوی دل ہوا اور قلعہ سے باہر آیا اور عنبر کے داماد جوہر حبشی سے جس نے قلعہ
کا محاصرہ کر رکھا تھا خوب لڑا اور دو سو آدمیوں کو قتل کیا جب لشکر شاہی مونگی پٹن کے باہر
بان گنگا کے کنارہ پر آیا تو جاسوسوں نے خبر دی کہ غنیم کا لشکر آن پہونچا ہے بمقتضائے احتیاط
و حزم ہر فوج میں سے ہزار سوار جدا کئے اور لشکر کی محافظت کے لئے متعین کئے اور دو گرد
چلے اب یہ سنکر کہ دکنیوں نے اپنی سپاہ کے دو حصے کئے ہیں تو لشکر شاہی نے بھی اپنے
دو حصے کئے داراب خاں و راجہ بھیم تو یاقوت خاں و مردم عادل خاں کے مقابلہ کے لئے
جو پندرہ ہزار سوار تھے اور باقی اور سردار دوسرے لشکر سے لڑنے گئے طرفین نے داد مردانگی

دی مگر آخر کار دکنیوں کا لشکر بھیجا ہوا دوسری فوج شاہی بسر کردگی عبداللہ خاں و خواجہ
ابوالحسن و راجہ بکرماجیت دکنیوں کی دوسری فوج سے لڑنے چلے جس کے سردار دلاور خاں
و جادوں رائے و آتش خاں تھے اور پچیس ہزار کے قریب سپاہی تھے اول راجہ بکرماجیت
پانچ ہزار سوار لے کر ہراول بنا اور جا کر لڑا فتح نمایاں حاصل کی - بار برداری کے چار پانچ
ہاتھی - گھوڑے - اونٹ بیل غنیمت میں ہاتھ آئے اس کے بعد دکنیوں کی فوج خواجہ
ابوالحسن کے مقابلہ میں آئی - بیرام بیگ بخشی نے ایک ہزار سوار سے اس کا مقابلہ کیا راجہ
بکرماجیت بھی کمک کے لئے آگیا اور خواجہ کے ساتھ اتفاق کر کے اس نے دشمنوں کو بھگایا
اور ایک گروہ نے تعاقب کیا - دو ہزار آدمیوں کے قریب قتل کیا اور ایک انبوہ کو زخمی اور
ایک جمع کثیر کو اسیر و دستگیر کیا - ان فتوحات کی اطلاع شاہجہاں کو کی -

محمد خاں نیازی اور محمد تقی جو لشکر کے ساتھ پائیں گھاٹ کے انتظام کے لئے گئے
تھے وہ بالا گھاٹ میں آئے - مدعا حسب الاستدعا حاصل ہوا جب عنبر کو اس کی خبر ہوئی
تو جادوں رائے کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس محال کو چھین لے - شاہجہاں کے
حکم سے راجہ بھیم پندرہ سو سواروں کے ہمراہ محمد تقی کی کمک کو آگیا اور جادوں رائے اور
اور اس کے ہمراہیوں کی خوب گوشمالی کی اور سب کو بھگا کر آوارہ کیا -

ملک عنبر نے جب دیکھا کہ شکستوں پر شکستیں ہوتی ہیں تو اس نے چند مردم معاملہ فہم
کارداں راجہ بکرماجیت پاس بھیجے اور پیغام دیا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ پہلی دفعہ
شاہجہاں اس جانب تشریف فرما ہوا اور دلخواہ اس کا مدعا حاصل ہوا تو عادل خاں حسن خدمت
کی ادا کا اور مراسم نیکو بندگی کا متعہد ہوا تھا اور پیشکش کا سرانجام کیا تھا اور شاہجہاں نے
اس کے عہد پر اعتماد کیا اور اس کی حیلہ پردازی اور دروغ مصلحت آمیز کو سچ جان کر
اس کا اعتبار بڑھایا - عادل خاں نے اپنے عہد کا پاس نہ کیا جس وقت کہ اسکو وقت ملا
سرکشی کی - اگر اس دفعہ مجھ بڈھے غلام کو تقصیرات معاف ہوں اور نجات کا پروانہ یعنی عہدنامہ

ملک عنبر کی اطاعت کا قول و قرار

آزادی عنایت ہو تو میں وثیقہ عہد و پیمان کو ایمان سے موکد کرتا ہوں کہ پھر اطاعت نہ
چھوڑوں گا اور محال جو پادشاہ سے تعلق رکھتے ہیں اُن کو چھوڑ دوں گا اور دم نقد گرانمند
پیشکش خود اور اور تمام دنیاداران دکن کی طرف سے سرانجام دوں گا اور سال بہ سال در
خور حال تد رشکرانہ امن امان ارسال کرتا رہوں گا راجہ نے اس گفتگو کو سنکر کہا کہ اگر
عنبر نہ دل سے راستی اور درستی پر آگیا ہے اور مکر و تزویر نہیں کرتا تو اُس کی تمام درخواستیں
شاہ کشورکشا قبول کریگا اور بالفعل اس کے صدق قول کی علامت یہ ہوگی کہ وہ احمدنگر
کے احاطہ سے ہاتھ اُٹھائے اور جو گروہ کہ خزانہ شاہی اور ضروریات قلعہ کو لے جا رہا ہے
اس کے متعلق مزاحمت نہ کرے جب یہ کام اُس سے ظہور میں آئیں گے تو اُس کی درخواستیں
شاہجہاں کے روبرو پیش ہونگیں۔ وکلا ء عنبر ان باتوں کو خدا سے چاہتے تھے اُنھوں نے
حقیقت حال عنبر کو لکھی اُس نے بے توقف اپنے آدمیوں کو دُور قلعہ سے اُٹھا لیا اس سے
اولیاے پادشاہی کو اطمینان ہوا ایک لاکھ روپیہ مدد خرچ کے لئے اور ایک ہزار تفنگچی
حفاظت قلعہ کے واسطے بھیجے وہ بے مزاحمت قلعہ میں پہونچ گئے تو تمام ملتمسات عنبر شاہجہاں
کے روبرو پیش ہو گئیں اُس نے اپنی نیک نہادی سے باوجود اس فتح وظفر کے کینہ توزی و
قہر افروزی نہ کی اور ملک عنبر کی تقصیرات کو معاف کر دیا۔ گرمی کی شدت تھی۔ برسات کا
موسم قریب تھا باپ کے ضیق النفس کے دم بدم بڑھنے کی متواتر خبریں آ رہی تھیں۔ یہ دل نگرانی
سب پر بالا تھی۔ غرض شرائط صلح عہدنامہ یہ ٹھیریں۔ حضرت اکبر کے عہد سے حضرت جہانگیر کی
مبادی جلوس تک جو پرگنات پادشاہی تصرف میں تھے اور جو ضمن صلح میں اوّل دفعہ پر بیل
اشتراک سرکار پادشاہی سے تعلق رکھتے تھے اور جن میں سے بعض مواضع و قریہ جن میں وہ
خود دخل رکھتا تھا دولت خواہان شاہی کو حوالہ کرے ان تمام محال مشترکہ کی جمع چودہ کروڑ دام یعنی
۲۵ لاکھ روپیہ تھی اور بہ وقت مصالحہ سے اب تک اسکے تحت تصرف میں تھی اُس سے ہاتھ
اُٹھائے اور نقد پچاس لاکھ روپیہ بطور پیشکش و جرمانہ لی اور یا خود و نظام الملک و عادل خاں قطب الملک

سے دلوائے۔ عنبر نے ان شرایط کو منظور کیا اور احسان مانا جب عنبر سے اطمینان ہوا تو کھڑکی کی طرف شاہجہاں نے سفر کیا قلعہ احمد نگر سرحد پر تھا۔ شاہجہاں نے بالاگھاٹ کے وسط میں ایک قلعہ سنگین بنوایا اور ظفر نگر نام رکھا اور امرائے عظام کو افواج کے ساتھ اس طرح مقرر فرمایا کہ راجہ بکرماجیت کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ ظفر نگر میں عبداللہ خاں کو مقام آرہ میں کہ ظفر نگر سے چھ کروہ پر تھا اور فوج خواجہ ابوالحسن کو موضع بیلی میں جو آرہ سے دو کروہ تھی اور سردار خاں برادر خاں مذکور کو دیو ی گام میں جو نزدیک روہن گر کے ہے اور خنجر خاں کو تین ہزار سوار کے ساتھ احمد نگر میں اور بلند خاں کو تین ہزار سوار کے ساتھ جالنا پور میں اور جاں سپار خاں کو تین ہزار سوار کے ساتھ بیر میں یعقوب خاں بدخشی کو مونگی پٹن میں اور اودا جے رام وغیرہ دکنی کو ماہور و برہان پور میں مقرر کیا دیوی گام تک جا بجا تھانے مقرر کر کے راہ گیروں کو مخالفوں کی مزاحمت و ممانعت سے فارغ کیا۔

پیشکشوں کا وصول کرنا

عنبر کی التماس پر شاہجہاں نے مقرر فرمایا کہ پچاس لاکھ روپیہ پیشکش کا اس طرح وصول کیا جائے کہ عادل خاں سے ۲۰ لاکھ روپیہ اور نظام الملک سے بارہ لاکھ اور قطب الملک سے ۱۸ لاکھ حکیم عبداللہ خاں گیلانی عادل خاں پاس اور کنہیر داس برادر راجہ نظام الملک و عنبر پاس اور عبدالعزیز خاں قطب الملک پاس اس پیشکش کے لانے کے لئے نامزد ہوئے راجہ بھیم کو افواج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ زمیندار اور راجہ گوندوانہ سے کل پیشکش لیکر روانہ درگاہ کرے ملک عنبر کے تسلط و تطاول کو عادل خاں نہیں دیکھ سکتا تھا وہ پیشکش کے ارسال میں اور محال کے تسلیم کرنے میں تعلل و تہاون کر کے دفع الوقت کرتا تھا افضل خاں جو عادل خاں سے آشنا تھا وہ بھیجا گیا اس نے عادل خاں کو سمجھایا اس نے پیشکش مقررہ جو بیس لاکھ روپیہ کی تھی نقد و جنس و جواہر و ۶۰ ہاتھی سامان کر کے افضل خاں و حکیم عبداللہ خاں کے ہاتھ بادشاہ پاس بھیجی اور افضل خاں کو دو لاکھ روپئے دیے اور قاضی عبدالعزیز خاں بھی سو زنجیر فیل اور نو لاکھ روپیہ و نقد و جنس بحساب اٹھارہ لاکھ روپیہ قطب الملک کے پاس سے لایا اور کنہیر داس بھی بارہ لاکھ کی پیشکش نظام الملک

اور عنبر کے پاس سے لایا یہ سب پیشکشیں اور فتح نامہ حکیم علیم الدین مخاطب وزیر خان پنجہزاری ذات و سوار کے ہاتھ جہانگیر پاس روانہ ہوئیں جہانگیر نے شاہجہاں کے جواب میں ایک نوشتہ استحسان و تحسین کا بھیجا۔ بہت شاباش دی اور آفریں کی۔

سلاطین ذی شان جن برادروں اور خویشوں کے معدوم کرنے کو بہبود عالم جانتے ہیں اُن سے دنیا کے خالی کرنے کو محض صواب سمجھتے ہیں اور مشیران ملک و ملت بمقتضائے مصلحت وناگزیر کار مطلق شمرکار دولت کا استیصال خیر اندیشی و بہبود اہل روزگار جانتے ہیں دین و دولت کے صواب گویوں کی تجویز سے ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ کو سلطان خسرو کو ملک عدم کو روانہ کیا جہانگیر نے شراب کے نشہ کی بے خبری میں خسرو کو شاہجہاں کو حوالہ کر دیا تھا گفتگو سے مردم کے رفع کے لئے دوسرے روز ارکان دولت اور اعیان حضرت نے تکبیر و درود ڈیڑھ کر اسکی نعش کمال تعظیم و نہایت تکریم سے اُٹھائی برہان پور سے لے جا کر عالم گنج میں اُس کو مدفون کیا اس مظلوم کی بیکسی و بیچارگی پر عورت مرد ایک درد کے ساتھ روتے تھے اور اس سانحہ ناگزیر نے مدتوں تک دور و نزدیک کو رنج و الم میں رکھا اور جب تک وہ شہر میں مدفون رہا شب جمعہ کو ایک عالم اُس کے مرقد کی زیارت کو جاتا۔ پھر یہاں سے اسکی نعش الہ آباد میں منتقل ہوئی ہر منزل میں بدستور شہر اسکی قبر نمودار کی گئی برسوں تک پنجشنبہ کو اس موضع کے آدمی گرد و اگرد سے جمع ہو کر رات کو اس خالی قبر پر گذارتے تھے سلطان خسرو کے مارنے سے غرض یہ تھی کہ جہانگیر مغیرات کے تناول سے بے پروا اور بید ماغ ہو گیا تھا اور مہام سلطنت کے سرانجام میں مطلقاً مصروف نہیں ہوتا تھا۔ مہمات ملکی و مالی کی بست و کشاد نورجہاں کی رائے سے وابستہ تھیں وہ اپنی خاطر خواہ مہمات کا حل و عقد کرتی تھی۔ وہ اور اُس کے ساتھی دوربینی اور عاقبت اندیشی پر نظر نہیں رکھتے تھے اور رشوت ستانی کی راہ کھلی ہوئی تھی زر کے وسیلے سے سلطنت کی کارفرمائی پر اور صاحب صوبگی پر نالائق عمال مامور ہو گئے تھے جس سے انتظام ملکی میں خلل پڑا اور یہ شاہجہاں کی طبیعت کو نہایت گراں تھا اور وہ بیگم کے تسلط کو سمجھتا تھا کہ اُس سے بڑے فساد اُٹھیں گے بیگم شہریار کی

خسرو کی وفات

سلطان خسرو کے مارنے کا سبب اور شاہجہاں پر بیگم کی بدگمانی

پیش رفت کار میں ہمہ تن مصروف تھی اور چاہتی تھی کہ جس طرح ہو سکے شہریار مرتبہ خلافت پر پہنچے جہانگیر کے ضیق النفس کی شدت سے اُس کی زندگی کی پائندگی پر اعتماد نہ رہا تھا پہلے اس سے کہ حضرت جہانگیر اس جہان سے تشریف لے جائیں۔ شاہجہان نے محض صلاح وقت کے سبب سے ناچار یہ قرار دیا کہ اوّل معاملات دین و دولت کے سرانجام کو اپنے اختیار میں لانا چاہیے تاکہ رعیت و سپاہ کے حال پر واجب توجہ کی جائے حقیقت میں رعیت بے سرور کے رمہ بے شبان و گنج بے پاسبان ہے اور اپنے اختیار کو قبضۂ اقتدار سے نکلنے نہ دیجیے اور برادروں کی گرد فتنہ دُور کیجیے۔ اُس نے ارباب وفاق سے موافقت کی اپنے دور ہونے کے باعث سے جو فساد محتمل تھا اس کو رفع کیا بعض ارباب نفاق کو زندانی کیا اور بعض کو آنجہانی بنایا اور اس قصد سے کہ پرویز و شہریار کی بناء کار ابھی پائدار نہیں ہوئی اور اُن کے معاملے کی رسائی نے استحکام نہیں پایا ان دونوں کے معدوم کرنے کے لیے سفر پر آمادہ ہوا اور معاملات رزم کے سرانجام میں مصروف ہوا اور محفل کنگاش کی آراستگی میں اور لشکر کے اجتماع میں مشغول ہوا اوّل خسرو کو آنجہانی بنایا اور پھر از سر نو دولت خانہ برہان پور کے در و دیوار کو جشن نوروزی سے آرایش دی اور بزم ظفر فیروزی کی پیرائش کی اور اس میں طلا و نقرہ کی ریزش کی۔

شاہجہاں برہان پور سے دار الخلافہ کی طرف جانے کی تیاری اور اسباب جنگ کا تہیہ کر رہا تھا کہ زین العابدین خلف آصف خاں جعفر جہانگیر کا فرمان اس مضمون کا شاہجہان پاس لایا کہ شاہ عباس دارائے ایران نے قندہار کا قلعہ لے لیا ہے ان دنوں میں اس گرامی فرزند کی مساعی جمیلہ سے دنیاداران دکن سے سب ابواب میں خاطر جمع ہے اور اس قرۃ العین پر اس دولت کی ناموس کا پاس لازم ہے بالفعل صلاح دولت اس پر منحصر ہے کہ برہان پور سے منڈو یا اجمیر میں آجا اور شدت گرمی ہوا اور بارندگی کے موسم کو ان دو مقاموں میں سے کسی مقام میں گذار دو اور طلوع سہیل کے وقت کہ اس ملک میں سفر کا موسم ہے۔ ساری کومکیوں کو ہمراہ لیکر مقصد پر توجہ کرو۔ شاہجہان نے اس فرمان کے موافق شرف آفتاب کے روز برہان پور سے منڈو کی طرف کوچ کیا۔ اثناء راہ

فرمان جہانگیر در عنایت خطاب بشاہجہان در باب عزم قندھار

میں فضل خاں و حکیم [illegible] و قاضی عبدالعزیز خاں دکنی کنہر داس مجموع پیشکش لیکر اور راجہ بکرماجیت
جو عادل خاں کی افواج کی تنبیہ اور بالا گھاٹ میں تھانے بٹھانے گیا تھا یہ اپنا پورا مقصد حاصل
کرکے اور راجہ بھیم چار لاکھ روپیہ نقد و سو ہاتھی زمیندار گوندوانہ سے اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ
نقد اور پچاس ہاتھی جاتنہ سے لیکر شاہجہاں کی خدمت میں آئے اور منڈو میں شاہجہاں نے پہنچکر
زین العابدین کو فرمان کا جواب دیکر رخصت کیا اس جواب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ
حضور کے احکام کی اطاعت کرتا ہوں فرمان اشرف میرے پاس روز شرف میں آیا میں منڈو کی
طرف روانہ ہوا اور ۲ اردی بہشت سنہ ۱۵ جلوس قلعہ مذکور میں داخل ہوا چونکہ لشکر نے ابھی مہم دکن
سے انفراغ پایا ہے اور موسم برسات میں زمین مالوہ سے عبور کرنا مشکل ہے حسب الامر صلاح وقت
منڈو کی اقامت میں دیکھکر یہاں توقف کیا جب برسات کا موسم ختم ہوگا تو اس سمت کو روانہ ہونگا
مہم قندہار کا انصرام اس کشور کی طرح نہیں ہو سکتا۔ ملتان سے قندہار تک تین سو کروہ کے قریب
فاصلہ ہے اور اس سرزمین کی منزلوں میں جب اہل کاروان کے لئے غلہ میسر نہیں ہوتا تو اس لشکر
کلان کے لئے کب میسر ہوگا جو شاہ عباس جیسے پادشاہ سے لڑکر غلبہ پائے یہہ پادشاہ سپاہی
منش و مصاف دیدہ ہے کہ مکرر روم اور اوزبک کے روبرو ہوکر غالب رہا ہے ناچار آذوقہ کا
اہتمام تمام جیسا کہ باید و شاید کرنا چاہئے الحال مصلحت یہ ہے کہ صوبہ پنجاب و ملتان و کابل کہ قندہار
کی سمت واقع ہیں مجھہ رضا جو کی جاگیر میں مقرر ہوں تا کہ اس یورش کے لئے غلوں کا سامان اور
تمام ضروریات بہ آسانی ہوسکیں اور خزانہ پر زر بہت سا سرانجام کرنا چاہئے کہ وہ اس قسم کے لشکر
کو وفا کرے اور اس سبب سے کہ لشکر کو سردار سے بیم و امید بدرجۂ کمال ہونی چاہئے تا کہ افزایش
و کمی مناصب و مراتب تنخواہ و تغیر جاگیر کو مکیاں لشکر کا سررشتہ میرے اختیار میں دیا جائے یہہ امر صلاح
دولت سے اقرب اور بمقتضاء وقت انسب ہے تا کہ مہم رونق کے ساتھہ دلخواہ سرانجام پائے -

جب مضمون عرضداشت جہانگیر پر واضح ہوا تو نورجہاں بیگم اس پر مطلع ہوئی ان ملتمسات
میں سے ہر ایک کو نامناسب وقتوں میں پادشاہ سے عرض کیا اور ان امور کو ایسا بگاڑا کہ پادشاہ

کا مزاج شاہجہاں سے بگڑ گیا اور قندھار کی مہم شہریار کے سپرد کی اور حضور و میان دوآب اور
اس کے حدود کی جاگیر شاہجہاں سے لے کر شہریار کی تنخواہ میں مقرر کی اور شدید سزاول دکن
کے لشکر لانے کے لئے مقرر کئے اور حکم فرمایا کہ صوبہ مالوہ و احمدآباد و دکن شاہجہاں کی جاگیر
میں تنخواہ مقرر ہوئی ہے وہ ان میں سے جہاں چاہے اپنا محل و اقامت مقرر کرے اور حضور
میں آنے کا ارادہ نہ کرے اور لشکر دکن جو اس کے ہمراہ ہے اس کو بہت جلد حضور میں روانہ
کرے اور بعد ازیں اپنا ضبط احوال کر کے فرمودہ سے باہر نہ جاے۔

شاہجہاں اور نورجہاں کے درمیان مخالفت کا پیدا ہونا

نورجہاں بیگم رات دن اسی ادھیڑ بن میں رہتی تھی کہ کسی طرح سلطان شہریار کو سلطنت حاصل
ہو وہ جہانگیر کو بہ سبب اس کے امراض کے امتداد و اشتداد کے چراغ سحری جانتی تھی وہ
سمجھتی تھی کہ اگر شاہجہاں بادشاہ ہوا تو میرا سارا اختیار اور اقتدار جاتا رہیگا اور اگر شہریار جس سے
اس کی وہ بیٹی بیاہی ہوئی ہے جو شیر افگن خاں سے پیدا ہوئی تھی۔ بادشاہ ہوگا تو میرا اعتبار زیادہ
ہوگا اور میرا اقتدار اور تسلط بڑھ جائیگا اس خیال سے اس نے سب مراتب سے آنکھیں بند
کر کے شاہجہاں کی بیخکنی پر متوجہ ہوئی روز بروز بادشاہ کو اس کی طرف سے بھڑکاتی تھی۔ یہی مہم
قندہار شہریار کے نامزد ہوئی۔ اعتماد الدولہ کی دولت اس پاس تھی اس سبب مہم کے خرچ
کی وہ خود متکفل ہوئی اور مرزا رستم صفوی کو جو مدتوں تک قندہار اور اس کے توابع میں
حکومت کرچکا تھا اور اس ملک کی ماہیت سے خوب واقف تھا شہریار کا اتالیق مقرر کیا بادشاہ
سے بغرضانہ تقریر دلپذیر کر کے شاہجہاں کے گماشتوں کے پاس جو جاگیریں تھیں انکو متغیر
کر کے شہریار کی تنخواہ میں مقرر کرایا۔ اور اس باب میں دو تنخواہوں کی گفتگو کو بند کیا اور یہاں تک
نوبت پہنچائی کہ شاہجہاں کے وکیل میر عبداللہ کی آمد و رفت دربار میں بند کردی اور اس کو
شاہجہاں پاس جانے کی اجازت دیدی غرض ایک غبار کلفت و گرد وحشت ایسی اٹھادی
کہ کسی طرح الفت و موانست و صلح و صفا کی راہ نہ رہی اور تمام صوبہ داروں اور سرداروں کو
شاہجہاں کے پاس سے طلب کیا شاہجہاں کو ان مقدمات کی خبر سے خاطر

ممدر ہوئی تو اُس نے افضل خاں کو برسم یلغار دربار میں بھیجا اُسنے حقیقت معاملہ کے دقائق
کو لباس ملائم اور مناسب وقت میں بادشاہ سے عرض کیا کہ شاہجہاں نے کسی وقت
بے ادبی نہیں کی جس خدمت کا ارشاد ہوا اُس کو بجالایا اور اس وقت میں اُسنے نمایاں
فتوح حاصل کیں اور خدمات شائستہ بجالایا تعجب ہے کہ اُس نے ذراسی تقصیر نہ کی ہو اور
حضور کو اُس سے اس قدر سرگرانی ہوا اور اُس رضاجو کی جاگیر میں یہ تغیر ہو۔ مگر
اس عرض سے اصلا نفع نہ ہوا ناچار رخصت ہو کر شاہجہاں پاس آیا اور حقیقت معاملہ
کو عرض کیا۔ اس سے شاہجہاں نے جانا کہ اب نامہ وپیغام سے کارسازی نہیں ہوسکتی۔ خود
باپ کی خدمت میں جانا چاہیے اور حقیقت معاملہ کو خاطرنشان وذہن نشین کرنا چاہیے
وہ خرم واحتیاط کے ساتھ افواج لے کر کوچ در کوچ دربار کی طرف متوجہ ہوا۔ جہانگیر
اس خبر کو سُنکر نہایت متغیر ومتاثر ہوا اور لشکر کو مقابلہ کے قصد سے تیار رہنے کا
حکم دیا اور لاہور سے جلد روانہ ہوا اور جب دہلی میں آیا تو مہابت خاں کی صوابدید پر
ترتیب افواج ہوئی اور عبداللہ خاں ہراول سپاہ مقرر ہوا اور آزمودہ کار سپاہ
اُسکے سپرد ہوئی اور اخبار رسانی اور راہوں کا انتظام اسکے حوالہ ہوا۔ بادشاہ کو یہ
خبر نہ تھی کہ وہ شاہجہاں کا ہمدست وہمداستاں ہو کر جھوٹی سچی خبریں لکھکر بادشاہ
پاس بھیجتا ہے۔ جب بادشاہ کے دوست اخلاص ملازم اس کے نفاق کا پادشاہ
سے عرض کرتے تو وہ اُس سے ناراض نہ ہوتا۔ بعض دولتخواہوں نے خلوت میں یہ
کنایہ وصریح اسکے نفاق کی حقیقت کو معروض کیا تو بادشاہ نے اُسپر توقع سے زیادہ
عنایت ومہربانی کی اور ہر باب میں اسکی دلجوئی کی۔ شاہجہاں آدمیوں کی کثرت
کے سبب سے دریا کے کنارہ پر سفر کرتا تھا تو بادشاہ نے بھی دریا کے کنارہ پر افواج
ہراول وجرانغار وبرانغار والتمش وطرح چنداول کو ترتیب دیا اور شاہجہاں نے
بکرماجیت وداراب خاں خلف خانخاناں وراجہ بھیم ورستم خاں وبیرام بیگ کو ایک ایک فوج دیکر پانچ فوج بنا

سپاہ کے بنائے اور بنظام سر کل سپاہ کا سپہ سالار داراب خان کو بنایا ۔ ہم جمادی الثانی ۱۰۳۳ھ کو بلوچپور و تبولپور کے مابین طرفین کی فوجیں
جابجا توزک و ترتیب سے جنگ کے انتظار میں کھڑی ہوئیں دونوں طرف کے توپخانوں نے
ہنگامۂ رزم کو گرم کیا ۔ جنگ کے نقاروں نے آوازہ بلند کیا ۔ بادشاہ نے عبداللہ خاں
کو ترکش خاصہ عنایت کیا کہ وہ جانفشانی جو اس مقام کے لیے لازم ہے بجالائے مگر
اس خان ناحق شناس نے قطعاً بادشاہ کی عواطف و مراحم پر نظر نہ کی عین وقت پر دہ
شاہجہاں سے اپنی سپاہ سمیت ملگیا جس سے شاہجہاں کے لشکر کو چیرہ دستی و فرط
دلیری و جرأت ہوئی ۔ لشکر جہانگیری چاہتا تھا کہ ہزیمت کو غنیمت سمجھے کہ ناگاہ راجہ
بکرماجیت کے گولہ لگا اور وہ مرگیا داراب خاں باوجود دستگاہ و کثرت لشکر و
ساز محاربہ کے خانخانان کے اشارہ سے لڑائی میں مصروف نہ ہوا اور میدان جنگ سے
عناں کھینچی ۔ شاہجہاں نے مصلحت وقت یہ جانا کہ وہ خانخانان سمیت برہان پور کی
طرف چلا ۔ لشکر شاہی نے بسرداری سلطان پرویز و اتالیقی مہابت خاں تعاقب کیا ۔
پانچویں شہریور سنہ ۱۹ جلوس کو شاہجہاں منڈو میں آیا اور ۲۰ ہزار کو بیس ہزار سوار اور
تین سو جنگی ہاتھی و توپخانہ عظیم لیکر سلطان پرویز و مہابت خاں سے جو تعاقب میں
چلے آتے تھے لڑنے کا ارادہ کیا داراب خاں و عظیم بیگ بیرم بیگ و رکار آمد امراء
کو اپنے سے پہلے روانہ کیا اور خود خانخانان سمیت عقب سے عرصۂ جنگ میں قدم
رکھا مہابت خاں تازہ چارہ گری کرتا کہ فریب و افسوں سے دلہار رمیدہ کو صید کرتا اور
اس طرف کے امرار کو نامہ و پیغام بھیجتا اور اس میں تملق و چاپلوسی کا اظہار کرتا ۔ یہ امراء
بھی سر رشتہ عقد و عہد و پیماں کو سخت قسموں سے واثق کرتے اور وقت و قابو کے منتظر
رہتے ایک دن میدان جنگ گرم تھا کہ اول برق انداز خاں اور پھر رستم خاں
و محمد مراد بدخشی اور امرار جو سب شاہجہاں کی عنایت سے جاہ و منصب سے
سرافراز ہوئے ۔ سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے ۔ شاہجہاں یہ حال دیکھکر

اپنے امرا سے بے اعتماد ہوگیا - سب کو بلا کر آب نربدہ سے عبور کیا۔ اسوقت میں اکثر امرا نے بیوفائی کی اور لشکر بادشاہی سے جا ملے۔ شاہجہاں تمام کشتیوں کو اس طرف لے گیا اور گھاٹوں کو بقدر امکان استحکام دیا اور بیرم بیگ بخشی کو معتمد نوکروں اور وکیلوں اور توپخانوں کو دیگر دریا پر متعین کیا کہ کسی متنفس کو اترنے نہ دے۔ اسوقت محمد تقی خانخانان کے قاصد کو اس نوشتہ کے ساتھ جسپر اسکے دستخط تھے پکڑ کر شاہجہاں پاس لایا جسکے عنوان پر یہ بیت مرقوم تھی ؎ صد کس بنظر نگاہ میدارندم ٭ ورنہ بپرید مے ز بے آرامی۔ شاہجہاں نے خاں مذکور کو مع فرزندوں کے گھر سے طلب کرکے اس نوشتہ کو دکھلایا اگرچہ عذر و انکار بہت کیے اور اس مقدمہ سے اپنے تئیں ناآشنا بتلایا مگر کوئی جواب ایسا جس سے شاہجہاں کی تسلی ہوتی نہ دے سکا اُس کو داراب خاں اور فرزندوں کے ساتھ دولتخانہ کے قریب نظر بند کیا۔ سو آدمی اسکی حراست کے لیے مقرر ہوئے جس سے خانخاناں نے دیکھ لیا کہ جو فال میں نے اپنے منہ سے نکالی تھی پوری ہوئی۔ زاہد خاں نے بھی ایک مکتوب مہابتخاں کو لکھا تھا اُسکا جواب پکڑا گیا اور وہ مع پسر قید ہوا اور اُس کا خان و مان تاراج۔ جب شاہجہاں قلعہ آسیر کے نزدیک آیا جو استحکام و متانت و ارتفاع و سامان توپ و تفنگ و جاری چشموں میں بے نظیر ہے اور اُسکے برآمد کی راہ ایسی تنگ و تاریک ہے کہ ایک بڑھیا ستم کو روک سکتی ہے۔ اپنے ملازم شریف کے ہاتھ فرمان جو ترہیب و تخویف و امید پر مشتمل تھا۔ میر حسام الدین ولد میر جمال الدین حسین انجو قلعہ دار کے نام بھیجا اور تاکید کی کہ اگر فرمان کے استقبال کے لیے وہ آئے تو پھر اُس کو اوپر نہ جانے دینا۔ میر نے شریف کو قلعہ بے مبالغہ و مضائقہ سپرد کیا اور خود شاہجہاں پاس آکر منصب چار ہزاری ذات و سوار کا اور علم و نقارہ اور خطاب مرتضی خاں کا پایا۔ دوسرے روز شاہجہاں مع خانخاناں و داراب خاں اور اسکی تمام اولاد کے قلعہ کے نیچے آیا اور عورات اور فضول اسباب کو یہاں قلعہ میں چھوڑا اور تین روز تک آذوقہ و مصالح و قلعہ داری میں مشغول رہا اور کنور گوپال کو اس کی نگہبانی

سپرد کی۔ قلعہ کے اوپر محض اسی سبب سے گیا کہ خانخانان اور اسکے فرزندوں کو یہاں محبوس کرے پھر برہان پور میں آیا اور راو رتن ہاڈھ کو درمیان میں ڈالکر صلح کے باب میں رسل و رسائل شروع کئے۔ مہابت خاں نے جواب لکھا کہ حرف صلح بغیر خانخانان مشکل ہی جب وہ نہیں آئیگا معاملہ صلح اوروں کی معرفت درست نہیں ہوگا۔

شاہجہاں نے خانخانان کو اپنے محل میں طلب کیا۔ حد سے زیادہ دلجوئی کی اور مبالغہ سے ظاہر کیا کہ اس وقت میرا کوئی معین و مددگار عنایت الٰہی کے سوا نہیں ہی مجھے تجھسے معاونت و ہمراہی کی توقع بہت ہی۔ اگر بمقتضائے جوانمردی و اصالت کے میری دولت کے ناموس و عزت کا حفظ اپنے ذمہ لو تو معاملہ حالت اصلی پر آئیگا اور میں سالہار دراز تک اس ولتخواہی و اخلاص کا ممنون رہونگا بعد اسکے عہد و پیمان قران شریف پر قسم کھاکر ہوئے اور اسکو آب نربدہ پر صلح کے لیے روانہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ دریا کے وار صلح و دوستی کے باب میں نامہ و پیغام ہوں۔ اتفاقاً خانخانان کے پہنچنے سے پہلے ایک رات کو لشکر شاہی کی ایک جماعت شاہجہاں کے آدمیوں کو غافل پاکر ایک مشہور گھاٹ سے دریا پار آگئی اور اس کے بعد اور لشکر بھی اُتر آیا۔ بیرام بیگ نے یہ حال دیکھکر خویشتن داری سے ہاتھ اُٹھایا اور گھاٹوں کی نگہبانی چھوڑکر برہان پور کی طرف چلا آیا۔ خانخانان نیرنگی اقبال سے متحیر ہوا اور اپنے کام میں عاجز رہا اور سلطان پرویز کے نوشتے وعدہ و عید و دلاسا و استمالت و دلجوئی کے چرب زبان پیغام گزار لائے تو وہ مہابتخاں کی معرفت سلطان پرویز پاس چلا گیا۔ جب شاہجہاں نے دیکھا لشکر جہانگیری دریا سے پار آیا اور بیرام بیگ دریا کو چھوڑکر بھاگ آیا اور خانخانان پرویز سے جاملا تو قتال و جدال سے ہاتھ اُٹھایا۔ اور سب کی وفا سے دل برداشتہ ہوا اور یہ قرار دیا کہ اطراف ممالک محروسہ میں ولایت غنیم میں جاکر چندے گزران کروں وہ

خانخانان کا صلح کے لیے جانا اور سلطان پرویز سے جاملنا

دکن کا عازم ہوا ۔ ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۰۳۰ کو آب تپتی سے عبور کر کے دکن کی جانب
چلا اس ہرج ومرج میں بہت سے بندہائے شاہی دیا وشاہی نے کام وناکام
جدائی اختیار کی اور اسکی ہمراہی سے باز رہی ۔ جادوں رائے واوداجے رام کا
وطن اس طرف تھا انھوں نے چند منزل ہمراہی کی اور پھر ایک منزل کے فاصلہ پر
چلنے لگے اور اسباب ودواب جو اس اضطراب میں آدمیوں کا رہجاتا تھا اسکے وہ
مالک بنتے تھے ۔ شاہجہاں یقینی جانتا تھا کہ دکنی میری ہمراہی نہیں کرینگے اور کار کے وقت
اوروں کو بھی گمراہ کرینگے اور حرکت ناپسندیدہ درمیان میں لائینگے اسلیے ان کو رخصت کیا
اور فیلان گرانبار کو اجمال واثقال کے ساتھ قلعہ ماہور میں اوداجے رام کو سپرد کیا اور
خود آگے روانہ ہوا اور قلعہ ماہور کی راہ سے سرحد تلنگانہ میں کہ داخل ملک نظام الملک
سے آیا ۔ اور یہاں سے اڈیسہ کی طرف روانہ ہوا ۔ نورجہاں بیگم نے یہ خبر سنکر ابراہیم خاں
کو جو اس کا خالو تھا اور بنگالہ کا صاحب صوبہ بالاستقلال تھا لکھا کہ جس طرح سے ہوسکے
ایسی کوشش کرو کہ شاہجہاں کا کوئی کام نہ بن سکے اسلیے اس نے اپنے برادرزادہ
احمد بیگ کو جو کٹک کا حاکم تھا لکھا کہ اپنے مقدور سے زیادہ یہ کوشش کرو کہ شاہجہاں کے لشکر کو
روکو اور اگر نوبت جنگ کی آئے تو بے پروا پروانہ کی طرح آتش جنگ میں پڑو ۔ شاہجہاں
جب مچھلی پٹن آیا تو راہ میں مرزا محمد پسر افضل خاں مع والدہ وعیال کے بھاگ گیا شاہجہاں
نے سید جعفر خاں قلی کو اسکے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر زندہ ہاتھ لگے تو پکڑ لاؤ اور نہیں
اسکا سر لاؤ وہ ان دونوں سے خوب لڑا اور خان قلی کو مارا اور سید جعفر کو زخمی کیا اور خود قتل
ہوگیا اُس کا سر کٹکر شاہجہاں پاس آیا ۔ برہان پور کے پاس سے شاہجہاں نے لعل وبازوبند
عادل خاں کے لیے اور فیل وشمشیر مرصع عنبر کے لیے افضل خاں کے ہاتھ بھیجے تھے افضل خاں
بیجاپور میں تھا کہ اس نے اپنے بیٹے کا یہ حال تباہ سُنا تو اس نے بیجاپور میں رہنے کا ارادہ
کیا ۔ مہابتخاں کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے افضل خاں کو استمالت کرکے سلطان

پرویز پاس بلایا۔

سلطان محمد قطب الملک کی خاطرداری شاہجہاں کی

شاہجہاں نے مچھلی پٹن میں توقف کیا تو سلطان محمد قطب الملک نے یہ حسن خدمت کی کہ ضیافت
و مہمانداری کے لوازم کو بجا لایا اور ایک معتمد کے ہاتھ پیش کش میں نقد و جنس بھیجے اور
وفا و وفاق کا اظہار مریدانہ کیا اور اپنے گماشتوں کو لکھا کہ سب جگہہ شاہجہاں
کی خدمتگاری اور جاں سپاری میں حتی الوسع کوشش کریں۔ یہاں شاہجہاں
ساحل دریاے شور کے راہ سے دشوار جنگلوں کو طے کرتا ہوا کٹک کے باہر پہنچا جو نشیمن
حکام تھا یہاں سے جس وقت صوبہ بنگالہ کی طرف کوچ کیا تو احمد بیگ حاکم کٹک نے اسکے
لشکر کا رستہ روکا ستیزہ آویز کے بعد اس نے شکست عظیم پائی اور بیجا دبے پا ہوا اور بھاگ کر
ابراہیم خاں حاکم بنگالہ پاس گیا اسلیئے ولایت بے حاکم ہوئی تو اس سرزمین میں زمیندار
اور اجنبی غنیم بہت سے آ گئے جو ایسے دن کا انتظار عمر بھر سے کیا کرتے ہیں۔
راجاؤں نے یہ ملک شاہجہاں کے اہلکاروں کے سپرد برابر کیے۔

ابراہیم خاں حاکم بنگالہ اور شاہجہاں میں لڑائی اور اسکا مارا جانا۔

ابراہیم خاں یہ خبر پاکر جہانگیر نگر معروف ڈھاکہ سے بے توقف آلات پیکار و اسباب کارزار
اور نواہ اور لشکر بہت سا اور بہت مست ہاتھی لیکر چلا اور اکبر نگر میں جس کو پہلے راج محل
کہتے تھے آیا اور اپنے بیٹے کے حصار مقبرہ میں لشکرگاہ بنایا جو اکبر نگر سے ایک کوس پر تھا
اور احمال و اثقال سپاہ کو اس حصن استوار کی چاردیواری میں چھوڑا اور پھر آب گنگ سے
عبور کر کے اس طرف گنگا کے اپنا خیمہ لگایا شاہجہاں کو معلوم ہوا کہ ابراہیم خاں بر سر خاش ہے
تو شاہجہاں نے اُسکو فرمان بھیجا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ ان ایام میں تقدیر ربانی اور سرنوشت
آسمانی سے وہ باتیں ظہور میں آئیں جو میرے حال کے لائق نہیں تھیں اور گردش روزگار سے
لشکر اسلام اس سمت میں آیا میری نظر ہمت میں اس ملک کی وسعت ایک نگاہ کی
جولانگاہ سے زیادہ نہیں ہے اور میرا مطلب اس سے زیادہ تر عالی ہے چونکہ یہ سرزمین
پیش پا افتادہ ہے وہ سرسری نہیں چھوڑی جا سکتی اگر تیرا ارادہ درگاہ والا میں جانے کا

ہو تو اسکے حال و مال و ناموس میں تصرف کرنے میں دست کوتاہ ہے میں خوشی سے کہتا ہوں
کہ وہ بفراغ خاطر روانہ درگاہ والا ہو اور اگر یہاں توقف کی صلاح ہو تو اس ملک میں
جس جگہ کو چاہے پسند کرکے آسودہ و مرفہ الحال زندگانی بسر کرے ابراہیم خاں نے
جواب میں معروض کیا کہ بندگان حضرت نے یہ ملک اس بوڑھے غلام کو سپرد کیا ہے۔ سر من ست
و ایں ملک۔ جب تک جان میں جان ہے کوشش کرونگا۔ عمر گزشتہ کی خوبیاں
معلوم باقی عمر مجہول الکمیت اس سے زیادہ کوئی آرزو اور ارمان میرے دل میں نہیں ہے
کہ اپنے ولینعمت کے حقوق تربیت کو ادا کروں اس سے شاہجہاں کو معلوم ہوا کہ خان کا
ارادہ جنگ کا ہے تو سوار و پیادہ کا ایک گروہ بسرداری داراب خاں پسر خانخانان
مقبرہ کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا سید مظفر و سید جعفر و خواجہ قاسم مخاطب صفدر خاں کو
ہمراہ کیا۔ انھوں نے جاکر مقبرہ کا احاطہ کیا اور نقبیں لگا کے حصار کی دیوار کو اڑایا اور یورش
کی، اندر کے آدمیوں نے مدافعہ و مقابلہ میں کوشش کی طرفین کے بہت سے آدمی قتل ہوئے
اور نامی سردار مارے گئے اور دیوار بست پر قبضہ ہوا پھر شاہجہاں نے فوج بسرداری عبداللہ خاں
بہادر فیروز جنگ کو ابراہیم خاں کی فوج سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ ابراہیم خاں نے ساری
کشتیاں اپنی طرف دریا پار کھینچ لیں تھیں اور دریا سے لشکر کا عبور ہونا بغیر کشتیوں کے
دشوار تھا اس لشکر کو چار منزل پر جاکر کشتیاں ملیں اور دریا خاں پچاس سواروں کو لیکر
پار اترا۔ کل تین سو جوان اسکے ساتھ گئے تھے۔ اتفاقاً اُسی وقت اسکی خبر ابراہیم خاں
کو ہوئی وہ باد سحاب کی طرح آب کے اس کنارہ پر آیا اور اپنے نوارہ سے راہ بندی کی اور
کشتیوں کو ڈبو دیا اور احمد بیگ اپنے خویش کو دریا خاں کے روکنے کے لیے متعین کیا
مگر اس کو دریا خاں نے شکست دی۔ پھر ابراہیم خاں نے آنکر دریا خاں کو گھیرا اور نوارہ
نے کہ ایک دریار آتش تھا اسکا احاطہ کیا۔ اس حال میں عبداللہ خاں فیروز جنگ۔
بھاگل پور میں کشتیوں میں بیٹھکر دریا کے پار دریا خاں کی کمک کو آن پہنچا۔ غرض دونوں

لشکروں میں سخت لڑائی ہوئی۔ پانی کی طرح بے قدر خون ایک نے دوسرے کا
خاک پر گرایا۔ ابراہیم خاں مارا گیا اور بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی اور شاہجہانی سپاہ
کو فتح ہوئی۔ اُس نے مخالف کے سرداروں کے سروں کو نیزہ پر بلند کیا اور ملک کے
انتظام کے لیے شاہجہاں ڈھاکہ میں گیا اور داراب خاں سے حلف لیکر بنگالہ کا
صاحب صوبہ بنایا اور اسکی زن و دختر کو مع ایک پسر شاہ نواز کے ساتھ لیے۔
اور الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور آخر اردی بہشت میں پٹنہ میں داخل ہوا جو
سلطان پرویز کی جاگیر میں تھا اور وہاں سے جون پور اور الہ آباد کے قصد سے کوچ
کیا اس صوبہ کے اکثر زمینداروں اور جاگیرداروں نے آنکر ملازمت کی قلعہ رہتاس
کو سید مبارک قلعہ دار نے خوشی سے شاہجہاں کو حوالہ کیا اور خود اُس کا ملازم ہو گیا۔
شاہجہاں نے اپنے اہل محل کو اس حصن حصین میں چھوڑا اور خود جونپور میں آیا تو یہاں
اُس کو مخبروں نے خبر دی کہ ایک فوج جرار لسرکردگی سلطان پرویز بہ اتالیقی مہابتخاں
اس جانب کے لیے نامزد ہوئی ہے۔ سلطان پرویز کے نام یہ حکم آیا ہے کہ خانخاناں
کی جانب سے خاطر جمع نہیں ہے اور داراب خاں شاہجہاں کے پاس ہے چاہیے کہ
خانخاناں کو دولت خانہ کے پاس مختصر خیمہ میں نظر بند کرو اور خاناں بیگم زوجہ شاہزادہ
دانیال کو کہ اپنے باپ کی شاگرد رشید ہے اسکے ساتھ رکھو اور معتمد آدمی اس کی پاسبانی
کے لیے مقرر کرو۔ پرویز اور مہابت خاں نے خانخاناں کے ایک عمدہ غلام
فہیم نام کو بھی مقید کرنا چاہا۔ مگر یہ مرد مردانہ اور کار آگہی اور سپاہ گری میں یگانہ
تھا اسکی غیرت بھلا کب قید کی بے عزتی کو گوارا کرتی وہ اپنے بیٹے اور چودہ نوکروں
کو لیکر بادشاہ کے آدمیوں سے لڑا اور کارنامہ رستمانہ دکھا کر عزت پر جان فدا
کی اور اپنی یادگار چھوڑی۔ شاہجہاں والد والا جناب کی رعایت آداب کے سبب سے
اس افواج سے کہ دربار سے اُس کے لیے متعین ہوئی تھی مقابلہ کرنا مکروہ جانتا تھا اس لیے

خانخاناں کا قید ہونا اور فہیم کا مارا جانا

اُس نے بودے سپاہیوں اور سواروں کو رخصت کیا اور اکثر آدمیوں کو آگے بھیجا۔ اور خود جمع قلیل کے ساتھ پیچھے رہا۔ اس اثناء میں افواج شاہی نے دریا سے عبور کیا اور اطراف و جوانب میں پھیل کر محاصرہ کیا۔ بنگالہ کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ کے فرار ہوئے تھے شاہجہاں کے لشکر کے بہادر خاصکر راجہ بھیم معرکہ مصاف کے خالی چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے اور رزم کا ارادہ مصمم کیا۔ دونوں طرف سے تیر و تفنگ کے پیغام آنے جانے لگے بہت دیر تک مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا۔ رطہور سے عرصہ مصاف کے خانجات کو دالبقاء حیات جان کر راجہ بھیم اپنے چند راجپوتوں کے ساتھ بادشاہی لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان پرویز کے سامنے پہنچ گیا اور ستائیس زخم کھاکر جان دیدی۔ اس حال میں شاہجہاں کے لشکر کا انتظام بگڑ گیا اور ہاتھیوں و علم و توغ و قورچیوں کے سوا کوئی گرد و پیش اُسکے نہ رہا اور افواج شاہی اسکو ہر کرنا کے محیط ہوئی اور اُسکے گھوڑے کو تیر کے زخم سے گرا دیا شاہجہاں نے پیادہ ہوکر لشکر بادشاہی سے لڑنے کا ارادہ کیا کہ اس اثناء میں عبداللہ خاں نے اپنا گھوڑا پیش کیا اور اُس پر سوار کیا اور اُس کو اُلٹا لے آیا اول وہ قلعہ رہتاس میں آیا سید مظفر بارہ کو رضا بہادر کے ساتھ شاہزادہ مراد کی خدمت میں قلعہ کی نگہبانی کے لیے چھوڑا اور شاہزادوں کو ہمراہ لیکر اُسی راہ اڑیسہ جس سے وہ آیا تھا دکن کی معاودت کا قصد کیا اور داراب خاں کو لکھا کہ وہ گڈھی میں آنکر ملجائے۔ اُس نے لکھا کہ مجھے اس صوبہ کے زمینداروں نے ایسا گھیر رکھا ہی کہ میں حضور تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہ اسکی بیروشی و ناہنجاری شاہجہاں کو ناگوار ہوئی اُس نے اسکے جوان بیٹے کو عبداللہ خاں کے حوالہ کیا اُس نے فوراً قتل کرڈالا۔

کوچ بکوچ چلکر برہان پور کے باہر آیا اور لعل باغ میں فروکش ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس صوبہ کے تمام پرگنات اپنے نوکروں کو جنھوں نے رنج و تعب اُٹھائے تھے جاگیر میں تنخواہ کردئے۔ اور باقی محال میں کروڑی مقرر کیے ان لوگوں نے جاکر تمام اعمال میں استقلال کے ساتھ تصرف

کیا۔ راؤ رتن مخاطب سربلند رائے نے قلعہ داری کا سرانجام کیا۔ کچھ دنوں مدافعہ و مقابلہ کیا اور پانچ چھ مہینے تک اندر اور باہر سے توپ و تفنگ چلتے رہے۔ ایک دن محمد تقی نے بہادری کی کہ قلعہ کے دولت خانہ تک پہنچکر اسپر قبضہ کیا۔ عبداللہ خاں وغیرہ جو محاصرہ میں مصروف تھے اُنھوں نے اس خبر کو سنکر نفاق کے سبب سے نہ اسکی مدد کی نہ اس مقدمہ کو شاہجہاں سے عرض کیا اور خود عنان موڑی۔ اندر اور باہر کے دلاوروں میں جنگ عظیم ہوئی اور مغلوں اور راجپوتوں نے ایک دوسرے کا خون خاک پر خوب بہایا۔ اس حالت میں محمد تقی ہمراہیوں کی قلت کے سبب سے اور اہل لشکر کی بےخبری و بےمددی کی وجہ سے عاجز ہوا اور تین سو پیادوں کے ساتھ قلعہ دولت خانہ میں آیا اور لاعلاج ہو کر ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا اس عرصہ میں شاہجہاں علیل ہو گیا۔ اور رشگم نیر میں چلا آیا اس اثنا میں ہواخواہوں کی عرضداشت شاہجہاں پاس آئی کہ بنگالہ سے حضور کی بغاوت کے بعد مہابت خاں کی تنخواہ میں اس مملکت کی جاگیر ہوئی۔ اور مہابت خاں کو حکم ہوا کہ داراب خاں کو فوراً قتل کر کے اس کا سر ہمارے پاس بھیجدے۔ مہابت خاں کے اشارے سے مقرب خاں کے ایک نوکر نے داراب خاں کو مار ڈالا۔ اور اس کا سر پادشاہ پاس بھیجدیا۔

آخرکار شاہجہاں نے باپ سے عفو تقصیر چاہی اسپر جہانگیر نے اسکو لکھا کہ اگر رہتاس اور آسیر کا قلعہ حوالہ کرو اور سلطان داراشکوہ اور سلطان اورنگ زیب کو میرے پاس بھیجدو تو تمھاری تقصیر معاف ہو جائیگی۔ شاہجہاں نے دونوں قلعہ پادشاہی آدمیوں کے حوالے کیے اور اپنے دونوں بیٹوں کو سوم جمادالثانی ۱۰۳۵ھ کو دو لاکھ روپیہ کی پیشکش دیکر جہانگیر پاس روانہ کیا اور خود ناسک میں چلا آیا۔ یہاں کی ہوا ناموافق ہوئی۔ دکنی خصوصاً حبشی جو پہلے جاں سپاری اور کمال پرستاری و خدمت گزاری کے مدعی ہوئے تھے اب وہ بیروشی اور بدسلوکی کرنے لگے۔ اسواسطے شاہجہاں نے ٹھٹھہ

جانے کا قصد کیا اور ۲۳ رمضان ۱۰۳۵ھ کو ناسک سے اس طرف کوچ کیا۔ اجمیر و ناگور
و جیسلمیر ہوتا ہوا غرہ شہر پور ۱۹ سنہ جلوس کو امرکوٹ میں آیا اور ۲۴ رجب کو ٹھٹہ میں پہنچا
یہاں سلطان پرویز کی طرف سے شریف الملک حاکم تھا وہ پانچ ہزار سوار اور بہت
پیادے اور زمیندار جمع کر کے لڑنے کو آیا۔ شاہجہاں پاس تین چار سو آدمی
تھے اُن سے محمد شریف نے شکست پائی اور قلعہ میں پناہ لی اور اسکو برج و بارہ و توپ
و تفنگ وغیرہ مصالح قلعہ داری سے استحکام دینے میں مشغول ہوا۔ باوجودیکہ شاہجہاں
نے اپنے آدمیوں کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لیے منع کیا۔ مگر انھوں نے قلعہ کو جا گھیرا قلعہ کے
گرد میدان مسطح بیدرخت و بے پناہ تھا اور اسکے گرد ایک خندق عریض و عمیق پانی
سے بھری ہوئی تھی۔ اسلیے آگے جانا اور اُلٹا آنا مشکل تھا۔ ناچار میدان میں
تیر اندازی کی اور کئی سردار مارے گئے اس حال میں شاہجہاں کو سخت کوفت
ہوئی اور سلطان پرویز کی وفات کی بھی خبر ہوئی اسلیے مراجعت کا ارادہ ہوا اس راہ
کی مسافت کو جو ۱۱۴ کروہ پادشاہی ہے ۷۰ کوچوں اور پچاس مقاموں میں
یعنی چار مہینے میں طے کیا اور یہاں ۲۲ روز قیام کیا اور پھر دکن کو مراجعت کی اور
۱۰ صفر ۱۰۳۵ھ کو گجرات کی طرف سے سفر کیا۔ ٹھٹہ اور ناسک کے درمیان مسافت ۲۶۰
کروہ ہے۔ اس کو ۷۰ کوچ اور ۵۰ مقام میں قطع کیا اور آذر ۲۱ سنہ جلوس میں وہ ناسک میں
آ گیا۔ ان دنوں میں سید مظفر و رضا بہادر مخاطب خدمت پرست خاں شاہزادہ مراد بخش
کو لیکر شاہجہاں پاس آ گئے ان دنوں میں ناسک میں نہایت شدت سے گرمی تھی وہ
موافق مزاج نہ ہوئی تو نظام الملک کی التماس سے وہ جنیر میں چلا آیا یہ مقام نہایت
دلکشا و غایت عذوبت آب و لطافت ہوا رکھتا تھا۔ دی ۲۲ سنہ جلوس جہانگیری
میں وہ خوش عمارتیں اور دلکش نشیمنیں جو ملک عنبر نے تعمیر کیے تھے۔ شاہجہاں سے
رونق افروز ہوئیں یکم ماہ صفر ۱۰۳۶ھ کو جنیر میں مہابت خاں بھی جہانگیر سے بگڑ کر شاہجہاں

پاس آیا۔ اور عفو تقصیر کرائی شاہجہاں نے اسپر کمال عنایتیں فرمائیں۔ اب شاہجہاں کے ایام نحس ختم ہوئے۔ اُس نے پانچسال تک بڑے نشیب و فراز دیکھے۔ بہت سے نامناسب و ناملائم امور پیش آئے۔ بڑی بڑی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ اور طرفین سے نامو معتبر افسر کشتہ ہوئے۔ اور ارباب مناصب نے اپنی جان عزیز کے گوہر اپنے ولی نعمتوں پر نثار کیے۔ شاہجہاں نے ان سب تغیرات کو کشادہ روئی و ثبات رائے سے انجام کو پہنچایا اور چین بجبیں نہ ہوا۔

واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہجہاں کی تخت نشینی کے درمیان گزرے

پادشاہ نے تناول مغیرات اور نورجہاں کی فرط محبت کے سبب سے تمام معاملات سلطنت نورجہاں کو سپرد کر دیئے تھے جو وہ کہتی تھی پادشاہ کرتا تھا وہ جو چاہتی تھی کرتی تھی اُسی کے رشتہ مند بڑے بڑے عہدے و منصب رکھتے تھے۔ پہلے اس سے کہ جہانگیر کو موت کا پیغام آئے کشمیر میں شہریار کو جسکا لقب ناشدنی زبان زد خلائق تھا عارضہ داء الثعلب کا ہوا۔ تمام بال داڑھی اور مونچھوں کے اُڑ گئے۔ آتش آتشک سے آبلہ زدہ ہوگیا وہ سمجھا کہ ایسے چہرہ کو بے وساطت نقاب باہر لانا مناسب نہیں۔ اور خانہ نشینی بھی قباحت سے خالی نہیں جبوقت جہانگیر لاہور کی طرف روانہ ہوا تو وہ اُس سے اجازت لیکر لاہور میں علاج کے لیے چلا آیا۔ نورجہاں بیگم کی یہ مرضی نہ تھی مگر کمال کراہیت سے خواہی نخواہی اسکو روانہ کیا۔ نورجہاں نے اپنے مطلب کیلیے داور بخش پسر سلطان خسرو عرف بلاقی کو شہریار کے آدمیوں کے سپرد کر رکھا تھا جو اسکو نظر بند رکھتے تھے۔ پادشاہ نے شہریار سے داور کو لیکر ارادت خاں میربخشی کے حوالہ کیا نورجہاں نے اسمیں دم نہ مارا۔ جب شہریار لاہور کو روانہ ہوا تو جہانگیر سخت بیمار تھا اسنے ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو منزل جنگر ہتی میں عالم بقا کی راہ لی۔ نورجہاں نے اپنا ارادہ جو ہمیشہ پوشیدہ رکھتی تھی بے اختیار ظاہر کیا۔ اول اُس نے چاہا کہ بلاقی کو اپنے ہاتھ تلے لائے۔ اور پھر چند دولت خواہوں کو

[illegible] - داور بخش [illegible] جہانگیر کی وفات

سبب سے وہ ہمیشہ پر حذر رہتی تھی۔ مشورہ کے بہانے سے بلا کر بعض کو زندانی اور بعض کو آنجہانی
بنائے اور اس طرح خاطر جمع ہو کر فارغ البال اپنے کام میں مصروف ہو۔ جب نورجہاں کا
ارادہ بے پردہ ہوا تو آصف خاں نے داور بخش کو ارادت خاں کے پاس بلا کر اپنے پاس
مقید رکھا اور یہ سوچا کہ شاہجہاں بہت دور ہے اور داراشکوہ و اورنگ زیب و شاہ شجاع
نورجہاں کے ساتھ محل میں ہیں انکا ہاتھ آنا بھی بے ربط و ضبط کے مشکل ہے اور رسم دیرینہ کا
مقتضا یہ ہے کہ کوئی بادشاہ ہو تاکہ اجتماع ضروری ہو کر سپاہ و رعیت کے حال پر توجہ
کی جائے کہ وہ پراگندہ نہ ہوں اور شاہجہاں کے آنے تک ملک میں فتنہ و آشوب پیدا نہو
اور شہریار کے استیصال کے واسطے دستاویز ہو۔ سلطنت کے لیے مصلحت یہ ہے کہ داور بخش کو
برائے نام پادشاہ بنائیں اور آشوب کو مٹائیں اور شہریار کے خس و خار کو شاہراہ دولت
پاک کریں۔ فوراً بنارسی مشرف فیلخانہ کو مقرر کیا کہ وہ ہوا کے پر لگا خاک پر گذر کر شاہجہاں
پاس جائے۔ تنگی وقت نے عرضداشت نویسی کا اقتضا نہیں کیا اور حقیقت معاملہ کو زبانی عرض
کیا اور مزید اعتماد کے لیے مہر اپنی اسکو دی کہ وہ شاہجہاں کو دے۔ غرض جب تک کہ شاہجہاں
خبردار ہو۔ آصف خاں بیگم اور بلاقی کو لیکر فوج خاصہ اور دولت خواہوں کی ایک جماعت
کے ساتھ لاہور کے ارادہ سے چلا کہ شہریار کو پہلے اسسے برباد کرے کہ وہ اپنی بنائے کو استوار
کرے جب بیگم اس پر مطلع ہوئی تو وہ دم بخود تھی اور اپنے سررشتہ نگاہداشت کو ہاتھ سے
نہ دیتی تھی۔ شہزادگان مذکور کو اپنے ساتھ حوضہ میں ہاتھی پر بٹھاتی تھی اور اپنے گرد ہاتھیوں
کا دورہ اپنے معتمد آدمیوں کو بٹھا کے کرتی تھی اور خاوند کی نعش کو لیکر آہستہ آہستہ چلتی
تھی۔ موضع بھنبر میں نزول ہوا۔ خواجہ ابوالحسن کو جو باطنی دولت خواہ شاہجہاں کا تھا اور پہلے
چلکر بھنبر میں پہنچ گیا تھا اسکو آصف خاں نے اپنے ساتھ متفق کیا اور کل لوازم دلخواہی
میں خصوصاً شہریار کے استیصال کے باب میں اور امیروں سے عہد و پیمان سخت قسموں کے
ساتھ کیا۔ پادشاہ کی نعش کو بہ آئین شاہانہ لاہور کو دوش بدوش روانہ کیا اور نورجہاں کے

باغ میں دفن کیا۔ جب دستور اعظم کو معلوم ہوا کہ اس حال میں نور جہاں اپنا خیال نہیں چھوڑتی اور خفیہ شہریار کو نامے لکھتی ہی اور سرانجام مہمات پر رہنمونی کرتی ہی۔ تو اُسنے یہ سمجھکر کہ اس سے ایک خلل عظیم واقع ہوگا ناچار بیگم کو محل پادشاہی سے بلا کر اپنے گھر میں لے آیا اور حزم و احتیاط کے سبب سے اسکی محافظت میں مبالغہ کیا۔ خواجہ سراؤں کا جانا بند کیا۔ سوا چند معتمد خادموں کے کسی کو اسکے پاس نہ جانے دیا اور سلطان داراشکوہ شاہ شجاع و سلطان محمد اورنگ زیب کو اُس سے جدا کیا اور صادق خاں سے آصف خاں خویشی و عم زادگی کا رشتہ رکھتا تھا۔ اور وہ شاہجہاں سے نفاق کے ساتھ متہم تھا اسلیے آصف خاں نے ان شہزادوں کی خدمتگاری اسکے سپرد کی کہ اسکے سبب سے شاہجہاں اسکی تقصیرات معاف کر دے۔

لاہور میں شہریار نے اول اُن امیروں پر کہ آصف خاں سے اتفاق رکھتے تھے دست درازی شروع کی انمیں سے جس کسی کا تقدیر و جنس و فیل اسپ ہاتھ لگا اسکو اپنے مجہول نوکروں کو دینا شروع کیا۔ شہریار کی بے تمیزی کے سبب سے فتنہ جویوں نے جو ایسے دن کو خدا سے چاہتے ہیں۔ آدمیوں کے خاص کو پادشاہی طویلوں کے گھوڑے ہاتھی لے لیے شہریار عیال اور ناموس امرا کو اپنے گھر میں نظربند رکھتا تھا اور چند ناہنجار غرض پرستوں کی راہنمونی سے پادشاہی خزانوں کے منہ کھولدیئے۔ خاک سے زیادہ زر کو بے قدر جانکر بے اعتبار آدمیوں میں تقسیم کر دیا اور نامناسب آدمیوں کو مناصب عالی پر نامزد کر کے بے نسبت خطاب دیئے اسکو یہ تصور تھا کہ انکی کوشش سے میں پادشاہ ہوجاؤنگا چند دنوں میں اس نے ستر لاکھ روپیہ نقد خزانہ عامرہ پادشاہی کو لٹا دیا جسمیں سے شہریار کے برباد ہونے کے بعد ۴۵ لاکھ روپیہ آدمیوں سے بازیافت ہوا اور پچیس لاکھ روپیہ یونہی بھنگ کے بھاڑے میں گیا۔

شہریار اور داور بخش کے لشکروں کی لڑائی

شہریار ناکردہ کار نے ناآزمودہ کاروں کے ہاتھ میں اپنا کام سپرد کیا بایسنغر خاں پسر شاہزادہ دانیال کو فوج کا سپہ سالار بنا یا وہ خواجہ ابوالحسن کی قید سے جہانگیر کی وفات

کے دن بھاگ گیا تھا اور اسکے ساتھ قدیم و جدید لشکر پندرہ ہزار ساتھ گیا اور تمام محاربہ توپخانہ و قورخانہ و فیلخانہ سرکار پادشاہی کہ کشمیر کے جانے کے وقت جہانگیر نے یہاں چھوڑا تھا ہمراہ گیا۔ آصف خاں پاس اسوقت لشکر اس سبب سے تھوڑا تھا کہ اولیاء دولت نے کشمیر کی راہ کی صعوبت و تنگی کے سبب سے آدمیوں کو اپنی جاگیروں میں بھیجدیا تھا۔ آصف خاں پاس کل سپاہ ایک ہزار (عمل صالح میں دس ہزار لکھی ہے) تھی ۱۱ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو لاہور سے تین کوس پر وہ آیا اور ترتیب افواج و تسویہ صفوف میں مشغول ہوا۔ داور بخش (بلاقی) کو ایک ہاتھی پر سوار کیا اور طہمورث و ہوشنگ پسران شاہزادہ دانیال کو دوسرے ہاتھی پر اور محمد دارا شکوہ اور شاہ شجاع و اورنگ زیب کو تیسرے ہاتھی پر۔ غرض جرانغار و برانغار و قول و التمش وغیرہ کو ان شاہزادوں اور امرا سے رونق دی شہریار نے بھی اپنا لشکر مقابلہ کے لیے بایسنغر خاں کی سپہ سالاری میں بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ اپنی بیوی کی تحریص سے جو نورجہاں کی بیٹی تھی پیچھے روانہ ہوا۔ دریائے راوی سے عبور کیا۔ افضل خاں جہانگیر کے زمانہ میں میرسامانی کی خدمت رکھتا تھا۔ اس سبب سے وہ کارخانجات کے ساتھ پہلے لاہور میں آیا ہوا تھا وہ اس زمانہ میں بظاہر شہریار کے ساتھ آشتی رکھتا تھا اور اس کا وکیل اور کل مہمات کا مدار علیہ تھا اور درپردہ وہ شاہجہاں کا دولت خواہ تھا اُسنے یہ سمجھکر کہ مبادا شہریار کے جانے سے اسکے لشکر کو استظہار و استعضاد ہو۔ اسکو سمجھایا کہ جب تک لشکر کی خبر نہ آئے وہاں خود جانا مناسب حال نہیں ہے۔ جب لاہور سے تین کروہ پر دریا کے کنارہ دونوں لشکر آمنے سامنے آئے تو ابے اسکے کہ ہنگامہ ستیز و آویز گرم ہو اور تفنگ چھوٹے یا تیر چلے شہریار کی فوج فرار ہوگئی۔ جب شہریار کو بایسنغر خاں کی ہزیمت اور لشکر کی پراگندگی کی خبر آئی تو اُسنے اپنے دولت خانہ میں معاودت کی جسمیں وہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اُترا تھا آصف خاں نے شہر سے باہر منزل کی۔ میر افضل خاں اُس سے ملنے آیا۔ اُسنے جو خدمات

شاہجہاں کی دولتخواہی کی شہریار احمق کی لباس نصیحت میں کیں تھیں وہ مشکور ہوئیں۔ اسی روز آصف خاں کے کہنے سے شایستہ خاں اُسکا بیٹا اور ارادت خاں میر بخشی قلعہ کے اندر گئے اور بادشاہی خزانوں اور کارخانوں کو ضبط کیا جہانگیر کے معتمد خواجہ سرا فیروز خاں و خدمت خاں محل شاہی میں اندر گئے اور شہریار اور اس کی بیوی کو گھر میں سے باہر لائے اور ایک محفوظ محل میں محبوس کیا۔ دوسرے روز یمین الدولہ اور تمام دولتخواہ شہر میں آئے۔ اور شہریار کی آنکھوں میں میل کھینچیں کہ پھر وہ سلطنت پر میل نہ کرے۔ خلاصۃ التواریخ سبحان سنگھ عارف میں لکھا ہی کہ جسوقت شہریار کی آنکھوں میں میل کھینچے تو یہ رُباعی بدیہہ پڑھی۔

رُباعی

ز نرگس گلاب ار چہ نتواں کشید	کشید ند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من	بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خاں یمین الدولہ نے عرضداشت شاہجہاں پاس روانہ کی اس میں کیفیت حال اور بشارت فتح کو تحریر کیا اور بہت جلد بلایا۔

بنارسی کا خبر پہنچانا

بنارسی جو جہانگیر کے مرنے کی خبر لیکر گیا تھا پر لگا کے بیسؔ روز میں ۱۹ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر میں جہاں شاہجہاں تھا پہنچا اول وہ مہابت خاں سے ملا جو یہاں شاہجہاں کی قدمبوس کے لیے آیا ہوا تھا اور اسکے ذریعہ سے شاہجہاں کے پاس وہ گیا اور جہانگیر کے واقعہ ناگزیر کا حال سُنایا اور آصف خاں یمین الدولہ کی انگوٹھی پیش کی۔ بیٹا باپ کے مرنے کی خبر سنکر رویا اور مراسم عزاداری کرنی چاہتا تھا۔ کہ مہابت خاں اور دولتخواہوں نے کہا کہ اب اس کا وقت نہیں ہی۔ مناسب یہ ہی کہ بہت جلد اورنگ خلافت کی قرارگاہ پر چلیں کہ ارباب بغی و عناد پر فتنہ و فساد کی راہ بند ہو اور رعایا و زیردستوں کو شورش پرستوں سے امان ہو۔ شاہجہاں نے ان باتوں کو منظور کیا اور ۲۳ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو صوبہ گجرات کی راہ سے دارالخلافہ

آگرہ کی طرف راہ لی اور امان اللہ بایزید کے ساتھ منشور آصف خاں پاس بھیجا کہ بنارسی پہنچا اور میں گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کو روانہ ہوا۔ جاں نثار خاں کو خان جہاں لودی کے پاس بھیجا کہ اس کو یہ مژدہ سُنائے کہ وہ بدستور سابق دکن و خاندیس و برار کی صوبہ داری پر سرافراز رہا اور اسکی مخفیات ضمیر پر مطلع ہوکر ہم سے عرض کرے برہانپور میں نثار خاں آیا۔ خان جہان نے شاہجہاں کی مہربانی کا خیال نہیں کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ نظام الملک سے موافق اپنے مطلب کے عہود و مواثیق ایمان مغلظہ کے ساتھ کر لیے اور ساری ولایت بالا گھاٹ اسکے حوالہ کی۔ سپہدار خاں نے کہ قلعہ احمد نگر کی ضبط و حراست کا عہدہ رکھتا تھا قلعہ کے حوالہ کرنے میں خانجہاں کے نوشتہ کو نہ مانا اور سب جاگیردار اسکے نوشتوں کے مطابق اپنی اپنی محال جاگیر چھوڑ کر برہان پور میں آئے اور ایسی مملکت مفت و رائیگاں نظام الملک کے تصرف میں آئی اور اُسنے جان نثار خاں کو بغیر عرضداشت کے رخصت کیا۔ اور اپنے فرزندوں کو سکندر دوتائی اور ایک جماعت افغانوں کے حوالہ کیا جو اسکے ساتھ نہایت اتفاق رکھتے تھے اور خود برہان پور سے چلا۔ بندہاے پادشاہی میں سے مثل راجہ رگھو سنگھ و راجہ جے سنگھ وغیرہا کو ساتھ لیا۔ ان راجاؤں نے اسکے شر سے بچنے کے لیے بالضرورۃ اسکے ساتھ موافقت کی تھی۔ جب اُنھوں نے شاہجہاں کے آنے کی خبر اجمیر میں سُنی تو وہ اُس سے جدا ہوکر اپنے وطنوں کو چلے گئے۔ وہ مانڈو میں آیا اور مالوہ کو اُسکے صوبہ دار مظفر خاں سے لیکر اُس پر متصرف ہوا۔ اس حرکت ناصواب سے جو اسکے فتنہ اندیش دل میں باتیں تھیں وہ ظاہر ہوگئیں۔ جب سرحد گجرات پر شاہجہاں آیا تو ناہر خاں مخاطب بہ شیر خاں کی جو اس صوبہ کے عمدہ تعینا تیوں میں سے تھا عرضداشت آئی کہ اس وقت سیف خاں صوبہ دار احمد آباد باطل ارادہ رکھتا ہے۔ شاہجہاں نے احمد آباد کی صوبہ داری شیر خاں کو مرحمت

خانجہاں

سیف خاں

کی اور سیف خاں کی نسبت حکم دیا کہ اس کو بطریق نظر بند رکھے نواب ممتاز زمانی بیگم کی حقیقی بہن جو ایک ہی تھی وہ سیف خاں کی بیوی تھی اُس نے اپنے بہنوئی کی سفارش شاہجہاں سے کی اُس نے خدمت پرست خاں کو بھیجا کہ سیف خاں کو احمد آباد سے ہمارے پاس لے آئے اور شیر خاں سے کہدے کہ اسکو کوئی گزند اور آسیب نہ پہنچے اور فرمان صوبہ داری احمد آباد کا شیر خاں کو دیدے شاہجہاں کوچ بہ کوچ چلکر دریائے نربدہ پر آیا اور بابا پیارہ کے گھاٹ سے اُترا اور قصبہ سیپور میں قیام کیا۔ ہر منزل میں صوبہ گجرات کی تعیناتی زمیں بوس ہوتے۔ ۱۱ ربیع الاول کو جشن قمری ہوا۔ شاہجہاں کی عمر کا ستائیسواں سال ختم ہوا۔ اور اٹھائیسواں سال شروع ہوا۔ اس روز مبارک میں دلیر خاں بارہہ زمین بوس ہوا اور اس دن شیر خاں کی عرضداشت شاہجہاں کے پاس آئی۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ گجرات کے ہندو سپاہیوں کی چٹھیوں سے معلوم ہوا کہ دار السلطنت لاہور میں یمین الدولہ اور تمام دولتخواہوں نے حوالی لاہور میں ناشدنی (شہریار) سے جنگ کی اور اس کو شکست فاحش دی وہ حصاری ہوا اور اپنے پاؤں سے زندان مکافات میں آگیا۔ اس مژدہ کو سنکر شاہجہاں نے شادیانے کے نقارے بجوائے۔ خدمت پرست خاں احمد خاں احمد آباد سے سیف خاں کو لے آیا۔ وہ بیمار تھا پادشاہ کی جرم بخشی سے شفا ہوگئی حوالی سورت میں جو توابع گجرات سے ہے میر شمس الدین آیا وہ قلعہ سورت کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو تالاب کانکریہ میں شہر احمد آباد سے باہر کے شاہجہاں آیا شیر خاں صوبہ دار گجرات کا اضافہ دوہزاری دوہزار و پانصد سوار کا ہوکر پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب ملا اور خواجہ جہاں کو یہاں دیوان مقرر کیا مرزا عیسیٰ ترخاں کو ٹھٹھہ کی صوبہ داری ملی اور منصب میں دوہزاری ہزار دو صد سوار کا

منصبوں اور جاگیروں کا عطا

اضافہ ہوکر منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار پانصد سوار ملا اور اس طرف رخصت
کیا اور معتقد خاں و جمال لوہانی و سید مبارک کو منصب دیکر احمد آباد میں چھوڑا اور سید
دلیر خاں کو اور چند اور احمد آباد کے تعیناتیوں کو ساتھ لیکر ۲۵ر کو دار الخلافہ آگرہ
کی طرف روانہ ہوا۔ اور خدمت پرست خاں کو لاہور جانے کا حکم ہوا۔ اور اُسکے ساتھ
جمہور کے نظام و کل مصلحت پر نظر کرکے فرمان اپنے ہاتھ سے لکھکر آصف خاں
یمین الدولہ پاس بھیجا کہ ناشدنی (شہریار) و بلاقی اور اُس کا بھائی گرشاسف اور
شہزادہ دانیال کے بیٹے طہمورث شاہ و ہوشنگ نابینا کیے جائیں ورنہ یہ پانچوں آدمی اگر ہوسکے
تو ہمارے پاس بھیجے جائیں ورنہ جہاں انکا مقر ہو وہاں بھیجے جائیں۔ خدمت پرست خاں ۲۱ر
جمادی الاول ۱۰۳۷ھ کو یہ فرمان لیکر آصف خاں پاس لاہور پہنچا۔ اسی روز یمین الدولہ نے
ممبر پر شاہجہاں کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور بلاقی کو ایک روز مناسب محل میں محبوس کیا۔
۲۵ر کو اُن پانچوں شہزادوں وادی فنا کا مرحلہ پیما بنایا۔

جب شاہجہاں ولایت رانا میں آیا تو رانا کرن نے از روے اخلاص وعقیدت استقبال
کیا اور ۴ر جمادی الاول کو مقام گوگندہ میں ملازمت کی جہاں پہلے اسکے باپ رانا امر سنگھ
نے ملازمت کی تھی پادشاہ نے اسکو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا منصب دیا اور اسکے
تیول ہیتین برقرار رکھی۔ ۵ر دی کو کنار تالاب مانڈل میں جشن شمسی وزن ہوا۔ عمر کی ۳۶ سال
کی انتہا اور ۳۷ سال کا آغاز تھا۔ ۱۷ر جمادی الاول کو اجمیر میں شاہجہاں آیا اور امان گر کے
کنارہ پر عمارت جو جہانگیر کے حکم سے تمام تیار ہوئی تھیں۔ ان میں وہ تشریف فرما ہوا اور اپنے
باپ دادا کی آئین کے موافق پیادہ پا روضہ پر تشریف لے گیا اور مراسم زیارت کو ادا کیا اور
مرقد مبارک کی غربی سمت میں زمین کے موافق ایک مسجد گیارہ محراب کی طول میں ۵۵ ذراع
اور عرض میں ۱۰ ذراع بنوانے کا حکم دیا اور صحن کا طول ۶۰ گز اور عرض ۴۴ گز قرار پایا۔
سنگتراشوں کو حکم دیا کہ وہ اسکو بالکل سنگ مرمر کی بنادیں۔ صوبہ اجمیر میں اور اسکے نواح کی

صوبہ داری مہابت خاں کو مرحمت ہوئی۔

مشرقی مورخوں کا قاعدہ ہے کہ وہ بعض مضامین تاریخ کے اول تمہیدات لکھتے ہیں۔ گو اسکو تاریخ سے علاقہ نہیں ہوتا مگر انمیں فلسفیانہ و عاقلانہ مضمون ہوتے ہیں۔ جو دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ انھیں ہم بھی کبھی کبھی نقل کیا کرتے ہیں۔ ایسی تمہیدیں ابوالفضل نے نہایت دلچسپ پر تکلف لکھی ہیں انکا ترجمہ کیا ہے۔ پادشاہنامہ میں بھی اسکی تقلید میں بعض مقدمات لکھے ہیں۔ جنکا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہوگا۔

دادار بیہمال اور آفریدگار بے مثال نے اپنی قدرت کاملہ سے افراد نوع انسان کو قوت شہوی اور غضبی کا محل بنایا ہے کہ ایک کے واسطے سے وہ جلب منفعت اور دوسرے سے دفع مضرت کیا کرے یہی قوا اسکی زندگی کا سرمایہ اور پایندگی کا پیرایہ ہے۔ شہوت و غضب کی تیزی تندی سے اپنا فائدہ گو اسمیں دوسرے کا نقصان ہو حاصل کرتا ہے اور اپنی مضرت سے جسمیں دوسرے کا نفع ہو بچتا ہے یہی عدم کو الف اور وجود مخالف کا سبب ہے جس سے مصلحت تمدن میں اختلال ہوتا ہے جسمیں کارگزاری اور مددگاری ایک دوسرے کی ہوتی ہے اور عقدہ نظام عالم کا حل ہوتا ہے اور بنی آدم کا قوام اور اس مخالفت فطری کا رفع اور مخاصمت جبلی کا دفع عدالت و سویت جبری پر منوط ہے اور اتحاد و وداد قسری پر مربوط۔ اور اس شان کبیر اور امر عسیر کی تیسیر نہیں ہو سکتی بغیر قہرمانی پادشاہ کے کہ کلاہ قہر الٰہی سر پر اور قبائے نیر ثرے و ظل اللٰہی کے سر پر رکھے اور ایزدی قہاری و غفاری کا مظہر ہو اور ملک رانی کے آداب کی تنظیم و وظائف کاروانی کی تقدیم اور حدود سیاست و احکام معدلت کی اقامت جہاں کو آباد رکھتی ہے۔ مراسم دادگستری کا امضا اور لوازم جہاں پروری کا اجرا لے مراتب مظلوم نوازی و ظالم گذاری کی کفایت دلوں کو شاد رکھتی ہے ہمیشہ جہاں کشائی کی ہمت جہانیوں کی امن و آسائش میں مبذول ہوتی ہے اور اسکی رائے گیتی آرائے عالم ملکوت کی سفیر ہوتی ہے اور اسرار ملک کے جام جہاں نما گرفتاروں کی آزادی ہے اور فسادگروں کی اصلاح پر مصروف وہ عالم حیران مددہ

کو آبیاری معدلت سے ایسا سرسبز کرتی ہو کہ پھر اُسپر پژمردگی نہیں آتی بادشاہ جہاں کے
شورش کدہ سے بیداد کی گرد کو ایسا ہٹا دیتا ہو کہ کسی دل پر غبار کدورت نہیں بیٹھتا وہ جہانبانی
کے اشغال بے پایاں کو نیروے الٰہی سے انصرام کو پہنچاتا ہو اور فرمان روائی کے بار گراں
کو دوش ہمت گراں بار پر اُٹھاتا ہو۔ چہرہ وفا کو ناخن غدر سے نہیں چھیلتا ہو اور حرف فاق
کو دل صفا منزل کی لوح سے کزلک نفاق نہیں تراشتا ہو وہ حقیقت سلطانی کو پاسبانی
ہمہ جانتا ہو۔ غرض امور جہانبانی کو شبانی ہمہ جانتا ہو وہ تیرہ دلوں کو اپنے ارشاد کے فروغ
سے روشن اور پژمردہ خاطروں کی نسیم احسان سے گلشن بناتا ہو وہ مصاف اس لیے کرتا ہو کہ
غمزدہ کے دلوں کو غبار محنت سے صاف کرے اور تیغ خونریز غلاف سے اسلیے نکالتا
ہو کہ خنجر فتنہ کو نیام میں کرے جس سلوک میں بمقتضاے خلافت الٰہی خویش کو بیگانہ پر اور
نزدیک کو دور پر رجحان نہیں دیتا اور یہ اقتضاے ظل الٰہی افاضۂ فاضل ہیں بد و نیک دوست
دشمن کے ساتھ یک معاملہ کرتا ہو۔ سب حال ہیں اہل فضل و ہنر کو جہانبانی کی ضروریات میں
شمار کرتا ہو اور اس طبقہ کی مراسم عزت اور اس طائفہ کی لوازم معیشت کو انکی درخور حالت
انجام دیتا ہو تاکہ اسکے صیت فضیلت دوستی و صوت ہنر پروری کو سُنکر کل بلاد کے دانا
اپنے دل کو مواطن و اماکن کی محبت سے خالی کرکے رہ نوردی کی محنت و تعب اُٹھا کر
حصول مطالب کا سرمایہ جانیں اور اسکی تخت گاہ میں آئیں۔ اس شان کا آئینہ شاہجہاں
ہو وہ روز پنجشنبہ ۲۶ رجمادی الاولیٰ ۱۰۳۷ھ دار الخلافہ آگرہ میں ایک ہاتھی پر سوار۔ دونو طرف
اپنے ہاتوں سے روپیہ پھینکتا ہوا آیا چھوٹے بڑے اُسکے دیدار کے لیے گھر سے بازار میں آئے
اشاعت جلوس کی ساعت بارہ روز بعد ٹھیری اسلیے شاہجہاں اپنے اُسی محل میں دس روز
رہا جسمیں ایام شاہزادگی میں رہتا تھا۔ بارھویں روز ۸ رشہر جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ مطابق
۶ رفروری ۱۶۲۸ء کو گھوڑے پر سوار ہوکر دولتخانہ ارک دار الخلافہ اکبرآباد میں آیا اور ساڑھے
تین گھڑی بعد سر پر تاج اور تخت پر قدم رکھا۔ ارباب سیف و قلم و اعیان دولت حشم نے

جلوس شاہجہان ۱۶۲۸ء

مبارکباد دی اور زر و گوہر نثار کیے اصحاب عمائم کے جیب و داماں بادشاہ کی خیرات سے پُر ہوئے ایک مبارک جشن ہوا۔ رامشگروں نے اپنے نغمۂ باربدی سے قلب کو راحت دی اور قالب کو روح اور پری پیکر حسن نغمہ اور نغمہ حسن سے چشم و گوش کو آپس میں رشک لاتے تھے ساری مجلس بخار مجمر و بخور عنبر سے معطر تھی۔ ممبروں پر بادشاہوں کا خطبہ پڑھا گیا خطیب نے حمد و نعت کے بعد بادشاہ کے خاندان کے دس بادشاہوں کے نام صاحبقراں سے شروع کرکے لیے اور اس خاندان کی رسم کے موافق ہر نام پر ایک خلعت زرنگار اسکو مرحمت ہوا۔ سکہ لگا۔ اشرفی و روپیہ کے ایک رُخ پر کلمہ طیبہ اور حاشیہ پر اسامی خلفاء راشدین اور دوسرے رخ میں بادشاہ کا لقب منقش ہوا اور خطاب ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہاں بادشاہ غازی رکھا گیا اور اسی خطاب سے فرامین اور مہر اوزک مزین ہوا اور تمام ممالک محروسہ میں قاصدوں کے ہاتھ وہ بھیجے گئے۔ مہر اوزک میں جہانگیر کے نام تک باپ دادا کے نام کندہ تھے اُسکا نام نہ سپہر مشہور تھا اب اس بادشاہ کا نام بھی بیچ میں درج ہوکر نہ سپہر کا مرکز بنا۔

جیسا جشن شاہانہ دربار میں ہوا۔ ایسی ہی محل میں مجلس بادشاہانہ و محفل ملکانہ ممتاز الزمانی بیگم نے آراستہ کی اور جواہر و طلا و نقرہ کے پھول شاہجہاں کے سر پر سے نثار کیے۔ اور پیشکش جو ایسے بادشاہ کے لیے سزاوار تھی پیش کی اور وہ منظور ہوئی اور ایسی ہی جہاں آرا بیگم مشہور بہ بیگم صاحبہ نے جو شاہجہاں کی بڑی لاڈلی بیٹی تھی نثار بائستہ اور پیشکش شائستہ نظر کے روبرو لائے۔ معمانشکافوں نے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اور (شاہجہاں بادشاہ غازی) اور (شہاب الدین محمد شاہجہاں صاحب قران ثانی) کے اعداد کے مساوی ہونے میں یہ رمز بتلائی کہ یہ شکوہ و اعتلاء عطیہ یزدانی ہے نہ بسط انسانی اور شیرطرازوں نے یہ رنگین تاریخیں لکھیں۔

جلوس ممتاز محل

تاریخ

بہر سال جلوس او گفتم — در جہاں بادشا جہاں باشد

(جلوس شاہجہاں دادہ زیب سلطنت و دیں) — (شاہجہاں بادشاہ جہاں)

جلد ہفتم

(زینت شرع) (خدا بحق دار داد) (دوشنبه بیست و پنجم بهمن) اس خاندان کا دستور ہی کہ بادشاہ ایک لقب سے ملقب ہوتا ہی۔ چنانچہ حضرت فردوس مکانی کا لقب ظہیر الدین اور حضرت جنت آشیانی کا نصیر الدین اور عرش آشیانی کا جلال الدین اور جنت مکانی کا نور الدین تھا شاہجہاں کا لقب بعد اورنگ نشینی کے آصف خاں نے شہاب الدین مقرر کیا اور اُسپر صاحبقران ثانی کا اضافہ اس نظر سے کیا کہ بادشاہ کو امیر تیمور کے ساتھ مشابہت ہی۔

بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور چھ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دیئے اور دس لاکھ روپیہ سالیانہ اسکا مقرر کیا۔ اور جہاں آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپئے بخشش ہوئے اور چھ لاکھ روپیہ سالیانہ قرار پایا اور حکم ہوا کہ نصف روپیہ خزانہ سے نقد دیا جائے اور نصف روپیہ کی جائداد دیجائے۔ اور ممتاز الزمانی کو آٹھ لاکھ روپئے اسلیے سپرد ہوا کہ جب دارا شکوہ و شاہ شجاع اور اورنگ زیب لاہور سے آئیں تو ساڑھے چار لاکھ انہیں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ دارا شکوہ کو دو لاکھ روپیہ اور شاہ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور اورنگ زیب کو ایک لاکھ روپیہ اور باقی ساڑھے تین لاکھ روپیہ شاہزادہ مراد بخش و لطف اللہ۔ اور روشن رائے بیگم و ثریا بانو بیگم کو دیا جائے۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روزانہ اور شاہ شجاع کو ساڑھے سات سو روپیہ یومیہ اور اورنگ زیب کو پانچسو روپیہ اور شاہزادہ مراد کو ڈھائی سو روپیہ روزانہ دیئے جائیں۔

جب شاہجہاں نے تخت سلطنت پر جلوس کیا تو اُس کو مراسم ملت مصطفوی و شریعت محمدی کا جسمیں کچھ خلل پڑ گیا تھا ایسا پاس و لحاظ تھا کہ اول اُس نے حکم یہ دیا کہ سجدہ کرنیکی تعظیم کا معبود حقیقی سزاوار ہی آیندہ کوئی دوسرے کے لیے اپنی پیشانی کو خاک مذلت پر نہ رکھے۔ یعنی اکبری عہد میں بادشاہ کو جو سجدہ کرنیکا دستور تھا وہ موقوف کیا۔ مہابت خاں خانخانان نے معروض کیا کہ جہاں آفرین نے نظام عالم کے لیے اپنے بندوں کو مرتبہ نوازش و بزرگداشت میں تفاوت پیدا کیا ہی ایک کو اوج عزت و رفعت عنایت کیا اور مرتبہ والا خداوندگاری اور پایہ بلند فرماں گزاری پر پہنچایا اور مسند کامگاری و بختیاری پر متمکن کیا اور دوسرے کو حکم

حکم پذیری اور فرمانبرداری کے لیے پیدا کیا اور ہر ایک کو استعداد کار کے اندازہ اور حالت روزگار کے موافق اسکے امور ضروریہ کے اہتمام میں مدد و معاون بنایا ایسی ہی مراتب تعظیم تفاوت کو لوازم انتظام اور مراسم قوام عالم بنایا۔ اگر حضرت کو پرہیزگاری اور احکام الٰہی کے اطاعت کے سبب سے سجدہ ناپسند ہے تو اُسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا جائے جس سے مخدوم خادم میں اور رئیس مروس میں سلطان و رعیت میں استقامت امور جمہور کے لیے امتیاز ہو۔ پادشاہ دین پناہ نے اُسکی ملتمس کو منظور کیا اور یہ قرار دیا کہ دونوں ہاتھ زمین پر لٹکا کے پشت دست پر بوسہ دیں اسکا نام زمین بوس رکھا گیا۔ مگر اسمیں بھی سجدہ کے ساتھ مشابہت ہوتی تھی اسکو بھی موقوف کرکے تسلیم چہارم مقرر کی جس کا بیان آگے آئیگا۔ اور سادات کو کہ تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں اور فضلاء صلاح آثار اور درویشان پرہیزگار اور زاویہ نشینان عبادت گذار کو اس زمین بوس سے معاف کیا اور یہ مقرر کیا کہ جسوقت پادشاہ سے ملاقات ہو تو سلام علیکم کریں اور جب رخصت ہو تو فاتحہ پڑھیں۔

آصف خاں کے نام فرمان

آصف خان یمین الدولہ ابھی لاہور میں تھا اُسکو پادشاہ نے یہ فرمان جس کا ترجمہ نیچے لکھا ہے اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے بھیجا۔

دانائے رموز سلطنت عظمیٰ واقف اسرار جلالت کبریٰ۔ سرخیل یک رنگان وفادار سالار یکجہتان حق گذار۔ کار فرمائے ارباب سیف و قلم مدبر امور عالم۔ زبدہ خوانین عالی شان۔ قدوۂ امرائے بلند مکان۔ عضد الخلافہ یمین الدولہ۔ عموئے دانا آصف خاں امان حضرت ملک ستان میں رہکر جانے کہ چار گھڑی روز مبارک دوشنبہ ۲۵ ماہ بہمن موافق ۸ رجادی الثانی ۱۰۳۷ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد میں تخت سلطنت پر میں نے جلوس کیا اور آپ نے جو معروض کیا تھا کہ لقب شہاب الدین قرار پائے۔ وہی لقب ہم نے قرار دیا۔ ہمارا نام صاحبقران ثانی شاہجہان پادشاہ غازی خطبہ میں درج ہوکر پڑھا گیا اور سکہ بھی اسی نام سے جاری ہوا۔ بیت

الحمد کہ آن نقش کہ خاطر میخواست　　آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

ہم امیدوار ہیں کہ کل ہندوستان کی پادشاہی کہ محض اپنے کرم سے اُس نے ہم کو عنایت کی
ہی ہم کو اور تمکو مبارک ہو جو اس دولت میں شریک ہیں اور روز بروز فتوحات تازہ اولیائے دولت
کو نصیب ہوں۔ خدمت پرست خاں نے جمعہ کے آخر دن کو تمھاری عرضداشت پہنچائی اور
عرض کیا کہ تم نے مقرر کیا ہی کہ روز پنجشنبہ ۱۲ ماہ بہمن کو وہاں سے روانہ ہوا اور روز جمعہ ۱۴ ماہ
اسفندارمذ کو ہماری ملازمت سے مشرف ہو اس سے معلوم ہوا کہ ملاقات کا زمانہ قریب ہی
اس سے ہم خوش ہوئے۔ تمھاری یہ قرارداد کہ شاہزادوں کو اپنے ہمراہ لائیں اور خواجہ
ابوالحسن کو لاہور میں چھوڑیں مستحسن معلوم ہوئی وہ خلعت جو جلوس کے دن مہیا پہنا تھا وہ تمھارے
لیے بھیجا ہوں۔ آپ تمکو بالفعل منصب ہشت ہزاری ذات وہشت ہزار سوار دو اسپہ
وسہ اسپہ ہم عنایت کرتے ہیں اور سوار اسکے بندر لاہری بطریق انعام مرحمت کرتے ہیں۔
یہ ہماری عنایتیں تم کو مبارک ہوں آپ اس منصب سے زیادہ کے مستحق ہیں۔ بادشاہ نے
۷۷ لاکھ روپیہ عطا کیا جسمیں سے سات لاکھ روپیہ کی تفصیل اوپر لکھی گئی کہ اہلخانہ و شاہزادوں کو
دیا اور بارہ لاکھ روپیہ سادات و مشایخ و فضلا و صلحا و شعرا وغیرہا کو عطا کیا اور منصب خطاب
ان امرا کو جو موجود تھے مرحمت کیے۔ مہابت خاں کو منصب ہفت ہزاری ذات وہفت
سوار دو اسپہ وسہ اسپہ وخطاب خانخاناں وسپہ سالاری وعلم ونقارہ وتومان وتوغ اور دو
گھوڑے طویلہ خاصہ کے مع ساز نقرہ وطلا و مادہ فیل وچار لاکھ روپیہ نقد عنایت ہوئے
وزیر خاں کو جو وزیر تھا منصب پنجہزاری ذات وسہ ہزار سوار وعلم ونقارہ واسپ طویلہ خاصہ
اور ایک لاکھ روپیہ انعام ملا۔ سید مظفر خاں بارہہ ہتموری کو منصب چار ہزاری ذات و
سہ ہزار سوار وانعام ایک لاکھ روپیہ اور اور سامان امارت اور دلاور خاں بڑیچ کو منصب چار
ہزاری ذات ودو ہزار و پانصد سوار و پچاس ہزار روپیہ اور بہادر خاں روہیلہ کو منصب چار ہزاری
ذات ودو ہزار سوار و پچاس ہزار روپیہ انعام سردار خاں کو منصب سہ ہزاری ذات ودو ہزار
سوار انعام تیس ہزار روپیہ۔ راجہ بیتھلداس پسر راجہ گوپال داس گور کو جو ایام شاہزادگی

سے رفیق تھا۔ اور اپنے ایک بیٹے ملرام کی جان کو اپنے ولی نعمت کی خیر خواہی میں فدا کر چکا
تھا منصب سہ ہزاری ذات و ہزار پانصد سوار اور انعام تیس ہزار روپیہ اور مرزا مظفر کرمانی
کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار دویست و دو سوار انعام تیس ہزار روپیہ راجہ منروپ ولد
راجہ جگناتھ کچھواہہ کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار سوار انعام پچیس ہزار۔ قلیچ خاں کو
منصب دو ہزار و پانصدی دو ہزار سوار انعام پچیس ہزار روپیہ۔ خواجہ قاسم سید امانی کو
منصب دو ہزار پانصدی ذات و ہزار دویست و دو سوار انعام پچیس ہزار روپیہ رضا بہادر
مخاطب خدمت پرست خاں کو منصب دو ہزار و دویست سوار اور انعام بیس ہزار روپیہ انکے
سوا یوسف محمد خاں تاشکندی و جاں نثار خاں و لہراسپ خاں ولد مہابت خاں خانخاناں
و دیانت خاں دشت بیاضی یکہ تاز خاں۔ نصیب شیرانی۔ تر خاں میانہ ابراہیم حسین خاں
مخاطب مرحمت خاں و زبردست خاں خواجہ برخوردار و حیات ولد علیخاں ترین و جیت سنگھ
راٹھور سیو رام گور و سیام سنگھ سیسودیہ و نوبت خاں و جہان خاں کاکر و خنجر خاں و علاول
ترین و تشریف خاں و عثمان روہیلہ عم بہادر خاں و اہتمام خاں و ترکتاز خاں و حبیب سور و
رشید خاں خواجہ سرا۔

اب اس جماعت کے نام لکھے جاتے ہیں جو جہانگیر کے زمانہ میں منصب رکھتے تھے انہیں بعض
منصب سابق پر بحال رہے۔ بعض کا اضافہ ہوا۔ خان عالم۔ قاسم خاں جوینی۔ لشکر خاں
راجہ جی سنگھ نبیرہ راجہ مانسنگھ۔ سید دلیر خاں بارہہ۔ راجہ بھارتہ بندیلہ۔ مرزا خاں ولد
شاہ نواز خاں بن عبدالرحیم خانخاناں۔ مصطفی بیگ مخاطب ترکمان خانی بابو خاں کرانی
سید بہوہ۔ علی قلی۔ درسن۔ بہار سنگھ بندیلہ۔ نورالدین قلی۔ سید یعقوب بخاری۔ جگمال ولد
کشن سنگھ راٹھور۔ سید عالم بارہ۔ راجہ دوارکاداس کچھواہہ۔ راجہ بیر نرائن۔ سردار خاں
پسر لشکر خاں۔ ان سب کو ہزاری سے زیادہ منصب ملا تھا۔

شاہجہاں نے اپنے ایام شاہزادگی کے رفیقوں کو خلعت و انعام و منصب سے سرفراز

کیا انکے نام یہ ہیں جنکو ہم بطور یادگار لکھتے ہیں۔ وزیر خاں جو وزیر تھا۔ سید مظفر خاں۔ بارہ اسلام خاں بخشی۔ معتقد خاں۔ دلاور خاں۔ بہادر خاں۔ سردار خاں۔ راجہ بیٹھلداس کور۔ مرزا مظفر کرمانی راجہ منروپ۔ قلیچ خاں خواجہ قاسم۔ سید امانی رضا بہادر مخاطب بہ خدمت پرست خاں۔ یوسف محمد خاں تاشکندی جان نثار خاں اخلاص خاں۔ خواجہ میاں جوانی۔ اعتماد خاں۔ خواجہ یکہ تاز خاں۔ زبردست خاں۔ نوبت خاں۔ شمرزہ خاں۔ اہتمام خاں۔ ترکتاز خاں رشید خاں خواجہ سرا۔ سید احمد۔ منیر خاں۔ یکہ لنگاں خواجہ سرا۔ اب ہم اُن وفاداروں کے نام لکھتے ہیں جو بادشاہ کی شاہزادگی کے دنوں میں اسکے اخلاص و وفا کے سبب سے لڑائیوں میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔ راجہ بھیم پسر رانا امر سنگھ جسکو خطاب مہاراجگی دیا گیا تھا جسکی مردانہ موت کا ذکر پہلے لکھا گیا ہے جسکا نام سندرداس تھا جسکا خطاب رائے رایاں ہوا۔ اور بعد ازاں راجہ بکرماجیت ہوا۔ اسکی خدمات نمایاں کا بیان بھی ہوچکا ہے۔ راجہ گوپال داس کور جو اپنے بیٹے بلرام سمیت جنگ ٹھٹھہ میں دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بیرم بیگ ترکمان جس نے اپنے بیٹے حسن بیگ کے ساتھ ساحل دریائے گنگ و جمن پر میدان جنگ میں جان دی۔ محمد تقی سمسار مخاطب بہ شاہ قلی خاں شیر خواجہ۔ عابد خاں پسر خواجہ نظام الدین احمد بخشی حضرت عرش آشیانی نے اکبر نگر کی یورش میں جان فدا کی۔ علی خاں ترین جنگ ٹھٹھہ میں قتل ہوا۔ شاہ بیگ خاں نے قلعہ بیرہانپور کی یورش میں جان دی۔ خان قلی بہادر برادر کلاں قلیچ خان محمد خاں ہمند و رحیم خاں کاکر۔ مع اپنے بیٹے الہ داد کے جو عابد خاں۔ جمال خاں۔ رستمی خاں برگی کے ساتھ نواحی کانگرہ میں جان بحق ہوئے حسن بیگ بدخشی و شیر بقا۔ سید عبد السلام بارھہ صالح بیگ فوجدار جسنے پرگنہ پیلاد میں جان دی۔

جہانگیر کے زمانہ میں جو منصبدار بدستور بحال رہے اُن کے نام یہ ہیں۔ یمین الدولہ صاحب صوبہ لاہور و ملتان۔ خان جہاں لودی ناظم دکن و برار و خاندیس۔ اعتقاد خاں صوبہ دار کشمیر باقر خاں نجم ثانی صوبہ دار اڈیسہ۔ جو منصبدار معزول ہوئے۔ مرزا رستم صوبہ دار بہار۔

جسکی جگہ خان عالم مقرر ہوا۔ خواجہ ابوالحسن ناظم کابل ظفر خاں اُسکا بیٹا جو نائب تھا لشکر خاں اسکی جگہ مقرر ہوا سیف خاں صوبہ دار احمد آباد جسکی جگہ شیر خاں مقرر ہوا۔ مظفر خاں حاکم مالوہ جسکی جگہ خانزمان ولد مہابت خاں مقرر ہوا۔ جہانگیر قلی خاں ولد خان اعظم الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔ اسکی جگہ جان سپار خاں مقرر ہوا۔ بختیار خاں ناظم دہلی اُسکی جگہ قلیج خاں مقرر ہوا۔ یہ نام جو امرا اور منصبداروں کے لکھے ہیں انھیں کے کام شاہجہاں کی سلطنت کے سارے کام ہیں اس سبب سے کہ معاملات دینیہ و مہمات دنیویہ کا ربط اور اوامر سبحانی اور احکام سلطانی کا ضبط بغیر اس سے نہیں ہوتا کہ اجزاے زماں میں سے ایک جزو کو جو کسی مشہور سانحہ اعظم کا مورد ہوا ہو جیسے کہ تجدید ملت یا حدوث دولت اور حوادث وقائع کا مبدا مقرر کریں۔ ورود احکام اور ناسخ و منسوخ اور ضبط انساب و موالید و حفظ اوقات و عمر کے زمانہ کا تعین کرنا ایک مانہ کے آغاز کے تشخیص مقرر کرنے کے بغیر مشکل ہے و سلوک و رسائل بدون تاریخ کے اعتبار نہیں رکھتے۔ تمام امم سابقہ اور اقوام سابقہ نے تعیین وقائع و حوادث کے لیے ایک مبدا قرار دیے کہ معاملات دینی و دنیوی کا مدار اُسپر رکھا ہے جسکو عربی زبان میں تاریخ کہتے ہیں۔ اول ہبوط آدم کو پھر بعثت نوح کو بعد اُسکے طوفان کو پھر بعثت ابراہیم کو اس سے پیچھے بعثت یوسف اسکے بعد بعثت موسیٰ کو پھر بعثت سلیمان کو پھر بعثت عیسیٰ کو اور حضرت عیسیٰ اور آنحضرت کے درمیان کہ زمانہ جاہلیت تھا فرزندان اسمٰعیل نے کعب بن لوی کے مرگ تک بناء کعبہ کو بعد ازاں عام الفیل کو تاریخ بنایا اور اہل فارس ہر تاجدار کے جلوس کو تاریخ اعتبار کرتے ہیں اور ہندوستان میں بھی پہلے یہی طریقہ جاری تھا مسلمانوں نے تاریخ ہجری وضع کی اسکے واضع فاروق اعظم ہیں بعض عمال کے مکاتب بے ضبط تواریخ کے آتے تھے اور ان سے معاملات کی تنقیح جیسی کہ ہونی چاہیے نہیں ہوتی تھی۔ امیر المومنین نے ہرمزان موبد فرس سے پوچھا کہ مجوس جس چیز سے حفظ اوقات کرتے ہیں کیا کہتے ہیں اس نے جواب دیا کہ ماہ روز جس کا معرب مورخ ہوا اور اُس سے تاریخ کا اشتقاق ہوا اس سبب سے کہ نور روز سے عالم افروز ہوتا ہے رات دن

برابر ہوتے ہیں ہوا میں اعتدال ہوتا ہے باغ و راغ کو پھل پھولوں سے زینت ہوتی ہے اور کوہ و صحرا میں درخت سرسبز ہوتے ہیں۔ اور زمین کی آرائش سبزہ سے ہوتی ہے۔ یہ زمانہ تمام زمانوں میں مختار ہوتا ہے اسلیے اکبرنامہ اور جہانگیرنامہ میں سال کا آغاز فروردین سے شمار ہوا۔ پادشاہ آئین احمدی و طریق محمدی کو رواج دینا چاہتا تھا اس لیے اسکے دل میں آیا کہ ۳۲ سال شمسی و ۶ روز و ۵ ۱/۲ ساعت نجومی برابر ۳۳ سال ہلال کے ہوتے ہیں اور دین مبین کی ترویج کے ۳۳ سال کو ۳۲ سال لکھنا خردمند قبول نہیں کرتا اس لیے اُس نے سال و ماہ قمری کو جسپر تاریخ ہجری مبنی ہے جاری کیا اور اس سبب سے کہ اس خاندان کے دس فرماں روا ہوئے ہیں پادشاہ نے حکم دیا کہ ہر دس سال کو ایک دور قرار دیں پس اس پادشاہ کی تاریخ میں اس قاعدہ کے موافق سال اول دور اول اور سال نخستین دور دوم کو سمجھنا چاہیے۔ اگرچہ پادشاہ ۔ ہر ماہ جمادی الثانی کو تخت پر بیٹھا تھا۔ مگر مہینے کی پہلی تاریخ سے ابتدائے سال ہوتی ہے اسلیے تمام ممالک محروسہ میں فرمان جاری ہوئے کہ سال جلوس کی ابتدا ۔ غرہ جمادی الثانی سے سمجھنے چاہیئے۔

پادشاہ کا قد اوسط۔ خردی و بزرگی میں میانہ۔ رنگ گندم گون۔ پیشانی کبر و صغر میں معتدل۔ اُسکے دائیں طرف ایک خال۔ ابرو فراخ کشادہ۔ چشم کی تنگی و فراخی میں اعتدال۔ اور سیاہی و سفیدی میں کمال۔ تپلی نہایت سیاہ۔ دائیں آنکھ کی پشت پر ایک خال۔ ناک سیدھی بائیں آنکھ اور ناک کے درمیان ایک مسّا۔ کان متوسط۔ چہرہ میں کمال اعتدال۔ ہونٹ نہ موٹے نہ پتلے۔ دانت خردی و کلانی میں اعتدال رکھتے ہیں اور آپس میں خوب ملے ہوئے۔ زبان زیادہ تر فارسی زبان میں باتیں کرتی ہے اور ہندوستانیو سے ہندوستانی بولتی ہے۔ پادشاہ نے نواب خدیجۃ الزمانی رقیہ سلطان پاس پرورش پائی ہے اور وہ ترکی بولتی تھی اسلیے بہت سے ترکی لفظ بھی پادشاہ کو یاد ہیں مگر اُسکے بولنے کی مشق نہیں ہے۔ جہانگیر نے ایک دن مہربان ہو کر فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے

جلد ہفتم

کہ خرم میں کیا عیب ہی تو میں یہ عیب کہوں کہ وہ ترکی زبان نہیں جانتا۔ شاہجہاں نے اس اپنے عیب کو دور نہیں کیا۔ ڈاڑھی و مونچھیں سیاہ رنگ۔ دونوں کے رکھنے میں شریعت کا پابند۔ مونچھیں ترشواتا ڈاڑھی یکمشت و دو انگشت رکھتا سینہ فراخی و تنگی میں میانہ ہاتھ کوتہی و درازی میں نہایت معتدل ہتھیلی کشادگی و نرمی میں متوسط۔ انگلیاں درازی و کوتہی و نرمی و درشتی میں متوسط۔ ہر ایک انگلی پر ایک خال۔ پانوں معتدل قیافہ دانوں نے پادشاہ کے قیافہ کی بڑی تعریف لکھی ہی۔

عادات و عبادات بادشاہ

پادشاہ ہمیشہ باوضو رہتا ہی اور صوم و صلوٰۃ جس طرح کہ کتب فقہ میں لکھے ہیں ادا کرتا ہی اور متبرک راتوں میں آدھی رات سے زیادہ عبادت و دعاؤں میں بسر کرتا ہی اور سادات و مشائخ و فضلا و صلحا کو خیرات دیتا ہی اور محتاجوں کی قضائے حاجات کرتا ہی۔ طہارات کا لحاظ ایسا ہی کہ اگر کسی چیز کو مثلاً جواہر کو ہاتھ لگاتا ہی تو ہاتھ دھوتا ہی خوشبوؤں کا بڑا شوق ہی جرم بخش عذر پذیر بڑا ہی بخشش و بخشائش بہت کرتا ہی جن امیروں نے کہ اُسکے ایام شاہزادگی میں تقصیرات کیں تھیں ان سب کو اُس نے معاف کر دیا اور ان کو اپنے مناصب عہدوں پر بدستور بحال رکھا وہ سارے احکام شریعت کے موافق دیتا تھا۔ اگر کوئی غافل بوجہ شرعی کسی کو قتل کرتا یا کسی کا ہاتھ کاٹتا تو اُس کو موافق شریعت و عدالت کے سزا دیتا اگر صوبوں میں کوئی شخص مستحق عقوبت ہوتا تو وہاں کا ناظم بغیر پادشاہ کی اطلاع کے سیاست نہیں کر سکتا۔ امور سیاست میں ارکان دولت و اعیان میں کچھ تمیز نہیں ہوتی تھی اگر سلاطین روم و قزلباش و ازبک کی سفاکی و بیباکی کا بیان اسکے روبرو ہوتا وہ ایسا متاثر ہوتا ہی کہ اسکے چہرہ پر کدورت کے آثار نمودار ہوتے وہ بار بار یہ کہتا تھا کہ ایزد بندہ نواز نے سلاطین کو حکم گزار اور تمام بنی نوع کو فرمانبردار بنایا ہی کہ وہ اپنی پادشاہی ہمت عدالت و سویت پر مصروف کریں جس سے کہ نظام عالم اور قوام اہل عالم وابستہ ہی اور سیاست ایسی کریں کہ ظالم کا ہاتھ مظلوم کے دامن تک نہ پہنچ سکے۔ زیردستوں کے ساتھ کمال نرم خوئی اور شگفتہ روئی سے سلوک کریں اور رسم و تعدی کے خار و بن کو کاٹ کر گلشن جہاں کو آراستہ کریں نہ یہ کہ تھوڑی زلت و کمتر تقصیر پہ تیغ کیں کھینچکر افراد انسان کی

کہ خدا کی بنیاد باشان ہو خونریزی کریں اور اندک توہم سے اور کمتر گمان سے اپنی
بنی نوع سے کہ ودیعت ایزدی ہیں لڑنے لگیں۔ اپنے نزدیکوں کے اطفال کی خبرداری
وہوشیاری اور دوروں کے احوال کا کمال تجسس کرنا چاہیے تاکہ ملتزمان حضور اور حکام صوبجات
اور اُن کے پیشکاروں کی بد و نیکی کی مکافات کیجائے اسکے انعام وبخشش کا یہ حال تھا کہ جو اور
بادشاہ اپنی ساری عمر میں بخشش کرتے یہ ایک اپنے جشن میں دولتخانہ کے اندر خرچ کرتا۔ بادشاہ
کبھی کوئی بات ایسی جسمیں کوئی قباحت یا رکاکت ہوتی زبان پہ نہیں لاتا اور کسی کے منہ پر ایسی
بات نہیں کہتا کہ اُس سے دوسرا آدمی منفعل وخجل ہوتا۔ ہتک حرمت وخرق وعزت کا دخل
تو کیا ہو۔ بادشاہ خوش بیان تھا۔ خوشخط تھا۔ اکثر اوقات شاہزادوں اور امیروں کو مہمات ضروریہ
میں اپنے ہاتھ سے فرمان لکھتا۔ کبھی عنوان منشور پر جو منشی لکھتے اپنے ہاتھ سے چند سطریں لکھ دیتا۔

بادشاہ کچھ اپنا وقت عبادت الٰہی میں کچھ استراحت بدن میں کچھ شکاروں میں کچھ خواب وخور
میں جو انسان کی زندگی وپایندگی کے لیے ناگزیر ہیں صرف کرتا ہو اُسکی اوقات غفلت سے
منزہ عطلت سے معرا ہیں۔ اوقات شبانروزی کو اس طرح قسمت کیا ہو کہ آخر شب میں طلوع
فجر سے دو ساعت پہلے جاگتا ہو اور وضو کرتا ہو اور معبود حقیقی کی پرستش کے لیے تیار ہوتا
ہو۔ اکبرآباد میں خلوتگاہ میں ایک مسجد ہو اسمیں قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھتا ہو اور خدا کی عبادت
کی طرف توجہ کرتا ہو کہ نماز کا وقت آتا ہو تو ادائے سنت وفرض کرتا ہو اور مصلے پر بیٹھکر دعائیں
اور وظیفہ پڑھتا ہو اور پھر حرم سرائے میں جاتا ہو جب دو تین گھڑی دن چڑھتا ہو تو وہ جھروکہ
درشن میں آنکر بیٹھتا ہو جسکے آگے ایک وسیع میدان ہو اسمیں ایک خلقت اسکے آگے جھکتی ہو ستمدیدہ
پریشان حال بغیر کسی کی مزاحمت کے دادخواہی کر کے درد دل کو عرض کرتے ہیں اور اسی میدان
میں نظر کے سامنے لشکر شمار ہوتا ہو اور اکثر مست ہاتھی جنکا دولت خانہ خاص وعام کے صحن میں
آنا خطرناک ہو اس وسیع میدان میں لائے جاتے ہیں اور اکثر جنگ فیل ہوتی ہو ایک عجیب غریب
تماشا ہو۔ تماشائیوں کے غل غپاڑہ سے ایک شور قیامت برپا ہوتا ہو اور نامور ہاتھی تیز رفتار گھوڑدوڑ لیا

کے پیچھے دوڑائے جاتے ہیں کہ پکاریں سوار پر دلیر ہوں۔ اور کٹہرہ نقرہ میں شاہزادے یمین و شمال
کھڑے رہتے ہیں اور جب ان کو حکم ہوتا ہے تو وہ بیٹھتے ہیں اور اکثر امرا جھجر کی طرف پیٹھ کر کے ایوان
سے نیچے اور بعض جو قرب کی نسبت سے امتیاز رکھتے ہیں۔ دائیں بائیں طرف اپنے مرتبہ کے
اندازہ کے موافق قیام کرتے ہیں اور جھروکہ کی برابر متصدیاں مہمات اپنے رتبہ کے موافق
کھڑے ہو کر معاملات ملکی اور مالی کو عرض کرتے ہیں منصبداروں کی ملتمسات بذریعہ بخشیان
عظام معروض ہوتیں اور ایک جماعت اضافہ اور خدمت سے سر بلند ہوتی۔ صوبوں اور اطراف
ممالک سے جو امرا آتے وہ ملازمت سے مشرف ہوتے اور جو گروہ کہ صوبجات اور خدمات
پر متعین ہوتا اسکو اجازت ہوتی اور میر آتش اور مشرف توپخانہ بخشیوں کے ذریعہ سے احدیان برق
انداز اور احدی بادشاہ کے روبرو کیے جاتے جن کو وہ رعایت کا مستحق جانتے
اسکے لیے التماس کرتے اور سرکار خالصہ کے معاملات کے متصدی جیسے میر سامان اور
امیران بیوتات ہیں اپنے مطالب طرح طرح کے عرض کرتے۔ بادشاہ ہر ایک کو فوراً
ایسا جواب دیتا کہ اس میں کسی کو مکرر پوچھنے کی احتیاج نہیں ہوتی بڑے بڑے شاہزادوں
کی اور حکام صوبجات اور فوجداروں اور دیوان اور بخشی اور اور مہمات کے متصدیوں
کی عرائض اور پیشکشیں گذرتیں۔ بڑے بڑے امیروں کی عرائض کو بادشاہ خود مطالعہ
فرماتا اور اوروں کی عرائض کی حقیقت کو ارباب تقریر عرض کرتے اور ممالک محروسہ کا
صدر کل صدور جزو کی عرائض اور اور باتیں جو قابل عرض ہوتیں معروض کرتا اور
سادات و مشائخ و فضلا و صلحا میں اہل استحقاق کے احوال اور حوائج کو عرض کرتا
اس جماعت کا مقصد حاصل ہوتا اور خور استعداد نقد روپے ہر ایک کو بادشاہ کے
روبرو دیتے۔ اور عرض مکرر کی خدمت کا متصدی مناصب جاگیر و نقدی اور
اقسام معاملات ابواب المال و ارباب التحاویل اور کل احکام مطاعہ کی یادداشتوں کو
دوبارہ عرض کرتا۔ اور اصطبل و فیل خانہ کے کارگذار گھوڑوں اور ہاتھیوں کی رسم

رسم معتاد کے موافق پادشاہ کے سامنے لاتے۔ یہ ضابطہ حضرت اکبر نے مقرر کیا تھا کہ گھوڑے اور ہاتھیوں کی تعداد معین جس کو معتاد کہتے تھے پادشاہ کے روبرو کی جاتی اور جانوروں میں اگر زبونی ولاغری ہوتی تو اس زر کی بازخواست ہوتی جو سرکار سے بطور تنخواہ دواب کی خوراک کے لئے دی گئی ہے۔ داغ و تصحیحہ کے متصدی امرا کے تابینوں کو جن کے گھوڑوں کا داغ و تصحیحہ تازہ ہوتا ہے مع گھوڑوں کے پادشاہ کے روبرو لاتے اگر آدمی یا گھوڑا زبون ہوتا تو تابین باعث عتاب پادشاہی میں معاتب ہوتا کہ پھر غفلت نہ کرے۔ پادشاہ یہاں کبھی چار گھڑی کبھی پانچ گھڑی بہ تقاضائے قلت و کثرت حوائج و مہمات کے ٹھیر کر نشیمن خاص میں جاتا۔ جو عوام میں غسلخانہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت اکبر نے دیوانخانہ اور حرم سرا کے درمیان ایک خلوت گاہ بنائی تھی اس میں حمام تھا جس میں وہ غسل کیا کرتا تھا جس کے سبب سے اس کا نام غسلخانہ مشہور ہو گیا تھا۔ پادشاہ نے اس کا نام دولتخانہ خاص رکھا۔ یہاں بعض مقربین اور دیوان اور بخشی آتے تھے اور مطالب ضروریہ کو عرض کرتے تھے۔ پادشاہ اس جگہ بعض ضروری عرائض کا جواب خود لکھتا اور بعض مطالب جو بذریعہ وکیل یا وزیر عرض ہوتے اور عرائض صوبہ داروں کے خدمت عرض کے متصدی عرض کرتے تو ان کا جواب زبانی دیتا۔ دبیر اس کے موافق فرمان لکھ کر پادشاہ کے مطالعہ کے لئے پیش کرتے۔ اگر عبارت میں کوئی غلطی یا مطالب میں سہو ہوتا تو پادشاہ اس کی اصلاح کر دیتا پادشاہزادوں میں جو صاحب رسالہ ہوتا فرمان کی پشت پر اپنا رسالہ لکھ کر مہر لگاتا اور رسالہ کے نیچے دیوان اپنی معرفت لکھتا بعد اس کے یہ فرامین حرم میں جاتے اور ان پر مہر اوزک جو ممتاز الزمانی بیگم پاس رہتی تھی لگائی جاتی اس خلوت کدہ میں مہمات خالصہ شریفہ اور تنخواہ ارباب مناصب کے باب میں دیوان عظام معروض کرتے اور ان کا انصرام ہوتا اور یہیں صدر کل حوائج اصحاب استحقاق کو عرض کرتا پادشاہ

کسی جماعت کو زمین اور نقد روپیہ بعض کو یومیہ اُن کی استعداد کے موافق مرحمت کرتا
اور بعض کا دامن خزائن وزن اور تصدق کے روپیوں سے بھر کر ان کی احتیاج دور
کرتا۔ کچھ دیر صنعت گروں کی مرصع کاری و مینا کاری کے کارناموں کو دیکھتا کارگاہ عمارات
کے داروغہ معماران شگرف کار سے اتفاق کر کے آثار طرح عمارت کو نظر اصلاح میں
لاتے۔ پادشاہ اس پر توجہ تام اس لئے کرتا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ ابنیہ رفیعہ و امکنہ منیعہ
اپنے خاوند کی علو ہمت اور دولت کو روزگار دراز تک بے زبانی کے زبان سے گفتار
میں لاتے ہیں اور عرصہ دیر باز تک اس کی آبادگیری و زینت گستری و نزاہت پروری کو
یادگار بناتے ہیں اکثر منازل کو وہ خود طرح فرماتا جو طرح کہ چابک دست معمار بڑے
فکر اور غور سے طرح کھینچتے اس میں پادشاہ بجا تصرف اور زیبا بازخواست کرتا اور جو طرح مقرر
ہوتی اس کے احکام کی شرح آصف خاں یمین الدولہ لکھتا جو عمارت کے متصدیوں اور
معماروں کی دست آویز ہوتی۔ اس پادشاہ کے عہد میں تعمیر عمارت کی شان اس بلندی
پر پہنچ گئی تھی کہ اہل جہاں کو اس پر حیرت ہوتی تھی اس کی تفصیل اپنے محل پر کی جائیگی
کبھی کبھی شکاری جانور پرندے اور درندے پادشاہ کی نظر کے روبرو ہوتے اور
کچھ دیر دولت خانہ کے صحن میں گھوڑوں اور ان کے سواروں کا تماشا پادشاہ دیکھتا
دن کی چار پانچ گھڑیاں ان مشاغل میں بسر ہوتیں۔ روز چارشنبہ میں جھروکہ درشن
سے اٹھ کر دولت خانہ خاص میں پادشاہ جاتا اور اس روز یہاں متصدیان عدالت
اور ارباب فتویٰ اور چند فضلا دیندار اور دیانت کار اور چند امرا جو بادشاہ
کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے موجود ہوتے اور متکفلان عدالت ایک ایک دادخواہ
کو پادشاہ کے روبرو لاتا۔ مدعی کا مدعا عرض ہوتا۔ پادشاہ نرم خوئی سے
واقعہ کی کیفیت استفسار فرماتا۔ اور علماء کے فتوے کے موافق حکم دیتا اور اگر سیاست
کرتا تو شارع کی اجازت سے اور اطراف کے جو دادخواہ ہوتے جن کے دعووں کا

فیصلہ سوا ان کی سرزمین کے کہیں اور صورت پذیر نہیں ہوتا۔ وہاں کے ناظموں کے نام
فرمان صادر ہوتے کہ دور بینی اور حق گزینی سے جھوٹ سچ کو سمجھ کر ظلم کا تدارک کریں اور ستمدیدہ
کی داد دیں اور نہیں تو متخاصمین کو دار الخلافہ کی درگاہ عدل و انصاف میں بھیجدیں۔ دولتخانہ
خاص کے مشاغل سے فارغ ہو کر شاہ برج میں پادشاہ آتا۔ یہ شاہ برج دہلی و اکبرآباد لاہور
میں بنے ہوئے ہیں اس میں سوائے شاہزادوں کے اور چند مقربین کے کوئی اور بے اجازت
داخل نہ ہوتا تھا یہانتک کہ خدمت گار بھی بے طلب نہیں آتے اور بعض امور پادشاہی جن کا
اظہار صلاح دولت نہ ہوتا اور مضامین فرامین جو امراے دور دست کو لکھے جاتے اور
ان کا اظہار مصالح ملکی کے برخلاف ہوتا۔ ان کے باب میں پادشاہ و وزیر کے درمیان گفتگو
ہوتی اور خالصہ و طلب تنخواہ ارباب مناصب کے مطالب ضروریہ دولتخانہ خاص میں عرض نہ ہوتے
تو ان کو وزیر یہاں معروض کرتے۔ اس باب میں پادشاہ حکم دیتا۔ یہاں پادشاہ دو تین گھڑی
صرف کرتا اور کبھی اگر مقاصد زیادہ ہوتے تو زیادہ دیر تک ٹھیرتا۔ دوپہر کے قریب پادشاہ محل میں داخل
ہوتا اور ظہر کی نماز پڑھتا۔ اور وظائف سے فارغ ہو کر کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ یہاں حرم سرا میں
بھی محتاجوں کی احتیاجیں رفع کرتا۔ شمس النسا خانم کہ مزاج دانی اور شیوا زبانی و حسن خدمت و
لطف ادب کے ساتھ نواب ممتاز الزمانی بیگم کی خدمت میں مہم سازی و معاملہ پردازی کرتی
تھی وہ بیگم صاحبہ سے درماندوں کے مقاصد اور افتادوں کے مقاصد عرض کرتی اور وہ
پادشاہ سے معروض کرتی۔ پادشاہ مستورات پراگندہ اوقات کے درخور حال میں اور
روزیانہ و زر نقد مرحمت کرتا اور بعض کنواری لڑکیوں کا جن کا بےکسی کے سبب اسباب
عروسی سرانجام نہ ہوتا ان کو زیور لباس اور ضروری اسباب درخور اصالت و حالت
عنایت ہوتا اور ہمسروں میں اس کا نکاح ہو جاتا۔ ہر روز محل میں زر و زیور اور بہت
روپیہ خرچ ہوتے۔ عصر کی نماز کے بعد دولتخانہ خاص و عام کے جھروکہ میں پادشاہ
آتا اور اندازہ وقت کے موافق مہمات والی ہوتی۔ کشتیوں کو جن کو ہندی زبان میں

چوکی کہتے ہیں تو حوالہ کیا جاتا ۔ دولتخانہ خاص میں مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی
خوب روشنی ہوتی اور یہاں چار پانچ گھڑی مہمات سلطنت کے نظم میں اشتغال ہوتا اور کبھی
اس مکان میں گویندہ و سازندہ کے نغمات سنتا۔ پادشاہ اس فن میں جو تسلذات میں لذیذ
ترین اور معقولات میں دقیق ترین ہے خصوصاً نغمات ہندوستانی میں بڑی دستگاہ رکھتا ہو
سب جانتے ہیں کہ حسن صورت کو خصوصاً جب وہ کیفیت نغمہ سے متشکیت ہو دلربائی و خاطر
کشائی میں اثر عظیم ہے۔ اقوام میں سے کوئی قوم موسیقی بغیر نہیں۔ جنگلی آدمیوں میں بھی وہ
موجود ہے وسعت دستگاہ اور ادا ہائے نازک کی فزونی اور معانی رنگین و مضامین دلنشین
کی فراوانی اور مراتب ناز و نیاز کی گذارش جو ہندوستان کے نغمہ میں ہے کہیں اور نہیں۔ غرض
ہند کا جیسا نغمۂ حسن عالمگیر ہے ایسا ہی حسن نغمہ ہے اور نغمہ شناس اور حسن پرست دونوں کے
محفل میں بعض صافی دل صوفیوں نے سماع و وجد میں جاناں کو آسانی سے جان دیدی
ان کاموں سے فارغ ہو کر پادشاہ عشا کی نماز پڑھتا ہے اور دولتخانہ خاص سے شاہ برج
میں جاتا ہے اگر کوئی کام دولتخانہ خاص میں سرانجام نہیں ہوتا تو وزیر کل اور بخشیوں کو پادشا
طلب کرکے سرانجام دیتا ہے۔ غرض وہ آج کا کام کل پر نہیں ٹالتا بلکہ کل کا کام بھی آج کرتا
ہے۔ پھر پادشاہ محل میں جاتا ہے اور دو تین گھڑی گانا سنتا ہے پھر پلنگ پر لیٹتا ہے۔ جبتک
وہ سوئے۔ اہل مجلس پس پردہ کتب سیر و تاریخ و احوال انبیا و اولیا و وقائع سلاطین سابقہ
و حوادث خواقین سابقہ جو پند پذیروں کے لئے تذکرہ بیداری اور بیدار بختوں کے واسطے
تبصرہ ہوشیاری اور دستور العمل کلی و قانون شناسی کردار و گفتار و باعث عبرت
و خبرت اصحاب بصیرت و بصارت کے ہیں خصوصاً ظفرنامہ۔ و واقعات بابری
پڑھتے ہیں وہ دو پہر سوتا پادشاہ اکبر فرمایا کرتا تھا کہ جو اوقات کہ داد گستری
خلق پروری۔ انجام مہام جہانبانی۔ و قضائے حوائج محتاجان۔ اسباب رضائے
الٰہی کے جمع کرنے کے لئے اور نعمت پادشاہی کے حق ادا کرنے کے لئے ہوں

افسوس کہ وہ خواب غفلت میں بسر ہوں۔

غرہ رجب ۱۰۴۳ھ کو آصف خاں یمین الدولہ شاہزادوں داراشکوہ و محمد شجاع و اورنگ زیب کو لاہور سے ہمراہ لے کر دارالخلافہ اکبرآباد کے حوالی میں آیا۔ بہشت آباد معروف سکندرہ میں بادشاہ کے حکم سے فروکش ہوا۔ ممتاز الزمانی بیگم بیٹوں سے ملنے گئی آصف خاں نے اس کا استقبال کیا۔ ماں بیٹوں کے آپس میں ملنے سے وہ خوشی ہوئی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا وہ ایک حالت وجدانی تھی نہ لسانی و بیانی دوسرے روز یہ سب پادشاہ سے آ کر ملے۔ بڑی بڑی نذریں گذریں امرا کو مناصب و جاگیریں عنایت ہوئیں۔ آصف خاں کو مہر اوزک جو ممتاز الزمانی پاس رہتی تھی عنایت ہوئی اور خدمت والا وکالت کی تفویض ہوئی لفظ عمو سے مخاطب ہوا۔

روز دوشنبہ ۱۲ - رجب ۱۰۴۳ھ کو نوروز ہوا صحن دولتخانہ خاص و عام میں سایہ بان جس کا نام دل بادل ہی کھڑا ہوا اور اس کے گرد شامیانے طلا و نقرہ کے ستون کے کھڑے ہوئے رنگارنگ غرض اور گوناگوں بساط بچھے اور دولت خانہ خاص و عام کے در و دیوار کی آرائش مخمل و زربفت سے و فرنگی پردوں اور رومی و چینی دیباؤں سے اور گجراتی و ایرانی زربفتوں سے ہوئی۔ پادشاہ تخت پر بیٹھا اس کے گرد شاہزادے اور امرا کھڑے ہوئے انعام و خلعت مرحمت ہوئے لشکر خاں سے جو پادشاہ نے نو لاکھ روپیہ لیا تھا وہ اس کو ادا کیا گیا۔ نذر محمد خاں جب کابل پر آیا تھا جس کا ذکر آگے ہوگا ظفر خاں ولد خواجہ ابو الحسن کو بدل دیا تھا اس کو پھر صوبہ داری کابل پر سرافراز کیا۔ ظفر خاں نے درہ خرمانہ میں جو مضافات تیراہ میں ہے اس وقت کہ عبد القادر پسر حداد کو قتل کیا تھا جہانگیر کے مرنے کی خبر سنی تو یعقوب خاں بدخشی و بالچو قلیچ و سعادت خاں و عبد الرحمان ترنامی و معین خاں بدخشی اور ایک اور جماعت کو کابل میں بھیج دیا تھا اور خود پشاور میں آیا نظم مہمات کے بعد ہر سال کی رسم کے موافق کہ اس صوبہ کا ناظم قشلاق پشاور میں اور ییلاق

کابل میں بسر کرتا ہے کابل جانے کا ارادہ کیا۔ ہر چند تجربہ کاروں نے اس بے ہنگام جانے
کو منع کیا مگر اس نے نہ سنا۔ اور کوتل شادی کی راہ سے ہکتار و خیبر کو روانہ ہوا۔ خردسالی اور
ناآزمودہ کاری کے سبب سے اس نے سفر میں احتیاط و حزم نہیں کیا۔ ارکزیوں اور آفریدیوں
نے جو اس کوہستان میں پرشغب افغان ہیں اور ظاہر میں فرمانبردار خدمت گذار اور باطن میں
فتنہ جو و شورش پژوہ ہمیشہ دزدی اور دست اندازی کی تلاش میں رہتے ہیں انہوں نے
ہر سر راہ لشکر شاہی کو تاراج کیا اور اس سبب سے کہ سردار ناکردہ کار تھا بہت مال غارت ہوا
اور بہت نقصان ہوا وہ اس کا کچھ چارہ نہ کرسکا۔ بادشاہ نے اسکو نوروز کے دن خلعت دیکر
اسے صوبہ کی عظیم مہمات کے لئے روانہ کیا اور پندرہ ہزار سوار ساتھ کئے۔ عبداللہ خاں
اوزبک جو قید میں تھا اس کا قصور معاف کرکے رہا کیا پھر بادشاہ محل میں گیا اور
ممتاز الزمانی بیگم کو پچاس لاکھ روپیہ کے زیور اور عالم بیگم کو پچیس لاکھ روپے کے جواہر
اور پچیس لاکھ روپیے کے مرصع آلات محمد داراشکوہ و شاہ شجاع و اورنگ زیب و مراد بخش
و روشن رائے بیگم و ثریا بانو بیگم کو عنایت کئے غرض روز جلوس سے اس جشن کے
دن تک ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ کے جواہر و مرصع آلات و خلعت و خنجر وغیرہ
انعام میں دئے۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ تو ممتاز الزمانی بیگم اور شاہزادوں کو دیا
اور بیس لاکھ روپیہ اور ملازموں کو دیا اور ممتاز الزمانی اور شہزادوں نے دس لاکھ
روپیہ نذر میں دیا۔ آصف خاں یمین الدولہ کو پچاس لاکھ روپیہ کی جاگیر دی اور منصب نہ
ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ مرحمت ہوا اس خاندان میں کوئی
امیر اس مرتبہ پر نہ پہنچا تھا۔

۱۴ شعبان کو جس کی رات لیلۃ البرات مشہور ہے اور متبرک راتوں میں شمار
ہوتی ہے اور ہندوستان تہوار اور مسلمان قضا مقدار عمر و مبلغ عمر تمام خلائق کے
لئے مقرر کرتے ہیں عطا و القا لیلۃ القدر کی قدر و منزلت کرکے چراغاں کرکے عبادت

جشن شب برات

کرتے ہیں پادشاہ نے اس رات کو بڑی روشنی کرائی اور بہت روپیہ مستحقوں کو مرحمت
کیا۔ ماہ رمضان میں پادشاہ نے علاوہ یومیہ و مدد معاش کے تیس ہزار روپیہ نقد اہل
احتیاج کو دیا۔ غرہ شوال کو عید ہوئی۔ پادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر عیدگاہ میں گیا اور نماز
ادا کی اور آنے جانے میں بہت روپیہ نثار کیا۔ دریا خاں رہیلہ جسکو پادشاہ نے ایام شاہزادگی
میں تربیت کیا تھا وہ جنیر میں بادشاہ سے جدا ہوکر خانجہان صوبہ دار دکن پاس چلا گیا
تھا اور اس کو نمکی اور کافر نعمتی پر بس نہیں کی بلکہ اور فساد اندیشے اور کاسد خیال کئے جب
شاہجہان پادشاہ ہوا تو عفو تقصیر کے لئے وہ حاضر ہوا شاہجہان نے عفو تقصیرات کو
تکملات مراسم جہانداری و تتمات مکارم فرمان گذاری جان کر اسکے جرموں سے چشم پوشی کی
اور خلعت اور منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار مرحمت کیا۔ اٹھارہویں رمضان
کو آدھی رات کو جھجار سنگھ بندیلہ بھاگ گیا۔ نہم شوال کو مرزا رستم صفوی اور اس
کے دو بیٹے مرزا مراد مخاطب بہ التفات خاں اور مرزا حسن صوبہ بہار سے آئے
ان کو خلعت مرحمت ہوا۔ مرزا بوڑھا تھا مرض نقرس میں مبتلا تھا ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ
سالانہ اسکا مقرر ہوا کہ وہ دار الخلافہ میں اپنی زندگی آرام سے بسر کرے۔

نذر محمد خاں والی بلخ و بدخشاں کو جہانگیر کے انتقال کی خبر پہنچی اور اوس کو
یہ معلوم ہوا کہ شاہجہان دکن میں جنیر کے اندر ہے اور ابھی وہ پادشاہ نہیں ہوا
اور اس وقت ہرج مرج ہو رہا ہے اور سلطنت کے عقد میں خلل پڑ رہا ہے اور
غرض پرستوں کی زیادہ سری و بیش طلبی سے سرحدوں کے نظم و نسق مختل اور
مہمات ملکی و مالی مہمل معطل ہو رہے ہیں تو اس نے میدان خالی دیکھ کر اور فرصت
کو غنیمت سمجھ کر ملک کابل پر اور اس کے مضافات پر ترکتازی کی باوجودیکہ اس
کے بڑے بھائی امام قلیخاں والی توران نے اس کو بہت تاکید کے ساتھ منع
کیا مگر اس کا کہنا اس نے نہ مانا اور پندرہ ہزار سوار ازبکیہ اور ایماقان لیکر

کابل کی طرف روانہ ہوا۔ جب بادشاہ پاس خبر آئی کہ نذر محمد خاں ولایت کابل میں آگیا
ہے اور قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اُس نے احتیاطاً سپہ سالار مہابت خاں خانخاناں کو
اوزبکوں کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ بیس ہزار سوار اس کے ساتھ گئے پہلے بھی لشکر
بسرکردگی خواجہ ابوالحسن مشہدی مخاطب بہ لشکر خان کابل روانہ ہوچکا تھا جب مہابت خاں
سہرند میں آیا تو معلوم ہوا کہ اوزبک فرار ہوگئے تو بادشاہ نے اسکو اپنے پاس آنے کا حکم دیا
اور معتقد خاں لاہور سے جہانگیر کی پردگیان حرم سرا کو دارالخلافہ میں لانے کے لئے روانہ ہوا۔
نذر محمد خاں کے بھاگنے کا حال یہ ہے کہ ولایت کابل کی سرحد میں جب نذر محمد خاں آیا تو اول ضحاک
و بامیان کی نواحی میں آیا اور قلعہ ضحاک کی تسخیر کو پیش نہاد خاطر کیا۔ اس سرزمین کا کوئی قلعہ سختی و
دشواری میں قلعہ ضحاک کی برابر نہیں ہے اُس نے اپنے بیٹے عبدالعزیز سلطان کو عبدالرحمن کے
اتالیق اور چند اور کارآزمودہ بہادروں کے ساتھ پہلے روانہ کیا اور پیچھے خود روانہ ہوا۔
منجھر خاں ترکمان قلعہ دار ضحاک نے خوب مقابلہ کیا اور اوزبکوں کو خوب مارا
اور ان کو بھگا دیا۔ نذر محمد خاں نے ان کو بڑی سرزنش و ملامت کی ۔ ۱۵۔ رمضان کو
امرائے مذکور نے چاروں طرف سے قلعہ پر حملہ کیا مگر منجھر خاں نے اپنی دلاوری سے
سب کو ہزیمت دی ۔ جب نذر محمد خاں نے جانا کہ قلعہ آسانی سے ہاتھ نہیں آسکتا
تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ قلعہ کابل کو کہ بظاہر خالی ہے چل کر لے لیجے جب وہ
ہاتھ آجائیگا تو اور قلعوں کا ہاتھ آنا آسان ہوگا وہ اس ارادہ سے روانہ
ہوا۔ غوربند و چاریکاران اور اس کے اطراف کی راہ بند کی گئی تھی ناچار
اس نے سیاہ سنگ سے کابل کا آہنگ کیا اور نواح بلغان میں آیا اور سنگ لمغان
و لبندا کو توڑا (سنگر عبارت اس سے ہے کہ کوہساروں کی تنگناؤں میں
دیوار پتھروں کی بناکر پناہ گاہ بنائیں) ولایت میں داخل ہوا اور سرزمین
میں جس میں مسلمان رہتے تھے ان کو بالکل لوٹ لیا جو کچھ ہاتھ آیا لے لیا اس تاراج و اسیر

کرنے کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوا۔ شہر سے پانچ کوس پر آیا اور مکرر [illegible] بھیجے
مکاتیب طرح طرح وعدہ و وعید و بیم کے بندہائے بادشاہی اور اہالی دیوانی پاس صالح ایشک
آقاسی وغیرہ کے ہاتھ بھیجے۔ یعقوب بدخشی و بابچہ قلیچ خاں و شمشیر خاں و متین خاں
و عبدالرحمٰن تربالی اور امرا نے دروازہ دہلی کے باہر انجمن مشورہ کرکے ان فرستادوں
کو اپنی محفل میں طلب کیا اور مراسلات کے مضمون پر مطلع ہو کر سب نے کہا کہ ہم فدویوں
کی جب تک جان باقی ہے اپنے بادشاہ کے دشمنوں سے لڑنے میں جان نثاری
کے سوا اور کوئی کام نہیں کریں گے بمقتضائے الدین النصیحۃ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں
کہ اہل قلعہ کی کمک کو لشکر عنقریب آنے والا ہے تم اس قلعہ کی تسخیر کی ہوس نہ کرو اور
اپنے ملک کو مراجعت کرو۔ اگر لشکر آگیا تو پھر تم کو اپنے گھر پہنچنا میسر نہ ہوگا اور اگر ہوگا
تو بدشواری و خواری۔ ایلچیوں نے یہ حال جاکر نذر محمد خاں سے کہا اس نے پنجم ماہ
شوال [illegible] کو قلعہ کابل کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ہر روز یورش ہوتی اور
طرفین سے کشش و کوشش ہوتی اور غالب و مغلوب ہوتے۔ جب ملچار خندق
کے کنارہ پر پہنچ گئے تو ایک دن میر موسےٰ نے قلعہ سے باہر نکل کر دشمنوں پر
بہادرانہ حملہ کیا اور ان کے سرکوبوں کو خاک کی برابر کیا اور فتح پائی اور بہت سے
ہتھیار چھین لئے۔ مگر خود قتل ہوا۔ غرض تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ آخر کو بادشاہی
لشکر غالب رہا۔ لشکر خاں جب پیشور میں آیا تو اس نے اپنے بیٹے سزاوار خاں کو
لشکر کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ ظفر خاں بھی جو بادشاہ کے حکم سے اس خدمت پر مامور
ہوا تھا پیشاور سے اپنی افواج کے ساتھ لشکر خاں کے استصواب سے بطور [illegible] کے
سزاوار خاں کے بعد روانہ ہوا اور چار پانچ دن میں جلال آباد میں آیا۔ اور گندمک
میں پہنچا جب لشکر اوزبک میں لشکر خاں کے آجانے کی خبر آئی تو اس کو
کمال ترس و بیم ہوا جب لشکر خاں موضع تاریک آب میں کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے

آ گیا تو نذر محمد خاں کو اس کی اطلاع ہوئی اور اس نے سنا کہ مہابت خاں کو
بھی لشکر کے ساتھ روانگی کا حکم ہوا ہے تو اس نے سوچا کہ لشکر پے در پے چلا آتا
ہے اس صورت میں کارگری سے اور چارہ چارہ سازی تدبیر سے باہر ہو جائیگا
بھاگنے کو بھی جگہ نہ رہے گی مناسب ہے کہ عقل کے موافق کام کیا جائے۔ انجمن مشورہ کو
منعقد کیا۔ رد و قبول کے بعد یہ بات قرار پائی کہ صلاح وقت یہ ہے کہ لشکر شاہی سے
مقابلہ کیا جائے۔ اس نے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا اور وہ موضع نگرامی میں آیا لشکر خاں بھی
نگرامی کو روانہ ہوا اور اس نے اپنے ہراول کو حکم دیا کہ فوراً غنیم کی طرف متوجہ ہو
نذر محمد حال دیکھ کر سست ہوا اس کے لشکر میں لٹیرے بہت تھے وہ کابل کے
محاصرے میں جو تین مہینے رہا پراگندہ ہو گئے تھے اب نذر محمد خاں پاس آٹھ ہزار
سوار رہ گئے اس سبب سے بھی اس کے ثبات قدم میں تزلزل ہوا۔ ۹۔ محرم ۱۰۳۸ھ کو بھاگنے
کو غنیمت جانا اور غوری کی راہ سے تین روز میں پندرہ روز کی راہ طے کر کے نواحی
بلخ میں پہنچا اور لشکر خاں ۱۲۔ محرم ۱۰۳۸ھ کو کابل میں داخل ہوا اس فتح کی تاریخ
لفظ لشکر فتح ہوئی اس نے تمام حال فتح کا پادشاہ کو لکھا نذر محمد خاں نے کابل
کی رعیت اور باشندوں کو سخت اذیت دی تھی اور قزاقی کے طریقہ سے
اس دیار کے سادات و شرفاء و صلحاء و علماء و مشائخ کو بہت ستایا تھا تین مہینے
تک محصوروں اور رعایا و مالگذار پر کمال صعوبت گذری تھی پادشاہ نے اس ظلم
پر اطلاع پا کر ایک لاکھ روپیہ قاضی نزاہد کے ساتھ کابل روانہ کیا کہ سادات و شرفاء
و صلحاء جو لٹ گئے ہیں ان کو دیدے۔ باوجود فتح کے پادشاہ کو سلطان کے چپ ظلم
ہونے سے ملال ہوا۔
کہتے ہیں کہ نذر محمد خاں کو اس غارتگری میں بلخ و بدخشاں کے ایک سال کے
محصول سے دو چند ست چند مال ہاتھ آیا تھا یعنی بلخ و بدخشاں اور اس کے اعمال

بلخ و کابل و ماوراء النہر و ترکستان و توران دو بھائیوں نذر محمد خان و امام قلی خان پاس ہیں
ان کے دفاتر کی نقل سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع جہت مال و وجوہات و سائر جہات و
تقدی و غلہ و جمع خراج و ارتفاعات و زکوٰۃ قریب ایک کروڑ بیس لاکھ سکہ خانی ہے
جو یہاں رائج ہے جس کے ہندوستان کے بیس لاکھ روپیہ ہوتے ہیں انہیں سے
۱۲ لاکھ روپیہ امام قلی خان کے مداخل کے اور چودہ لاکھ روپیہ نذر محمد خان کے محاصل کے
ہیں۔ سو ان دونوں بھائیوں کی آمدنی خاندوران بہادر نصرت جنگ صاحب صوبہ مالوہ کی برابر
ہے یعنی ان دو پادشاہوں کی آمدنی ہندوستان کے ایک صوبہ کی برابر ہے آصف خان کی
جاگیر سالانہ پچاس لاکھ روپیہ کی ہے ہر ایک بھائی کی آمدنی سے ساڑھے تین گنی بلکہ زیادہ
غرض ہندوستان کی آمدنی سے ایران توران کی آمدنیوں کو کچھ نسبت نہیں ہے جو ہندوستان
کے سلطان پادشاہ کی آمدنی تھی وہ کہیں اور سلطان پادشاہ کی آمدنی نہیں ہوئی سہرند
کو پہلے سرہند کہتے تھے اور اب بھی سرہند کہتے ہیں سلاطین غزنویہ کے زمانہ
میں یہیں تک ملک قبضہ میں تھا اس سے آگے ہندوستان کے فرماں روا
سلطنت کرتے تھے اس لئے سرہند کا نام اسم با مسمیٰ تھا جب سارا ہندوستان
مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تو اس کا نام سرہند سے بدل سہرند رکھ دیا
پہلے پادشاہوں کے زمانہ میں دیوان عام میں جب پادشاہ دربار کرتا تو بندگانِ
شاہی کے سر پر کوئی سایہ ایسا نہ ہوتا تھا کہ دھوپ و مینھ سے بچاؤ ہوتا اس لئے
پادشاہ نے حکم دیا کہ عمارت عالی چہل ستون بنائی جائے کہ دیوان عام میں
بیٹھنے کے وقت تابش آفتاب اور رحمت نزول کی امراء کے لئے زحمت نہ ہو۔ یہ
عمارت جھروکہ دولتخانہ خاص و عام میں ستر گز لمبی و بائیس گز چوڑی چالیس روز
میں پادشاہ کی مرضی کے موافق تیار ہوئی۔ اس ایوان کے تین طرف راہیں ہیں
جن میں سے امراء خدمت پیشہ و منصبدار روشناس آتے جاتے ہیں ایک چاندی کا محجر

سرہند کی تحقیق

ایوان چہل ستون کی تعمیر

جس کو ہندی میں کٹھرہ کہتے ہیں لگایا گیا ہے۔ اس دیوان میں ہر امیر کے لئے ایک جگہ معین ہے زیادہ تر امیر اس مجرے سے پیٹھ لگا کے اور بعض زیادہ تر مقرب امیر دو ستونوں سے جو جھروکے کے نزدیک ہیں کھڑے رہتے ہیں۔ قور بردار زریں علم اور طوغ و قور خاصہ لیکر بائیں طرف پشت بدیوار قیام کرتے ہیں۔ اس عمارت کے آگے ایک صحن وسیع ہے اس کے گرد ایک رنگین چوبیں مجرے ہے اور اس پر مخمل و زربفت کا سائبان لگاتے ہیں اس میں منصب دار دو صدی سے زیادہ اور احدی کماندار و تفنگچی اور کچھ تابین امرا کے بار پاتے ہیں دولتخانہ خاص و عام اور ان دونو مجروں کے دروازوں پر گرز بردار دن اور یساولوں کا پہرہ رہتا ہے وہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہوتے ہیں وہ بیگانوں کو اور ان کو جنکا مرتبہ آنے کا نہ ہو روکتے ہیں۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ لاہور میں بھی جھروکہ دولتخانہ خاص عام کے سامنے اسیطرح کا ایک دیوان بنایا جائے اور شاہ برج کی عمارت تمام کریں۔

امام قلی خاں والی توران نے جہانگیر کی حیات میں اس مضمون کا عریضہ بھیجا تھا کہ شاہ عباس نے فرصت میں قندھار پر تصرف کیا ہے۔ اگر پادشاہزادہ شاہجہاں کو مہم تسخیر قندھار پر مامور فرمائیں تو ہم دونو بھائی۔ جن کو آپ اپنا فرزند جانتے ہیں رفاقت کر کے قندھار کو تصرف میں لاکر ماوراء النہر و بلخ و بدخشاں کو تصرف میں لائیں اور ان ولایات مفتوحہ میں سے جو کچھ مجھ کو آپ عنایت فرمائینگے میں اس پر قناعت کرونگا اور ہمیشہ ملک قدیم و جدید کی امداد اور اعانت میں کوشش کرونگا جہانگیر اس نامہ کے مضمون پر مطلع ہو کر اس کام کے لئے لشکر آمادہ کرتا تھا کہ اس کو موت آگئی جب شاہجہاں نے جلوس کیا تو باوجودیکہ نذر محمد خاں اس کے بھائی نے کابل میں تاخت و تاراج کی تھی مگر امام قلی خاں نے پھر مضمون مذکور تحریر کیا اور خواجہ عبد الرحیم توران سے پادشاہ کے حضور میں آیا مگر خواجہ اس جہان سے اس جہان کو چلا گیا اس سبب سے جواب میں تاخیر

ہوئی۔ مقدمہ کابل کی رفع حجاب کے لئے پادشاہ نے جواب لکھا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے جواہر و آلات مرصع اور نقد حکیم محمد صادق پسر حکیم ہمام کے ہاتھ روانہ کئے اور خواجہ محمد صادق پسر خواجہ عبدالرحیم مرحوم کو بیس ہزار روپیہ صاحبقراں کے روضہ کے مجاوروں کے لئے دیکر حکیم کے ساتھ روانہ کیا اور دس ہزار روپیہ انعام خواجہ حسن برادر کلاں خواجہ کو انعام دیا اور یہ نامہ لکھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا گرامی نامہ محرک سلسلۂ صفا واقع ہوا اسکے جواب بھیجنے میں دو وجہوں سے تاخیر ہوئی۔ اول خواجہ عبدالرحیم کے فوت ہونیسے دوم نذر محمد خاں کا اپنے نکاری اور ناتجربہ کاری کے سبب جو ایام شباب کے لئے لازم ہے کابل کی تاخت و تاراج کرنا۔ امید ہے کہ ہمیشہ یہی طریقہ برادرانہ ہمارے تمہارے درمیان جاری رہے۔

نرسنگہ دیو بندیلہ جہانگیر کی ایام شاہزادگی سے خدمت میں رہتا تھا اور شیخ ابوالفضل کو قتل کرکے اس نے محرمیت اور اعتبار کو بہت بڑھایا تھا۔ آخر سلطنت میں پادشاہ کی علالت کے سبب سے انتظام سلطنت میں خلل پڑا اور امراء طمع آمو و پرمدار کار ٹھیرا اور بازپرس کا ہنگامہ افسردہ اور بازخواست کا بازار کساد ہوا تو اس نے رشوت کو دست آویز بناکے ان زمینداروں کی محال پر جو اس کی ولایت کے حوالی میں تھیں دست تعدی و تطاول دراز کیا۔ ثروت و مکنت۔ و خزائن و دفائن اور مواد جمعیت و دستگاہ و ولدیت بیر حاصل اور سپاہ ایسی بہم پہنچائیں کہ سارے ہندوستان میں کسی راجہ کے پاس نہ تھیں وہ جہانگیر کے مرنے سے تین چار مہینے پہلے مرگیا جھجھار سنگہ اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا۔ باپ نے جو املاک و اموال اس مدت مدید میں جمع کئے تھے وہ یکبارگی بے محنت اس ناخلف کو ہاتھ لگے شاہجہاں پادشاہ ہوا سلطنت میں تشخیص معاملات و تنقیح مہمات ہونے لگیں جس سے بیم و امید پیدا ہوئے جھجھار سنگہ کے دل میں ایسے توہمات باطل اور تخیلات لاطائل پیدا ہوئے کہ وہ آدہی رات کو دارالخلافہ اکبرآباد سے اپنے وطن کو بھاگ گیا

اس کو اپنی دولت موفورہ اور قلاع حصینہ اور اشجار متراکمہ جس کی حفاظت میں اسکے
باپ دادا برسوں رہے تھے غرور تھا وہ بھاگ کر اوندچھ میں جو اسکی پناہ جائے تھی پہنچا
لشکر کو تیار اور قلعوں کو مستحکم اور اسباب قلعہ داری کو جمع اور مداخل و مخارج کو محکم کرنے لگا
اور مفسدان مردم آزار کا طریقہ اختیار کیا۔ رعایا و مسافروں کے مال پر دست اندازی کی
جب پادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے خانخاناں مہابت خاں سپہ سالار کو دس ہزار سوار
اور پانچہزار بندوقچیوں اور پانچسو بیلداروں و تبرداروں کو گوالیار کی راہ سے اس کے
تعاقب میں بھیجا سید مظفر بارہ و اسلام خاں و دلاور خاں سردار خاں راجہ رامداس و نظر بہادر
اور وں اور امیر اس کے وطن کے خراب کرنے اور اسکے استیصال کے لئے تعین کئے اور
مہابت خاں کو ایک لاکھ روپیہ دیا خانجہاں لودی صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ اس صوبہ
سے اپنے ہمراہیوں اور کمکیوں کو لیکر مہابت خاں کی کمک کرے ۔
بھارت سنگھ بندیلہ جو اس ولایت کے ارث کے سبب سے جھجھار سنگھ سے عداوت
رکھتا تھا اس کو بھی اس مہم میں شریک کیا عبداللہ خاں فیروز جنگ مامور ہوا کہ کالپی
کی سپاہ اس ملک میں لے جائے اور بہادر خاں رہیلہ کو حکم ہوا کہ دو ہزار بندوقچی
اور بہت سے بیلدار و تبردار لے کر جانب شرقی سے اس کی گوشمالی کرنے کے لئے
روانہ ہوا و یمین الدولہ کی فوج میں سے دو ہزار سوار بسرداری محمد باقر بھیجے گئے
غرض کل لشکر ۲۷ ہزار سوار و ۱۰ ہزار تفنگچی ۱۵ سو بیلدار اس راجہ کی استیصال کے لئے
روانہ ہوئے اور پادشاہ خود شکار کے لئے اس دیار کی طرف روانہ ہوا۔ فتح پور میں
آنکر سال سی و نہم عمر کا جشن وزن قمری کیا اول ربیع الثانی ۱۰۳۵ کو یہ مجلس آراستہ
ہوئی۔ انعام اکرام بہت کچھ ہوا۔ پھر جشن سے فارغ ہو کر سیر و شکار کے لئے قلعہ گوالیار
کی طرف متوجہ ہوا۔ قلعہ کے مکانوں کی سیر کی۔ قیدیوں کے مکان پر گذر
ہوا۔ ان کے حال پر رحم آیا۔ سوائے چند آدمیوں کے جن کا حبس دائمی شرعاً

عرفاً واجب و لازم تھا قید رکھا اور باقی کو جو عذاب شدید میں گرفتار تھے خلاص کیا۔ لشکر نے جھجھار سنگھ کے قلعہ کو جا کر گھیر لیا اور اُسکے آدمیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ پادشاہ کے گوالیار میں آنے سے قلعہ کشا سپاہ کو تقویت ہوئی اور جھجھار سنگھ کا دل شکستہ ہوا۔ ایک زبان فہم کو بھیجکر معروض کیا کہ اگر میری تقصیرات اور گناہ معاف ہوں تو پھر میں نافرمانی نہیں کرونگا اس ضمن میں یہ خبر آئی کہ عبد اللہ خاں و بہادر خاں رہیلہ و بہارت سنگھ بندیلہ نے قلعہ ایرج کو فتح کر لیا اور تین ہزار آدمیوں کو قتل کیا پادشاہ نے بہارت سنگھ بندیلہ کو نقارہ سے بلند آوازہ کیا لشکر جھجھار سنگھ کا بھی کام تمام کیا ہوتا کہ مہابت خان خاناں نے پادشاہ سے اسکی تقصیرات کی معافی کی درخواست کی پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ ہمارے پاس آن کر آستاں بوسی کرے۔

پہلے بیان ہوا ہے کہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اور شاہجہاں کے تخت پر بیٹھنے سے پہلے خان جہاں لودی نے تمام محال بالاگھاٹ کو نظام الملک کے حوالے کر دیا تھا جب شاہجہاں پادشاہ ہوا تو اُس نے نظام الملک کو فرمان بھیجا کہ بالاگھاٹ کی محال جو پہلے ہماری سلطنت سے متعلق تھی اور بد نظمی کے سبب سے تم اُس پر متصرف ہو گئے تھے اُس سے دست کشی کر کے پھرا دو لیا ر دولت کو بازگذاشت کرو اور فرمانبرداری اختیار کرو اور خودسری و خودکامی کو چھوڑو۔ اگر ان محال کے چھوڑنے میں اہمال کرو گے تو خان زماں کو جو اپنے باپ کی جگہ نیابت میں کام کر رہا ہے حکم دیا جائیگا کہ وہ لشکر کو لے کر بالاگھاٹ پر متوجہ ہو اور ان محال کو تمہارے تصرف سے نکال لے اور سرکشی کی سزا دے نظام الملک نے پادشاہ کے حکم کی اطاعت کی اور بالاگھاٹ کے اماکن کو بندہائے پادشاہی کو حوالہ کیا اور عرض کیا کہ سید کمال قلعہ دار بیر اپنا قلعہ پادشاہی آدمیوں کو نہیں حوالہ کرتا جب نظام الملک کی عرض داشت آئی تو یہ حکم ہوا کہ خان زماں لشکر لے جا کر

بیر کو جسکی آمدنی دس کروڑ دام کی ہے تسخیر کرے۔ جب وہ لشکر سے کر آیا تو سید کمال نے
قلعہ اس کو حوالہ کر دیا پھر خان زماں برہان پور کو چلا گیا۔ جس وقت خان زماں بیر کی
تسخیر پر متوجہ ہوا تو نظام الملک نے حیلہ سازی و مکر پردازی سے ساہو جی بھونسلا کو چھ
ہزار سوار دے کر دولت آباد سے روانہ کیا کہ خاندیس کے ملک میں شورش برپا کرے
جس سے شاید قلعہ بیر کی فتح میں التوا ہو دریا سے پیلہ جو پٹنا دوہ کا جاگیردار تھا ہوا اور
سیل کی طرح دوڑا اور اس نے ان سرکشوں کو میان دوآب پتی اور نربدا میں گھیر کر ملک
سے باہر کر دیا اس سال میں پادشاہ نے چار لاکھ ایک سو بیس موضع در و بست علاوہ
بہت سی نقد کے بوسیلہ صدر کے طبقہ ارباب استحقاق کو مرحمت کئے۔

واقعات سال دوم جلوس ۱۰۳۸ھ مطابق ۲ - دسمبر ۱۶۲۸ء

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۸ھ کو سال دوم جلوس کا آغاز ہوا۔ اس تاریخ میں معتقد خاں جو
جہانگیر کے مستورات حرم کو لاہور سے اکبر آباد میں لایا تھا گوالیار میں آستاں بوس ہوا
۴- تاریخ کو عمر کے ۳۷ سال ختم ہونے اور ۳۸ سال کے شروع ہونے پر شمسی وزن ہوا۔
ایک مرتبہ سونے سے اور دوسری مرتبہ چاندی سے اور دس بار اور اجناس سے
پادشاہ نے اپنے تئیں تولا ان اشیاء کو بخشش کر دیا۔ اگرچہ پادشاہ سلخ ربیع الاول
۱۰۰۰ھ کو پیدا ہوا تھا مگر یہ مقرر ہوا تھا کہ اگر اس تاریخ کو اوضاع فلکی کے موافق ساعت
میں ضعیف ہو تو مجلس جشن میں روز کے اندر کسی اور تاریخ میں منعقد ہو۔

۲۴- کو پادشاہ نے گوالیار میں ۲۳ روز رہ کے اکبر آباد کی طرف مراجعت کی
اور ۳ ماہ ۷ روز بعد پادشاہ دار الخلافہ میں آیا اس تاریخ میں مہابت خاں جو جھجھار
کی مالش کے لئے مقرر ہوا تھا وہ پادشاہ کی خدمت میں آیا اور اوس نے عرض
کیا کہ جھجھار سنگھ کو کورنش کی اجازت ہو۔ شیان عظام کو حکم ہوا کہ اس کو
لائیں مہابت خاں نے فوطہ اس کی گردن میں ڈالا اور اس کے دونوں سرے اپنے

جھجھار سنگھ کا پادشاہ کے پاس آنا

ہاتھ میں پکڑے گناہ گاروں کے طور پر حضور کی پیش گاہ میں عفو گناہ کے لیے پیش کیا
اس سے ہزار مہر نذر میں لی گئیں اور پندرہ لاکھ روپیہ جرمانہ کے طور پر لیا اور اس کے
تمام ہاتھیوں میں سے چالیس ہاتھی چھانٹ کر لئے اور حسب الحکم اہل دیوان نے اسکی
تمام جاگیریں سے منصب چار ہزاری چار ہزار سوار کے موافق جاگیر واگذاشت کی
اور اوس کی باقی جاگیر خانجہاں و عبداللہ خاں بہادر و سید مظفر خاں و بھارت سنگھ
بندیلہ اس کے بھائی کو مرحمت ہوئی اور یہ حکم ہوا کہ جھجھار سنگھ دو ہزار سواروں دو ہزار
بندیلہ پیادوں کے ساتھ دکن میں خدمات بجالائے اور اپنے ہمسایہ کے محالات جو
اس نے ظلم وستم سے اپنے قبضہ میں کرلیں تھیں ان کو بالکل چھوڑ دے اور کبھی پھر
اون کو ہاتھ نہ لگائے۔

۴۔ ۲۔ رجب ۱۰۳۷ھ کو نوروز ہوا اس روز مہد علیا ممتاز الزمانی بیگم کا دس لاکھ روپیہ
پر ایک لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔ مہابت خاں خانخاناں دکن کا صوبہ دار ہوا۔ دیوانی کل
علامی افضل خاں شیرازی کو مرحمت ہوئے اس کی وزارت کی تاریخ ۱۰۳۷ھ فلاطون وزیر اسکندر
ہوئی وہ دار العلم شیراز سے تعلیم پاکر ہندوستان میں آیا تھا اور میر سامانی کے مہام میر
جملہ کو جس کا نام محمد امین تھا عنایت ہوئی۔

۲۷۔ رجب کو پادشاہ نے دس ہزار روپیہ مستحقوں کو خیرات کئے اور یہ مقرر ہوا کہ ہر
سال یہ روپیہ اس شب متبرک کو اور دس ہزار روپیہ ۱۵۔ شعبان کو اور تیس ہزار روپیہ ماہ
رمضان میں اور دس ہزار روپیہ عشرہ محرم میں اور دس ہزار روپیہ بارہویں ربیع الاول
کو محتاجوں اور نیازمندوں کو دیا جائے اسکے عہد میں ساری یہ خیراتیں جاری رہیں۔

ان دنوں میں کابل کے وقائع نویس کے نوشتہ سے پادشاہ سے عرض کیا گیا
کہ لشکر خاں صوبہ دار کابل نے ایک جماعت لشکر کو بسر کردگی یالجو قلیچ و خنجر خاں و
عوض بیگ قاقشال کے بامیان کے قلعہ کی تاخت کے لئے بھیجا۔ سرحد کابل و

جشن نوروزی۔ تقسیم خیرات

قلعہ بامیان

بلخ پر یہ پرانا قلعہ ویران پڑا تھا - جب نذر محمد خاں نے کابل سے غوربند کی راہ سے فرار کیا تو یلنگتوش نے اثناء مراجعت میں راہ ضحاک میں اپنے ایماقات میں سے اس قلعہ میں اوزبکوں کا ایک گروہ چھوڑا اور اس کے حکم سے اوزبکوں نے قلعہ کی مرمت کی اور آذوقہ جمع کیا جب فوج شاہی قلعہ ضحاک میں پہنچی تو یہ اوزبک قلعہ بامیان کو چھوڑ کر بھاگ گئے پادشاہی لشکر نے وہاں پہنچکر اس قلعہ کو بالکل مسمار کر دیا -

تخریب قلعہ ضحاک

محمد اکبر شاہ غازی پاس چھ ہزار ہاتھی تھے مگر ایک بھی ان میں سفید ہاتھی نہ تھا سفید ہاتھی کی تمنا میں اسکی عمر ختم ہوگئی اور وہ نہ ہاتھ لگا - ان دنوں میں خواجہ نظام تاجر جو بنیادر پیگو واچھی کی طرف گیا وہاں ایک ہاتھی جسکا رنگ مائل بہ خاکستری تھا خریدا - اگرچہ وہ بہت لاغر تھا مگر ندرت رنگ کے سبب اسکو مول لیا اور ہندوستان کا ارادہ کیا - بارہ سال یہ ہاتھی اس پاس رہا - روز بروز رنگ اس کا سفید ہوتا گیا - جب دلیر خاں کو جسکی جاگیر میں یہ سوداگر مدتوں رہا تھا - اس ہاتھی کی خبر ہوئی تو اُسنے اس کمیاب گراں بہا جانور کو خاطر خواہ قیمت سوداگر کو دیکر خریدا اور بطریق پیشکش کے بادشاہ پاس بھیجا جسنے اسکا نام گج پتی رکھا -

پنجم صفر کو یمین الدولہ نے دو نادر روزگار ترہتی پادشاہ کے روبرو پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ دونوں دس ہندی بیتیں جو دس شاعروں نے تازہ کہی ہوں اور کسی نے نہ سنی ہوں ایک دفعہ میں سنکر یاد کر لیتے ہیں اور ان ابیات کو اس ترتیب سے کہ شعراء پڑھتے ہیں از بر سنا دیتے ہیں اور دس بیتیں اس وزن اور مضمون کی بدیہہ کہہ دیتے ہیں اسکا امتحان ہوکر دونوں کو خلعت اور ہزار ہزار روپیہ انعام دیا گیا -

خان جہاں لودی کی بغاوت اور آگرہ سے اسکا بھاگنا

خان جہاں لودی جس کا اصل نام پیرم یا پیرا تھا - جہانگیر کی سلطنت میں ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ گیا تھا یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب دکن میں شورش ہوئی اور وہ دکن کا صوبہ دار تھا تو اس نے نظام الملکیوں سے سازش کر کے ولایت بالاگھاٹ چھ لاکھ ہن کی طمع میں اُن کو دیدی جس کی ۵۵ کروڑ دام کی جمع تھی اور کروڑوں کو چھوڑ دیا

اور لاکھوں سادات و اشراف آدمیوں کی جانوں کے عوض میں دو پادشاہوں کو ہاتھ لگی
تھی جب شاہجہاں نے اکبر آباد آنے کا قصد کیا تو جان نثار خاں کے ہمراہ فرمان طلب اپنے
دستخط خاص سے لکھکر بھیجا اور اسکو تکلیف رفاقت از راہ لطف کی اسکے جواب میں کلمات لایعنی
اور لغو زبان پر لایا اور حکم بجا نہ لایا اور اسکے سوار تنگ ظرفی یہ کی کہ برہانپور سے مالوہ میں آیا اور بعض محالات
تاخت و تاراج کیا اور منڈو کا محاصرہ کیا جب شاہجہاں کے جلوس کی خبر اسنے سُنی اور راجہ جے سنگھ و
گج سنگھ اور بہلول وغیرہ اسکی ہمراہی سے جدا ہوئے تو اُسنے محاصرہ چھوڑا اور برہانپور میں چلا گیا اور
بعد ازاں اُسنے پادشاہ کو عریضہ لکھ بھیجا جس میں جلوس کی تہنیت دی اور ایام گذشتہ
کے افعال کی ندامت کا اظہار کیا۔ اگرچہ پادشاہ جانتا تھا کہ اس کے زبان و دل متفق
نہیں ہیں مگر وہ عذر خواہ ہوا ہے اس نے اپنی خطا بخشی و جرم پوشی کی وجہ سے صوبہ
برہانپور و برار پر چند مدت کے لئے بحال کر دیا اور جب مہابت خاں کو دکن کا صوبہ دار
مقرر کیا تو اُس کو مالوہ کی صوبہ داری پر سرفراز کیا پھر وہ مہم جھجہار سنگھ کی کومک کے
لئے مقرر ہوا اور فتح کے بعد پادشاہ کے حضور میں آیا۔ پادشاہ کوئی کم التفاتی کی بات
زبان پر نہ لایا۔ بلکہ اُس کے حال پر اس قدر التفات کیا کہ وہ کینہ خواہ ظاہر بینوں کے لئے
بہت عجیب و غریب تھا۔ مگر مشہور ہے کہ الخائن خائف (خیانت کرنے والا خوف کرنے والا
ہوتا ہے) وہ اپنی تقصیرات سے جو اندازہ تحمل سابق سے زیادہ تھیں ترساں و لرزاں
رہتا تھا۔ اُسکے بیٹوں کا ہمدم و ہم بزم مخلص خاں کا بیٹا لشکری تھا۔ اُس نے خوش طبعی کے
طور پر دوستی کے اظہار کے لئے ان سے کہا کہ باوجود ان تقصیرات کے پادشاہوں کی تدابیر
سے غافل رہنا اور اندیشہ انتقام سے فارغ ہونا حزم و دانائی سے باہر ہے آج کل میں
تمہارے اعمال ناصواب کی سزا تمہارے حال پر عائد ہوگی۔ اس ذکر پر بیٹوں نے
خان جہاں خاں کو مطلع کیا یہ پیر کہن کار اس تذکرہ سے متوہم ہوا اور فکر کرنے
لگا۔ دربار میں جانا اور مجرا کرنا چھوڑ دیا گھر میں گوشہ نشین ہوا اور ایک ہزار سوار تجربہ کار

اپنے دروازہ پر بٹھائے۔ پادشاہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے اسلام خاں کو تسلی کے لئے بھیجا توہم کے سبب کا استفسار فرمایا اسکے جواب میں اُس نے کہا کہ حضور کا مزاج مجھ سے منحرف ہی اور مجھے اپنی آبرو پر نظر ہے افغان اور کل صاحب عزتوں میں آبرو پر جان و مال فدا ہوتے ہیں یہ عذر خواہی کر کے اُسنے التماس کیا کہ یا تو جان بخشی کا خط آزادی جو بندہ ہائے قدیم کا توقیع رستگاری ہوتا ہے مرحمت ہو یا حکم ہو کہ میں اپنے سر کو کاٹ کے نیزہ پر لگا کے حضور کی خدمت میں بھیجدوں پادشاہ نے فرمایا کہ اسکی نجات کے لئے امان نامہ یمین الدولہ کی مُہر لگا کے دیدیں بعد ان عنایات کے وہ چند روز بدستور سابق مجرا کرنے آیا۔ پھر بد ہم کار مصاحبوں نے یہ مضمون دل فگار خاطر نشان کیا کہ یہ سارے الطاف و عنایتیں اس لئے ہیں کہ تیرے شجر حیات پر تیشہ لگے تو پھر اسکے دل میں پہلے سے زیادہ وسواس اور ہراس پیدا ہوئے اور اُس نے فرار کی تیاری کی۔ آصف خاں کو جب اس بات پر اطلاع ہوئی تو اُس نے پادشاہ سے التماس کیا کہ اس کے گھر پر چوکی بٹھائی جائے۔ پادشاہ نے کہا کہ بے تحقیق و ثبوت تقصیر چوکی کے بٹھانے سے اس کی خفت ہوگی اس ضمن میں خانجہاں نے جو کچھ ہاتھی اور گھوڑے اور جواہر اُس پاس تھے ان کی فہرست بنا کر بطریق نذر و پیشکش کے پیش کئے۔ کہ وہ سرکار میں ضبط ہو جائیں۔ پادشاہ نے چند لعل و جواہر قبول کر کے باقی کو معاف کیا آخر کو غضب سلطانی کے توہم سے جو قہر الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے اور خطاؤں کے خیال سے جو عالم خطا بخشی و جرم پوشی میں اندازہ قبول عقل سے زیادہ تھیں۔ ایک رات کو دو گھڑی رات گئے اس نے چھوٹے بڑے متعلقین میں سے بعض کو ہاتھی پر اور بعض کو گھوڑوں پر برقع پوش کر کے سوار کیا اور جریدہ خانہ بدوش ہو کر دو ہزار افغان جرار کہ جن میں اکثر اس کے خویش و تبار و یک جان و دو قالب تھے اور بارہ فرزند و داماد تھے اور تین سو پیادے اور شاگرد پیشہ ہوا خواہ قدیمی تھے ساتھ لئے اور آگرہ سے نقارہ بجاتا ہوا

نکلا اور مرحلہ پیما ہوا ایک پہر رات گئے پادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا پادشاہ نے
اس ساعت خواجہ ابوالحسن وخدمت پرست خاں عرف رضا بہادر وسید مظفر خاں بارہ و
نصیر خاں وغیرہ نامی امیروں اور نامدار راجاؤں کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا اور شدید
سزا ول اسکے لانے کے لئے تعین کئے اور پادشاہ دیوان سے نہ گیا گیارہ گھڑی رات گئی اور
چار گھڑیاں عرض کرنے اور امیروں کے اطلاع دینے میں اور شہر کے دروازہ سے باہر آنے
میں لگیں کہ محمد رضا بہادر میر آتش وغیرہ آٹھ سات امیروں اور دو تین راجاؤں کا آجانا معروض
ہوا پھر اور امیروں کے لئے تاکید وتہدید و وعدہ و وعید کر کے محل میں پادشاہ تشریف
فرما ہوا اس واقعہ میں مرشد پرست نوکروں کی اطاعت اور پادشاہ کی پرداخت خانہ پروردوں
کی اور امور ملکی کی تقید بڑی تعجب خیز ہے کہ تین چار گھڑی کے عرصہ میں سارے امیر
گھوڑوں پر زین لگا کے اور اونٹوں اور ہاتھیوں پر اسباب لاد کے جنگ کے لئے
تیار ہو گئے۔ دوسرے روز صبح کو چھ گھڑی دن چڑھے خان جہاں خان لودی آب
دھول پور پر کہ اکبر آباد سے اٹھارہ کروہ ہے اپنے قبائل اور فرزندوں کو
اُتار رہا تھا کہ ناگہاں لشکر شاہی پیچھے سے نمودار ہوا اور ایک پہر دو گھڑی چڑھے
مقابلہ ومقاتلہ شروع ہوا۔ خان جہاں مال اور عیال کو اُتار کر پھرا اور دریا کے
کنارہ پر قلب مکانوں میں مورچے جمائے اور پادشاہی فوج کو روکا لشکر پادشاہی
میں سے ہر امیر معدود خاص افسروں کے ساتھ احدیوں اور برقندازوں
کی فوج لیکر پہنچا تھا باقی سپاہ سیل رواں کی طرح دوان گھوڑے دوڑاتی
ہوئی آتی تھی غرض بہادروں نے مقابلہ میں تقدیم کی خصوصاً خدمت
پرست خاں نے توپ خانہ کے آدمیوں سے خوب کام لیا اور خواص خاں
بھٹی و مرحمت خاں بخشی احدیاں وسید مظفر خاں بارہ نے ابتدا میں دست و
بازو تیر اندازی میں کھولے دونو طرف سے تیروں کا مینھہ برسنے لگا

دلاوران جنگ جو اور مبارزان رزم خو نے آپس میں یکجہتی کے سبب خوب مردانہ جوانمردی کی۔ خدمت پرست خاں کی پیشانی پر تیر لگا۔ باوجودیکہ اسکے چہرہ پر خون تلاطم کر رہا تھا مگر اُسنے دم واپسیں تک تردد نمایاں کئے اور نقد جاں کو اپنے قبلۂ برحق پر نثار کیا۔ جب بزم کارزار میں مشعلہ پیکار بلند ہوا افغانوں نے مردانہ چپقلشیں کیں دونو طرف کے لڑنے والوں نے موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ سر کو بادشاہیں دیکر ایک متاع بے اعتبار زیر پا افتادہ دیکھی۔ راجہ بیٹھلداس و پرتھی راج مع رجپوتوں کی جماعت کے ہندوستان کے دستور کے موافق گھوڑوں پر سے اُترے اور افغانوں پر حملہ کیا اور زخمی ہوئے خواص خاں بھٹی و مرحمت خاں نے چند نامور افغانوں کو مار کر زمین کو اپنے خون سے گلزار کیا سید محمد شفیع نبیرۂ سید مظفر خاں بارہ اور انیس بارہ کے سیدوں کے ساتھ داد کے روبرو مارا گیا اور سید مظفر خاں اور اس کے پچاس ہمراہی زخمی ہوئے۔ راجہ بیٹھلداس چند راجپوتوں اور ستر مغل احدیوں کے ساتھ مارا گیا۔ پرتھی راج راٹھور پیادہ اور خاں جہاں خاں سوار باہم مقابل ہوئے اور ایک نے دوسرے کو نیزوں سے زخمی کیا مگر سالم جدا ہو گئے اور جانیں سلامت لے گئے۔ خاں جہاں کے دو بیٹے عظمت خاں و حسین خاں اور اس کا داماد شمس خاں مع اسکے دو بھائی محمد خاں و محمود خاں جو عالم خاں لودی کے پوتے تھے۔ یہ پانچوں روز نبرد میں شیر کے پنجہ کو رنج دیتے تھے اور فیل دماں کو امان نہ دیتے تھے مع ساٹھ افغانوں کے کہ خان جہاں سے دور و نزدیک کا رشتہ رکھتے تھے کشتہ ہوئے اوس کے اہل و عیال کا دریا سے عبور کرنا دشوار تھا اس لئے وہ اس سے پہلے کشتہ ہوئے خان جہاں کے بیٹے جس وقت لڑائی میں مصروف تھے ان کے قسم دینے سے خانجہاں نے فرصت پاکر چند لونڈیوں اور دو بیویوں کو دریا سے عبور کرایا اور جماعت اوزبکان کی عورتوں کی ایک جماعت کو اور سات بیٹوں اور خویشوں اور افغانوں کی

ایک جماعت کو جن کی عورتوں نے خود اپنے تئیں دریا میں ڈبو دیا تھا ساتھ لیکر دریا چنبل
سے عبور کیا اور کشتیوں کے تختوں کو جو لشکر شاہی کے پہنچنے سے پہلے اس طرف دریا کے
تھیں توڑ ڈالا اور راہ راست کو چھوڑ کر مرحلہ پیما ہوا باقی سب بہیر صغیر و کبیر مع مال و عیال نذر
وبال میں آنکر تاراج و اسیر و کشتہ ہوئے جب جنگ ختم ہوئی تو فدائی خان و خواجہ ابو الحسن و
معتمد خاں و رائے راؤ خان زماں و راجہ جے سنگھ وغیرہ امرا، اور فوج جو پیچھے رہی تھی
متواتر آنکر لشکر سے ملے رات کی بیداری اور راہ کی ماندگی اور مردوں کی تکفین و تدفین کی
ضرورت اور خانجہاں کے راہ کی دریافت اور کشتیوں کا موجود نہ ہونا یہ سب باتیں دریا کے
کنارہ پر توقف کا سبب ہوئیں سخت زخمیوں کی جماعت عبور کے قصد کی مانع ہوئی
ناچار باقی روز اور تمام شب دریا پر ٹھیرے ۔ کشتیوں کی تلاش کی ۔ مردوں کو
دفن کیا ۔ نیم جاں زخمیوں کی مرہم پٹی کی دوسرے روز دوپہر کے بعد دریا سے
عبور ہوا ۔ اور خاں جہاں اور ان امیروں کے درمیان جو تعاقب کے لئے دریا سے
پار ہوئے تھے سات پہر کا فصل ہوگیا ۔ خاں جہاں کے لئے یہ توقف غنیمت ہوا
یہ سپاہ اس کا سراغ ڈھونڈھتی ہوئی گوالیار اور چندیری کی راہ سے تعاقب
کرتی ہوئی مرحلہ پیما ہوئی ۔ یہاں تک کہ گوندوانہ برار سے دونو فوجیں نکل آئیں چونکہ
خاں جہاں بندیل کھنڈ کی راہ سے گذرا تھا ۔ راجہ جھجھار سنگھ کے بیٹے بکرا جیت نے
اس کو غیر متعارف راہوں سے اپنے ملک سے نکال دیا اگر وہ خانجہاں کو پکڑ لیتا
تو اس کا کام تمام ہو چکا تھا ۔ غرض خاں جہاں کی اس بیکسی میں راجہ اور راجپوت
سب طرح سے اس کی شرط خدمت و رفاقت کو بجا لائے اور گوندوانہ میں اسکو پہنچا
دیا وہ گوندوانہ کی سرحد پر پہنچ کر راہ برار سے برہان نظام الملک کی ولایت میں آیا
یہیں کے آدمیوں کی رعایت کی آگ خاں جہاں کو لگی تھی اس مرز بوم کا جو کوہ
نشین صحرا نورد اس کو ملتا ...... اس کو اپنی طرف رہبری کرتا اور اس کو انعام

نقد و جنس دیتا اور اس کی منت و احسان کو قبول کرتا اور سپاہ جو اسکے تعاقب میں آتی
تھی اسکی راہ غلط بتانیکے لئے رہ نمونی کرتا۔ جہاں پادشاہی لشکر گذرتا وہ پُر اشجار راہوں
اور دشوار گذار جنگلوں میں سرگردان ہوتا۔ بہلول میانہ جاگیر دار بالا پور کہ منصب چار ہزار
ذات و سہ ہزار سوار رکہتا اپنی تقصیرات سابقہ کے سبب بہاگنے کے لئے بہانہ ڈہونڈہتا
تھا وہ خاں جہاں خاں کے فرار کی خبر سُنکر بہاگ گیا اور سکندر دوتانی کہ خانجہاں خاں سے
رشتہ رکہتا تھا جالنا پور سے فرار ہوا اور خان جہاں سے جو گوندوانہ سے گذر کر بالاگہاٹ کو جاتا
تھا۔ یہ دونوں مل گئے اور پھر یہ تینوں دولت آباد میں نظام الملک سے جا ملے
پادشاہی فوج خانجہاں کو راہ میں نہ روک سکی۔ راہ بگلانہ کی سرحد پر مقیم ہوئی
جب پادشاہ کو خبر ہوئی کہ خانجہاں نظام الملک سے جا ملا تو پادشاہ نے خود
دکن جانے کا ارادہ کیا اور ۲۲۔ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ کو پیش خانہ روانہ کیا اور ۱۰۔
جمادی الاولیٰ کو خود دکن کی طرف کوچ کیا۔

اس سال کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ بجری بیگ ایلچی شاہ عباس ایران سے
پادشاہ پاس مراسلہ تہنیت آمیز لایا تھا وہ ابہی رخصت نہ ہوا تھا کہ شاہ عباس کا
انتقال ہو گیا اور اُس کا قائم مقام شاہ صفوی ہوا اسکے بعد بجری بیگ کو رخصت کیا
اور اپنی طرف سے میر برکہ کو ایران روانہ کیا اور تہنیت و تعزیت کا نامہ لکھا
جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ شاہ عباس کے انتقال کے بعد آپ جیسا لائق
پادشاہ جانشین ہوا ہمارے اور آپ کے خاندان میں مدت سے سلسلہ محبت و
الفت برادری جاری ہے۔ الحب یتوارث سلف سے خلف کو محبت ارث میں
پہنچتی ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان بھی موانست ارث میں پہنچی ہے
شاہ عباس حضرت اکبر شاہ پادشاہ کو چچا اور جہانگیر کو بہائی کہتا تہا اور شاہزادگی
میں شاہ مرحوم کو چچا کہتا تھا اب آپ کو میں اپنا فرزند لکھوں گا میر برکہ کو

تہنیت کے لیے بھیجتا ہوں امید ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہمیشہ اتحاد قائم رہیگا
میر برکہ کو پچاس ہزار روپیہ بطور مدد خرچ کے دیا گیا۔ بادشاہ کی توجہ سے اور یمین الدولہ
آصف خاں کے حسن اہتمام سے ملا فرید دہلوی نے اور منجموں کے اتفاق سے ایک زیچ
حسابی بنائی جس میں یہ مضامین تھے اعمال رصدی کے مباشروں کے مسائل واقعہ کا تدارک
اور مادی ایام سے جو زیجات ماضیہ میں تفاوت پیدا ہوئے ہیں اسکا رفع اور تصحیح جداول
وخطا ہائے ناسخان وتسہیل اعمال واصلاح اغلاط محاسبان اور زیچہائے باستان کے قدیم
فوائد اور اس والا آستان کے منجموں کے مستنبط کے عوائد جو اصول وقیقہ صحیحہ رصد جدید الغ بیگی
پر موضوع تھے اور تاریخ جلوس پر مبنی تھے اور اسکا نام زیچ شاہجہانی تھا وہ تمام کرکے اُس نے
بادشاہ کے روبرو پیش کی اس پر بادشاہ نے نوازش کی اسلئے کہ اس کتاب کا فائدہ سب عوام
کو پہنچے اسکو بادشاہ کے حکم سے ہندوستان کے انجم شناسوں نے یونان کے اختر شناسوں کے
استصواب سے ہندوستانی زبان میں ترجمہ کیا اس سے پہلے کواکب کی تقویمیں زیچ رصدی الغ بیگی
سے مستنبط ہو کر تقویمات میں لکھی جاتی تھیں اب اس نئی زیچ سے مرقوم ہوتی ہیں کہ اختلافات سے
خالی ہے اور آسانی سے استنباط ہو سکتا ہے۔ ۷ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ کو جشن وزن ہوا۔ بادشاہ
کی عمر کا انتالیسواں سال ختم ہوا اور چالیسواں سال شروع ہوا۔

صوبہ کابل کے واقعات سے اور لشکر خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تیراہ اور
اُس کے نواحی کے افغان خصوصاً قبیلہ غوریہ خیل جو بایزید عرف پیر روشنائی کے
مرید ہیں اصلاً احکام شریعت پر توجہ نہیں کرتے اور وہ اپنے پیر کے کہنے کو بجائے آیہ و
حدیث جانتے ہیں اور انہوں نے الحاد کا شعار اختیار کیا ہے ان کے نکاح کی رسم یہ ہے
کہ ایک مجلس جمع کی اور ایک گائے کو ذبح کیا اور اہل مجلس کو کھلایا اور بغیر ایجاب وقبول کے
ازدواج پر تصرف کیا۔ طلاق کا دستور یہ ہے کہ عورت کے ہاتھ میں تین سنگریزہ دیدے
اور بیوی کو گھر سے باہر نکالدیا۔ بیوہ عورتوں کو میت کے متروکات میں شمار

زیچ شاہجہانی

[illegible]

کرتے ہیں ان کے وارثوں کو اختیار ہے کہ ان کو نکاح میں لائیں انکو ہبہ کردیں انکی بیع و شرا
کریں۔ جو مسافر اہل رسیدہ اس سرزمین میں وارد ہوا اور ان کے ہاتھ لگ گیا تو اسکو دستگیر
کرکے حلال اور مباح شکار سمجھتے ہیں اور اس کو اپنی مملکت میں لاکر خرید و فروخت کرتے ہیں اور
اس کو وجہ معاش بناتے ہیں اور دختر کشی میں دختر اور ان کی اولاد کو بے نصیب کرتے ہیں
اور قتل اور قطاع الطریقی کو ان کے صلحا اپنے باپ دادا کی سنت و دیرینہ جان کر ایک دوسرے
پر سبقت کرتے ہیں اور اس بات کو اپنا جوہر رشد و کمال و اظہار شجاعت جانتے ہیں جب
بچہ پیدا ہوتا ہے تو گوشت کے کان کو کتر کر اس کے زخم کے چند قطروں کو بچہ کی زبان پر
ٹپکاتے ہیں اور اس کا نام اتارتے ہیں کہ وہ خونخواری میں کمی نہ کرے اور اس طرح کے افعال بد
انکے ہاں شائع ہیں۔ جب بادشاہ سے یہ باتیں عرض ہوئیں تو اسنے حکم دیا حکام آئین شریعت
پر ان کو متنبہ کریں بعد شدید تاکید کے کہ فساد اور ہنگامہ کی نوبت آئی۔ مدتوں میں یہ بدعتیں
کم کیا بلکہ گم ہوئیں مگر آثار ان کے ابتک باقی ہیں۔

واقعات سال سوم جلوس

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۹ھ کو جلوس کا سال سوم شروع ہوا جشن وزن شمسی اس مہینے
کی تیسری تاریخ کو ہوا۔ بادشاہ مالوہ میں داخل ہوا۔ ۹۔ رجب کو آب نربدہ سے پار
اترکر ملک خاندیس میں داخل ہوا۔

نظام الملک اور خان جہاں کے استیصال کے لئے تین فوجیں اس طرح روانہ ہوئیں
اول سپاہ بسرکردگی ارادت خاں ناظم دکن ۲۰۔ رجب ۱۰۳۹ھ کو قلعہ آسیر کی نواح
سے بالاگھاٹ روانہ کی بڑے بڑے امیر و راجہ اس کے ہمراہ گئے یہ سپاہ سپاہ احدی
اور برقندازوں سمیت بیس ہزار سوار کی تھی دوسری سپاہ کا سردار راجہ گج سنگھ
تھا اس کے ہمراہ بڑے بڑے امرا و راجہ تھے کل سپاہ اس پاس مع احدیوں اور
برقندازوں کے پندرہ ہزار سوار تھی تیسری فوج کا سردار شائستہ خاں خلف

شاہجہان کا نظام الملک اور خان جہاں کے استیصال کے لئے

یمین الدولہ آصف خاں تھا اس کے ہمراہ بھی بڑے بڑے امیر اور راجہ تھے اور کل پندرہ ہزار سپاہ تھی بادشاہ نے ارادت خاں کو خطاب اعظم خانی کا عنایت کیا اور کل سپاہ کا سالار بنایا اور اسکو یہ نصیحتیں کیں کہ پیشوائی اور سرداری کے عمدہ اسباب یہ ہیں۔ مدارا و سازگاری و مواسا و بردباری راجہ گج سنگھ و شائستہ خاں کو موافقت و مرافقت کی نصیحت کی کہ اعظم خاں کی صلاح دید کو صواب سمجھ کر اسکے استشارہ و استصواب کی تقدیم کریں۔

جشن نوروزی

۶۔ رجب ۱۰۳۹ھ کو بادشاہ برہان پور میں آیا اور ۸۔ شعبان ۱۰۳۹ھ کو جشن نوروزی ہوا۔ ممتاز الزمانی کا اصل اور اضافہ بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا اور امراء کو منصب و خطاب و جاگیر عنایت ہوئے۔

خواجہ ابوالحسن کی روانگی ناسک و ترنبک کی فتح کے لئے

۲۱۔ رمضان کو خواجہ ابوالحسن مع امرائے عظام ولایت ناسک۔ و ترنبک (یا تربک جو ناسک سے کچھ مغرب میں ہے) و سنگمنیر کی تسخیر کے لئے رخصت ہوا۔ اور آٹھ ہزار سپاہ اس کے ساتھ ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ خواجہ مع تعیناتیوں کے نواحی قلعہ للنگ (النگ) میں جہاں مناسب جانے برسات کے موسم میں جب تک اقامت کرے کہ شیر خاں صوبہ دار گجرات مع تعیناتیوں کے اس سے آن کر ملے اور بعد برسات کے ختم ہونے کے وہ بگلانہ کی راہ سے روانہ ہوا اور اس ملک کے زمینداروں میں بعض کو ساتھ لے کر ناسک (ناسنگ) میں آئے۔ خواجہ آٹھ روز میں برہانپور سے موضع دھولیہ میں کہ حصن للنگ کے حوالی میں واقع ہے آیا (یہ موضع برہانپور اور ناسک کے درمیان واقع ہے) اور برسات کے آخر ہونے تک یہیں قیام کیا۔ قلعہ کالنا پہاڑ کی چوٹی پر ایک مضبوط قلعہ تھا اور نظام الملک کے آدمیوں کے قبضہ میں تھا خواجہ ظفر خاں کو اس کے تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا وہ بطریق ایلغار دوڑا اور کچھ آدمی مقتول اور کچھ اسیر کرکے الٹا آیا۔ ۲۲۔ کو شیر خاں صوبہ دار گجرات خواجہ ابوالحسن سے ملا۔ قلعہ پاتورہ و حوالی قلعہ چاندور جو ناسک ...

ترنبک کے پاس ہیں انکی تاخت کے لئے شیر خاں کو خواجہ نے روانہ کیا اُسنے وہاں جاکر لوٹ مار کی اور الٹا چلا آیا اور بہت غنیمت ساتھ لایا۔

بالاگھاٹ کے مخبروں سے پادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خاں اور شائستہ خاں میں موافقت نہیں ہے اس لئے پادشاہ نے شائستہ خاں کو اپنے پاس بلا لیا اور عبد اللہ خاں بہادر کو جو کالپی سے پادشاہ کی خدمت میں آگیا تھا اسکو شائستہ خاں کی فوج کا سردار مقرر کر دیا۔ شائستہ خاں ۶ ذیقعدہ کو پادشاہ کی خدمت میں آگیا پادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ بعض سادات بارہ و بخارا اور ہندوستان کے شیخ زادوں کے منصبداروں میں سے دو سو پادشاہ کی سواری کے وقت جلو میں حاضر رہیں انکا نام مردم جلو ہوا اور قوم مغل کے سو منصبدار اور دو سو احدی جنکی مردانگی مکرر بار بار ظہور میں آئی ہو وہ سونے چاندی کے گرز لیکر پادشاہ کے ساتھ سواری میں ہمرکاب ہوں اور غیر سواری کے وقت وہ دولتخانہ کے دروازہ کے باہر حاضر رہیں ان کا نام گرزبردار ہوا ان سب کو پادشاہ نے ہتھیار مرحمت کئے۔ پادشاہ نے سنا کہ دکنیوں نے قریہ میں تین گانوں کو جلا دیا ہے اور فساد مچایا ہے تو پادشاہ نے حکم دیا کہ باسم میں راو رتن رہتے اور وزیر خاں برار میں جاکر اس گروہ کو ایسی تنبیہ کرے کہ پھر کسی اور کو بغاوت کا حوصلہ نہ ہو اور اس خدمت کے بعد وہ بالاگھاٹ سے چلا آئے۔

ان دنوں میں پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ دکنی بارہ ہزار سواروں سے شائستہ خاں و خان اعظم کی سپاہ سے قزاقی کے طور پر ایک دو دفعہ مقابل ہو کر شوخی کی ہے بعض نامی آدمی کام میں آئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ پادشاہی آدمیوں نے بھی کار نمایاں کرکے ان کی جمع کثیر کو قتل کیا آخر کار دکنی فرار ہوئے پادشاہی نامی آدمیوں میں سے امام قلی خاں پسر جان سپار خاں اور پسر شجاعت خاں اور راجہ چھتر سال (ستر سال) برادر زادہ راجہ مان سنگھ مع دو بیٹوں کے کشتہ ہوئے منصبداروں اور کم منصب خانہ زادوں کی ایک جماعت ماری گئی۔ راجہ گردھر داس غیرہ

پانچ راجاؤں کے زخم کاری لگے اور زین سے زمین پر گرے بادشاہ کے جن نوکروں نے جان نثار کی تھی ان کے فرزندوں اور خویشوں کا اضافہ و اسپ و خلعت عنایت کیا فدویان کار طلب کے زخموں کو لطف و کرم کا مرہم لگایا۔ بہت انعام دیا اور اضافہ کیا۔

جادو رائے ۱۰۳۹ھ ۱۶۲۹ء

جادو رائے نظام الملکی کہ مع بیٹوں اور بھائیوں اور پوتوں کے بادشاہ کی خدمت میں آیا تھا۔ بادشاہ نے منصب بست و چہار ہزاری پانزدہ ہزار سواروں کا سب کو ملا کر دیا تھا۔ ان دنوں میں پھر نظام الملک کی نوکری کے قصد سے قلعہ دولت آباد کے قریب آیا۔ نظام الملک جانتا تھا کہ اس بدذات کی ذات میں بیوفائی لازم ہے۔ اسنے ارادہ کیا کہ اسکو پکڑ کر مقید کرے بعض اپنے محرموں اور ہمرازوں سے اسنے مصلحت کی اور یہ مقرر کیا کہ جب جادو رائے حضور میں آئے تو سب اس کو ملکر پکڑ لیں ایک دن قلعہ کے اندر ملاقات کے لئے نظام الملک نے جادو رائے کو طلب کیا اور مشہور کیا کہ خلوت ہوگی اس خلوت میں اسکو اور اسکے دو بیٹوں اور ایک پوتے اور چند آدمیوں کو آنے کی اجازت دی۔ جادو رائے کو حقیقت معاملہ پر اصلا آگاہی نہ تھی وہ غافل اندر آیا کہ ناگاہ ایک جماعت کمین گاہ سے اسکو زندہ گرفتار کرنے کو نکلی۔ مگر جادو رائے نے ہاتھ نہ بندھوائے بلکہ ہتھیار اُٹھائے طرفین سے حملے ہوئے۔ آخر کار وہ اور اسکے بیٹے اچلا اور راگھو اور بسونت رائے اسکا پوتا جو جانشین اسکا ہوتا یہ چاروں پنجۂ اجل میں اسیر ہوئے اور چند آدمیوں کو انھوں نے بھی کشتہ کیا اپنے دونو قدیم و جدید ولی نعمتوں کی نمک حرامی کی سزا بھگتی۔ اس کی بیوی اوکر جائی نام کہ صاحب اختیار و عاقلہ و باہوش تھی وہ خاوند اور بیٹوں کے کشتہ ہونے سے اصلا نہ رولی نہ پیٹی اپنے بھائی جگ دیو اور اپنے اور سپاہیوں کے ساتھ ہاتھی گھوڑے اور زر و زیور و نقد اور اشیاء ضروری لیکر اور باقی سب چیزوں کو یہیں چھوڑ کر اور آگ لگا کر استقلال کے ساتھ نقارہ بجاتی ہوئی سندہ گر کو روانہ ہوئی یہیں اس کا وطن تھا اور پدر و شوہر کی جاگیر قدیم و جدید تھی۔ ہرچند نظام الملک نے متصل تسکین نامے معاودت کے لئے اُس پاس بھیجے مگر اُسنے انکا اعتماد

نہ کیا اور از سر نو جاگیر میں اپنا سرانجام کر کے درگاہ والا کو روانہ ہوئی اور اعظم خان کی وساطت سے جگدیو کو منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار اور پتنگ داے اسکے پوتے کو منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار کا عطا ہوا اور ایک لاکھ بتیس ہزار روپیہ ملا اور جاگیر وطن کی بحالی ہوئی۔

شیر کا شکار

اللہ وردی خاں قراول بیگی نے عرض کیا کہ نخچیر گاہ میں چند شیر میں نے دیکھے ہیں پادشاہ کے حکم سے درندوں کو باڑے میں احاطہ کر کے باغ زین آباد کے باہر لائے (باڑا ایک دام نہایت مضبوط تھا اور اس کا طول دس ہزار گز پادشاہی تھا۔ اور ارتفاع چھ گز اور سرا پردہ کی طرح وہ موٹے ستونوں پر برپا کیا جاتا تھا) پادشاہ نے ہاتھی پر سوار ہو کر ایک شیر کا شکار کیا اور گرز برداروں نے شیر کے چار بچے پکڑے۔

سعید خاں کی فتح پشاور میں

کمال الدین ولد شیخ رین الدین رہیلہ جس کا خطاب شیر خانی اور منصب چار ہزاری تھا اس کو خاں جہاں لودی نے ایسے نوشتے لکھے کہ جس سے وہ فساد پر آمادہ ہوا۔ آب اٹک سے نواحی کابل اور اور جانبوں کے افغانوں نے اتفاق کر کے یہ قرار دیا کہ پشاور میں اول شورش اٹھائی جائے۔ اور بالچو قلیچ خاں اور داؤد گماشتہ لشکر خاں کی تحریر سے سعید خاں کو کوہاٹ میں اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کوہاٹ میں قلی خاں بیگ بخشی تھانہ دار اور ذوالقدر خاں و شادماں پکھیلوال و خضر گکھر اور احدیوں اور نابینوں کی جماعت کو چھوڑا اور آدھے پہر میں پشاور میں وہ خود آیا۔ اول اس نے کمال الدین کو نصیحتیں کیں مگر وہ مفید نہ ہوئیں ظاہر میں وہ چاپلوسی و لابہ گری کر کے خدمتگاری اور فرماں برداری دکھلاتا اور پوشیدہ اسباب فساد کو تیار کرتا۔ قریب و بعید کے قبائل کو اغوا کرتا اور زبان آور خوشامدیوں کو بھیجکر الوس افغانوں کے سرداروں کی دعوت کرتا۔ عبد القادر پسر احداد کو تحفے بھیج کر بلایا کہ اس سے اپنی بیٹی بیاہے۔

عبدالقادر پسر احداد اور کور کریم داد پسر جلالہ و محمد زماں پسر برادر عم زادہ احداد اور
اس کے دو بھائیوں دہنتور و نغز و تمام کوہ تیراہ اور دو نو بنگش علوی و سفلی کے
آدمیوں اور کل الوس خشک و ایمان حاجی و توری کو جمع کیا اور یہ سب یولم گذرہیں
کہ پشاور سے سات کروہ پر ہے کمال الدین سے آن ملے کمال الدین نے بھی
اس عرصہ میں الوسات پشاور و اشتغر و محمد زئی و گگیانی و خلیل و مہمند و داؤد زئی و
یوسف زئی دیر کلانی اور اوروں کو جھوٹے وعدہ کرکے جمع کر لیا انہوں نے ۲۲ ذی الحجہ
کو پشاور کو سب جانبوں سے صفیں باندھ کے گھیر لیا۔ سعید خاں نے یہ سمجھ کر کہ سپاہ اسقدر
نہیں ہے کہ ایک فوج کو شہر کی حراست کے لئے چھوڑے اور ایک فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے
جائے حصار شہر وسیع ہے اگر وہ لڑنے جائیگا تو کسی طرف سے دشمن اس میں گھس آئیگا اور لشکر
متفرق ہو کر اس کی مدافعت نہیں کر سکے گا اس لئے اس نے حصار کی حفاظت کو مقدم جانا
اور وہ اس سے باہر آیا دشمن حصار سے باہر محلوں میں آ گئے۔ شہر کو گھیر لیا۔ حصار
خام تھا اور اس میں شکست و ریخت بہت تھی اس میں سعید خاں نے مورچے تقسیم کئے
جس طرف دشمن حملہ کرتے اس ضلع کے نگہبان مورچے کی حفاظت تفنگچیوں کو سپرد کرکے
اور خود حصار سے باہر لڑنے آتے۔ فتح پاکر پھر حصار میں چلے جاتے۔ ایک دن ایک گروہ
نے اتفاق کرکے بجائے سپروں کے منہ کے سامنے تختے لگا کے حصار پر حملہ کیا
سعید خاں مورچوں پر توپچیوں کو چھوڑ کر باہر لڑنے آیا اور دشمنوں کو مار کر بھگا دیا
حصار کے باہر محلوں میں جو افغان ٹھیرے ہوئے تھے ان کو اپنے سرداروں
کی شکست کی خبر نہ تھی اس لئے لشکر شاہی نے مصلحت نہ دیکھی کہ ان کو
شہر کے گرد چھوڑ کر بھگوڑوں کا تعاقب کرے اول اس نے ان محلوں میں دشمنوں
کو قتل کیا اور پھر تعاقب میں گئے پانچ چھ کوس تک جو دشمن ہاتھ لگا اس کو قتل کیا
اور پھر شہر کو چلے آئے جب پادشاہ کو اس فتح کی خبر ہوئی تو سعید خاں کے منصب پر

ہزاری ذات و پانصد سوار کا اضافہ کرکے منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار و پانصد سوار کا عنایت کیا اس مہم کا نتیجہ سوائے افغان کشی کے کچھ اور نہ ہوا۔ دیانت خاں قلعہ دار احمد نگر کا انتقال ہوا اس کی جگہ جان نثار خاں مقرر ہوا تین سردار نامی نظام الملکی ساوات خاں وشرزہ وماڈجی بندہائے پادشاہی کے جرگہ میں داخل ہوئے۔

اعظم خاں کی فوج ہراول کے سردار سید مظفر خاں کی ناف کے حوالی میں اماس ہوا پادشاہ نے اُسے بُلا لیا اور جے سنگھ کو اس کی جگہ مقرر کرکے بھیجدیا۔

خواجہ ابوالحسن جو تلنگانہ کی فتح کے لئے نامزد ہوا تھا وہ برسات کے بعد پادشاہ کے حکم سے قلعہ النگ (للنگ) کے حوالی سے راہی ہوا۔ بگلانہ کی راہ سے وہ ناسک ترنبک کی ولایت پر متوجہ ہوا۔ بگلانہ کی سرحد میں آیا اس ملک کے زمیندار بھرجی نے چار سواروں کو لے کر استقبال کیا اور خان زماں و لہراسپ پسران مہابت خاں جو اس لشکر کی ہمراہی کے لئے متعین ہوئے تھے وہ بھی خواجہ سے آن ملے خواجہ گھاٹ جرائی سے غنیم کے ملک میں آیا خان زماں و شیر خاں و شاہ نواز خاں میں سے ہر ایک کے ہمراہ ایک فوج کی اور مقرر کیا کہ ان تین طرح کی فوج میں سے ہر کوچ میں ایک ہراول اور دوسرا چنداول ہو نظام الملک کے قریات و پرگنات کے اعمال کی رعایا سر راہ سے اوٹھ کر جنگل میں چلی گئی تھی اس سبب سے گرانی غلہ و کم آبی تھی افواج نظام الملکی نے پہلے خرابی پھیلا رکھی تھی اور پادشاہی فوج کے آنے سے اور خرابی پر خرابی آئی۔ لشکریوں پر زندگانی تنگ ہوئی اور جان کی عوض میں بھی نان نہیں ملتی تھی لشکر ایسا عاجز ہوا کہ اس میں تفرقہ پڑنے لگا خواجہ مذکور نے حکم دیا کہ ویران دہات میں غلہ کے چاہوں کی جست و جو کریں جن میں اس ملک میں دستور ہے کہ غلہ مدفون کیا کرتے ہیں اور پر اشجار کوہ و جنگل میں جہاں رعایا مال و عیال اور ایک سال کے

غلہ کو لیکر چلی گئی ہے اور ان کو اپنا ملجا و پناہ بنایا ہے وہاں تیس تیس کروہ تک جاکر غلہ کو جمع
کریں اس تردد سے بہت غلہ اور ماکولات واجناس لشکر کو ہاتھ لگے ان دنوں میں نظام الملک نے
محلدار خاں و داداپنڈت و عمر خاں افغان کو سات ہزار سوار دیکر بھیجا کہ رات کو افواج شاہی
پر بان ماریں اور جو جماعت کو ہیمہ و کاہ کے واسطے جائے اُس کے گاؤ و شتر چھین لیں۔ جب خواجہ
کو اطلاع ہوئی تو اُس نے شاہ نواز خاں کو ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا وہ بیس کروہ ایلغار کرکے
دشمن کے سر پر جا پہنچا اور سخت لڑائی ہوئی۔ طرفین سے بہت آدمی مارے گئے دکنی فوج کو شکست
ہوئی۔ محلدار خاں کو اُس کے ہمراہی سارا اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے شاہ نواز خاں نے بہت غنیمت کے
ساتھ مراجعت کی۔ جب لشکر پراگندہ نے فراہم ہو لشکر شاہی کی نواحی میں بان مارنے
شروع کئے تو خواجہ نے انکی بنگاہ کو نواحی سنگمیر میں دریافت کرکے خان زماں خاں
کے ساتھ فوج کو بھیجا کہ اس کو تباہ کرے فوج راتوں رات ایلغار کرکے دشمنوں کے بنگاہ
پر آئی تو محلدار خاں نے جو اس جماعت کا سردار تھا سراسیمہ ہوکر قلعہ جاندور کو فرار کیا اور
اسکے ہمراہی جو مرنے اور قید سے بچے پریشان ہوکر ادھر اُدھر چلے گئے۔ پادشاہی لشکر
نے غنیمت لیکر معاودت کی پھر دشمن پادشاہ کے لشکر کے گرد نہ آیا۔

جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خاں اپنے ہمسروں کے ساتھ سازگاری نہیں رکھتا
جو مہر نامہ سری ہے اور اپنے فرمان بردوں کے ساتھ بردباری نہیں کرتا۔ جو پیرایہ سرداری
ہے۔ اس سبب سے وہ لشکر کے درہم برہم ہونے کا اور خصم کے شوخی کرنیکا سبب
ہوتا تھا اس لئے پادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس کا سردار ایسا مقرر کردن کہ کل سپاہ اس سے
درجہ اعلیٰ کی امید و بیم رکھتی ہو۔ اور اور سرداروں کو اُس سے برابری کا خیال نہ ہو
اور سب اس کی صلاح و دید کی متابعت میں اور اس کے مقتضاء تدبیر کے موافقت میں
گریز کرنے میں گریزی نہ کریں اس لئے کل سپاہ کی سرداری یمین الدولہ آصف خاں کو
سپرد ہوئی۔ سلخ ربیع الاول ۱۰۴۰ھ کو وزن قمری کا جشن ہوا پادشاہ کو اکتالیسواں سال شروع ہوا

خانجہاں پر اعظم خاں کا حملہ کرنا اور شکست پانا

برسات کے بعد لشکر شاہی نے دیول گانوں سے نظام الملک اور افغانوں کے استیصال کے واسطے حرکت کی اعظم خاں نے جب سُنا کہ آصف خاں سپہ سالار ہو کر آتا ہے تو اوس کی رگ غیرت حرکت میں آئی اور اپنی جگہ سے فوج لیکر چلا۔ مقرب خاں و بہلول اور امراء دکنی نے جب لشکر کی حرکت کی خبر سُنی تو وہ جالنا پور سے جہاں برسات بسر کرنے کے لئے ٹھیرے ہوئے تھے پاتھری (پورنا اور بان گنگا کے ملاپ سے ۳۰ میل ہے) میں آئے اعظم خاں کو جب دشمن کے اس سفر کا حال معلوم ہوا تو وہ کوچ پر کوچ کرتا ہوا موضع بھوری میں جو آب بان گنگا پر واقع ہے آیا۔ تو اس کو معلوم ہوا کہ لشکر نظام الملکی بالاگھاٹ پر دہارور میں آیا ہے اور اس قلعہ میں پناہ لی ہے اور خانجہاں ابھی نواحی بیر سے باہر نہیں نکلا (دہارور اور بیر احمد نگر کی مشرقی سڑک پر ہیں) اس نے لشکر شاہی کی خبر سُنکر جو جماعت کہ محال متعلقہ بیر کی تحصیل محصول کے لئے بھیجی تھی اس کو بلا لیا اور بنوسہ سے دریا خاں کے آنے کے اور دہارور سے مقرب خاں اور بہلول کے آنے کے انتظار میں چشم براہ بیٹھا اعظم خاں اس ارادہ سے رامبھوری سے مہگانو میں آیا کہ ان سب کے جمع ہونے سے پہلے خانجہان پر چڑھائی کرکے اس کی جمعیت کو پراگندہ کرے۔ اس اثنا میں صف شکن خاں ولد سید یوسف خاں رضوی قلعہ دار بیر کے پیہم خطوط آئے کہ خانجہاں راجوری میں مچھلی گانوں سے ۲۴ کوس پر اپنے اسباب کو جو اس نے کہوں اور کیورائی میں تاجروں کا رہزنی کرکے لوٹا ہے تقسیم کررہا ہے اور اکثر اوس کے متعلق جو تحصیل کے محصول کے لئے پراگندہ ہوگئے تھے فراہم ہوئے ہیں اور اُس نے یہ خبر سنکر کہ لشکر شاہی پاتھری کی نواحی میں ہے یہ قرار دیا ہے کہ جب وہ بیر کے نزدیک ہو تو کوچ کرے اعظم خاں نے لشکر کے ہمراہ مچھلی گانوں میں یاقوت خاں و مالوجی بھونسلہ و اکرام خاں وغیرہ کو چھوڑا کہ وہ لشکر کی حراست کرکے آہستہ چلیں۔ سپہدار خاں و راجہ جے سنگھ و راجہ جُھجار سنگھ بندیلہ اور راؤ سور بھورتیہ و بہادر خاں و راجہ بیتھلداس و سردار خاں

وراجہ بہار سنگھ بندیلہ وراجہ انوپ سنگھ وچندرمن بندیلہ واہتمام خاں وکیلوجی دادواجیرام وجگ جیونرائے اور دکنیوں اور منصبداروں واحدیوں وبرقندازوں کو ہمراہ لیا اور ایک پہر رات گئے پچھلی گانوں سے دشمنوں کے استیصال کے لئے سوار ہوا اور چار گھڑی رات باقی تھی کہ وہ موضع پیپل نیر میں کہ بیر سے چھ کوس پر تھا آیا اور اس نے صف شکن خاں کو لکھا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ دشمن کے لشکر کے کنارہ پر آؤ تاکہ وہ بادشاہی لشکر کی جمعیت قلیل دیکھکر کسی طرف باہر نہ چلا جائے۔ دشمن کا لشکر بیر سے چار کوس چلا تھا اور دامن کوہ میں اقامت رکھتا تھا کہ صف شکن خاں ایک پشتہ کے اوپر دشمن کے لشکر کے سامنے آیا۔ خاں جہاں کا بیٹا عزیز صف شکن خاں سے لڑنے آیا۔ اور اس اثنا میں اعظم خاں بھی لشکر لیکر آموجود ہوا۔ عزیز اس لشکر کے سامنے نہ ٹھیرسکا۔ بیتاب ہو کر باپ پاس گیا اور گذارش کیا کہ جو جماعت پہلے دکھائی دی تھی وہ صف شکن خاں کی فوج تھی اس کے ساتھ ہی پادشاہی سپاہ بہت جلد آگئی۔ اب خانجہاں نے دیکھا کہ لشکر شاہی کے آجانے سے راہ فرار بستہ اور پائے گریز شکستہ ہے ناگریز سارے افغانوں کو ساتھ لے کر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ راجہ جے سنگھ سردار فوج ہراول نے مع راجہ بیتھلداس وراجہ انوپ سنگھ اور اور راجپوت اور سپہدار خاں سرآمد فوج جرانغار مع بہادر خاں وسردار خاں وخواص خاں واہتمام خاں وداروغہ توپ خانہ تفنگچیوں سمیت اور رحمت خاں احدیوں کے ساتھ دشمنوں کے بنگاہ پر یہ سب جا پہنچے۔ دشمن اپنے اسباب کو اور سوداگروں کے اموال اور امتعہ کو جو لوٹا تھا آپس میں تقسیم کر رہے تھے وہ سب اس اسباب کو چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اکثر احدی اور تابین اس اسباب کی لوٹ میں پڑ گئے تو پادشاہی فوج کا انتظام بگڑ گیا۔ مسلمان اور راجپوت اور جن کا نام اوپر لیا گیا ہے تھوڑے تھوڑے آدمیوں کے ساتھ پہاڑ پر دشمنوں کے تعاقب میں چلے گئے۔ بہادر خاں روہیلہ واہتمام خاں ونرہر داس جھالانے اوروں سے آگے بڑھ کر قلعہ کوہ پر

دشمنوں کا تعاقب کیا۔ جب خانجہاں نے دیکھا کہ کچھ امیر آ گئے اور پیچھے اور امیر چلے آتے
ہیں تو اس نے ایک ہتنی کی عماری میں عورتوں کو بٹھا کر سیوگانوں کو بھجوا دیا (احمد نگر کے شمال مشرق
میں ہے) خود لڑنے کے لئے قدم استوار کیا اور اپنے برادر زادہ بہادر کو جس کی بہادری اور دلیری پر
اعتماد رکھتا تھا بہادر خاں روہیلہ کے روبرو بھیجا۔ بہادر خاں پر ہمراہیوں کی قلت کے سبب سے
کام تنگ ہوا پیادہ ہوا اور جانفشانی کی کشش و کوشش میں کارنامہ مردانگی دکھایا۔ ایک جمع
کثیر کو نیست کیا بہادر کے دو تیر ایک سینہ پر ایک پہلو پر لگے اور چند اس کے ہمراہی میدان پیکار
میں جو کثرت غبار سے شب تار بن رہا تھا پروانہ وار شعلہ شمشیر آتشبار پر جاتے تھے۔ ہرداس
جھالا نے بعض راجپوتوں کے ساتھ بیگناہی سے جان دی۔ سپہدار خاں و
خواص خاں و رحمت خاں کہ دائیں طرف سے پہاڑ پر آئے تھے اس کارزار کو دیکھ کر
ایک سنگ چین کی دیوار کی پناہ میں کماندازی کرتے تھے اور راجہ بہار سنگھ بندیلہ
برانغار کی فوج سے بہادر خاں کی کومک کو آیا اور مردانہ کوشش کی۔ بعض اس
کے ہمراہی مارے گئے راجہ جے سنگھ و راجہ بیٹھلداس و راجہ انوپ سنگھ
جو پہاڑ کے دوسری جانب میں سے تھے وقت پر آن پہنچے۔ اعظم خاں نے پائے کوہ
میں پہنچکر ملتفت خاں و راؤ سور بھورتیہ اور چندرمن بندیلہ کو پہاڑ پر چڑھنے کی
تاکید کی۔ تین گھنٹے تک خوب لڑائی رہی۔ جس کسی کو زخم کاری لگتا وہ دوسرے
زخم کی آرزو کرتا اور سربازی میں پیش قدمی کرتا اس وقت بعض امیران شاہی
تنگ ہو رہے تھے کہ بہادر نے دیکھا کہ پادشاہی فوج پے در پے چلی آتی ہے تو
وہ بھاگ گیا اور خانجہاں نے بھی فرار کیا۔ جب یہ پشتہ پہاڑ کی بلندی پر سے
نیچے آئے تو پادشاہی سپاہ کے پیکانوں اور بندوقوں کا مینھ ان پر برستا تھا
بہادر کے ایک تفنگ لگا کہ وہ ہنگامہ پیکار میں جانے سے باز رہا اس اثنا میں بہادر کے
پاس راجہ بہار سنگھ کا نوکر پرسرام اس کے پاس پہنچا اس نیمجاں نے بھی ایک جمدھر

اسکی ران پر مارا۔ پرسرام نے بھی اسکے گلے پر جمدھر مارا اور سر اسکا کاٹ لیا اور گھوڑا اور سپر و انگشتری اور دو شمشیر اسکی راجہ بہار سنگھ پاس پہنچائیں۔ راجہ انکو اعظم خاں پاس لایا خاں نے گھوڑا اور یراق پرسرام کو دیدیا اور سر کو بیر کے دروازہ پر لٹکایا اور انگشتری کو جسپر اس کا نام کندہ تھا بادشاہ پاس بھیجا کہ سب کو یقین ہو جائے کہ بہادر ملک عدم کو رخصت ہوا۔ لشکر شاہی نے تین کوس تک دشمن کا تعاقب کیا اور بہت آدمیوں کو مارا۔ شب گذشتہ کی ایک پہر گئے سے پہر روز تک سپاہ یکساں سوار رہی اور تیس کروہ مسافت طے کی۔ حرارت کی شدت سے اور حرکت کی کثرت سے گھوڑے اور سواروں میں تاب و تواں نہیں رہی اعظم خاں نے یہاں توقف کیا کہ سپاہی اور گھوڑے آرام کریں اور جو آدمی پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی آجائیں اس عرصہ میں خاں جہاں اور اُسکے ہمراہی جن کے گھوڑے تازہ زور تھے فرصت کو غنیمت سمجھکر بھاگ گئے اعظم خاں درویش محمد دکنی کو اور جگ دیو رائے برادر جادو رائے کو جو بیر میں تھا اور بعض اور امیروں کو اس کے تعاقب میں بھیجا اور خود بھی باوجود گھوڑوں اور سپاہیوں کے تھکے ہونے کے مع کل ہمراہیوں کے متعاقب روانہ ہوا۔ خاں جہاں نے دیکھا کہ لشکر شاہی تعاقب نہیں چھوڑتا تو اس نے ہتنی کی عماری میں سے عیال کو اُتار کر گھوڑوں پر سوار کیا اور ہمراہ لیا۔ یہ ہتنی مع عماری درویش محمد اور اوس کے ہمراہیوں کے ہاتھ آئی اونہوں نے افغانوں کی ایک جماعت کو مع عیال کے گرفتار کیا۔ خاں جہاں کے بہت سے کارآمد آدمی زخمی ہوکر ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ سوا لباس کے جو پہنے ہوئے تھے اور گھوڑے جنپر سوار تھے کچھ ان پاس نہ تھا۔ خانجہاں چند رفیقوں کے ساتھ کوہستان میں چلا گیا۔ رات ہوگئی تو اعظم خاں نے تعاقب چھوڑا۔ یاقوت خاں کو پچھلی گانوں میں لشکر میں چھوڑا تھا اس سے خاطر فراہم نہ تھی اس لئے وہ بیر میں آیا کہ لشکر میں بھی آجائے اور یہ بھی معلوم ہوجائے کہ مقرب خاں و بہلول کا ارادہ کیا ہے اُسی روز یاقوت خاں لشکر سے ملا اور

معلوم ہوا کہ دریا خاں بنوسہ سے نکل کر خاں جہاں سے ملا ہے اعظم خاں نے بیرمیں دو آب کی آسائش کے لئے اور لشکر کی شان دیکھنے کے واسطے چند روز اقامت کی پادشاہ کو اعظم خاں نے اس فتح کا حال لکھا تو پادشاہ نے امراء کو بقدر انکی خدمات کے صلہ دیا خانجہاں اور دریا خاں سیو گانوٗ سے بیضا پور اور بھونسلہ میں دولت آباد کے جانے کے قصد سے آئے۔ یہ نظام الملک کی ولایت کے پرگنے تھے پادشاہی فوج کے ورود سے ان میں آبادی کا نشان باقی نہیں رہا تھا (بیضا پور اورنگ آباد سے مغرب میں ۸۰ میل ہے) تو خان اعظم نے بیس ہزار سوار لے کر سیو گانوں کی طرف کوچ کیا ان ہی دنوں میں ساہوجی بھونسلہ داماد جادو رائے جو نظام الملک کے لشکر ہنود کا سردار تھا وہ اعظم خاں سے آن کر ملا۔ جادو رائے کے کشتہ ہونے کے بعد اُسنے نظام سے ہمراہی کا پیوند توڑ دیا۔ پرگنہ پونہ و جاکنہ میں آکر آقامت کی اُس نے اعظم خاں کو لکھا کہ اگر بادشاہ کی طرف سے کوئی عہدنامہ جس سے اس بندہ کی خاطر پراگندہ کا اطمینان ہو عنایت ہو تو میں خدمت گذاری کے لئے لشکر شاہی میں آوٗں۔ اعظم خاں نے پادشاہ کو لکھا پادشاہ نے اعظم خاں پاس فرمان بھیجا کہ تم اس کی تسلی کر دو جو کچھ تم تجویز کروگے ہم اس کو قبول کرینگے اس حکم کے پہنچنے کے بعد دو ہزار سوار لے کر وہ لشکر میں داخل ہوا۔ اعظم خاں کی التماس سے اوس کو منصب پنج ہزاری ذات و سوار (خافی خاں نے منصب ششش ہزاری و پنج ہزار سوار لکھا ہے) اور دو لاکھ روپیہ انعام ملا اور اسکے بھائی مِیناجی کو سہ ہزاری ذات ہزاری و پانصد سوار کا منصب ملا اور ساماجی ولد ساہوجی کو دو ہزاری ذات ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا اور اسکے اور خویشوں کو انکے رتبے کے موافق مناصب اور اسّی ہزار روپیہ انعام ملے۔

جب خاں جہاں اور دریا خاں نے یہ خبر سُنی کہ بادشاہی لشکر نے سیو گانوٗ کی جانب سفر کیا ہے تو وہ بیضا پور اور بھونسلہ سے موضع لاسور میں آئے

جو دولت آباد سے دس کوس پر ہے اور نظام الملک بھی لشکر شاہی کی خبر سنکر نظام آباد سے قلعہ دولت آباد میں چلا گیا۔ اس قلعہ کے باہر نظام الملک نے نظام آباد آباد کیا تھا اور اس کے متعلقوں نے منازل اور عمارات تعمیر کی تھیں۔ خانجہاں اور دریا خاں نے بھی لاسور میں رہنا مصلحت جانا وہ ایرکھتلہ میں آنکر مقیم ہوئے۔ جو دولت آباد سے آدہ کروہ پرہے پھر اپنے چند منتسبوں کو اوباش درہ میں جو اس حصن حصین کی پناہ میں واقع ہے لے لئے۔ دریا خاں ایک ہزار سواروں کو لیکر خانجہاں سے جدا ہو کر چاندور اور گھاٹ چالیس گانو (چاندور سے مشرق میں ۲۵ میل ہے) کی طرف اس قصد سے چلا کہ قصبہ اندول اور دہرن گانو کو لوٹے پادشاہ نے عبد اللہ خاں بہادر کو بالا گھاٹ سے بلایا تھا وہ بیمار ہو گیا تھا ظاہر میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کو معالجہ کے لئے بلایا ہے مگر حقیقت میں منظور یہ تھا کہ دریا خاں کے فساد کے مواد کو وہ خارج کرے۔ بادشاہ نے اس کو دریا خاں کی تنبیہ و تاکید کے لئے معین کیا دسویں جمادی الاولی کو اس کو اور امراء کے ساتھ روانہ کیا دریا خاں نے قصبہ الاول اور دہرل گانو اور بعض مواضع پائیں گھاٹ و چالیس گانوں کو لوٹا مارا۔ جب عبد اللہ خاں بہادر کی خبر سنی تو وہ بالا گھاٹ پر چلا گیا۔ دولت آباد اور اس کے نواح میں آسمان سے بارش نہوئی اور نہ زمین سے نبات اگے۔ جو جہاں کی سرسبزی کا سرمایہ اور اہل جہاں کی پایندگی کا مایہ بنتے۔ اعظم خاں نے اس طرف لشکر کا لیجانا مصلحت نہ جانا اور اسکی رائے میں یہ آیا کہ مقرب خاں و بہلول کی طرف متوجہ ہو جو دہارور اور انبہ جوکائی میں ہیں اور اس کی صوابدید کے موافق یمین الدولہ کا نوشتہ آیا جو موضع اوجھر میں آگیا تھا وہ مانک دودہ کی راہ سے گھاٹ کو روانہ ہوا وہ پہاڑ پر چڑہنا تھا کہ ایک تنگناء میں دشمنوں نے اہتمام خاں میر آتش کا مقابلہ کیا اس نے گھاٹ پر جانے میں پیش قدمی کی تھی اس کے سپاہیوں نے دشمنوں کے بہت آدمی مارے

اور بعض سرداروں کو قید کر لیا اور وہ بالا گھاٹ پر چڑھ گیا۔ موضع دانگانو میں کی احمد نگر سے بیس کروہ ہے خیمے لگائے اور دوسرے روز جام کھیر میں پہنچا جو نظام الملک کی ولایت میں تھا۔ یہ موضع اورنگ آباد سے جنوب مشرق میں ۳۰ میل پر ہے) اعظم خاں نے پرگنہ مذکور کو دلاور خاں حبشی کو جو دو لتخواہ ہو گیا تھا جاگیر میں دیا اور ایک جماعت کو انتظام کے لئے یہاں چھوڑکر آگے بڑھا اور موضع تلنگی میں آیا۔ قلعہ کے نگہبان برج و بارہ کی استواری میں مصروف ہوئے۔ پادشاہی لشکر نے اس قلعہ کو ایک پہر میں فتح کر لیا۔ بعض اہل قلعہ کو مار ڈالا اور پانچ سو سپاہی قید کئے اور سارے توپ و تفنگ و اسلحہ و اسباب قلعہ داری جو اس حصار میں تھا سپاہ قلعہ کشا کو ہاتھ آیا۔ لشکر آب بجزہ پر پہنچا کہ قلعہ دہارور سے بارہ کروہ پر ہے تو مقرب خاں و بہلول گھاٹ انجن دودہ سے نیچے آئے اور پرگنہ بیر کے مضافات میں پہنچے۔ اعظم خاں نے ساہوجی بہونسلہ کو محال متعلقہ جنیر و سنگمیر کے انتظام و ضبط کے لئے بھیجا اور خود اور افواج کو لیکر اس گروہ کے تعاقب میں کتل ایلم سے گذر کر قصبہ بیر میں آیا اور یہاں سے پرلوز میں گیا جو آب درونہ کے کنارہ پر ہے مخالف بھاگ کر نواحی دولت آباد میں آئے جب اعظم خاں کو معلوم ہوا کہ وہ نواحی دولت آباد سے علف و غلہ کی نایابی کے سبب بالا گھاٹ پر ہو کر دہارور کو روانہ ہوئے ہیں تو اُسنے ارادہ کیا کہ سرراہ ان کو روکے اور دست برد کرے مگر اس اثنا میں معلوم کہ انہوں نے اسباب اور ہاتھیوں کو قلعہ دہارور کی پناہ میں بھیجدیا ہے اور پائیں گھاٹ میں جانے کا ارادہ ہے اس لئے وہ کتل انجن دودہ میں آیا جو دہارور سے تین کروہ پر ہے۔

قلعہ منصور گڑھ کا فتح ہونا

سال گذشتہ میں باقر خاں نجم ثانی صوبہ دار اوڈیسہ کھیراپارہ میں آیا تھا جو جھتسر دوار سے دو کوس پر ہے۔ یہ ایک تنگنا قطب الملک کی ولایت کی سرحد اور اوڈیسہ کے درمیان ہے اور اس قدر تنگ ہے کہ اگر ایک جماعت قلیل

تفنگچیوں اور کمانداروں کی سرراہ کو روک لے تو بالکل عبور ہونے کا رستہ بند ہو جائے۔ باقرخاں
نے جا کر اطراف و جوانب کو خراب اور غارت کیا۔ کھیرہ پارہ سے چار کروہ پر قطب الملک کے غلام
منصور نے اپنے نام پر ایک قلعہ منصور گڈھ بنایا تھا باقرخاں نے اسکی فتح کا ارادہ اس سبب سے
نہیں کیا تھا کہ برسات آ گئی تھی وہ الٹ چلا گیا جب برسات ختم ہوئی تو پادشاہ کے حکم سے اسباب
تسخیر کو تیار کر کے لشکر شائستہ کے ساتھ کھیرا پارہ میں آیا قطب الملک کے سردار شیر محمد خاں اور اور
سرداروں نے باقرخاں کی معاودت کے بعد اپنی پراگندہ سپاہ کو فراہم کیا اور تین ہزار سوار اور دس
ہزار پیادے جمع کر لئے توپ و تفنگ اور اور آلات حرب اور ادویات ضرب سے قلعہ کو استحکام دیا اور
مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ باقرخاں نے پادشاہی سپاہ اور زمینداران کھلی کوٹ و کودکہ (کودلہ) والہ
کو جو تابع ہو گئے تھے ساتھ لیا اور ۴۔ جمادی الاولی کو منصور گڈھ کے حوالی میں آیا۔ مخالفوں نے
ایک میدان میں جو قلعہ کی شمال شرق میں تھا صفیں آراستہ کیں۔ پادشاہی افواج بھی آراستہ ہوئیں
باوجودیکہ قلعہ کی توپ و تفنگ اور بان و بندوق آگ برساتے تھے مگر اہل قلعہ شاہی لشکر کے حملوں کے آگے
نہ ٹھیر سکے اور ہزار پریشانی کے ساتھ درخت زار اور کوہستان میں بھاگ گئے۔ باقرخاں قلعہ کی تسخیر
میں مصروف ہوا باوجود توپ و تفنگ قلعہ پر سے چل رہے تھے وہ اس کی دیوار کے نیچے پہنچا اور زینے
لگا کے دیوار حصار پر نمودار ہوا۔ نگاہبانان قلعہ جن کو اہل دکن نائک واری کہتے ہیں اپنے
لشکر کی شکست کو دیکھ کر ڈر گئے اور اس ملک کے آئین کے موافق انھوں نے منھ میں تنکے لے کر
امان مانگی۔ باقرخاں نے انکے حال پر رحم کیا اور اسکو قلعہ سے سلامت نکلنے دیا اور منصور گڈھ
کو میر علی اکبر کو سپرد کیا اور کھیرا پارہ کی حراست صفی قلی بیگ منصبدار کو دی۔

نظام الملک کا ملک اس سبب سے بہت برباد ہوا کہ خان جہاں پر پادشاہی لشکر نے برابر حملے
کئے۔ اور جس بات کو نظام الملک باعث جمعیت جانتا تھا وہ باعث تفرقہ ہوا اب
خاں جہاں کو نظام الملک کی دوستی غرض آلود و محبت مصلحت آمود پر اعتماد نہ رہا۔ دریا خاں
اور اپنے بیٹوں اور متعلقین کو ساتھ لیکر اس نے پنجاب کا ارادہ کیا کہ اس کی حدود کے قبائل

افاغنہ کی اعانت سے آتش فساد کو روشن کرے اس نے دونت آباد کی نواح سے مالوہ کی طرف سفر شروع کیا۔ پادشاہ نے پیش بینی و دور اندیشی سے مالوہ کو افغانوں کا مفر سمجھکر عبداللہ خاں بہادر کو دریا خاں کی تنبیہ کے لئے بھیجا جب بالاگھاٹ میں دریا خاں آیا تو عبداللہ خاں کو پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ پائیں گھاٹ میں توقف کرے اور دریا خاں کے جانبکی جسطرف خبر سُنے وہاں اسکا تعاقب کرے خان مذکور نے حقیقت حال پر مطلع ہو کر کیفیت اسکی پادشاہ سے معروض کی جب ۲۴۔ جمادی الاولی کو یہ ماجرا معلوم ہوا تو پادشاہ نے خود تقویم دیکھکر ساعت نیک مقرر کی اور سید مظفر خاں بارہ کو ۲۵۔ کو مالوہ کی سمت روانہ کیا۔ بیجا گڈھ کی راہ سے نواحی قلعہ مانڈو میں دریاء نربدا سے پار ہو کر جائے اور دریا خاں جہاں آئے وہاں وہ پہنچے۔ اور اسکو سزا دے مظفر خاں بہت جلد نربدا کے گھاٹ اکبر پور سے پار ہوا اور اپنے مقصد کیطرف چلا اور عبداللہ خاں بہادر کو معلوم ہوا کہ دھرم پوری کے گھاٹ سے دریا خاں نے عبور کیا ہے تو اُس نے بھی اسی گھاٹ سے عبور کیا اور کوہرہ میں آیا یہاں سُنا کہ ۲۷۔ جمادی الاولی کو یہاں سے مخالف روانہ ہوگئے ہیں تو وہ دیبالپور میں آیا یہاں یہ دریافت ہوا کہ مخالف اجین میں گئے ہیں اور اطراف شہر کو انہوں نے غارت کیا اور نولاہی کی طرف گئے ہیں وہ انکی طرف روانہ ہوا۔

واقعات چہارم سال ۱۰۴۰ ھ

روز یکشنبہ غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۰ھ کو پادشاہ کی اورنگ آرائی کا چوتھا سال شروع ہوا چوتھی کو عبداللہ خاں بہادر نولاہی میں پہنچا سید مظفر خاں دیبالپور سے گذرا۔

پانچویں کو سعد پور کی سرا منگرود میں آیا۔ مخالفین مندسور کی راہ کو چھوڑکر دائیں طرف گئے تو وہ موضع تال گانوں میں آیا اور اس تاریخ میں عبداللہ خاں بہادر سے آن ملا خبر آئی کہ افاغنہ تال گانو سے دس کوس پر گذرے تھے اور آج کے دن وہاں سے کوچ کیا ہے افواج شاہی جلد کوچ کرکے تال گانو کو روانہ ہوئی خلجی پور میں اتری تو معلوم ہوا کہ افاغنہ سرونج کی طرف روانہ ہوئے ۱۴۔ کو لشکر شاہی سرونج کو روانہ ہوا تو

دریا خاں و خانجہاں کا [illegible] تعاقب

معلوم ہوا کہ افاغنہ ایک دن پہلے وہاں آئے تھے۔ خواجہ بابا کے آفتاب مخالفوں کے پہنچنے سے پہلے اور خواجہ عبدالہادی پسر صفدر خاں بھی باپ سے پہلے سرونج میں آگئے تھے ان دونو نے ملکر اس بلدہ کی حراست کی۔ اسپر بھی مخالف سرکار شاہی کے پچاس ہاتھی لوٹ کر لیگیا۔

بادشاہی لشکر کے تعاقب کے سبب سے خان جہاں و دریا خاں کو نجات وحیات کی راہ نہ ملتی تھی وہ ملک بندیلہ میں آئے کہ کالپی میں جائیں۔ جب بادشاہ کی خدمت سے خانجہاں دکن بھاگ کر گیا تھا تو وہ جہجہار سنگہ بندیلہ کے بیٹے بکرماجیت کے تعلقہ میں آیا تھا تو اس کی ضیافت و اعانت و بدرقہ راہ کی شرائط کو بکرماجیت بجالایا تھا جس کے سبب سے وہ پادشاہی عتاب میں گرفتار ہوا تھا اس دفعہ پہلی امید پر اس کی سرحد میں خان جہاں پھر آیا بکرماجیت تقصیر گذشتہ کی تلافی کے لئے پہلے شکار جستہ کی انتظار میں بیٹھا تھا اس کے نزدیک آنیکی خبر سنکر اپنی فوج کے ساتھ شکار کے قصد سے سوار ہوا اور تاخت و تاراج و دستگیر کرنیکے لئے اس صید افگار کے نزدیک لپٹ کر پہنچا یا۔ اتفاق سے خان جہاں کو بھی اسکے ارادہ سے اطلاع ہو گئی وہ اس کی سرحد سے تند و جلد مع عیال کے جو اسکی و بال جان تھی نکلا۔ خانجہاں سے آدہ کوس پیچھے دریا خاں بطور چنداول کے جاتا تھا کہ بکرماجیت اس کے مقابل ہوا۔ دونو دار و گیر میں سرگرم ہوئے۔ اتفاقاً تفنگ کی گولی دریا خاں کی پیشانی پر لگی جس سے دریا کی کشتی حیات حباب کی مانند بحر فنا میں غرق ہوئی۔ رجپوتوں کو خان جہاں کے آگے چلنے کی خبر نہ تھی۔ انہوں نے دریا خاں ہی کو خانجہاں جانا اور اس کا سر کاٹا اسکے مال و عیال کو لوٹا۔ ہمراہیوں کو قتل کیا خان جہاں بلا تردد جان سلامت لے گیا۔ دریا خاں کے ہمراہی شرط غیرت و جانبازی کو کار فرما ہوئے بعض نے اپنے ناموس کو کشتہ کیا اور چار سو افغانوں کے قریب اور پسر دریا خاں خون کے دریا میں غرق ہوئے اور دو سو بندیلہ مارے گئے۔ بکرماجیت نے دریا خاں اور اس کے بیٹے کا سر پادشاہ پاس بھیجا اس کے صلہ میں جگ راج کا خطاب اور اضافہ منصب پایا۔ خان جہاں دریا خاں کے

تشہیر ہونے سے بڑا حیران و سرگردان ہوا اسکو افغان اپنا یار وفا ہمدم و ہمراز و محرم جانتا تھا وہ روتا ہوا۔ تال سندہ سے پندرہ کوس پر آیا۔ (سندرہ کی بجائے سیہونڈہ بھی لکھا ہے جو شمال میں کالنجر کے کین ندی پر ہے) خان جہاں کے ہمراہی اور گھوڑے چند روز سے ایلغار کر رہے تھے اور کسلمند و زخمی ہو رہے تھے اور خود خانجہاں کے بھی تردد راہ اور فکر آبروئے ناموس و غیرت نام سے ہوش اڑے ہوئے تھے پیک اجل کے التماس سے مقام ضرور ہوا اس ضمن میں سید مظفر خاں بارہ کہ اپنی شجاعت کے سبب سے ہمیشہ پیش قدم رہتا تھا وہ بلا کی طرح خانجہاں کے سر پر آیا۔ خانجہاں نے پانچسو (ہزار) سوار لائق کارزار کہ اس بیکسی میں اس کے یار و مددگار تھے ساتھ لئے اور باقی زخمی سواروں اور بہیر اور خزانہ کو جو لوٹ سے بچ رہا تھا ایک منزل آگے روانہ کیا اور خود مظفر خاں کے مقابل میں ہمراہیوں سمیت آہنگ کارزار اور جان سپاری پر آمادہ ہوا دونو طرف سے عجب مقابلہ و مقاتلہ رستمانہ ہوا۔ سادات بارہ نے افغانوں کی شمشیر کے مقابل میں آخر روز تک لڑکر نمک خواری کی داد دی اور افغانوں نے بھی چپقلشہا مردانہ مردہا ایسی کیں کہ سادات بارہ نے آفریں کی ؎

چو برق از رگ ابر بہر مصاف — بروں گشت شمشیر خود از غلاف
چناں گشت دست و تیغ کارزار — کہ شد تیغہا جفت مقراض وار

اس گرمی ہنگامہ میں خان عالم کا خویش شیر زاد اور درگا داس راجپوت بہادرانہ لڑکر فنا ہوئے۔ خان جہاں کے اکثر ہمراہی زخمی ہو کر آخرت کا سفر کر گئے۔ خان جہاں کا بیٹا محمود خاں طعمۂ تیغ سادات ہوا۔ دوسرا بیٹا زخمی ہو کر جنگ سے باز رہا اور خان جہاں زخمی ہوا۔ ناچار ثبات اختیار کیا اور پاس ناموس کے سبب سے اصلا کسی چیز کا مقید نہ ہوا۔ گھوڑے ہاتھی اور زخمی ہمراہی کہ سوار نہیں ہو سکتے تھے یہاں چھوڑ کر مرحلہ پیما ہوا بلکہ بعض کار آمدنی اسباب اور معیوب چارپائے عمداً اس منصوبے سے چھوڑتا تھا کہ بعض غنیمت دوست غنیم اس کے لینے میں مصروف ہوں جس سے ان میں تفرقہ ہو کہ افغان

فرصت پا کر جان سلامت لے جائیں۔ بیس بادشاہی ہاتھی جو سرونج میں افغانوں نے لئے تھے اور ہاتھی اور عمدہ گھوڑے و توپ علم انکے امرسنگہ زمیندار بہانڈیر (جھانسی کے شمال و مشرق میں ہے) کے ہاتھ آئے۔ خانجہاں بقیۃ السیف اور چند ہمدموں کے ساتھ قصبہ کالنجر میں آیا تھا یہاں کے قلعہ دار سید احمد نے اس کی راہ کو روکا اور اکثر اسکے رفیقوں کو قتل کیا حسن پسر خانجہاں کو ایک جماعت کے ساتھ اسیر کیا خانجہاں جریدہ جان بچانے کے لئے تالاب سندرہ تک گیا کہ خاک اجل دامنگیر ہوئی مرنیکا ارادہ کیا اپنے ہمدموں اور ہم رزموں کو جدا ہونیکے لئے چند بار شدید قسمیں دیں اور جان بچانیکا اختیار دیا چند آدمیوں نے جان کو عزیز رکھکر رفاقت چھوڑی اور ایک جماعت نے حق نمک دیرینہ کی پاس داری اور وفاداری کی رعایت کے سبب نقد جان کو عزیز نہ رکھا اور کہا کہ اگر سر برود از سر پیماں نرویم اس ضمن میں سید مظفر خاں مع مادہوسنگہ اور دو سو گرزبرداروں کے بلائے آسمانی کی طرح خاں جہاں کے سر پر جا چڑہا۔ خاں جہاں اور اس کا بیٹا عزیز خاں جو سب سے زیادہ عزیز اس کو تھا اور دم واپسیں تک دشمن سے لڑنے کو نہ بہیجا تھا پیادہ ہوئے اور چند افغان کہ ساتھ رہے تھے انہوں نے ہاتھیوں کو آگے رکھ کر پناہ میں مورچال بنایا اور فوج شاہی سے مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا۔ مادہوسنگہ و گرزبردار پیش آہنگی کرکے حملہ آور ہوئے۔ اور خانجہاں شیر زخم رسیدہ کی طرح غرش کرتا ہوا لڑنے کھڑا ہوا۔ اس جان سیر شیر نے لڑنے میں جبتک کوتاہی نہیں کی کہ طناب عمر اس کی تیغ اجل نے کاٹی مادہوسنگہ کی برچھی سے وہ گرا باوجودیکہ اس پر زخم پر زخم پڑتے تھے وہ حریف کے محاربہ کے جواب میں کوتاہی اور پہلوتہی نہیں کرتا تھا کہ سید مظفر حسین آگیا اور اس کے حربہ جان ستاں سے عالم بقا کو وہ سدہارا کہتے ہیں کہ شاہ قلی نے اس کا سر تن سے جدا کیا ان ساری افغانوں میں جو اس کے ساتھ اکبرآباد سے ہوئے تھے۔ چند افغان راہ میں رفاقت عیال میں دستگیر ہوئے۔ اور تیس افغان زندہ جان سلامت لے گئے۔ باقی سب تیغ و تیر

وسنان وگولہ تفنگ سوزاں کے طعمہ ہوئے اور خان جہاں کے دم واپسیں تک بلکہ اس کے انتقال کے بعد تقدیم وفاداری و شرط جاں سپاری کو کام میں لائے۔ اس دن مظفر خاں کے نبیرہ نے ستائیس آدمیوں کے ساتھ جان نثاری کی اور چند سادات اور راجپوت زخمی ہوئے۔ بعد ازاں عبداللہ خاں آیا اس نے خان جہاں کے اور اسکے بیٹوں کے اور اس کے ہمراہیوں کے سروں کو پادشاہ پاس بھیجا۔ جان جہاں پسر خان جہاں۔ زندہ بھاگ کر دریا خاں کی بیوی کی پناہ میں گیا تھا۔ زن مذکور نے اوسکو گرفتار کرکے اپنے بھائی بہادر خاں کے ساتھ پادشاہ پاس بھیجدیا۔ کیا خدا کی شان ہی کہ سر جوکبھی ہزار سروں کا سردار تھا اور اونے پایہ سے ایسے مرتبہ عالی پر پہنچا تھا کہ پادشاہزادوں کی حقیقت اپنے آگے کچھ نہ گنتا تھا۔ ایام حکومت رانی میں چہار صوبہ دکن میں دو پادشاہوں کا ہمسر تھا اب بہ بے اعتباری اور خواری ہوئی کہ سنان پر سرا و روں کی عبرت کے لئے شہر بشہر تشہیر ہوتا تھا پادشاہ برہان پور میں آب تپتی کی کشتی میں سیر کر رہا تھا کہ یہ سر اسکی نظر کے روبرو آئے اُس نے اس فساد کے مٹنے کا شکر ادا کیا اور شادیانے بجوائے۔ سر کے لانیوالے کو اور کل جاں نثار بندوں کو جو ہیکار میں ایک دوسرے پر سبقت لیجاتے تھے اضافے اور خلعت و اسپ و فیل و جواہر دے کر سرفراز کیا عبداللہ خاں کو فیروز جنگ کا خطاب دیا اور منصب کا اضافہ کرکے شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب اور خان جہاں کا خطاب عطا فرمایا۔ طالب آملی نے خان جہاں (دیرا) اور دریا کے سر ٹنگے متواتر پہنچنے اور بہ ترتیب ملاحظہ شاہی سے گذرنے پر یہ رباعی کہی۔

رباعی

این مژدہ فتح از پے ہم زیبا بود | این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود
از رفتن دریا سر ہا ہم رفت | گویا سر او حباب دریا بود

اعظم خاں نے کستل انجن دودہ سے نکل کر دھارور سے تین کوس پر مقام کیا

قلعہ دھارور کی فتح

جلد ہفتم

اور اس وقت ملتفت خاں کو مالوجی وغیرہ کے ساتھ تعین کیا کہ قصبہ دہارور اور اس کی
پیٹھ کو غارت کرے (اس پیٹھ میں ہفتہ وار دہارور کے نزدیک و دور کے آدمی سودا بیچنے آتی
ہیں اور لاکھوں روپیہ کا مال اسباب فروخت ہوتا ہے) اور قلعہ دہارور کی فتح میں بہت ہی
کوشش کرے وہ دکن میں کشور کشائی اور فزونی اسباب قلعہ داری میں مشہور ہے وہ ایک پشتہ کے
اوپر واقع ہے اور اس کے دو جانب میں گہری ندیاں و دشوار گذار واقع ہیں جسکی سبب سے لشکر
کے گذرنے کی گنجائش نہیں ہے اعظم خاں قصبہ سے گذر کر قلعہ کی چار دیواری سے اسقدر فاصلہ
پر کہ اس پر توپ چلا سکے آن بیٹھا۔ اور ملتفت خاں اور اسکے ہمراہیوں نے خندق کے کنارہ
پر جا کر قصبہ کے ان آدمیوں پر لوٹ مار کی جو توپ و تفنگ قلعہ کے استظہار پر خندق میں اپنی اسباب
و اموال اور اہل و عیال کو لا کر جنگ میں کوشش کرتے تھے اعظم خاں کو قلعہ کی دیوار میں ایک
جگہ دریچہ معلوم ہوا جو گچ و سنگ سے بند تھا اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اس
کو ڈھا کر یا باروت سے اڑا کر قلعہ کے اندر جانا آسان ہے اس کو ڈھوانا شروع
کیا اور مورچے باندھے اور اہل حصار کو تنگ کیا سیدی عالم حبشی اور
اس کا باپ اور بھائی اعتبار راؤ قلعہ کی محافظت میں مشغول ہوئے۔ بان توپ و
تفنگ مارنے شروع کئے۔ لشکر شاہی بھی کنگیروں کے رخنوں پر اپنے مورچوں سے تیر
و بندوق لگاتے تھے جس سے حصار کے توپچیوں و تفنگچیوں باندازوں کا گروہ مارا گیا
قلعہ کے دروازہ پر جو بڑی توپ لگی ہوئی تھی وہ پہلی دفعہ جو چھوڑی گئی تو اس کے
صدمہ سے اس کا ارابہ ٹوٹ گیا اور توپ بیکار ہو گئی اگرچہ بعض دولت خواہ
اعظم خاں کو منع کرتے تھے کہ بہتر یہ ہے کہ اس قلعہ دشوار کشا کی فتح کو اور وقت پر موقوف
رکھنا چاہئے اب دشمنوں کا تعاقب کرنا چاہئے مگر اعظم خاں کو قلعہ کا حال خوب
معلوم تھا وہ قلعہ کی تسخیر سے باز نہ رہا اور اس نے ان دولت خواہوں میں سے جو کام
میں کوشش نہیں کرتے تھے بعض کو محافظت کے لئے مقرر کیا بعض کو ہیمہ و کام کے لانیکے

لئے بھیجا اور خود قلعہ کی کشائش میں مصروف ہوا اور ٢٠ جمادی الثانیہ کو قلعہ کے دروازے کیطرف
گیا اور دو ہزار آدمیوں کو نردبان اور کمند کے ذریعہ سے قلعہ کی دیوار پر چڑھایا اور حصار میں
داخل ہوا اموال اور اسباب اور پارۂ جواہر و مرصع آلات کو لوٹا۔ آدمیوں کے ازدحام کے
سبب مبلغ و مقدار اسکی ضبط میں نہیں آئی سیدی سالم قلعہ دار اور اسکا باپ اور اسکے بھائی اور
اہل و عیال و اعتبار راؤ اور اہلبیت شمس عم ملک بدن اور نظام الملک کی جدہ مادری مع تمام
عملہ و فعلہ کے اسیر ہوئے۔ اعظم خاں نے بعض کو جنکا نگاہ رکھنا مصلحت کیلئے ضرور تھا نگاہ رکھا اور
باقی اور عورت اور بچوں اور چھوٹے بڑوں کو امرائے دکن کی التماس سے چھوڑدیا۔ یہ قلعہ آسانی سے
فتح ہوگیا۔ پادشاہ نے ان سرداروں کو جو اس قلعہ کی فتح میں شریک تھے بڑے بڑے منصب و انعام
عنایت کئے اعظم خاں نے قلعہ دہارور کی سرداری عبداللہ خاں رضوی کو سپرد کی قلعہ دہارور سے
نظام الملک کی فوج بیس کروہ پر پڑی تھی اس خبر کو سنکر وہ قلعہ قندہار کی طرف اس خیال سے روانہ ہوئی
کہ نصیری خاں نے جو اسکا محاصرہ کر رکھا تھا وہ پراگندہ خاطر ہو۔ اعظم خاں نے اس خبر کے سنتے ہی
انکی تنبیہ کے لئے کوچ کیا کہ اس اثنا میں خبر آئی کہ عادل خاں کے امرائے عظام میں سے
رندولہ خاں عادل خاں کے اشارہ سے رسالت و پیغام و مصالحہ و قلعہ قندہار کی درخواست کے
لئے نزدیک آیا ہے اعظم خاں نے مقام کرکے اپنے بیٹے ملتفت خاں کو یاقوت خاں حبشی کے
ساتھ اس کے استقبال کو بھیجا کہ اس کو اعزاز کے ساتھ لائیں۔ بعد ملاقات و ادائے پیام محبت
التیام اس کے کلمہ و کلام سے ظاہر ہوا کہ رندولہ خاں دس ہزار سواروں کے ساتھ اپنے
باپ فرہاد خاں کے ساتھ ملک عادل شاہیہ کی حراست کے لئے مقرر ہوا ہے اور سابق
میں عادل شاہ سے اس شرائط پر صلح ہوئی تھی کہ فوج پادشاہی کی اعانت کے بعد
نظام الملک کے قلعوں میں سے پانچ قلعے مع بعض تعلقہ کے جو کوکن کی طرف ہیں اسکو عنایت
کئے جائیں باوجود اس کے عادل شاہیہ باطن میں نہیں چاہتے تھے کہ نظام الملک کا
استیصال بالکل ہو مگر افواج پادشاہی کی معاونت میں کچھ ادو مریز عمل میں لاتے تھے

رندولہ خاں کا عادل خاں کے اشارہ سے مصالحہ کیلئے آنا

اب اُنھوں نے درخواست کی کہ تمام قلاع موعودہ میں سے قلعہ دھارور جو ان پانچ قلعوں میں سے ہی جنکی شرح عہد نامہ میں کی گئی ہی۔ عادلخاں کو عنایت فرمائیں ورنہ عہد شکنی سے دل شکستگی کا مادہ تیار ہوگا۔ اعظم خاں نے جواب میں کہا کہ اولاً قلعوں کا عطا کرنا تمھاری اعانت ومدد پر اور نظام الملک کی تادیب پر موقوف تھا وہ اصلا ظہور میں نہیں آیا قلعہ دیارور کی تسخیر کے وقت بالکل معاونت کا اثر ظہور میں نہیں آیا اس صورت میں تمھاری درخواست وایفاء عہد کی اظہار طلب بیجا وبے موقع ہی اور صلاح کار تلافی گزشتہ کی کہ عذر خواہ تغافل سابق ہوسکے وہ قلعہ قندھار کی تسخیر میں اعانت کرنی ہی کہ مخالفوں کی فوج بقیۃ السیف گھاٹ کے نشیب میں ہی اور سوار لے کہ بالا گھاٹ میں آئیں انکو کوئی چارہ نہیں ہی قصبہ مانڈوہ میں جو اسکے نزدیک ہی تم اقامت کرو اور اپنے آدمیوں کو حوالی قلعہ نلدرگ وغیرہ سے طلب کرکے جمعیت کے ساتھ آمادہ کار کرو اور جس گھاٹ سے کہ مخالفین نکلیں وہاں پہنچکر انکی سرراہ کو روکو تاکہ افواج شاہی وہاں پہنچکر انکا کام تمام کریں۔ قندھار کی طرف جو نظام الملک کی فوج جاتی تھی اسکی طرف اعظم خاں خود گیا۔ اور دو روز میں حوالی انبہ جوکاہی میں آگیا اور اس قلعہ کے استحکام سے خاطر جمع کی اور میر عبدالہادی داماد کو اسکی نگہبانی سپرد کی اور گھاٹ انبہ جوکاہی سے نیچے آن کر قصبہ بیریل میں گیا۔ پھر شب درمیان قصبہ کھیر میں آیا جب مخالفوں کو حقیقت کار پر اطلاع ہوئی تو اُنھوں نے قندھار کا جانا موقوف کیا۔ پرسی کی راہ سے پدنور کو روانہ ہوئے اعظم خاں کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو موضع آشتی میں آیا اور وہاں سے پدنور کی طرف متوجہ ہوا مخالف جالناپور کی راہ سے دولت آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ بڑی بڑی مسافتیں طی کرتے تھے اور انکے پیچھے لشکر شاہی منزل بمنزل چلتا تھا جب لشکر شاہی جالناپور میں آیا تو معلوم ہوا کہ نظام الملک کی سپاہ جالناپور سے بھوکری کی طرف روانہ ہوئی کہ سپہدار خاں جو تھوڑے آدمیوں سے قلعہ تلتم کا محاصرہ کررہا ہی اُسے جاکر تذبذب میں ڈالے جب اسکو لشکر شاہی کے آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو فسخ عزیمت کرکے وہ دولت آباد کی

جشن وزن شمسی

پناہ میں آئی نظام الملک نے اسکو پیغام دیا کہ اس نواح میں تمھارے رہنے سے لشکر شاہی اسطرف متوجہ ہوتا ہی رائے صواب یہ ہی کہ اس سمت میں کہ رندولہ و لشکر عادل خانیہ ہی چلے آؤ۔

غرہ رجب ۱۰۴۳؁ھ کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا اُنتالیسواں سال ختم ہوا۔ اور چالیسواں سال شروع ہوا اور تیس ہزار زر و سیم وزن محتاجوں کو دیا گیا اور مراسم ادا کی گئیں۔

اعظم خان اور نظام الملک کے معاملات

مقرب خاں و بہلول خاں نظام شاہیہ پر افواج شاہی کے صدمات سے عرصہ تنگ ہوا تو وہ اس قصد سے کہ بیجاپوریوں سے مصالحہ کریں رام دودہ کی راہ سے بالا گھاٹ کی طرف متوجہ ہوئے اعظم خاں بھی جالناپور سے بیلی و سنگمیز کی راہ سے بالا گھاٹ پر متوجہ ہوا اور شاہ گڈہ میں آیا اور قلعہ انباچوکا ہی کا سامان کر کے میر ابراہیم اپنے خویش کو اسکی نگہبانی کے لیے بھیجا اور دوبارہ رندولہ کو لکھا کہ ہم میں اور تم میں یہ امر قرار پایا تھا کہ جسوقت لشکر نظام شاہیہ بالا گھاٹ پر آنیکا قصد کرے تو تم اسکے سر راہ کو روک کر جانے نہ دو۔ ان دنوں میں وہ گھاٹ پر مانک دودہ سے آنے کا ارادہ رکھتا ہی اور تمھارے نزدیک بہت ہی بموجب قرارداد کے انکی راہ روکو اور گھاٹ پر نہ آنے دو کہ لشکر شاہی وہاں پہنچے اور تمھارے ساتھ اتفاق کر کے اسکا استیصال کرے۔ رندولہ خاں نے اسکا جواب لکھا کہ میرے اکثر ہمراہی ملدرک ور اور محال کی طرف چلے گئے ہیں۔ اتنے گھوڑے آدمی میرے ساتھ ہیں کہ وہ لشکر نظام شاہی مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے۔ بندہ بھی ملدرک کو جاتا ہی اور حقیقت حال عادلخاں کو لکھتا ہی بعد جمعیت لشکر کے سر انجام کے جسطرف اشارہ ہوگا عمل کیا جائیگا۔ مقرب خاں نے جب دیکھا کہ کسی طرح لشکر شاہی اسکا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اُسنے مکرر رندولہ کو پیغام بھیجا کہ تم نظام الملک کے خاندان کے نمک پروردہ ہو اسی کی تربیت سے تمھارا نشو و نما ہوا ہی اور اعتبار و اقتدار بڑا ہی اس وقت لشکر شاہی اس خاندان کی خرابی کے درپے ہی نمک پروردگی کا حق مقتضی اسکا ہی کہ اس خاندان کے حفظ دولت و آبرو میں سعی بلیغ کرو۔ ہم نے عادلخاں کو قلعہ شولاپور کے دینے پر نظام الملک کو راضی کر لیا ہی تم طرفین کے وداد و اتحاد کی بنیاد کے مستحق کرنے میں کوشش کرو تاکہ یہ دونوں خاندان لشکر پادشاہی کے صدمات کی آفات سے محفوظ رہیں اعظم خاں کو

اس امر پر اطلاع ہوئی تو اُسنے رندولہ کے مکنون ضمیر کی آگہی کے لیے لکھا کہ تم نے وعدہ یہ کیا تھا
کہ میں تلدرگ کو جاتا ہوں اور لشکر کا سرانجام کر کے بادشاہ کے لشکر سے ملتا ہوں اب یہ سُنا
جاتا ہی کہ تم پرگنہ کانتی کو جاتے ہو یہ امر نقض عہد گزشتہ و خلف وعدہ رفتہ پر دلالت کرتا ہی
رندولہ نے اسکا جواب کچھ نہ دیا اور لشکر نظامیہ پرینده کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہاتھی اور اسباب
زائد کو قلعہ پرینده میں چھوڑا اور خاطر جمعی سے تلدرگ کی طرف جہاں رندولہ ٹھیرا ہوا تھا روانہ
ہوا جب اعظم خاں کو معلوم ہوا کہ رندولہ نے مقرب خاں کے وکیل کو اپنے آدمیوں کے ساتھ
خواص خاں پاس بھیجا ہی جسپر عادلخاں کی مہمات کا مدار تھا اور خواص خاں نے اُسکو تسلی دیکر واپس
کیا ہی اور عادلخاں کو قلعہ شولاپور کے حوالہ کر دینے کی شرط پر صلح قرار پائی ہی تو اُس نے حقیقت
حال کو بادشاہ سے عرض کر کے کمک طلب کی بادشاہ نے حکم دیا کہ ناسک میں جو خواجہ ابوالحسن
کی فوج ہی اور سید دلیر خاں مع احدیوں کے اور یمین الدولہ کے تین ہزار تابین یہ سب جا کر اعظم خاں
سے ملیں۔ شیخ معین الدین بیجاپور سے عادلخاں کے پیشکش اور شیخ محی الدین گلکنڈہ سے قطب الملک
کے پیشکش لیکر جاتے تھے اعظم خاں کو یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا مخالف شیخ معین کو مضرت پہنچائیں اسلیے
یہ ارادہ اس نے مصمم کیا کہ قلعہ پرینده کو تسخیر کیجیے اور اسمیں جو اسباب مخالف ہاتھی وغیرہ چھوڑ گیے
ہیں اسپر قبضہ کیجیے تا کہ مقرب خاں اس طرف مشغول ہو اور پیشکش لیجانے والوں کو نہ ستائے
اور بادشاہی کمک بھی آجائے اور ان دونوں کے درمیان جو اتفاق ہوا ہی اس پر
اطلاع ہو جائے پھر جو مصلحت وقت تقاضا کرے اسپر عمل ہو جب وہ پرینده سے ایک
کروہ پر پہنچا تو اُس نے راجہ جیسنگھ کو فوج کے ساتھ بھیجا کہ وہ قصبہ اور پلیتہ (پیٹھ) پرینده
کو تاراج کرے راجہ اول پلیتہ میں گیا کہ قلعہ پرینده کی جانب چپ میں ایک کروہ پیچھے ہی
اس کو تاراج کیا اور پھر قصبہ پر چڑھا جو قلعہ کے متصل تھا اس قصبہ کے گرد دیوار خام
بلندی میں پانچ گز عرض میں تین گز تھی اور اس کے گرد ایک خندق تیس گز چوڑی تھی
اُس میں رخنے ہاتھیوں سے ڈالے۔ حصار کے محافظ تفنگچی بھاگ کر قلعہ کی خندق میں

پناہ لے گئے اور قصبہ کو لشکر شاہی نے غارت کیا بعد ازاں اعظم خاں بھی آیا اس اثنا میں
قلعہ نشینوں نے دو بڑی توپیں چھوڑیں جس سے لشکر شاہی میں کچھ آدمی مرے اور زخمی ہوئے
اعظم خاں قصبہ میں آیا۔ خندق میں جو ہاتھی تھے انہیں سے سات کو پکڑ لیا اور بہت سی غنیمت
ہاتھ لگی۔ مقرب خاں اور مخالف تالاب کنکرالہ کے حوالی میں تھے اور رندولہ کے ساتھ یک رنگ
تھے ان اخبار کے سننے سے سراسیمہ ہوئے۔ رندولہ کو انہوں نے لکھا کہ بادشاہ کے تصرف
میں دھارور کا سا مضبوط قلعہ مع مضافات کے قبضہ میں ہے اور قلعہ قندھار کے توابع نصیری خاں
کے ہاتھ میں ہیں اور وہ قلعہ کا محاصرہ کر رہا ہے۔ سنگمیز و بیضا پور و جنیر اور اس نواحی کے محال اور
وطن ونکو کی سرحد کہ ملک عادلخاں سے پیوستہ ہے۔ ساہو جی بھونسلہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہے۔ ضلع
ناسک پر خواجہ ابوالحسن متصرف ہے سوائے دولت آباد اور چند محال کے کہ اسکے متصل ہیں نظام الملک
کے تصرف میں ملک نہیں رہا اب تمہاری سود کار و بہبود در کار یہ ہے کہ از روئے یکرنگی و یگانگی
اتفاق کر کے اس گھر کی نگہبانی میں سعی کرو۔ وگرنہ افواج شاہی پرینڈہ کی فتح کے بعد کوئی جگہ کسی
پاس نہیں چھوڑیگی۔ جب ہم کو وہ ختم کر چکے گی تو تمہارے پیچھے پڑے گی۔ طرفین کی مصلحت یہ ہے
کہ قرار داد کے بموجب قلعہ شولاپور کو مع توابع ہم سے لیکر ارکان مصالحہ کو مستحکم کرو اور
دولت نظام الملک کے قواعد کے استحکام میں جو جانبین کی بہبود کا سبب ہے بہت کوشش کرو
رندولہ نے اسکا جواب فوراً لکھا کہ عادلخاں نے یہ مقرر کیا ہے کہ مقرب خاں خود جاکر
قلعہ شولاپور کو مع محال متعلقہ کے عادلخاں کے گماشتوں کے حوالہ کرے اور پیماں کو
ایمان سے مؤکد کر کے خاطر جمع کرے اعظم خاں نے قلعہ کے محاصرہ کو دست آویز بنایا۔
اور کمک لیے چشم براہ بیٹھا۔ پرینده سے پانچ پانچ چھ چھ کوس تک گھاس کا پیتھا نہ
تھا۔ یاقوت خاوندخاں و ملتفت خاں کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجکر دور دور
سے علف و ہیمہ منگاتا تھا۔ بادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا تین طرف سے خندق
تک کوچہ سلامت پہنچائے۔ اور خندق بھرنا شروع کیا۔ راجہ جیسنگھ و اہتمام خاں میر آتش نے

کوچہ سلامت کو خندق میں پہنچایا اس کا بھرنا شروع کیا اعظم خاں نے دروازہ قلعہ کے محاذی ایک مورچہ بنایا اسکا فاصلہ خندق سے ایک تیر کا تھا۔ کوچہ سلامت کو راست کرکے خندق کے کنارہ پر دمدمہ بلند کیا۔ اہل قلعہ پر تیر و تفنگ کا صدمہ پہنچایا اور مقابل کی دیواروں کو خاک کی برابر کیا حصار کے اندر متمردین پر کار تنگ ہوا خصوصاً برج شیر حاجی کے آدمی سرکوب کی مار کے سبب سے سر باہر نہیں نکال سکتے تھے۔ ہر روز اہل قلعہ کے اضطراب و اضطرار سے قلعہ دار مقرب خاں و بہلول خاں کو آگاہ کرتا اور پیغام دیتا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دھاروڑ کے قلعہ کی طرح یہ قلعہ ہاتھ سے نہ جائے تو جلد کمک کو آؤ۔ لشکر شاہی کے اطراف میں ایک جماعت نظامیہ نے قلعہ سے ایک گروہ پر آنکر دست درازی شروع کی یاقوت خاں نے ایک فوج لیکر تین کوس تک ان دشمنوں کو بھگایا۔ دوسرے روز یاقوت خاں و ملتفت خاں پرگنہ مارسی کی طرف علف و ہیمہ کے لیے گئے۔ مقرب خاں و بہلول خاں جو قلعہ پرینڈہ کی حمایت کے لیے تالاب کلکالہ سے قصبہ بھوم میں آئے تھے تاکہ فرصت پاکر دست بردی کریں انکی خبر پاکر وہ یاقوت خاں و ملتفت خاں سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اعظم خاں کو اُسکے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ راجہ جیسنگھ اور راجہ جھجار سنگھ بندیلہ کو ساتھ لیکر انکی جانب روانہ ہوا مقرب خاں و بہلول افواج شاہی کے صدمات کے متحمل نہ ہوئے وہ دامن کوہ میں چلے گئے۔ لشکر شاہی نے قصبہ بھوم میں دشمنوں کو جو اپنا اسباب لا دیتے تھے جا لیا اور گھوڑے و اونٹ و گائے بیل مع بہت سے اسباب کے لوٹ لیے اور پالسی کے گھاٹ تک کہ چار کوس پر قلعہ پرینڈہ سے تھا تعاقب کیا اور پھر معاودت کی۔

معلوم ہوا کہ عادل خاں خردسالی کے سبب سے معاملات کے انصرام میں اختیار نہیں رکھتا دولت نام غلام کلاوت ہی اسکے ہاتھ میں زمام مہمات ہی اس کو ابراہیم عادل خاں پدر عادل خاں نے دولت خاں کا خطاب دیا اور قلعہ بیجاپور کی حفاظت سپرد کی اور ابراہیم کے مرنے کے بعد اسنے اپنا خواص خاں نام رکھا اور معاملات کے حل و عقد کو مرادی پنڈت کے سپرد کیا اور درویش محمد پسر کلاں ابراہیم عادل شاہ کو جو قطب الملک کی ہمشیرہ سے

پیدا ہوا تھا کحول کیا اور اسکی بیٹی سے اپنے نکاح کی خواستگاری کی عادل خانیہ و نظام الملکیہ اتفاق کرکے ایک جگہ جمع ہوئے ہیں۔ ایک مہینے سے پرینده کا محاصرہ ہو رہا تھا۔ غلہ بقدر کفایت چاہ کاوی سے ہاتھ آتا تھا۔ پرینده سے بیس کوس تک گھاس کے سبھٹے کا پتا نہ تھا ناگزیر اعظم خاں نے قلعہ پرینده کے محاصرہ کو چھوڑا اور دھارور کی طرف روانہ ہوا۔ اس روز تو دشمن نہ دکھائی دیا دوسرے روز نمودار ہوا۔ بھیلوجی فوج کے ساتھ لشکر شاہی کے قریب آیا۔ لشکر شاہی کے چنداول نے لڑکر بہت آدمی اسکے مارے اور بھگا دیا۔ اس اثناء میں خبر آئی کہ غنیم نے گھاٹ پالسی پر لشکر شاہی کی راہ روکی ہے۔ اعظم خاں نے اُن کے دور کرنے کے لیے فوج بھیجی تو غنیم لشکر سے آدھ کوس پر ٹھیر گیا اور لشکر شاہی گھاٹ پر آگیا چنداول کے سامنے غنیم کا لشکر آیا اس کو یاقوت خاں نے بھگا دیا اور اعظم خاں کے پہنچتے ہی مقرب جاں وبہلول و بھیلوجی اور رندولہ اور اس کا باپ فرہاد اور تمام عادل خانیہ و نظام شاہیہ جو ہراول شاہی کو روکے ہوئے تھے بھاگ گئے۔ پادشاہی لشکر نے دریائے دنجیرہ پر قیام کیا دوسرے روز لشکر شاہی نے قصبہ پالسی کو سرسواری لے لیا جسکے آدمیوں نے کمک کی امید پر قلعہ کا استحکام کیا تھا اور پھر وہ دھارور میں پہنچ گیا اسی منزل میں فیلا ور خاں وسید دلیر اور لشکر خواجہ ابوالحسن جو پادشاہ کے حکم سے روانہ ہوئے تھے وہ بھی آن ملے۔ ملک بدن و اعتبار راؤ نے اپنے عیال کی رستگاری کی مکرر التماس کی جو دھارور میں مقید تھی اعظم خاں نے انکو جواب دیا کہ اگر دو لتخواہوں کی ملک میں آؤ تو انکی رہائی ہو۔ اور تم مناصب لائق پر مقرر ہو تو وہ پادشاہ کی خدمتگاری کے قصد سے دھارور میں اعظم خاں پاس آئے اور انکو خلعت و اسپ مدد خرچ سرکار سے مرحمت ہوا۔

سال گذشتہ میں محال بالا گھاٹ میں خصوصاً نواحی دولت آباد میں مینہ نہ برسا تھا اس سال میں بھی اگرچہ اطراف میں بارش کی کمی ہوئی مگر ملک دکن اور گجرات سے بارش بالکل منقطع ہوئی اور اہل دیار کھانے کے نہ ملنے سے پر اضطرار ہوئے

جان کو نان کی عوض میں دیتے تھے اور کوئی نہیں خریدتا تھا اور منصب جاہ کو ایک کلچہ کے بدلے میں بیچتے تھے مگر کوئی مول نہ لیتا تھا جو ہاتھ ہمیشہ انعام دینے میں دراز ہوتے تھے وہ طعام کی بھیک کے لیے پھیلائے جاتے تھے۔ وہ پاؤں کہ استغنا کے میدان میں رکھے جاتے تھے وہ اب نوہ کی راہ میں چلتے تھے۔ ایک مدت تک کتے کا گوشت بکری کے گوشت کی جگہ بکتا تھا۔ نانبائی رات کو بوسیدہ ہڈیاں لاتے اور چکی میں پیستے اور اسمیں تھوڑا سا گیہوں کا آٹا نیا پڑا تا کڑوا جیسر آٹا لاتے اور روٹی پکاتے اور مالداروں پاس ہدیہ لیجاتے۔ جب انکا یہ فریب حکام پر کھلا تو عدالت نے انکی سیاست کی خشک مردہ کا گوشت جس کسی کے ہاتھ لگتا اسکو پانی میں تر کر کے کھاتا۔ اہل بازار قبرستان و مزاروں کے خادموں کے ساتھ ہمداستان ہو کر تازہ وسال خوردہ مردہ کے گوشت کی خرید و فروخت کرتے اور انکے مقدمے کو توال اور ارباب عدالت کے پاس بھیجتے۔ ایک عورت روتی پیٹتی قاضی پاس آئی کہ میں نے ہمسایہ کو اپنا جگر پارہ ذبح و پکانے کے لیے دیا تھا کہ اسمیں سے مجھے بھی کچھ کھانے کے لیے دے مگر اسنے میرے جگر گوشہ کی کوئی ہڈی اور گوشت کا ریزہ نہ دیا۔ غرض آدمی آدمی کا گوشت کھاتا تھا۔ ماں باپ فرزندوں کے گوشت کو انکی محبت سے زیادہ تر شیریں جانتے تھے۔ مردوں کی کثرت سے آمد و رفت کی راہ بند تھی۔ اگر کسی کو جانکنی اور موت کے درمیان مہلت ملتی اور اسمیں رہ نوردی کی قوت ہوتی تو وہ ملکوں کے دیہات و قصبات میں انتقال کرتا بعض اول منزل پر نہ پہنچتے تھے کہ خدا سے ملجاتے تھے جو دلائتیں آبادی میں مشہور تھیں انمیں معموری کا نشان نہ رہا۔ دکن میں دفن کفن کا طریقہ موقوف ہوا عزا و نوحہ مرگ کی بلا سے نجات پانے کے مژدہ سے مبدل ہوا۔ وہ وبائیں اور قحط کہ پہلی تواریخ میں تعجب کے طور لکھی ہوئی ہیں نظر میں بے اعتبار ہو گئیں اس سال میں کاہ کی کمیابی کا حال یہ تھا کہ اس کا ایک پیٹھا ایک سونے کے پترے کے عوض میں تلاش سے ملتا تھا بقولات بعوض زمرد کے مشکل سے ملتے تھے۔ شہر کے شہر موروثی متوطنوں سے خالی ہوگئے اور ہر روز ہزاروں آدمیوں کے ہلاک ہونے سے ویران ہوگئے۔ ہر کوچہ و محلہ میں

بجائے آب باران کے غم برستا تھا اس سال کے قحط کی تاریخ سال غم ہوئی۔ پادشاہ نے مشہور شہر و قصبہ میں خصوص برہانپور میں لنگر جاری کرنے کا حکم دیا۔ سرکار پادشاہی اور یمین الدولہ اور امرائے نامدار کی طرف سے لنگر خانے جاری ہوئے۔ اور محتاجوں کو بہت روپیہ دیا گیا۔ برہانپور و احمدآباد و ولایت سورت میں لنگر خانوں میں آش و نان اسقدر پختہ ہوتا تھا کہ سب بھوکوں کا پیٹ بھر جاتا تھا۔ اور دوشنبہ کو پادشاہ کے جلوس کا دن ہے پانچہزار روپئے محتاجوں کو دیئے جاتے ہیں دوشنبوں میں ایک لاکھ روپیہ فقرا و مساکین میں تقسیم ہوا اور احمدآباد میں زیادہ قحط تھا وہاں پچاس ہزار روپیہ بھوکوں کو دیا گیا امساک باران اور گرانی غلہ کے سبب سے اکثر ممالک میں خرابی ہوئی اس سال میں اور سال آئندہ میں سترہ لاکھ روپیہ خالصہ میں کہ ممالک محروسہ کا گیارھواں حصہ ہے تخفیف کی گئی اور اسی پر محال جاگیر امراء والاقدر اور منصبداروں پر قیاس کرنا چاہیے حسب دستور شبرات کو روشنی ہوئی اور دس ہزار روپیہ خیرات دیا گیا۔

نوروز

۷ ارشعبان ۱۰۴۱ھ کو نوروز ہوا۔ پادشاہ تخت پر بیٹھا اور بخشش و بخشائش کی مراسم ادا ہوئیں۔ محمد علی بیگ سفیر ایران پادشاہ کا نامہ لایا اور تحائف پیش کیے اسکو ایک پالکی مذان قیمتی بیس ہزار روپیہ کا اور اسی ہزار روپیہ اور اسکے ہمراہیوں کو دس ہزار روپیہ عنایت ہوا۔ آصفخاں کی نذر دس لاکھ روپیہ کی اور ممتاز محل اور شاہزادیوں اور شاہزادوں کی نذریں بیس لاکھ روپیہ کی تھیں

فتح قلعہ تلتم

خانزمان نے کوہستان تلنگواری میں جو متمرد جمع ہو رہے تھے اُن کو دس روز میں سزا دی لشکر دکن کے لیے خزانہ روانہ ہوا دکن کے مضبوط قلعوں میں سے قلعہ تلتم بھی ہے۔ وہ ایک پشتہ کوہ پر ہے ہم نے پہلے لکھا ہے کہ سپہدار خاں نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا اہل قلعہ کی ایک فوج پادشاہی لشکر کو قلعہ کے اندر لے گئی۔ قلعہ کے نگہبانوں کو اس سازش کی خبر نہ ہوئی جب کرنا بجا تو وہ مضطرب ہو کر بیدست و پا ہوئے اور پادشاہی آدمیوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے یہ مستحکم قلعہ بغیر اسکے کہ میان سے تلوار اور کمان سے تیر نکلے فتح ہو گیا۔

سپہدار خاں قلعہ تلتم کو فتح کر کے بادشاہ کے حکم سے قلعہ ستونده کی فتح پر متوجہ ہوا اور اسکو جا کر چاروں جانبوں سے گھیر لیا سیدی جمال قلعہ دار نے عجز و انکسار سے امان نامہ کے لیے التماس کیا سپہدار خاں نے اُسے قبول کیا۔ سیدی جمال مع اہل و عیال قلعہ سے باہر آیا اور قلعہ بادشاہی ملازموں کے حوالہ کیا۔ دوسرے روز سپہدار خاں نے قلعہ میں جا کر مرزا محمد اپنے خویش کو قلعہ دار مقرر کیا۔

بعض اور سوانح یہ ہیں کہ اعظم خاں کو جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ لشکر عادلخانیہ و نظامیہ بادشاہی لشکر سے دس کوس پر آب بجیرہ کے نزدیک آگیا ہے۔ خان بیگ ہار درسے دشمن کے لشکر پر پہنچا۔ رندولہ اور تمام لشکر عادلخانیہ و نظامیہ خواری و شرمساری کے ساتھ بھاگ گیا اور گھوڑے اور اونٹ و گاڑیاں بہت بادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے عادلخانیہ و نظامشاہیہ لشکر نصیری خاں کی طرف چلا جو قلعہ قندھار کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اعظم خاں نے ملتفت خاں کو قلعہ مالگانو کی فتح کے لیے بھیجا جسکی حراست ناماجی زمیندار بان گانو معتبر نظام کا بھائی کر رہا تھا لشکر شاہی آدھی رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ قلعہ دار ملتفت خاں پاس آیا توپ تفنگ و ہتھیار جو قلعہ کے اندر تھے اعظم خاں پاس آئے۔ پھر لشکر شاہی نے قصبہ راجوری کے حصار کو فتح کیا اور سرکار میں سات توپیں داخل کیں۔

غرہ شوال کو عید ہوئی یمین الدولہ نے بادشاہ کے حکم سے لاکھ روپیہ کا حوضہ تیار کر کے پیش کیا اور اُس کو ہاتھی پر لگایا۔ بادشاہ نے تین ہزار روپیہ محتاجوں کو دیا۔

صوبہ اوڈیسہ کے مخبروں کی عرائض سے سُنا گیا کہ کھیرہ پاڑہ مع قلعہ منصور گڈھ و توابع کے باقر خاں نجم ثانی کی سعی سے فتح ہو گیا۔ قطب الملکیہ کی سپاہ کو کمک چاروں طرف سے پہنچی اور بعض زمینداروں نے اسکے ساتھ اتفاق کیا اور قلعہ مذکور کے استخلاص کے لیے پرخاش شروع کی باقر خاں نے اطلاع پا کر کھیرہ پاڑہ میں ایک جماعت کو چھوڑا اور ایک گروہ کو ہمراہ لیکر انکی تنبیہ پر متوجہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ پر پہنچا وہ اسکے سامنے نہ ٹھہر سکا بہت سے انکی درخت زار و کہسار میں چلے گئے اور ایک جماعت قید ہوئی اسکا اسباب غارت ہوا

فتح ستونده کی قلعہ

بعض سوانح اور قلعہ مالگانو کی فتح و عید الفطر

باقر خاں کا قلعہ منصور گڈھ کو فتح کرنا

دشمنوں نے ندامت و خجالت کا اظہار کیا اور قطب الملک نے بھی خدمتگاری و جان سپاری کے
طور پر بادشاہ پاس پیشکش بھیجے۔ باقرخاں نے بموجب العفو زکوٰۃ الظفر زینہاری دی اور ایک ہاتھی
اور دس ہزار ہن نقد کہ چالیس ہزار روپیہ ہوتے ہیں جرمانہ کے طور پر لیے اور کھیرہ پاڑہ کی طرف
مراجعت کی۔ کھیرہ پاڑہ سے بارہ کروہ پر بمقام ہندری بیس ہزار آدمی شورش برپا کرنے کو
جمع ہو گئے تھے۔ باقرخاں اُنکے پراگندہ کرنے کو روانہ ہوا اور ایک جنگل میں اترا۔ چھ سات ہزار
آدمیوں نے درخت زار سے نکلکر شوخیاں شروع کیں۔ مگر لشکر شاہی سے مقابلہ نہ کر سکے۔
باقرخاں اپنے لشکر کی حفاظت کر کے اس دشوار گذار درخت زار میں آیا دشمنوں نے ایک دیوار
چونے کی پانچ گز اونچی دو پہاڑوں کے درمیان سر راہ مستحکم بنائی اور اسکے آگے ایک عمیق
خندق بنائی اور پیکار میں گرم ہوئے ہر چند اُنھوں نے کوشش کی مگر آخر کار انکو فرار ہونا پڑا۔
نصیری خاں کو ایک سپاہ کے ساتھ ملک تلنگانہ کی تسخیر کے لیے مقرر کیا تھا اُس نے قلعہ قندھار کی
فتح کو ہمت نہاد کیا اور اس طرف گیا یہ قلعہ اس دیار کے نامدار قلعوں میں سے تھا اور متانت و
دشوار کشائی میں مشہور تھا اور اسکی حراست یاقوت خداوند خاں کے داماد صادق خاں کے سپرد تھی
۲۴ جمادی الاولی سال گذشتہ کو وہ قلعہ سے ایک کروہ پر آیا۔ دوسرے روز راجہ بہار تھ و
شہباز خاں اور اور منصب داروں اور احدیوں کو لیکر قصبہ قندھار کی فتح کے قصد
سے سوار ہوا۔ قصبہ کے نزدیک ابھی بادشاہی سپاہ نہ آئی تھی کہ سرافراز خاں نے
قلعہ اور قصبہ کے درمیان لشکر آراستہ کیا اور آلات آتشبازی کو آگے چنکر جنگ پر
مستعد ہوا اور لشکر بادشاہی پر حملہ کیا اور بالائے قلعہ سے توپ تفنگ اور بائین قلعہ سے
آتشبازی سے لشکر شاہی پر کرۂ نار کو نمودار کیا لشکر شاہی نے مردی اور
مردانگی سے بہت سے مخالفوں کی جان لی اور کچھ جان بچا کر بھاگ گئے۔ اب
سرافراز خاں نظام الملک پاس چلا گیا شہر پر بادشاہی آدمیوں کا تصرف ہوا۔
گھوڑے اونٹ اور اسباب اموال ہاتھ آئے پانچ چھ ہزار آدمی گرفتار ہوئے۔

قلعہ قندھار کی تسخیر

بادشاہی لشکر کے افسر نے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ فتح قصبہ سے اور قلعہ نشینوں کی کومک سے خاطر جمع کر کے قلعہ کی کشائش پر توجہ کی۔ مورچوں کو تقسیم کیا اور کوچہ سلامت بنانا شروع کیا تھوڑے دنوں میں نصیری خاں کا کوچہ سلامت خندق کے کنارہ پر پہنچا۔ دیوار خندق کی پناہ میں جو غنیم کے بعض آدمی تھے وہ فرار ہوئے۔ کچھ مارے گئے عریض خندق کے درمیان مقبرہ قاضی قوام تھا وہاں قیام کر کے بان وحقہ وتفنگ بادشاہی مورچوں پر مارتے تھے اور مورچوں کا تعرض کرتے تھے۔ نصیری خاں کے مورچہ نے اس مقبرہ کے نیچے سرنگ لگا کے باروت سے بنیاد سمیت اسکو اُڑا دیا اور دشمن کی ایک جماعت کو آگ میں جلا دیا اور عمارتوں کی جگہہ بادشاہی آدمیوں نے مورچے جمائے۔ اس وقت رندولہ خاں ومقرب خاں وبہلول خاں ورا اور عادل خانیہ اور نظام الملکیہ آئے اور نصیری خاں کے مورچہ پر ہجوم کیا۔ توپ تفنگ سے خوب گولے برسائے۔ مگر نصیری خاں ایسی مردانگی سے لڑا کہ دشمن بھاگا اور تین کوس پر جا کر بیٹھا لشکر شاہی غنیم کے بھاگنے سے سرگرم کار ہوا اور قلعہ کشائی کے سرانجام اسباب میں بیشتر سے بیشتر ساعی ہوا اور اکیس نقبوں میں سے چھ کو تیار کیا انمیں سے تین میں باروت بھری گئی اور تین کو خالی رکھا کہ اگر ان تین میں سے کام نہ چلیگا تو انمیں سے کام لیا جائیگا۔ اس اثنا میں کہ حصار کی کشائش کا اسباب آمادہ تھا نصیری خاں کی کمک کو اعظم خاں اسکے مورچے میں آگیا اسکے سامنے تین نقب کو باروت سے بھرا اور ان کو آگ لگائی ایک تو آگ کھا کر ٹھنڈی ہوئی دو اڑیں اور دیوار شیر حاجی کو نصف برج قلعہ کے ساتھ اُڑا دیا چند آدمی جو برج کے اوپر اور دیوار کے نیچے تھے مر گئے۔ باوجودیکہ حصار کے اندر سے بان وتفنگ وحقہ وسنگ ومشکہاء باروت کو آگ لگا کے مارتے تھے مگر بادشاہی لشکر پیادہ دوڑا اور دو پہر سے شام تک اُس نے ہنگامہ کارزار گرم رکھا۔ باوجودیکہ ایک برج اور دیوار کے اُڑنے نے اور لشکر نصیری خاں نے اعظم خاں کی تازہ فوج کی کمک سے حملہ کر کے

دشمن میں تزلزل ڈال دیا تھا مگر محصورین قلعہ داری کی شرط بجا لاکر دشمن کے ایسے سد راہ
ہوئے اور یورش کے ایسے مانع ہوئے کہ خویش و بیگانہ نے آفریں کی اور اس روز قلعہ مفتوح
نہ ہوا طرفین کے تردد میں ظلمت شب حائل ہوئی اور ساری رات میں قلعہ کے آدمیوں نے
دیوار چونہ و سنگ کی مصالح سے جو ان پاس تھا تیار کر لی۔ پادشاہی آدمیوں نے تین
اور نقبیں باروت سے پُر کیں کہ صبح کو اُڑائیں گی قلعہ کے آدمیوں نے اپنی مصلحت یہ جانی
کہ کل آخر کار اس قلعہ کو قلعہ کشا تسخیر کرینگے اور سب تیغ قہر و سیاست کے کشتہ ہونگے اسلیے
صلاح کار یہ ہے کہ امان طلب کر کے قلعہ کی کنجی حوالہ کریں اور اپنے تئیں قید کی بلا اور تیر و سناں
کے طعمہ سے محفوظ رکھیں۔ صادق خاں قلعہ دار سات فہمیدہ کار آدمی ساتھ لیکر امان اور قلعہ
کے حوالہ کرنے کے لیے پادشاہی سرداروں پاس گیا اور امان لیکر قلعہ کا دروازہ کھول دیا ۱۴ ماہ
۱۹ روز میں ۱۵ شوال کو قلعہ فتح ہوا دس ہاتھی اور ایک سو سولہ توپیں ہاتھ آئیں جنمیں چار توپیں
عنبری کلاں و عنبری خورد و ملک جنبط و بجلی بزرگ تھیں ہر ایک انمیں سے لشکر و شہر کی برہمزنی کیلیے کفایت
کرتی تھیں اس فتح کے ہوجانے سے عادلخانیہ و نظام الملکیہ آدمی مایوس ہوکر پادشاہی لشکر سے بیس کوس
پر دیکلور میں چلے گئے اعظم خاں دروال کی طرف اس سبب سے چلا کہ پادشاہی خزانہ لشکر کے
لیے آتا تھا خوف تھا کہ دشمن نہ لوٹ لے۔ خزانہ کو ساتھ لیکر وہ دریاے دنجری کے نواحی میں
آیا۔ نصیری خاں قلعہ داری کے اسباب مداخل و مخارج کے ضبط سے خاطر جمع ہوکر بودن اور
اندور کی طرف گیا۔ ملک عنبر کے مرنے کے بعد نظام الملک سپہ سالار و صاحب مدار ملک
عنبر کا بڑا بیٹا فتح خاں گنا جاتا تھا اسکو سوء ظن سے جو دیو دکن کا خصوصاً ملک دکن کے
کام روایوں کا خراب کرنے والا ہے غافل پاکر گرفتار کیا اور محبوس کیا اور مقرب خاں کو کہ
اس کا قدیمی غلام معتمد و میر شمشیر و سرلشکر تھا بجاے فتح خاں کے سردار سپاہ مقرر کیا حمید خاں
حبشی کو وکیل بنایا مقرب خاں سے جیسی امید تھی وہ بر نہ آئی اور دکنیوں نے اُس سے حسد
کی۔ جو اپنے بزرگوں کے رویہ کے موافق اپنے ہی سلاطین کے استیصال کے باقی اور برہم کار

ہوتے ہیں۔ فتح خاں کو پھر قید سے نکالکر سلطنت کا صاحب مدار بنایا اس سبب سے مقرب خاں
رنجیدہ خاطر ہوا اُس نے اعظم خاں سے رجوع کی اس کو شش ہزاری شش ہزار سوار منصب
عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ اور انعامات سے سرافراز ہوا ایک سو چالیس اور آدمی
با نام و نشاں اسکے ہمراہ آئے ان کے مناسب حال منصب و خلعت ملے۔

برسات کے آنے میں چند روز باقی تھے۔ مکرر رندولہ خاں نے اعظم خاں کو پیغام بھیجا کہ
اگر تمھاری التماس سے عادلخاں کا تقصیرات عفو شاہانہ ہو جائیں تو بندہ متکفل ہوتا ہے کہ پھر عادلخاں
دائرہ انقیاد و اطاعت سے باہر نہیں جائیگا۔ اعظم خاں نے تمام دولتخواہوں کی صوابدید سے
برسات کے آنے تک پرگنہ بھالکی وجیت کو نہیں کہ توابع بیدر سے ہیں جانیکا قصد اس غرض
سے کیا کہ اگر رندولہ کا کہا سچ ہوا تو وہ عادلخاں کے عفو تقصیرات کی درخواست کرے ورنہ
ان محال کے تاراج کرنے میں مشغول ہو جس سے نقض عہد و خلف وعدہ کی پاداش ہو اور
وہاں سے مراجعت کرکے ایام برسات میں جہاں مناسب ہو قیام کرے۔ ایک دن لشکر شاہی
کسی لیے ایک گاؤں میں گیا تھا۔ راجپوتوں اور مقدموں کے درمیان جنگ ہوئی اور ہر ساعت
شعلہ فساد بلند ہوا اور کمک دونوں طرف سے پہنچی اور جدال و قتال کی آگ بھڑکتی گئی طرفین سے
ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اس ضمن میں غنیم کے سات ہزار غنیم بسرداری رندولہ خاں اور
تین چار نامی امیر ناگہانی آن پہنچے اور دکنیوں کا غلبہ اسقدر ظاہر ہوا کہ شہباز خاں مع اپنے
پسر کے گھوڑوں سے اُتر کر پیادہ ہوا اور داد مردانگی دیکر مع اور ساٹھ آدمیوں کے
اپنی ولینعمت کی راہ میں نثار ہوا۔ رشید خاں و بہادر خاں و یوسف خاں ایک راجپوتوں
کی جماعت سمیت لڑکر زخمی ہوئے اور علم جاں فشانی معرکہ کارزار میں بلند کیا۔ اور
بیہوش ہوکر گرے منصبداروں اور احدیوں و برقندازوں میں سے کشتہ و زخمی
ہوئے حاصل کلام یہ کہ کسی نے اس ورطہ سے سالم نجات نہ پائی۔ اکثر نامی زخمیوں کو
جن کو دکنی پہچانتے تھے ہاتھوں ہاتھ بطریق تحفہ و ہدیہ سرداروں پاس لے گئے۔

اعظم خاں یہ سُنکر جلد پہنچا اور دکنی فوج نے اپنی راہ لی جب کشتوں اور زخمیوں پر اعظم خاں کی نگاہ پڑی تو افسوس کر کے زخمیوں کی محافظت و تیمار داری کا حکم دیا اور مراجعت کی اگرچہ اس صدمہ کے تدارک میں ملک تعلقہ بیجاپور میں بہت تاخت و تاراج ہوئی اور بیشمار آدمی اسیر ہوئے مگر اس سے کشتوں اور زخمیوں کو کچھ فائدہ نہیں ہوا بلکہ روز بروز مادہ فساد و فوج کشی اور آدم کشی بیجاپور اور نظام الملک کے ملک میں علاوہ فریاد و شدائد قحط سالی کے دکن میں بڑھا۔

۱۷؍ ذالقعد سنہ ۱۰۴۰ھ کو ممتاز محل جو خان جہاں کی روح جان پرور و ہمدم و محرم بستر تھی درد زہ میں مبتلا ہوئی بیگم صاحب کو بھیجکر اُس نے بادشاہ کو بلایا۔ بادشاہ کمال آشفتہ و مضطر بیوی کے بالیں پر آیا اسنے اپنے بچوں کی سفارش کی۔ دس پہر بعد بیٹی پیدا ہوئی اور ماں کی جان گئی اس واقعۂ جان کاہ سے بادشاہ کو بہت غم ہوا اور اس محرم و ہمدم دیرینہ کی یاد میں روتا رہا۔ دو سال تک عطر لگانا رنگین کپڑے اور جواہر پہننا چھوڑ دیا۔ جشن وزن اور جلوس میں نغمہ و سرود سننے کو صدائے نوحہ و ماتم تصور کرنے لگا جس وقت اس کو یہ بیوی یاد آتی رو کر یہ شعر پڑھتا ؎

زندگی بہر دیدن یار است   یار چوں نیست زندگی عار است

ایک ہفتہ جھروکہ میں نہیں بیٹھا۔ کبھی ارادہ کرتا تھا کہ سلطنت کو بیٹوں میں تقسیم کر کے باقی عمر کو معبود حقیقی کی پرستش میں اور مسجود تحقیقی کی نیائش میں صرف کرے باغ زین میں برہان پور میں ممتاز محل کو بطور امانت دفن کیا جبتک بادشاہ یہاں رہا ہر جمعہ کو ملکہ کے مزار پر جاتا اور بہت روتا اور اکثر فرماتا کہ اب لذت سلطانی بلکہ مزہ زندگانی کا نہیں رہا اس دلدار کے دیدار بغیر اس کی ساری خوشیاں غم بن گئیں جس وقت حرم سرا میں تشریف فرما ہوتا تو روتا ہوا جاتا اور اسی وقت پھر آتا اور کہتا کہ کسی کی صورت دیکھنا مجھے خوش نہیں آتا۔ بادشاہ کی ڈاڑھی میں

واقعہ ممتاز محل وغم عظیم بادشاہ کا اور اولاد

۲ بال سفید تھے مگر اس غم میں تھوڑے دنوں میں ساری ڈاڑھی سفید ہوگئی۔
جب بادشاہ کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۴ روز کی تھی تو اس بیگم سے منگنی ہوئی تھی ۵ سال ۳ ماہ قمری ۲ دن بعد بادشاہ سے نکاح ہوا پانچ لاکھ روپیہ مہر بندھا اسوقت ملکہ کی عمر ۱۹ سال ا ماہ شمسی ۶ روز کی تھی اور ۳۸ سال ۲ ماہ شمسی میں انتقال کیا۔ تاریخ رحلت یہ ہے ع جائے ممتاز محل جنت باد + بادشاہ کا نکاح مظفر حسین مرزا کی بیٹی سے ایک سال ۸ ماہ اسکے نکاح سے پہلے رجب ۱۰۱۹ھ میں ہوا تھا اور اس سے ایک بیٹی ۱۲ رجمادی الاول ۱۰۲۰ھ کو پیدا ہوئی اور اسکا نام پرہیز بانو بیگم رکھا گیا اور ممتاز محل کے نکاح کا پانچ سال پانچ ماہ تیئیس روز بعد ۲ ر رمضان ۱۰۲۶ھ کو شاہ نواز خاں بن عبدالرحیم خانخاناں کی بیٹی سے باقتضائے مصلحت نکاح ہوا اور ۱۲ ر رجب ۱۰۲۸ھ کو دارالخلافہ اکبرآباد میں بیٹا پیدا ہوا جسکا نام جہاں افروز رکھا گیا مگر ایک سال ۹ مہینے کی عمر میں وہ برہانپور میں مرگیا۔ بادشاہ کو جو محبت ممتاز محل کے ساتھ تھی وہ کسی اور بیوی سے نہ تھی وہ سفر حضر و شدت و رخا میں اُس سے جُدا نہیں رہتا تھا اُس بیس سال کے عرصہ میں بیگم کے چودہ بچے پیدا ہوئے ۸ لڑکے اور ۶ لڑکیاں جنمیں سے سات زندہ اُس نے چھوڑے اولاد کی تفصیل ذیل میں درج ہوئی۔

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۱) حور نساء بیگم	۸ ر صفر ۱۰۲۰ھ	آگرہ میں پیدا ہوئی ۳ سال ایک ماہ کی عمر میں مرگئی۔
(۲) جہاں آرا بیگم	۲۱ ر صفر ۱۰۲۳ھ	بیگم صاحب و پادشاہ بیگم عرف تھا۔
(۳) محمد دارا شکوہ۔	۲۹ ر صفر ۱۰۲۴ھ	اجمیر میں پیدا ہوا۔
(۴) شاہ شجاع بہادر	۱۸ ر جمادی الاخری ۱۰۲۵ھ	"
(۵) روشن آرا بیگم	۲ ر رمضان ۱۰۲۶ھ	برہانپور میں پیدا ہوئی۔
(۶) اورنگ زیب	۱۵ ر ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ	

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۷) امید بخش	۱۱ محرم ۱۰۲۹ھ	ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ میں برہانپور میں وفات پائی
(۸) ثریا بانو بیگم	۲ رجب ۱۰۳۰ھ	۲۳ شعبان ۱۰۳۷ھ میں ۷ سال کی عمر میں وفات پائی
(۹) ایک بیٹا	۱۰۳۲ھ میں پیدا ہوا	نام رکھنے سے پہلے دنیا سے سدھارا
(۱۰) مراد بخش	۲۵ ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ	قلعہ رہتاس میں پیدا ہوا۔
(۱۱) لطف اللہ	۱۴ صفر ۱۰۳۶ھ	۹ رمضان ۱۰۳۷ھ میں ایکسال ۷ ماہ میں انتقال کیا۔
(۱۲) دولت افزا	۱۴ رمضان ۱۰۳۷ھ	۲۰ رمضان کو ایکسال ۱۵ روز کی عمر میں مر گیا۔
(۱۳) حسن آرا بیگم	۱۰ رمضان ۱۰۳۹ھ	دایۂ اجل نے پالا۔
(۱۴) گوہر آرا بیگم	۱۷ ذیقعدہ ۱۰۴۰ھ	برہانپور میں پیدا ہوئی جسکی ولادت سے ماں مر گئی

ممتاز محل کے خزانہ میں ایک کروڑ روپیہ تھا اس میں سے نصف بیگم صاحب کو دیا گیا۔ اور
باقی نصف اور شاہزادوں کو۔ جو مہمات کہ نواب ممتاز محل سے متعلق تھیں وہ بیگم صاحب سے
متعلق ہوئیں۔ چار لاکھ روپیہ ادھا نقد آدھا جاگیر چھ لاکھ روپیہ سالیانہ پر اضافہ
ہوا اسحٰق بیگ یزدی میر سامان بیگم صاحب کا دیوان مقرر ہوا۔ بیگم صاحب نے اپنی والدہ
کی طرح اپنی مہر ستی النسا خانم کو حوالہ کی۔ ممتاز محل بیگم میں بڑی خوبیاں تھیں خالق کی
رضا جوئی اور خلائق کی خیر خواہی میں ہمیشہ رہتی تھی۔ جب اعظم خاں بادشاہ کی
خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ اس سفر میں تو نے دو شائستہ خدمتیں کیں
ہیں اول خانجہاں پر تاخت کرکے آوارہ کیا دوم قلعہ دھارور کی فتح۔ لیکن دو خطائیں
بھی کیں۔ اول یہ کہ جب معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ پرینده کی تسخیر صورت پذیر نہیں ہے آذوقہ کی قلت
سے لشکر نہایت تنگ تھا اس حال میں تجھے توقف نہیں کرنا چاہیے تھا۔ دوم یہ کہ
مقرب خاں دولت خواہ ہو گیا تھا اور برسات آ گئی تھی تو بیدر کی جانب نہیں جانا چاہیے
تھا۔ برسات میں ایسے مقام میں رہنا چاہیے تھا کہ کاہ و غلہ بہت ہو تا کہ عادلخان کے

لشکر پر تاخت اس وقت کرنی چاہیے تھی کہ برسات ختم ہو جاتی اس یورش بے ہنگام سے لشکر کے حال میں پریشانی نہ ہوتی اعظم خاں نے اپنی خطاؤں کا اعتراف کیا۔

پیہدار خاں کی عرضی آئی کہ فتح خاں کو یہ دریافت ہوا کہ نظام الملک نے جو اس کو رہائی دی تھی وہ اضطراری تھی جس وقت اس غدار کی خاطر جمع ہوگی پھر اس کو مقید کریگا اس لیے اس نے پیشدستی کر کے اس دستور پر کہ اس کے باپ ملک عنبر نظام الملک کو نظر بند رکھا تھا اس نے بھی برہان نظام الملک کو مقید کیا۔

نظام الملک کے فتح خاں پسر عنبر نے ہوا خواہی و دولتخواہی سے یمین الدولہ آصف خاں کے وسیلے سے بادشاہ پاس اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ اس خدمتگذار اخلاص شعار نے نظام الملک کو مقید کیا ہے جو اپنی کوتاہ بینی و بدسگالی سے حضور سے مخالفت رکھتا تھا۔ مراحم شاہی کا امیدوار ہوں اسکے جواب میں فرمان صادر ہوا کہ اگر اسکی گفتار سچی ہے تو نظام الملک کی آلائش سے جہان کو پاک کرے فتح خاں نے اس حکم کے پانے کے بعد برہان نظام الملک کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور مشہور کیا کہ وہ اجل طبعی سے مرگیا اور بارہ بڑے بڑے نامی سرداروں کو بھی قتل کیا اور ایک جماعت لشکر کو محبوس کیا اور نظام الملک کے بیٹے حسین کو جو دس برس کا تھا اسکا جانشین کیا۔ اور اس حقیقت واقعہ کی عرضداشت اپنی معتمد نوکر ابراہیم کے ہاتھ بادشاہ پاس بھجوائی فرمان صادر ہوا کہ ہاتھی جو دولت آباد میں بھجوائے ہیں وہ قلت آذوقہ سے ضائع ہونگے ان کو مع نفائس جواہر و مرصع آلات نظام الملک کے اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ برسم پیشکش بھیجدے تاکہ اسکی ملتمسات قبول ہوں۔

محمد عادل خاں نے ناعاقبت اندیشی سے نظام الملک کے ساتھ قلعہ شولاپور لیکر بادشاہ کی مرضی کے خلاف مصالحت کر لی تھی اور عہد و پیماں کو ایک طرف رکھ دیا تھا اسلیے

پادشاہ نے آصف خاں کو نامدار امرا اور راجاؤں کے ساتھ اسکی تنبیہ کے لیے رخصت کیا کہ وہ
عادلخاں کو غفلت سے بیدار کرے اور یہ تجویز کیا کہ اگر عادلخاں رہنمونی سے باپ کی طرح
لوازم اطاعت و خدمت گزاری اور فرمانبرداری اختیار کرے تو پادشاہ کے لیے لائق
پیشکش روانہ کرے پھر اسکے استیصال و خرابی کا قصد نہ کرے اور اگر وہ اپنی جوانی و نادانی
کے سبب اطاعت کی راہ پر نہ آئے تو اسکے ملک میں سے جو چیز گراں قیمت ہو ضبط کرکے
ممالک محروسہ میں داخل کرے اور باقی کو پامال کرے - ۱۹ رجمادی الاول کو یمین الدولہ
روانہ ہوا - باقی واقعات سنہ ۱۰۳۴ یہ ہیں -

خواجہ ابوالحسن [illegible]

خواجہ ابوالحسن کو قلعہ قندھار کی فتح کے بعد حکم ہوا کہ جس جگہ مناسب جانے ایام برسات
بسر کرے - خواجہ پاس شیخ بابو میں آیا اور رود خانہ کے کنارہ پر کہ تھوڑا پانی تھا مقیم ہوا -
اتفاقاً آخر روز نہم شہر پورالٰہی کو تین روز تک بارش ایسی متواتر ہوئی کہ نالہ کے پانی میں ایسی
طغیانی ہوئی کہ لشکر کو تبدیل مکان کی فرصت نہ دی کوہ کے اوپر سے سیلاب کو دربا آیا اور تمام
دامن کوہسار کو گھیر لیا اور لشکر کو کسی طرف گریز کی راہ نہ رہی ناچار تمام اسباب سے ہاتھ اٹھاکر جو
کچھ اٹھا سکے اسکو اٹھایا اور مع عیال و ناموس کے جو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار تھے تیرتے ہوئے ہزار
ہراس و خواری سے آب خون خوار سے جان سلامت لے گئے اور لشکر کے آدمی کہ باربردار
و سواری نہیں رکھتے تھے اور پانی میں دست و پا نہیں کر سکتے تھے زن و فرزند
و مال و اسباب کو کعبہ کا زاد راہ تباکے نزدیک کی راہ سے دریا شور میں لے گئے خواجہ
ابوالحسن کے خزانہ سے سوا ایک خریطہ اشرفی و پانچ خریطہ روپیہ کے کچھ لینے کی
فرصت نہ ملی - جب خزانہ کا یہ حال ہوا تو اولے بر حال اسکے جن پاس ہوا اور قحط زدہ تھے کے
کچھ اور نہ تھا ہزار سپاہی و سوداگر اور بہت مال و اسباب و جانور تلف ہوئے خواجہ
کے جواہر میں سے سات ہزار اشرفی اور دس ہزار روپیہ و تمام کارخانجات و تشتخانہ
و قورخانہ و فراشخانہ اور فیل انکی برباد ہوا - ڈھونڈنے والوں کو خاک ہاتھ آیا -

گو بعض آدمی اسکے پانے کی تہمت میں گرفتار ہوئے لیکن اس گنج روان کا خزانچی جو آسیا

باراں تھا اُس نے مال و اسباب کو دیانت سے خاک میں امانت رکھا۔

روز دوشنبہ ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۱ کو جشن قمری ہوا۔ بادشاہ کو بیالیسواں سال شروع

ہوا۔ بیگم صاحب نے اپنی والدہ مغفورہ کے آئین کے موافق زر و سیم نثار کے واسطے باہر

بھیجا اور وہ فضلا و صلحا و شعرا کو مرحمت ہوا نصیری خاں کو بالاگھاٹ جانیکی اجازت

ہوئی اور اسکی التماس سے ماہی مراتب عنایت ہوا سلاطین دہلی میں اسکا رواج نہ تھا اب

اول دفعہ اس امیر کو وہ عنایت ہوا دکن میں اسکا اعتبار بڑھا۔ دنیا داران دکن ماہی مراتب

اسکو دیتے ہیں کہ وہ عنایت عظیم کا مستحق ہو۔ دکن میں اس سے بڑا درجہ اور کوئی نہیں ہے۔

بادشاہ پاس راو رتن ہاڈا کے مرنے کی خبر آئی۔ بادشاہ نے اسکے پوتے ستر سال کو

جو اسکا جانشین تھا ہفت ہزاری ذات و دو ہزار سوار کا منصب و خطاب راؤ کا عنایت

کیا۔ ولایت بوندی و ٹیکرا اور اس کے نواحی کے پرگنات جنمیں راو رتن کا وطن تھا اسکو

تیول میں مرحمت کیے اور مادھو سنگھ پسر راو رتن کو پانصدی ذات پانصد سوار کا اضافہ

منصب کر کے دو ہزار پانصدی دو ہزار پانصدی سوار بنایا پرگنہ کوٹہ و پلاتھ

کو جاگیر میں مقرر کیا گوپی ناتھ پدر راؤ ستر سال باوجود دبلے ہونے کے استقدر زور

رکھتا تھا کہ درخت کی دو شاخوں کے درمیان جن میں سے ہر ایک شاخ میانہ

ستون کی برابر ہوتی ایک شاخ پر بیٹھتا اور دوسرے پر پاؤں لگاتا اور تھوڑا

زور کرتا کہ ان دونوں کو جدا کر دیتا تکہ آہو کو پاؤں پر رکھکر دونوں ہاتھوں سے

زور کر کے سینگوں کو چیر ڈالتا۔ دو پاؤں جوڑ کر تین گز اونچی دیوار کو اچک کر پکڑ لیتا۔

صوبہ الہ آباد کے وقائع بادشاہ سے معروض ہوئے کہ ابدال پاس پرلنچا جنگلوں میں

قلعے و حصار مستعد و تھے۔ اُسنے سر اٹھایا اور مردم آزاری اور قطاع الطریقی کرنے لگا۔

قلیچ خاں کے تردد اور سعی سے ایک مدت کے محاصرہ کے اور بادشاہی آدمیوں کی

ایک جماعت کے کشتہ ہونے کے بعد قلعے مفتوح ہوئے اور ہزار آدمی دشمن کے مارے گئے اور ہزار چھوٹے بڑے مرد بچے جوہر (جیوہر) سے مرے لشکر اسلام کو مال اسباب بہت ہاتھ لگا اُس نے قلب مقامات میں آگ لگائی۔ بت خانوں کو توڑا انکی جگہ مسجدیں بنائیں۔ اور اس کفر آباد کا نام اسلام آباد رکھا۔

آذیسے خبر آئی کہ پرورش خاں بارہ کے ہمسایہ میں ایک بارود فروش کا گھر تھا اسکی بارود میں آگ لگی۔ خان مذکور مع ایک جماعت کے کہ دیوان خانہ میں اس کے ہم بزم تھے باروت کے صدمہ سے اُڑ گئے اور وہ گھر بھی اُڑ گیا۔

۱۷ جمادی الاولی کو شاہ شجاع و وزیر خاں وستی النساء بیگم جو ملکہ کی وکیل تھی ممتاز محل کی نعش لیکر اکبرآباد کو روانہ ہوئے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ ہر روز راہ میں بہت آتش و درہم و دینار فقراء کو دئیے جائیں اکبرآباد کے جنوب رویہ ایک زمین نہایت رفعت و نزاہت رکھتی تھی اور اسمیں راجہ مان سنگھ کی حویلی تھی جو اب اسکے پوتے راجہ جےسنگھ کے پاس تھی وہ اسکا مدفن بنایا جائے۔ راجہ جےسنگھ کو اس حویلی کی عوض خالصہ شریفہ سے معاوضہ دیا گیا۔ ۱۵ جمادی الثانی سال آئندہ کو نعش یہاں دفن ہوئی بیس برس میں پچاس لاکھ روپیہ میں مقبرہ بنایا گیا جو اب تک اپنا نظیر دنیا میں نہیں رکھتا۔

مہر اوزک جو یمین الدولہ پاس تھی جب وہ بالاگھاٹ کو رخصت ہوا تو بیگم صاحبہ کو عنایت ہوئی۔ پادشاہ نے تخت نشینی کے وقت منت مانی تھی کہ پانچ لاکھ روپیہ حرمین مکرمین کو اہل استحقاق و احتیاج میں تقسیم کرنے کے لیے دونگا اسلیے اُس نے صوبہ گجرات کے ناظموں کو حکم دیا کہ احمدآباد و گجرات میں اور اس نواحی میں دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے اشیاء جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں فروخت ہوتی ہیں خرید کے خواجہ جہاں کو حوالہ کی جائیں کہ ان کو بھکر سے دو مصرفوں کو ان دونوں متبرک مقاموں میں تقسیم کر دے پھر خواجہ جہاں کی جگہ یہ خدمت

پرورش خاں کا بارود سے اڑ جانا اور ممتاز محل کی نعش کا اکبرآباد میں مدفون ہونا

حکیم حاذق پسر حکیم ہمام گیلانی کو سپرد ہوئی۔

واقعات سال پنجم ۱۰۴۱ھ مطابق ۱۶۳۱ عیسوی

غرہ جمادی الثانیہ سال ۱۰۴۱ھ کو سال پنجم جلوس شروع ہوا جشن وزن شمسی ہوا اکتالیسواں سال شروع ہوا۔

وزیر خاں کا دولت آباد کے فتح کے لیے جانا اور آنا

فتح خاں پسر عنبر نے باوجودیکہ احکام شاہی کی اطاعت کا اظہار کیا لیکن پیشکش کے بھیجنے میں توقف و تعلل کیا۔ مجبور ہو کر بادشاہ نے وزیر خاں کو دس ہزار سوار دیکر بھیجا کہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر میں مصروف ہو اور فتح خاں کو خواب غفلت سے بیدار کرے۔ خان مذکور کے ہمراہ اور امرا بھی گئے۔ وزیر خاں کے روانہ ہونے کے بعد ابوالفتح وکیل فتح خاں بادشاہ کے پاس عرضداشت لایا کہ فتح خاں کا بڑا بیٹا عبدالرسول عنقریب حضور کی خدمت میں پیشکش لیکر آتا ہے تو بادشاہ نے وزیر خاں کو حکم بھیجا کہ جہاں تک گیا ہو وہاں سے الٹا چلا آئے۔

عبدالرسول درگاہ والا میں آیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کی پیشکش بادشاہ کے سامنے لایا۔

بیجاپور پر لشکر کشی

جب یمین الدولہ عادلخاں کے بیدار کرنے کے لیے بالاپور سے روانہ ہوا خواجہ ابوالحسن و راجہ بیجا سنگھ اور منصب دار و عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ نصیری خاں اس کے استقبال کو نانیر میں آئے یمین الدولہ دو روز نانیر میں ٹھیرا۔ زائد لشکر و احمال و اثقال کو یہاں چھوڑا اور جریدہ شب درمیان قندھار میں آیا مداخل و مخارج کا ملاحظہ کرکے رومی خاں کو اسکی حراست سپرد کی اور اپنے مطلب کے لیے روانہ ہوا۔ جب قلعہ بھالکی سے ایک منزل پہنچا تو اس نے قوریاول کو قلعہ کے حوالی میں بھیجا کہ اہل حصار کے ارادہ پر مطلع ہو کر آگاہ کریں۔ اگر اہل قلعہ لشکر میں آذوقہ لائیں تو ان سے کچھ تعرض نہ کریں اور اگر وہ یہ نہ کریں تو قلعہ کی تسخیر میں مشغول ہوں۔ اثنائے راہ میں قوروں نے پھر کر اطلاع دی کہ اہل قلعہ توپ تفنگ لگائے لڑنے کو تیار بیٹھے ہیں

تو معتمد خاں نے لشکر لیجا کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لشکر شاہی نے دیکھا کہ محاصرہ سے قلعہ دیر میں
فتح ہوگا اسلیے رات کو کمند و نردبان لگاکے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ اہل قلعہ نے یہ بات سُنکر ہاتھ
پاؤں چھوڑ دیے۔ رات کی اندھیری میں اسطرف سے کہ مورچے نہ تھے بھاگ گئے فرار سے خود
رستگار ہوئے۔ اور رعایا گرفتار ہوئی۔ بہت غنیمت اور آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ لگا تھا اور
آلات آتشبازی میں اتفاقیہ آگ لگ گئی۔ اصالت خاں ایک چوبین تخت پر کھڑا تھا وہ
ہوا میں اُڑ گیا اُسکا منہ اور ہاتھ باروت سے جلگئے مگر جان بچ گئی ایک مسجد میں باروت بھری
تھی اُسکے اُڑنے سے بہت آدمی ہلاک ہوئے یمین الدولہ کو بادشاہ نے اسلیے مقرر کیا تھا کہ اگر
فتح خاں اطاعت کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ درگاہ والا میں بھیجے تو جو ملک
متعلق نظام الملک لشکر شاہی فتح کرے وہ اسکو دیدیا جائے۔ وزیر خاں کے مقرر ہونے کے بعد
فتح خاں نے اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ بھیجدیا اسلیے قلعہ بھالکی جو نظام کی سرحد میں داخل تھا
مع توابع اس شخص کو جو فتح خاں کی طرف سے قلعہ دار اودگیر میں ہمسایہ میں تھا حوالہ کیا
گیا اور خود آصف خاں قصبہ کلانور میں کہ ملک عادل خاں کا محال معمور تھا آیا جب
سلطان پور کے باہر جو شہر گلبرگہ سے ملا ہوا ہے وہ آیا تو محافظوں نے اس بارہ کے خلاصہ
متوطنوں کو قلعہ گلبرگہ میں بلا لیا اور توپ تفنگ اور آلات جنگ سے مضبوط کیا گیا تھا۔
اگرچہ قلعہ و حصار شہر کے توپ تفنگ نے گولیوں کا مینہ برسایا لیکن بادشاہی لشکر نے
سر سواری حصار شہر کو مفتوح کیا آدمیوں کو قتل و اسیر کیا اور اموال و اسباب کو تاراج
خندق کے اندر سے بہت گھوڑے ہاتھ آئے یمین الدولہ نے قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کو صلاح
اس سبب سے نہ جانا کہ اسمیں تضییع لشکر و تعطیل مقصد ہوگی یہاں سے کوچ کرکے آب
سہوار کے کنارہ پہ دائرہ کیا اور تیس ہزار سوار کے نشان وہاں ملاحظہ کرکے
مطلب کے لیے چلا۔ اثناء راہ میں رزق اللہ نام اعیان عادل شاہ میں سے
یمین الدولہ پاس آیا اور نوشتہ لایا اور پیغام صلح دیا اور ندامت کو ظاہر تقصیرات

گزشتہ کا اعتراف کیا اور عفو جرائم کے قبول کرنے کے لیے التماس کیا۔ رزق اللہ کم زبان
آدمی تھا فوراً مصلح کا پیغام دیتے ہی اسکی التماس کا قبول کرنا مصلحت نہ معلوم ہوا اسلیے
رسول مذکور مایوس اُٹھ گیا یمین الدولہ بیجاپور میں نورس پور و شاہ پور کے درمیان خیمہ زن
ہوا۔ غنیم ہر روز خندق سے باہر آتا اور میدان میں صف کشی کرتا طرفین سے
بان و تیر و تفنگ چلتے اور ہنگامہ نبرد گرم ہوتا۔ پادشاہی لشکر غنیم کو مار کر قلعہ تک
پہنچاتا جو جماعت کاہ و ہیمہ کے لیے جاتی تھی اسکی حفاظت کے لیے ہر روز ایک سردار
یمین الدولہ مقرر کرتا لیکن فراوانی لشکر اور فزونی دواب کے سبب آسانی سے ایسی
صورت نہ پیدا ہوتی جیسی ہونی چاہیے دشمن اطراف و جوانب میں متفرق ہوتے اور قابو
پا کے دست برد ی کرتے جب تک لشکر شاہی یہاں رہا کھیتوں پر بار بار پادشاہی
اور عادل خاں کے سپاہیوں میں لڑائی ہوتی اور پادشاہی سپاہ کو فتحیابی ہوتی۔
سکندر علی پسر ششم رندولہ [illegible] آ گیا یمین الدولہ قلعہ بیجاپور کے نیچے پہنچا اور قلعہ گیری میں
مشغول ہوا۔ عادل شاہی افواج اطراف سے قزاقان گریز پا کے طریق پر نمودار ہوتیں
اور فوج پادشاہی پر حملہ کرتیں اور جب پادشاہی سپاہ ان پر حملہ کرتی تو وہ بھاگ جاتیں۔
اس ضمن میں مصطفیٰ خاں ولد محمد لاری نے جو بیجاپور کے معتبر و مجیل امرا میں سے تھا خفیہ
اپنے اخلاص پادشاہی کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ میں قابو پا کر دروازوں میں سے
ایک دروازہ کھول کر لشکر شاہی کو اندر داخل کر دونگا بعد چند روز کے رات کو محمد رضا
نام اپنے بیٹے کو جریدہ بھیجا اس نے یمین الدولہ کے نزدیک قسمیں مغلظہ کھا کر موافقت اور
دروازہ کھولنے کا وعدہ جب قابو کے وقت ہو گیا اور چلا گیا ہر روز و ہر ہفتہ مختلف
عذر کرتا تھا وہ سچا نہ معلوم ہوتا تھا سوائے اسکے شیخ دبیر کہ عادل شاہ کے راز دان بہرہ
میں تھا صلح کا پیغام لایا مگر اس میں ایک مدت گزر گئی آخر معلوم ہوا کہ یہ سب
عادل شاہ کی تدبیر و تزویر ہے آصف خاں نے محصوروں کے تنگ کرنے میں اور

لیتیوں کے لگانے اور مورچوں کے ٹھہر جانے میں پہنچے تھے تو نوبت پیشکش کی آئی بعد مصطفیٰ خاں یمین الدولہ کے نزدیک آیا۔ اظہار ندامت کیا پیشکش کے قبول کرنے کی درخواست کی جو بقدر استطاعت ہو اس نے کہا کہ ملک کی خرابی و ویرانی پر نظر کی جائے جو بادشاہی لشکر کی پامالی اور دست اندازی سے ہوئی جس سے ملک رعایا میں کچھ نام نہیں رہا۔ آصف خاں نے سفارش کر کے یہ قبول کیا چالیس لاکھ روپیہ فی الحال ملک رعایا کے احوال پر نظر کر کے پیشکش کے لیے ٹھہرایا اور آیندہ اطاعت کے عہد کا نوشتہ مانگا دونوں طرف سے عہد نامہ کا مسودہ ہوا۔ بہادر خاں اور یوسف خاں وغیرہ کو جو جنگ کی میں عادل شاہی لشکر زخمی کر کے لے گیا تھا ان کو طلب کر کے سپرد کیا۔ شیخ عبدالرحیم جو یمین الدولہ کے معتمدوں میں سے تھا اسکو مصطفیٰ خاں خود لے گیا کہ چالیس لاکھ روپیہ اور عہد نامہ اسکے ہمراہ ارسال کرے مگر اسکو قلعہ میں دو روز مہمان رکھکر تیسرے روز خالی واپس کیا۔ اور دفع الوقتی کے لیے یہ عذر پیش کیا کہ عنقریب اپنے آدمیوں کی ہمراہ روپیہ و عہد نامہ بھیجدینگے۔ دوسرے روز یمین الدولہ پاس اور آدمی چرب زبان حراف معتبر وکلاء آئے۔ بعض باتوں کی استدعا کی آصف خاں نے انکو معقول سمجھ کر قبول کیا اور قرار پایا کہ کل عہد نامہ بھیجا دینگے۔ رخصت کے وقت مظفر خاں کا نوشتہ اسکے محرم نے اس طرح کہ دوسرے کو خبر نہو مسند کے نیچے رکھدیا جس کا مضمون یہ تھا کہ خواص خاں کو معلوم ہوا کہ لشکر شاہی میں ایام قحط کے باقی رہنے سے اور غلہ کے نہ پہنچنے سے سپاہ میں ایسی عسرت ہوئی کہ حیوان ناطق و غیر ناطق کے تن بدن میں ہڈیوں اور چمڑے کے سوا کچھ نہیں رہا۔ گھوڑوں کے سامنے گھاس کا پٹھا نہ کہیں چولھے پر توا چڑھا ہے۔ آدمی گاہ گاہ بھیر لینے کے لیے دور جاتے ہیں۔ لشکر شاہی کسی طرح چند روز سے زیادہ توقف نہیں کرسکتا۔ خواص خاں نے مدار کار مکر سازی و حیلہ پردازی پر رکھا ہے اس کو امید ہے کہ ارکان لشکر پراگندگی و پریشانی سپاہ سے اس ملک کی تسخیر سے دل برداشتہ ہو کر بے حصول مقصد چلے جاوینگے۔

رات کی صبح اور دن کی شام کرتا ہے اگر معاہدہ میں درنگ ہو تو اس خیر اندیش سے ملالت نہو

لڑائی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ ایام محاصرہ میں امتداد ہوا ان ایام میں چار

جنگ نمایاں ہوئیں کہ دکینوں نے قلعہ کے اندر اور باہر سے ہجوم کر کے کبھی غافل کبھی

خبردار لشکر شاہی پر حملہ کیا اور داد شجاعت دی۔ اس محاصرہ میں بیس یوم سے

رسد نہیں پہنچی۔ گرانی کا اثر باقی تھا۔ لشکر شاہی کے آنے سے پہلے اس نواح میں

جس جگہ غلہ اور خرمن گاہ سرکار عادل شاہ فروختنی تھا انمیں سے جو قلعہ میں لے جا سکے

لے گئے باقی کو بالکل جلا دیا اور جاندار کے آذوقہ کا کوئی نشان باقی نہیں

رکھا۔ کبھی کبھی جو آدمی بہت محنت و مشقت سے دور سے گھاس گھوڑوں کے لیے

لاتے تھے تو اس سبب سے کہ اگر وہ تمام ہو جائیگی پھر میسر نہ ہوگی گھاس کی صورت

دیکھکر قانع ہوتے تھے۔ اکثر گھوڑے لاغری سے ایک قدم بھی حرکت گو وہ راہ

عدم میں کیوں نہ ہو نہیں کر سکتے تھے اسلیے دستور اعظم نے اسمیں صلاح دیکھی کہ اس سال

میں بیجاپور کے آباد ضلع میں پہنچکر آدمیوں اور چارپایوں کو عذاب سے نکالنا چاہیے

ملک کو خراب و غارت کر کے دکینوں کی حیلہ بازی کی تلافی کرنی چاہیے یہاں سے

کوچ کر کے آب کشن گنگ کے کنارہ پر سفر کیا اور رائے باغ کی طرف جس کو اب

مرتضیٰ آباد کہتے ہیں گیا جو بہت سبز و خرم آباد تھا اس کو تاخت و تاراج کرتا ہوا

مرحلہ پیما ہوا جہاں بوئی ہوئی زمین و زراعت نظر آتی تھی ایک پلک مارنے میں

اسکی صورت ناگفتہ تباہی جاتی تھی اور گھوڑوں کے سموں سے از سر نو قلبہ رانی

ہوتی تھی۔ گھروں اور قصبوں و بازاروں کی اس قدر ویرانی ہوتی تھی کہ وہ کھیتی

کرنے کے قابل ہو جاتے تھے۔ زن و مرد چھوٹے بڑوں کے اسیر کرنے میں اور انکو

ملک عدم پہنچانے میں تقصیر نہیں کرتے تھے اب برسات کا موسم آگیا اور اس ملک میں

آبادی کا اثر باقی نہیں رہا دانہ و کاہ نام کو نہ رہا تو لشکر شاہی ملک بادشاہی میں

چلا آیا تھا تو لاپور سے گزر کر چھاؤنی کی۔

بادشاہ نے ۲۷ رجب کو دس ہزار روپیہ خیرات کیا۔ لیلۃ القدر کو دس ہزار روپیہ مستحقوں کو دیا اس شب متبرک کی عبادت مخصوصہ کو بجا لایا۔ ۸ شعبان ۱۰۴۰ھ کو نوروز ہوا۔

شیر خاں

شہنشاہ اکبر کے عہد میں شاہ بیگ کابلی قندھار کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا اس سے حسن خاں پدر شیر خاں کی نہ بنی اسلیے وہ ایران چلا گیا۔ شیر خاں نے ایران میں نشو و نما پایا۔ شاہ عباس نے جہانگیر کے عہد میں قندھار لے لیا تو شیر خاں کو قبائل افاغنہ توشنج اور اسکے نواحی کی ریاست دی۔ اس نے اس سرزمین کے تمام افغانوں کو مطیع بنا کے استقلال حاصل کیا۔ شاہ عباس کا انتقال ہوا۔ شاہ صفی اسکا جانشین ہوا شیر خاں نے اسکو تحف تحائف بھیجکر اسکے دربار میں اپنا اعتبار بڑھایا۔ بادشاہ کے التفات سے وہ مغرور ہوا اس سبب سے اس نے علی مردان خاں کی اطاعت سے جو شاہ ایران کی طرف سے قندھار میں حاکم تھا۔ قدم باہر رکھا اسکی اور افغانوں کے ستم و تعدی کے سبب سے ایران اور ہندوستان کے آنے جانے والوں کی آمد و رفت فراغ بالی سے نہ ہوتی تھی علی مردان خاں نے توشنج کو فتح کر لیا اور شیر خاں کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ وہ بادشاہ کی خدمت میں التجا لیکر آیا اور جاہ و منصب پایا پنجاب میں جاگیر پائی۔

توشنج کا بادشاہ کی پناہ میں آنا۔

چونکہ خانجہاں کا کام تمام ہو چکا تھا نظام الملک نے اسکی حمایت کر کے مزہ چکھ لیا ملک بیجاپور کو بادشاہ کے لشکر نے ایسا ویران کیا کہ پہلے کسی بادشاہ نے نہیں کیا تھا تو بادشاہ جن کاموں کے لیے برہانپور آیا تھا وہ بخوبی انجام پا چکے تھے اور نواب ممتاز محل کے مرنے سے برہانپور میں رہنے سے ملال ہوتا تھا اس لیے ۲۴ رمضان کو برہانپور سے روانہ ہوا۔ اس سفر میں بادشاہ کے دل میں آیا کہ مہام دکن کا انتظام جیسا کہ چاہیے اعظم خاں سے نہیں سرانجام پائیگا اس لیے مہابت خاں سپہ سالار کے نام حکم صادر ہوا کہ صوبہ خاندیس و دکن کا انتظام تم کو سپرد ہوا۔

بادشاہ کی مراجعت برہانپور سے اکبر آباد کو

ضروریات کا سرانجام کرکے دارالملک دہلی سے بہت جلد روانہ ہو اور میرے پاس آن کر
رخصت ہو۔ یمین الدولہ آصف خاں کو فرمان عالیشان بھیجا گیا کہ مہابت خاں خانخاناں
دکن کی صوبہ داری پر مقرر کیا گیا۔ خان زماں کو پدر کی نیابت میں مع دکن کے تعیناتیوں
کے برہانپور میں چھوڑ کر اعظم خاں اور اسکے ہمراہیوں کو لیکر شرف ملازمت حاصل کرو۔
۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۱ کو بادشاہ نے گوالیار میں مکانات قلعہ کی سیر کی۔ اکبر و جہانگیر کے
عہد میں جو عمارات تعمیر ہوئی تھیں ان میں کہنگی آگئی تھی۔ اسلیے حکم ہوا کہ اور عمارات
بنائی جائیں چنانچہ ایک سال میں تیس ہزار روپیہ میں یہ عمارت تیار ہوئی۔ بادشاہ کا
حکم یہ ہو چکا تھا کہ جس قلعہ میں وہ آئے وہاں کے قیدیوں کے حال پر اطلاع دیجائے۔
اس حکم کے موافق اس قلعہ کے قیدیوں کا حال بھی معروض ہوا۔ گیارہ آدمی جو مدت
سے مقید تھے رہا ہوئے غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۱ کو بادشاہ دارالخلافہ میں داخل ہوا ممتاز محل
کے مرنے پر ایک سال گزر چکا تھا اسلیے اسکے عرس کا حکم دیا اس کی بڑی تیاری
ہوئی خود مع امرا کے اس میں شریک ہوا اور پچاس ہزار روپیہ خیرات میں دیا گیا
اور پچاس ہزار روپیہ محتاج صاحب عفت عورتوں میں تقسیم ہوا۔

نالہ جس کو عربی میں خور کہتے ہیں دریا شور سے جدا ہو کر قریب بیس کروہ کے
راج محل کی طرف منشعب ہوا تھا پہلے زمانہ میں راجمحل بہت آگ لگنے کے سبب سے
آگ محل زبان زد خلائق تھا جب بنگالہ میں راجہ مان سنگھ صوبہ دار ہوا تو اسنے
اپنی اقامت کے لیے اینٹ مٹی کا ایک حصار بنایا اس کا نام راج محل رکھا۔
شہنشاہ اکبر نے اس کو اکبر نگر سے موسوم کیا۔ بنگالہ کی فتح سے پہلے گور حاکم نشین تھا
اسکی جگہ وہ حاکم نشین ہوا راجمحل سے سات کروہ پر ایک جگہ پر بنگالہ اور صوبہ
بہار کی سرحد ہے جس کے شمال میں دریا گنگ اور دریاؤں کے ساتھ ملکر عریض
ہو کر اسکے متصل بہتا ہے اور اسکے جنوب میں ایک رفیع طولانی پہاڑ ہے۔

جس کو گڈھی کہتے ہیں راجمحل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہے۔ اور اس گنگ و
خور کے اتصال سے جانب راست میں چوتھائی کروہ کے فاصلہ پر گنگ کے خلیج کے کنارہ پر
بندر ساتگانوں واقع ہے۔ ساتگانوں سے راجمحل میں کشتی پانچ روز میں پہنچتی ہے۔ بنگالیوں کے
عہد میں فرنگی سوداگروں کا گروہ جو سرندیپ میں رہتا تھا ساتگانوں میں آمد و شد کرتا تھا۔
ساتگانوں سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ پر انکی آبادانی تھی۔ اس بہانہ سے کہ خرید و
فروخت کے لیے مکان کا ہونا ضروری ہے بنگالیوں کے طرز کے چند گھر انھوں نے بنائے
ایک مدت میں ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی اور بے شعوری سے وہاں فرنگی
بہت جمع ہو گئے اور اُنھوں نے اپنے مکانات بڑے اونچے اور مضبوط بنا لیے اور توپ
تفنگ و آلات جنگ سے انکو استحکام دیا۔ کچھ مدت کے بعد ایک معمورہ بزرگ ہو گیا اور اسکا
نام بندر ہوگلی مشہور ہوا اسکے ایک طرف دریا تھا اور تین طرف اسکے خندق کھود کر خور کا پانی
چھوڑ دیا اس بندر میں فرنگ جہازوں کی آمد و شد و بیع و شری مقرر ہوئی بندر ساتگانوں کا
بازار مندا ہوا اور اس میں رونق نہ رہی ہوگلی کے فرنگیوں نے بندر مذکور کے دیہات و
پرگنے جو خور کے دونو طرف واقع تھے تھوڑے روپیہ میں اجارہ لیکر عملداری کر لی اور ان مواضع
کی رعایا میں سے بعض کو سختی کر کے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر نصرانی بنا لیتے اور فرنگستان
بھیجدیتے تو اب عظیم کے خیال سے وجہ اجارہ کے نقصان کو جو رعایا کے جانے سے ہوتا تھا تجارت
کے نفع سے بھرتے اور یہ عمل شنیع انکا محال اجارہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ جو کوئی کنارہ
آب کے پرگنات کے رہنے والوں میں سے ہاتھ لگتا اسیر کرکے لیجاتے تھے۔ جہاں جب ایام شاہزادگی
میں دریائے بنگالہ پر گیا تھا تو اُسنے بندر ہوگلی کے نصارا کا ناشائستہ سلوک جو اہل اسلام کے ساتھ
تھا اسکو خوب دیکھا تھا اور اسکی نیک نیت ہمیشہ اعلام دین کے بلند کرنے پر اور کفر کے مٹانے پر
تھی۔ اسلیے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جب میں پادشاہ ہونگا ان باطل ضلالت کیشوں کا خار کندہ
کرونگا۔ خافی خاں یہ لکھتا ہے کہ ہوگلی میں جو راجمحل سے جس کروہ پر ہے تجارت کے لیے فرنگی

اس طرح رہتے تھے کہ پہلے زمانہ میں حکام سے عرض کرکے ایک قطعہ زمین لیا۔ اقمشہ رکھنے کے لیے اور
اپنے رہنے کیواسطے وہاں حصار پختہ مع برج و بارہ کے بنایا آلات توپخانہ وہاں جمع کیے معبد خانہ جسکو
کلیسا کہتے ہیں بنایا کچھ مدت کے گذرنے کے بعد جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور مسلمانوں کو
اور اس دیار کے مسافروں کو تکلیف دینی شروع کی اور روز بروز اپنے مکان کے استحکام میں کوشش
کی ان افعال شنیع میں سے ایک کام یہ تھا کہ ساحل پر تمام بندر جو ان پاس تھے انمیں وہ
مسلمانوں اور ہنود کی رعیت آباد کرتے اور انکو کچھ مالی اور جانی ضرر نہ پہنچاتے مگر یہ کہ یہاں
کے باشندوں میں سے جب کوئی اجل طبعی سے مرجاتا اور اسکے فرزند نابالغ ہوتے ان کو
مع مال کے اپنی سرکار میں ضبط کرلیتے اور وارثان خورد سال کو خواہ سید ہوں خواہ برہمن نصرانی
اور اپنا مملوک بناتے ابتک یہ حال بنادر کوکن دکن اور کنار دریا پر ہی جہاں وہ قلعہ و حکومت
رکھتے ہیں اس گروہ کا معمول یہی ہی باوجود اس تحکم کے قوت کے بہم پہنچانے کی طمع میں مسلمان
و ہنود و سب طرح کی قومیں انکے تعلقہ میں جاکر آباد ہوتی ہیں وہ کسی فقیر کو اپنے ملک میں رہنے نہیں دیتے
اگر ناوانستہ کوئی فقیر وہاں وارد ہوجائے اگر وہ ہندو ہوا تو اسکو اسقدر تکلیف دیتے ہیں کہ زندہ
خلاص ہونا اسکا مشکل ہی اور اگر مسلمان ہوا تو حبس و تصدیع کے بعد چند روز میں چھوڑ دیتے ہیں اور اگر
کوئی مسافر اس راہ سے گذرے اور اسکی تلاشی میں جو محصول کے لیے لیجاتی ہی تمباکو نکل آئے تو
اسکی تنبیہ و خفت میں تقصیر نہیں کرتے اسواسطے کہ تمباکو کو مقرری اجارہ دار بیچتے ہیں مسافر جسقدر
تمباکو کھاتا ہو ساتھ رکھ سکتا تھا انکے معبد خانے ہنود کے بتخانوں کے برخلاف بحسب ظاہر
کمال صفائی رکھتے ہیں اور دن کو وہاں شمع کافوری جلتی ہیں حضرت عیسیٰ و حضرت مریم
کی پیروں کو اپنے اعتقاد کے موافق کئی صورتوں میں چوب و رنگ و روغن سے
زینت دی ہی لیکن انگریز کے کلیسا میں کہ وہ بھی نصرانی ہیں پیکر بطریق اصنام
نہیں ہوتی محرر اوراق مکرر ان بنادر اور مکانوں میں وارد ہوا ہی اور ان کے علماء
سے صحبت رہی ہی اور مذاکرہ ہوا حاصل کلام یہ کہ اس جماعت کی بے اعتدالیاں

بادشاہ سے عرض ہوئیں تو قاسم خاں جب بنگالہ کا صوبہ دار ہوا اُسکو رخصت کے وقت خفیہ
اس قوم کے استیصال اور اس قلعہ کی تسخیر کا حکم ہوا اب ہم اس تسخیر کا حال بادشاہنامہ سے
نقل کرتے ہیں کہ خان مذکور نے اس کام کے سرانجام کرنیکا اسباب آمادہ کیا اور اواخر
زمستان میں ماہ شعبان سنہ ۱۰۴۲ھ میں عنایت اللہ اپنے بیٹے کو الہ یار خاں کے ساتھ کیا۔ جو اس فتح
میں پسندیدہ خدمت کا مصدر تھا اور اس صوبہ کے منصبداروں اور کومکیوں کو ہوگلی کی تسخیر
کے لیے روانہ کیا اپنے ملازم بہادر کنبوہ کو کہ مہمات کا ناظم تھا اپنی جمعیت پیادہ اور سوار سے
ساتھ مخصوص آباد کے محال خالصہ کے انتظام کا بہانہ بنا کے بھیجا کہ کام کے وقت اللہ یار خاں
وعنایت اللہ خاں سے ملجائے اور اس اندیشہ سے کہ مبادا بادشاہی لشکر کی توجہ سے عیسائی
مطلع ہو کر مع عیال اور اموال کی کشتیوں میں بیٹھکر چلدیں اور اس حملہ سے بچ جائیں اور مسلمان
اپنے مطلب سے محروم رہیں ایسا دکھلایا کہ بادشاہی لشکر ہجلی کی تاخت و تاراج کو جاتا ہے اور یہ مقرر
کیا کہ عنایت اللہ خاں اور اللہ یار خاں اور انکے ہمراہی بردوان میں توقف کریں جو ہجلی کی سمت
میں ہے اور جسوقت خواجہ شیر و معصوم زمیندار و صالح کنبوہ مع تابینوں کے جو راہ بندر و
سری پور (سیرام پور) سے نوابی لیکر اس قصد سے مقرر ہوئے تھے کہ فرنگیوں کے سر راہ
کو روکیں اپنی خبر بھیجیں کہ موہانہ میں جو خور ہوگلی کا دہانہ ہے آگئے تو وہ دونوں ایلغار
کر کے ہوگلی میں پہنچیں اور ان کافروں پر جہاد کریں اللہ یار خاں و عنایت اللہ
اور انکے رفیقوں نے جب یہ خبر سُنی کہ خواجہ شیر اور اُس کے ہمراہی دھنہ خور میں
پہنچگئے تو اُنھوں نے بردوان سے ایلغار کیا اور شبانہ روز میں موضع ہلدی پور میں پہنچ گئے
جو ساتگانوں اور ہوگلی کے درمیان واقع ہے اور انھیں دنوں میں بہادر کنبوہ پانچ سو
سوار اور بہت سے پیادے مخصوص آباد سے لیکر عنایت اللہ اور اللہ یار سے ملا
اور دھنہ خور کے بند کرنے کے واسطے اس جگہ خواجہ شیر وغیرہ نوارہ کے ساتھ
تھے ہوگلی اور دریا شور کے درمیان جو تنگنا تھا نواڑہ کی کشتیوں کا پل باندھا تا کہ

راہ خور سے دریا شور میں جہاز نہ آنے پائے اور عیسائیوں کی راہ فرار بند ہو جائے ۲۔ ر ذی الحجہ ۱۰۴۱ھ کو لشکر اسلام خور کی طرف سے مردم نوارہ کے ساتھ دوسری جانب سے اس مکان کی تسخیر میں اور فرنگیوں کے استیصال میں مصروف ہوا خندق کی اس طرف کی آبادی میں جس کا نام بالی ہے ایک گروہ کو مارا اور جو کچھ پایا یغارت کیا خور کی دونوں جانب قریات و پرگنات میں اللہ یار اور عنایت اللہ نے سپاہ بھیجی کہ مواضع کے اجارہ دار فرنگیوں کو ماریں قتل اور اسیر کرنے کے بعد نوارہ کے عملے کے عیال کو جو بنگالی تھے گرفتار کر کے لے آئے۔ ناچار چار ہزار ملاح کہ اہل بنگالہ ان کو غرابی کہتے ہیں فرنگیوں سے جدا ہو کر پادشاہی لشکر سے آن ملے اس سبب سے فرنگیوں کو پراگندگی اور سراسیمگی ہوئی لشکر اسلام ساڑھے تین مہینے اُس مکان حصین کے محاصرہ میں مصروف رہا۔ فرنگی کبھی جنگ کی کبھی صلح کی باتیں کرتے تھے اس طرح وقت کو ٹالتے تھے۔ ان کو فرنگ کی کمک کا انتظار تھا دوروئی اور عذرخوئی سے مقدمات مصالحہ کی تمہید کر کے ایک لاکھ روپیہ پیشکش کے طور پر بھیجدیا اور اور وہ محاربہ کا مواد تیار کیا کہ انہیں جو سات ہزار فرنگی تھے وہ تفنگ اندازی کرکے اس باغ کے درختوں کو بے شاخ و برگ کرتے تھے کہ جس میں لشکر شاہی اُترا ہوا تھا انجام کار لشکر اسلام نے کلیسا کی جانب جو خندق تھی جس کا عرض کم اور عمق کم آب تھا۔ نالیاں کھود کر خندق کا پانی نکال دیا اور مورچوں سے نقبیں لگائیں۔ فرنگیوں کو دو نقبوں کی خبر ہوگئی۔ درمیانی نقب بہادر سے متعلق تھی وہ اس منزل کے نیچے لگی تھی جو فرنگیوں کے منازل میں ارتفاع اور متانت میں ممتاز تھی اور اسمیں بہت سے فرنگی جمع تھے اس کو باروت سے بھرا۔ ۱۴ ربیع الاول کو اسکی برابر لشکر اسلام نے صف کشی کی تاکہ فرنگی اطراف سے سامنے آئیں جب ان کے اجتماع سے ہجوم ہوا اور ہنگامہ نبرد و توپ و تفنگ گرم ہوا تو نقب میں آگ لگائی جس سے یہ مضبوط مکان اور بہت سے فرنگی جو اس میں جمع تھے بخار اور دخان کی طرح ہوا میں اُڑ گئے

لشکر اسلام نے یورش کی۔ کچھ فرنگی پانی میں مرے اور ایک جماعت جان سلامت لیکر بھاگ
گئی کشتیوں تک جا پہنچے۔ اس اثنا میں خواجہ شیر و معصوم زمیندار قضارا ناگہاں کی طرح
نوارہ کے آدمیوں کے ساتھ جا پہنچے۔ بہت سے فرنگیوں کو مارا۔ فرنگیوں نے ایک
بڑے جہاز کو جسمیں دو ہزار کے قریب عورت اور مرد تھے اور بہت اسباب اموال تھا
اہل اسلام کے قبضہ میں آجانے کے خوف سے اسکے باروت خانہ میں آگ لگائی اور جلا دیا
ایک جماعت کثیر جو اور غرابوں میں تھی سوختہ ہوئی۔ ۶۴ ڈینگہ کلاں میں سے اور ۵۷ جہاز
اور دو سو جلیہ میں سے ایک غراب اور دو جلیہ گوہ کے فرنگیوں کے اس سبب سے سلامت نکل گئے
کہ پل کی کشتیوں میں سوختہ کشتیوں کی آگ پہنچ گئی تھی جس سے راہ ہو گئی تھی۔ فرنگی جو آب
آتش سے بچ گئے وہ مسلمانوں نے اسیر کیے ابتدا پیکار سے انتہا کارزار تک فرنگیوں کے آدمی
عورت مرد بوڑھے جوان جو کشتہ ہوئے۔ باروت میں اڑے۔ پانی میں ڈوبے۔ آگ سے جلے
دس ہزار کے قریب تھے اور بادشاہی آدمی ایک ہزار کشتہ ہوئے چار ہزار چار سو عیسائی عورت
مرد مقید ہوئے پرگنات میں دس ہزار آدمی جو قید فرنگ میں تھے رہا ہوئے۔

جشن وزن قمری

۸ ربیع الثانی ۱۰۴۲ھ کو جشن وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا تینتالیسواں سال
ختم ہوا محمد علی بیگ ایلچی ایران رخصت ہوا اسکو ابتدا ملازمت سے وقت معاودت
تک تین لاکھ سولہ ہزار روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کی جنس مرحمت ہوئیں تھیں۔
عادل خاں سے اعتماد خاں پھر بادشاہ پاس آگیا منصب دو ہزار سوار اور خطاب
قزلباش خاں کا عنایت ہوا۔

محمود خاں قلعہ دار کالنہ

جب فتح خاں پسر ملک عنبر نے نظام الملک کو مار ڈالا تو اسکی پیمان شکنی بدعہدی
سے سارے امرائے دکن اس سے رنجیدہ ہو گئے محمود خاں قلعہ بان کالنہ نے اس سے
اندیشناک ہو کر قلعہ حوالہ نہ کیا اس سے وہ مطمئن نہ تھا اپنا مآل کار سوچ کر اس نے یہ
چاہا کہ ساہو بھونسلہ سے سازش کرکے اپنا کام بنائے اور یہ قلعہ اس کو حوالہ کردے

اور اس طرح فتح خاں کی باز خواست کے شر سے بچے۔ ساہو پادشاہ سے برگشتہ ہوگیا تھا اور ممالک ناسک و ترمبک و سنگمیر و جنیر اور کل محال کوکن پر بجبر قابض ہوا تھا اور نظام الملک کے خویش میں سے جو کسی قلعہ میں مقید تھا اوسکو قید سے نکال کر اپنی دستاویز بنایا تھا۔ خان زماں پسر مہابت خاں کو کہ باپ کی نیابت میں دکن میں کام کرتا تھا اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوس نے میر قاسم قلعہ دار فتح آباد سرکار آسیر (جو کالنہ کے قرب و جوار میں واقع ہے) کو لکھا کہ محمود خاں کو رہنمونی کرے کہ وہ قلعہ ساہو کو نہ حوالہ کرے پادشاہی آدمیوں کو سپرد کرے۔ میر قاسم نے جیسا کہ چاہیے تھا اس باب میں محمود خاں کو لکھا اور بعد ازاں محمود خاں کی طلب کرنے پر اس پاس قلعہ کالنہ میں گیا اور بہت طرح سے اوسکی تسلی کی اور وعدے کئے۔ امیدیں دلائیں اوسنے فرمان شاہی جسپر کف دست کا نشان ہو طلب کیا۔ ۲ ربیع الثانی کو قلعہ کالنہ مع آٹھ ہزار پرگنوں کے جو اس کے توابع تھے جعفر بیگ کو حوالہ کیا۔ وباد قحط سے پہلے ان پرگنوں کی جمع دو کروڑ چالیس لاکھ دام (چھ لاکھ روپیہ) تھی محمود خاں کو منصب چار ہزار دو ہزار سوار اور پچاس ہزار نقد عطا ہوا اور اسکے دو بیٹوں انجم و معصوم کو منصب ملا۔

واقعات مختلفہ

حاجی محمد خاں مشہدی قدسی تخلص جو عراق اور خراسان کے سخن سنجوں میں جودت فطرت و رسائی طبیعت میں مشہور تھا اپنے وطن کو چھوڑ کر پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ اور ایک قصیدہ پڑھا اور خلعت و اسپ و دو ہزار روپیہ انعام پایا اور مداحوں کے زمرہ میں ملازم ہوا ملک الشعرا کا خطاب ملا۔ ایک مجلس شاہی میں یمین الدولہ نے عرض کیا کہ سکندر ذوالقرنین کے اقوال پر کسی دشوار پسند نے اعتراض نہیں کیا اس کے افعال کے عیبوں پر کسی دوربین کی نظر نہیں پڑی۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اگر سکندر کی نبوت ثابت ہو تو ہمکو کوئی اعتراض اس پر نہیں ہے ورنہ دو باتیں اعتراض کے قابل ہیں اول ایسے خردمند پادشاہ کو نوشابہ کا پاس سفیر بن کر جانا عقل کے برخلاف تھا اس میں ہتک حرمت اور قطع حیات کا کوئی چارہ نہ تھا۔ دوم جب دارا کا ایلچی خراج معہود جو اس کا باپ دارا کو بھیجا کرتا تھا لینے کے لئے

آیا تھا تو اُس نے جواب میں باپ کو مرغ کہا تھا چنانچہ نظامی نے لکھا ہے مصرعہ
* شد آن مرغ کو بیضہ زریں نہاد * ایسے کلمات کہنے سلاطین دانا کو لائق نہیں ہیں۔

سال ششم جلوس ۱۰۴۲ھ

روز سہ شنبہ غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۲ھ کو جلوس کا چھٹا سال شروع ہوا۔

قلعہ کھاتا کھیری کا ملک مالوہ میں فتح ہونا

مالوہ کے سرکشوں کا سرگروہ بھاگیرت بھیل تھا۔ کثرت جمیعت اور قلعہ کھاتا کھیری (کہ کالی سندھ پر اُجین سے ۳۰ میل ہے) کی حصانت کے سبب سے وہ صوبہ داروں کی اطاعت نہیں کرتا۔ نصیری خاں کی صوبہ داری میں فتنہ و فساد برپا کرنے سے باز نہ رہا۔ خان مذکور سارنگ پور سے اسکی مالش کے قصد سے روانہ ہوا۔ خان کی قلعہ کشائی میں شہرت تھی۔ فساد پیشوں پر اُسکا بڑا رعب تھا۔ بھاگیرت اس خبر کے سنتے ہی سنگرام زمیندار کنور کے وسیلہ سے خان پاس آیا۔ قلعہ کو کہ مدتوں سے اسکی اور اسکے باپ دادا کی پناہ گاہ تھا حوالہ کیا۔ ۲۱۔ جمادی الثانیہ کو نصیری خاں قلعہ میں داخل ہوا مندروں کو ڈھا کر مساجد بنائیں۔

جشن وزن شمسی و شادی شاہزادہ دارا شکوہ و شاہ شجاع

۱۲۔ رجب ۱۰۴۲ھ کو وزن شمسی ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا بیالیسواں سال شروع ہوا شعبان میں سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادہ دارا شکوہ کا نکاح ہوا۔ اور بزم نشاط و چراغاں و آتشبازی نے آرائش پائی۔ اہل نغمہ اور رامشگروں کا جوش خروش ہوا (قران کردہ سعدین ببرج جلال) تاریخ ہوئی۔ اس شادی میں ۳۲ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ سرکار خاصہ کا چھ لاکھ بیگم صاحب کا ۱۶ لاکھ اور دس لاکھ روپیہ مادر عروس کا اور ۲۲ روز بعد شاہ شجاع کا عقد نکاح رستم مرزا صفوی کی بیٹی سے ہوا چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا (مہد بلقیس منزل جمشید آمد) تاریخ نکاح ہوئی۔ لاکھوں روپئے ارباب طرب اور مستحقوں کو دئے گئے۔ اور روشنی اور تمام شہر کی آرائش بندی میں اور آتشبازی میں لاکھوں روپئے صرف ہوئے۔

بتخانوں کا مسمار ہونا

پادشاہ سے پہلے عرض کیا گیا تھا کہ جہانگیر کی عہد سلطنت میں بنارس میں نئے بت خانے بہت بنائے گئے تھے وہ ناتمام رہے۔ اب ہندو ان کو پورا بنانا چاہتے ہیں

پادشاہ دین پناہ نے حکم فرمایا کیا بنارس میں کیا ممالک محروسہ میں جس جگہ بنیابت خانہ بنا ہو اُس کو ڈھاؤ

صوبہ الہ آباد کے وقائع نگار سے معلوم ہوا کہ ۷۶ بتخانے قصبہ بنارس میں خاک کی برابر کئے گئے۔

نذر محمد خاں والی بلخ کا عذر نامہ بھیجنا

جہانگیر کے انتقال کی تشویش کے ایام میں نذر محمد خاں بیباک اوزبکوں کو لیکر کابل اور اس کے اطراف میں تاخت و تاراج کے لئے آیا تھا اور استیصال و خرابی ملک و مال و رعایا میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی مگر شاہجہاں نے باوجود قادر ہونے کے تلافی و انتقام کے برعکس لطف و مدارا کیا تھا اس کے بعد نذر محمد خاں نے حاجی وقاص کو مع نامہ کے بھیجا جس میں عذرات باُمید عفو تحریر کئے۔ پادشاہ نے حاجی وقاص کی ہمراہ تربیت خاں کو بلخ روانہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا اور ہندوستان کے تحفے ساتھ کئے۔ ایک نامہ لکھا جس کا خلاصہ میں اس لئے لکھتا ہوں کہ اس میں سارا بیان پادشاہ کی فتوحات کا آجاتا ہے اول حمد و نعت و منقبت اصحاب و آل و القاب و نامے و حاجی وقاص کی رسید کو تحریر کیا پھر یہ لکھا کہ افاغنہ نے سرکشی کی اور نظام الملک سے جا ملے۔ جس پاس بیس تیس ہزار سوار ہمیشہ رہتے تھے اور انہوں نے دس بارہ ہزار باغیوں کو جمع کر لیا مجھے بعنایت الہی اُس پر فتح حاصل ہوئی اور دکن میں پانچ قلعے قندہار۔ دھارور۔ کالنہ۔ تلتم۔ ستوندہ۔ فتح کئے اور اس قدر ملک تسخیر کیا جس کی جمع پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ دکن سے بہت سی بیش قیمت پیشکش آئیں آپ نے جو اپنے خط میں کابل کی حدود میں آنے کا عذر لکھا ہے وہ سچ ہو گا مگر باوجود میری تخت نشینی کی خبر پہنچنے کے یہ لائق نہ تھا کہ اس قسم کا ارادہ کیا جاتا جس پر دین دنیا کا فائدہ کچھ مرتب نہ ہوا۔ اہل اسلام کے ساتھ خصوصاً اہل سنت و جماعت کی نسبت اس کا وقوع میں آنا مناسب نہ تھا۔ تعجب کی بات ہی کہ ایسے اخبار جو اظہر من الشمس تھے وہ دیر کر آپ تک پہنچے مناسب تھا کہ ہم بھی حاجی وقاص آپ کے سفیر کی ہمراہ اپنا سفیر بھیجیں اس لئے تربیت خاں بھیجا گیا اس کی زبانی بہت سی باتیں آپ کو معلوم ہونگیں

بندر ہوگلی کی فتح سے اہل اسلام کو بڑی خوشی ہوئی اس لئے اس کا خلاصہ لکھا جاتا ہے

کہ بنگالہ کے مشہور بنادر میں بندر ساتگانو ہے اوس کے نزدیک بندر ہوگلی تھا۔ وہاں فرنگی بہت جمع ہوگئے تھے اور یہ شریر اس دیار کے ان مسلمانوں کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے جو ان کے ہمسایہ میں مسکن و ماوا رکھتے تھے بہت سے مسلمانوں کو پکڑ کر جبراً نصرانی بناتے اس سبب سے کہ اہل کفر و ضلال کا استیصال بادشاہ اسلام پر جو مروج دین مبین ہو واجب ہی ہے اس نے قاسم خاں صوبہ دار بنگالہ کو حکم دیا کہ اس طائفہ کے رفع دفع میں کوشش کرے۔ صوبہ دار مذکور نے ایک لشکر کو اس مطلب کے لئے فرنگیوں پر متعین کیا۔ نوارہ بنگالہ میں ایک ہزار کشتی ہیں اور ہر کشتی کے لئے مقرر ہے کہ ستر اسی ملاحوں کے سوا ایک جماعت تفنگچی و توپچی و گولہ انداز و تیر انداز و نیزہ دار و شمشیر دار و نقارچی و نفیرچی و کرنائی و رود گر و آہن گر اور اقسام محترفہ کی ہو چنانچہ اس کا مجموعہ ستر ہزار نفر علوفہ دار ہوتا ہے کہ ماہ بماہ خزانہ بنگالہ سے ان کو نقد علوفہ ملتا ہے اور ان کشتیوں میں اس جماعت کے سوا ایک اور جماعت کار آزمودہ سپاہیوں اور منصبداروں واحدیوں کی بھی ہوتی ہے غرض ایسی پانچسو کشتیاں اس تیاری کے ساتھ روانہ کی گئیں چار مہینے تک وہ بحر و بر میں فرنگیوں سے لڑتی رہیں رفتہ رفتہ فرنگیوں کو تنگ کیا اور ان کے حصار محکم میں نقبیں لگائیں۔ اور اوس کی دیواروں کو ہوا میں اُڑایا اور چاروں طرف یورش کر کے ان کو مسخر کیا چونکہ یہ بندر دریائے شور کے کنارہ پر واقع تھا۔ بقیۃ السیف نے اپنی بقاء حیات فرار میں جانی اور جہازوں اور غرابوں میں چڑھ کر بھاگ گئے پادشاہی لشکر نے خشکی و دریا کی راہ سے ان کا تعاقب کیا۔ ان میں سے بعض کو قتل بعض کو قید کیا۔ فرنگیوں کے دس ہزار آدمی قید ہوئے اور سوا جنگی فرنگیوں کے پانچہزار اور آدمی جہاز و غراب کے قید و بند میں پھنسے ۹۴ جہاز و غراب بہت سی دولت و غنیمت کے ساتھ پادشاہی آدمیوں کو ہاتھ لگے اور اس دیار سے فرنگی بالکل خارج ہوگئے اور ان کے معابد کی جگہ حسب الحکم مساجد بنائی گئیں صدائے ناقوس کی بجائے اذان کی آواز بلند ہوئی۔ الحمد للہ

ان ایام میں ایسی فتح اہل اسلام کو ہوئی دولت دنیا اور وسیلہ سعادت عقبیٰ و باعث رضائے مولیٰ ہوجیو۔

اسی سال میں محمد علی بیگ کہ شاہ عباس کے پاس سے تین لاکھ روپیہ کی سوغات لیکر آیا تھا اس کو پادشاہ نے رخصت فرمایا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور اور مرصع آلات وغیرہ اسکو دئے اسکی ہمراہ صفدر خاں کو بھیجا اور چار لاکھ روپیہ کی سوغاتیں دیں اور نامہ متضمن تعزیت و تہنیت لکھا اس میں سرگذشت خاں جہاں لودھی اور دریا خاں و فتح ہشت قلعہ دکن اور تسخیر بندر ہوگلی مرقوم کی اور ان کو نصائح اس طرح لکھیں جیسی کہ باپ بیٹے کو لکھتا ہے کہ عظیم الشان پادشاہوں کی خدمت میں ضرور ہے کہ ایسے دانشمندوں کی جماعت ہو کہ اسکو اسقدر عزت و قدرت ہو کہ وہ دلیرانہ ہر مقدمہ کو جس میں مصلحت دولت ہو عرض کرے اور تم اس بات کو بھی خاطر نشین رکھو کہ بادشاہی سلطنت کے معنے حقیقت میں یہ ہیں کہ مالک الملک حقیقی اپنے ذاتی کرم سے کسی خاص بندہ کو مصلحت عام کے واسطے قبول کرتا ہے اور اسم والاظل اللہی سے سرافراز کرتا ہے اور اپنی خلق کو اس کے حوالہ کرتا ہے تاکہ اس کے جان و مال و عزت و آبرو کی محافظت کرے اور قوی کے ہاتھ کو ضعیف سے کوتاہ کرے۔ مظلوم کی داد ظالم سے لے۔ اور سنت سنیہ الٰہی پر عمل کرکے انکی تقصیرات کو کہ بمقتضائے بشریت سرزد ہوتی ہیں عفو فرمائے اور جب تک ضرور نہ ہو بندہائے خدا میں سے کسی کو عقوبت نہ کرے۔ جب یہ حال ہو تو میرے فرزند تجھے ہمیشہ یہ بات منظور نظر رکھنی چاہیے کہ اپنی مملکت کی خلق و سپاہی و رعیت پر عین عنایت ہو اگر کسی بندہ سے تقصیر ہو جس کا عفو و اغماض مصلحت کے موافق نہ ہو تو اس تقصیر کے موافق تنبیہ کرے انسان حقیقت میں غریب بنیان الٰہی ہے جو ید قدرت نے سالہائے دراز میں بنائی ہے اس کا ازالہ قوی سبب بے اخلاصی اور نفرت طبائع کا ہے وہ بے ضرورت نہ کرنا چاہیے اور تسخیر قلوب احسان سے کرنی چاہیے الانسان عبید الاحسان

سچا مقدمہ ہے اس صورت میں خاطر جمع رہتی ہے۔ ملک امن و دولت مستحکم مہمات منتظم ہوتی ہیں
غائت محبت و نہایت رافت کے سبب بموداے الدین النصیحۃ یہ چند کلمے زبان خامہ
پر آئے اس زمانہ میں شاہ ایران کا دستور اور رویہ ہو گیا تھا کہ ناحق خونریزی کرتے تھے
خصوصاً شاہ صفی کی سفاکی باپ دادا سے بھی بڑھ کر تھی۔ اس لئے شاہجہان نے نصیحیں اس
طرح لکھیں جیسے کہ باپ بیٹوں کو لکھتا ہے۔

عرس ممتاز محل

۱۷۔ ذیقعدہ کو بادشاہ نے ممتاز محل کے عرس کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پہلے ہوچکا تھا کہ بیدلخاں
داروغہ زرگری خانہ خاصہ سونے کا محجر بنائے جسکا کتابہ و قبہ کل مینا کار ہوں اور کوکبہ قنادیل
طلائی مہیا ہوں۔ ان دنوں میں اسنے وہ تیار کر کے بادشاہ کو ملاحظہ کرائے۔ محجر کا وزن چالیس ہزار
تولہ تھا اور چھ لاکھ روپیہ اسمیں صرف ہوئے تھے اسکو حکم ہوا کہ بیگم کی تربت کے گرد لگایا جائے اور
کوکبہ و قنادیل مرقد کے اوپر لٹکائی جائیں ابھی عمارت مزار تیار نہیں ہوئی تھی چاروں جانب خیمے
لگائے گئے اور سائبان تانے گئے اور سارے میدان میں طرح طرح کے فرش بچھائے گئے۔۔۔۔
بادشاہ مع اہل حرم و فرزند عرس میں شریک ہوا اور پچیس ہزار روپے جو مقررہ روپیہ کا نصف تھا
مستحقین کو عطا ہوئے۔ ان دنوں میں اہل محل کے چند آدمی طاعون سے مر گئے جو ہوا کے تعفن سے

وبا

پیدا ہوئی تھی اس لئے بادشاہ قلعہ سے باہر ان عمارتوں میں چلا گیا جو جمنا کے کنارہ پر تیار ہوئی
تھیں وہاں کی ہوا دلکشا و روح افزا تھی۔ کچھ دنوں کے بعد قلعہ کے باہر بھی وبا نے اثر
کیا تو بادشاہ نے اس وبا کا علاج زہر مہرہ سے نکالا۔

اتفاقاً شاہزادہ اورنگ زیب کا ہاتھی سے لڑنا

ہر سال کے دستور کے موافق اس سال میں بھی بادشاہ نے ہاتھیوں کے لڑنے کا حکم
جھروکہ میں دیا اور بادشاہ کے دل میں یہ آئی کہ تمام گرامی قدر شاہزادے گھوڑوں پر
سوار ہو کر ہاتھیوں کی لڑائی کی سیر دیکھیں شاہزادہ اورنگ زیب اپنے گھوڑے کو
ہاتھیوں سے بہت نزدیک لے گیا۔ دو مست ہاتھی لڑ رہے تھے ان سے کچھ خوف
نہ کیا گھوڑے کو آگے بڑھاتا گیا۔ یہاں تک کہ لڑنے والے ہاتھیوں میں سے!

ایک ہاتھی شاہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شاہزادہ نے باوجود چھوٹی عمر ہونے کے بہ بڑی
ہمت کی کر ایک برچھا مار کر ہاتھی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ چاروں طرف آفریں کا غل مچا
چار قل دفع چشم زخم کے لئے پڑھے گئے۔ ہاتھی زخمی ہو کر غصہ میں آیا۔ شاہزادہ کو گھوڑے
سمیت دانتوں کے نیچے کر لیا۔ شاہزادہ گھوڑے سے جدا ہوا اور چستی و چالاکی سے تلواریں ہاتھی پر ماریں
شاہزادہ محمد شجاع نے جب یہ حال ملاحظہ کیا تو باوجودیکہ خلایق کا ہجوم اور ازدحام ایسا تھا کہ آدمی
ایک دوسرے پر گرتا تھا اور ہوا کی آمد و رفت مشکل تھی آتشبازی کے دھوئیں سے آدمی آدمی کو نہ پہچانتا
تھا وہ بھائی کی مدد کے لئے اسکے نزدیک گیا مگر صدمات آتش فشانی سے اسکا گھوڑا چراغ پا ہوا اور
وہ بھی گھوڑے سے گرا۔ اسوقت راجہ جے سنگھ ہاتھی کے پاس گیا اسکا گھوڑا بھی ہاتھی سے بھاگتا تھا اور
زیب تھا کہ وہ بھی گھوڑے پر سے گرتا مگر اُسنے اپنے تئیں سنبھالا اور ہاتھی پر متواتر برچھے لگائے اور
اسکے ساتھ ہی گرز برداروں نے اور جلوے خاص کے آدمیوں نے گرز اور حربے لگائے کہ فیل حریف
نے اس ہاتھی پر حملہ غلبہ انگیز کیا جسکے سبب سے وہ فرار ہوا اور دونوں شاہزادوں کی جان بچی پادشاہ
نے دونو کو گلے لگایا اور شاہزادہ اورنگ زیب کو اشرفیوں کے پانچ خریطوں سے تولا اور انکو
درویشوں اور مستحقوں میں تقسیم کیا۔

فتح قلعہ دولت آباد

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ فتح خاں پسر عنبر نے پادشاہ کی اطاعت میں اپنی بہبود کار دیکھی
اور اپنے بیٹے عبدالرسول کو پادشاہ پاس بھیجا پایہ تخت کے کار پردازوں کو عفو جرائم
کا وسیلہ بنایا۔ پادشاہوں نے ساہو کو تقاضائے وقت کے سبب سے بعض محال
نظام الملک کے دئے تھے اس سے وہ لے کر بدستور سابق فتح خاں کو مرحمت و بحال کئے
ساہو آزردہ خاطر ہو کر عادل خاں پاس بیجاپور میں چلا گیا اور تازہ فتنہ و فساد کا
باعث ہوا اس نے عادل خاں سے دولت آباد کی تسخیر کے لئے امداد کی درخواست
کی اور لشکر گراں اور مصالح قلعہ گیری عادل شاہ سے لے کر دولت آباد روانہ ہوا
ان دنوں میں اس سبب سے کہ کئی سال سے کال پڑ رہا تھا قلعہ میں غلہ نہیں رہا تھا

اور فتح خاں جانتا تھا کہ امرا نظام الملک اس سبب کہ میں نے بدسلوکی اور خونریزی کی ہی محاصرہ کے
وقت میرے ساتھ رفاقت بلا اتفاق نہیں کرینگے۔ لشکر بیجاپور کی خبر سنکر متوہم خاطر ہوا اسنے خان خاناں
مہابت خاں کو عریضہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ ساہو کی سلسلہ جنبانی سے بیجاپور کی فوج روانہ ہوئی ہی
میرا ارادہ ہی پادشاہی آدمیوں کو قلعہ سپرد کروں آپ جلد تشریف لائے۔ خانخاناں اس مژدہ خاطرخواہ
سے مطلع ہوا اول خان زماں کو لشکر شاہی کے ساتھ دولت آباد روانہ کیا اور پیچھے خود مرحلہ پیما ہوا
جب خان زماں دولت آباد سے دو منزل پر آیا تو اس نے خبر سنی کہ ساہو سر راہ لڑنے کے ارادہ سے
کھڑا ہے اس لئے اپنے چھوٹے بھائی لہراسپ کو دلیر ہمت اور ہمراہیوں کے ساتھ بیجاپور کی سرداروں
کے مقابلہ کے لئے تعین کیا اور خود فوج کو ترتیب دیکر اس فوج سے لڑنیکے لئے مستعد ہوا قصبہ پھول مری
(پھولری) یا گھاٹی پھول تیری سے گذرا تو سپاہ بیجاپور کی گرد نظر آئی۔ اول لہراسپ سے بعد ازاں
خان زماں سے دار و گیر شروع ہوئی بعد مردانہ زد و خورد کے دونو طرف سے ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی فوج دکن ہزیمت پاکر سات کوس اسطرف دولت آباد کے چلی گئی۔
کھڑکی سے دو کروہ پر خان زماں نے نزول کیا بیجاپور کے سرداروں نے مآل اندیشی
پر نظر کرکے فتح خاں سے ابواب موافقت کو مفتوح کیا اور پیغام دیا کہ افواج پادشاہی کے
پیش نہاد یہ ہے کہ دولت نظام الملک کا استیصال کرے اور دولت آباد کے قلعہ کو مفتوح کرے
جسپر ساری ولایات دکن کی تسخیر متفرع ہے یہ عنقریب ہونے والا ہے جو کہ آخر کو عادل خاں
کے خاندان میں تزلزل پیدا کریگا ہم تم دونو ایک خاندان کے پروردہ ہیں طرفین کی
صلاح یہ ہے کہ صلح کرکے مصالحہ اتحاد و اتفاق سے اس خاندان کی دولت کو استوار
کریں غرض خط و کتابت ہوکر آپس میں وفا و وفاق کے عہد و پیمان ہوئے اور یہ
ٹھہری کہ تین لاکھ ہون نقد اور آذوقہ قلعہ میں پہنچایا جائے خافی خاں نے یہ لکھا
ہے کہ صلح اس شرط پر ہوئی کہ فتح خاں تین لاکھ روپیہ چند گھوڑوں کے ساتھ ساہو
کو دے اور وہ اپنی مدد سے بالائے قلعہ ذخیرہ پہنچاوے بعد اسکے قلعہ کے نیچے اور

اوپر سے لشکر شاہی پر توپ و تفنگ کے گولے و تیر و سنان برسنے لگے خانخاناں جو ظفر نگر میں تھا اس خبر کو سنکر پیچ و تاب میں آیا۔ خان زماں کو لکھا کہ فتح خاں نے پیمان شکنی کی قلعہ کی تسخیر اور اسکی تادیب اور لشکر بیجاپور کی تنبیہ پیش نہاد ہمت کرے اول رندولہ اور ساہو کو کہ نظام پور اور حوالی دولت آباد میں آدوقہ اور اور لوازم قلعہ داری کا سامان کر رہے ہیں نکال دے اور وہاں تک پہنچکر مداخل و مخارج کو سرداروں کے حوالہ کرے تاکہ آسانی سے غلہ رسانی کے ابواب بند ہو جائیں۔ اگر فتح خاں قول و عہد سابق کا انقیاد کرے تو اوس کو عنایات پادشاہی سے مطمئن کرے اور قلعہ کی تسخیر کی طرف متوجہ ہو۔ خان زماں پاس جب خانخاناں کے نوشتجات پہنچے تو وہ نظام پور میں آیا راہ میں جہاں وہ بیجاپوریوں کے لشکر کا اثر دیکھتا وہاں جاتا اور ان کو تیر و سنان و تیغ کا طعمہ بناتا۔ فتح خاں نے یہ مصلحت دیکھی کہ خیریت خاں کو چھ سو سواروں سمیت قلعہ میں داخل کرلیا۔ وہ دکن کے صاحب رائے امرا میں سے تھا مگر فوجوں نے طرفین سے ایک دوسرے پر شب و روز تاخت کی آخر دکنیوں نے ہزیمت پائی اور یہاں سے چلے گئے خان خاناں نے رسد غلہ و ذخیرہ قلعہ کی راہ بند کرنے کے لئے فوج مقرر کی اور خان زماں کو پانچہزار سوار کے ساتھ بیجاپور کی فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور سرداروں کو نقب لگانے اور مورچوں کے بڑھانے کے لئے جابجا متعین کیا اور قلعہ گیری کے مصالحہ میں کارفرما ہوا قلعہ دولت آباد میں نو قلعے پایہ بپایہ سنگ خارا سے تراشے گئے ہیں وہ ایسا قلعہ نہیں ہے کہ مصالحہ محاصرہ قلعہ و زینہ و یورش و نقب سے تسخیر ہو جائے مگر یہ قلعہ ذخیرہ سے خالی تھا اس لئے اس کے مفتوح ہونے کی امید ہو سکتی تھی۔ اور قلعہ گیروں کے دلوں کو تقویت ہوتی تھی اور امراء شاہی اس کو محاصرہ میں جان نثاری کرتے تھے۔ یاقوت حبشی جو اول نظام الملک کا غلام تھا پھر پادشاہ کا نوکر ہو گیا تھا اس نے نمک قدیم کے حق پر بازگشت کرنی چاہی اول اس کو یہ فکر ہوئی کہ اپنے مورچال کی طرف سے قلعہ میں ذخیرہ پہنچائے۔ مگر خان خاناں کی تدابیر صائبہ اور اہل مورچال کی

ویدبانی سے یہ مطلب اس کا حاصل نہ ہوا۔ غلہ پکڑا گیا جو اُسکے بازار سے قلعہ کے لیجانے کے
لئے خریدا گیا اس غلہ رسانی کی شہرت ہوئی جسکے سبب سے یاقوت کو پادشاہی سیاست کا خوف ہوا
تو وہ غلامان گریز پا کی طرح لشکر سے نکل کر اپنے قدیم مالکوں کے پاس چلا گیا۔ ۱۴ رمضان کو
شام کو رندولہ اور امرائے دکنی غلہ کے چار سے کے قریب بیل ہمراہ لیکر حوالی لشکر میں آئے تاکہ قلعہ پہنچائیں
اور تمام بیجاپوریوں کو پہنچائیں وہ فتح خاں کی سوا بد بیسے عنبر کوٹ میں تھے فتح خاں انکو بہ سبب
قلت آذوقہ کے غلہ کے دینے میں تساہل کرتا تھا۔ خانخاناں نے لہراسپ خاں اور اودا جیرام
اور بہادر جی وجگراج بندیلہ کو تعین کیا کہ دکنیوں سے اس غلہ کو چھین لیں دونو طرف سے
جنگ ہوئی۔ آدھی رات کو رندولہ و فرہاد و بہلول و ساہو و انکس چار ہزار سوار دولہا کے
قریب اپنی فوج سے ہمراہ لیکر خان زماں خاں کے بنگاہ پر حملہ آور ہوئے۔ راؤ ستر
سال نے راجپوتوں کو ساتھ لیکر بہلول کے برادرزادہ اور ایک جماعت دکنی کو مارا باقی
سب بھاگ گئے۔ تین روز بعد پھر وہ لشکر شاہی کے قریب نمودار ہوئے۔ خانخاناں نے
تاکید کی کہ زمین میں گریوہ و مغاک بہت ہیں افواج شاہی ایک جگہ پر مستعد رہے
جب دکنی لڑنے آئیں تو لڑے۔ پادشاہ کا لشکر بموجب قرارداد کے آمادہ کارزار رہا
دکنی بے ستیز و آویز کے یاقوت و رندولہ پاس کہ نظام پور کے قریب ٹھیر رہے تھے چلے
گئے۔ یاقوت نے کہا کہ ہر روز اپنے تئیں دکھلانا اور چند بان مارنے اپنے تئیں ذلیل
کرنا ہے مصلحت یہ ہے کہ اس وقت لشکر شاہی جو ہماری مراجعت کے سبب سے خاطر
جمع ہو کر ڈیروں میں پڑا ہے اس پر ہم جا پڑتے اور رندولہ کے منتخب آدمیوں کو ہمراہ
لے کر چستی و چالاکی و دلیری سے دست برد کریں۔ یاقوت کی اس صلاح کے
موافق دکنیوں نے دوپہر تک دلیر ہمت کی بنگاہ پر ہجوم کیا۔ دلیر ہمت نے
مقابلہ کیا ایک سخت معرکہ ہوا دکنیوں کا لشکر بھاگ گیا۔ راہ میں نہر میں اس کے
کچھ آدمی ڈوبے۔ بادشاہی لشکر اپنی قرارگاہ پر آیا۔

ان دنوں میں خانخاناں کو خبر لگی کہ پادشاہی تابینوں کی ایک جماعت ہے جو لشکر شاہی
سے اس سبب نہیں مل سکتی کہ دکنی اطراف وجوانب میں پھیلے ہوئے ہیں اور ظفر نگر میں وہ مقیم ہے
اور بیس ہزار بیل غلہ کے بھی وہاں ہیں تو اُسنے ترکمان خاں تھانہ دار ظفر نگر کو لکھا کہ اپنے آدمیوں
اور جماعت مذکور اور غلہ کو ہمراہ لیکر اس جانب چلے آؤ اور ظفر نگر سے اپنی روانگی کی اطلاع دو کہ اسکی
کمک کے لئے فوج مقرر کیجائے ترکمان خاں جب چلا تو اُسنے خانخاناں کو اطلاع دی خانخاناں نے
سران سپاہ کی ایک جماعت کو مثل میارز خاں و راؤ داؤ و و احمد خاں نیازی و نظر بہادر کو ترکمان خاں
کی معاونت کے لئے روانہ کیا جب معلوم ہوا کہ ساہو و بہلول خاں و فرہاد خاں اور یاقوت کے
پوتے یہ خبر سنکر کہ ترکمان خاں آتا ہے اور رسد لاتا ہے اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ تو
خان زماں نے راؤ ستر سال کو ہمراہ لیا اور مورچوں کے استحکام کا انتظام ایک گروہ
کو سپرد کرکے وہ چلا جب وہ کھرکی بن آیا تو جاسوسوں نے اطلاع دی کہ دکنی رسد کی
طرف چلے ہیں اور پانچہزار سوار باغ چیکل تھانہ میں منتظر ہیں۔ خان زماں ان کی مالش
پر متوجہ ہوا۔ دکنیوں نے لشکر شاہی کو جو تھوڑا سا تھا دائرہ کی طرح احاطہ کیا۔ خان زماں
نے رعد اندازوں کو حکم دیا کہ تفنگ و کجنال چلائیں۔ سہ پہر سے دو گھڑی رات ہنگامۂ زد و
خورد گرم رہا۔ طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے۔ دکنی باغ چیکل تھانہ میں
چلے گئے۔ خان زماں نے میدان نبرد کو دائرہ گاہ بنایا اور رات بیداری اور ہوشیاری
سے بسر کی۔ صبح کو دکنیوں کو باغ مذکور سے کھڑکی بن بھگایا چونکہ مقصود رسد کا لانا تھا
اس لئے دکنیوں کا تعاقب لشکر شاہی نے نہیں کیا اور موضع بن میں ترکمان خاں سے
مل گیا۔ اتفاقاً بہادر جی دکنی و راجہ بہار سنگہ بندیلہ و سید عادل بارہ و تلوک چند
و جعفر نجم ثانی اور چند اور امراء شاہی بارہ سو سواروں کے ساتھ جو خان زماں کی کو مک
کو خانخاناں کے حکم سے جاتے تھے کھڑکی سے باہر نکلتے تھے کہ فوج غنیم سے جو
بھاگی جاتی تھی ملاقی ہوئے۔ طرفین سے بان اور تفنگ چلنے لگے بہلول یہ سمجھکر کہ خانخاناں کی

جمعیت متفرق ہو رہی ہے فرصت کو غنیمت جانکر دولت آباد کو دوڑا کہ شاید تلافی گذشتہ بروے کار آئے۔ دلیرہمت مع فوج کے خان زماں سے ملگیا۔ خان زماں نے دلیرہمت کو روانہ کیا کہ خانخاناں سے ملے اور جمعیت کے ساتھ رسد کو لشکر میں پہنچائے۔ دلیرہمت خانخاناں سے ملا دکنیوں نے اس سے مطلع ہو کر اپنے مقر پر مراجعت کی۔ ۲۱۔ ماہ مذکور کو خانخاناں کے لشکر کو رسد پہنچگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ شبانہ روز جنگیں غلہ کے پہنچانے پر ہوتی رہیں لشکر شاہی میں غلہ کی رسد کی ممانعت کے لیے افواج بیجاپوری شوخیاں کرتی تھی مورچوں پر گرتی تھی اور آدمیوں کو ضائع کرتی تھی ہر طرف سے قتال جدال میں تردد نمایاں ہوتا تھا جانیں جاتی تھیں۔

۲۲۔ کو کھیلوجی دکنی کہ مدت سے پادشاہ کی خدمت میں تھا اور پنجہزاری پنجہزار سوار کے منصب سے سرافراز تھا یاقوت کی طرح لشکر بادشاہی سے بھاگ کر عادل شاہ کی فوج میں داخل ہوا مگر اس کے دو بھائی مالوجی اور ہرسوجی نے اسکا ساتھ نہ دیا۔ وہ خانخاناں پاس آئے اور انہوں نے انعام و خلعت پایا کھیلوجی کے ملنے سے دکنیوں کو تقویت ہوئی ۲۷۔ کو اس قصد سے کہ چار سو بیل غلہ کے قلعہ اوپر کھتلہ میں لے جائیں دکنیوں نے لشکر شاہی میں ایک شورش عظیم برپا کی بہلول خاں نے کہ فوج بیجاپور کا عمدہ سردار تھا اور یاقوت کے نبیروں نے چاروں طرف پادشاہی مورچوں پر حملہ کیا اور صدائے دار و گیر بلند کی دوپہر تک لڑائی رہی۔ سرگیند کی طرح گھوڑوں کے سموں میں لڑھکتے تھے۔ یہاں تک نوبت آئی کہ خان خاناں اور تمام سرداران شاہی سوار ہوئے اور میدان کارزار میں قدم رکھا اور دکنیوں کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے موافق و مخالف سپاہ کی گرد سے آسمان پر گھٹا چھاگئی اور سورج چھپ گیا۔ نبرد گاہ میں دو تین سردار مثل جگنناتھ راٹھور و ایک جماعت راجپوت اور بعض مسلمان روشناس نے جان دی۔ بہلول فرار ہوا اور دکنیوں کے

بہت آدمی قتل و اسیر ہوئے۔ ۶۔ شوال کو فوج پادشاہی نے بلا فرصت مخالفوں کی بھیڑ پر تاخت کی وہاں بھی محاربہ صعب ہوا۔ بہت غنیمت مع انبار غلہ جو قلعہ کے اوپر لے جانے کیلئے دکنیوں نے فراہم کیا تھا لشکر شاہی نے لے لیا اور جن چیزوں کو وہ اٹھا نہ سکے انکو جلا دیا اسوقت فتح خاں نے مورچال لشکر کو فوج سے خالی دیکھکر فرصت وقت کو ہاتھ سے نہ دیا قلعہ سے نکلا اور اس مورچال پر جسکی نقب حصار قلعہ کے نیچے تک پہنچی تھی حملہ آور ہوا شور و غلغلہ عظیم پر بیم بلند کیا خانخانان بہ تسکر مع بہادروں کے یہاں آیا ہر جانب سے رزم جو آتش خو لڑنے کے لئے پہنچے نفیر و کرنا کی آواز اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازے اور جوانوں کی ہوہا نے دکنیوں پر فرار کا منتر پھونکا۔ فتح خاں افتاں و خیزاں قلعہ میں گیا۔ مورچال کا اسباب کچھ غارت گیا۔ چند روز سے کہی لشکر میں نہ پہنچی تھی بلکہ رات دن کی لڑائی سے لشکریوں کو زین اتارنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ کاہ و ہیزم لانے کا ذکر کیا ہے۔ خانخاناں نے خان زماں کو کہی لانیکے لئے بہت لشکر دیکر بھیجا۔ دو ہزار سوار قراولی کے لئے راہ کے مابین مقرر کئے کہ وہ ناگہاں فوج کے پہنچنے سے خبردار رہیں۔ بیجاپور کا لشکر یہ خبر سنکر فوج پادشاہی پر گردکی طرح دوڑا اور قراولوں کی فوج سے لڑا مدد کے پہنچنے سے اور کچھ کشش کے ہونے سے ہر طرف سے لشکر شاہی میں کہی پہنچی۔

خاں زماں کی طرف کی نقب کو باروت سے بھرا اور یہ قرار پایا کہ نہم شوال کو صبح کے وقت اس میں آگ لگائی جائے اور حکم ہوا کہ یہاں سب سردار یورش کے لئے آخر شب میں جمع ہوں۔ مورچال کے عملہ فعلہ نے یہ خطا کی کہ ابھی ایک گھڑی رات باقی تھی اور مردم آبرو طلب جمع نہ ہوئے تھے کہ باروت میں آگ لگادی۔ باوجودیکہ ۲۰۔ گز دیوار گر گئی اور بارہ گز برج اڑ گیا اور ایک راہ وسیع کھل گئی لیکن اس سبب سے کہ تاریکی میں غبار کے اڑنے سے اور تیرگی بڑھ گئی تھی اور مردم کار طلب قلعہ کشا ابھی آئے نہ تھے۔ کسی کو قلعہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی محصور خبردار

ہوئے گولہ تفنگ حقہ آتش بان سے آتش فشاں ہوئے۔ چوب و تختہ و ہر چیز سے جو مانع آگ کی
رخنہ کے بند کرنے میں دکنیوں نے سعی کی خانخاناں نے یہ حال دیکھ کر خود یورش پر کمر ہمت چست
کی اور اپنے ہمراہیوں سمیت سنگ آتش کی بارش میں جانے کا ارادہ کیا کہ لعیق خاں نے کہا کہ سر
سرداران سپاہ کو ایسی سنگ آتش خلاف قوانین کارداں ہی اور امرا بھی مانع ہوئے۔ اور غیرت کو
کارفرما ہو کر جمع کیا ہر طرف سے امرا جمع ہوئے مغلوں اور راجپوتوں اور جان سپار قلعہ کشایوں کی
ایک جماعت حملہ آور ہوئی اور سپیوں کو سپر بنا کر محصوروں پر تاخت کی۔ ایک جماعت کے مارے
جانے کے بعد وہ شہر پناہ کے حصار میں داخل ہوئے جس کا نام عنبر کوٹ مشہور تھا اس کا ارتفاع بنیاد
سے کنگرہ تک ۱۴ گز اور عرض ۷ گز تھا۔ دکنیوں کی ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور فرار ہو کر خندق
مہا کوٹ میں پہنچی۔ پادشاہی آدمیوں نے حصار کے اندر مورچوں کا بندوبست کیا۔ عنبر
و یاقوت کی حویلیوں کو اپنی پناہ بنایا اور محصوروں کو پہلے سے زیادہ تنگ کیا اس
حصار میں جو ذخیرہ آتشبازی پایا اس پر متصرف ہوئے۔ قلعہ دوم کے متحصنوں پر
توپیں لگائیں اگرچہ آٹھ قلعے ایسے مستحکم برج و بارہ رکھتے تھے کہ ان کا فتح ہونا خواب
و خیال میں بھی نہ آتا تھا مگر یا محتاج اور کھانے کے ذخیرہ کے نہ ہونے نے قلعہ نشینوں
پر ایسا کام تنگ کیا تھا کہ اکثر آدمی پوست بے گوشت اور حلال حرام چارپایوں کی
استخواں کو قوت لایموت بناتے تھے۔ خان خاناں نے اس قلعہ کی تسخیر پر کمر ہمت
باندھی تھی۔ القصہ اس ہنگامہ دار و گیر میں غنیم کی سپاہ تین چار ہزار سوار نمودار ہوئے
کہ فوج شاہی اس سے مشغول ہو اور اس میں شورش پیدا ہو۔ ہزار سر بیارہ (سر بار) غلہ
مع دو تین ہزار پیادہ برقنداز و تیر انداز شب تار میں سیاہ لباس پہنے ہوئے شیر حاجی
(برج کا نام) کے پاس پہنچے خندق کے متصل دریچہ تھا اس کے پاس غلہ کو اتارا اور برق
و باد کی طرح بھاگ گئے قلعہ کے آدمیوں نے ہجوم کر کے ایک جماعت کو آب و آتش اور
تیر و سناں کے درمیان کر کے اور بعض کو حصار کے اندر فوج شاہی کے مقابل کر کے

قلعہ کو اندر سے جانا چاہا۔ خانخاناں دکنیوں کی اس تدبیر اور ارادہ پر پہلے سے مطلع ہو گیا تھا
اس نے پیادوں اور سواروں کی ایک جماعت کو خندق سے باہر تعین کیا اور کمین میں بیٹھا
دونو گروہ میں لڑائی ہوئی۔ بادشاہی آدمی غالب ہوئے اور غلے کے ذخیرہ کو غنیمت لے آئے
بعد ازاں لشکر شاہی نے از سر نو نقب دوانی کی اور اسباب قلعہ گیری کے فراہم کرنے کی
فکر کی۔ اہل قلعہ کا فاقوں کے مارے بُرا حال ہوا۔ فتح خاں کے دل میں رعب و ہراس
بیٹھ گیا۔ اہل و عیال کو احمال و اثقال کے ساتھ بالائے قلعہ سیوم پر جسکو کالا کوٹ
کہتے تھے پہنچایا اور خود قلعہ مہاکوٹ میں آیا۔ اس حال میں خیریت خاں بیجاپوری وغیرہ
بطور مدد کے قلعہ میں آئے تھے اور عسرت سے جاں بلب تھے انہوں نے خانخاناں
پاس جان کی اماں کے لئے اور عادلخاں پاس جانیکے لئے پیغام خفیہ بھیجا۔ خانخاناں نے اس کی
جان پر یہ احسان کیا کہ جواب خیریت خاں پاس بھیجا کہ اگر بادشاہ کی نوکری تو چاہیگا تو منصب لائق
پر سرافرازی پائیگا اور اگر عادلخاں پاس جائیگا تو تیرے آقا کیلئے خلعت نامہ دیا جاویگا خیریت خاں
تابو پاکر رات کو دو سو آدمیوں کے ساتھ خانخاناں پاس آیا۔ خانخاناں نے خلوت میں ضیافت
کی صبح اس کو خلعت و راہ کا مایحتاج ضروری دیا۔ خلعت اور نامہ اور عادل شاہ کے نام
کا وہ فرمان جو بادشاہ کے دستخط خاص کا عادل شاہ کی عفو تقصیرات پر اور بادشاہ کے
دکن کی طرف آنے پر مشتمل تھا سرِ دیوان پڑھ کر اور پیغام وعدہ وعید سراپا امید و بیم کے
اپنی طرف سے کر کے اور حضرت اعلیٰ کا نام لے کر روانہ کیا بعد ازاں کہ خیریت خاں
نامہ و خلعت عادل شاہ کے لئے لیکر بیجاپور پر روانہ ہوا خانخاناں قلعہ کی تسخیر میں
مشغول ہوا اس ضمن میں خبر آئی کہ مصالحہ قلعہ گیری اور خزانہ برہان پور سے گر یوہ رہین
کھیڑہ میں آیا ہے۔ غنیم خبر پاکر اوس کی طرف دوڑا ہے اس لئے خان زماں
اس جماعت کی تنبیہ و گوشمالی کے لئے مقرر ہوا۔ مابین راہ جانے اور مراجعت
کرنے کے وقت سب جگہ غنیم کی فوج خان زماں سے لڑی اور ہر روز ایک

محاربہ وقتال ہوا۔ غنیم کی سپاہ کبھی کبھی لشکر پادشاہی کو ایسا تنگ کرتی تھی کہ ایک دو گروہ راہ
جنگ کنان طے کرنے دشوار ہوتی تھی۔ دونو طرف سے بہت آدمی کام آتے تھے جب خانزماں
خزانہ و ذخیرہ کے نزدیک پہنچا اتفاقاً اسی روز قریب پندرہ ہزار سوار بیجاپوری۔ نظام الملکی افواج
دکن کے ساتھ ملگئے ایک لشکر عظیم الشان ایک لاکھ سوار اور پیادہ کا جمع ہوگیا۔ اور پادشاہی فوج
کو گھیر لیا۔ اور کارزار شروع کی۔ صداے دار و گیر بلند ہوئی۔ ایک قیامت برپا ہوئی۔ خانخاناں نے
دکنیوں کا غلبہ سنکر ایک اور فوج مدد کے لئے بھیجی ہر طرف سے عرصہ کارزار ایک دوسرے پر تنگ ہوا
زمین پر ہزارہا سر لڑکتے تھے اور زمین خون سے لالہ زار بن رہی تھی۔ اگرچہ خان زماں خاں
بیس ہزار بیل غلہ کے اور چھ لاکھ روپیہ نقد و سو من باروت لشکر شاہی میں لے آیا
مگر مالی نقصان اور جانی زیاں بہت ہوا۔ اسی زمانہ میں خبر آئی کہ مراری پنڈت
جو عادل خاں کا عمدہ نوکر اور وزیر صاحب السیف والقلم تھا ایک بہاری فوج لیکر لشکر شاہی
سے ملا چند کروہ زمین کو سوار و پیادوں سے زیر بار کرکے مقابلہ میں آیا۔ خان زماں
فوج گران اور توپ خانہ لے کر فوج دکن کی برابر آیا بان و تفنگ چھوڑکر اور تیر
پھینک کر بازار کارزار کو گرم کیا دکنیوں نے ہیئت مجموعی ہر طرف جوانوں کو لیکر
مردانہ چپقلش اور رستمانہ حملے کئے لہذا بہت زد و خورد کی اور سوار و پیادوں کے
کشتہ ہونے سے فوج شاہی پر کار تنگ ہوا قریب تھا کہ خان زماں کے لشکر کو ہزیمت
ہو کہ خانجہاں نے یہ خبر پاکر دلیر ہمت کو حصار میں چھوڑکر فوج دکن کی کارزار میں خود
آیا۔ دونو فوجیں مقابل ہوئیں اور محاربات سخت ہوئے۔ دار و گیر کا غبار آسمان پر چڑھا
ہر طرف سے نامی سرداروں کی اور کئی ہزار آدمیوں کی شیریں جانیں برباد
ہوئیں۔ راجہ چندراوت وغیرہ دو تین نامدار سردار فوج شاہی کے اس کارزار
میں کام آئے۔ ہر ساعت شعلۂ جدال و نائرۂ قتال بھڑکتا جاتا تھا۔ یاقوت خاں
حبشی جو دکنیوں کا نام آور سپہ سالار تھا وہ اور اس کے قبیلہ کی ایک جماعت اور

اور اسکا ذخیرہ عدم کو سدھارا۔ ان کشتیوں پر کشتوں کے ایسے پشتے لگ گئے کہ انکی لاش بھی ہاتھ نہ آئی
کہتے ہیں کہ دکن میں کیسی جنگ قیامت آشوب کم ہوئی ہے۔ پہر رات گئے تک صدائے نفیر و آواز کوس
کرنا سپاہیوں کے کان میں پہنچتی رہی۔ آخر لشکر جدا ہوئے فوج دکنی کا غدر دیکھکر لشکر شاہی صبح تک
گھوڑوں پر سوار رہا صبح کو دکنی لڑکر فرار ہو گئے۔ خان زماں نے کچھ تعاقب کیا گھوڑے اور ہتھیار بہت
ہاتھ لگے۔ بعد ازاں خانخاناں حصار مفتوحہ میں داخل ہوا۔ قلعہ دوم مہاکوٹ کے نیچے نقب تیار ہوکر
باروت سے بھری گئی تھی اسکو اڑانا چاہتے تھے کہ فتح خاں کو اسکی خبر ہوئی خوف ہراس کے سبب سے
اسنے اپنا وکیل خانخاناں پاس بھیجا اور کمال عجز سے عرض کیا کہ میں نے بقسم عادل خانیوں سے پیمان کیا
ہے کہ بغیر انکی صوابدید کے حرف صلح درمیان نہ لاؤنگا ناگزیر میں نے اپنا آدمی مراری پنڈت پاس بھیجا ہے
اور کمی آذوقہ اور استیلا لشکر شاہی پر مطلع کیا ہے اور اس کے وکیلوں کو بلایا ہے کہ باتفاق صلح ہوجائے
اور حصار اولیاء دولت کے حوالہ ہوجائے۔ آج نقب کے اڑانے کو موقوف رکھیں جب تک
کہ مراری پنڈت سے خبر میرے پاس آئے۔ سپہ سالار جانتا تھا کہ اس کی گفتار سچی نہیں ہے
اور مکر سے دن ٹالنا چاہتا ہے اس لئے اس نے فتح خاں کو کہلا بھیجا کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ قلعہ
آج نہ اڑایا جائے تو اپنے بیٹے کو بلا توقف بھیجدو پس جب معلوم ہوا کہ وہ بیٹے کو نہیں بھیجتا
تو نقب کو اڑا دیا۔ ایک برج مع پندرہ گز دیوار کے اڑ گیا۔ فدویان جان نثار پروانہ وار
گولہ و تفنگ و حقہ و بان کی بارش میں آئے کہ مہاکوٹ کے اوپر سے ہو رہی تھی اور حصار
میں داخل ہوئے اور خانخاناں مع بہادروں کے قلعہ دوم کے احاطہ میں آیا اس روز
قلعہ سوم کی تسخیر کے لئے مورچال لگائے۔ حصار دوم کی فتح کی خبر وحشت اثر سنکر مراری
پنڈت اور اور نظام الملکی اور عادل شاہی سردار پیکار کے قصد سے سوار ہوئے
خان زماں ان کے مقابلہ میں معرکہ آرا ہوا۔ چند نامی کے دفع کرنے کیلئے دکنیوں نے حرکت مذبوحی
کی مگر جب معلوم ہوا کہ قلعہ ہاتھ سے گیا تو دل افسردہ ہوکر الٹے چلے گئے۔ اس ضمن میں قلعہ دار
تہرک نظام الملکی محل دار خان جس کا محل اقامت قلعہ نباقی تھا جو قلعہ کالنا کے قریب تھا

قلعہ کالنا میں آیا وہ فتح خاں کی بیداد سے آزردہ تھا قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام خانخاناں پاس بھیجا۔ خان خاناں نے جواب دیا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ نتیجہ خدمت تیرا ظہور میں آئے تو بیخبر جاکر ساہو کے مال و عیال پر تصرف کرے جو پہاڑ میں بیضا پور کے نزدیک تیرے تعلقہ کے قلعہ کے متصل ہے اور اس نیکو خدمتی کے ثمر سے بہرہ وافی جمع کر۔ محلدار خاں اپنے ہمراہیوں کو وہاں لیگیا اور مال وافر مع عیال و دختر ساہو اور مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار ہون اور چار سو گھوڑے اور چار ہاتھی لے آیا اور متفرق تاراج سے سب ہمراہی متمتع ہوئے۔ خانخاناں خوش وقتی سے پھولا نہ سمایا محلدار خاں کو آفریں لکھی اور خلعت و اسپ جبغہ روانہ کیا اور اپنے پاس بلایا۔ فتح خاں اپنے دشمن کی یہ کامیابی سنکر حواس باختہ اور فتوحات کے صدمہ سے دل شکستہ ہوا۔ عبد الرسول نے اپنے بیٹے کو خانخاناں پاس بھیجا۔ عجز و نیاز کا اور اطاعت قبول کرنے کا اور کلید قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام دیا اور ایک ہفتہ کی مہلت مع قول امان کے اپنے عیال کے نکال لینے کے لئے چاہی خانخاناں نے اس کی التماس قبول کی اور اس کی کمال عسرت و پریشانی پر خیال کرکے ڈہائی لاکھ روپیہ اور ہاتھی اور پالکی کے کہار اور بار برداری کا ساماں عبد الرسول کے ساتھ بھیجا اور قلعہ کے حوالہ کرنے کی تاکید کی ١٩۔ ذی حجہ ٤٣ھ کو ٥٨ روز کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ نہ حصار مفتوح ہوا اور مظفر شاہ جہاں پادشاہ غازی کا خطبہ پڑہا گیا۔ حسن نظام الملک کہ صغر سن کے سبب سے فتح خاں کی قید میں تھا مع اور وابستوں کے خان خاناں کی قید میں آیا کہتے ہیں کہ قلعہ دولت آباد میں نو قلعے ہیں۔ جن میں سے پانچ قلعے روئے زمین پر اور چار اور مدور قلعے سنگ مصفا کے سر کوہ پر نمودار ہوتے ہیں اور ٥٠٠٠ درعہ شاہ جہانی کہ ایک کروہ دس جریب کے برابر ہوتے ہیں اس کا دورہ ہے اور ارتفاع اس کا ١٤٠ ذرعہ اور اس کے گرد خندق چالیس گز عریض اور تیس گز عمیق سنگ خارا میں کہدی ہوئی ہے اور پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک پر پیچ و تاب مہتاب کی راہ کی طرح بنائی ہے جو دن کو چراغ بغیر نظر نہیں آتی اور اس میں زینے پتھر میں تراشے ہیں

پائیں کوہ میں ایک دروازہ آہنیں ہے اس دروازہ سے اس راہ میں ہوکر حصار میں آتے ہیں
اور ایک بڑا لوہے کا توا لگایا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اس سے راہ روک کر اسکو اوپر سے گرم
کریں کہ حرارت کی شدت سے راہ آمد کی بند ہو جاوے - ایام سابق میں اسکا نام دہاراگیر اور دیوگیر
تھا - بعد ازاں جب سلطان محمد تغلق نے اس قلعہ کو اکثر توابع کے ساتھ تسخیر کیا اور دہلی کو ویران
کر کے اسکو آباد کیا تو اسکا نام دولت آباد رکھا اس سبب سے کہ جو عمارت جبر و ظلم سے آباد و تیار ہوتی ہے
اسکی عاقبت بخیر نہیں ہوتی جلدی ویران خراب ہو جاتی ہے - تھوڑی مدت میں سلطان محمد تغلق کے
ملک تسخیر میں رخنہ و فساد پیدا ہوا اور شہر و ملکہاے موروثی بھی اسکی تکلیف و جور سے ہاتھ سے گئے
دہلی سے جن لوگوں کو لا کر یہاں آباد کیا تھا وہ وطن مالوف کی محبت کے سبب دہلی چلے گئے
سلطان علاء الدین بہمنی نے بھی اپنے جلوس کے بعد اس ظلم سے آباد کئے ہوئے شہر کو
پسند نہیں کیا - گلبرگہ کا نام احسن آباد رکھ کر اپنا دار السلطنت بنایا - شہر دولت آباد ویران
ہوگیا اور سواد قصبہ کھڑکی کے آبادی نہ رہی اور دولت آباد قلعہ کا نام زبانوں پر جاری
ہوگیا اور اسی نام سے دکن کے دفاتر میں لکھا جانے لگا -

اسباب متعارفہ کشایش قلاع جیسے کہ نقب و ساباط و سرکوب وغیرہ ہیں اس قلعہ کی
فتح میں کارگر نہیں اس کے اسباب کشایش حوادث ارضی و سماوی ہو گئے اول بڑا کال
پڑا سخت وبا آئی - قلعہ نشینوں کا آذوقہ تمام ہوا رسد کسی طرح نہ پہنچ سکی ناچار قلعہ اولیاے
دولت کو سپرد کیا گیا - ۲۲ ذی الحجہ کو سپہ سالار کی عرضداشت سے پادشاہ کو یہ مژدہ
فتح پہنچا - خان خاناں اور اس کے سپاہی مورد عنایات ہوئے - نصیری خاں کو خاندوران
خان کا خطاب ملا - قلعہ کے فتح ہونے کے بعد خانخاناں نظام الملک اور فتح خاں کو
ساتھ لے کر ظفرنگر گیا اور قلعہ میں خاندوران خاں کو مع مرتضیٰ خاں کے چھوڑ گیا اثناء
راہ میں بیجاپور کی سپاہ اس سے اسی روز لڑی اور ناکام ہو کر بھاگی - انہیں لڑائیوں میں
ہانا جی نامور سردار قتل ہوا جب فتح شاہی ظفرنگر کے حوالی میں آئی - مراری پنڈت

سنہ ۱۰۴۲

اور تمام بیجاپوریوں نے فرہاد و پدر رندولہ کو بھیجا کہ اسکے وساطت سے ابواب صلح مفتوح ہوں انکی حیلہ سازی و مکر پردازی سے واقف تھا اس نے فرہاد کو مطلب حاصل کرنیکے بغیر واپس بھیجا اور ظفرنگر میں آیا وہاں جو غلہ وغیرہ تھا اور برہان پور اسکے حوالی سے اسکی طلب سے جو غلہ وہاں آیا تھا اسکو آدمیوں میں تقسیم کیا جس سے خلائق کو عسرت سے رفاہیت ہوئی اور عادلخانی پاس کے ساتھ دولت آباد گئے وہ جانتے تھے کہ قلعہ میں آذوقہ میں کمی ہے اور خاندوران خاں تھوڑے سے آدمیوں سے اس کی حفاظت کرتا ہے وہ ان مورچوں میں چلے گئے جو لشکر شاہی نے بنائے تھے اور جاتی وقعہ نہیں ڈہائے تھے اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا ا. جنگ و پیکار شروع کی خاندوران خاں نے کمک کا انتظار نہ کیا۔ کئی دفعہ قلعہ سے باہر آنکر لڑا۔ اسکے حسن سلوک سے حوالی دولت آباد کی رعایا ایسی مطمئن خاطر تھی کہ غلہ اس کو پہنچاتی تھی۔ محاصرہ کے اندر محصورین کو آذوقہ کی تکلیف نہ ہوئی۔ اوائل محرم میں خان خاناں سنکر دولت آباد کی طرف راہی ہوا اب بیجاپوریوں نے جانا کہ اس سعی بیجا میں سوائے جان گنوانے کے کچھ اور نہیں ہے تو قلعہ کا محاصرہ چھوڑا۔ ناسک و ترنبک کی راہ سے فرار ہوئے اس کے حوالی میں ان ایام میں بان گنگا پایاب اور اطراف میں غرقاب تھی خان خاناں نے دس ہزار گاؤ غلہ قصبہ تری گانوں میں خان زماں کو حوالہ کئے اور خود برہان پور میں گیا خاندوران خاں مالوہ کا صوبہ دار ہوا اور اسکی جگہ سید مرتضیٰ خاں مقرر ہوا۔

فتح قلعہ بیکلور

راجہ بھارتھ جسکو تلنگانہ کی حراست سپرد تھی اس کی عرضی سے معلوم ہوا کہ بولا و سید کی مفتاح جو قلعہ بیکلور میں تین چار ہزار سوار کے ساتھ مقیم تھے وہ فرار ہوئے اور لشکر شاہی نے انکا تعاقب کرکے بولا کے عیال کو گرفتار کیا اور قلعہ پر تصرف۔

اسیران فرنگ

۱۱ محرم سنہ ۱۰۴۲ کو عنایت اللہ و قاسم خاں و بہادر کنبوہ بنگالہ سے آئے اور کل فرنگی قیدی عورت مرد چھوٹے بڑے چار سو مع انکے اصنام کے پادشاہ کے آگے پیش کئے پادشاہ دین پناہ نے ارباب شریعت کو حکم دیا کہ اول انکے اسلام کے لئے دعوت کریں

اور احکام اسلام انکو سمجھائیں ان میں سے بعض نے اسلام قبول کیا۔ وہ مورد مراحم شاہی ہوئے اکثر نے اسلام نہ قبول کیا وہ امرا میں تقسیم ہوئے اور حکم ہوا کہ اس طائفہ کو محبوس معذوب رکھیں اور جو کوئی اسلام قبول کرے۔ اوسکی اطلاع پادشاہ کو کریں تاکہ اسکی گذر اوقات کے واسطے کچھ وظیفہ مقرر ہو جائے اور جسکو یہ شرف نہ حاصل ہو وہ مقید رہے ان میں سے اکثر قید میں مر گئے انکے اصنام میں سے جو انبیا کی تماثیل تھیں جمنا میں ڈبو دی گئیں اور باقی اور توڑ دی گئیں۔

بادشاہ کی علالت

دہم صفر کو پادشاہ برسات کی ہوا کی ناسازگاری سے عارضۂ تپ اور گرانی سر میں مبتلا ہوا تین دن میں پھر مزاج اعتدال پر آیا۔ بیگم صاحب اور مستورات نے پچاس ہزار روپیہ اور شاہزادوں نے ایک لاکھ روپیہ تصدق کیا جس میں سے ایک لاکھ روپیہ مستحق مردوں کو اور پچاس ہزار روپیہ مستحق عورتوں کو تقسیم ہوا۔

خانخاناں کی عرضی سے پادشاہ کو معلوم ہوا کہ حصار دولت آباد کے فتح نے دکنیوں کو ڈرا دیا ہے جو افواج شاہی اس ملک کی خدمات میں مشغول تھی وہ ترددات شاقہ اور قلت آذوقہ سے ایسی محنت آمود اور رنج فرسود ہوئی ہے کہ وہ کسی اور مہم میں مشغول نہیں ہو سکتی اگر پادشاہزادوں میں کوئی ایک شائستہ ساز و سامان خزانہ و توپخانہ اور سپاہ کے ساتھ اس طرف متعین ہو تو امید ہے کہ ولایت بیجاپور تصرف میں آجائے پادشاہ نے دوم صفر کو شاہزادہ شجاع کو دکن روانہ کیا۔ دولتخانہ سے رتھ میں سوار کیا۔ دکن کی طرف رتھ میں سوار ہونا مبارک ہوتا ہے اور بڑے بڑے راجہ و امرا اس کے ہمراہ گئے اور پچیس لاکھ روپیہ خزانہ سے منصبداروں و مشاہرۂ احدیوں برقنداز کی مدد خرچ کے لئے دیا گیا۔

بارہویں ربیع الاول کی شب کو مجلس میلاد نے آرائش پائی فضلاء و صلحاء حفاظ کا گروہ حاضر ہوا قرآن کی تلاوت ہوئی۔ محاسن و مکارم احمدی بیان ہوئے طرح طرح کے کھانوں کے اور رنگارنگ میووں اور تنقلات و حلویات کے خوان چنے گئے اس شب متبرک میں تعظیم کے سبب سے پادشاہ زمین پر مسند بچھا کر بیٹھا اور ارباب

استحقاق میں سے ہر ایک کو بحسب حال خلعت و مال عنایت فرمایا۔ آدمی بہت جمع ہو گئے تھے مقرری خرچ بارہ ہزار روپیہ پر آٹھ ہزار کا اور اضافہ ہوا۔

نظام خاں قیدیوں کا آنا

اسلام خاں نظام الملک اور فتح خاں قیدیوں کو بادشاہ پاس لایا جنکو مہابت خانخاناں نے دولت آباد کی غنیمت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ نظام الملک سید خانجہاں حارس قلعہ گوالیار کو حوالہ ہوا اور حکم ہوا کہ جیسا بہادر نظام الملک احمد نگر کے قلعہ کی فتح کے بعد قلعہ مذکور میں قید ہوا تھا یہ حسن نظام بھی وہاں قید رہے۔ فتح خاں کے جرم پادشاہ نے اپنی محرم نوازی سے معاف کردئے اسکے دو لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر کردئے اور اسکا اسباب و مال اوس کو دیدیا اور جو نظام الملک کا مال تھا وہ ضبط کرلیا۔

وزن قمری

۱۱۔ ربیع الثانی ۱۰۴۳ھ کو مجلس وزن قمری آراستہ ہوئی چوالیسواں سال پادشاہ کو لگا۔ یہ امر مقرر تھا کہ شاہزادوں کو جبتک خدمت نہ سپرد ہو منصب نہ دیا جائے شاہ شجاع کو جب مہم دکن میں بھیجکر منصب ۱۰ ہزاری ذات پنجہزار سوار کا دیا تو شہزادہ دارا شکوہ جو سب میں بڑا تھا دوازدہ ہزاری ذات شش ہزار سوار کا منصب علم و نقارہ و تومان و طوغ و آفتاب گیر و خیمہ سرخ عطا کیا۔ سوا پادشاہزادہ کے اوروں کو خیمہ سرخ کے نصب کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی سرکار حصار فیروزہ جاگیر میں عنایت کی جو باپ دادا شاہزادوں کو اول جاگیر میں دیتے تھے۔

تصدق

نجومیوں نے کہا کہ پادشاہ کی عمر کے اس سال میں گرانی ہوگی تو پادشاہ نے تصدق جس کو وہ عقلاً اور نقلاً باعث رد آفات و واقع نحوسات جانتا تھا اپنے تئیں طلا میں تول کر صدقہ دیا اس سال میں کوئی بات مکروہ نہیں پیش آئی یہ امر کیا آثار تصدق سے یا حدیث کذب المنجمون و رب الکعبہ کے صدق کے موافق ظہور میں آیا۔

واقعات سال ہفتم جلوس ۱۰۴۴ھ

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۳ھ کو جلوس کا ساتواں سال شروع ہوا ہر سال کی

طرح اس سال جشن ہوا۔ ۲۶۔ رجب ۱۰۴۳ھ کو جشن شمسی وزن ہوا۔ پادشاہ کا تینتالیسواں سال شروع ہوا۔ سلطان داراشکوہ کے لڑکی دختر پرویز سے پیدا ہوئی۔

شاہجہاں جب سے پادشاہ ہوا تھا نہ دار السلطنۃ لاہور میں گیا تھا نہ خطہ بے نظیر کشمیر کی سیر کی تھی وہ سیوم شعبان ۱۰۴۴ھ کو اکبر آباد سے پنجاب کو روانہ ہوا۔ عدالت گستری اور رعایا پروری کے سبب مقرر فرمایا کہ احدیوں کا بخشی تیر انداز احدیوں کو لیکر راہ کے ایک طرف اور میر آتش برقنداز ان راہ کی دوسری طرف اہتمام کرے کہ لشکر کے گذرنے سے زراعت پامال نہو۔ اگر لوٹنے والوں کے ہاتھ میں زراعت کا ایک پودا دیکھیں تو ہاتھ کاٹیں صاحب مال کو اسکی قیمت دوچند دلائیں بسبب ضرورت لشکر و افواج و بہیر کے گذرنے سے راہوں کی تنگی کے سبب سے زراعت پامال ہو تو امین خدا ترس و خبر رس مشرف اسکی پرآورد بنائیں رعیت کا حصہ رعیت کو اور جاگیردار کا حصہ جاگیردار کو بشرطیکہ وہ ہزاری کا منصب نہ رکھتا ہو سرکار سے نقد دیدیں یہ امر عمل میں آتا تھا۔ خالی باتیں ہی نہ تہیں پادشاہ ہر منزل میں شکار کھیلتا اور سیر کرتا ۲۴۔ شعبان کو دہلی میں آیا اور بزرگوں کے مزاروں کی زیارت کرکے فوراً روانہ ہوا۔ ۱۷۔ رمضان کو پرگنہ انبالہ کے باغ میں آیا۔ ایام شاہزادگی میں اس باغ کو لگایا تھا اور پھر بیگم صاحب کو دیدیا تھا۔ وہاں ایک عمارت بنانے کا حکم دیا۔ ۲۱۔ رمضان کو نوروز ہوا۔ شاہجہاں باغ حافظ میں جو تالاب پر جہانگیر کا بنایا ہوا تھا اترا تھا۔ دیانت خاں دیوان و فوجدار سہرند کو حکم ہوا کہ ایک نشیمن دلکش بنائے جسکی ایکطرف باغ اور دوسری طرف تالاب ہو۔ ۲۰۔ رجب کو دار السلطنۃ لاہور میں پادشاہ آیا آصف خاں نے ایک عمارت بیس لاکھ روپیہ کی بنائی تھی۔ پادشاہ اس میں گیا۔ ۶ لاکھ روپیہ کی پیشکش گذری بعد نظم و نسق ملکی کے وہ میاں محمد میر کی ملاقات کو گیا اس کے کمال صوری و معنوی مقبول خلائق تھے۔ ان کے خانقاہ کے خادموں کو دو ہزار روپیہ دیا۔ میاں میر کو ایک تسبیح اور دستار سفید دی۔ لاہور کے دولتخانہ خاص و آرام گاہ دولتخانہ کی عمارات جہانگیر کی بنائی ہوئی شاہجہاں کو پسند نہ آئیں حکم ہوا کہ وہ ازسر نو بنائی جائیں

[illegible]

وزیر خاں کو حکم ہوا کہ وہ کشمیر سے مراجعت تک تیار کرا دے۔ ۲۴- ذیقعدہ کو پادشاہ کشمیر روانہ ہوا
لاہور سے کشمیر کی چار راہیں ہیں ایک بھمبر کی راہ سے جسکے اندر ۱۵ منزلیں ہیں اور ایک سو پچاس کروہ
پادشاہی کا فاصلہ ہے۔ کروہ دو سو جریب اور ۲۵ ذراع چالیس انگشت اگرچہ یہ راہ
بعید المسافت ہی تم دپیچ و نشیب و فراز بہت رکھتی ہے مگر گرم سیر ہے بہ نسبت اور راہوں کی اسمیں برف کمتر
گرتی ہے اور جلد برطرف ہو جاتی ہے۔ اگر موسم شگوفہ کے آغاز میں کشمیر میں جانا چاہیں تو اس راہ سے جاتے ہیں
دوم راہ پونچھ ہے جس میں ۲۹ منزل ہیں اور ایک سو دو کروہ فاصلہ ہے اس راہ میں بھی برف
کمتر ہوتی ہے۔ مگر ایک دو جگہ برف کے گلنے سے گل و لاے (دلدل) اس قدر ہو جاتی ہے
کہ اس میں گذرنا دشوار ہوتا ہے اس راہ سے اواخر بہار میں پہنچنا ہوتا ہے۔ تیسری راہ
پنوچ کی ہے کہ ۲۳ منزل ہے ۹۹ کروہ پادشاہی فاصلہ ہے اس میں دوسری راہ کی سی برف
ہوتی ہے اور آخر بہار میں پہنچ سکتی ہیں۔ چوتھی راہ پیر پنجال کی ہے کہ اسّی کروہ پادشاہی
فاصلہ ہے۔ لاہور سے بھنبر تک راہ ہموار ہے آٹھ منزل و ۴۳ کروہ بھنبر سے
کشمیر تک کوہستان ہے بارہ منزل ۷۴ کروہ اکثر گذرنا پہاڑوں کے سبب سے
دشوار ہے۔ شتر بھنبر سے آگے نہیں جا سکتا۔ فیل و اسپ و خچر باربر ہوتے ہیں۔ ان
بارہ منزلوں میں سے گیارہ منزل میں جہانگیر نے ایک عمارت بنوادی ہے۔ جس کو
اہل کشمیر لدہی کہتے ہیں۔ ہر یک عمارت میں مشکوی و دولت خانہ خاص بنا ہوا ہی پادشاہ
اسی راہ سے روانہ ہوا۔ کشمیر کی تنگی راہ کے لحاظ سے پادشاہ نے آصف خاں
اور پادشاہزادوں کو حکم دیا کہ وہ خاطر جمعی سے کتلوں سے عبور کریں پھر خود روانہ ہوا
اور پادشاہوں کی نسبت اس پادشاہ نے آسانی سے سفر کیا۔ ۱۰- ذی الحجہ کو
پادشاہ سری نگر میں آیا۔ جسکو راج ترنگنی میں ستی سر لکھا ہے۔ ستی زن مہادیو کو
اور سر تالاب کو کہتے ہیں۔ کشمیر کی برابر روئے زمین پر لالہ و ریاحین و اشجار سراپا بہار
و اثمار رنگین و انہار و چشمہاے زلال و شیریں کہیں نظر نہیں آتے پادشاہ ہر ہفتہ

ہر ہفتہ و ہر صبح و شام دلکشا باغوں میں بزم نشاط آراستہ کرتا۔

نظام الملک کے تصرف میں قلعہ پرنیدہ تھا اسکی طرف سے آقا رضوان قلعہ دار تھا پہلے لکھ چکے ہیں کہ اعظم خاں نے اسکا محاصرہ کیا اور تضییع اوقات کی اور کچھ کام نہ کیا۔ ایسے موانع پیش آئے کہ اُسنے محاصرہ سے ہاتھ اٹھایا۔ عادلخاں نے قلعہ دار مذکور کو کچھ پیغام دیا کہ جب لشکر شاہی اس قلعہ کو مسخر کریگا تو تیرے جان و مال تلف ہونگے اگر یہ قلعہ مجھے دیدے تو تجھے بہت سا روپیہ دونگا اور اپنا نوکر بنا کے لائق اقطاع عنایت کرونگا بعد عہد و پیمان کے استحکام کے مبلغ تین لاکھ ہون ان برہمنوں کے دو گروہوں کو دئے جو قلعہ کے حوالہ کرنے میں ساعی تھے اور قلعہ پر قبضہ کیا اور سیدی فرحان کو اسکی نگہبانی کے لئے بھیجدیا۔ توپ ملک میدان کو جو پرنیدہ میں موجود تھیں بیجاپور میں طلب کیا کہتے ہیں کہ ایسی توپ خوش ساخت و کلاں سننے میں کم آئی ہی کہ ایک مسلح آدمی اسمیں فراغت سے بیٹھ سکتا ہی یہ توپ ابتدا میں قلعہ احمد نگر میں تھی۔ زمانہ کے انقلاب سے احمد نگر سے پرنیدہ میں سیدی عنبر لے گیا۔ مدت سے خانخاناں کی آرزو تھی کہ قلعہ پرنیدہ کو فتح کرے جب شاہزادہ محمد شجاع برہانپور کی نواح میں لشکر جرار اور بہت سامان کے ساتھ آیا تو خانخاناں اس پاس دوڑا گیا اور عرض کیا کہ جب ایسا لشکر کا سامان حضور کے ساتھ ہے تو یہ وقت ہے کہ قلعہ پرنیدہ کی تسخیر کی جائے۔ پادشاہزادہ برہانپور میں بھی نہیں آیا کہ ۱۰۔ ربیع الثانی کو مع خان خاناں اور امراء عظام اور صوبہ دکن کی تمام کومکیوں سمیت مقصد کی طرف وہ متوجہ ہوا اور ملکاپور میں یہ امر قرار پایا کہ خان زماں تو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج کرکے اور علوفت چلا کے قلعہ پرنیدہ کے محاصرہ میں مشغول ہو۔ محصوروں کی کمک میں لشکر نہیں پہنچنے پائیگا کہ وہ عسرت آذوقہ اور نایابی علف سے جلد متفرق ہو جائیں گے۔ غرض وہ سولہ نامور امرا اور راجاؤں کے ساتھ اس کام کے لئے رخصت کیا گیا اس مہم کا انجام ہونا آذوقہ سے وابستہ تھا اور آذوقہ کا پہنچنا اس پر موقوف تھا کہ تین چار تھانے شائستہ جمعیت کے ساتھ راہ میں بیٹھیں تاکہ غلہ برہانپور سے لشکر میں آسانی سے پہنچتا رہے۔ اس لئے یہ مقرر

قلعہ پرنیدہ [illegible]

ہوا کہ ظفر نگر میں نور محمد عرب پانچسو سوار کے ساتھ اور جالنا پور میں سید عالم بارہ پانچسو سواروں کے
ساتھ اور شاہ گڈھ میں قزلباش خاں ہزار سواروں کے ساتھ بیر میں صف شکن خاں دو ہزار سوار کے
ساتھ بیٹھکر رسد کی محافظت کر کے اپنی سرحدوں سے نکالدیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نظام الملک کے
خویشوں میں کوئی مقید تھا اس کو قلعہ انجرالی سے ساہو بھونسلہ نے لاکر اپنے فساد کی دستاویز بنایا
ہے اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اور احمد نگر کے حوالی میں لشکر جمع کیا ہے کہ دولت آباد کے نواح کو تاخت و
تاراج کر کے ظفر نگر پر تاخت کرے بیچارے مسافروں کی ساری راہیں بند کر دی ہیں۔ شاہزادہ نے
خانخاناں کی صوابدید سے خواص خاں کو تین ہزار سواروں کے ساتھ احمد نگر کی طرف بھیجا کہ وہ دکنیوں
کی مالش جنیر تک کرے چار کونڈہ کو غارت کرے یہ مقام بھونسلہ کا وطن تھا اور سنگمنیر میں مقیم ہو
اسی احوال میں عادل خاں نے یہ سنکر کہ لشکر شاہی پرنیدہ کی فتح کے لئے آتا ہے
کشنا جی دتورا کو خزانہ کے ساتھ روانہ کیا کہ قلعہ داری کے اسباب کے تیار کرنے میں
اور قلعہ دار کی امداد میں کوشش کرے۔ رندولہ اور مراری پنڈت کو خیل وحشم کے ساتھ
متعین کیا کہ آب سین کے کنارہ پر بنگاہ بنائیں۔ خان زماں پرنیدہ کے نزدیک پہنچا
اور ایک نہر کے کنارہ پر کہ قلعہ سے ایک کوس پر جاری تھی قیام کیا۔ یہاں کے حوالی میں
سوار یہاں کے کہیں اور پانی کا پتا نہ تھا اس نے تاکید کی کہ ہیمہ و کاہ کے جمع کرنے
میں لشکر بہت کوشش کرے۔ اور مورچالوں کو تقسیم کرے منقب کھودے۔ سلامت کوچہ
بنائے ان کاموں کا اہتمام اللہ وردی خاں کو سپرد کیا۔ دکنی ہر روز توپ و تفنگ سے
مورچوں میں چند آدمیوں کو قتل کرتے تھے۔ لشکر شاہی بھی کنگوروں کے رخنوں میں گولیاں
لگا کے دشمنوں کو ہلاک کرتا تھا چنانچہ سیدی فرحاں پاسبان قلعہ ایک سوراخ
سے دیکھتا تھا کہ ایک گولی اس کی کنپٹی میں لگی جس سے وہ مر گیا۔ غالب اس کی جگہ
قلعہ دار مقرر ہوا وہ بھی اس طرح مارا گیا۔ عادل خاں نے اسکی جگہ نورس خاں کو مقرر کیا
خان دوراں خاں صوبہ مالوہ سے بھی پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ کے لشکر سے ملگیا

شاہزادہ نے راجہ بیٹھلداس کو خان زماں پاس بھیجا۔ ۲۔ رمضان کو شاہزادہ اور سپہ سالا پرینیدہ
سے تین کروہ پر آن پہنچے اور یہ مقرر کیا کہ چند روز یہاں توقف کریں کہ لشکر میں ہمیرہ کاہ جمع ہوا اور
خاں زماں خاں کی کمک بھی کیجائے۔ اس اثنا میں لشکر بیجا پور اور ساہو اور نظام الملکی فوج نمودار
ہوئی دوسرے روز کھی کی باری خانخاناں کی تھی اسنے اپنے بیٹے لہراسپ کو کھی کی محافظت کے
واسطے متعین کیا اور وہ دکنیوں کی شوریدہ سری سے واقف تھا اسلئے وہ خود بھی سوار ہوا اور لہراسپ
کو کہلا بھجوایا کہ میرے آنے تک توقف کرنا۔ خان زماں نے بھی آدمی بھیجے تھے کہ وہ لشکر خانخاناں
سے اس کو واقف کریں اور اگر احتیاج ہو تو جلد اس کو آگاہ کریں۔ یہ اتفاق کی بات ہے
کہ خانخاناں آدہ کروہ چلا تھا کہ دس ہزار سوار نمودار ہوئے اور خان خاناں کی قراولی
پر حملہ کیا۔ خاں زماں نے لہراسپ کو کومک کے لئے بھیجا اور خود بھی روانہ ہوا۔
دکنی سپاہ کلاں نے پادشاہی سپاہ کو چاروں طرف سے گھیر کر مرکز بنا لیا۔
متھرا داس راٹھور اور رگھناتھ بھاٹی اور رجپوت آگے بڑھ کر لڑے۔ جانفشانی
کر کے زخمی ہو کر میدان جنگ میں گرے اور اس کے ہمراہیوں کا حال ایسا تنگ تھا
کہ باوجودیکہ قریب تھے مگر ان جان نثاروں کی مدد کرنا اسپر دشوار اور اپنے
مجروحوں کا اُٹھانا دشوار تر بلکہ زندہ نکلنا محال معلوم ہوتا تھا۔ ایسا ہی خان زماں
چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا۔ خاندوراں خاں شورش کی شہرت کی ابتدا میں ہاتھی
پر سوار ہوا تھا اور اپنے مکان میں کھڑا تھا اس نے جاسوسوں کو بھیج رکھا تھا۔ کہ واقعی
خبر لائیں۔ جب اس نے خصم کا غلبہ سُنا کہ اُس نے تین فوجیں بنا کر ہر یک طرف سے
خاں زماں کا عرصہ تنگ کر رکھا ہے اور دس بارہ ہزار سواروں نے خاں خاناں کو
گھیر رکھا ہے کہ کوئی مدد کو نہیں پہنچ سکتا اور افواج شاہی کے اطراف میں ایک
فوج غنیم کومک کے لئے کھڑی ہے اور راجہ سوہن داس اور خانخاناں کے بہت
آدمی اور کام میں آئے ہیں۔ خاں دوراں خاں یہ خبریں سُنکر خان خاناں کی

مدد کو اس وقت پہنچا کہ دکن کی فوج اس جماعت کو کہ کام آئی تھی اور زخمی پڑی تھی ہجوم کرکے
فوج میں سے لیجانا چاہتی تھی اور بعض غیرت طلب خون کے دریا میں غوطہ لگا کے اس فوج کے
مانع ہوتے تھے خاندوران خاں نے اس حال میں پہنچکر ہنگامۂ کارزار گرم کیا اور صف پا چقلشیں
کیں۔ خود خاندوراں خاں مقتولوں کے پاس گیا اور مخالفوں کو پریشان کیا اور مردوں کی لاشونکو
اور نیمجان زخموں کو میدان سے اٹھا کر گھوڑوں پر باندہا اور خانخاناں کی مدد کو گیا۔ خانخاناں یہ
تقویت پا کر تہلکہ سے جاں بر ہوا اور لشکر شاہی کے حملوں سے دشمن فرار ہوا اس جنگ مغلوبہ
کی خبر شاہزادہ سنکر ہاتھی پر سوار ہوکر معرکہ میں آتا تھا کہ خان دوران خاں و خانخاناں
مخالفوں کی ہزیمت کی خبر سنا کر اس کے مانع ہوئے شاہزادہ نے حقیقت حال پر اطلاع
پاکر خان دوران خاں کی آفرین میں زبان کھولی۔ ہر روز دکنی فوج شوخی کرتی تھی
مور چال اور کہی پر حملہ کرتی تھی پادشاہی آدمیوں کو مارتی تھی۔ کبھی سالم کبھی آدہی
کہی لشکر میں پہنچتی تھی۔ ایک دن کہی لدی ہوئی پادشاہی لشکر کو روانہ ہوئی
تھی کہ افواج غنیم نے اطراف کہی کا محاصرہ کیا دو نو طرف لڑتے ہوے آتے
تھے اونٹوں پر گھاس لدی ہوئی تھی کہ اس سے ایک اونٹ کی گھاس
میں بان کی آگ لگی۔ ہوا سامنے کی تھی اس نے اکثر اونٹوں اور ہاتھیوں کو سراپا
شعلۂ آتش بنا کر خاکستر کر دیا بڑا شور و غوغا مچا غنیم نے فرصت کو غنیمت گنا اور
باقی جانور اور آدم کہی پر ایسا غلبہ پایا کہ گھاس کا ایک پہولا لشکر شاہی میں نہ
پہنچنے دیا۔ خانخاناں یہ خبر سنکر سوار ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ پادشاہزادہ
بھی سوار ہوا خانخاناں نے شاہزادہ کو کہلا بھیجا کہ آپ ہاتھی پر سوار کھڑے رہیں جبتک
کہ ہماری جانفشانی کی خبر پہنچے۔ غنیم نے شاہزادہ اور خانخاناں کی سواری کی خبر سنکر
اور نشانوں کو دیکھ کر کچھ اونٹوں کو مار ڈالا کچھ اونٹوں کی رسیاں جن سے بوجھ
بندھا ہوا تھا توڑ کر اپنی ساتھ لیا اور فرار کیا اور چند فیل اور لکڑیوں کے اونٹ اور

اور نیم سوختہ جانوروں کو آوارہ کیا۔ دکنی ہر روز شوخی کرتے تھے۔ پادشاہزادہ کے لشکر کو تنگ کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز خانخاناں نے یہ مصلحت تبلائی کہ آخر شب میں فوج پادشاہی سوار ہو کر بنجبر دکنیوں کے بنگاہ پر حملہ کرے۔ سرداروں میں آپس میں حسد تھی۔ یہ خبر غنیم کو بھی پہنچ گئی۔ پہر روز باقی تھا کہ فوج پادشاہی دکنیوں کے بنگاہ کے نزدیک پہنچی۔ دکنیوں نے بہیر کو اپنے قدیم دستور کے موافق بوجھ لاد کر روانہ کیا۔ چند سردار اس کی ہمراہ گئے باقی فوج آراستہ ہو کر افواج شاہی کے مقابل کارزار پر مستعد ہوئی۔ اس سبب سے خانخاناں کو جو مرکوز خاطر تھا اسکی صورت نہ ہوئی۔ مگر یہ کہ کچھ غلہ کے بیل جو بوجھ کے وزنی ہونے کے سبب رہ گئے تھے اور چند شتر وگاو کہ بے خبری سے بھاگ گئے تھے پادشاہی آدمیوں کو ہاتھ لگے فوج بیجاپور کا مقابلہ راجہ جے سنگھ کے ساتھ ہوا اور کارزار صعب ہوئی خود دکنیوں کا نام آور سردار مودھوجی کہ پہلے سے زخمی تھا چند اور آدمیوں کے ساتھ اسیر ہوا۔ اس وقت خبر آئی کہ خانخاناں کا عمدہ نوکر کاکا پنڈت رسد غلہ کی لیکر لشکر کے قریب آیا تھا کہ دکنی اس کے سدراہ ہونے کے لئے سوار ہوئے ہیں خان خاناں نے شاہزادہ سے کہا کہ کاکا پنڈت کے ساتھ اس قدر جمعیت ہے کہ دکنیوں سے وہ عہدہ برآ ہو سکتا ہے اس وقت کہ دکنیوں کی فوج دور گئی ہوئی ہے اس کی بہیر پر ہمکو سوار ہو کر حملہ کرنا چاہیے۔ فوج کے تعین کرنے کا فکر ہونے لگا کہ پادشاہزادہ نے فرمایا کہ ہم خود بھی سوار ہونگے اور دکنیوں کی فوج کی سیر کرینگے۔ لہراسپ کو مع جگراج وغیرہ اور تین چار امراء کے بنگاہ میں چھوڑ کر باقی فوج خصم کی بہیر پر گئی دکنیوں نے خبر پا کر بدستور اول بہیر کو لادوا اور چیزوں کو آگ لگائی اور خود کارزار پر مستعد ہوئے۔ فوجیں جب مقابل آئیں تو سخت لڑائی ہوئی اگرچہ طرفین سے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ مگر دکنیوں کی جمع کثیر قتل و اسیر ہوئے۔ مراری پنڈت زخمی ہوا۔ گھوڑے سے گرا۔ دکنی اس کو معرکہ سے باہر لے گئے۔ پادشاہزادہ نے اپنی بنگاہ سے مراجعت کی اس سبب سے

کہ خانخاناں اور خاندوراں خاں دونو سردار صاحب داعیہ تھے انکے درمیان نفاق ہوا۔ خاندوراں خاں میں بہ اوچھاپن تہا کہ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں نے خانخاناں کو اجل کے پنجہ سے چھٹایا ہے اور اسکی آبرو بچائی ہے روز بروز مادہ نزاع بڑہتا جاتا تھا خانخاناں سپاہ سے سخت سلوک کرتا تھا اس سببسے وہ بھی اس کی شاکی تھی خانخاناں جو تدبیر و منصوبہ کرتا تھا اسکی خبر مخالفوں کو ہوجاتی تھی وہ اس کے مدافعہ میں کوشش کرتے تھے اور اس سبب سے قلعہ کی تسخیر میں اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ہرچند کوچہ سلامت اور نقب آگے بڑہائے جاتے تھے محصورین اُن پر مطلع ہو جاتے تھے ان کی خرابی میں اندر سے کوشش کرتے تھے باوجودیکہ ایک طرف برج پارہ اڑایا مگر اہل قلعہ نے اس کی بارود اندر سے چرالی کچھ فائدہ اس سے نہ ہوا اور ہیمہ و کاہ کی کمی سے لشکر میں بڑی تنگی ہوئی۔ سواری اور باربرداری کے چوپائے بے علفی اور دشمنوں کی تاخت سے بہت تلف ہوئے اسواسطے خانخاناں کی مصلحت سے قلعہ کے نیچے سے شاہزادہ برہان پور کو روانہ ہوا۔ سات مہینے محاصرہ رہا اوائل ماہ ذی حجہ میں محاصرہ چھوڑا گیا اس عرصہ میں بہت آدمی اور جانور ضائع ہوئے۔ برہان پور کی راہ میں غنیم قصبہ بیرے دوبار نمودار ہوا۔ اور بہت ہاتھ پاؤں اُس نے مارے دونو طرف ایک جمع کثیر قتل ہوئی دکنی اپنے مکان میں گئے۔ جب پادشاہ کو محمد شجاع کے ناکام پھرنے کی خبر ہوئی تو پادشاہزادہ اور خانخاناں اور اس کے ہمراہی مغضوب ہوئے اور حضور میں طلب ہوئے۔

کشمیر میں پادشاہ باغوں کی سیر کرتا رہا۔ ۱۲۔ ربیع الاول کو میلاد کی مجلس دولتخانہ میں خاص عام کے لئے ترتیب دی۔ کشمیر کے علماء و فضلاء و صلحاء و حفاظ کو خلعت مرحمت کئے۔ مددمعاش میں زمین و یومیہ مقرر کیا۔ بارہ ہزار روپیہ برسم معہود ہرسال عنایت کئے۔ خوب کھانے کھلائے اور شربت پلائے کشمیر میں پادشاہ

تین مہینے رہا۔ ۲۳۔ ربیع الاول کو لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۷۔ کوکشتی سے اُتر کر تخت رواں پر کہ پادشاہ کا مخترع تھا سوار ہوا اینچہ میں کہ اسلام خاں کی تیول میں تھا آیا اس پرگنہ میں ایک پرانا معبد تھا اس کو پادشاہ نے ڈھوایا اور پرگنہ مذکورہ کا نام اسلام آباد رکھا اسلام خاں کو حکم ہوا کہ یہاں خوب عمارتیں اور مرغوب نشیمن بنائے۔ ۷۔ ربیع الثانی ۱۰۴۴ھ کو جشن قمری وزن ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا چوالیس سال ختم ہو کے پینتالیسواں شروع ہوا۔ ۲۷۔ ربیع الثانی کو پادشاہ بھنبر میں کہ کشمیر کی منتہائے کوہستان ہے منزل ہوئی جگنناتھ کلاونت نے اپنے ہندوی دوہرے سنا کر پادشاہ کو ایسا خوش کیا کہ وہ زر سے تولا گیا اور چار ہزار پانسو روپئے انعام دئے گئے۔ پادشاہ کو معلوم ہوا کہ بھنبر کے مسلمان فقط کلمہ پڑھتے ہیں اور اس کے معنے بھی نہیں سمجھتے اسلام کی رسم وراہ سے بے خبر ہیں اور ہنود کو بیٹی دیتے ہیں اور ان سے لیتے ہیں۔ ہندو کی دختر کو مرنے کے بعد مسلمان زمین میں گاڑتے ہیں اور مسلمان کی لڑکی کو مرنے کے بعد ہندو جلاتے ہیں۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ جس ہندو کے گھر میں مسلمہ ہو اگر وہ ہندو مسلمان ہو جائے تو عورت کا نکاح اس سے از سر نو کیا جائے۔ اگر وہ مسلمان نہ ہو تو مومنہ کو اُس سے جدا کریں۔ یہاں کا زمیندار جو ایسے کاموں کو کرتا تھا مسلمان ہو گیا راجہ دولتمند اس کا خطاب ہوا یہاں کی یہ رسم اُٹھ گئی۔ سرکار خاصہ سے قاضی و معلم مقرر ہوئے کہ احکام شریعت اور آداب عبادت کی تعلیم کریں۔ جب پادشاہ حوالی گجرات پنجاب میں آیا تو اس قصبہ کے مشائخ و سادات نے استغاثہ کیا کہ بعض ہنود مسلمان عورتوں کو اپنے تصرف میں رکھتے ہیں اور کئی مسجدوں کو اپنی عمارت بنا لیا ہے اس لئے شیخ محمود گجراتی مقرر ہوا کہ تحقیق و ثبوت کے بعد مسلمان عورتوں کو ہنود کے تصرف سے نکالے۔ اور ان کی عمارات اور مساجد کو جدا کرے۔ اُس نے حکم مذکور کے مطابق عمل کیا سفر چھیدہ کنیز مومنہ کو ہنود کے تصرف سے نکالا اور متدین پرہیزگاروں کو سپرد کیا

کئی ایک مسجدوں کو جو ہنود کی زیر عمارت تھیں ان کو جدا کیا اور ہنود سے جرمانہ لیکران کو تعمیر کرایا جن ہنود نے قرآن شریف کا استخفاف کیا تھا ان کو بعد ثبوت گردن مارا پھر پادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ولایت پنجاب میں جس جگہ یہ صورت ہوئی ہو اسکو مہمات شرعی کے متکفل تحقیق کریں۔ اس طرح بہت سی عورتیں ہندؤں کے قبضہ سے نکلیں اور انکا نکاح مسلمانوں سے ہوا۔ اور چارسو ہندو اپنی بیویوں کی خاطر مسلمان ہوگئے اور سات مسجدیں ہنود کے تصرف سے نکلیں اور تین بت خانے مسمار ہوئے اور انکی جگہ مسجدیں بنائی گئیں ۱۴۔ جمادی الاول کو باپ کی درشت خوئی اور آزار جوئی سے خان زماں باپ سے جدا ہوکر پادشاہ کیخدمت میں آیا اور اُسی تاریخ پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خاں خانخاناں اپنے مرض کہنہ بھگندر سے جس کو عربی میں ناسور کہتے ہیں مرگیا۔ یہ مرض اس کا بڑا رفیق تھا معتمد خاں نے یہ تاریخ کہی ہے (زمانہ آرام گرفت) اسکا قدیمی نام زمانہ بیگ تھا۔

خانخاناں کا مرنا

خاندوراں خاں صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ بالاگھاٹ میں جائے اور جبتک کوئی صوبہ دار مقرر ہو یہاں کی خبرداری کرے۔

سال ہشتم جلوس ۱۰۴۴ھ

غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۴ھ کو جلوس کا آٹھواں سال شروع ہوا پانچویں کو پادشاہ لاہور میں آیا۔ سرکار بیجا نگر و سرکار نندربار اور بعض محال سرکار ہنڈیہ کے جو دریائے نربدا کے اس طرف تھے اور برہانپور سے نزدیک تھے۔ یہ سب صوبہ مالوہ میں داخل تھے اب پادشاہ نے حکم دیا کہ محال مذکورہ مالوہ سے دور ہیں اس لئے وہ خاندیس کے توابع میں داخل ہوں اور باقی محال ہنڈیہ جو دریائے نربدہ کے اس جانب ہیں وہ بدستور قدیم مضافات مالوہ میں داخل رہیں پہلے ولایت خاندیس برار دوکن جن میں ایک صوبہ دار انتظام کرتا تھا اب دو صوبہ دار مقرر ہوا کریں

صوبہ مالوہ و صوبہ خاندیس کی سرحد کا تقرر

اور وہ دو حصوں میں منقسم ہوں ایک حصہ کا بالاگھاٹ اور دوسرا حصہ کا پایاں گھاٹ نام رکھا جاے صوبہ داری بالاگھاٹ میں کل دکن ہو جسمیں سرکار دولت آباد و احمدنگر و پٹن و بیر و جالناپور و جنیر و سنگمنیر و فتح آباد مع توابع و مضافات اور کچھ محال برار و تمام ملک تلنگانہ ہوں اور جمع اسکی ایک ارب بیس کروڑ دام ہو اور وہ خان زماں پسر خانخاناں کو تفویض ہو۔ صوبہ داری پایان گھاٹ میں تمام خاندیس و اکثر ولایت برار ہوں اور جمع اسکی ۲۰ کروڑ دام ہو وہ خاندوران کو جو صوبہ مالوہ کا نظم کرتا تھا مفوض کی جاے — ۴ کو تربیت خاں جو نذر محمد خاں والی بلخ کی خدمت میں سفیر بن کر گیا تھا پادشاہ کی خدمت میں آیا اور پیشکش میں ایک قران شریف دیا جو اسکو بلخ میں ہاتھ لگا تھا۔ وہ شاہ ملک قاسم بنت سلطان محمد مرزا ابن جہانگیر مرزا ابن حضرت صاحب قران کے ہاتھ کا خط ریحان میں کمال حسن و لطافت سے لکھا ہوا تھا اور بسم اللہ کی بے سے تم کے میم تک یک قلم لکھا تھا اور اسکے خاتمہ میں محمد نے اپنا نسب نامہ خط رقاع میں چند سطروں میں نہایت خوش خط لکھا تھا۔ پادشاہ اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنے کتب خانہ خاص میں اسکو رکھا۔

سوم شعبان کو جشن وزن قمری برج دولتخانہ لاہور میں ہوا۔ جب خانخاناں آنجہانی ہوا اور خاندوران خاں مالوہ سے بالاگھاٹ کی صوبہ داری میں نہ پہنچا تو دکنیوں نے میدان خالی دیکھا اور نظام الملکی سپاہ جو باقی رہی تھی اسکو ساتھ لیا اور نواحی دولت آباد جسکی قلعہ داری مرتضیٰ خاں کو سپرد تھی تاخت و تاراج شروع کی اس اثنا میں خاندوران خاں مالوہ سے برہان پور میں آیا۔ مفسدوں کی سزا کے لئے ظفرنگر میں آیا پھر تین روز بعد کھرکی میں مفسد اس آنے کی خبر سنکر دولت آباد سے رامدودہ کو راہی ہوئے جب خاندوران خاں رامدودہ میں آیا تو وہ سیوگانو میں چلے گئے — آخر روز میں خاندوران یہاں آیا اور لشکر کی صف بندی کی تو مخالف لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ غرض یوں ہی مفسد آگے آگے اور لشکر شاہی پیچھے

جشن وزن قمری

پیچھے پڑا پھرا - ایک جگہ دونوں میں لڑائی ہوئی لشکر شاہی نے فتح پائی اور اُس نے غلّے کے آٹھ ہزار بیل اور چند بیل جنپر ہتھیار اور بان لدے ہوئے تھے - لوٹ لیئے اور تین ہزار آدمی اسیر کیئے - خاندوران خاں نے غنائم کو لشکر میں قسمت کیا اور وہ احمدنگر میں آیا خان زماں بالاگھاٹ میں آگیا، خاندوران خاں برہان پور میں اپنے علاقہ میں چلا آیا لاہور سے ۷ رشعبان کو بادشاہ اکبرآباد کی طرف روانہ ہوا اور ۱۵ ر رمضان کو دہلی میں آیا اور یہاں سے ۲۲ رکو اکبرآباد روانہ ہوا ۳۰ رکو جمنا کے گھاٹ پران منازل میں فروکش ہوا جنکے بنانے کا حکم دیا تھا - دراشکوہ کے بیٹا پیدا ہوا اسکا نام پادشاہ نے سلیمان شکوہ رکھا - اتفاق حسنہ سے اس نام کی ایک بار تکرار سے یعنی سلیمان شکوہ سے ایک مصرعہ تاریخ ولادت موزوں ہوتا ہے - یہیں عبداللہ خاں فیروزجنگ صوبہ دار بہار بھی آیا اسکو پادشاہ نے رتن پور کے زمیندار کی تنبیہ کے لیئے بھیجا تھا اُس نے یہاں کے مرزبان بابو لچھمن کو اور اس نواح کے اور زمینداروں کو اور غنائم کو جو اس یورش میں ہاتھ آئی تھیں پادشاہ کے روبرو پیش کیا - اس مہم میں خان مذکور سے جو تردداتِ ظہور میں آئے لکھے جاتے ہیں - کتل بھاگی ہیں کہ رتن پور سے سات کروہ ہے - عبداللہ خاں بہادر پہنچا تو راجہ امر سنگھ مرزبان باندھو اپنے جمعیت کے ساتھ اُس سے ملا - جب اس سے کتل پر لشکر شاہی چڑھا تو یہاں کے زمینداروں نے تیر و تفنگ چلا کر روکا - عبداللہ خاں نے انکو مار کر ہٹا دیا وہ بھاگ کر قلعہ تینو تھر میں متحصن ہوئے - جو کتل کے شمال رویہ جنگل میں بہت حصانت و متانت رکھتا تھا اور درختوں کی کثرت سے ہوا کا گذر مشکل سے ہوتا تھا خان نے اس قلعہ کو سرسواری فتح کرلیا - اہل قلعہ کے اکثر عیال بھی لڑکر قتل ہوئے - اور جن آدمیوں نے جوہر نہ کیا وہ مقتول ہوئے اور انکے بیوی بچے قید ہوئے وہ تین روز یہاں رہ کر خاں نے سر کتل کو جس پر سے لشکر کا گذرنا مشکل تھا ایسا ہموار کیا کہ توپ خانے والے اُس پر آسانی

بادشاہ کا لاہور سے اکبرآباد میں آنا

زمینداران رتن پور کی تنبیہ

سے چلنے لگے - یہاں سے چلکر بابو لچھمن زینت اور رتن پور کے استیصال کا قصد کیا - وہ قلعہ تنبو تھر کا سر سواری فتح ہوتا دیکھ چکا تھا اس نے راجہ امر سنگھ کی معرفت اطاعت اختیار کی اور دو لاکھ روپیہ نو فیل پیش کش میں دیئے - بادشاہ نے ۲ رمضان کو اسلام خاں کو سات ہزار سوار اور بہت سے امرا کو ساتھ کر کے جمنا پار کے متمردون کی سرکوبی کے لیئے متعین کیا تھا اور مقرب خاں دکنی جاگیر دار سنبل کو بھی انکے ساتھ کیا تھا - وہ بھی ۳۰ رمضان کو پادشاہ کی خدمت میں آئے - انہوں نے جمنا کے وار پار کے سرکشوں کو مار کر قریب ہزار کے مفسد بے سر و بے سپر کیئے اور انکے عیال و اطفال و مویشی کو گرفتار کیا اور اُن کی استوار جاؤن کو مسمار کر دیا -

جشن نوروزی

غرہ شوال ۱۰۴۸ھ کو جشن نوروزی ہوا - ۳ فروری کی تاریخ نجومیوں نے اکبر آباد میں داخل ہونے کی مقرر کی تھی اسلیئے جشن نوروزی یہیں گھاٹ پر ہوا - عید کے اور نوروز کے ایک دن ہونے سے شادمانی پر شادمانی ہوئی - حسب دستور کارپردازان سلطنت ایوان دولتخانہ خاص و عام دار الخلافہ کی تزئین کے لیئے مامور ہوئے اول انہوں نے اسکی مخمل و زربفت کی کہ گجرات کے صنعت گروں اور ہنرورون نے بنائی تھی اور اسمیں طرح طرح کی صنعتیں کیں تھیں اور ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوئی تھی - ایوان چہل ستون کی پیش گاہ میں زرین اور سیمین ستونوں پر ایستادہ ہوئی اور اسکے اطراف میں زربفت و مخمل کے شامیانے چاندی سونے کے ستونوں پر تانے - پھر زمین پر زرین بساط اور رنگین فرش بچھائے گئے اور اسپک کے نیچے ایک مربع چبوترہ بنایا گیا اور اسکے چاروں ضلعوں پر ایک محجر زرین نصب ہوا اور اسکے عین وسط میں تخت طاؤس (جسکا حال آگے بیان ہوگا) رکھا گیا - اور تخت کی چھتر ہائے مرصع جنمیں موتیوں کی لڑیاں لگی ہوئیں تھیں لگائے گئے اور در و دیوار و سقف و جدار و طاق اور خاص و عام کے احاطوں کی اطراف اور نقارخانہ کی عمارت اور ہر دروازہ

کے پیش طاق جنکی تزئین کے متکفل شاہزادے تھے ان سب کو ہر دیار کے قیمتی نفیس مخمل طلا باف و نقرہ باف و زربفت ایرانی و دیبائے رومی سے منڈھا اور سب جگہ اس مجلس میں سونے کے مرصع کار ظروف ترتیب سے چنے ۔

تخت طاؤس

برسوں اور مدتوں سے جواہر خانے میں طرح طرح کے جواہر جمع ہوتے جاتے تھے آغاز جلوس میں پادشاہ کے دل میں آئی ان تحائف عجیبہ کے حاصل کرنے سے اور ان نفائس غریبہ کے حفاظت کرنے سے کچھ حاصل اسکے سوا نہیں ہے کہ زیب و زینت کی نمائش ہو پس انکو ایسے کام میں لانا چاہیے کہ تماشائی بھی ان بحر و کان کے نتائج سے بہرہ ور ہوں اور کارگاہ سلطنت کو بھی فروغ تازہ ہو اُس نے حکم دیا کہ جواہر خاصہ کے سوا کہ جواہر خانہ محل مثلاً میں از قسم لعل و یاقوت و الماس و مروارید و زمرد قیمتی دو کروڑ روپیہ کے ہیں اور جواہر کہ خان زمان کی تحویل سے باہر ہیں وہ میری نظر کے سامنے لائے جائیں ۔ انہیں سے بیش قیمت جواہر وزن میں پچاس ہزار مثقال قیمتی اسی لاکھ روپیہ کے پادشاہ نے انتخاب کیے اور بے بدل خاں داروغہ زرگری خانہ کو حوالہ فرمائے کہ وہ ایک لاکھ تولے سونا قیمتی چودہ لاکھ روپیہ کا لیکر ایک تخت بنائے جسکا طول سوا تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز شاہجہانی ہوا اور وہ جواہر مذکورہ سے مرصع ہوا اور یہ مقرر کیا کہ اسکی چھت اندر کی طرف سے کچھ مینا کار کچھ مرصع ہو اور باہر کی طرف لعل و یاقوت وغیرہ سے مرصع و مغرق ہو اور یہ چھت بارہ زمرد کے ستونوں پر قائم ہو اور اوپر دو طاؤس جواہر سے مرصع بنائے جائیں اور ان دونو موروں کے درمیان ایک درخت لعل و الماس و زمرد و مروارید سے مرصع لگایا جائے اور چڑھنے کے لیے نردبان کے تین پائے جواہر آبدار سے مرصع بنائے جائیں غرض ایسا تخت سات سال میں تیار ہوا اور ایک کروڑ روپیہ اسمیں خرچ ہوا گیارہ تختے جواہر سے مرصع اس تخت کے دو رویہ تکیہ لگانے کے لیے لگائے گئے بیچ کا تختہ جسپر

پادشاہ تکیہ لگا کے بیٹھتا تھا - دس لاکھ روپیہ قیمت رکھتا تھا - اس تختہ میں جو جواہر لگے
ہوئے تھے ان میں ایک لعل لاکھ روپیہ کا تھا کہ شاہ عباس والی ایران نے جہانگیر پاس
زنبیل بیگ کے ہاتھ بھیجا تھا اور جہانگیر نے شاہجہاں کو دکن کی فتح کی جلدو میں دیا تھا
اول نام اسمیں صاحب قرآن و میرزا شاہرخ و مرزا الغ بیگ کا منقوش تھا پھر شاہ
عباس کا اس کے بعد جہانگیر و اکبر کا اسکے بعد شاہجہاں کا اسکی تاریخ (سریر ہمایوں
صاحب قرآنی) ہوئی - پادشاہ روز جمعہ کو دولتخانہ گھاٹ سے کشتی میں سوار ہوکر
بارگاہ میں آیا - اس تخت پر بارہ بجے جلوس کیا اور اپنی بخشش سے ایک خلقت کا جیب و
داماں دولت سے بھر دیا شاہزادوں اور امراء کو لاکھوں روپے نقد اور بیش بہا خلعت
ملے دس روز میں ہزار خلعت عنایت کیے - طالب کلیم نے ایک قصیدہ لکھا جسکے صلہ
میں وہ سونے سے تولا گیا اور اسکے ہموزن روپیہ پانچہزار پانسو اسکو دیا گیا چوبیس لاکھ
روپیہ کی نذریں گذریں -

نجابت خاں فوجدار دامن کوہ ولایت پنجاب نے عرضداشت میں گذارش کیا
کہ اگر سری نگر کی مہم بندہ کو مفوض ہوا اور دو ہزار سوار کمک کے لیے معین ہوں تو میں
داماں کوہ کے زمینداروں کو ہمراہ لیکر وہاں کے مرزبان سے شائستہ پیشکش لوں اگر وہ
زر دوستی و عافیت دشمنی سے اسکے ادا میں تعلل کرے تو اسکا ملک تسخیر کرلوں حسب التماس
اسکے مہم مذکور اسکو مفوض ہوئی اور دو ہزار سوار اسکی کمک کو بھیجے گئے - وہ اس کمک کے
پہنچنے پر غنیم کے ملک میں آیا اول قلعہ شیرگڈھ کو سرسواری فتح کیا یہ قلعہ زمیندار سری نگر نے
اپنی ولایت کی سرحد پر جمنا کے کنارہ پر مشرف ولایت سرمور پر بنایا تھا اور ایک جماعت کو
وہاں اسلیے رکھا تھا کہ فرصت کے وقت پادشاہی ملک میں آکر زیردستوں پر زبردستی کرے
سرمور وہ پہاڑی جہان ہے دار الخلافہ اکبرآباد میں اسفندار سے خرداد تک برف کشتی میں آتی
تھی بعد اسکے حصار کالپی کو تھوڑے تردد میں فتح کرلیا اور اسے زمیندار سرمور کو حوالہ کیا جو

مہم سری نگر کا سپرد ہونا نجابت خاں کو

پادشاہی لشکر کے ساتھ تھا اور دولتخواہی کرتا تھا اور حصن مذکور اس سے پہلے تعلق رکھتا تھا اور زمیندار سری نگر نے اسکو زبردستی سے لے لیا تھا۔ زمیندار سرمور نے عرض کیا کہ قلعہ بیرات بھی مجھ سے زبردستی زمیندار سری نگر نے چھین لیا ہے اگر مجھے کمک ملے تو میں اس قلعہ کو فتح کرلوں نجابت خاں نے اسکو کمک دی۔ کمک نے جاکر قلعہ فتح کرلیا اور زمیندار سرمور کے آدمیوں کو سپرد کرکے معاودت کی۔ نجابت خاں کالپی سے قلعہ ساتور میں آیا اسکے تین طرف گہرا پانی تھا اسکو غلبہ کرکے مخالفوں سے لے لیا جسکو زمیندار مکھن پور کو سو سواروں اور ہزار پیادوں کے قریب دے کر اسکی حراست سپرد کی اور خود آگے بڑھ کر گنگا کے کنارہ تک تصرف کیا۔ جب ہردوار کے قریب گنگا پار اترا تو اسکو معلوم ہوا کہ کتل نلدویرہ وسری نگر کے پہاڑوں کے نشیب میں واقع ہے۔ وہاں بہت آدمی جمع ہیں اور اس ملک میں آنیکی راہ کو گچ و سنگ سے مسدود کیا ہے اور تفنگچی اسکی پاسبانی کے لیے مقرر کیے ہیں اس نے گوجر گوالیاری اور اودے سنگھ راٹھور کو اس دیوار کی محافظت کے لیے چھوڑا اور خود کتل پر آیا گو مخالفوں کی کثرت تھی اور تیر و تفنگ چھوڑتے تھے مگر لشکر شاہی نے دیوار کو جو سد راہ تھی توڑ کر ایک جمع کثیر کو مقید کرلیا اور بہت جد و کد کرکے کتل سے گذرا اور گوجر کو مع اجمال و اثقال کے اپنے پاس بلایا اور کتل کے نیچے دائرہ کیا۔ دوسرے روز سری نگر سے تین کوس پر پہنچا تو مرزبان ان پے در پے دستبردوں سے ہراساں ہوا اپنا وکیل زبان دان نجابت خاں پاس بھیجا اور بادشاہ کو دس لاکھ روپیہ پیشکش اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نجابت کو دینے پر صلح چاہی۔ نجابت خاں ناتجربہ کار تھا بغیر اسکے کہ بندوبست و احتیاج ضروری سے خاطر جمعی کرے صلح ان شرائط پر قبول کرلی کہ بیس روز میں زر مذکور ادا کیا جائے اور تا حصول زر وکیل یہیں رہے وکیل نے سونے کے آلات و چاندی کے ظروف کچھ جواہر جو اپنے ساتھ ایک لاکھ روپیہ کی قیمت کے لایا تھا نذر دیئے اور باقی روپیہ کے ادا کرنے کے لیئے اسنے دو مفلوک فقیر بے نام و نشان کو لباس فاخرہ پہنا کر اپنی عوض میں جب تک زر موعود ادا ہو سرکار ناکردہ کار میں گرو رکھے اور خود صحرا کی راہ لی اور غلہ کی

رسد بند کرنے کے لیئے راہوں کو ایسا مسدود کیا کہ قاصد کی آمد و شد بھی دشوار ہوئی برسات
کے آنے تک ڈیڑھ مہینہ اس مکر و فریب میں گذار دیا ایک دام و درم نہ بھیجا۔ نجابت خاں
پیشکش کے انتظار میں بیٹھا رہا۔ غلہ کے نہ پہنچنے سے لشکر کا حال روز بروز تباہ ہوتا گیا۔ روپیہ
سیر اناج بکنے لگا۔ رات دن مینہ برسنے لگا۔ ہر طرف پانی کا دریا بہنے لگا۔ فاقوں کے مارے
جانوروں اور آدمیوں کا دم نکلنے لگا۔ جہاں کہیں پادشاہی تھانے تھے اُنپر مخالف بلائے
ناگہاں کی طرح آتے اور اُنکے غرور کو ڈھاتے نوبت یہاں تک آئی کہ نجابت خاں نے اپنے
ہم مصلحتوں کے ساتھ جان بچا کرے جانے کو غنیمت جانا اور اس تہلکہ سے نکلنے کی فکر و تدبیر
کرنے لگا۔ اس ضمن میں خبر آئی کہ گوجر جسکو قلعہ میں چھوڑا تھا جمعیت کثیر کے ساتھ مارا گیا اور
راہوں کے سروں پر بہت سے پیادے و سوار بیٹھے ہیں اور اُنہوں نے راہوں کو بند کر رکھا
ہے۔ حاصل کلام یہ کہ نجابت خاں تمام لشکر و توپخانہ و اسباب تزک و کارخانے برباد کر
کے خود ہزار دشواری سے تغیر وضع کرکے چند معدود آدمیوں کے ساتھ جان بر ہوا اور
اُسنے نجات پائی۔ آدمیوں کے عیال و ناموس مخالفوں کی تیغ خونفشاں سے ڈر کر غار
اور درختوں کے جھنڈوں میں جا کر چھپے تھے وہ اس دیار کے آدمیوں کے ہاتھوں میں گرفتار
ہوئے اس سردار نا آزمودہ کار کی بے تدبیری سے لشکر کو ایسا زخم پہنچا۔ اگر خرد دوربیں
و رائے صواب گزیں سے بہرہ رکھتا اور ابتداے کار میں منتہاے اُمور پر نظر ڈالتا اور
سررشتہ تدبیر کو ہاتھ سے نہ دیتا۔ اگر فتح نہ ہوتی ہمراہی تو نہ ہلاک ہوتے جب پادشاہ کو
اسکی خبر ہوئی تو جاگیر و منصب بدل کر اسکی تنبیہ کی اور مرزا خاں بن شاہ نواز خاں ولد
عبدالرحیم خاں خاناں کو دامن کوہ کی جاگیر اور فوجداری تفویض کی۔

پادشاہ نے رجب سال دوم میں ججھار سنگھ بندیلہ کے جرائم کو معاف کیا تھا اور
دکن میں تعین کیا تھا اُس نے ایک مدت کے بعد مہابت خاں خانخاناں ناظم مملکت
دکن سے رخصت لی اور اپنے بیٹے بکرماجیت مخاطب بہ جگراج کو مع جمعیت کے

اپنا قائم مقام کیا اور خود اپنے وطن کو آیا اور اسنے بھیم نراین زمیندار ولایت گڈھہ
پر فوج کشی کی اور عہد و پیمان کرکے چوراگڈھہ (جبل پور سے ۰۷ میل پر مغرب
میں ہی) سے بلایا - یہ قلعہ اس ولایت میں حاکم نشین تھا - عہد و پیمان کے
رشتہ کو توڑ کر اسکو مع توابعین کے قتل کرڈالا اور اسکے قلعہ پر مع توابع کے
اور اسکے خزانہ و نقد و جنس پر متصرف ہوا اس وقت بھیم نراین کا بیٹا بادشاہ کی خدمت
میں خاندوران خاں کے ساتھ پیشکش لیکر آیا ہوا تھا وہ جب اس ماجرے پر مطلع ہوا تو
اُس نے بادشاہ سے حقیقت عرض کی - بادشاہ نے سندر کب راے کے ہاتھ جھجار سنگھ
پاس فرمان بھیجا کہ بغیر ہمارے حکم کے تو نے بھیم نراین کا اور اسکے بھائی بندوں کا خون
کیا اور ولایت گڈھہ پر تصرف کیا - اب تیرا سود کار اسمیں ہی کہ ولایت مذکور کو بادشاہی دیوان
کو سپرد کرے اور اگر اسکو وہ اپنی اقطاع میں لینا چاہتا ہے تو اپنی جاگیر کے حوالی
میں اسکی عوض میں ملک دے اور بھیم نراین کے روپے میں سے دس لاکھ روپیہ درگاہ
والا میں ارسال کرے - اس فرمان کے پہنچنے سے پہلے اسکو وکیل کے لکھنے سے یہ حال
معلوم ہو گیا تھا اُسنے اپنے بیٹے بکرماجیت جو خان زمان کے ساتھ بالا گھاٹ میں تھا اشارہ
کیا کہ وہاں سے بھاگ کر جلد وطن میں آئے وہ بمجرد اطلاع کے راہی ہوا - برہان پور میں
خانہ دران خاں کو جو پائیں گھاٹ کی صوبہ داری کرتا تھا معلوم ہوا کہ خان زمان خان صوبہ دار
بالا گھاٹ بکرماجیت کا تعاقب نہیں کرسکا تو وہ برہان پور سے بہت سے امیروں
کو ساتھ لے کر ایلغار کرکے پانچ روز میں مقام اشتہ میں کہ مضافات صوبہ مالوہ
میں ہی (اشتہ بھوپال کے جنوب و مغرب میں ساٹھ میل پر ہے) پہنچا اور یہاں
مقابلہ و مقاتلہ ہوا - عجیب زد و خورد ہوئی - طرفین کے اکثر ہمراہی کشتہ و
زخمی ہوئے - اور بکرماجیت دو زخم کھا کر جنگل اور پہاڑوں میں ایسی غیر متعارف
راہوں سے گیا کہ سواء اس سرزمین کے رہنے والوں کے کوئی اُن کو نہیں جانتا تھا -

اور پرگنہ دھامونی میں باپ سے ملحق ہوا۔ اللہ وردی خاں صوبہ دار مالوہ کو توفیق نہ
ہوئی کہ وہ اسکا تعاقب کرتا اسنے خاندوران کے ساتھ بھی ہمراہی نہیں کی۔ جب بادشاہ
کو یہ خبر ہوئی تو بیس ہزار سوار تین سرداروں کی سرکردگی میں اس مہم کی انجام کے
لیئے مقرر کیئے ایک سردار عبداللہ خان تھا اور دوم سید خانجہاں سوم خاندوران خاں
جو بکرماجیت کے تعاقب کے بعد مالوہ میں حکم کے انتظار میں ٹھیرا ہوا تھا۔ صوبہ مالوہ میں
بدستور سابق خاں دوران خاں صوبہ دار مقرر ہوا۔ صوبہ برہانپور الہ وردی خاں کو
دیا گیا۔ بالاگھاٹ کا ضمیمہ برار بنا کے خان زمان کو دیا گیا۔ جب جھجھار سنگہ کو ان فوجوں کی
روانگی کی خبر ہوئی تو اسنے اپنا وکیل بادشاہ پاس بھیجا اور خانخانان آصف خاں کو
اپنا شفیع جرائم بنایا اور بادشاہ سے ایک آدمی کو طلب کیا کہ اسکا ہاتھ پکڑکے بادشاہ
پاس لیجائے۔ بادشاہ نے سندر کب راے کو جو پایۂ تخت کے شعرا میں سے تھا
بہ سبب ہم جنسی کے اس پاس بھیجا اور ارشاد کیا کہ اگر وہ بیس لاکھ روپیہ جمع کرکے بادشاہی
آدمیوں کو دیدے اور سرکار ربیاتواں بعوض چوراگڈہ کے چھوڑ دے اور خود اپنی
جمعیت کے ساتھ خان زمان پاس بالاگھاٹ جاے اور اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس بھیجے تو اوسکے
قصور معاف ہوسکتے ہیں اور عبداللہ خاں فیروزجنگ و سید خان جہاں و خاندوراں خاں
کے نام احکام جاری ہوئے کہ جہاں وہ پہنچے ہوں وہیں جبتک توقف کریں کہ سندر کب واپس
آئے۔ اگر جھجھار سنگہ حکم شاہی نہ مانے تو قلعہ اورگڈھ کو فتح کرکے اسکی راجگی و ریاست
قوم بندیلہ کے راجہ دیبی سنگہ کو دی جاے جسکے باپ دادا پہلے سے یہ ریاست رکھتے
تھے اور جہانگیر نے ابوالفضل کے قتل کرنے کے صلہ میں نرسنگہ دیو کو مرحمت کی تھی۔ جب
سندر کب حکم شاہی کی تبلیغ کے لیئے جھجھار سنگہ پاس آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ وہ اپنی
رصانت قلاع و انبوہی جنگل و وسعت ملک و فزونی مال اور اسباب کی
فراوانی پر مغرور ہوکر خودسری کرتا ہی تو اسنے وہاں سے مراجعت کرکے اپنا

دیدہ وشنیدہ حال بادشاہ سے عرض کیا تو بادشاہ نے تینوں سرداروں کے نام
منشور جاری کئے کہ ججھار سنگہ کے استیصال میں کوشش کریں اور اس خیال سے کہ
مبادا سرداران مذکور مراتب قرب ومنزلت ومدارج خدمت پر نظر کرکے ایک دوسری
کی رائے سے سرتابی کریں اور آپس میں موافقت کی بجائے مخالفت کریں۔ شاہزادہ
اورنگ زیب کو ۱۵ ربیع الثانی کو کل لشکروں کی سرداری سپرد کی۔ فوجوں کے سردار
بعد برسات کے ختم ہونے کے نواحی بھانڈیر میں آپس میں ملے۔ پہلے اس سے کہ شاہزادہ
آئے وہ قلعہ اوندچھہ سے تین کوس پر پہنچے۔ یہ ایک مکان مطبوع سیر حاصل تھا اور یہ پرگنہ
جہانگیر نے نرسنگہ دیو پدر ججھار سنگہ کو ابوالفضل کے قتل کرنے کے جلدو میں دیا تھا۔ اُس نے
یہاں اپنا وطن بنایا تھا۔ کئی ہزار بیلدار و تبر دار شجار کو کاٹتے اور دشوار گذار راہ ہموار
کرتے تو ہر روز بادشاہی لشکر کا آدھ کوس کوچ ہوتا ججھار سنگہ نے پانچہزار سوار اور دس
برقنداز قلعہ اوندچھہ میں متعین کیئے تھے سوار و پیادے مقرر کیئے تھے کہ دائیں بائیں
طرف سے بادشاہی لشکر کے سدراہ ہوں وہ درختوں کی پناہ میں اور غاروں کے
گوشوں میں بیٹھ کر تیر و تفنگ لشکر شاہی پر چلاتے اور انکو زخمی و کشتہ کرتے اور
خود بھی مارے جاتے لشکر شاہی اس طرح مسافت کو قطع کرکے ۲۹ ربیع الثانی کو
حوالی مواضع کھروالی میں آیا جو اوندچھہ سے ایک کروہ پر تھا اور مخالفوں نے اسکو
نبردگاہ قرار دیا تھا اس اثناء میں راجہ دیبی سنگہ نے خاندوران خاں کے
ہراول کو لے کر کوہچہ کھروالی دشمنوں سے چھین لیا اور ایک جماعت کو دستگیر کرکے
خاندوران خاں کے روبرو لایا۔ جب حوالی اوندچھہ کو لشکر شاہی نے لے لیا تو
ججھار سنگہ کو ہراس و خوف پیدا ہوا تو اسنے اپنے اہل وعیال منتسبوں کو دواب
اور کچھ زر سُرخ و سفید کے ساتھ اوندچھہ سے نکالا اور قلعہ دھامونی بھیجدیا۔ یہ
قلعہ اُسکے باپ نے بڑا متین بنایا تھا اسکی شرقی و شمالی و جنوبی جانب میں بڑی گہری

جو تھی کہ یہاں نقب و کوچہ سلامت کسی صورت سے نہیں تیار ہو سکتے تھے - اسکی
غربی جانب کہ ہموار تھی بیس گز گہری خندق کھود کر اسکو بڑدن سے ملا دیا تھا پھر
اوندچھا اپنے آدمیوں کو سپرد کر کے خود بکرماجیت اور منتسبوں کو لے کر اس طرف
روانہ ہوا - پادشاہی سرداریہ خبر سُنکر قلعہ اوندچھا پاس آئے مورچلوں کو درست
کیا - اور دوم رجادی الاولی کو زینے و کمند لگا کے دیوار حصار پر چڑھ گئے - اہل قلعہ
ڈر کر دوسری طرف سے فرار ہوئے - پادشاہی لشکر حصار میں آیا اور قلعہ کا
دروازہ کھولا - اور سرداروں نے آنگ تکبیر و اذان کہوائی اور استمرار دولت شاہی
کی فاتحہ پڑھوائی - ایک روز یہاں قیام ہوا - راجہ دیبی سنگہ کو جسکو پادشاہ نے
اوندچھا اور اسکے مضافات عنایت کئے تھے یہ سپرد کیے اور قلعہ کی کنجی پادشاہ
پاس بھیجی اور شاہزادہ اورنگ زیب کو اس فتح کا مژدہ بھیجا - چوتھی کو دریائے
ست دھارہ سے جس کے کنارہ پر قصبہ اوندچھا واقع تھا لشکر شاہی عبور کر کے
جھجھار سنگہ کے تعاقب میں گیا - ۱۴ کو دھامونی سے ۳ کروہ پر لشکر شاہی آیا تو اوسکو
معلوم ہوا کہ جھجھار سنگہ جو یہاں آیا تھا اُس نے یہاں سے اپنے عیال اور مال کو
قلعہ چوراگڈھ میں بھیجا ہے جسکی استواری پر اسکو اعتماد تھا - حصار دھامونی کے گرد
عمارات کو ڈھا دیا ہے اور رتنائی کو اس قلعہ کی حراست سپرد کی ہے اور خود پرگنہ گھنواتو
کو جو چوراگڈھ کی سمت میں ہے چلا گیا ہے کہ اگر قلعہ دھامونی کو پادشاہی لشکر فتح کر لے
تو وہ چوراگڈھ چلا جائے لشکر شاہی درختوں کو کاٹتا قلعہ دھامونی کے نواحی میں آیا
مورچال لگانے اور نقب کھودنے میں کوشش کی - ہر چند یہ سرزمین سنگلاخ ایسی
سخت تھی کہ سوائے آہن فولاد کے اُسکے پتھروں میں کام نہیں کر سکتا تھا - لیکن
پادشاہی آدمیوں نے ہمت کر کے محصوروں کو تھوڑے دنوں میں تنگ کیا - باوجودیکہ
وہ توپ و تفنگ و حقۂ آتش و بان و سوود سومن کے پتھروں کے مارنے میں کمی نہیں

کرتے تھے اور لشکر شاہی کے بہت آدمی کشتہ کرتے تھے اور رات دن آگ کا مینھ برساتے تھے مگر آخر شب میں لشکر شاہی نے زینوں و کمندوں پر چڑھ کر یورش کا قصد کیا۔ ججھار سنگھ نے خاندوران خاں پاس زینہار کے لیئے آدمی بھیجا کہ اس اثناء میں بہادر خاں روہیلہ و نظر بہادر خویشگی آخر شب میں جنوبی طرف کندیں لگا کے قلعہ میں پہنچ گئے۔ قلعہ کے دروازہ میں آگ لگائی۔ اگرچہ دار و گیر و تردد محصوروں کی صدا ہر طرف ہوئی لیکن فرار کی خبر تحقیق نہوئی تو یہ قرار دیا کہ سورج نکلنے پر قلعہ میں جائینگے۔ غارت پیشے جو سیماب کی طرح قلعہ میں جانے کے لیئے بیقرار تھے انہوں نے سرداروں کی باتوں کو نہ سنا جسطرف سے قلعہ میں راہ پائی چلے گئے۔ اور تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور پیش دستی کو غنیمت سمجھے اس امر سے خاندوراں خاں مطلع ہو کر ایک جماعت کے ساتھ قلعہ میں آیا غارت کے منع کرنے سے دست و زبان کھولے اور جا بجا مردم شدید تاکید و تہدید کے لیئے تعین کیئے اس اثناء میں ایک برج کے کنارے سے آواز بلند ہوئی وہ ایک جمع کثیر باہر جانے کی امید میں فراہم تھے۔ فرار کی فرصت نہ پاتے تھے۔ تیغ اجل کا انتظار کر رہے تھے علی اصغر ولد محمد جعفر نے خاندوراں خاں سے کہا کہ میں جا کر اس جماعت کو مقید کر کے لاتا ہوں خاندوراں خاں نے رات کی تاریکی کا عذر ہر چند کیا مگر اس جوان نے نہ سنا اور وہاں پہنچا قضارا وہاں باروت خانہ باروت سے بھرا ہوا تھا جسکا منہ یورش کے وقت کھولا گیا تھا اور ایک جماعت تماشائیوں اور لٹیروں کی مشعل لیکر اس مکان میں آتی جاتی تھیں یہ جوان اجل رسیدہ اس وقت وہاں گیا کہ مشعل کا گل باروت خانہ میں جا پڑا تھا۔ سارا برج اڑگیا اور اسی گز دیوار دونوں جانب سے جو دس گز عرض رکھتی تھی اڑگئی۔ علی اصغر مع ہمراہیوں کے نیست و نابود ہو گیا۔ خاندوران خاں اسوقت مخالفوں کے گھوڑوں کے ضبط کرنے کے لیئے گیا ہوا تھا اسلیئے اسکو کچھ مضرت نہیں پہنچی کچھ اسکے ہمراہی پتھروں کے لگنے سے مرگئے۔ اکثر پتھر باہر کی جانب گرے۔

جس سے اس گروہ کو آسیب پہنچا کہ صبح کے انتظار میں حصار سے باہر کھڑا تھا ایمیں زیادہ
تر آدمی امر سنگھ ولد راجہ گج سنگھ کے تھے وہ اور دو سو گھوڑے فنا ہوئے قلعہ کا نقد و
جنس ضبط ہو کر ایک معتمد کو سپرد ہوا۔ دوسرے روز خبر آئی کہ ہیمہ و علف کے لئے
ایک گروہ جنگل میں گیا تھا اسکو ایک چاہ ملا ہی جسمیں جھجھار سنگھ نے اپنا زر دفن کیا تھا۔
خاندوران خاں نے جا کر ایسے تین چاہ اور دریافت کئے اور ڈھائی لاکھ روپیہ ہاتھ لگا
اور خزانہ شاہی میں داخل ہوا اس سے یہ تحقیق ہو گیا کہ جھجھار سنگھ نے اپنی دولت جنگل میں
کنوؤں میں دفن کی ہی۔ اب لشکر شاہی کو خبر لگی کہ جھجھار سنگھ شاہ پور میں ہی جو چوراگڈھ سے
دو کوس پر ہی اور زمیندار دیوگڈھ پاس آدمی بھیجا ہی اور منتظر ہی کہ اگر وہ وعدہ کرے
تو اسکے ملک میں ہو کر دکن کو بھاگ جائے اور اس ضمن اس نے چوراگڈھ کی قلعہ داری
کا اسباب تیار کیا ہی۔ پادشاہ کے حکم کے موافق خانجہاں تو ولایت مفتوحہ کی تنسیق کے
لئے اور دفائن کی تفتیش کے واسطے یہاں ٹھیرا اور عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ اور
خاندوران خاں مع کل امرا کے ۲۵ کو شاہ پور کی طرف راہی ہوئے ان دنوں میں
جھجھار سنگھ پاس خبر آئی کہ زمیندار دیوگڈھ فوت ہوا اور فوج شاہی سر پر آئی تو اس نے
قلعہ چوراگڈھ کی توپوں کو توڑا اور جو اسباب وہاں تھا اسے جلا دیا اور حصار کے اندر
جو راجہ بھیم نراین کی بنائی ہوئی عمارات تھیں انکو باروت سے اڑایا اور رات کو دیوگڈھ
کی طرف روانہ ہوا۔ عبداللہ خاں و خاندوران خاں یہ خبر سنکر قلعہ شاہ پور و چوراگڈھ میں
جو متصل تھے گئے۔ اور ادوات و اسباب بقیۃ النار کو ضبط کیا اور بتخانوں کے کوٹھوں پر
چڑھ کر اذان دی اور پادشاہ کی عمر کی درازی کے لئے دعا کی۔ قلعہ کو معتبر آدمیوں کو
حوالہ کیا اور پانچ سو پیادے تفنگچی قلعہ کی پاسبانی کے لئے چھوڑے۔ تب کرپلی کے چودھری
راگھو نے خاندوران خاں پاس آنکر اطلاع دی کہ جھجھار سنگھ دو ہزار کے قریب سوار
اور چار ہزار پیادے اور ساٹھ زیادہ فیل اور بیس حمال جنمیں سے بعض پر زر نقد

وطلائی ونقرہ آلات لدے ہوئے ہیں اور بعض پر عیال اسکے سوار ہیں ہمراہ لیئے ہوئے
جاتا ہے۔ گرانی اسباب کے سبب سے وہ ہر روز چار کروہ کونڈی چلتا ہے جو آٹھ کروہ رسمی
کے برابر ہیں وہ پندرہ روز پہلے چل چکا تھا کہ بادشاہی آدمیوں نے بیس کوس روز چلنا
شروع کیا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بھی منزلیں طے کرتا ہوا چلا آتا تھا اور سرداروں
اور سوانح نگاروں کی تحریروں سے قلعوں وملک کی تسخیر کی اور بندیلوں کے غارت
ہونے کی خبریں سنکر بادشاہ کو مطلع کرتا تھا۔ شاہزادہ اور عبداللہ خاں کے سپاہیوں
میں فاصلہ بہت تھا شاہزادہ نے دھامونی میں آرام طلبی کے لیئے چندروز توقف
کیا۔ عبداللہ خاں بہادر فیروزجنگ اور خاندوران خاں سرحد ملک چاندہ میں پہنچے
یہاں اسکو خبر لگی کہ ججھار سنگھ چار کروہ آگے جاکر اترا ہے سورج نکلنے سے پہلے وہ
اسکی تلاش کے لیئے روانہ ہوئے اور ایک پہر دن چڑھے اسکی منزلگاہ پر پہنچے۔ تو خبر ملی
کہ وہ بادشاہی فوج کی خبر سنکر راتوں رات بھاگ گیا فوج شاہی نے اسکا تعاقب کیا
اور آفتاب کے غروب ہونے تک چالیس کوس مسافت طے کی۔ لشکر کے کچھ گھوڑوں
کے نعل گر گئے تھے کچھ گھوڑے تھک گئے تھے دوپہر تک توقف کیا۔ پھر برق وباد کی
طرح چلے دوپہر گذری تھی کہ فیروزجنگ کے قراولوں نے خبر بھیجی کہ غنیم آگے جاتا ہے
فیروزجنگ نے تفنگچی وتیراندازوں کے ایک گروہ کو قراولوں کی کمک کے لیئے
تعین کیا۔ قراولوں کی کمک پہنچنے کے بعد تعاقب کیا۔ نیک نام عم بہادر ایک جماعت
کو ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ ججھار سنگھ اس سے لڑا۔ نیک نام مع سات آدمیوں
کے قتل ہوا۔ مادھوسنگھ ولد راؤرتن نے دشمن پر حملہ کر کے بھگا دیا۔ ان
دنوں میں بہادر خاں سے خاندوران خاں ملا۔ دونوں نے ججھار سنگھ وبکرماجیت
پر حملہ کیا۔ یہ کچھ لڑے پھر توغ ونقارہ وچار فیل ونوشتر چھوڑکر بھاگے اور اس
نواحی کے درخت زار میں پناہ لی لشکر شاہی ان کے تجسس میں روانہ ہوا تھا

اسکو معلوم ہوا کہ جھجھار سنگھ نے اپنے عیال اور خزانہ اور آٹھ ہاتھیوں کو اپنے بیٹوں اودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی وسیام ددا اور اپنے معتمد کے ساتھ اور ایک اور جماعت کو گلکنڈہ کی جانب روانہ کیا ہے - فیروز جنگ و خاندوران نے بہادر خاں کو جو باوجود عارضہ جسمانی کے لوازم جانفشانی بجالاتا تھا اور محمود بیگ خوافی دیوان فوج فیروز جنگ کو اسباب غنیمت کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود ایک گروہ کے ساتھ تعاقب میں گئے اگرچہ مخالفوں نے اپنی راہ غلط بتلانے میں کوشش کی مگر افواج شاہی نے جس طرف وہ گئے تھے اسکا سُراغ لگا لیا ہرچند مکرر خبر آئی کہ مخالفوں نے نبردگاہ کے شمالی جنگل میں خزانے کے دس ہاتھی چھوڑے ہیں مگر سران لشکر شاہی نے غنیم کو فرصت نہ دی اور خود انکی طرف متوجہ نہ ہوئے بہادر بیگ اور محمود بیگ خوافی کو حکم بھیجا کہ ہاتھیوں کو زر سمیت پکڑ لیں اُس دن تیس کوس لشکر چل چکا تھا - اوّل شب گھوڑوں کی آسودگی کے لیے آرام کیا اور پھر آدھی رات کے بعد سوار ہوئے اور مفسدوں کے قتل کے لیے کمر باندھی اس حال میں معلوم ہوا کہ اودے بھان نے اپنے ہاتھوں میں چھ ہاتھی مغالطہ دینے کے لیے گلکنڈہ کی راہ سے چاندہ بھیجے ہیں اور جن دو ہتھنیوں پر عورتیں اور بچے سوار تھے اُنکو ساتھ لے کروہ گلکنڈہ چلا جاتا ہے لشکر شاہی نے فیلان مذکور کا کچھ خیال نہ کیا وہ گلکنڈہ کی طرف چلے اور اتفاقاً فیروز جنگ کے تابینوں کا ایک گروہ پیچھے آتا تھا - اُس نے ان چھ ہاتھیوں کو مع اسباب کے پکڑ لیا - فوج شاہی کو پانچ چھ کوس چل کر دشمن کی سپاہ نمودار ہوئی - خاندوران خاں نے اپنے بڑے بیٹے سید محمد کو سرداروں اور پانچ سو مغلوں کے ساتھ بھیجا لشکر شاہی نے جا کر مخالفوں کو جوہر (جیوہر) کرنے کی بھی فرصت نہ دی کہ اس کے موافق عورتوں کو مار کر مرتے اُنھوں نے رانی پاربتی زن کلاں راجہ نرسنگھ دیو نے دو زخم

جدھر کے لگائے اور اودر عورتوں اور لڑکوں کو پیکان و شمشیر و جدھر مار کر بھاگ
گئے پادشاہی لشکر نے مخالفوں کے آدمی مارے خاندوران خاں نے آنکر درگن
پسر جھجھار و درجن سال ولد بکرماجیت کو اسیر کیا۔ **مصرعہ**
سرکشی با سرفرازاں سرنگونی آوردہ کا مضمون ظاہر ہوا۔ اودے بھان اور
اُسکا چھوٹا بھائی سیام دوا کہ گلکنڈہ کو فرار ہوئے تھے کچھ دنوں بعد گرفتار
ہوئے خان دوران خاں کے اشارہ سے پادشاہی آدمیوں نے رانی
پاربتی اور اور زخمی عورتوں کو خاک سے اوٹھایا اور ان ہاتھیوں کو پکڑا جن پر
اشرفیاں اور مرصع آلات بار تھے اور غنائم فیروز جنگ پاس آئیں۔ لشکر کے
سرداروں نے ایک تالاب پر آرام کیا کہ دواب کو آسائش ہو غنائم ضبط ہوں
اور اموال کی جستجو ہو۔ جھجھار سنگہ و بکرماجیت کے احوال کا تفحص ہو۔ اس اثنا
میں جھجھار سنگہ و بکرماجیت کے قتل کی خبر آئی۔ وہ لشکر شاہی سے خوف کھاکر اس
نواحی کے جنگل میں جاکر چھپے تھے۔ وہاں ایک گونڈ کے گروہ نے انکو قتل کیا۔
خاندوران خان نے اُن کی لاشوں کے پاس آنکر انکے سر کٹوائے اور یہ سر اور
انکی انگوٹھیاں پادشاہ پاس بھیجی گئیں۔

جشن قمری وزن

اس مہم کا حال ہم نے مسلسل لکھدیا ہے۔ بیچ میں جو پادشاہ کا حال چھوٹ
گیا ہے اسے لکھتے ہیں۔ ۲۸ ربیع الثانی کو ۱۰۴۵ھ کو جشن قمری وزن ہوا
پادشاہ کی عمر کا چھیالیسواں سال شروع ہوا۔ حقایق ملک کا خصوصاً
جو ملک نیا تسخیر ہو دریافت کرنا قواعد ملک داری و قوانین فرماں گذاری میں
داخل ہے اسلیئے پادشاہ دولت آباد کو روانہ ہوا تاکہ اس قلعہ کی کیفیت معلوم
ہو اور فتنہ پردازوں کی تادیب ہو اور نظام الملک کے سارے قلعے حسب دلخواہ تسخیر ہوں۔
۱۸ ربیع الثانی کو پادشاہ روانہ ہوا تھا جسکی تاریخ یہ ہوئی۔ **مصرعہ**

پادشاہ کا دولت آباد کو جانا

بپادشاہ جہاں لیں سفر مبارکباد + غرہ شعبان کو پادشاہ سیہور کی نواحی میں تھا کہ بہادر بیگ جھجار سنگھ اور بکرماجیت کا سر لایا۔ بادشاہ کے حکم سے یہ سر سرائے سیہور کے دروازے پر لٹکائے گئے۔ نرسنگھ دیو پدر جھجار سنگھ نے اس ملک کے درخت زاروں میں دشوار گذار جگہوں میں کنوئیں کھود کر زر سے آگندہ کیے تھے کہ حوادث روزگار میں اس کے فرزندوں کے کام آئیں اس پر سوا اس کے اور اس کے دوراز دار خدمت گاروں کے کوئی واقف نہ تھا۔ جھجار سنگھ نے اُن کی افزائش میں کوشش کی۔ بعد اُس کے مارے جانے کے اُس کے خزانوں کا ایک کروڑ روپیہ پادشاہی خزانہ میں داخل ہوا اور ولایت جس کا حاصل پچاس لاکھ روپیہ تھا بادشاہ کے ہاتھ آئی۔ جب لشکر شاہی چاندہ کی سرحد پر پہنچا تو اُس نے ارادہ کیا کہ اس ولایت کے زمیندار کے پاس کہ گونڈوانہ کے زمینداروں کا سرآمد ہے پیشکش لیکر مراجعت کرے اُس نے سنگ رام مرزبان کنور کو اس طرف روانہ کیا اُس نے وہاں جاکر وعدہ وعید کے کلمات سنائے کبھیا نے پانچ لاکھ روپیہ پیشکش کے لیے اور ایک لاکھ روپیہ اولیاء دولت کو دیا اور وعدہ کیا کہ ہر سال بادشاہ کی پیشکش میں پندرہ ہاتھی اور پانچ ہتنیاں بھیجا کروں گا یا اُن کی عوض میں اسی ہزار روپیہ نقد خزانہ میں داخل کرونگا۔

۱۳ جمادی الثانی کو پادشاہ اوندچھہ میں آیا اورنگ زیب نے اُس کی بہت تعریف لکھی تھی اور ۱۶ کو بادشاہ نے مخلص خاں و مکرمت خاں کو حصار جہانسی کی فتح کے لیے روانہ کیا۔ بندیل کھنڈ میں یہ قلعہ نہایت مضبوط پہاڑ پر واقع ہے اور اس کے گرد درختوں کا جنگل ہے اور جھجار سنگھ کا معتمد بسنت نام اُس کی حراست کرتا تھا اور اُن کو یہ حکم بھی دیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں خزانے بہت دبے ہوئے ہیں اُن کی بھی جستجو وہ کریں۔

سال نہم جلوس ۱۰۴۵ھ

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۵ھ کو جلوس کا نواں سال شروع ہوا۔

جہانسی و دیتہ و اوندچھہ

دہم کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ جہانسی کے حوالی میں جب مکرمت خاں اور سپاہ شاہی پہنچے
اور قلعہ کی فتح کی تیاری کی تو قلعہ دار جو جھارسنگھ کی طرف سے یہاں متعین تھا اُس نے سپاہ
شاہی سے ڈر کر پناہ مانگی - حصار اور بہت سی توپیں جن میں دس بڑی توپیں راجہ نرسنگھ پدر
جھار نے جمع کی تھیں مع بہت سی بارود و سیسہ کے مکرمت خاں کو حوالہ کیں پادشاہ اپنی رہ
نوردی میں یہاں بھی آیا اور گردھرداس برادر راجہ بیٹھلداس کو قلعہ داری کی خدمت پر سرافراز
کیا - ۱۸ کو پادشاہ دیتہ میں آیا - دیتہ دامن کوہ میں واقع ہے اس میں نرسنگھ دیو نے ایک
ہفت منزلہ عمارت انہار و سبزہ زار و اشجار بے شمار پر مشرف بنائی تھی ۸۴×۸۴ زمین پر بنیاد
رکھی تھی اس میں بادشاہ گیا اور اسحق بیگ کو مقرر کیا کہ نواحی جنگل میں جہاں جھارسنگھ کے
دفینوں کا پتہ لگے اُن کو نکال کر ضبط کرے - اس نواحی کے چاہوں کے دفینوں سے اس کو
۲۸ لاکھ روپیہ ہاتھ لگا یہ روپیہ اور جنگل دہامونی کے دفائن سے ۳۴ لاکھ روپیہ ہاتھ آیا تھا
یہ سب روپیہ ہاتھیوں پر لاد کر دارالخلافہ اکبرآباد کو روانہ ہوا بادشاہ نے ۲۵ کو قلعہ اوندچھ
اور اس کی عمارات کی سیر کی - یہاں نرسنگھ دیو نے اپنے مکانات کے نزدیک ایک بت خانہ
بلند و مضبوط بنایا تھا وہ پادشاہ کے حکم سے بالکل ڈھایا گیا قلعہ اوندچہ سنگ چینی کا بے
گل و آہک بنا ہے اور کنگورے اُس کے نہیں ہیں - سلخ ماہ مذکور کو بادشاہ پرگنہ جہتیرہ میں
تالاب سمندر ساگر پر فروکش ہوا - تالاب کا دور آٹھ کروہ شاہی ہے اس پرگنے میں
نوسو قریے اور تین سو تال چھوٹے بڑے ہیں اور ہر سال کا حاصل آٹھ لاکھ روپیہ ہے وہ
بادشاہ کے حکم سے خالصہ شریفہ میں داخل ہوا -

دسویں شعبان کو دریائے نربدہ کے پار جشن شمسی وزن ہوا - بادشاہ کی
عمر کا چالیسواں سال ختم ہوا اور پینتالیسواں شروع ہوا -

عادل خاں کا پاس بادشاہ کے پیشکش بھیجنا

عادل خاں نے بادشاہ پاس پیشکش بھیجنے میں حجتیں کھڑی کیں اور ساہو کی
مدد کی جس نے نظام الملک کے بعض محال پر تصرف کیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا تو مکرمت خاں

دیوان ہیوتات کے ہاتھ عادل خاں پاس بادشاہ نے فرمان بھیجا اور حکم دیا کہ وہ روبرو ہو کر
عادل خاں کو مطلع کرے کہ اگر بادشاہ کی خدمت گزاری سے وہ انحراف کریگا اور پیشکش
نہ ادا کرے گا اور نظام الملک کی جن محال پر متصرف ہوا ہے انہیں نہیں چھوڑے گا اور ساہو
کو اور نظام الملکیہ اوباشوں کو جن کو اپنے ملک میں جگہ دے رکھی ہے یا اُن کو نوکر رکھہ چھوڑا ہے
اُن کے نکالنے میں تساہل کرے گا تو ہم لشکر بھیجیں گے جو اس کے ملک و مال کو تلف کریگا
اور اس مفسد گروہ کو اپنے اعمال کی سزا دے گا اور فرمان کا خلاصہ یہ تھا - اول القاب
تھا اس کے بعد یہ لکھا تھا کہ عادل خاں بجلائل الطاف پادشاہانہ و شرائف اعطاف
شاہنشاہانہ مفتخر و مستظہر ہو کر جانے کہ عادل خاں مرحوم (باپ تمہارا) ہمارے ساتھ اخلاص
رکھتا تھا اور ہم بھی اس مرحوم پر خاص عنایت کرتے تھے تا دم مرگ اس نے کوئی تقصیر
نہیں کی - جو کچھہ کیا اُس کے غلام ملک (عنبر) نے کیا اس مرحوم کے ہاتھ میں استقلال و
اختیار جیسا کہ معاملات میں ہونا چاہیے نہ تھا - عنبر کے مرنے کے بعد جو تمہاری عرائض آئیں
اُن سے تمہارا اخلاص و صدق اعتقاد و قبول اطاعت و انقیاد ظاہر ہوتا تھا اور ما بدولت
بھی تمہارے اوپر غایت عنایت و نہایت مرحمت کرتے تھے اور عادل خاں مرحوم
پاس جو ملک تھا وہ دیدہ و دانستہ ہم نے تمکو مرحمت فرمایا اور ہمارے دل میں ہے کہ
جب تک تم دولت خواہ اور احکام پادشاہی کے مطیع رہو اصلاً و مطلقاً افواج شاہی
تمہارے ملک کو کوئی ضرر نہ پہنچائیں تم کو چاہیئے کہ ہماری عنائت کی قدر کرکے ہمارے
ساتھ سر رشتہ اخلاص و بندگی کو مستحکم رکھو اور جو مریدی و دولت خواہی و بندگی
و اخلاص و اطاعت و انقیاد کے لوازم ہیں اُن کو بجا لاؤ دولت آباد و احمد نگر جو نظام الملک
لاحق و سابق کی نشست گاہ تھی وہ ہمارے تصرف میں آگئے ہیں اور قلعہ گوالیار
میں دونوں نظام الملک مقید ہیں تمام ملک نظام الملک و قلاع و توپیں اُس کی
ہمارے نوکروں پاس ہیں نظام الملک کے بعض محال میں چند اوباش مثل ساہو تمہاری

حمایت کے سبب سے باقی رہے ہیں اگر تم اپنی بہبود چاہتے ہو تو چاہئے کہ ان اوباشوں کی حمایت سے باز رہو۔ جب سے ہمارا جلوس ہوا ہے تم نے پیش کش نہیں بھیجی ہے تم کو چاہئے کہ اپنے باپ کی طرح پیشکش بھیجتے رہو۔ باوجودیکہ ہم نے قلعہ شولاپور اور اس کی محال متعلقہ اور محال ونکو جس کی جمع نو لاکھ ہن تھی تمہارے باپ سے لیکر ملک عنبر کو دیدی تھی مگر اب ہم قلعہ شولاپور اور اُس کی محال متعلقہ تم کو عنایت کرتے ہیں اس لیے تم کو چاہئے کہ اپنے باپ سے زیادہ بہتر و بیشتر پیش کش بھیجو اور ہماری خاطر کو جمع کرو اور یقین جانو کہ بعد اس کے اگر تم جادہ اخلاص و دولت خواہی و قبول اطاعت و انقیاد احکام میں ثابت رہو گے تو عنایت و مرحمت کے سوا تمہارے ساتھ کوئی اور کام نہ کریں گے اور یہ امر نسلاً بعد نسلٍ اور قرناً بعد قرنٍ برقرار و پائدار ہے گا اسلیے ہم اپنے فدوی خاص مکرمت خاں کو بھیجتے ہیں اُس کا گفتہ و کردہ ہم کو منظور ہے وہ ساری ہماری باتیں تم کو سمجھاوے گا اور قلعہ شولاپور اور اُس کی محال متعلقہ اور ملک ونکو جن کی کل جمع نو لاکھ ہن ہے تم کو اُن کے عطا کرنے کا مژدہ سنا کر مسرور کرے گا تم کو چاہیے کہ جو مقدمات وہ کہے اُس کو قبول کرنا اور اُن کے قبول کرنے کی عرضداشت اُس کے ساتھ بھیجنا تو فرمان پر پنجہ کا نشان کر کے ہم مرحمت کریں گے تم مسرور و مطمئن خاطر ہو گے پیش کش جو ہم نے مقرر کر دی ہے اس طرح بھیجو کہ وہ نوروز کو دولت آباد میں ہمارے سامنے پیش ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم اپنے جائے مقام میں امن رہنا چاہتے ہو اور آسیب لشکر سے محفوظ تو جو اس فرمان میں حکم ہوا اور جو زبانی خان مذکور کو کہلا بھجوایا ہے اس کو عمل میں لاؤ اور اگر جماعت ناعاقبت اندیش کی باتوں پر عمل کرو گے تو جو کچھ تمہارا اور تمہارے ملک کا حال ہو گا وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہو گا اور جو خلق کو آزار پہنچے گا اُس کا وبال تمہاری گردن پر ہو گا۔ فقط۔

آب نربدہ پر بمقام ہنڈیہ میں تحریر ہوا۔

قطب الملک بھی بادشاہ سے منحرف ہو گیا تھا اور پیش کش نہیں بھیجتا تھا اور اپنے

ملک میں شاہ ایران کا خطبہ پڑہواتا تھا اور اصحاب ثلاثہ پر تبرا برملا کہواتا تھا۔ عبد اللطیف
گجراتی کے ہاتھ قطب الملک پاس یہ فرمان بہیجا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ اول القاب تھا پھر یہ
لکھا کہ قطب الملک عنایات بادشاہانہ سے مستظہر ہو کر جانلے کہ ہم پر واجب ہے کہ جہاں
ہمارا حکم جاری ہو احکام شریعت غرا اور ضوابط ملت بیضا کو جاری کریں اور آثار ضلالت
و بدعت کو محو کریں ہم نے سنا ہے کہ تمہارے ملک میں علی روس الاشہاد اصحاب کبار پر
تبرا ہوتا ہے اور تم اس کو منع نہیں کرتے اور ان اعمال بد کی سزا نہیں دیتے اس لیے تم کو
ہم حکم دیتے ہیں کہ اپنے ملک سے اس امر قبیح و فعل شنیع کو برطرف کرو اور جو بدبخت اس
حرکت کا مرتکب ہو اس کی سیاست کرو اور اگر یہ نہ کروگے تو ہم تمہارا ملک تسخیر کریں گے
اور اس ولایت کے اہل و مال کو اپنے لیے حلال جانیں گے اور اس کا خون گرائیں گے اور یہ
بھی ہم سے عرض کیا گیا ہے کہ اپنے ملک میں تم خطبہ فرمانروائے ایران کے نام کا پڑہواتے
ہو تم ہمارے مرید ہونے کا دعوی کرتے ہو تو پھر فرمانروائے ایران کی طرف رجوع کے کیا
معنی ہیں تم کو چاہیے کہ آیندہ فرمانروائے ایران کا نام خطبہ میں مذکور نہ کرو اور ہمارے نام
کا خطبہ پڑہوایا کرو اور پیشکش کا روپیہ ادا کرو جس کی تفصیل ایک ورق پر جدا مرقوم اس
فرمان کے ساتھ بہیجی گئی ہے ہم اپنا ایک معتمد عبد اللطیف بہیجتے ہیں کہ وہ تمکو بتلا دے کہ
سلطان محمد قطب الملک مرحوم ہمارے ساتھ کیسا اخلاق و صدق اعتقاد رکھتا تھا جس
کے سبب سے اس کا ملک تم کو ہم عنایت کرتے ہیں اگر تم دولت خواہی و اطاعت
احکام پادشاہی کا طریقہ اختیار کروگے اور سرکار خاصہ کے مطالبات کو ادا کروگے
تو کوئی ضرر تم کو نہیں پہنچایا جائے گا جو کچھ تم کو عرض کرنا ہو وہ عبد اللطیف سے کہدینا اس
فرمان میں جو کچھ تحریر ہے اور جو کچھ زبانی ارشاد ہوا ہے اس پر عمل کرو اور پیشکش کو اس طرح
بہیجو کہ نوروز کو دولت آباد میں وہ ہمارے ساتھ پیش ہوا اور یقین جانو کہ اگر ان احکام
کے قبول کی توفیق تم کو نہ ہوئی اور موافق حکم کے پیشکش روانہ درگاہ نہ ہوئی

قطب الملک کے نام فرمان (۳)

...... تو تمہارے ملک میں فوجیں آئیں گی پھر ملک اور اہل ملک پر جو آفتیں آئیں گی وہ تمہارے اعمال کے نتائج ہوں گے

۱۵ شعبان کو ارباب احتیاج کو دس ہزار روپیہ معترہ خیرات ہوا - دوسرے خان دوران خاں آیا اور چاندہ سے جو پانچ لاکھ روپیہ لایا تھا وہ پیش کیا اور بندیلوں نے جو نذریں امراے شاہی کو بھیجی تھیں وہ پیش کیں اور جہجار سنگھ کی عورتوں کو اور اسکے بیٹے درگ بہان اور اسکے پوتے درجن سال کو نظر کے روبرو کیا بادشاہ نے درگ بہان اور درجن سال کو مسلمان کیا - ایک کا نام اسلام قلی اور دوسرے کا نام علی قلی رکھا اور دونوں کو فیروز خاں ناظر کے حوالہ کیا رانی پاربتی کے زخم کاری لگا تھا وہ مرگئی اور باقی عورتوں کے زخم اچھے ہوگئے تھے اُن کو مسلمان کر کے محل کی پرستاروں میں داخل کیا قطب الملک نے جہجار سنگھ کے بیٹے اودے بہان اور اُس کے چھوٹے بھائی سیام دوا کو اسیر کر کے بادشاہ پاس بھجوایا - بادشاہ نے اودے بہان کے چھوٹے بھائی جو کم عمر تھا فیروز خاں ناظر کے سپرد کیا اور باقی دو کو حکم دیا کہ اگر وہ اسلام قبول کریں تو رہا کیے جائیں ورنہ قتل ان دونوں نے اسلام نہیں قبول کیا اسلیے قتل ہوئے - نرسنگہ دیو پسر بکرما جیت جو بہادر کے ساتھ بھاگ کر نکل گیا تھا دونوں دستگیر ہوئے نرسنگہ دیو مسلمان کیا گیا اور بہادر قتل ہوا - غرض نرسنگہ دیو کی اولاد کا تو یہ حال ہوا اور دولت و ملک کا حال یہ سُنو کہ ایک کروڑ روپیہ کے قریب خزانہ شاہی میں داخل ہوا اور بہت سارو پیہ یوں ضائع ہوا کہ جہجار سنگہ فرار کی حالت میں راہ میں روپیہ اس لیے پھینکتا تھا کہ لشکر شاہی اس کی طرف متوجہ ہو تو اس کو کچھ فرصت ملے یہ روپیہ زمینداروں کو ہاتھ لگتا - پچاس لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا ملک گیا - غرض اولاد و خزانہ و ملک سب برباد گیا -

باوجودیکہ قلعہ گوالیار میں نظام الملک مقید تھا مگر ساہوتے نظام الملک کے خاندان میں سے ایک طفل مجہول النسب کو نظام الملک بنا کر معرکہ آرائی کی -

دستاویز بنایا اور لشکر جمع کر کے فرصت کے وقت میں اس ولایت کے دور و نزدیک قلعوں اور محالات کو اپنے تصرف میں کیا - ملک میں شورش مچائی - رعایا کے مال اور حال میں تفرقہ ڈالا - خاندوراں بہادر اور بہادر خاں و خان زماں و شائستہ خاں کو مع چوبیس وشناس و کارطلب امیروں کے اٹھتالیس ہزار سواروں کے ساتھ ساہو کی تنبیہہ و تادیب کے لیے مقرر کر کے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر عادل خاں ساہو کی گوشمالی اور لشکر شاہی کی اعانت کرے تو اُس کے ملک کو ضرر نہ پہنچایا جائے ورنہ ولایت بیجاپور بھی تاخت و تاراج کی جائے - کل فوج مذکور میں سے بیس ہزار سوار خان زماں کی سرداری میں تھے اور سید شجاعت خاں و بہادر خاں روہیلہ وغیرہ اُس کی رفاقت میں تھے اُن کی فوج بندی کر کے بادشاہ نے حکم دیا کہ احمد نگر کی طرف سے جلد جا کر اول چمار کونڈہ کو پائمال کریں جو ساہو کا وطن ہے اور بعد اُس کے کوکن کی طرف سے جا کر اس ولایت کو اُس کے تصرف سے نکالیں اور شائستہ خاں والہ وردی خاں کو اور اس کے ساتھ سید عبدالوہاب خاندیسی کو قلعہ جنیر و ناسک اور اس کے توابع کی فتح کے لیے متعین کیا - خاندوراں خاں کو حکم ہوا کہ قندہار و تاندیر کو کہ بیجاپور اور گلگنڈہ کی سرحد گنی جاتی ہے استقامت کر کے قلعہ اودگیر و اوسہ کو تسخیر کرے اور اس کے بعد ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج میں مشغول ہو - بادشاہ نے ان تینوں سپاہیوں کے سرداروں کو خلعت و خنجر و شمشیر و جمدھر و اسپ و فیل سے معزز کر کے مرخص کیا اور خود قلعہ دولت آباد کی سیر کو گیا -

اوائل شوال میں شائستہ خاں کی عرضداشت آئی کہ احمد خاں نیازی کی سعی و کوشش سے قلعہ رام سیج بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ آیا - بادشاہ کو تازہ خبر یہ لگی کہ عادل خاں بیجاپوری نے نفاق اختیار کیا اور اطاعت نہیں کی قلعہ دار اودگیر

ساہو کا بیٹا ... نظام الملک ... قلعوں ... کی ...

وادسے کو مخفی روپیہ بھیجا اور قریب خاں کو ان دونو حصار کی محافظت کے لیے روانہ کیا اور ساہو کو مستمال کر کے رندولہ خاں کو اُن کی اعانت کے لیے مقرر کیا بادشاہ نے سپہدار خاں و رستم خاں وغیرہ اور دس ہزار سوار خان جہاں کے ساتھ کیے اور خاندوراں خاں کی کمک کے واسطے بیجاپور کی تاخت وتاراج کے لیے روانہ کیے اور خان زماں خاں اور تمام فوج کے سرداروں کو حکم ہوا کہ ہر طرف سے تاخت وتاراج کرتے ہوے ملک بیجاپور کی سرحد میں داخل ہوں اور اول رندولہ خاں کو تنبیہ کریں جو عادل خاں کے نامی سرداروں میں سے ہے اور خفیہ یہ بھی حکم صادر ہوا کہ اگر عادل خاں اظہار اطاعت کرے تو تاخت وتاراج سے باز رہیں اور حضور کو اطلاع دیں۔ شائستہ خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ نلارک اور اُس کی نواح کو صالح بیگ نظام الملکیہ نے بادشاہی آدمیوں کو حوالہ کیا اور ساہو کے آدمیوں کو مقید کر کے بھیجدیا۔

جشن نوروز

۱۲۔ شوال ۱۰۴۵ھ کو جشن نوروز ہوا حاجی محمد خاں قدسی نے بادشاہ کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا اس کے صلہ میں بادشاہ نے سونے سے تلوایا اور مبلغ وزن پانچہزار پانسو روپیہ اُسکو مرحمت ہوئے اور رنگ خاں کلاونت بھی زر سے تولا گیا اور اُس کو چار ہزار پانسو روپیہ ہموزن اُس کے عطا ہوئے ملاتقی فرستادہ قطب الملک نے ایک لاکھ سات ہزار روپیہ کی پیشکش نذر کی اور نوروز کا تہنیت نامہ پیش کیا۔ روز نوروز سے روز شرف تک بیس لاکھ روپیہ کی نذریں پیش ہوئیں اور دس لاکھ روپے کی منظور ہوئیں جن میں سے یمین الدولہ کی پانچ لاکھ روپیہ کی نذر تھی عادل خاں نے بادشاہی سپاہیوں کی روانگی کا حال سنکر کہ وہ بیجاپور کی تاخت وتاراج کے لیے روانہ ہوئے ہیں۔ میر ابوالحسن و قاضی ابوسعید کو بھیجا اور وہ آصف خاں کے وسیلہ سے آستان بوس ہوئے اور عادل خاں کا عجز وانکسار ظاہر کیا اور پیشکش پیش کی۔

فرمان شاہی کی بحقیقت حال جو عادل خاں و قطب الملک پاس بھیجے گئے

جب مکرمت خاں بادشاہ سے رخصت ہو کر بیجاپور میں آیا تو عادل خاں نے فرمان کا استقبال کیا اور مکرمت خاں کو اعزاز کے ساتھ شہر میں لایا اگرچہ بادشاہی سپاہ کے خوف کے مارے اُس نے ظاہر میں جیسی کہ چاہیے اظہار اطاعت و تقدم خدمت میں کوشش کی مگر اُس کے اطوار سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ بر خلاف ظاہر مخالفوں کی خفیہ امداد کا رویہ ہاتھ سے نہیں دیتا۔ مکرمت خاں نے جب بادشاہ سے یہ حال معروض کیا تو بادشاہ نے ملک بیجاپور کے ویران اور پائمال کرنے کے لیے لشکر تعین کیا اس کا انجام کار جو ہوا وہ زبان خامہ پر آئے گا۔

عبداللطیف حیدرآباد میں گیا تو قطب الملک نے فرمان کا استقبال کیا اور کمال اظہار عقیدت و ارادت ظاہر کیا اور بڑے اعزاز سے سفیر کو شہر میں لایا اور اسباب پیش کش کو مہیا کیا اور جمعہ کو جامع مسجد میں آیا اور خطبہ میں اصحاب کبار کے اسامی سامی داخل کیے اور بادشاہ کا نام نامی شاہ ایران کے نام نامی کے عوض میں پڑھوایا اور جب بادشاہ کا نام آیا تو چاندی سونے کے پھول نثار کیے۔ اور شاہ جہاں صاحبقرانی کے نام کا سکہ جاری کیا اور تازہ سکے روپے اشرفی کے بادشاہ پاس بھیجے۔ اس زمانہ تک کسی قطب الملک نے ایسی اطاعت نہیں کی تھی کہ سنیوں کے عقاید کے موافق خطبہ پڑھوایا ہو۔

اللہ وردی خاں کی فتوحات

بادشاہ نے سن رکھا تھا کہ قلعہ چاندا اور دھرپ کی سمت میں جتنے قلعے نظام الملکیہ واقع ہیں ان میں سے چھ قلعے ساہو نے لے لیے اور دو قلعے بھوج مل نایک داری (اہل دکن کی اصطلاح میں نایک داری قلعہ دار کو کہتے ہیں) پاس اور چھ اور قلعے مخالفوں کے پاس ہیں اللہ وردی خاں کو جو شائستہ خاں کے ساتھ گیا تھا حکم ہوا کہ شائستہ خاں کی آٹھ ہزار سپاہ میں سے دو ہزار سپاہ لے کر وہ قلاع مذکور کو فتح کرے حکم کے موافق اللہ وردی خاں قلعہ دھرپ کی طرف راہی ہوا۔ حصار چاندور کے نیچے آیا

یہ قلعہ متانت میں مشہور تھا پہاڑ پر واقع تھا بہت جد وجہد سے ۱۶ شوال کو اس کو فتح کیا اسکی
کنجیاں بادشاہ پاس بھیجیں یہاں کے گردن کشوں نے اپنے جان و مال کو معرض زوال میں
جانکر اطاعت اختیار کی ۔ اول کنہیر راؤ قلعہ دار انجرائی نے زینہار مانگی اور اللہ وردی خاں
پاس آیا اور ۱۹ شوال کو بادشاہی آدمیوں کو قلعہ حوالہ کیا ۔

اللہ وردی خاں کی فتوحات

اللہ وردی خاں نے اور قلعہ داروں کی استمالت کے لیے کنہیر راؤ کے لیے دو ہزاری ذات
دو ہزار سوار کا منصب اور پچاس ہزار روپیہ نقد تجویز کرکے بادشاہ سے منظوری کے لیے عرض
کیا ۔ بادشاہ نے اُسے منظور کیا ۔ اللہ وردی خاں یہاں ایک جماعت کو حفاظت کے لیے
چھوڑ کر حصار کانجنہ و مانجنہ کے تسخیر کے لیے روانہ ہوا کہ وہ قلعہ دار دھرپ سے تعلق رکھتے تھے
اُن کو چاروں طرف سے محاصرہ کیا اور مورچے جمائے اور ایک ہی دفعہ سب طرف سے حملہ کیا
باوجودیکہ تفنگ و بان و سنگہائے کلاں حصار پر سے آ رہے تھے مگر بادشاہی بہادروں نے دیوار
کے نیچے اپنے تئیں پہنچایا اہل قلعہ بہ تنگ ہوئے کنہیر راؤ قلعہ دار انجرائی نے اہل قلعہ کو پیغام دیا
کہ اگر بادشاہی آدمیوں کو حصار حوالہ کرو تو میں تمہاری رستگاری کا متکفل ہوتا ہوں ۔ اہل قلعہ
نے قلعہ حوالہ کرکے اپنا پیچھا چھڑایا ۔ یہ دونو قلعہ کانجنہ و مانجنہ بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ آئے
اور ایسے ہی رولہ و جولہ و اہنونت و کول و بوسرا و اچلاگر اور تین قلعے اس سرزمین کے جن میں
سے ہر ایک پہاڑ کے اوپر تھا ۔ لشکر شاہی نے آسانی سے تسخیر کر لیے ۔ حصن راجہ بیر
نظام الملک کی ایک جماعت پاس تھا ۔ فوج شاہی نے اس کا دو مہینہ تک محاصرہ
رکھا اُس کی محافظت میں قلعہ نشینوں نے بہت سعی و کوشش کی اور وہ قلعہ انجرائی سے
زیادہ مستحکم تھا اواسط محرم میں وہ مفتوح ہوا اور نظام الملک کے خویش وغیرہ اسیر ہوئے
اللہ وردی خاں ان قلعوں کی فتح سے فارغ ہوکر حصار دھرپ کی حوالی میں آیا اس دیار
میں وہ استحکام اور ارتفاع میں بہت مشہور تھا اس کی تسخیر پر کمر ہمت چست کی بھوجبل
پاسبان قلعہ بادشاہی متواتر فتوحات کو سنکر ہراساں ہوا اور افواج شاہی کی تاب مقاومت

اپنے میں نہ دیکھکر اللہ وردی خاں کے پاس اپنا آدمی بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر ایک لاکھہ روپیہ
وجہ انعام میں اور منصب و جاگیر لائق مرحمت ہو تو قلعہ بے محنت پیکار اولیا دولت کو حوالہ
کرتا ہوں ۔ برسات کا موسم سر پر آگیا تھا ۔ بادشاہ نے اُس کی ملتمسات کی منظوری
منگالی اور بھوجبل کو قلعہ حوالہ کرنے کے بعد منصب ہزاری ذات و ہشت صد سوار اور
ایک لاکھہ روپیہ نقد دیا گیا ۔ اس نے ۲۵ ۔ محرم کو یہ قلعہ اللہ وردی خاں کو سپرد کیا ۔

شائستہ خاں نوروز سے دو روز پیشتر سنگمنیر میں آیا اور اُس کے پرگنوں کو پسر ساہو
اور مخالفوں کے تصرف سے نکالا اور تمام سرکشوں کو اس ولایت سے باہر کیا ۔ جب اسکو
معلوم ہوا کہ وہ ناسک کو روانہ ہوئے تو شیخ فرید ولد قطب الدین خاں کو یہاں کی
تھانہ داری پر مقرر کیا کہ یہاں کی رعایا کو کوئی زحمت نہ پہنچے اور احمد خاں نیازی کو زندوری
یلس اور جداد ہمند کو انکولہ میں بھیجا کہ وہ یہاں کے پرگنونکا انتظام کریں اور کسانوں اور
رعیت کو جمع کریں جو سرکشوں کے جور و ستم سے اور لشکر شاہی کی ہیبت سے پراگندہ ہو گئے ہیں
اور اُن کی تسلی کرکے زراعت میں سرگرمی کریں اور تھانجات کو مستحکم کرکے اس میں سعی کریں
کہ ان محال میں کوئی اختلال نہ پڑے ۔ شیخ فرید کے آتے ہی ناسک سے مخالف کوکن
چلے گئے ۔

شائستہ خاں کی فتوحات

شائستہ خاں کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے یمین الدولہ کے تابینوں کے
سرگروہ باقر کو پندرہ سو سواروں کے ساتھ بھیجا کہ جنیر کی سرکار کا انتظام کرے اور سرکشوں
کی تادیب ۔ ان دنوں میں شائستہ خاں پاس بادشاہ کا فرمان آیا کہ اب سنگمنیر اور اُسکے
توابع کے انتظام سے خاطر جمع ہوئی اور نواحی احمد نگر خالی ہو جلد ان حدود میں جائے
وہ حکم کے بموجب بلا توقف احمد نگر کو راہی ہوا اثناء رہ نوردی میں باقر کے نوشتہ سے
معلوم ہوا کہ وہ پسر ساہو کے قدموں کے نشان پر گیا جو کوکن کے نشان پہ جاتا تھا جنیر
میں باغی تھوڑے باقی رہ گئے تھے ۔ اس لیے یمین الدولہ کے پانچ سو تابینوں کو سرداری

سید علی اکبر (اکبر علی) بخاری جنیر کی طرف روانہ ہوا۔ یہ جا کر شہر پر متصرف ہوئے اور ساہو کے آدمیوں کو نکال دیا۔ ماہولی میں سرکشوں کے ہونے کی خبر سنکر باقر خان کی مالش کے قصد سے روانہ ہوا اس وقت پسر ساہو اپنے باپ پاس جاتا تھا جو حوالی چمار گونڈہ میں تھا اُس نے یہاں آنکر ایک گروہ کو ساتھ لیا اور حصار جنیر کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں اُس کے عیال تھے۔ جب وہ جنیر کے نزدیک آیا تو بادشاہی آدمیوں نے اُس سے مقابلہ ومقاتلہ شروع کیا۔ طرفین سے ایک جماعت مقتول ومجروح ہوئی۔ اس تاخیری سے شائستہ خاں نے واقف ہو کر سات سو سوار کمک کے لیے بھیجے مخالفوں نے راہ روک کر چاہا کہ اس کمک کو نہ پہنچنے دیں مگر بادشاہی سوار بہی شجاعت سے شہر میں آئے اور متفق ہو کر شہر بند کو مستحکم کیا اور مخالفوں کو شہر میں نہ آنے دیا اور بہم اس طرح اپنے گھر جانے کی اور اپنی عسرت کی زیادتی کی اور آذوقہ کی کمی کی اور کاہ وہیمہ کی نایابی کی خبریں شائستہ خاں پاس بھیجیں۔ خان مذکور نے باوجودیکہ کو کیوں اور تابینوں کو اطراف میں بھیج رکھا تھا اور تھوڑے آدمی اُس کے ہمراہ تھے وہ بہت جلد جنیر میں آیا اور مخالفوں کو مغلوب کر کے دریائے بہونرا تک بھگایا اور بہت آدمیوں کو قتل کیا اور خیریت کے ساتھ پھر احصن جنیر کمال متین تھا اور اس قدر جمعیت سپاہ سے اس کی تسخیر میسر نہیں ہوسکتی تھی اس لیے شائستہ خاں نے باقر کو کوکن سے طلب کیا اور شہر وولایت جنیر کی محافظت اُس کے سپرد کی۔ سنگمنیر وجنیر کی اپنے مضافات کے سترہ پرگنوں سمیت دو کروڑ ساٹھ لاکھ دام جمع تھی۔ اُس کو تھوڑے دنوں میں ممالک محروسہ میں داخل کر لیا اور بادشاہ کے حکم سے ۵ ذی الحجہ کو بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔

خان دوراں خان جب قندھار میں آیا تو اس نے حکم شاہی کے مطابق قلعہ اوسہ واودگیر کی تسخیر کے لیے کمر ہمت کر کے حرکت کی اور منزلیں اس طرح طے کیں کہ رسد کی نگہبانی کے لیے جابجا تھانے بٹھائے کہ وہ مخالفوں کی دست اندازی سے محفوظ رہی

وہ حصار او دگیر سے ایک کروہ پر آیا تھا کہ بادشاہ کا یہ فرمان آیا کہ عادل خاں اوامر شاہی
کے قبول کرنے میں اور پیش کش کے ارسال کرنے میں حیلے حوالے کرتا ہے۔ سید خان جہاں
ایک فوج کے ساتھ متعین ہوا ہے کہ شولاپور کی ہمت سے اور خان زماں انندا پور کی طرف
ملک بیجاپور میں جاکر نہب اور غارت کرے اس لیئے تمکو چاہیئے کہ بیدر کی جانب سے روانہ
ہوکر اُس کے حدود کو ویران کرو۔ خان دوراں بہادر نے اجمال و اثقال لشکر کو ایک جماعت
کے حوالہ کیا کہ وہ گھوڑوں کے دُبلے ہونے کے سبب سے ہمراہ جانے کی قوت نہیں رکھتی تھی اور
آپ وہ بجریدہ پر اس کو چھوڑا شب نوروز کی اوائل میں سوار ہوا اور پانچ گھڑی دن چڑھے قصبہ
کلیان میں آیا اس ولایت کی محال سب سے زیادہ آباد تھی قصبہ کے آدمیوں کو لشکر شاہی
کی کچھ خبر نہ تھی اس کے دو ہزار آدمی لشکر شاہی نے مار ڈالے اور ایک جماعت کو
اسیر کیا بہت مال و اسباب و مواشی ہاتھ لگے یہاں سے نرائن پور میں لشکر شاہی
جو اس قصبہ سے ڈیڑھ کوس پر ہے اور مال تجارت سے مالا مال تھا یہاں کے رہنے والے جان و
آبرو کے باہر لے جانے کو مقدم جانتے تھے لشکر شاہی نے یہاں بھی کلیانی کی طرح آدمیوں کو
قتل و غارت و اسیر کیا کوئی سوار اور پیادہ نہ تھا جو اس لوٹ میں کامیاب نہوا بلکہ
غنیمت کے بہت مال اور انبار کی وجہ سے ہر سوار اور پیادہ کو زیادہ بوجھ کے پھینکنے
سے اپنے تئیں ہلکا کرنا پڑا باوجود اس کے پھر بھی اُن کے پاس ایسا بھاری اسباب
تھا کہ ایک دو کروہ سے زیادہ نہیں چل سکتے تھے رات تو انہوں نے راہ میں گذاری اور
صبح کو اسباب تاراج کو قیدی دولت مندوں کے سر پر رکھ کے مرحلہ پیما ہوئے
اور موضع بھالکی میں آئے یہ بہ نسبت اور آبادیوں کے نزدیک تھی۔ پھر کو یہاں
بلایا اور اس کا بنگاہ بنایا۔ اطراف سے غلے اور بھیڑ و کاہ کے گنج اس قدر جمع کیے
کہ ایک ہفتہ تک آدمی اور چارپائے اُن کے ڈھونے سے عاجز ہوگئے بعد اس کے
جریدہ سواری کی محمد آباد اور بیدر کی طرف۔ جین مکناتھ تھا بیدر سے دو کوس پر

آئے جہاں آبادی نظر آتی ایک پلک مارنے میں وہ لشکریوں کی دست خوش ہوتی جہاں
وہ تاخت کرتے آبادی کا نشان نہ چھوڑتے جس مکان میں جاتے ساری چیزوں کے
ذخیروں کو لے لیتے عورتوں پاس کپڑا بدن ڈہانکنے تک کو نہ چھوڑتے تین چار روز میں
پچاس آباد قصبہ و دہات بالکل لٹ گئے ساحل آب بحیرہ پر دو اب کی آسودگی کے
لیے ایک مقام کیا دو تین روز بعد خان دوراں خاں پھر بھالکی میں آیا - اس ضمن میں بیجاپور
کے سردار بہلول خاں و یاقوت خاں و خیریت خاں و رندولہ جو افواج شاہی کے مقابلہ
کے لیے بیجاپور سے مامور ہوئے تھے بر آمد ہو کر بیدر کے نزدیک منزل گزین ہوئے
جو ہیں لشکر دکن کے سپاہی نمودار ہوئے راجہ جے سنگھ ہراول فوج نے اُس کا
مقابلہ کیا - بہت زد و خورد کے بعد بہت دکنیوں نے فرار اختیار کیا لشکر بادشاہی نے
یہاں سے کوچ کرکے لوٹ کے مال اور قیدیوں اور بہیر اور ایک کار آزما جماعت کو ناندیر
روانہ کیا اور فوج شاہی نے نواح بیجاپور کی تاخت و تاراج کے لیے سواری کی جہاں یہ
فوج گئی اُس نے آبادی کو ویرانی بنایا - غنیم کی فوج کبھی کبھی سر راہ صورت دکھاتی اور
شوخی کرتی اور آدمیوں اور گھوڑوں کو ضائع کرتی اور اپنے آدمیوں کی ایک جماعت
کو تلوار و سنان کی دہاروں تلے لاتی اور برق کردار فرار کرتی - لشکر پادشاہی
گلبرگہ سے گزر کر قصبہ ہیراپور میں آیا یہ آباد قصبہ تجارت کے مال سے بہرا تھا طرفۃ العین
تباہ و خاک سیاہ ہوا جنس اقمشہ و طلا و نقرہ و زر مسکوک مع اسیروں کے بہت
لشکریوں کے ہاتھ آئے دوسرے روز کنار آب ہنورہ پر ہیراپور کے متصل لشکر شاہی
اترا دستہ فوج دکن نمودار ہوئی - ہر طرف سے بہادروں کے گھوڑے
دوڑنے لگے طرفین نے داد مردانگی دی - ہر ساعت غنیم کی فوج زیادہ ہوتی -
سخت لڑائی ہوتی - بہت سرداروں کے سر زمین پر خاک و خون سے آغشتہ ہوتے
ہر لحظہ عرصہ دار و گیر زیادہ گرم ہوتا گیا اور مردوں کی ہائے و ہو اور کوس کی

دہوں دہوں نے ایک غلغلہ ڈال دیا اور ایک قیامت برپا ہوگئی۔ طرفین سے
تردد نمایاں و کارزار رستمانہ ظہور میں آئی آخر کوشش و کوشش کے بعد فوج
دکن نے راہ فرار اختیار کی۔ بادشاہی فوج نے تعاقب کیا اور بیجاپور سے دس بارہ
کوس پرے لوٹتی مارتی فیروزآباد میں آئی اس ضمن میں مکرمت خاں کا نوشتہ
آیا کہ بیجاپوریوں نے تالاب شاہ پور کے کنارہ کو توڑ ڈالا ہے۔ باہر کے لشکر کے
لئے صرف اسی تالاب کا پانی میسر ہو سکتا تھا اور باہر کے آدمیوں کو اندر بلالیا ہے
اور برج وبارہ کے بندوبست میں مشغول ہیں بیجاپور سے چند کروہ تک ذخیرہ
وکاہ وغلہ وآب نایاب ہوئے ہیں اس خبر کو خاندوراں نے سنکر بیجاپور کی
طرف جانے کا ارادہ فسخ کیا اور اطراف کو پامال لشکر کیا نواح کملاپور وشولاپور
کو مع ان دو قصبوں کے لوٹا اور مال واسباب بے حساب ہاتھ آیا۔
قطب الملک کی سرحد تک ملک کو ویران اور بے چراغ کیا۔ اس وقت حضور
کا حکم پہنچا کہ عادل خاں نے بعد از خرابی بصرہ کی مثل کو اپنا مصداق بنایا میر
ابوالحسن وقاضی ابوسعید کو اطاعت نامہ وتحفوں کے ساتھ حضور میں بھیجا اور عفو جرائم
کی التماس کی ہے اب تم اُس کے ملک کی تاخت وتاراج سے ہاتھ اُٹھاؤ۔

ہرچہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از حصول رسوائی

خاندوراں خاں نے حکم شاہی پر عمل کیا اور قلعہ اوسہ وادگر کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا
کیونکہ دونوں قلعے نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۹ شوال کو سید خان جہاں قلعہ سرادہوں میں کہ بیجاپور کی سرراہ تھا
پہنچا اور اس کا محاصرہ کیا تین روز تک غنیم قلعہ دار نے توپ وتفنگ چلائے
آخر ہراس اس پر غالب ہوئی۔ قلعہ کو حوالہ کیا اور خود ایک جمع کثیر کے ساتھ اسیر

فتح سرادہوں ۲۹ شوال ۱۰۴۵ھ

ہوا۔ اس کے بعد سید خان جہاں نے قصبہ کانٹی تک اپنے تھانے بٹھائے اور قلعہ کانٹی کو مفتوح کیا محصوروں کو قتل کیا۔ بہت مال مع ذخیرہ و توپ خانہ ہاتھ آیا۔ قصبہ دیوگانوں کو بھی تصرف میں لایا۔ جب یہاں سے کوچ کیا تو بیجاپور کی فوج مقابل ہوئی اور سخت لڑائی ہوئی۔ ۵ ذیقعدہ کو عقب سے چنداول اور شہر پر غنیم نے زور کیا۔ بازار دار و گیر گرم ہوا۔ گھوڑوں کے سموں کے صدمہ سے زمین لرزتی تھی اس دن سرشنواز خاں نے چنداول کی مدد کر کے رستمانہ تردد کیا تمام دن جنگ مغلوبہ رہی کہ کوئی غالب و مغلوب نہیں معلوم ہوتا تھا غروب آفتاب کے وقت لشکر آپس سے جدا ہوئے اس جنگ میں رندولہ خاں کو زخم کاری لگا وہ دکنیوں کا بڑا سردار نامور تھا اس کے ہمراہی ہاتھوں ہاتھ اس کو اٹھا لے گئے طرفین کے بہت آدمی کام آئے ایک جماعت گلگونہ زخم سے سرخرو ہوئی۔ کہتے ہیں کہ دس کروہ تک کشتہ و زخمی آدمی پڑے تھے خان جہاں نے دہاراسیون میں پہنچکر چند مقام کیے اور زخمیوں کی تیمارداری کی خبر آئی کہ رندولہ خاں کے گو زخم ابھی نہیں بھرے تھے کہ وہ پھر غرہ ذی الحجہ کو لشکر بادشاہی کے مقابل نمودار ہوا۔ سید خان جہاں ہمراہیوں کو لے کر مقابلہ کے لیے دوڑا۔ تمام روز معرکۂ کارزار گرم رہا۔ فرہاد خاں پدر رندولہ خاں نے چپقلشیں نمایاں کیں طرفین سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی آخر کو دونوں لشکر جدا ہو گئے سید خان جہاں نے پھر دہاراسیون میں مراجعت کی۔ چند روز توقف کیا کہ زخمی سپاہیوں کے زخم اچھے ہو گئے۔ محفوظ جگہ میں بھیر کی نگاہبانی کر کے گلبرگہ کی طرف تاخت و تاراج کے لیے دوڑا جمع کثیر زخمی و کشتہ ہوئی۔ آخر کار سید خان جہاں قول سے نکلا اور غنیم سے مقابل ہوا اور خصم کو......

مغلوب کیا۔ وہ بیر اور دہارور کو اس لیے جاتا تھا کہ ایام برسات میں وہاں چھاؤنی ڈالے ہر روز غنیم مقابل ہوتا تھا اور غلبہ و شوخی کرتا تھا کبھی ہراول پر کبھی چنداول پر کام تنگ کرتا تھا اور بعض وقت قول پر دستبرد یاں کرتا تھا اور برق کی طرح پراں ہو جاتا تھا بہت آدمیوں کو ضائع اور زخمی کرتا تھا لشکر شاہی ہر بار جانفشانی کرکے اُس کو ہزیمت دیتا تھا۔ وہ یازدہم ذی الحجہ کو دہارور میں آیا بادشاہ کے حکم کے موافق خان زماں احمد نگر میں آیا آذوقہ کے جمع کرنے کے لیے چند روز یہاں توقف کیا اور احمال و اثقال کو یہاں رکھکر لشکر کی ترتیب صفوف میں مصروف ہوا اور جنیر کو روانہ ہوا۔ جب قریہ ایکولیز میں پہنچا جو احمد نگر سے چھہ کروہ پر ہی تو اُس کو معلوم ہوا کہ ساہو مینا جی بھونسلہ سے جس کے تصرف میں حصن باہولی تھا مصالحت کرکے حصن مذکور پر متصرف ہوا ہی اور اُس کو جنیر میں ہمراہ لاکر یہ چاہتا ہی کہ پارگانوں کی راہ سے پرینڈہ کی سمت میں جائے۔ اس لیے خاں زماں نے ایکولیز سے حرکت کی۔ موضع راجپور میں کہ توابع جنیر سے ہی اقامت کی پھر کوچ کرکے پارگانوں کے متصل معسکر بنایا۔ ساہو نے یہ موضع اپنے اُترنے کے لیے تجویز کیا تھا۔ جب اس کو یہاں لشکر شاہی کے آجانے کی اطلاع ہوئی تو وہ کوہ و جنگل کی راہ سے جو جاکنہ دیونہ پر منتہی ہوتی ہی راہی ہوا۔ کچھہ دنوں بعد خان زماں کو معلوم ہوا کہ ساہو ولایت عادل خاں میں چلا گیا ہی۔ بادشاہ کا حکم تھا کہ اگر ساہو عادل خاں کی ولایت میں چلا جاے تو اس کا تعاقب نہ کیا جائے اور صورت حال بادشاہ سے معروض ہو اور حکم کے آنے کا انتظار کرے وہ دریائے بہوترا کے کنارہ پر محروکش ہوا اور اس ماجرے کی عرضداشت بادشاہ پاس بھیجی اور یہاں کی رعایا اور تاجروں کی استمالت اور محال کثیر الاختلال کی معموری میں کوشش کی۔ بہادر خاں کو ایک گروہ کے ساتھہ بھیجا کہ اس محال کو ساہو کی دست اندازی سے بچائے وہ بیس کروہ پر یہاں سے تھا۔ شاہ بیگ کو حصار چار کونڈہ کی تسخیر کے لیے تعین کیا اور تجویز کیا کہ اس کو فتح کرکے وہیں وہ رہے۔ شاہ بیگ خاں چار کونڈہ گیا اور اس کا محاصرہ کیا

پیغمبر بادشاہ کا...

تین پہر تک اہل قلعہ تفنگ و بان سے لڑتے رہے لیکن لشکر شاہی کے غلبہ سے مضطرب ہو کر زنہار طلب ہوئے۔ شاہ بیگ خاں نے امان دیکر قلعہ لے لیا۔ خان زماں نے دریائے بہونرہ سے جنیر میں حرکت کی اور یہ ارادہ کیا کہ جب تک امروہنی کا حکم شاہی آئے سرکار جنیر کا انتظام کرے اس اثنا میں بادشاہ کا فرمان آیا کہ شائستہ خاں مامور ہوا ہے کہ سنگم نیر سے جنیر میں جائے اور سرکار مذکور کو پادشاہی تصرف میں لائے اور اگر ہو سکے تو اس کے قلعہ کو بھی مفتوح کرے اب تم اس طرف نہ جاؤ۔ خان جہاں و خان دوران بہادر کو کہ عادل خاں کی ولایت کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تم بھی اس ولایت میں داخل ہو کر ملک کو ویران کرو اور ساہو کی اور اس جماعت کی جو عادل خاں اس کی کمک کے لیے مقرر کرے تادیب کرو خان زماں ۱۸ شوال کو عادل خاں کے ملک میں داخل ہوا جس آباد قریہ و محال میں پہنچا اُسکو تاراخت و تاراج کرکے خراب کیا۔

۲۰ شوال کو گھاٹ دودابائی کے اندر آیا۔ یہاں کچھ توقف کیا اور پانچسو تابین اپنے یہاں رکھے کہ دشمن اُن سے لڑنے پر دلیری کریں خود اوپر کی جانب چلا آدھی دور گیا تھا کہ دشمنوں کی ایک جماعت نمودار ہوئی۔ کمین گاہ میں جو افواج شاہی بیٹھی تھی وہ اُن پر حملہ آور ہوئی اور دو کوس تک اُن کو بھگایا اور اپنے لشکر سے جا ملی اس اثنا میں راؤ ستر سال پر جو خان زماں کے پیچھے آیا تھا مخالفوں نے ایک حشر برپا کیا وہ ایک گروہ کو ہلاک کرکے لشکر شاہی سے آن ملا اس دار و گیر میں کچھ راجپوت مارے گئے۔ خان زماں سات روز میں نواحی کولاپور میں آیا۔ قلعہ و قصبہ کا محاصرہ کیا۔ اہل حصار نے ہر چند نائرہ پیکار کو روشن کیا اور مدافعت و ممانعت کی مگر لشکر شاہی نے قصبہ و قلعہ دونوں کو فتح کر لیا بہت آدمی کشتہ و اسیر ہوئے۔

اس ضمن میں خبر آئی کہ اس ضلع کے پہاڑ کے نشیب و فراز میں ایک جماعت جمع ہوئی ہے مال و عیال و مواشی بہت رکھتی ہے۔ خان زماں نے بہادر خاں و شاہ بیگ کو

ان پر تعین کیا کہ سب کچھ جا کر لوٹ لیں اور اسیر و دستگیر کریں - چنانچہ ان میں سے دو ہزار
عورت مرد - چھوٹے بڑے قید ہو کر فروخت ہوے - خان زماں کو لاپور میں تھانہ مقرر کر کے
بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اور دریائے کشنا گنگا کے کنارہ پر آیا تو ساہو فوج بیجاپور کی جمعیت
لیکر پادشاہی لشکر کے سامنے آیا تین روز تک بان اندازی کرتا رہا اور گریز کے ساتھ جنگ
کرتا رہا - خان زماں نے شاہ بیگ کو راجپوتوں کی جماعت کے ساتھ لشکر کا محافظ
مقرر کیا اور خود جاسوسوں کی رہبری سے آدھی رات کو سوار ہوا اور دکنیوں کی بھیڑ پہ
جا پہنچا ساہو نے اس کی خبر پا کے بھیڑ کو قلب مکانوں میں روانہ کیا - خود خان زماں کی
فوج کے سرراہ آیا - عجب دار و گیر ہوئی اور سخت لڑائی ہوئی - آخر دکنی فرار ہوئے
خان زماں کے آدمیوں کے ہاتھ کچھ غنیمت آئی اسی طرح وہ مرچ تک لڑتا ہوا چلا - ہر روز
بیجاپور کی سپاہ برسرراہ آتی اور شوخی کرتی - خان زماں نے مرچ کے آباد قصبہ کو غارت
کیا - پھر معمورہ رلے باغ کو بے چراغ کیا وہاں سوا باغ کے آدمی کا نام نہ چھوڑا -
سب جگہ مقابلہ و مقاتلہ کرتا ہوا آب بھونرہ کے کنارہ پر آیا - چند روز یہاں توقف کیا
یہاں بادشاہ کا فرمان آیا کہ عادل خاں نے عاقبت بینی و عافیت گزینی کے سبب سے
بادشاہ کے احکام کو قبول کیا اور قرار دیا کہ بیس لاکھ روپیہ کی پیشکش بھیجے گا اور اس نے
مقرر کیا کہ اگر ساہو حصن جنیر اور ولایت نظام الملک کے تمام قلعوں کو بادشاہی آدمیوں
کے حوالہ کردے گا تو اس کو نوکر رکھوں گا - اور نہیں تو قلاع مذکور کی فتح میں اور
اس کی تادیب میں بادشاہ کے ہواخواہوں کے ساتھ اتفاق کرونگا - پس تمکو چاہیے
کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی ہمارے پاس آؤ کہ ہم حصار جنیر کی تسخیر کی اور ساہو کی تنبیہہ
کی تدابیر تم کو تبلائیں - خان زماں اس فرمان کے آتے ہی بادشاہ کی خدمت میں
روانہ ہوا - بادشاہ سے ۲۰ ذیقعدہ کو عرض کیا گیا کہ خان خاناں سپہ سالار کے تابینوں
کی جماعت جو حسب الحکم انکی و تنکی و الکہ و پالکہ کی فتح کے لیے مقرر ہوئی تھی اس نے

قلاع مذکور کو تسخیر کرلیا۔ یہ قلعے دولت آباد سے اٹھارہ کروہ پر تھے ۔ عادل خاں نے فرمان پذیری کے بعد بادشاہ کی شبیہہ اور عہد نامہ کی درخواست کی تھی کہ اس کا اعتبار بڑھے اس لیے بادشاہ نے اپنی شبیہہ جس کا چوکھٹہ زمرد اور موتیوں سے مرصع تھا اور عہد نامہ جس پر بادشاہ کا پنجہ منقش تھا محمد حسین یلدوز کے ہاتھ عادل خاں پاس بھیجا میر ابو الحسن قاضی ابو سعید و شیخ دبیر جو رسالت کے طور پر بیجاپور سے آئے تھے اس کے ساتھ بیجاپور گئے (سب قوموں میں ہاتھ دینا عبارت اس سے ہوتی ہے کہ کسی کار عظیم کا اقرار کیا گیا ہے تاتار کی قوموں میں پنجہ کے نقش کرنے کے معنی بھی یہی تھے ۔ بادشاہ عہدناموں پر صندل کے عرق میں اپنے پنجہ کو ڈبو کر نشان کیا کرتا تھا) فرمان القاب کے بعد یہ لکھا تھا کہ جو عرضداشت بھیجی تھی وہ ہماری نظر سے گزری اُس سے تمہارا اخلاص و اختیار اطاعت و صدق ارادت ظاہر ہوا ان دنوں میں تم نے یمین الدولہ خانخاناں سپہ سالار کو جو خط بھیجا تھا اُس کا مضمون ہم سے عرض کیا گیا ۔ اسی وقت مکرمت خاں کی عرضداشت بھی پہنچی ان سب تحریروں سے معلوم ہوا کہ ہر باب میں جو ہم نے تم کو حکم دیا تھا وہ تم نے قبول کیا اور طریق اطاعت و انقیاد کو اختیار کیا اس لیے تمہاری تقصیرات کو ہم معاف کرتے ہیں از سر نو تم پر عنایت و مرحمت کرتے ہیں اگرچہ عادل خاں مرحوم کی خدمات اخلاص کے سبب سے اور اس کی سازشوں کی وجہ سے اور اس ارادت و اخلاص کے سبب سے جو تم سچے دل سے ہمارے ساتھ رکھتے ہو ہم نہیں چاہتے تھے کہ تم پر ذرا بھی بے عنایتی کریں اور صلا تمہارے ملک کی خرابی کریں مگر کمنامے کوتہ اندیش آدمیوں کے سبب سے ہم پر یہ دونو باتیں لازم ہوگئیں اور ضرور ہوا کہ اس وقت میں جس قدر خرابی تمہارے ملک پر پہنچائی گئی اس پر راضی نہ ہوں بہر حال چونکہ تم نے اس راہ سے جس پر تم کو کوتہ اندیش آدمی لے گئے تھے بہت جلد باز گشت کی اور اپنی بہبود اس میں سمجھے کہ ہماری بندگی اور اطاعت کی راہ مستقیم پہ چلئے اور ہر باب میں جو ہم حکم تم کو دیں اُس کو قبول کیجئے

قطب الملک کو فرمان عادل شاہ کے نام جس میں عہد نامہ مرصع تھا

اسلیے ہم نے بھی وہ سارا ملک جو عادل خاں مرحوم پاس تھا تم کو مرحمت کیا اور نظام الملک کے ملک میں سے محال ڈنکورا ور قلعے جو اس محال میں واقع ہیں وقلعہ شولاپورا وراس کے متعلقہ محال جو ہم نے عادل خاں مرحوم سے لیکر نظام الملک اور ملک عنبر کو عنایت کی تھیں اور قلعہ پرنیدہ اوراس کے پرگنات متعلقہ وپرگنہ بھالکی اور پرگنہ دھیت وکھیاہ اور ولایت کوکن میں سے جو نظام الملک سے متعلق تھا اور قلعے جو اس ولایت میں واقع ہیں اور پرگنہ چاکنہ یہ سب ملکر پچاس پرگنوں کا مجموعہ ہوتا ہر اوراس کا حاصل ۲۰ لاکھ ہن ہوتا ہر جس کی تفصیل لکھی ہوئی ہر یہ سب تم کو ہم مرحمت کرتے ہیں اور مقرر کرتے ہیں ممالک محروسہ میں نظام الملک کا باقی سارا ملک داخل ہو۔ جب تک تم اور تمھاری اولاد ان شرائط پر عمل کریں گے جو اس فرمان کی ذیل میں تحریر ہیں اور بمنزلہ ہمارے عہدنامہ کے ہیں تب تک انشاء اللہ تعالی ہرگز ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے امرا تم کو اور تمھارے ملک کو کوئی ضرر نہیں پہنچائیں گے اور یہ امر نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ وقرناً بعد قرنٍ برقرار اور پائدار رہیگا۔

شرط اول یہ ہر کہ تم سررشتہ مریدی واخلاص کو نہ چھوڑو اور اُسکو محکم رکھو اوراس فرمان میں جو احکام مرقوم ہیں اُن کے قواعد میں تغیر وتبدل کرکے اُن کے خلاف کام نکرو اور اُن کے لوازم کو ہمیشہ بجالاتے رہو اوراس کے خلاف سے محترز ومجتنب رہو۔ شرط دوم یہ ہر کہ کوئی نظام الملکی اصلاً ومطلقاً درمیان نہو اور جو نظام الملکی باقی رہا ہو وہ عادلخانی ہوجائے اور تمھارے آدمی ان محالوں کے معترض نہوں جو سابق وحال میں اس سرحد میں ممالک محروسہ سے منضم ہوے ہیں۔ اور کوئی آسیب ان محال پر نہ پہنچائیں اور اپنے حدود متعلقہ سے جو اس مرتبہ قرار پائی ہیں تجاوز نہ کریں اوراس مرتبہ جو پیشکش بیس لاکھ روپیہ نقد وجنس کی منظور ہوئی ہر وہ مکرمت خاں کی ہمراہ درگاہ والا میں تم بھیجدو۔ ہم نے جو قطب الملک کو حکم بھیجا تھا اس نے کمال اخلاص وبندگی سے

قبول کیا اور بداعتقاد بدعتوں کے زمرہ سے نکل گروہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت میں داخل ہوا اور جیسی روش ہے کہ ممالک محروسہ میں خلفا، اربعہ کے اسامی سامی اور ہمارا نام خطبہ میں پڑھوایا جاتا ہے اسی طرح اُس نے منبروں پر پڑھوایا اور درہم و دینار پر ہمارے نام کا سکہ لگاکے اپنے ملک میں جاری کیا اور پچاس لاکھ روپیہ کی پیشکش جو ہم نے جلوس کے وقت مقرر کی تھی وہ اُس نے بھیجی یہ امور اس کے مقتضی ہوئے کہ قطب الملک کی رعائت کی جائے اس لیے جو چار لاکھ ہن نظام الملک کو دیتا تھا اُس میں سے دو لاکھ ہُن معاف کرنے کا اور دو لاکھ ہن سرکار خاصہ میں داخل کرنے کا حکم دیدیا تم دکن کے دنیا داروں میں سب سے بڑے ہو اور رئیسوں کے رئیس ہو اور قطب الملک کے بڑے بھائی کی جگہ ہو چاہیئے کہ اصلاً و مطلقاً کوئی ضرر قطب الملک کو نہ پہنچاؤ اور اسکے محال متعلقہ کے معترض نہو اور نقد وجنس دینے کی اُسکو کوئی تکلیف نہ دو اور اپنی داد و ستد یادگاری جو تمہارے اور اُس کے باپ دادا کے درمیان متعارف تھی اس پر اکتفا کرو اس مقدمہ کو بھی عہدنامہ کی ایک شرط جانو۔ ساہو اور ریحان شولاپوری کو اپنی درگاہ والا میں راہ نہ دو اس کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ اس سے تقصیرات سرزد ہوئی ہیں۔ دوم تم نے التماس کیا ہے۔ ہم نے اور آدمیوں کے لیے یہ مقرر کیا ہے کہ ہم ان میں سے نہ کسی کو قول دیں اور نہ اُن کو طلب کریں اور ایسے ہی ہمارے شہزادے اور امرا اُن کو نہ قول دیں گے اور نہ اُن کو طلب کریں گے اس لیے تم کو بھی چاہیئے کہ جو کوئی ہمارا نوکر ہم سے رو گرداں ہو کر فرار ہو اور تمہارے پاس جائے تو اس کو نگاہ رکھو اس مقدمہ کو بھی اس قرارداد عہود کی شرائط میں سے سمجھو ساہو کے لیے کوئی اور جگہ نہیں ہے ظن غالب ہے کہ وہ تمہارا نوکر اور منقاد ہو گا اس صورت میں ساہو سے کہہ دو کہ وہ قلعہ جنیر و قلعہ ترنبک و قلعہ راج دیوہیر و قلعہ ترنکلواری و قلعہ بیم گر کو جو اس کے تصرف میں ہیں جلدی خالی کر کے ہمارے نوکروں کے حوالہ کرے۔ اور ہم نے حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص ساہو کے آدمیوں اور

اہل وعیال کا معترض نہو اور سوائے توپ وغیرہ کے جو ان قلاع کے لوازم میں سے
ہیں جو کچھہ اور ہو وہ جہاں چاہیں لیجائیں اور اگر بالفرض والتقدیر سا ہو تمہارا نوکر نہو تو
اس کو اپنے ملک میں راہ نہ دو اور اگر وہ تمہارے ملک میں آجائے تو اس کو دستگیر کرو
یا مار کر ملک سے نکال دو اور اُس کی تنبیہہ کو ہمارے آدمیوں کے حوالہ کرو تا کہ ہمارے
نوکر اس کو مستاصل کریں اور اس مفسدہ سے خاطر جمع کریں قلعہ اوسہ وادگیر میں قلعہ
دار نظام الملکی ہیں اگر وہ اور اُن کی مانند تمہارے مطیع ہوں تو اُن کو تم تاکید کرو کہ وہ قلعے کو
مع توپوں کے بادشاہی آدمیوں کے حوالہ کریں اور اپنے اہل وعیال ومال کو جہاں چاہیں لیجائیں
اور اگر مطیع نہوں تو اطلاع دو کہ ہم اپنے نوکروں کو حکم دیں کہ ان قلاع کو عنایت الٰہی
سے جبراً وقہراً اُن سے لے لیں تم کو چاہیئے کہ ان شرائط وعہود کو صحیفہ پر لکھو اور تعہد اپنے
خط سے لکھکر اور مہر لگاکے مکرمت خاں کے سامنے مصحف مجید وفرقان حمید پر قسم کہا کے
اس کو اپنی پیش کش وعرضداشت کے ہمراہ بہیجدو کہ ہم اُس کو دیکھہ لیں اس فرمان کو جو سد
سکندر کی طرح ثابت واستوار رہیگا اور اس کے قواعد میں تغیر وتبدل نہوگا ہم اپنے دستخط خاص
ونشان پنجہ سے مزین کرتے ہیں اور خدا اور رسول کو اس کا شاہد کرتے ہیں اور تمہاری التماس
کے موافق ہم نے حکم دیا ہے کہ ان مضامین مرحمت آئین کا خلاصہ لوح طلائی پر منقوش ہو اور
جس وقت یہ لوح تیار ہو اور مکرمت خاں مع پیش کش کے ہمارے پاس آئے اس کو سید ابوالحسن
اور قاضی ابوسعید کے ہمراہ بہیجیں تم کو چاہیئے کہ ہماری ان عنایتوں کی قدر کرو جو پہلے تمہارے
باپ دادا پر نہیں ہوئیں اور امنیت واطمینان سے اپنے ملک میں فراغت اور عشرت میں
مشغول ہو اور اس نعمت کا شکر بجا لاؤ تا کہ ہماری عنایت تم پر ہمیشہ زیادہ ہوتی رہے اللہ
تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ٥
ہم سایہ خدا ہیں سنت الٰہی کا اقتدار کرکے ایسا فرماتے ہیں اور اُس کے موافق عمل کرتے ہیں۔

عرضداشت بندہ فدوی برشاہراہِ عقیدت مستقیم محمد بن ذرہ وار بموقفِ عرض الستادہ بار

حضرت صاحب قران ثانی میرساند۔ کہ فرمان عالیشان اور شبیہ بے مثل و نظیر پادشاہ کی جو محمد حسین سلدوز کے ہمراہ بھیجی تھی اور عہد نامہ یہ سب مکرمت خاں کی معرفت میرے پاس آئیں اس سے میری عزت بڑھی میں مراسم استقبال و تعظیم و تسلیم بجا لایا میری زبان نہیں جو اس عطیہ عظمیٰ کا شکریہ ادا کروں۔ میں نے حضرت کی دعا کو شب و روز وظیفہ بنایا ہے۔ فرمان کے آنے سے دو روز بعد ۲۵ ذی الحجہ کو مکرمت خاں کو مع پیش کش کے درگاہ والا میں روانہ کیا میرے حال کی شرح اور ارادت کے اعتقاد کی درستی حضور سے وہ عرض کرے گا جس کو اُس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ محمد حسین سلدوز جو اُسی رات کو حضور کی خدمت میں روانہ ہوتا ہے اُس نے میری صدق ارادت و صفائی عقیدت مشاہدہ کی ہے۔ یقین ہے کہ اس کے عرض کرنے میں مقصر نہو گا۔ سایۂ چتر معلیٰ بر مفارق عالم و عالمیان پایندہ باد۔ اس عرضداشت کے گرد ایک حافظ کی غزل آب زر سے لکھی تھی۔ جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ تین سو کئی سال پہلے عندلیب شیراز نے اس غزل کو محض عادل شاہ کے لیے لکھا تھا وہ غزل یہ ہے

غزل

جوز سحر نہاد حمائل برابرم	یعنی غلام شاہم و سوگند می خورم
شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز	کامے کہ خواستم ز خدا شد میسرم
گردید نام شاہ جہاں حرز جانِ من	دانی خجستہ نام براعدا مظفرم
شاہا من ار بعرش رسانم سرِ فضل	مملوک این جنابم و مسکین این درم
گر بادرت نمیشود از بندہ این حدیث	از گفتۂ کمال دلیلے بیاورم
بر من فتادہ سایۂ خورشید سلطنت	اکنوں فراغت است ز خورشید خاورم
نام ز کارخانۂ عشاق محو باد	گر جز محبت تو بود شغل دیگرم
اے شاہ شیر گیر چہ کم گردد اگر شود	در سایۂ تو ملک قناعت میسرم
عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود	در شاہراہ عمر ازیں عہد نگذرم

اس سال کے غرہ صفر ۱۰۴۵ کو عبد اللطیف نے جو قطب الملک پاس سفیر بنکر گیا تھا

اُس نے اُسکے پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جواہر و مرصع آلات سو فیل و اسپ کی اور عرضداشت اور اس کا عہدنامہ پادشاہ کے نظر کے روبرو پیش کیے۔

تعہدنامہ عبداللہ خان قطب الملک

مرید موروثی نیک خواہ مخلص فدوی بلا اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا تعہدنامہ یہ ہی کہ حضور نے جوازروے کرم فطرے و رافت جبلی اس ناحیہ محقر کو بشرائط ذیل نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ نیازمند کو مرحمت فرمایا ہی تو یہ مرید موروثی صدق اعتقاد و وفور اخلاص سے تعہد کرتا ہی کہ ہمیشہ اس ملک میں چاریار باصفا کا نام اور حضور کا نام جمعوں اور عیدین کے خطبوں میں پڑھا جائیگا۔ اور پہلی روش پر خطبہ نہیں پڑھا جائیگا۔ اور زر سرخ و سفید پر سکہ حضور کے نام کا لگایا جائیگا جیسا کہ آپ کندہ کراکے بھیجیں گے اور یہ بھی میں نے قبول کیا ہی کہ آیندہ سنہ ۹ جلوس سے دو لاکھ ہن (آٹھ لاکھ روپیہ) ان چار لاکھ ہنوں میں سے جو میں نظام الملک کو دیتا تھا سال بسال بے عذر و اہمال سرکار خاصہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر صوبہ دکن کا منتظم کوئی شاہزادہ ہوگا تو اس کی خدمت میں یہ روپیہ بھیجدونگا یا کوئی اور امیر صوبہ دار دکن حضور مقرر فرمائیں گے تو اُس کو زر مذکور دیدونگا۔ حضور نے جو سنہ ۸ جلوس تک پیشکش کا بالمقطع ۲۲ لاکھ روپیہ مقرر کیا تھا اس کا ۸ لاکھ روپیہ باقیماندہ اور ۲ لاکھ ہون بابت سال نہم جلوس بھیجتا ہوں اور پیشکش حال کے ہاتھی گھوڑوں کی قیمت جو حضور نے مقرر کی ہے اور اُن کی قیمت جو گلکنڈہ میں مقرر ہوئی تھی ان دونوں قیمتوں کا فرق جو مشخص ہوگا میں وعدہ کرتا ہوں کہ بلا عذر خزانہ عامرہ میں داخل کرونگا اور سالہاے آیندہ میں جو زر پیشکش کے ساتھ جنس بھیجی جائیگی اس کی قیمت کا بھی یہی دستور رہیگا۔ بعد ازیں ہمیشہ اولیاے دولت کے ساتھ بتصمیم قلب سے یک رنگ و موالف اور اسکے مخالفوں کے ساتھ تہ دل سے دشمن و مخالف رہونگا تاکہ اس نیازمند کے تعہدات میں راستی و رسوخ ظاہر ہو میں نے مولانا

عبداللطیف کے سامنے قرآن مجید پر قسم کھائی ہی کہ ان کے خلاف مجھ سے کوئی
کام نہ ہوگا اگر خدانخواستہ میں اسکے خلاف کام کروں تو اولیاء دولت کو
اختیار ہوگا کہ وہ مجھ سے ملک لے لیں۔ چونکہ میں نے ہمچشموں میں حضور کی
بندگی و اطاعت میں پیش قدمی کی ہی اس لیے انھوں نے مجھ سے عداوت
پر کمر باندھی ہی اگر حضور کی معاودت کے بعد بھی عادلخانی کوتہ اندیشی ناعاقبت
بینی سے میرے ملک پر دست تطاول دراز کریں تو دکن میں جو حضور کے
صوبہ دار ہوں وہ میرے ملک سے ان کے شر کے دفع کرنے میں میرے
ممد و معاون ہوں اگر باوجود میری اعانت طلب کرنے کے صوبہ دار دکن
تغافل کریں اور عادلخانیہ مجھ سے جبر و تعدی کرکے روپیہ لے لیں تو یہ روپیہ
ان آٹھ لاکھ روپیہ میں سے جو ہر سال پیش کش میں بھیجا جاتا ہی منہا کیا جائے
یہ چند کلمہ بطریق حجت لکھے گئے ہیں۔ تحریر فی التاریخ شہر ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۵۔
دو کروڑ روپیہ اموال ججھار اور زمینداران گونڈہ اور پیش کش حکام دکن سے
اور چالیس قلعے جن کے توابع کا محصول قریب ایک کروڑ روپیہ کے تھا اس سال
میں بادشاہ کو حاصل ہوئے ؎

شاہا بختت کشور اقبال گرفت ... تیغت ز عدو ملک بہر حال گرفت
چل قلعہ بیک سال گرفتی کہ بکس ... شاہان نتوانند بہ چہل سال گرفت

جب بادشاہ قلاع دکن کی تسخیر سے فارغ ہوا بادشاہ کے یہاں توقف کرنے سے عادلشاہ
کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں بیجاپور کا فتح کرنا بھی بادشاہ کو منظور نہ ہو تو اسنے مکرر بادشاہ
سے عرض کیا کہ ان حدود کی جہات حضور کے دلخواہ صورت پذیر ہوئیں اور چند قلعے جو
ساہو پاس ہیں اسکے ہاتھ سے انکے چھڑانے کا میں متکفل ہوں حضور پر روشن ہی کہ میرے ملک
کی رعایا اُٹھ کر بھاگ گئی ہی جب تک حضور یہاں رونق افروز رہیں گے۔

بادشاہ کا دولت آباد سے ماندو جانا اور واقعات

وہ اپنے وطن میں نہیں آسکتی اور بندہ بدون آبادی کے پیشکش نہ ادا کر سکے اور نہ
ملک داری مجھ سے ہوسکیگی۔ اگر حضور یہاں دارالخلافہ کو سفر فرمائیں گے تو میری رعایا
برابر اپنے کام میں مشغول ہوگی بادشاہ نے یہ درخواست قبول کرلی ۔ ار صفر کو مانڈو
کی طرف مراجعت کی جسمیں گل و سبزہ کی فزونی برسات میں دیکھنے والوں کی روح افزا
ہوتی ہے۔ بادشاہ نے یہ قصد کیا کہ جبتک برسات ختم ہو اور وہ قلعے جنکے فتح کرنے کے
لیے خاندوران اور خان زماں مامور ہیں تسخیر ہوں اور ساہو کا اور مخالفوں کا فتنہ
دور ہو یہیں سیر شکار میں عشرت افزا رہے۔ اس تاریخ مکرمت خاں نے بیجاپور سے
آنکر عادلخاں کی پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ عادل خاں پر ولایت بیجاپور مسلم
رکھکر حصار پرینده جس کا تعلق پہلے نظام الملک سے تھا اور قلعدار نے زر کی حرص سے
عادلخاں کو دیدیا تھا مع اسکے لواحق کے عادلخاں کو دیدیا جاوے اور ولایت کوکن
جو ساحل دریائے شور پر طولانی واقع ہوتی ہے آدھی نظام الملک سے اور آدھی عادلخاں سے
متعلق تھی وہ آدھا ملک جو نظام سے متعلق تھا اور بندر چیول اور جھنبوط قلعوں پر مشتمل
تھا وہ بھی اس کو مرحمت ہو۔ عادلخاں نے اپنے سب نامور ہاتھی بادشاہ کے پاس
بھیجدئے تھے اُس نے عرض کیا کہ ایک اچھا ہاتھی میرے پاس بھیجدیا جاوے بادشاہ
نے ایک خاصہ ہاتھی بھیجا اور وہ لوح زریں جسپر عہدنامہ کا خلاصہ لکھا گیا تھا۔
محمد زماں مشرف اصطبل کے ہاتھ روانہ کیا۔ اُس عہدنامہ کی نقل یہ ہے کہ

عہدنامہ

ایالت و شوکت پناہ عدالت و نصفت دستگاہ زبدۂ ارباب دول عمدۂ
اصحاب ملل خلاصہ مریدان ۔ عادلخاں ۔ بوفور عنایات بادشاہانہ مفتخر و مستظہر
بوده بداند که چون درینولا این عدالت پناه بیاری بخت اختیار بندگی و اطاعت
نموده عرائضے که دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت تقصیرات گذشتهٔ

آن عدالت پناہ را عفو فرمودیم و در مقام عنایت آمدہ تمام ملکے کہ از عادلخان مرحوم
بطریق ارث یافتہ بود برد مسلم داشتیم و از روے مرید نوازی از ملک نظام الملک سرمحال
ونکور و قلعہائے کہ دران محال است و قلعہ شولاپور و محال متعلقہ آں و قلعہ پرینده و چاردہ
محال متعلق بداں قلعہ و ولایت کوکن با قلعہاے کہ دران است و پرگنہ بھالکی و جیت کو
وچاکنہ را بآن عدالت مرتبت عنایت نمودیم و مقرر است کہ سائر ملک نظام الملک
بمالک محروسہ منتظم باشد اما ایں عنایات مشروط است بہ آنکہ نظام الملک و
نظام الملکیہ صلاح درمیان نباشند و آں عدالت پناہ متعرض محال کہ از سابق و حال دریں
سرحد ضمیمہ ممالک محروسہ گشتہ نہ گردد و از حدود خود کہ دریں مرتبہ قرار یافتہ تجاوز نماید
واگر بندہ از درگاہ والا از روے بے سعادتی فرار نماید او را در ملک خو د جاے نہ دہد خدا و
رسول را شاہد ایں مراتب ساختہ حکم می فرمائیم کہ مادام کہ آں عدالت پناہ و اولاد و احفاد
او بشرائط مذکورہ عمل نمایند و خلاف آں نہ کنند انشاء اللہ تعالیٰ از ما و از فرزندان کامگار
نامدار برخوردار ما و از امرائے عالی مقدار ما ضررے بملک آں عدالت پناہ نخواہد رسید و خلاف
عہود یکہ دریں لوح طلا کہ در ثبات ثانی لوح محفوظ است منقوش گشتہ بفعل نخواہد آمد و ایں قول
و قرار نسلاً بعد نسل ہمچو سد سکندر استوار خواہد بود ۔ تحریر فی التاریخ بست و سوم شہر
ذی الحجہ سنہ ہزار و چہل و پنج ہجری مطابق نہم ماہ خرداد و سنہ نہم جلوس مقدس

ولایت دکن کی ایالت میں چوسٹھ ۶۴ قلعے ہیں جنمیں سے تریپن اونچے پہاڑوں پر
اور گیارہ روئے زمین پر بنے ہوئے ہیں اس کے چار صوبے ہیں ایک دولت آباد مع
احمد نگر اور اور محال کے جس کو صوبہ دکن کہتے ہیں ۔ یہ ولایت جب نظام الملک
سے تعلق رکھتی تھی تو پہلے اس کا حاکم نشین (صدر مقام) احمد نگر تھا پھر دولت آباد
ہوگیا ۔ دوم تلنگانہ ہے یہ صوبہ بالاگھاٹ میں واقع ہے ۔ سوم خاندیس جس کا حصار
آسیر اور شہر برہان پور مشہور ہیں یہ شہر قلعہ مذکور سے چار کردہ پر ہے

[illegible]

چہارم برار ہے جس کا حاکم نشین ایلچپور ہے اور نواحی ایلچپور میں اس کا مشہور قلعہ گاویل ہے جو پہاڑ
کی چوٹی پر بنایا گیا ہے اور اس ملک میں اور سب قلعوں سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہے صوبۂ سوم
تو بالکل اور صوبہ چہارم کا ایک حصہ گھاٹ کے نیچے آباد ہے ان چاروں صوبوں کی جمع
دو ارب دام ہے۔ جو دوازدہ ماہ کے حساب سے پانچ کروڑ روپیہ ہوتے ہیں یہ سب
ایالت شاہزادہ اورنگ زیب کو مفوض ہوئی اور اس نے ۲۰ صفر کو حوالی دولت آباد سے
بادشاہ سے رخصت پائی نظام الملک سے چالیس قلعوں میں سے دس قلعوں پر سا ہوا اور بعض
اور فساد پیشہ متصرف تھے اُنکی فتح کرنے کا اہتمام اس شاہزادہ کو سپرد ہوا اور افواج شاہی در
ان چار صوبوں کی کل تیول داران قلعوں کے محاصرہ کے لیے اسکی ہمراہی کے واسطے
متعین ہوئے سعید خاں جہان کو حکم ہوا کہ جبتک خان زمان حصار جنیر وغیرہ سے فارغ
ہووے بادشاہزادہ کے ہمراہ رہے۔ بادشاہ خود روانہ ہو کر مضافات برہان پور میں
آیا سلطان دانیال کا بیٹا بایسنغر خاں شہریار کا سرلشکر لاہور میں بنا تھا وہ شکست
پاکر قلعہ کولاس میں جو قطب الملک سے تعلق رکھتا تھا گیا اور حتف انف (ایسی موت جو
بے سبب بستر پر ہو) سے مرگیا۔ اب ایک شوریدہ سر فتنہ اندوز نے اپنا نام
بایسنغر رکھا اور دانیال کا بیٹا بنا اور بلخ میں گیا والی بلخ نے اُس کو خاندان
تیموریہ میں سمجھ کر اسی پیوند کے ارادہ سے اس کا اعزاز کیا مگر اس کاذب کے
دعوی کی صداقت کا یقین نہ ہوا تو وہ اس خوف سے کہ سب داغ بھانڈا
پھوٹ جائے اور رسوائی ہو اپنی آشفتگی کا اظہار کر کے ایران چلا گیا شاہ ایران
نے اس کو اپنے پاس تو نہ بلایا مگر اس گمان سے کہ شاید اس کا دعوی سچا ہو تکلفات
رسمی کا برتاؤ اسکے ساتھ کیا تو اس خطا منش کو یہ معلوم ہوا کہ اس سرزمین میں اس کا کام
رونق نہیں پائیگا تو وہ بغداد بھی بہزار پریشانی گیا یہاں سے کام زنا کام ٹھٹھہ
میں آیا۔ یہاں بھی اپنے دعوی کا اظہار کیا خواص خاں حاکم ٹھٹھہ نے اُس کو

نقلی بایسنغر خاں کا گرفتار ہونا اور دہلی پہنچنا

پابہ زنجیر کرکے بادشاہ کی درگاہ میں بھیجدیا وقاص حاجی نے اسے بلخ میں دیکھا تھا پہچان کر حقیقت حال کو عرض کیا پادشاہ نے اس جعلی بایسنغر خاں سے پوچھا کہ تو وقاص حاجی کو جانتا ہی اس نے کہا کہ ہاں یہ وہ ہی پادشاہ نے اُس کے سر کو تن سے جدا کرایا۔

جشن وزن قمری اور پادشاہ کا سینتالیسواں سال شروع

۷ ربیع الثانی ۱۰۴۶ھ کو وزن قمری ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا چھیالیسواں ۴۶ سال ختم ہوا سینتالیسواں ۴۷ شروع۔ قطب الملک پاس عبداللطیف اور جوہری گئے تھے تو انھوں نے قطب الملک کے ہاتھ میں ایک یاقوت کی انگشتری نہایت بیش بہا دیکھی تھی اُنھوں نے پادشاہ سے عرض کیا کہ وہ انگشتری سرکار کے لائق ہی پادشاہ نے وہ منگائی قطب الملک کی پیشکش بقدر پچاس ہزار روپیہ کے کم آئی تھی اس میں انگشتری کی قیمت پچاس ہزار روپیہ قرار پاکر محسوب ہوئی۔ پادشاہ نے قطب الملک کو ایک ہاتھی عنایت کیا اور عہدنامہ جو زریں لوح پر لکھا گیا تھا خواجہ طاہر کے ہاتھ بھجوایا۔

قلعہ اودگیر و اودسہ کی فتح

برسات ختم ہوئی تو ۱۶ جمادی الثانی کو مانڈو سے پادشاہ اکبرآباد کی طرف ادسہ واپس ہوں گھاٹی چاندہ کی راہ سے روانہ ہوا۔

پادشاہ کے حکم سے اودگیر اور اودسہ کے قلعوں کی فتح کے لیے خاندوران خاں مقرر ہوا تھا اس نے ان دونوں قلعوں کے پاسبانوں کے پاس پیغام بھیجا کہ نظام الملک کے تمام قلعے اور ساری ولایت پادشاہ نے فتح کر لی ہیں اور عادل خاں بھی ان دونوں قلعوں کی خواہش ناروا سے باز آیا بہتر ہی کہ تم ان قلعوں کو اولیاء دولت کو سپرد کردو ورنہ عنقریب جبر و قہر سے دونوں حصار فتح کر لیے جائینگے اور جان و مال تمھارا تلف ہوگا مگر ان پاسبانوں نے اُس کی بات کو نہ مانا برج و بارہ کے استحکام میں مشغول ہوئے۔ خاندوران بہادر نے ۲۵ محرم ۱۰۴۶ھ قصبہ اودگیر کی سواد میں وارد کیا دور حصار کا ملاحظہ کرکے اسکے گرد مورچل مقرر کیے۔ دلیران کارطلب نے مورچے بڑھائے اور نقب لگائے اور ایک نقب میں آگ لگائی۔ اگرچہ

تمام برج جس کا سو گز کا دور تھا مع توپ و منجنیق کے جو اسپر لگے ہوئے تھے اُڑ گیا لیکن حصن ارک
کے قواعد میں اس سے خلل نہ پڑا پھر سیدی مفتاح قلعہ دار کو پیغام دیا عاقبت بینی اور
خود گزینی سے حصار اولیاء دولت کو سپرد کر دو اور جان کی امان لو ورنہ جلد شمشیر کے
طعمہ ہوگئے۔ خان دوران پاس سید مفتاح آیا اور ۸ رجادی الاول کو قلعہ حوالہ کیا جسکے
محاصرہ پر اس وقت تک تین ماہ کچھ دن ہوئے تھے اور اسمٰعیل نبیرہ ابراہیم عادلخاں کو
بھی حوالہ کیا جو اس قلعہ میں محبوس تھا اور محمد عادل خاں اس کے قید رکھنے کے لیے
سید مفتاح کو بلطائف الحیل متمال کرتا تھا۔ یہ استوار حصار پہاڑی پر سنگ سارو ج سے
بنا ہوا ہے اور ایک گہری خندق اسکے گرد کھودی گئی ہے اسکے سوا ایک خندق پتھروں
میں بنی ہوئی ہے۔ یہ اسمٰعیل درویش محمد کا بیٹا ہے اور درویش محمد بڑا بیٹا ابراہیم عادل خاں اور
بھانجہ محمد قلی قطب الملک کا ہے ابراہیم عادل شاہ یہ چاہتا تھا کہ اسکا پسر دوم محمد جانشین ہو۔
جب ابراہیم کا انتقال ہوا اور محمد اسکا جانشین ہوا تو درویش محمد نابینا کیا گیا تو اسکی عورتوں
نے اسمٰعیل کو جو چھ برس کا تھا پوشیدہ نظام الملک پاس بھیجدیا تھا کہ دشمنوں کے ہاتھ
سے اسکی جان بچے نظام الملک نے پوشیدہ سید مفتاح قلعہ دار اودگیر پاس بھیجدیا
تھا۔ وہ دس برس سے یہاں قید تھا جب وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا تو بادشاہ نے
اسکو اکبر آباد میں اس کا وظیفہ مقرر کر کے رکھا۔ خاندوران نے بادشاہ سے سیدی
مفتاح کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار کا دلا دیا۔ پھر یہاں سے جاکر
خاندوران نے قلعہ اوسہ کا محاصرہ کیا اور بھوج راج قلعہ دار سے کہا کہ اگر قلعہ اودگیر کی
تسخیر ہو جانے سے عبرت پکڑ کر بے محنت کارزار حصار کو چھوڑ دو تو بہادروں کی دستبرد
سے بچ جاؤ گے ورنہ کیفر اعمال ناشائستہ میں گرفتار ہوگے خاندوران کو خبر نہ ہوئی
کہ اس پیغام کو بھوج راج نے منظور کیا ہے فوج شاہی نے نقبیں لگا کے قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ
گھبرا گئے۔ بھوج راج نے امان نامہ لیکر ۲۹ رجادی الاولی کو قلعہ حوالہ کیا جسکا محاصرہ تین

جھنے سے ہورہا تھا۔ بھوج راج کو خاندوران نے بادشاہ سے منصب ہزاری ذات پانصد سوار کا دلادیا۔

واقعات سال دہم جلوس
۱۰۴۶ھ ۱۶۳۶ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۱ھ کو جلوس کا دسواں سال شروع ہوا۔ بادشاہ ۲ رکو اجین میں آیا۔ ۷ ر شہر رجب کو بادشاہ اجمیر میں آیا۔ جہانگیر نے اناساگر کے بند پر سنگ مرمر کی ایک عمارت بنوائی تھی۔ شاہجہاں کے حکم سے وہ جھروکہ خاص وعام قرار پایا۔ تین لاکھ روپیہ اس عمارت میں صرف ہوا۔ نصف سے کچھ کم جہانگیر کے عہد میں اور نصف سے زیادہ شاہجہان کے عہد میں وہ تعمیر ہوئی۔ اجمیر میں شاہجہاں نے ایک مسجد بننے کا حکم پہلے دیا تھا اب وہ چالیس ہزار روپیہ میں تیار ہوگئی تھی اسکے تاریخ بے بدل خان گیلانی نے کہی **مصرعہ**

قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہ جہاں

خان زمان کا قلعہ جنیر کا فتح کرنا

جب خان زمان بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے کومکیوں اور تابینیوں سے ملا تو اسکو معلوم ہوا کہ ساہو نے عادلخاں کی نوکری نہیں قبول کی قلعہ جنیر اور اور قلعوں کو بادشاہی آدمیوں کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ عادلخاں نے رندولہ خاں کو بھیجا کہ بادشاہی لشکر کے ساتھ یکدل ہوکر ساہو کی بیخ کنی کرے اور قلعے جو اسکے تصرف میں ہیں انکو چھین لے اور خان زماں کے حکموں کی اطاعت کرے۔ خان زماں نے جلد جاکر قلعہ جنیر کا محاصرہ کیا اور ساہو کے استیصال کے درپے ہوا وہ حوالی قصبہ پونہ میں اقامت رکھتا تھا۔ خان زماں اس طرف رہ نورد ہوا کھور ندی پر آیا۔ بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی کے سبب ایک ماہ توقف کیا۔ جب پانی کم ہوا تو ندی سے پار گیا۔ ایندان ندی کے کنارہ پر لوھگانو کے قریب اترا۔ ساہو لوھگانو سے سترہ کروہ پر تھا وہ خان زماں کے آنے کی خبر سنکر کوہستان گوندوانہ و نورند میں بھاگ گیا۔ بادشاہی سپاہ اور ساہو کے درمیان تین دریا ایندان ومول و موٹھ (پونہ کے قریب یہ ندیاں ہیں) چڑھے ہوئی تھی اور رندولہ نے اس سے

پہلے خان زماں کو لکھا تھا کہ میں ساہو سے نظام الملک کے سارے قلعوں کی کنجیاں لیکر بھیجتا ہوں جبتک میں تم کو نہ لکھوں آگے نہ آنا خان زماں نے رندولہ پاس آدمی بھیجا اور ساہو کے تعاقب کے لیے صلاح پوچھی رندولہ کے نوشتہ کے مطابق خان زماں نے دریاے اینداں سے عبور کیا اور اپنے لشکر کو تین فوجوں میں ترتیب دیکر راہ نورگھاٹ پر چلا جسمیں وسعت و آبادی تھی ساہو بہت جلد کونبھا گھاٹ (عرض ۲۰ ۱۸) سے نکلکر کوکن میں آیا اور اس نواحی کے تھانہ دار و مدار اچپوری اور اور ہمرزبانوں کی پناہ میں آیا کہ اُس کو وہ چندے ٹھیرنے دیں مگر یہاں کے زمینداروں نے مآل اندیشی کے سبب سے اپنی حدود سے اُس کو نکال دیا ناچار معاودت کر کے کتل کونبھا سے نیچے آیا۔ پادشاہی لشکر کوکن میں آیا اور رندولہ بھی کتل کے نزدیک آیا ساہو نے ماہولی کی طرف فرار کیا۔ خان زماں بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی باوجودیکہ اردو بنجارہ نہ گذرا تھا اور رندولہ بھی لشکر سے نہ ملا تھا توقف میں اُس نے مصلحت نہ دیکھی اس خیال سے کہ ساہو کو کوئی مامن نہ ملجائے وہ اس مسلک پر چلا جسپر ساہو جاتا تھا۔ خان زمان کو معلوم ہوا کہ ساہو حصار نورنجن گھاٹ (عرض ۵۰ ۱۸) میں ہے جو کوہ و جنگل کے درمیان ہے اور یہاں سے پندرہ کوس ہے وہ یہاں کچھ ٹھیر کر روانہ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خان زماں قلعہ سے تین کوس پر پہنچا اور گریوہ کی بلندی پر چڑھا ساہو نے یہ دیکھکر کہ غنیم آن پہنچا ہے اپنے احمال و اثقال کو جلدی روانہ کیا اور کچھ باقی چھوڑا۔ خود عقب سے راہی ہوا۔ تھوڑی دور چلا تھا کہ لشکر شاہی نے ساہو کی سپاہ کے بہت آدمی مارے۔ ساہو جو اسباب چھوڑ کر فرار ہوا تھا اس کی طرف لشکر شاہی نے توجہ نہیں کی بارہ کروہ تک تعاقب کیا جاڑے کی شدت سے اور گل و کیچڑ میں چلنے سے اکثر منصب داروں و تابینوں کے گھوڑے تھک گئے تھے ساہو نے اسکو غنیمت جانا وہ ایک جماعت کے ساتھ جان بچا کر

نکل گیا تھا۔ پادشاہی سپاہ نے بنہ و بار و اسپ و شتر اس کے اور نقارہ و چتری و پالکی و نشان نظام الملک کے لیئے جن کو وہ ساتھ لیے پھرتا تھا پادشاہی خیمے میں آئے تھے ساہوجی کے خیموں میں جو ہاتھ لگے تھے لشکر شاہی نے آرام کیا ساہو ایک رات دن میں قلعہ ماہولی کے نیچے آیا اور اول اُس نے چاہا کہ تدنبک و تنگواری کی سمت جائے لیکن اس خوف سے کہ وہ کہیں پادشاہی لشکر کے ہاتھ میں نہ گرفتار ہو جائے۔ وہیں اقامت کی اور جو جماعت کہ ہمیشہ اسکے ساتھ رفیق رہی اس کو اپنے پاس رکھا اور باقی آدمیوں کو مطلق العنان کر دیا کہ جہاں چاہیں وہاں چلے جائیں خود اپنے بیٹے سمیت تھوڑا سا مال و اسباب لیکر قلعہ میں آیا۔
خان زمان یہ خبر سنکر ایک دن میں حصار کے نیچے آیا۔ قلعہ کے نیچے جو گروہ کہ آذوقہ جمع کر رہا تھا وہ بھاگا اور تمام انکا جمع کیا ہوا آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ خان زمان نے قلعہ کے بڑے دروازے کے آگے مورچال قائم کیے۔ اور محصوروں کی راہ بندی کی۔ کچھ دنوں بعد رندولہ بھی آگیا اُس نے دوسرے دروازے کے آگے مورچال جمائے ان دونوں دروازوں کے درمیان کوہ اور جنگل کے واقع ہونے سے سات کوس کا فاصلہ تھا دونوں جانب سے اہل حصار پر کار دشوار ہوا تو ساہو نے خان زمان بہادر کو لکھا کہ میں قلعہ اس شرط پر حوالہ کرتا ہوں کہ میں پادشاہی ملازموں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں خان زمان نے جواب دیا کہ اگر تم اپنی رہائی چاہتے ہو تو عادلخاں سے موافقت کرو اور پادشاہ کا حکم یہی ہے ورنہ قلعہ کشا سپاہ جلد تمھاری جان لے لیگی۔ ناچار اس نے عادلخاں کی متابعت اختیار کی۔ عادلخاں سے عہدنامہ کی درخواست کی جب عہدنامہ آگیا تو ایسی درخواستیں کیں کہ جو باتیں قرار پائی تھیں اُن سے برگشتہ ہو گیا۔
ساہو نے لشکر شاہی کے غلبہ کو روز افزوں دیکھا کہ وہ عنقریب قلعہ کو فتح کر لیگا تو اُس نے کمر کوہ میں رندولہ کو طلب کیا اور نظام الملک جس شخص کو بنا

رکھا تھا وہ حوالہ کیا عادل خاں کی نوکری قبول کی اور قلعہ جنیرا اور مضبوط قلعے مشتمل
ترنیک و تنکلواری ہیریں۔ جودھن جوند و ہرسر الشکر شاہی کے حوالے کیے۔ خان زماں
نے ہر یک قلعہ میں سردار معین کیا اور سوار و پیادہ کی سپاہ مقرر کی۔ عادلخاں کے
حکم سے رندولہ نے نظام الملک کو اعظم خاں کے حوالہ کیا ساہو کو ساتھ لیکر بیجاپور گیا
خان زماں یہاں سے مراجعت کرکے دولت آباد میں شاہزادہ اورنگ زیب کی خدمت
میں آیا۔ خاندوران نے سنا تھا کہ قطب الملک پاس ایک ہاتھی گج موتی ہے کہ
حسن صورت و لطف سیرت میں اسکے سارے ہاتھیوں میں بڑا ہے بادشاہ نے اسکی
طلب کا فرمان جاری کیا اسلئے خاندوران اودسہ اور اودگیر کے قلعوں کی فتح سے
فارغ ہوکر کونگیر میں آیا جو قطب الملک کی سرحد پر ہے ترغیب و ترہیب سے اس ہاتھی
کو مع پچیس ہزار ہنوں (ایک لاکھ روپیہ) کے صیغہ نعلبندی میں اس سے لیا پھر یہاں
سے دیوگڈھ کے ملک میں آیا۔ حصار لانجھرہ و آشٹہ جو پرگنہ برار اور کرہ ماندکا کے توابع
میں سے تھے اور گونڈوں کی ایک جماعت نے انپر تصرف کر رکھا تھا اور حکام و صوبہ دار
کی اطاعت وہ نہیں کرتے تھے انکو مفتوح کیا اور کنک سنگھ بیس کو دیوگڈھ کے زمیندار
کوکیا پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ بہادران کشور گیر کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو پیشکش
بھیج ورنہ عنقریب تیری جان کی خیر نہیں جب لشکر شاہی گیور سے ایک منزل پر آیا تو کنک سنگھ
کے ساتھ کوکیا کا وکیل خاندوران پاس آیا جس سے معلوم ہوا کہ اس نے پیغام
جو کنک سنگھ لے گیا تھا اس کو نہیں مانا مکر و تزویر سے ٹالنا چاہتا ہے خان
مذکور ناگپور میں آیا اور اسکے قلعہ کی کشائش کے لیے ہمت چست کی جو کوکیا کے سب
قلعوں میں زیادہ مضبوط تھا اور پانچ روز میں مورچلوں کو خندق کے کنارہ تک پہنچا دیا
اہل قلعہ نے پناہ مانگی۔ خاندوران خان نے کہلا بھیجا کہ اگر اپنی رستگاری
چاہتے ہو تو سارا اسباب و اسلحہ و دواب کو حوالہ کرو۔ اس شرط کو اہل قلعہ

فتوحات خاندوران بہادر در برار فتح اودسہ و اودگیر

نہ مانا۔ خان نے سر لشکر پہلوان درویش سنج کو اشارہ کیا اس نے خندق حصار جس کا
عرض آٹھ ذراع اور عمق دس ذراع تھا باندھا اور لشکر کو خندق سے پار قلعہ کے گرد لیگیا
اس اثنا میں کیلا زمیندار چاندا حسب الطلب خاندوران خان پاس پندرہ سو سواروں و تین ہزار
پیادوں کے ساتھ آگیا اور ستر ہزار روپیہ مہمانی کے لیے دیا۔ سنگرام زمیندار کنور بادشاہ
کے حکم سے دو ہزار سوار اور پانچہزار پیادے سپاہی اور لٹیرے لیکر لشکر شاہی سے آن ملا
اہل ولایت کو کیا جو بادشاہی فوج سے بھاگ کر پہاڑوں اور اور مکانوں میں چھپے تھے
ان کا بہت سا اسباب موافق اشارہ رہ نوردی میں لوٹ کرکے ساتھ لایا۔ جب پہلوان درویش
نے تین نقب میں ادر کو کیا کو اطاعت کے لیے ہدایت و نصیحت پھر کی گئی اس نے اپنا وکیل
اور اپنے ڈیڑھ سو ہاتھیوں کے ناموں کا ایک طومار بھیجا کہ اگر محاصرہ اٹھالو اور مجھے امان
دو تو یہ سب ہاتھی بھیجدوں۔ خاندوران خان نے جواب دیا کہ تیری رہائی اسیر موقوف
ہے کہ قلعہ کو خالی کرکے ان ہاتھیوں کے ساتھ ہمارے پاس حاضر ہو۔ لیکن قلعہ کے حوالہ
کرنے پر کو کیا کا وکیل راضی نہ ہوا تو تینوں نقبوں میں شتابہ لگایا گیا دیوار برج
اڑنے سے راہ وسیع پیدا ہوئی اور سپہدار خاں اور راجہ جے سنگھ قلعہ
کے اندر گھس گئے۔ ویوجی قلعہ دار زندہ گرفتار ہوا کو کیا دیوگڈھ سے جو پندرہ کوس
پر تھا خاندوران خان سے ملنے آیا ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور سارے ہاتھی نر و مادہ
ایک سو ستر حوالہ کیے۔ خدمتگاری اور فرمانبرداری اختیار کی اور وعدہ کیا ہر تین سال پر
چار لاکھ روپیہ خزانہ میں داخل کر دونگا۔ خاندوران نے حصن ناگپور اس کو حوالہ کیا
اور خود نواحی کالی بھینٹ میں آیا یہاں کے مرزبان بھیم سین سے ایک نر مادہ ہاتھی لیا۔

بادشاہ ۱۵ رجب کو اجمیر سے اکبر آباد کو چلا۔ ۲۸ رجب کو بادشاہ تالاب جاری
کے کنارہ کے مکانات میں آیا وہ دو سال میں ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ میں
تیار ہوئے تھے سنگ سرخ سے بنائے گئے تھے اس سبب سے اس کا نام لال محل

بادشاہ کا اجمیر سے اکبرآباد میں آنا اور [illegible] فتح

رکھا گیا۔ اسی تاریخ راجہ بیٹھلداس و معتمد خاں جو دھندھیرہ کے زمیندار کی مالش کو گئے
تھے آئے۔ اونھوں نے جا کر حصار کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے مرزبان نے دق ہو کر پناہ
مانگی اور معتمد خاں پاس آیا معتمد خاں اس کو بادشاہ پاس لایا۔ بادشاہ نے قلعہ جیتر میں
اسکے قید ہونے کا حکم دیا۔ بادشاہ ۔ ۱۸ شعبان کو اکبرآباد میں داخل ہوا قلعہ اکبرآباد میں
جو عمارات تازہ بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئیں اُن کی تفصیل یہ ہی کہ دولتخانہ خاص
عام بادشاہ سے پہلے اور اُسکی سلطنت میں بھی کچھ دنوں ایک ایوان پارچے سے بنایا
جاتا تھا پھر شاہجہاں نے اس کو چوبین بنوایا۔ اب وہ ۶۷ ذراع لمبا اور ساڑھے
پچیس ذراع چوڑا سنگ سرخ کا بنایا گیا۔ مرمر کے صاروج سے سفید کیا گیا دولتخانہ
خاص و عام کا جھروکہ پہلے کچھ تکلف کا نہ بنا ہوا تھا اب وہ سنگ مرمر کا بنایا گیا اور
اُسکی چاروں دیواروں میں رنگارنگ پتھروں کی پرچین کاری کی گئی اسکی چھت
میں سونے کی منبت کاری کی گئی جھروکہ کے عقب میں دولتخانہ خاص بنایا گیا جسکی دیواریں
اور چھت سنگ سرخ کی ہیں اور تمام پٹیالی کے چونہ سے کہ جلا و صفا میں سنگ مرمر کے چونہ
سے بہتر ہی آئینہ نما بنائی گئیں دولتخانہ خاص جسکو خانہ طلبی کہتے ہیں سنگ مرمر کا پندرہ گز
طول میں اور نو گز عرض میں بنایا گیا یہ بادشاہی چالیس ونگل کا ہی اسکی دیواریں طرح طرح
کے نقشوں سے آراستہ اور طلا سے مزین ہوئیں اُسکے دو جانب میں شہ نشین بنائے گئے
ہر ایک کی چھت نیمکاسہ کی شکل تھی اسمیں طرح طرح کی رنگ آمیزی کی گئی اور اسکی چھت ہر ایک
چوب پوش کی گئی اسکے اوپر چاندی لگائی گئی اور اسپر سونے کی منبت کاری کی گئی اسکے
آگے ایک دیوان بہت بلند بنایا گیا وہ سراپا سنگ مرمر کا ہی ۲۶ گز طول میں
اور ۱۱ گز عرض میں دو ستونہ بنایا گیا ہی اس کے ازارہ کے تن میں منبت کاری
کی گئی اور حاشیہ پر عقیق اور مرجان کی پرچین کاری۔ سقف اسکی مثل خانہ
طلبی ہی اس عمارت کے نیچے تہ خانے ہیں اس کے در و دیوار میں بعض جا

آئینہ بندی کی گئی کچھ سونے سے اور کچھ طرح طرح کے رنگوں سے آراستہ کیا گیا۔ اس خانہ میں
دو حوض ہیں۔ آبشار چادری سے ایک بھرتا ہے اور اُس سے ایک نہر اا گز طول میں اور
ایک گز عرض میں جاری ہوتی ہے اور وہ دوسری حوض میں جو پہلے سے زیادہ وسیع
ہے گرتی ہے اس ایوان کا صحن طول میں اکتالیس (۴۱) گز ہے اور عرض ۲۹ گز اسکے نیچے گھر بنائے
ہیں اور اسی میں اشرفی خانہ ہے صحن مزبور کے مغرب میں ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے
جس پر موسم گرما میں آخر روز اور رات کو پادشاہ جلوس فرماتا ہے اور وہ مشرف ہے صحن
روئے زمین سے جو طول میں ۶۶ گز اور عرض ۵۵ گز ہے اور اسکے شرق میں ایک تخت
سنگ محک کا ہے جو دریائے جون پر مشرف ہے اور صحن پائین کے تین طرف عمارات عالیہ
پتھر کی بلند بنی ہوئی ہیں جنہیں جواہر اور مرصع آلات رکھے جاتے ہیں اس صحن کے جنوب
میں ایک نشیمن منبت کاری کا ہے جبر کی مانند سنگ مرمر کا چار ستونوں پر اسمیں پادشاہ
زرین اورنگ پر جلوس کرتا ہے دولتخانہ خاص کے محاذی ایک ایوان ہے ۲۵ گز طول میں
ساڑھے پانچ گز عرض میں اسکے متصل حمام ہے جسمیں منازل متعددہ ہیں اسمیں اندر و باہر
صنعت گروں و ہنروروں نے عجب صنعت پرچین کاری و آئینہ بندی و منبت اور
صنائع عجیبہ کی ہیں وسط خانہ میں ایک حوض کلاں پیچ در پیچ ہے وہ آئینہ
کی مانند صاف ہے اسکے چاروں طرف فوارے چھوٹتے ہیں دریا کی طرف
سرد خانہ و گرم خانہ میں حلبی آئینے ایسے لگائے ہیں کہ اس میں تمام رود خانہ
و ریاض نظر آتے ہیں اور وہ حمام میں ایسے چسپاں کیے ہیں کہ زیب و زینت بڑھ
گئی ہے۔ دولت خانہ خاص کے متصل ایک پہلی عمارت اکبر و جہانگیر کی بنوائی ہوئی
تھی اس کو مسمار کر کے ایک اور عمارت سنگ مرمر کی بنائی ہے وہ مثمن خانہ پر مشتمل
ہے جس کا قطر آٹھ ذراع ہے جس کے اضلاع پنجگانہ دریا پر مشرف ہیں وہ نہایت
رنگین اور دلنشین ہے اسکے تین غربی ضلعوں میں تین سہ نشین ہیں اسکے آگے ایک

ایوان ہی اس عمارت کے اندر اور باہر پر چین کاری ہیں طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے ہیں
اس شاہ برج کے درمیان دو خانہ طینی ہیں جو گوناگوں نقوش طلائی سے مجلّی ہیں اسمیں
ایک ایوان ہی اسکے دو رویہ سنگ مرمر ہی اسمیں سونے کی نقاشی ہی بادشاہ
کی آرامگاہ ہی ایک ایوان ہی سنگ مرمر کا طول میں ۲۶ گز اور عرض میں ساڑھے
دس گز اسکی دیوار ستونوں کی کرسی تک ہفت اندود ہی اسکی جداول پر چین کاری کی
ہیں جنمیں طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے ہیں اسکی سقف پر سونے کی ہفت کاری ہی اس ایوان
کے پیچھے ایک مکان ہی سنگ مرمر کا طول میں پندرہ گز اور عرض میں ساڑھے آٹھ گز اسکی سقف
و دیوار الوانکی چہار کا رنگ رکھتی ہی اور اسکی ہفت میں صور و تماثیل منازل آسمانی کے نمونہ پر بنائی
گئی ہی اسکے دو جانب میں دو شہ نشین ہیں اور اس منزل اور شاہ برج کے وسط میں بنگلہ درشن
سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی اور اسپر طلا کے نقوش ہیں پشت بام پر الواح طلا ایسے لگائے ہیں ع
کہ خلق زان بد و خورشید در گمان افتد + آرامگاہ کا صحن اسی گز مربع ہی اسمیں حوض
پندرہ گز طول میں اور ۹ گز عرض میں ہی اسی میں پانچ فوارے لگے ہوئے ہیں اس کے آگے
ایک آبشار چادری ہی اسکے آگے باغ ہی۔ باغ میں ایک چبوترہ ہی۔ باغ کی ساری
کیاریاں سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہیں۔

آرامگاہ کے پہلو میں ایک ایوان ہی وہ گوناگوں نقوش سے منقش ہی اور وہ اس
عمارت کا جواب ہی جو شاہ برج اور آرامگاہ کے اوسط میں ہی۔ ایوان طینی خانہ کے
عقب میں ایسی ہی رنگ آمیزی ہی جیسے کہ ایوان مشرقی میں اسکے صحن میں ایک بنگلہ
ہی جو دریائے جمن پر مشرف ہی اور وہ بنگلہ مبارک کا جواب ہی اور اسکے دو جانب میں
دو حجرے ہیں طلا اندود اور نقوش آمود ان منازل سہ گانہ کی پشت بام نے الواح
طلا سے آرائش پائی ہی۔

بادشاہ نے اگرچہ آغاز جلوس میں کل خلقت کو اپنے آگے سجدہ کرنے سے منع کردیا

اور اُسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا تھا مگر یہ زمین بوس بھی سجدہ کے متشابہ تھا۔ بادشاہ نے ان دنوں میں اس کو بھی معاف کر دیا۔ بجاے اسکے تسلیم چہارم مقرر کی اور حکم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے جو عنایت ہو اسکے شکریہ میں تسلیم چہار گانہ بجالائی جائیں صوبجات کے ناظموں کے نام فرمان صادر ہوئے کہ جسوقت کوئی حکم وارد ہو یا کوئی اور عنایت شاہی ہو تو اس وقت بھی یہی طریقہ برتنا چاہیے۔ ۱۹ر شعبان کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔

بادشاہ کی علالت

سوم شوال کو بادشاہ کو انصباب مادہ موئی اعضاء و اسافل میں ہوا اور اس سے بہت تکلیف ہوئی دو مرتبہ خون نکالا گیا۔ بادشاہزادوں اور امیروں نے ہزاروں روپئے صدقہ میں دیئے۔ بادشاہ اونیس روز تک نہ دولت خانہ خاص و عام میں نہ دولت خانہ خاص میں تشریف فرما ہوا خوابگاہ میں بعض خاص امرا کورنش کرتے تھے۔ بادشاہ ان کی خاطر پژمردہ اور دلہا آزردہ کی تسکین کر دیتا تھا۔ علامی افضل خاں کو اپنے پاس طلب کر کے مہام ملکی کے ضروری کاموں کو سرانجام دیتا تھا۔

نوروز

۲۲ر شوال ۱۰۴۶ھ کو نوروز ہوا۔ بادشاہ نے بیماری کے اُنیس روز تکلیف اُٹھا کے تخت مرصع پر جلوس فرمایا۔ بادشاہزادوں اور امرا نے بہت روپئے برسم تصدق و ایثار پیش کیے۔ بیگم صاحب نے ایک تخت ڈھائی لاکھ روپئے کی قیمت کا پیشکش میں دیا۔ غرض جیسی اس دفعہ لاکھوں روپیہ کی پیشکشیں پیش ہوئیں کبھی پہلے کسی بادشاہ کے عہد میں نہ پیش ہوئی تھیں۔

بھوپت ولد باسو کا علم مرزبان جموں وغیرہ حاجی خاں - شاہ قلی خاں کا مارا جانا

ہمیشہ دامن کوہ قلعہ کانگڑہ کے فوجدار کی کومک بھوپت سنگھ کیا کرتا تھا کچھ دنوں سے اُس نے فساد پر کمر باندھی اور ادائے خدمات میں قاصر ہوا دورنگی و ناسپاسی کے لیے بیم و ہراس لازم ہے جب فوجدار پاس آتا تو جمع کثیر کو ساتھ لاتا۔ شاہ قلی خاں نے اُسکو اپنے پاس بلایا تو وہ بہت سے راجپوت سوار و پیادہ

کماندار و تفنگچی شورش انگیزی کے ارادہ سے ساتھ لایا۔ شاہ قلی اس کے ان اطوار سے بات کو سمجھ گیا اُس نے اس طائفہ کو جو اس کے گھر کے حوالی میں رہتے تھے حصار کے اندر بلایا اور اپنے گھر میں ان کو پیکار کے لئے مستعد رکھا۔ جب بھوپت آیا اور اسنے یہ سامان دیکھا تو اُس نے آتش کارزار کو روشن کیا۔ سہ پہر سے سورج کے چھپنے تک لڑائی رہی اس زد و خورد میں بھوپت مارا گیا۔ لشکر شاہی میں میر علی اصغر بخشی کا نگرہ کشتہ ہوا۔ پادشاہ نے یہ حال سُنکر شاہ قلی خاں کو خلعت و فیل و نقارہ عنایت کیا۔

اکبرآباد میں قلعہ کے آگے عمارات کی تعمیر

دریائے جمن پر دار الخلافہ اکبرآباد کی بنیاد پڑی تھی آب کندوں کی وجہ سے اسمیں نشیب و فراز تھا اور آبادی کی وضع طرح ٹھیک نہ تھی قلعہ ارک کے اندر دولتسرائے شاہی اور تمام کارخانے سرکاری تھے اسکے دروازہ کے آگے کوئی وسعت جلوخانہ کے لایق نہ تھی صبح و شام جو پادشاہ نکلتا کہ خلقت کورنش بجالائے تو اژدحام کے سببسے آدمیوں کو اذیت ہوتی خصوصاً عیدین اور ایام سرور دسور میں اور سواری کے وقت ہاتھی گھوڑوں کے ہجوم کے سببسے آدمیوں کو جان کا خوف ہوتا اور کوئی مسجد بھی اس شہر کی شان کے لائق نہ تھی۔ پادشاہ نے ان دنوں میں ان عیبوں کے دور کرنے کے لیے قلعہ کے دروازہ کے آگے بازار کلاں کی طرف ایک چوک مثمن بغدادی کی طرح کیا جس کا قطر ایک سو اسی ذراع پادشاہی تھا ہر ایک ضلع میں چودہ حجرے و ایوان اور قصر میں پانچ دکانیں تعمیر کرائیں اور حکم دیا کہ چوک مذکور کے مغرب میں ایک مسجد بنائی جائے جس کا طول ایک سو بیس ذراع پادشاہی ہو اور قبلہ رُخ تین برج بنائے جائیں اور باقی تین طرفوں میں ۵۴ طاق و ایوان ہوں اور صحن اس کا اسی گز سے اسی گز ہو وہ سرکار خاصہ سے بنائی جائیں مگر بیگم صاحب نے پادشاہ سے عرض کر کے یہ خرچ اپنے ذمہ لیا جو اہل شہر کے مکان مسجد میں آئے ان میں سے بعض کو ڈیوڑھی قیمت دے کر خریدا اور بعض کو بالعوض اور مکان دیدے اور مالکوں کو خوش کر دیا ۲۲۔ ذیقعدہ کو پادشاہ کی محفل میں ذکر ہوا کہ فلاں صوبہ کا دیوان اپنی اظہار ریاست اور جزرسی کے لئے خلق اللہ کے حق میں سختی کرتا ہے

پادشاہ نے فرمایا کہ دنیا کے کام سب سے مسامحت و مصالحت کے نہیں چلتے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مہمات و معاملات ترک مدارا اور عدم مواسا سے بگڑ جاتے ہیں جس سے ان کے شگفتوں کی خاطر پراگندہ ہوتی ہے حافظ نے اس مضمون کو خوب ادا کیا ع

سخت می گردد جہاں بر مردمان سخت کوش ٭ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہ احکام دین و اوامر شرع میں محض حق کو چاہتے تھے اور بعض امور میں اغماض ہرچند کہ ضروری ہوتا نہ فرماتے اس باعث سے شورش عظیم برپا ہوئی رفتہ رفتہ محاربہ و مقابلہ کی نوبت پہنچی تاریخوں میں اس کا ذکر ہے اس اثنا میں سید جلال بخاری نے پادشاہ سے عرض کیا کہ امیر المومنین کا قول ہے کہ دنیا دو پاؤں پر قائم ہے ایک حق دوسرا باطل۔ میں اس کو چاہتا ہوں کہ حق کے پاؤں پر قائم ہو مگر یہ بات اسکی چلی نہیں۔ پادشاہ نے کہا کہ یہ نقل صحیح ہو تو شیخین اور آنحضرتؐ کے زمانہ میں ارتکاب باطل ہوا ہوگا یہ کیونکر یقین ہوسکتا ہے کہ ان کے زمانہ میں باطل نے رواج پایا ہو لوگوں نے اس کی توجیہات کیں مگر پادشاہ کو پسند نہ آئیں اور خود یہ توجیہہ بیان کی کہ اکمل کائنات وافضل مکونات کے وجود سے دلوں کے آئینے زنگ خلاف سے مصفا ہوگئے تھے صفحات طبائع غبار خلاف سے معرا تھے اہل جہاں اس قافلہ سالار ہدایت و شمع شبستان رسالت کے اقوال و افعال کو جو محض حق و صواب بحت تھے سرمایہ حصول مآرب بناتے اور شاہراہ متابعت سے باہر نہ جاتے اور ایسی ہی شیخین کے عہد میں بسبب قرب زمانہ کے لوگوں کے دلوں پر یہی اثر رہا ان نفوس قدسیہ کے بعد زمانہ سے عدالت و سویت جن پر انتظام جہاں اور التیام اہل جہاں وابستہ ہے دور ہوگئے حضرت عثمان ذی النورین قتل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے عہد میں سارے انتظام کا ڈھیر بگڑ گیا۔

غرہ ذی الحجہ کو اورنگ زیب دکن سے پادشاہ پاس آیا اور نظام الملک کو مع دس رشتہ داروں کے ساتھ لایا جس کو دکنیوں نے اپنے ہنگامہ شورش کے لئے

پادشاہ کا گفتگو

شاہزادہ اورنگ زیب نظام الملک

نظام الملک بنایا تھا اور خان زماں نے ساہو سے لیکر اورنگ زیب کے حوالہ کیا تھا
بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ سعید خان جہاں کے حوالہ ہو کہ وہ اس کو قلعہ گوالیار میں اور دو
نظام الملک کے ساتھ مقید رکھے جن میں سے ایک جہانگیر کے عہد میں احمد نگر کے فتح کے
بعد اور دوسرا دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا۔

دسویں کو بادشاہ عیدگاہ گیا۔ چودہویں کو راجہ جے سنگھ کو اپنے وطن انبیر جانے کے لئے
رخصت دی کہ آرام کرے۔ اس نے دکن کی مہمات میں کارہائے نمایاں کئے تھے اسکے ملک
میں خانہ زاد گھوڑے کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہو گئی تھی اس لئے اس کو بیس گھوڑیاں دیں کہ
گھوڑوں کی نسل بڑھ جائے۔ دکن میں خان زماں خاں کا انتقال ہوا جس کا بادشاہ کو
بڑا ملال ہوا اس تاریخ بادشاہ نے اپنا سفیر حسینی اور نامہ شاہ ایران کو روانہ کیا ہم اس
نامہ میں سے وہ چند فقرے نقل کرتے ہیں جن میں تمام فتوحات دکن اور جھجھار سنگھ
کے قتل کا خلاصہ آجاتا ہے۔

بعد حمد و نعت و القاب و آداب کے بادشاہ لکھتا ہے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ تمکو ہماری فتوحات
کی خبر سننے سے خوشی ہوگی۔ کیونکہ یگانگی اور دوستی کا مقتضاء یہ ہے کہ دوست
کے اسباب مسرت کے حصول سے دوست مسرور ہوتے ہیں اس لئے ان ایام میں
جو فتوحات حاصل ہوئیں ان کو میں بیان کرتا ہوں دکن میں قلعہ دولت آباد فتح ہوا
تھا اس کے سیر کے لئے اکبر آباد سے میں دکن کو روانہ ہوا تھا اس ضمن میں یہ بھی منظور
تھا کہ جو ملک نظام الملک کے قلعے نہیں فتح ہوئے ہیں وہ بھی فتح ہو جائیں اور اس
سرحد کے معاملات کا انتظام ایسا کروں کہ اس طرف کی مہمات سے بالکل خاطر جمع
ہو جائے اور پھر اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ رہے اس قلعہ کو دیکھ کر معلوم
ہوا کہ معلوم نہیں کہ اس طرح کا قلعہ کہیں اور بھی ہو۔ اے فرزند اگر یہ قلعہ
ملک کے قریب ہوتا تو میں تجھ ہی کو دیدیتا کہ تو خلقت غریب وصنعت عجیب کا تماشا

شاہ ایران کو جو نامہ بادشاہ نے بھیجا ہے اسکے بعض فقرات جن سے تین سال کے سارے واقعات کا حال معلوم ہوتا ہے

دیکھے اے فرزند تجھ کو اسکا دیکھنا میسر نہیں ہوگا اسلئے میں اسکی تصویر بھیجتا ہوں اس سفر کے
ارادہ کے اثنا میں یہ مجھے معلوم ہوا کہ جھجھار سنگھ بندیلہ نے بغاوت اختیار کی جسکا باپ راجہ
نرسنگھ دیو تھا کہ وہ ملک و مال کے لحاظ سے اپنے اقران اور امثال میں ممتاز تھا وہ اپنے ملک و
دولت بیشمار و کثرت پیادہ و سوار و قلاع استوار اور اپنے مرز و بوم کی قلب زمینوں پر اور اطراف مساکن
کی جنگلوں کی بیشی پر ایسا مغرور ہوا کہ یہ ارادہ کیا کہ دولت آباد اسکے ملک میں ہوکر جاؤں کہ اس ضمن
میں اس مہم کے سرانجام دینے سے فضیلت جہاد کا اکتساب اور ثواب غزا کی تحصیل ہو اسلئے ۱۸ شہر
ربیع الثانی ۱۰۴۵ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد سے روانہ ہوا اور تین طرف سے تین فوجیں روانہ کیں
ایک فوج کا سردار سید عبد اللہ خاں فیروز جنگ دوسری فوج کا سپہ سالار سید خاں دوران
بہادر اور تیسری سپہ کا سرلشکر سید خانجہاں تھا ان تینوں نجیب سیدوں نے بڑے شوق سے
مہمات کو انجام دیا۔ جھجھار سنگھ کے ملک کے بیشتر میں تبر و تیشہ کی ضرب سے بیخ و ریشہ کو پراگندہ کیا اور اس
ملک کے پانچ قلعے سرسواری فتح کر لئے جھجھار سنگھ بھاگتا بھاگتا دنیاداران دکن پاس گیا کہ انکی شفاعت
سے جان کی امان پائے۔ میر لشکر ایلغار کرکے قطب الملک کے ملک میں گیا جہاں جھجھار سنگھ
تھا اس نے اس کو اور اس کے بیٹے کو مار ڈالا اونکے سروں کو میرے پاس بھیجدیا اور اسکے
اہل و عیال صغیر و کبیر کو اسیر کیا سوا جنس کے ایک کروڑ روپیہ اسکا خزانہ عامرہ میں داخل ہوا
بتخانوں کی جگہ مسجدیں بنائی گئیں صدائے ناقوس کا نعم البدل اذان ہوئی۔ مانڈو میں
میں نے ان امرا کو جاہ و منصب و انعام دیے جنھوں نے ان مہمات میں کار نا
نمایاں کئے تھے اور کوچ پر کوچ کرکے دولت آباد میں آیا اہل دکن نے باوجودیکہ
نظام الملک قلعہ گوالیار میں قید تھا ایک شخص کو نظام الملک بنا لیا۔ اسکی امداد عادلخاں نے
کی جو دکن کے دنیا داروں میں سب سے زیادہ قوت و قدرت رکھتا تھا۔ انہوں نے
اس سرحد میں فتنہ و فساد کا غبار اٹھایا اور اطراف کے قلعوں کو اپنے تصرف میں کیا
دولت آباد کے حوالی میں پہنچکر میں نے ۷۔ رمضان کو تین فوجیں بھیجیں ایک بسرداری

خان دوران بہادر اور دوسرے بسرکردگی سید خانجہاں اور تیسرے بیا فیلبقی خان زماں کہ نظام الملکیہ
باغیوں کی سرکوبی کریں عادلخاں کو خردسالی اور کم خردی کے سبب یہ توفیق نہ ہوئی کہ بلا توقف و
تاخیر بندگی و فرمانبرداری کا طریق اختیار کرتا۔ اُسنے ارباب فساد کی امداد کی اسلئے اسکی تنبیہ بھی
ان فوجوں کو سپرد ہوئی۔ نظام الملکیہ گروہ میری فوجوں کے سامنے نہ ٹھیر سکا وہ عادلخاں کے
ملک میں آیا میرا لشکر بھی عادلخاں کے ملک میں گیا اکثر اسکی آباد ولایت کو قتل و بند و تاخت و
تاراج سے بالکل خراب و غارت کیا عادلخاں نے اپنے ملک کی خرابی میں اپنی خرابی حال پر
استدلال کیا اور اس کو یقین ہوگیا کہ میرا گھر خراب ہوگا اور میرا حال بھی نظام الملک جیسا ہوگا غرض
نادم و پشیمان ہوکر حکموں کو قبول کیا۔ بیس لاکھ روپیہ کی پیشکش بھیجی ہمنے اسکی تقصیرات معاف کردیں اُسنے
چالیس لاکھ روپیہ اور نفیس جواہر و نادر مرصع آلات اور ایک سو فیل پیشکش میں ارسال کئے ہیں
۱۷ صفر ۱۰۴۶ھ کو دولت آباد سے روانہ ہوا۔ ۱۰ شعبان کو اکبر آباد میں داخل ہوا۔ اس یورش میں ایک
سال کے اندر نقد و جنس پیشکشوں میں دنیا داران دکن اور زمینداران گونڈوانہ سے ڈیڑھ کرور
روپیہ اور چار سو ہاتھی سرکار خاصہ کو حاصل ہوئے اور ملک جسکی آمدنی قریب کروڑ روپیہ کے ہی ہاتھ لگا
اور اکتیس قلعے مثل جنیر و دہرپ اور ترنبک و ادسہ و اوگیر وغیرہ سوائے ان قلعوں دولت آباد و قلعہ قندہار
وغیرہ کے فتح ہوئے۔ بعد اسکے نظام الملک کی مملکت میں سے ملک جسکا حاصل ایک کرور روپیہ تھا اولیاء
دولت کے تصرف میں آیا ان دو یورشوں میں ملک نظام الملک و مملکت بندیلہ کے پینتالیس قلعے اور
ملک جس کا حاصل دو کروڑ روپیہ ہے حاصل ہوئے فقط اسی سال میں پادشاہزادہ اورنگزیب کی
کدخدائی کا جشن ہوا وہ شاہ نواز خاں پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی سے بیاہا گیا پہلے ایک لاکھ
ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق بھیجی گئی تھی اب دس لاکھ روپیہ شاہزادہ کو شادی کے خرچ کے
لئے مرحمت ہوئے اور چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا۔ ایسی دھوم دھام کی شادی ہوئی کہ
پہلے کمتر ہوئی تھی۔ پادشاہ کو معلوم ہوا کہ جھجار سنگھ کی اولاد میں سے پرتھی راج کو معرکہ
کارزار سے بندیلے زندہ بھگا کے لے گئے تھے اُس نے اپنے نواح وطن میں جمعیت فراہم کی

اورنگزیب کی شادی

بعض دہات میں ظلم کیا اور زیردستوں کے آزار میں دست دراز کیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ اس بدنہاد کے ریشۂ فساد کو قلع اور اسکے شورجیات کو قطع کرے اور بعد اسکے وہ اپنے صوبہ مالوہ میں جائے اور شائستہ خاں کو اسکے باپ خان زماں مرحوم کی جگہ دکن اور ملک نظام الملک کی صوبہ داری پر مقرر کیا کہ شاہزادہ اورنگ زیب کے پہنچنے تک وہ نیابتاً کام کرے۔

ترقی اراکین [illegible]

پرتاب زمیندار اجینیہ نے پادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کی اور وہ زنون کے جرگہ میں داخل ہوا پادشاہ نے عبداللہ خاں فیروز جنگ کو حکم دیا کہ صوبہ بہار سے کومکیوں کو لیکر اس تبہ کار کی تنبیہ کرے۔ سردار نے اور ہمراہیوں کو ساتھ لیکر قلعہ بہوجپور کو جو اس ملک میں حاکم نشین تھا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ مثلث کی شکل کا ندی کے کنارہ پر بنا ہوا تھا اسکا نام ترجاگ (سہ برجہ) رکھا تھا۔ پرتاب سنگھ نے حصار کے استحکام و مصالح مدافعہ کے زیادتی پر نظر کرکے مدافعت کیلئے پیشقدمی کی ہر ہفتہ و ماہ میں بہت آدمی دونو طرف سے مارے گئے محمد یار بیگ کے دو بیٹے کہ مشہور شجاع اور روشناس تھے شہید ہوئے۔ چھ مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ مفتوح ہوا چند روز حویلی حصار ارک میں پرتاب نے بے آبی سے تکلیف اٹھائی محصور رہا۔ آخر عجز سے پناہ مانگی اور زن و فرزند کی ہمراہ عبداللہ خاں پاس آیا۔ پادشاہ کے حکم سے پرتاب کو مکافات کردار میں وحشت سرائے عدم میں آوارہ کیا اس کی بیوی مسلمان ہوکر عبداللہ خاں کے نبیرہ کے نکاح میں آئی۔ ۶۲ ہاتھی اور پچاس گھوڑے و اقمشہ بعد تاراج کے جو سرکار میں ضبط ہوئے وہ پادشاہ پاس آئے۔

پرتاب سنگھ [illegible]

صوبہ ٹھٹھہ کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دریائے شور کے قریب جو شہر اور قریے تھے۔ ان میں بارہ پہر برابر موسلا دھار مینھ برسا۔ بہت سے گھر گر گئے اور بہت آدمی اور دواب ہلاک ہوئے اور ہوا ایسی تند چلی کہ بڑے بڑے تنومند درختوں کو جڑ پیڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور تلاطم امواج نے بے شمار مچھلیاں کنارہ پر ڈال دیں اور ہزار سفینے خالی اور اسباب سے بھرے ہوئے تموج دریا سے ڈوب گئے اس سبب سے کشتیوں کے مالکوں کو بہت نقصان ہوا اور جس زمین پر ہوا کی شورش سے دریا کا پانی آیا۔ وہ

طوفان ٹھٹھہ

شورہ زار ہو گئی زراعت پذیر نہ رہی۔

جشن وزن قمری

دوم ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو جشن وزن قمری ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا سینتالیسواں سال ختم ہوا اور اڑتالیسواں شروع ہوا۔ اس سال میں برسات کے تین مہینے گذر گئے اور ذرا مینہ نہیں برسا غلہ گراں ہوا اور ایک عالم کو تشویش ہوئی مکرر ارباب عدالت مع صلحا و فضلا و خاص و عام کے شہر سے باہر نماز استسقا کے لئے گئے اگرچہ کچھ پانی برسا لیکن زمین کی پیاس نہ بجھی جشن کے روز خوب بارش ہوئی اور زحمت خلق رحمت خالق سے مبدل ہوئی۔

میر جملہ

دسویں کو میر جملہ میر بخشی جو جہانگیر کے عہد میں قطب الملک کے پاس سے ایران گیا اور وہاں سے آ کر مراجعت کر کے خاندان امیر تیموریہ کے امراء کے زمرہ میں داخل ہوا۔ لقوہ و فالج سے مر گیا۔ اگرچہ وہ سیادت میں مرتبہ بلند رکھتا تھا لیکن خوش اخلاقی سے اس کو بہرہ نہ تھا معتمد خاں بخشی دوم اسکی جگہ مقرر ہوا۔

ولایت بگلانہ

پادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو ۲۳ تاریخ کو رخصت کیا۔ شاہزادہ نے ولایت بگلانہ کی درخواست کی کہ مجھے مرحمت ہو۔ پادشاہ نے اس کو عنایت کی اور فرمایا کہ دولت آباد میں پہنچکر بگلانہ لشکر بھیجنا اور اس کو فتح کر لینا۔ بگلانہ میں آب و ہوا میں اعتدال ہے۔ نہروں کے کنارہ پر درخت سایہ دار اور پھلدار بہت ہیں ۳۲ پرگنے سیر حاصل ہیں وہ ایک جانب سے خاندیس دکن سے اور دوسری سمت توابع سورت و گجرات سے ملا ہوا ہے اور سورت و دولت آباد کے وسط میں ساٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے یہاں زمیندار بھرجی ہی جو یادون پیڑہی سے یہاں کا ارثاً راج کرتا چلا آتا ہے۔

مکہ و مدینہ کو روپیہ بھیجنا

پادشاہ نے پانچ لاکھ روپیہ بعد جلوس کے مکہ و مدینہ کے لئے نذر مانے تھے دو لاکھ چالیس ہزار پہلے روانہ کر چکا تھا اب اندنوں میں اعظم خاں صوبہ دار گجرات کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار روپیہ کا اسباب جو عرب میں فائدہ سے فروخت ہو حکیم ابو القاسم کو حوالہ کرے کہ وہ وہاں مستحقوں کو دیدے۔

ظفر خاں صوبہ دار کشمیر کا تبت کی تسخیر کے لئے جانا

جہانگیر کا ارادہ تبت کی تسخیر کا پیش نہاد خاطر تھا۔ ہاشم خاں ولد قاسم خاں میر بحر حاکم کشمیر نے جہانگیر کے حکم سے زمینداروں کی سپاہ اور بہت سوار و پیادے جمع کئے ہر چند ہاتھ پاؤں مارے کہ اس ملک میں داخل ہو مگر سوا مردم کشی کے کوئی اور کام نہ ہوا اور وہ پھر آیا ان دنوں میں شاہجہاں نے حکم دیا کہ ظفر خاں حارس کشمیر مع لشکر کے اس جگہ جائے اور ولایت تبت کو مسخر کرے۔ وہ آٹھ ہزار سوار اور پیادے جمع کر کے کرچی کی راہ سے چلا اور ایک ماہ کے عرصہ میں پرشکرو میں آیا جہاں سے ملک تبت کا آغاز ہوتا ہے اور آب نیلاب (سندھ) کی اس طرف ہے اور علی رائے نے حصار کے نزدیک دائرہ کیا۔ علی رائے پدر ابدال مرزبان حال تبت نے دو پہاڑوں کے سروں پر بہت بلند طولانی دو حصار استوار کئے تھے ان میں زیادہ بلند کھرپوچہ مشہور تھا اور دوسرا پست کھچنہ ہر یک کی راہ ع چو گلو گاہ نائے و سینۂ چنگ + قلعہ نشینوں کی آمد و رفت پہاڑ کے اوپر ہوتی تھی۔ ابدال قلعہ کھرپوچہ میں متحصن ہوا اور محمد مراد اپنے وکیل کو جو اسکی مہمات کا ناظم تھا قلعہ کھچنہ کی حراست سپرد کی اور اہل و عیال کو قلعہ شکر میں جو پہاڑ پر آب نیلاب کی دوسری جانب تھا محفوظ کیا۔ ظفر خاں نے ان دو قلعوں کی رفعت و متانت کو دیکھ کر محاصرہ و پیکار میں مصلحت نہ دیکھی اور یہ سوچا کہ تبت کی سپاہ و رعیت ابدال کی ناہنجاری سے دل آزردہ ہو رہی ہے اس کو مدارا و مواسا سے اپنی طرف کرلے اور حصار شکر کی کشائش اور ابدال کے اسیر کرنے کے لئے سپاہ معین کرے لشکر کے یہاں رہنے کے لئے کل مدت دو مہینے سے زیادہ نہیں ہے اگر اس سے زیادہ توقف ہوگا تو برف کی زیادتی سے راہیں مسدود ہو جائیں گیں اس لئے اس نے میر فخرالدین کو فرہاد بیگ بلوچ اور چار ہزار سوار و پیادوں کے ساتھ قلعہ شکر پر بھیجا اور خود ابدال کے استیصال کے درپے ہوا۔ احسن خواہرزادہ ابدال کو جو پادشاہی ملازموں میں تھا اور کشمیر کے کچھ زمینداروں کو جو اس مرز بوم کے رہنے والوں سے آشنائی رکھتے تھے مقرر کیا کہ وہ ترغیب و ترہیب سے یہاں کے گروہ کو شاہراہ اطاعت و انقیاد پر رہنموں ہوں

کچھ آدمی اُس نے مداخل و مخارج کے بند کرنے کے لئے مقرر کئے۔ میر فخرالدین ساحل دریائے نیلاب پر آیا۔ چند کشتیاں ترتیب دیں۔ اہل تبت نے ایک دیوار سر راہ کھینچ رکھی تھی اور اُسکے پیچھے تفنگچیوں کے گروہ کو بٹھا رکھا تھا کہ افواج شاہی کو روکے۔ میر نے آدھی رات کو دو ہزار آدمی اہل تبت کی دلالت سے روانہ کئے تاکہ وہ راہ کو مخالفوں کے قبضہ سے نکال لیں لشکر شاہی نے مخالفوں کو مار کر بھگا دیا اور دریا کے پار اُتر کر قلعے کے نیچے آئے اور قلعہ کشائی کی تیاریاں کرنے لگے۔ دوسرے روز ابدال کا پندرہ برس کا لڑکا جو حصار کی حراست کرتا تھا پادشاہی لشکر کو کم سمجھ کر اس سے لڑنے آیا۔ فرہاد بیگ نے کمر کوہ میں سر راہ کو روکا اور ہنگامہ جنگ کو گرم کیا۔ فرہاد بیگ زخمی ہوا۔ ظفر خاں کے نوکر کچھ مقتول ہوئے مخالفوں نے اپنی کمائی زاریں دیکھی وہ قلعہ کی طرف چلے گئے پادشاہی دلاوروں نے لشکر کے جنوبی دروازہ کے باہر مورچے قائم کئے پسر ابدال کے دل میں پادشاہی لشکر کا خوف ایسا بیٹھا کہ اسنے باپ کے عیال کا خیال کچھ نہ کیا۔ سیم وزر اور جو کچھ اپنے ساتھ لے جا سکا رات کو لیکر کاشغری دروازہ سے بھاگ گیا ۲۹۔ ربیع الاول کو میر فخرالدین قلعہ میں داخل ہوا وہ اپنے لشکر کی لوٹ نہ روک سکا کہ ضبط اموال کرتا مگر ابدال کے اہل وعیال کو گرفتار کرلیا اور پسر ابدال کے پیچھے سپاہ بھیجی مگر وہ پسر ابدال کو نہ پکڑ سکے۔ کچھ سونا۔ چاندی۔ راہ میں پڑا تھا اس کو لیکر واپس چلی آئی۔ ظفر خاں اس فتح کا حال سنکر قوی دل ہوا۔ کھرپوچہ۔ اور کھچنہ کے قلعوں کے فتح کے لئے مستعد ہوا اس کے اشارہ سے اہل قلعہ کھچنہ کو جو غلہ و آذوقہ سے مضطرب تھے اہل تبت نے ایسی پٹیاں پڑھائیں کہ قلعہ دار مع کل اہل قلعہ کے باہر آیا اور قلعہ لشکر شاہی کو سپرد کر دیا۔ ابدال اپنے آدمیوں کی مخالفت سے اور قلعہ کے حوالہ کرنے سے اور زن و فرزند کے گرفتار ہونے سے ایسا ڈرا کہ قلعہ کھرپوچہ کو چھوڑ کر شادیاں کھیپوال کی معرفت ظفر خاں پاس آیا۔ دوسرے دن ظفر خاں ابدال کی ہمراہ قلعہ کے اندر گیا اور وہاں پادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور لشکر میں چلا آیا

شہنشاہ کو اسکا مژدہ پہنچا۔ اس اثناء میں میر فخر الدین ابدال کے عیال کو اور دو لاکھ روپیوں کو
جو لوٹ سے بچے تھے لیکر آگیا اور حبیب چک و احمد چک کے زن و فرزند بھی ظفر خاں کی قید میں
آگئے جو اعتقاد خاں کے زمانہ میں بہ سبب شورش انگیزی و فتنہ افزائی کے کشمیر سے تبت میں بھاگ
آئے تھے اور ان دنوں میں ابدال نے ان کو کشمیر بھیجا تھا کہ وہاں فساد برپا کریں کہ لشکر شاہی
پراگندہ خاطر ہو اور دوسرے حبیب چک نے بھی جو مرزا علی بیگ اکبر شاہی کی صوبہ داری میں
تبتیوں کی پناہ میں آیا تھا پناہ مانگی اور ظفر خاں پاس آگیا۔ ظفر خاں نے اس خوف سے کہ برف
کے پڑنے سے راہیں نہ بند ہو جائیں۔ یا کشمیر میں جو ابدال نے مفسد بھیجے ہیں وہ نہ فساد کریں
ولایت تبت کو محمد مراد وکیل ابدال کو سپرد کر دیا اور سرکشوں کو ہمراہ لے کر مراجعت کی۔ نہ ملک
کا کچھ انتظام کیا نہ ابدال کے مال کی تفتیش کی۔ جب پادشاہ کو اس مراجعت کا حال معلوم ہوا
تو ظفر خاں کو فرمان بھیجا کہ جب ملک تسخیر ہو گیا تھا اور قلعے فتح ہو گئے تھے اور مرزبان ولایت
اور اور سرکش تابع ہو گئے تھے تو بے ضبط مملکت و نظم حال رعیت جلد چلا آنا
اور ملک کو ابدال کے وکیل کے سپرد کرنا پہلے اس سے کہ اسکے انقیاد پر اعتماد ہو خرد دوربین
اور رائے صواب گزین پسند نہیں کرتی۔ تبت کی دو عام راہیں ہیں ایک کرپچ (کرچ)
کی دوسرے لار جن پر ظفر خاں نے آمد و رفت کی اگرچہ راہ کرچ کی مسافت
چار منزل زیادہ راہ لار سے ہے اور زیادہ تر بلند پہاڑوں اور تنگ کتلوں
میں ہے جس میں ایک سوار سے زیادہ نہیں چل سکتے مگر لار کی راہ کی نسبت اس میں سرما
اور برف کمتر ہوتا ہے اس سبب سے اس راہ سے تبت میں جلد پہنچ جاتے ہیں
راہ لار ہرچند تبت سے نزدیک ہے لیکن کثرت و ہجوم دوام برف و یخ کے سبب سے
بہت تکلیف کے ساتھ گذر ہوتا ہے۔ ایک پہاڑ باذخ آدہ کروہ اونچا ہے کہ وہ
بالکل برف سے ڈھکا رہتا ہے اور اس سے پانی جاری رہتا ہے اس سے
مسافر مشکل سے گذرتے ہیں ہمواری کے سبب سے چند منزلیں آسانی سے طے

تبت کا حال

ہوتی ہیں لیکن ایک کتل تیس کوس کشمیر سے ہے جسکی برابر سختی و دشواری راہ میں کہیں ادرجہاں
پیما مسافر نہیں بتاتے ۔ رفعت میں وہ پیر پنجال کی برابر ہے رستہ ایسا بند ہے کہ سوار
ہوکر جانا دشوار ہے اور ان دونوں راہوں میں آذوقہ ملتا نہیں ظفرخاں اور اس کے
ہمراہی اتنا آذوقہ ساتھ لے گئے تھے کہ وہ کشمیر کی مراجعت تک کافی ہوا ملک تبت میں
اکیس پرگنے ہیں اور سینتیس قلعے پہاڑوں کی فزونی اور تنگی میدان کے سبب زراعت
کم ہوتی ہے اور حبوبات میں سے زیادہ تر جو و گندم وہاں پیدا ہوتے ہیں اگرچہ
اس ولایت کا انتظام نہ ہوا مگر خراج کی حقیقت پر پوری آگہی ہوگئی پورے سال کا
حاصل ایک لاکھ روپے سے زائد نہیں ۔ اس دیار میں ایک ندی ہے کہ وہاں قراضہائے
طلائی دستیاب ہوتے ہیں ہر سال اس کے اجارہ سے دو ہزار تولہ سونا حاصل ہوتا ہے
جسکی قیمت کم عیاری کے سبب سے سات روپیہ تولہ ہوتی ہے اکثر اثمار سردسیری
مانند زرد آلو و شفتالو و خربوزہ شیریں ولطیف انگور ہوتے ہیں یہاں کا سیب اندر اور
باہر سے سرخ ہوتا ہے۔ توت خیار و زرد آلو و شفتالو و خربوزہ و انگور ایک موسم میں ہوتے ہیں ۔

واقعات تیموری کہ زبان ترکی میں تھی میر ابو طالب تربتی نے کتاب خانہ والی
یمن سے لاکر فارسی میں ترجمہ کیا اس میں سے داستان نصائح خرد افزا جو صاحب قران
نے پیر محمد خلف مرزا جہانگیر کو کابل و غزنین و قندہار وغیرہ کی امارت کے وقت کیں
تھیں اور وہ اس کتاب میں درج تھیں وہ لکھکر شاہزادہ اورنگ زیب کو بھیجیں جو صوبہ
دکن کے انتظام کو روانہ ہوا تھا اس کی نقل ہم کرتے ہیں اس وقت خاطر میں تیمور کے
آیا کہ کابلستان و حدود ہندوستان و نواحی غزنین و باختر و قندہار میں کوئی
کارداں بھیجا جائے کہ وہ ان ولایات کی تسخیر کا بندوبست کرے اس کے دل مصلحت
اندیش میں آیا کہ کسی کارگذار امیر زادہ کو یہ کام مفوض کروں پھر وہ یہ سوچا کہ مبادا
ہوائے سلطنت و استقلال اس کے دماغ میں آئے اگر کسی نوئین کو میں سپرد کروں تو

پند و نصائح

اس خیال محال سے اس کا مغز شورش میں آئے پھر امیر زادہ کا حال تو کیا ہو کچھ تامل کیا
کہ اس کے دل میں آیا کہ خدا تعالیٰ نے اُس کو سلطنت ارزانی کی ہے کس کا مقدور ہے کہ اس
سے مخالفت کرے اور نیروے بازو سے فتح پائے اس اثنا میں اُس نے کتاب بوستاں
میں فال دیکھی تو یہ ابیات نکلیں۔ **ابیات**

چو دولت نہ بخشد سپہر بلند | نیاید بہ مردانگی در کمند
نہ سختی رسد از ضعیفی بمور | نہ شیراں بسر پنجہ خوردند زور
خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد | اگر ناخدا جامہ برتن درد

اسکی طبیعت ان اشعار آبدار سے شگفتہ ہوئی اُس نے اپنے دل سے کہا کہ ہندوستان کی سرحد
آب سندھ تک و غزنین و کابل کی حدود قندہار تک ہے کہ مملکت سلطان محمود غزنوی تھی پسندیدہ ہوگا کہ
اسکو اپنے فرزندوں میں سے کسی کو میں سپرد کروں اگر وہ باغی بھی ہوجائیگا تو وہ اس کا ہی لخت جگر
ہوگا نہ کسی غیر کے جسد کا مضغہ اس ارادہ پر وہ راسخ ہوا اور امیر زادہ پیر محمد پر ایالت مذکور دی
جب تومنات و قشونات و ہزارجات کے سردار فراہم ہوئے۔ تیمور نے پیر محمد کو بلایا
اور اپنی ٹوپی اس کے سر پر رکھی فرجی خاصہ اس کو پہنائی اور اُس نے کہا کہ میں تجھکو پانچ
چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں اول جب تو تخت گاہ سلطان محمود غزنوی پر بیٹھے
اور اس کی مملکت پر فرمان روائی کرے تو مجھکو اور اپنے تئیں نہ بھولنا اور اپنے مرتبہ
سے تجاوز نہ کرنا دوم ملک کے ہمسایوں کے حال سے غافل نہ ہونا سوم ضبط مملکت
و رعایت رعیت میں تساہل نہ کرنا کہ خدا تعالےٰ نے اپنا ملک اس لئے ہم کو عطا کیا ہے کہ
ہم زیردستوں اور مظلوموں کے حال سے آگاہ ہوں چہارم لشکر کے انتظام
میں کوشش کرنا جو تیرے پاس آئے اس کی نگہداری کرنا کہ خدا تعالیٰ نے تجھ پر
اس کی چٹھی لکھی ہے اگر کسی بہادر سپاہی کو جانے کہ وہ سپاہ گری میں جیسا کہ چاہئے ویسا ہی
اور وہ تجھ سے اجازت اپنے کام چھوڑنے کی مانگے تو اسے رخصت نہ کر اور اسکے

حال پر ایسی توجہ کر کہ فارغ البال ہو کر تیری خدمت کرے۔ سپاہی اپنی جان کو بیچتا
ہے اور سربازی کرتا ہے خوب جان لے کہ ملک کا حصار سپاہ ہے نہ
دستگاہ۔ پرچم دین مصطفوی کو رونق بخشے اور برخلاف اوامر و نواہی الٰہی کے
کوئی کام نہ کر کہ قوام دولت اس کے ساتھ وابستہ ہے سادات و علماء و صلحائے کے
ساتھ نیک معاشرت کر۔ شریروں و رزالوں سے اجتناب کر۔ اسی محفل میں ایک
گروہ نوئینوں کا لشکر گراں کے ساتھ اس کے ہمراہ کیا۔ تیمور نے ہر ایک امیر سے پوچھا
کہ تیرے دل میں کیا ہے امیر قطب الدین نے جواب دیا کہ اگر میری پشت قائم ہو تو شکم
پر چوب نہ کھاؤں گا۔ میری پشت و پناہ امیر ہے دوسرے کو میں نہیں جانتا اسلام خواجہ
نے ظاہر کیا کہ اوضاع خانہ ایک ہیں اگر دو ہوں تو خانہ خراب ہوتا ہے۔ برات خواجہ
نے گذارش کی کہ چراغ ایک ہے جس کی روشنی میں ہم راہ چلتے ہیں اور ہم امیر کو افروختہ
چراغ جانتے ہیں اس کے سایہ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ امیر علی غانجی نے بیان کیا
کہ ہماری زندگی امیر کے بعد نہ ہو اس طرح ہر ایک نے لوازم اخلاص و اطاعت و
اختصاص اور تباعت اپنے اپنے ظاہر کئے اس وقت امیرزادہ نے معروض کیا کہ اگر
میں امیر سے روگردانی کروں تو خداتعالےٰ کے حکم سے سرتابی کروں اور اپنا دین
کھوؤں تیمور نے کہا کہ میں نے اپنے ممالک کا چوتھا حصہ تجھے دیا ہے اور بھائی حقد و
حسد سے تیرے حق میں باتیں بنائیں گے۔ چاہیے کہ ہمیشہ فروتنی و خاکساری کے
آثار تجھ سے ظہور میں آئیں پھر تیمور نے اوسکو گلے لگایا اور رخصت کیا۔

واقعات سال یازدہم جلوس ۱۰۴۷ھ / ۱۶۳۷ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۷ھ کو جلوس کا گیارہواں سال شروع ہوا۔ نہم رمضان
کو شمسی وزن کا جشن ہوا۔

کورکر بیداد سرحد نوحانی میں فرد کش ہوا ان دنوں میں الوسات نغز کی ایک جماعت نے

اُسے بلایا اور یہ ارادہ کیا کہ تیراہ میں جا کر وہاں کے آدمیوں سے اتفاق کیجئے اور شورش و فساد مچائیے
تیراہ کے آدمی بظاہر بادشاہ کی فرمان پذیری اور اطاعت میں اپنی نجات جانتے تھے۔ اور باطن میں
مخالفت رکھتے تھے اور ملک تورو اور کرزئی و شاہ بیگ اور انکے بھائی بند پادشاہ کے مطیع ہوگئے تھے سو وہ
انکے دفع کرنیکے لئے بہانہ ڈھونڈھتے تھے سعید خاں حاکم کابل نے پندرہ ہزار پیادے کوہ سیر کماندار عشائر
افاغنہ سے جمع کرکے راجہ جگت سنگھ دیرل خاں وعزت خاں اور بعض امرا کے ساتھ روانہ کئے
اور اپنے دو ہزار سوار تابین بہ سرکردگی یعقوب کشمیری وکیل کے بھیجے کہ وہ مخالفوں کی گوشمالی کریں اور
پرگنات بنگش کو بچائیں پہلے اس سے کہ لشکر شاہی حدود نغر میں آئے اس سرزمین کے بعض کوہ
نشینوں نے دست اندازی لشکر شاہی سے اپنے بال بچوں کے بچانیکے لیے برادر کریمداد کو مار ڈالا
برادر کریمداد بلخ گیا تھا وہاں نذر محمد خاں والی بلخ کے اشارہ سے پوشیدہ قبائل نغر میں
آگیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا اور اس گروہ کو خان مذکور کی موافقت کی ترغیب دیتا تھا
برادر میرک اورکزئی کا بھائی کور کریمداد کے ساتھ یک رنگ تھا اسکو بھی مار ڈالا اس سبب سے
نغر کے اکثر سردار لشکر شاہی سے بنگش بالا میں آن ملے اور جب لشکر شاہی نغر میں داخل ہوا
تو بہت آدمی اس کے پادشاہی آدمیوں سے آن ملے مگر الوس ملکن اور لکن و بیلہ کے دو
قبیلے کریمداد کے ساتھ رہے اور خوف کے مارے بھاگتے پھرے دشوار گذار پہاڑوں اور
تنگ دروں میں پناہ لے گئے لشکر شاہی نے ان کے غلہ کے انبار تاراج کئے اور انکے
منازل و مساکن کو بیخ و بن سے اکھیڑا۔ پہاڑوں میں اُن پر اوپر سے برف و باران برستا
اور نیچے سے شمشیر آتش فشاں کا سیلاب پہنچتا آخر کو برودت ہوا اور لشکر شاہی کے
آب تیغ سے مجبور ہو کر انہوں نے کریمداد کو مع اہل و عیال لشکر پادشاہی کے حوالہ کیا
پادشاہ کے حکم سے کریمداد قتل ہوا۔

علی مردان خاں کا ہند میں آنا اور قندھار اور قلعوں کی فتح

اسی سال کے واقعات عظیم میں سے علی مردان کا ہند میں آنا اور قلعہ قندہار
اور اس کے متعلق اور قلعوں کا فتح ہوتا ہے سو وہ بیان کیا جاتا ہے سنہ الٰہی میں

محمد اکبر پادشاہ سے جب مرزا مظفر صفوی نے التجا کی تھی تو یہ قندہار کا حصار استوار خاندان امیر تیمور کے تصرف میں آیا تھا۔ شاہ عباس شاہ ایران جہانگیر سے کمال رابطہ اتحاد رکھتا تھا جہانگیر نے اپنا سفیر خاں عالم شاہ عباس کے پاس بھیجا۔ شاہ عباس نے اس سفیر کے ساتھ اپنا سفیر زنبیل بیگ جہانگیر پاس روانہ کیا اور نامہ و پیام میں قندہار کے حوالہ کرنے کی درخواست کی بطریق تواضع جو دوستی و وداد کے عالم میں ہوتی ہے اس باب میں جہانگیر نے اپنے وزرا امرا سے مشورہ کیا ایک جماعت نے صلاح دی کہ جس حال میں کہ قلعہ کے دینے میں محبت دیرینہ قائم رہتی ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے بعض نے اس کے برخلاف رہنمونی کی تو اس باب میں جہانگیر نے شاہجہاں سے مصلحت پوچھی اس نے جواب میں لکھا کہ ہرچند اس حصار کے تواضع کرنے میں سوائے التیام موروثی کے ازدیاد کے کوئی اور مدعا مرکوز خاطر نہیں ہے مگر دور و نزدیک ظاہر میں اس معنے کو عجز و فروتنی پر محمول کرینگے۔ جہانگیر نے اس مصلحت کو پسند کیا۔ جواب عذر پذیر ایلچی کو دیا وہ یہ جانتا تھا کہ اس پاس کے جواب بھیجنے سے شاہ عباس کی رگ غیرت حرکت میں آئے گی اور وہ قندہار کے قلعوں کی تسخیر کے لئے فوج بھیجے گا عاقبت بینی کے سبب خان لودی صوبہ دار ملتان کو لکھا کہ بطور کمک کے قلعہ قندہار کو جائے۔ خان جہاں نے اپنی تن آسانی کے سبب سے قلعہ قندہار کے جانے میں کاہلی کی اور وہاں کی قلعہ داری کے لئے اپنی تحریر عبدالعزیز خاں کے واسطے پادشاہ سے درخواست کی اور عرض کیا کہ بروقت ضرورت میں خود اسکی کمک کو جاؤنگا۔

جہانگیر نے اس کی ملتمس کو منظور کیا۔ زنبیل بیگ نے شاہ عباس کو اس ماجرے سے مطلع کیا وہ فرصت کی گھات میں بیٹھا تھا۔ یہاں سنہ ۱۵ جہانگیری میں نورجہاں کے سبب سے جہانگیر و شاہجہاں کے درمیان نزاع شروع ہوا۔ شاہجہاں دوبارہ دکن گیا زنبیل بیگ سفیر ایران نے جس کو اب تک جہانگیر نے رخصت نہیں کیا تھا۔ پوشیدہ شاہ عباس بیگ کو لکھا کہ ان دنوں میں شاہزادہ دکن کو گیا ہوا ہے اور دکن کی

مہم میں مصروف ہے اگر قندہار کے لینے کا ارادہ دل میں ہو تو اس سے بہتر قابو پھر نہیں ملے گا شاہ نے
فرصت کو غنیمت جانا اور قندہار پر آیا عبدالعزیز خاں قلعہ دار مراتب سپہ داری وکارگذاری مدلج رزم آرائی
ونبرد آزمائی سے بہرہ نہیں رکھتا تھا خانجہاں صوبہ دار ملتان کی کمک سے مایوس ہوا ۴۵ دن کے محاصرے کے
بعد شہریور [illegible] میں قلعہ سے باہر آیا۔ پادشاہ ایران سے ملا۔ اور قلعہ کو حوالہ کیا۔ پادشاہ نے عبدالعزیز خاں
کو ہمراہیوں سمیت ہندوستان جانے کی اجازت دی۔ قندہار کا انتظام گنجعلی خاں کو سپرد کیا پہلے
وہ کرمان کی حکومت رکھتا تھا اور پادشاہ اس کو بابا کہتا تھا اور لکھتا تھا۔ جب گنجعلی خاں کا انتقال
ہوا تو اس ولایت کا ناظم اس کا بیٹا علی مردان خاں مقرر ہوا۔ اس کو پادشاہ بابائے ثانی لکھتا
تھا۔ جب شاہجہاں پادشاہ ہوا تو اس کے دل میں قندہار کا خار چبھتا تھا وہ چاہتا تھا
کہ میں کابل جاؤں اور وہاں جا کر کسی شہزادہ کو اس کی فتح کے لئے بھیجوں۔ اس
اثنا میں افاغنہ کا فساد اور بندیلوں کی شورش انگیزی اور دکنیوں کی نفاق
گزینی پیش آئی اس لئے قندہار کی مہم میں توقف ہوا جب پادشاہ کی خاطر ان سب
مفسدوں سے فارغ ہوئی تو سعید خاں حاکم کابل کو فرمان بھیجا کہ ہم نے حصار قندہار
پر لشکر کشی کا ارادہ کیا ہے تم کو چاہیئے کہ کابل وبنگش کے انتظام سے فارغ ہو اور
کوہ نشیں افغانوں کے فتنہ کو دور کر کے ایسے آمادہ رہو کہ جس وقت شاہزادہ جو عنقریب
معین ہوگا اس جانب روانہ ہو تو تم بھی اس جانب روانہ ہو اور کسی دوربین کاروان
کابلی کو قندہار بھیجو تا کہ وہ اس دیار کے حصار کی کیفیت اور لشکر کی کمیت پر آگاہ ہو
اور ہماری سلطنت کے اطوار پر بھی علی مردان خاں کو مطلع کرے۔ ہماری بندگی کی
طرف مائل کرے۔ سعید خاں نے صوبہ کابل کے مفسدوں کا علاج کر کے پیری آقا
ملقب بہ ذوالقدر خاں کو پوشیدہ علی مردان خاں کے پاس قندہار بھیجا اور
اس نے اپنے پادشاہ کی فسحت مملکت ووسعت دولت وفراوانی اسباب قدرت
ودستگاہ وفزونی سواد حشمت وجاہ اور ہاتھی گھوڑوں کی کثرت اور خزائن

موفورہ وعساکر منصورہ اور آثارات فیروزی اور علامات بہروزی علی مردان سے بیان کیں اور
پادشاہ کے التفات کا امیدوار کیا اور کہا کہ پادشاہ نے جس طرف عزیمت کی ہی طرف ظفرونصرت
ہوئی جس مملکت کو فتح کرنا چاہا وہ آرزو کے موافق تھوڑے دنوں میں آسانی سے حاصل ہوئی
اب تمکو چاہئے کہ پادشاہ کی اطاعت اختیار کرکے حصار قندہار کو پادشاہ کو حوالہ کرو۔ وہ پہلی
بھی اسکے خاندان کے قبضہ میں تھا اور خود پادشاہ پاس چلو ورنہ جلد لشکر شاہی سارے
زابلستان کو تسخیر کرلیگا۔ حاکم قندہار نے ذوالقدر کی خاطرداری کی اوسکو رخصت کیا اور کہدیا کہ میں
ان مقدمات کا جواب زبانی اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجتا ہوں۔ جہانگیر کے عہد میں ظفرخاں پسر
خواجہ ابوالحسن نے جو صوبہ کابل میں باپ کی نیابت کرتا تھا۔ علی مردان خاں کو کچھ تحائف بھیجے تھے
اور انکی عوض میں خاں نے کوئی چیز نہیں بھیجی تھی ان دنوں میں اپنے معتمد علی بیگ کو روانہ کیا کہ
ظفرخاں پاس کچھ تحائف پہنچادے اور سعید خاں سے زبانی پاسخ گذاری کرے۔ خط میں اس
بات کا ذکر کچھ نہیں کیا۔ زبانی صوفیان ایران کے طریقہ کے موافق کہدیا کہ پھر ایسا پیغام نہ بھیجا جائے
پادشاہ نے اس جواب سے آشفتہ ہوکر قندہار کے تسخیر کے ارادہ سے سنہ جلوس
میں پنجاب کی طرف سفر کی ٹھیرائی تھی کہ وزیرخاں ناظم پنجاب کی عرضی آئی کہ اس جانب
غلہ کا قحط پڑرہا ہے پادشاہ نے رعایا کی تکلیف کی نظر سے دوسرے سال پر اس مہم کو
موقوف رکھا۔ جب علی مردان خاں کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ حصار کی حصانت میں
مصروف ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک اور بلند قلعہ بنالیا جو قلعہ قندہار پر مشرف تھا اور شاہ
صفوی کو اطلاع دی کہ عنقریب ہندوستان کی سپاہ قندہار پر آنے والی ہے اگرچہ
اسباب قلعہ داری توپخانہ وآذوقہ اور اور ضروری چیزیں مہیا کرنے میں حسن کے امادہ
ہوا ہوں مگر پادشاہ اپنی کمک سے اہل قلعہ کو قوی کرے۔ شاہ صفی کی سرشت میں اصل
سفاکی تھی بعض بدخواہ امیر جو بظاہر میں اپنے تئیں خیرخواہ بتلاتے تھے علی مردان سے
منحرف تھے انہوں نے حسد سے جو اس دیرکہن کے ہزاروں گھروں کی خانہ برانداز ہے

پادشاہ کا مزاج اس سے منحرف کرا دیا اور اسکی جان کے لاگو ہوئے۔ علی مردان خاں کے اس
عریضہ سے انہوں نے پادشاہ کے خاطر نشان ایسی باتیں کیں کہ شرب مدام کے عالم میں پہلے سے
اور زیادہ آشفتہ ہوا اور بادہ پیمائی کے حال میں جس میں عقل سو جاتی ہے اپنی مجلس میں ہمنشینوں سے
بیان کیا کہ سامان و قوت کے بڑھ جانے سے علی مردان خاں خیالات فاسدہ رکھتا ہے اسکو مع
عیال کے مار کر اسکا مال ہاتھ میں لانا چاہئے۔ علی مردان خاں کو بھی بعض بعض اپنے خیر سگالوں کی
تحریر سے شاہ کے اس ناصواب قصد پر اطلاع ہوئی تو اُسنے سوچا کہ فرمانروائے ہندوستان نے قندھار
کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے شاہ صفی نے بعض آدمیوں کے بہکانے سے نہ میرے نہ میرے باپ کے حقوق پر
خیال کیا ہے اور میرے جان و مال کے درپے ہوا ہے۔ میں کیوں اپنے تئیں معرض تلف میں
لاؤں اور شاہجہاں جیسے پادشاہ سے مخالفت کروں اور لشکر قزلباش کی کمک کی
توقع کروں جو لشکر روم سے کئی دفعہ شکست پا چکا ہے اور شاہ صفی کی ہوا خواہی کروں
جو ایسا سفاک ہے کہ جس کی خونریزی سے کوئی سرا ایسی نہیں ہے کہ نوحہ سرا نہ ہوا اور کوئی
کاشانہ ایسا نہیں کہ غم خانہ نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ میرے دل کی بات دفعتہً برملا نہ ہو
ظاہر میں پادشاہ ایران کی اطاعت کا طریقہ رکھوں اور پوشیدہ شاہ ہندوستان سے
اخلاص پیدا کروں اور رسل و رسائل کی راہ امرار کابل سے رکھوں۔ اغلب ہے کہ
شاہ ایران کو ان پیغام سلام پر اطلاع ہوئی ہو جو سعید خاں حاکم کابل اور اس کے
درمیان ہوئے ہوں۔ اس لئے شاہ نے حکم دیا کہ علی مردان خاں اپنے بیٹے محمد علی کو جو
سترہ برس کا تھا بھیجے اُس نے اپنے بیٹے کو لائق پیشکش کے ساتھ بھیجدیا مگر اس پر بھی
پادشاہ کا سوء ظن حسن ظن سے نہ بدلا اور اس کے خون کے قصد سے باز نہ آیا اس کو حیلہ سازی
سے پکڑنا چاہا اس نیت سے سیاوش قوللر آقاسی کو جس کو پہلے مشہد بھیجا تھا۔ حکم دیا کہ وہ قندھار
کو شتاب جائے اور اپنے پہنچنے سے پہلے علی مردان خاں کو لکھ بھیجے کہ ہندوستان کے
لشکر کی خبر سنکر پادشاہ نے تیری کمک کے لئے مجھے بھیجا ہے اس کے بعد

جب وہ قلعے میں پہنچے اور استحکام حصن سے فراغت حاصل کرے اور اگر ہو سکے تو علی مردان خاں کو گرفتار کر کے حضور میں بھیجدے۔ نہیں اسکا سر کاٹ کے صفاہان کو روانہ کرے اور شاہ نے ایک خط علی مردان کو لکھا جسمیں مراحم شاہانہ اور ارسال کمک کا بیان کیا تاکہ اسکو غافل کرے مگر یہ بیدار مغز آگاہ دل کب ایسے دیو افسانوں سے سوتا تھا اس پاس جب سیاوش کا نوشتہ آیا تو اس نے جانب میں آنا مصلحت نہیں ہے اگر لشکر ہندوستان کے ورود سے پہلے تو قلعے کے اندر آئیگا تو آدمیوں کی کثرت سے عسرت ہوگی اور اگر قلعہ سے باہر رہیگا تو یہ خوف ہی کہ افواج شاہی کے آنے پر اول تو پامال ہوگا سیاوش نے اس کی بات کو نہ سُنا اور فراہ میں آیا۔ قندہار کے قلعہ کے اندر آنے کے لئے دوبارہ علی مردان خاں کو لکھا تو خان مذکور نے جواب دیا کہ بہتر یہ ہے کہ تو خراسان چلا جا جب تک میرے تن پر سر اور بدن میں جان ہے میں تجھے قلعہ کے گرد نہیں آنے دوں گا جب شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے سیاوش کو پہلے سے اور زیادہ تاکید کی۔ وہ قلعہ بست میں آیا۔ چونکہ وہ بالیقین جانتا تھا کہ فرماں روائے ایران سے علی مردان بالکل برگشتہ ہوگیا ہے اور شاہ جہاں کے آدمیوں کی پناہ میں آگیا ہے تو وہ آگے بڑھ کر موضع کوشک نخود میں آگیا۔ مکر و تزویر سے کچھ قزلباشوں کو علی مردان خاں سے روگردان کر کے اپنی طرف ملایا جس سے تمام اہل قلعہ کے حال میں ایک تذبذب پیدا ہوا اور اختلاف آرائے جس سے کہ انتظام جاتا رہتا ہے نمودار ہوا اور عذر و نفاق کی علامتیں بڑھتی گئیں ناگزیر علی مردان خاں نے اس گروہ کو کہ سیاوش سے یکتائی رکھتے تھے قلعہ سے نکال کر اس گروہ کے ساتھ کہ دورنگی رکھتے تھے محال بعیدہ میں بھیجدیا قلعے میں کچھ اپنے خویش صداقت نشان اور غلامان جانفشاں رکھے اس حال کے اندر ملک مسعود و جو مرزبانان قندہار کا سرآمد اور اس کا بھائی کامراں علی مردان کی طلب میں آئے ہوئے تھے

انہوں نے بطور مشورہ کے کہا کہ اگر آپ کو شاہجہاں کی متابعت و ہوا خواہی منظور ہے تو اسوقت ہیں کہ دارائے ایران آپ کی کین توزی اور خونریزی کے درپے ہے اور حصار نشینوں کے وفاق و وفاق نے نفاق کی صورت پکڑی ہے صوبہ کابل کے امراء کو جنکی مدد جلد پہنچ سکتی ہے لکھنا چاہیے کہ طلب کے وقت وہ آجائیں علی مردان خاں نے مقدود کو اپنے پاس رکھا اور کامران کو بھیجا کہ عوض خاں قاقشال حاکم غزنین اور سعید خاں کو آگاہ کرے کہ وہ ایک جمعیت کابل و غزنین میں مہیا کریں اور جسوقت میں اشارہ کروں وہ جلد آجائیں۔ اور پادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ شاہ ایران نے ایک مکار جماعت کی تحریک سے میرے اور میرے باپ کی خدمات پسندیدہ کو نظر اعتبار سے گرا کر میری ہلاکت میں وہ کوشش کیا کرتا ہے ناچار میں حضور کی آستاں کو پناہ بناتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ قلعہ قندہار اولیاء دولت کو سپرد کروں اور خود حضور کی قدمبوسی کے لیے آؤں امیدوار ہوں کہ کسی اپنے بندے کو ایک لشکر کے ساتھ جو آمادہ پیکار ہو اس طرف رخصت فرمائیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو آکر قلعہ پر متصرف ہو۔ یہ عرضداشت سعید خاں پاس پشاور بھیجی اور اسکو لکھا کہ بہت جلد اس عرضداشت کو پادشاہ پاس بھیجکر التماس کرے کہ وہ منشور میرے پاس بھیجے جو میری نجات کا وسیلہ ہو۔ سعید خاں نے پادشاہ کے فرمان کا انتظار نہ کیا اور خود اس جانب روانہ ہوا اور عوض خاں قاقشال کہ اوس کے نزدیک تھا اور قلیج خاں ناظم ملتان کو عرضداشت کے بھیجنے اور طلب لشکر پر مطلع کیا اور ان کو ترغیب دی کہ وہ حکم شاہی کے منتظر نہ رہیں اور روانہ ہوں تاکہ اہل قلعہ کی جمعیت میں تفرقہ پیدا ہو اور میری خاطر نگرانی سے فارغ ہو۔ نہم شوال کو عوض خاں ہزار سواروں کے ساتھ غزنین سے قندہار کی طرف متوجہ ہوا اور کابل سے عوض خاں کے بلانے سے محمد شیخ پسر محمد سعید بھی ہزار سواروں کے ساتھ کابل سے چلا ۱۴- شوال کو عوض خاں قندہار پہنچ گیا اور علی مردان خاں نے اس کو قلعہ کے اندر بلا لیا اور ۲۳- شوال کو علی مردان خاں نے شاہجہاں کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا احمد بیگ اپنے ملازم کے ہاتھ پادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی جس میں

پادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی تھی اور حصار میں عوض خاں کے آنے کی اطلاع دی
اور نو اشرفیاں مسکوک پادشاہ کے نام کی عرضداشت کے ساتھ بھیجیں۔ محمد شیخ خلف سعید خاں بھی
۲۵۔ شوال کو قندہار میں آگیا اور علی مردان خاں اسکو بھی قلعہ میں لے آیا اور بزم سرور و ضیافت
منعقد کی محمد امین قاضی قندہار کہ مکرر مکتوب سیاوش کو بھیجا تھا اور اسکو اغوا کرتا تھا قتل کیا گیا اور حصار
کے برج و بارہ بادشاہی آدمیوں کے سپرد ہوئے۔ سعید خاں نے علی مردان خاں کا عرضداشت
اپنے عریضہ کے ساتھ اپنے ملازم رفیع اللہ کے ہاتھ پادشاہ کی خدمت میں بھیجی تھی اور فرمان کے آنے
سے پہلے وہ پانچہزار سواروں کے ساتھ قندہار کو روانہ ہوا تھا۔ ۲۴۔ شوال کو رفیع اللہ
پادشاہ کی خدمت میں پہنچا اور اس نے دونو عریضہ پادشاہ کے سامنے پیش کئے پادشاہ
نے قلیچ خاں ناظم ملتان کو اضافہ منصب کرکے پنجہزاری ذات و پنجہزاری سوار
و دو ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ سے سرافراز کیا۔ قندہار کی صوبہ داری تفویض کی
اور حکم دیا کہ لشکر ملتان کو لیکر قندہار جائے۔ یوسف محمد خاں تاشکندی حاکم بھکر اور
جاں نثار خاں حاکم سیوستان کو حکم ہوا کہ اس طرف سے قندہار روانہ ہوں پادشاہ
نے رفیع اللہ کے ہاتھ سعید خاں پاس فرمان بھیجا کہ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے
فرمان پہنچنے سے پہلے قندہار روانہ ہوئے ہوگے اور اگر نہ روانہ ہو تو بہت جلد روانہ
ہو۔ افواج اس کی کمک کے لئے مقرر ہوگئی ہے شاہزادہ محمد شجاع بھی لشکر کے
ساتھ روانہ ہونے کو ہے بالفعل پانچ لاکھ روپیہ خزانہ کابل سے اپنے ساتھ لے جاؤ اور
اس میں سے ایک لاکھ روپیہ قندہار میں پہنچکر علی مردان خاں کو دو۔ یہ انعام ہم نے اس کو
دیا ہے اور دو لاکھ روپیہ اپنے کاموں میں خرچ کرو اور باقی روپیہ اور بادشاہی
بندوں کو احتیاج کے وقت بقدر ضرورت مساعدت کے طور پر اور ملک مقصود
اور اس کے بھائی اور علی مردان خاں کے تابعین کو انعام کے طور پر دو۔ جب
قلیچ خاں قندہار میں آجائے اور سیاوش سے اور آذوقہ کی گرداوری سے

اور تمام قلعہ داری کے سارے اسباب ضروری سے فراغت ہو تو حصار قلیج خاں کے حوالہ کرو۔
علی مردان کو اپنی ہمراہ کابل کو لاؤ اور پھر اسکو اپنے بیٹے محمد شیخ کی ہمراہ ہمارے پاس بھیجدو کابل
میں لڑائی کے لئے تیار بیٹھے رہو۔ جس وقت قزلباش کا لشکر حرکت کرے قلیج خاں کی کمک کو دوڑ
جاؤ۔ پادشاہ نے محمد مراد بیلدوز کے ہاتھ علی مردان خاں پاس فرمان اور خلعت بھیجا اور ملک مغدود و
کامران کو بھی خیر خواہی کی عوض میں خلعت بھیجے چونکہ یہ احتمال تھا کہ قندہار کے تسخیر ہو جانیکی خبر شاہ
سنکر اس دیار کی طرف متوجہ ہوگا اس لئے شاہ نے شاہزادہ محمد شجاع کو بیس ہزار سواروں کے ساتھ
روانہ کیا اور دس لاکھ روپیہ دیا اور زبانی فرمادیا کہ اگر شاہ صفی خود قندہار میں آئے تو تم
خود لشکر کے ساتھ جاکر معرکہ آرا ہونا اور اگر وہ امراء کے ساتھ لشکر بھیجے تو تم بھی
خاندوران خاں نصرت جنگ کی سرکردگی میں لشکر بھیجنا۔ وزیر خاں حاکم پنجاب کو حکم ہوا
کہ وہ غلہ کو پنجاب سے جمع کرکے کابل پیہم بھیجتا رہے تا کہ راہ میں لشکر کو غلہ کی تنگی نہ ہو
اور شاہزادہ کے ہمراہ خود کابل جائے۔ سعید خاں پشاور سے ایلغار کرکے پانچ
روز میں کابل میں آیا۔ جلدی میں اسباب پیکار ضرورت سے زیادہ ساتھ نہ لیا
اور روانہ ہوا۔ کابل سے پندرہ کروہ پر نقدی بیگ کہ علی مردان خاں کی
عرضداشت پادشاہ پاس لئے جاتا تھا سعید خاں سے ملا اس نے علی مردان کا
خط اس کو دیا۔ علی مردان خاں کی خواہش یہ تھی کہ ذوالقدر خاں جس نے قندہار
میں آنکر اس کی یک روی و یک رنگی کی حقیقت اور اخلاص کی کیفیت دیکھی تھی نقدی بیگ
کے ہمراہ پادشاہ پاس جاکر اسکی عرضداشتیں پادشاہ کی نظر کے روبرو لائیں سعید خاں نے
ذوالقدر خاں کو نقدی بیگ کے ہمراہ پادشاہ پاس بھیجدیا اور ان کی ہمراہ احمد بیگ کو
بھی جو نذر پیشکش لایا تھا ساتھ کردیا۔ خود بہت جلد قندہار کو روانہ ہوا۔ جب وہ قلات
کے قریب آیا تو محمد شیخ کے مکاتیب سے معلوم ہوا کہ سیاوش کی کمک کو خراسان
کے حکام کچھ آئے ہیں اور قندہار سے چھ کروہ پر موضع سنجری میں وہ

اُترے ہیں اور کچھ قزلباش علی مردان خاں سے برگشتہ ہوکر اُس سے ملے ہیں اور قلعہ کے
اندر جو انکی جماعت ہی اگرچہ ظاہر ہیں علی مردان خاں کے ساتھ وفاق و اتفاق رکھتے ہیں لیکن
خفیہ وہ سیاؤش سے اتحاد رکھتے ہیں اور خط و کتابت کرتے ہیں اور قندہار میں آنے کی تحریص
کرتے ہیں اور اپنی عادت و امداد سے قوی دل بناتے ہیں اسی کے مطابق علی مردانخاں
کا نوشتہ بھی آیا۔ سعید خاں کوچ اور مقام میں خبرداری و ہوشیاری کرتا ہوا ۱۷۔ ذیقعد کو حوالی قندھار
میں آیا۔ علی مردان خاں استقبال کو گیا فرمان و خلعت سے مفتخر ہوا اور آداب تسلیم جسطرح کہ ہندوستان
میں متعارف ہے بجا لایا۔ پادشاہ کا فرمان بھی شاہزادہ شاہ شجاع کی روانگی کا سعید خاں
پاس آگیا تھا جس میں ساری ہدایتیں لشکر عراق سے محاربہ کے باب میں لکھی تھیں
سیاؤش ان دنوں میں قندہار کے نواحی میں تھا اور اس نے سر راہ روک رکھی تھی
کہ پادشاہی نوشتجات اس کے ہاتھ میں آئیں وہ اسکو ہاتھ لگتے تھے جس سے اسکی ہوش
اُڑتے تھے وہ ان کو شاہ صفی کے پاس بھیجتا تھا۔ شاہ انکے مضمون سے مطلع ہوکر لشکر
کے بھیجنے سے اور اپنے آنے سے باز رہا اس بات کے معلوم ہونے سے لشکر شاہی کے
دل کو جمعیت ہوتی تھی۔

جب سعید خاں قندہار میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اس ملک کے مرزبان اور اس کی
رعایا مرافقت و موافقت میں ڈھل مل ہو رہی ہے تو وہ سمجھا کہ جب تک حوالی قندہار
میں سیاؤش موجود رہیگا تو اس کے اغوا سے لوگ فساد آمیزی اور فتنہ انگیزی سے باز
نہیں آئینگے اور اہل ملک جیسی کہ چاہئے اطاعت نہیں کریں گے اور اس ملک کا انتظام
دلخواہ نہ ہوگا اس نے دیکھا کہ اب اتنی فرصت نہیں ہے کہ یہ انتظار کیا جائے کہ قلیچ خاں
ملتان سے اور یوسف محمد خاں بھکر سے اور جان نثار خاں سیوستان سے آجائیں
اس نے علی مردان خاں سے استصواب کرکے یہ مقرر کیا کہ سیاؤش سے ہنگامہ جنگ
گرم کیا جائے محمد شفیع کو جس کا خطاب خانہ زاد خاں تھا دو ہزار سواروں کے

سیاؤش اور سعید خاں کی جنگ

ساتھ قلعہ کی نگہبانی کے لئے تعین کیا اور علی مردان خاں کے معتمدوں میں سے کچھ اسکے پاس چھوڑے باقی تین ہزار کے قریب اپنے ہمراہ اس نے لئے کہ مبادا وہ قلعہ میں فساد نہ کریں۔ اگرچہ علی مردانخاں خود اس صف آرائی قتال میں شریک ہونا چاہتا تھا مگر اس سبب سے کہ اسکے نفاق پیشہ نوکروں میں دو روئی اور دو رنگی تھی کہیں وہ تردد خوبی کے وقت علی مردان خاں کو کوئی گزند نہ پہنچائیں اسکو اس ارادہ سے باز رکھا اور سعید خاں ۲۶۔ ذیقعدہ کو آٹھ ہزار کے قریب سوار لیکر سیاوش سے لڑنے گیا۔ جسکا لشکر گاہ موضع سنجری میں تھا گرد میں اسکے نشیب و فراز بہت تھی قول میں سعید خاں خود رہا اور ہراول میں راجپوتوں کو مقرر کیا جس کا سردار راجہ جگت سنگھ تھا۔ اور محکم سنگھ و گوپال سنگھ داوگرسین و رام سنگھ برادر اودے جسگرام و گج سنگھ و لدبہاری داس و ہمت سنگھ و میدنی مل بھدوریہ اور اپنے دربھان اور اور صوبہ کابل کے کوکی راجپوت تھے ان کے ساتھ چار سو برقنداز کئے۔ برانغار سادات بارہ و بخاری امروہ کو حوالہ کی ان میں سید ولی و سید عبد الواحد و سید محمد اسکا بھائی اور اور سعید تھے۔ جرانغار میں بسالت خاں و پردل خاں وغیرہ سردار تھے علی مردان خاں کی فوج کا سردار حسین بیگ کو جو خان مذکور کا خویش تھا مقرر کیا۔ اس طرح یہ افواج پسندیدہ آئین کے ساتھ روانہ ہوئیں سیاوش پاس بیرام علی خاں حاکم نشاپور و خاندان قلی خاں حاکم فراہ و دولت علی سلطان حاکم خواف و یوسف سلطان چمش گزک و صفی قلی سلطان قلعدار بست اور پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ تھے اس لئے صف بندی کی اور قندہار سے ایک گروہ پر دونوں لشکروں کی قراولی میں لڑائی شروع ہوئی۔ اس اثناء میں قزلباش فوج سہ گانہ ہراول و برانغار و جرانغار جلوہ پذیر ہوئیں۔ ہراول سے ہراول کی مٹ بھیڑ ہوئی اور برانغار طرح برانغار کے روبرو ہوئی اور جرانغار علی مردان کے لشکر کے سامنے آئی۔ راجہ جگت سنگھ نے ہراول کو مار کر بھگا دیا۔ عوض خاں نے طرح جرانغار کو بھگایا۔ فوج سیو مرنے

جو علی مردان کے لشکر سے لڑی۔ خان کے لشکر میں تزلزل ڈالا۔ مگر سعید خاں نے اُسے جاکر
سنبھال لیا اور دشمن کے لشکر کو پراگندہ کر دیا۔ دشمنوں کا ایک گروہ مارا گیا اور باقی گھوڑوں کی تیز خرامی
کے سبب سے میدان جنگ سے فرار ہوئے۔ اور آب ارغنداب تک کہیں نہیں ٹھہرے۔ اس سرزمین
ناہموار و دشوار گذار کو وہ سمجھے کہ وہ مانع تعاقب ہو گی اور یوں حیات و نجات ہو گی۔ سعید خاں
اور ہوا خواہوں نے سوچا کہ آج کے کام کو کل پر نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اور شکست یافتہ دشمن کو مہلت
نہ دینی چاہئے آج ہی اس دریا سے گذرنا چاہئے۔ سو لشکر دریا سے اترا۔ دشمن اسے دیکھکر احمال و
اثقال چھوڑ کر بھاگا۔ اسکا سارا اسباب لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ سواء سیاوش کے توشک خانہ کے
جسمیں آگ لگ گئی تھی۔ رات ہو گئی اس لئے تعاقب نہ کیا گیا اور سیاوش کے خیموں میں لشکر نے
شب گذاری۔ سیاوش آب ہیرمند پر پہنچا۔ وہاں نہ اسنے پریشانی میں کشتی تلاش کی نہ گھاٹ ڈھونڈا
دریا میں ٹکر لیس چلا جسکے سبب سے اسکے ہمراہیوں کی ایک جماعت ڈوب گئی۔ لشکر شاہی کو یہ فتح نصیب
ہوئی اور سعید خاں نے شادیانے بجوائے اور معاودت کی۔ ۸۔ ذیقعدہ کو بلدۂ قندہار کے باہر اپنا
خیمہ گاہ لگایا۔ سکان قندہار بلکہ سارے اہل دیار پادشاہی لشکر کے غلبہ سے خوش ہوئے جس کے
سبب سے اُن کو قزلباشوں کے ظلم و تعدی سے رہائی ہوئی مساجد و معابد جنکے اوراد و اذکار
سوا سب اصحاب و شتم احباب کچھ اور نہ تھا۔ اب ان میں خلفاء راشدین کے مناقب بیان ہونے
لگے۔ جب شاہجہاں کو سعید خاں کی عرضی سے اس فتح کی خبر ہوئی تو اس نے اس جنگ کے
کارگذاروں کو خلعت و منصب و انعام عنایت کئے۔

صفدر خاں ایران سے مراجعت کر کے قندہار میں آیا تو اس نے سعید خاں سے کہا کہ
لشکر شاہی نے جو قندہار فتح کر لیا ہے اس کے سبب سے شاہ صفی کو نہایت آشفتگی ہے
اس نے مکرر یہ کہا کہ ایروان اور بغداد کا خیال میں چھوڑ سکتا ہوں لیکن تا مقدور
میں قندہار کی تسخیر سے ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا یہ بھی اس نے کہا کہ جانی خاں قورچی باشی کو
جو اس کے بڑے معتبر امراء میں سے ہے لشکر عراق کے ساتھ عنقریب بھیجونگا کہ وہ لشکر خراسان کو

ہمراہ لیکر قندہار پر چڑہائی کرے اس سبب سے کہ اس سال اوزبکوں نے خراسان پر تاخت نہیں کی ہے ظن غالب ہی کہ حسن خان حاکم ہرات بھی اسکے ہمراہ ہو اسواسطے سعید خاں نے قندہار سے باہر اقامت کو قرار دیا کہ اگر شاہ صفی لشکر روانہ کرے تو اس سے لڑے اور اگر وہ لشکر نہ بھیجے تو قلعہ بست اور زمین داور کو فتح کرے۔ یہ حقیقت اسنے بادشاہ کو بھی لکھ کر بھیجی اور اسنے شاہزادہ محمد شاہ شجاع سے معروض کیا کہ آپ کابل میں پہنچکر توقف کیجئے اور لشکر کے ایک گروہ اور توپخانہ کو اس طرف روانہ کیجئے کہ مخالف گروہ اس لشکر کے آنے کی خبر سنکر خراسان سے آنے کا ارادہ اس حالت میں بھی نہ کریگا کہ عراق سے لشکر آئے جب آپ کا لشکر زابلستان کے لشکر سے ملیگا اور آپ کابل کی سرزمین میں ہونگے تو لشکر جمعیت کے ساتھ قلعہ بست اور زمین داور کی فتح پر ہمت کریگا۔ سیاوش نے اپنے میں مقاومت کی استطاعت نہ دیکھی۔ ادہر سُنا کہ سعید خاں کا ارادہ ہے کہ جب آب ہیرمند کا جوش و خروش کم ہو تو اس کا تعاقب کرے اور قلعوں کو فتح کرے تو اس نے حصار زمین داور کو ان حدود کے مرزبان روشن سلطان کو سپرد کیا اور اپنے ہمراہ کے تفنگچیوں کو قلعہ دار بست کی کمک کے لئے اور خانذان قلی حاکم فراہ کو قلعہ دار گرشک کی مدد کے واسطے چھوڑا اور خود اپنے اعوان و انصار کے ساتھ بھاگ گیا۔ جب سعید خاں کی عرضداشت سے شاہجہاں کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اُس نے حکم صادر فرمایا کہ قندہار میں توقف کرکے قلعہ بست اور زمین داور کو اور ولایت قندہار کے اور قلعوں کو فتح کرے اور جب قلیج خاں پہنچ جائے تو قلعہ قندہار اس کو سپرد کرکے علی مردان خاں کو اپنے بیٹے خانہ زاد خاں (خطاب شیخ محمد) کے ساتھ ہمارے پاس روانہ کرے قلیج خاں جب نواحی قندہار میں آگیا تو ١٥- ذی الحجہ کو علی مردان خاں قندہار سے باہر آن کر مقیم ہوا سعید خاں نے اپنے بیٹے خانہ زاد خاں کو دو ہزار سواروں کو اوس کے ساتھ کیا اور کابل کو روانہ کیا اور تب خاک میں شاہزادہ شجاع سے علی مردان خاں مل کر پادشاہ کی ملازمت کے لئے روانہ ہوا۔ سعید خاں نے قلعوں کی فتح کا

حصار بست و زمین داور و قلعہ گرشک کی فتح

سامان کیا اور آپ ہیرمند کے سکوں کا منتظر بیٹھا۔ جب آب ہیرمند اُتر گیا تو سعید خاں بہادر ظفر جنگ نے افسران سپاہ کو اشارہ کیا کہ اس وقت ربیع کی فصل تیار ہے اگر قلعہ بست و زمین داور اور قلعے چستی وچالاکی سے فتح نہ کئے جائیں گے تو غنیم غلوں کو کاٹ کر حصار میں لیجا ئینگے اور آذوقہ جو قلعہ داری کا عمدہ مصالح ہے اس کو وہ سرانجام کرلے گا اس صورت میں ہم اس سرزمین میں بے غلہ و علف ہوجائینگے اور اگر قلعوں کا محاصرہ میسر بھی ہوگا تو دشواری ہوگی۔ قندہار کا آذوقہ جو جوائج لشکر میں خرچ ہونے سے کم ہوا ہے اس کا پورا بغیر اس غلے کے ہاتھ آنے کے نہیں پڑے گا جس سے قلعہ نشینوں کو اضطرار و اضطراب ہوگا۔ وقت تنگ اور فرصت بے درنگ ہے اس لئے کابل سے کمک آنے سے پہلے ان تین قلعوں بست و زمین داور اور گرشک کو فتح کرلینا چاہیے جو کوئی ان میں سے یک دلی سے اطاعت اختیار کرے اس کے جان و مال کو اماں دی جائے جس قلعہ پر قابو ملے فتح کیا جائے اور باقی قلعوں کو مقتضائے وقت پر چھوڑ دیا جائے اس نے اپنی اس رائے صواب کے موافق راجہ جگت سنگھ کو پردل خاں و عوض خاں و عزت خاں و ہمت خاں و شاد خاں اور مغلوں و افغانوں کی جماعت کو اور ملک مغدود کو مع تمام زمینداروں کے اور تمام سادات کمک و کابل کے راجپوتوں کو اور اپنے وکیل یعقوب کو اور اپنی فوج کے تابینوں اور مرزا محمد خویش قلیچ خاں کو واحدیوں و توپ خانہ اور اور ادوات قلعہ گیری کو ٢٢ - محرم ۱۰۴۸ھ کو رخصت کیا خود مع اپنے بیٹوں کے اور جماعت تابینوں ورائے کاسید اس بخشی صوبہ کابل کے احمال و اثقال سمیت قندہار سے باہر اقامت کی - یوسف محمد خاں و جان نثار خاں کو بھی روانہ کیا - جب یہ لشکر موضع کشک نخود میں آیا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہ چاہتے ہیں کہ قلعوں کے محال متعلقہ کا غلہ کاٹ کے حصاروں کے اندر لے جائیں آپس میں استصواب کرکے پردل خاں و عزت خاں و شاد خاں و علاول ترین و حیات ترین مع سعید خاں کے

تابینوں واحدیوں کے قلعہ بست کی طرف روانہ ہوئے اور راجہ جگت سنگھ و یوسف محمد خاں
و عوض خاں و جان نثار و مرزا محمد دوسری جماعت کے ساتھ زمین داور کی طرف روانہ ہوئے
اثنائے راہ میں راجہ جگت سنگھ نے ایک ہزار سوار اور دو ہزار راجپوت پیادے اور قلیچ خاں کے
آدمی قلعہ کے ساربان پر اپنے سے پہلے بھیجے - انہوں نے قلعہ کو محصور کیا۔ اہل قلعہ نے اول
شب سے دوپہر دن تک کارزار و آتشبازی کی انجام کار راجپوتوں نے جو جان کے بازار میں ناموس
کو زندگی کے بدلے میں خریدنے کو اور زندگی و ناموس کے لئے بیچنے کو فائدہ مند تجارت جانتے ہیں
آگے دوڑے کچھ مرے مگر قلعہ کے دروازہ کو آگ لگا کے اُسکے اندر داخل ہوگئے اور سب اہل قلعہ کو
ہلاک کیا ایک سو چالیس عراقی گھوڑے اور کل اسباب جو حصار میں تھا ان کے ہاتھ آیا تیس راجپوت
مقتول ہوئے اور چند زخمی ہوئے - راجہ جگت سنگھ نے اس قلعہ کا اسباب اور گھوڑے راجپوتوں
کو دیدئے۔ زمین داور سے جو کومک حارسان ساربان قلعہ کے لئے آئی تھی اس کو راجہ
جگت سنگھ نے ایک جماعت کو بھیجکر راہ میں سے بھگا دیا۔

قلعہ ہیرمنداب جو نواحی گرشک میں تھا آسانی سے فتح ہوگیا۔ قلیچ خاں نے زاہد بیگ
کو قلعہ کشک نخود کی حراست کے لئے بھیجا تھا اس نے تین سو آدمی یہاں کے اپنے ساتھ
متفق کئے اور قلعہ ہیرمنداب کو لے لیا اور قلعہ دار کو زندہ گرفتار کیا اور اس کا کام تمام
کیا۔ ۲۰ صفر کو قلعہ زمین داور کو سب طرف سے لشکر شاہی نے گھیر لیا ایک دن تو اہل
حصار نے حوالی حصار میں آن کر تفنگ اندازی کی مگر لشکر شاہی نے اس کو ہٹا کر حصار
کے اندر کر دیا راجہ جگت سنگھ نے قلعہ کے دروازہ کے گرد مورچل کا اہتمام اپنے
آدمیوں کو اور گیارہ مورچوں کا اہتمام اور آدمیوں کو حوالہ کیا۔ قلعہ گزینوں نے آلات
قلعہ داری کی کثرت کے سبب سے توپ تفنگ چلائے۔ حقہ و سنگ مارے۔ لشکر شاہی نے
نقب لگائے۔ سرکوب بنائے۔ قندہار میں خبر آئی کہ سران لشکر میں جیسی کہ موافقت چاہئے
نہیں ہے تو سعید خاں بہادر ظفر جنگ نے چاہا کہ وہاں خود جائے مگر قلیچ خاں نے

کہا کہ اس ولایت کا نظم و نسق و صوبہ داری مجھے سپرد ہے میں قلعہ کی حراست اپنے نا بینوں کے سپرد کرکے خود جاتا ہوں وہ ۱۸۔ صفر کو زمین داور کی طرف گیا اسکے آنے سے سپاہ کا دل قوی ہوا اُلوس روز بہانی کے پیشوانے اور حدود خراسان کے لشکر نے جو اس محکمہ میں تھے روشن سلطان کو نصیحت کرکے اطاعت کی ہدایت کی اسنے اپنے معتمد کو بھیجکر پناہ مانگی قلیچ خاں نے امان نامہ اپنی مہر لگاکے بھیجا۔ ۲۔ ربیع الاول کو بیس روز کے محاصرہ کے بعد روشن سلطان حصار سے باہر قلیچ خاں کے پاس آیا۔ قلیچ خاں نے قلعہ کی نگہبانی اپنے نوکر فولاد بیگ کو سپرد کی اور خود قلعہ بست اور قلعوں کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۴۔ ربیع الاول اس استوار حصار کے پاس آیا اور اسکے گرد اٹھارہ مورچل قائم کئے۔ رات دن نقب لگائے حصار نشینوں نے بھی مقاومت و مدافعت میں بڑی کوشش کی لشکر شاہی جو نقب لگاتا اس کو وہ پورا نہ ہونے دیتے اور سنگ و تفنگ و آلات آتشبازی اور اور ادوات جنگ کو کام میں لاتے۔ اور قلعہ کے اندر آنے کی راہ مسدود کرتے آخر کو ۷۔ ربیع الثانی کو قلیچ خاں کی نقب کے اُڑنے نے ایک وسیع راہ قلعہ میں جانے کی پیدا کر دی اور لشکر شاہی اس راہ سے داخل ہوا گو ان کے سر پر آتشبازی کی بارش ہوئی۔ پادشاہی سو آدمی مارے گئے اور تین سو زخمی ہوئے دشمن بھاگ کر ارک میں گئے۔ لشکر شاہی نے باہر کے قلعہ اور چار سو گھوڑوں اور غنیمت پر قبضہ کیا محراب خاں قلعہ دار تنگی ارک اور کمی آب کے سبب سے کہ صرف ایک کنواں تھا کچھ آدمیوں کے ساتھ حصاری ہوا۔ ارک کا استحکام شیر حاجی پر موقوف تھا اس کو گھیر لیا اور اس کے گرد نقب لگائی۔ اہل قلعہ نے شیر حاجی کے اندر خندق کھودی اور خندق کے اسطرف تختہ و چوب سے اور ٹوکروں میں خاک بھر کے ایک دیوار کھڑی کی اور تفنگ چلانے کے لئے رخنے بنائے تاکہ دیوار شیر حاجی کے اڑنے کے بعد ان کی پناہ میں لڑیں ۲۲۔ ربیع الثانی کو لشکر شاہی نے تین نقبیں اڑائیں۔ ایک راجہ جگت سنگھ نے دوسری عوض خاں نے تیسری مرزا محمد نے راجہ کی نقب سے ایک برج مع دروازہ کے اُڑ گیا۔ اور باقی

نقبوں سے اور دو برج اڑ گئے۔ لشکر شاہی نے دشمن کی آتشبازی کا خیال کچھ نہ کیا اور مورچوں پر سپر لگا کے دیوار چوب بست پر پہنچے۔ محراب خاں نے ناچار ہو کر زینہار مانگی۔ امان نامہ بھیجا گیا۔ ۳۔ ربیع الثانی کو لشکر شاہی کو ارک ہاتھ لگ گیا۔ محراب خاں کو قلیچ خاں نے ایک دو مہمان رکھکر ایران روانہ کر دیا اسی زمانہ میں قلعہ گرشک بھی فتح ہو گیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ بست کے محاصرہ کے درمیان اس سرزمین کے آدمیوں سے معلوم ہوا کہ گرشک سے دس فرسنگ پر قلعہ فولاد ہے اور بست سے بارہ فرسخ قلعہ ولی چک ہے ان دونوں قلعوں میں چار فرسخ کا فاصلہ ہے بالفعل وہ فراہ سے متعلق ہیں مگر کسی زمانہ میں قندہار سے متعلق تھے۔ قلیچ خاں نے احشام ملکی و یا ختری و دکلی کو کہ پانسو خانہ دار رکھتے تھے ایسی تسلی دی اور خلعت پہنا کے پادشاہ کی عنایتوں کا امیدوار کیا کہ ان قبائل کے پیشوایوں نے قلیچ خاں کے تابینیوں کی ایک جماعت کو ہمراہ لے کر اور نو قلعے خاندان قلی حاکم فراہ کے تصرف سے نکال کر ان کے حوالے کئے یاوش نے انکو صفی قلی خاں محافظ گرشک کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا جب اس کو اس طرح ان دو قلعوں کے نکلجانے کی اور محراب خاں قلعہ دار بست کے حال کی اور فراہ کی طرف لشکر کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ گرشک کی حراست کو چھوڑ کر صفی قلی خاں اور اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر فراہ کو گیا۔ قلیچ خاں کے آدمی قلعہ گرشک میں گئے۔ غرض تمام ولایت قندہار اور اس کے ساٹھ قلعے پادشاہی لشکر کے قبضہ میں آئے۔ بنگالہ کی سمت شمال میں دو ولایتیں آباد ہیں ایک کوچ ہاجو دریائے برہم پتر پر ہے یہ دریا بہت بڑا ہے اس کا عرض دو کروہ ہے اور ولایت آسام کے وسط سے بنگالہ میں آتا ہے وہاں سے جہانگیر نگر (ڈھاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے دوسری ولایت کوچ بہار ہے کہ اس دریا سے بہت دور ہے اس ولایت سے بیس روز میں جہانگیر نگر میں داخل ہوتے ہیں یہ دونو ولایتیں بہیں کے مرزبانوں کے تصرف میں تھیں جہانگیر کی اوائل سلطنت میں کوچ ہاجو میں پری چھت اور کوچ بہار میں پری چھت کے دادا کا بھائی

لچھمی نراین فرمانروا تھا جب شاہجہاں نے سنہ جلوس جہانگیری میں علاء الدین فتحپوری ملقب بہ
اسلام خاں کو مہمات بنگالہ کا انتظام سپرد ہوا تو رگھناتھ زمیندار پرگنہ سوسنگ اس پاس آیا اور
یہ فریاد لایا کہ پری چھت نے اسکی عورتوں اور فرزندوں کو زبردستی قید کر لیا ہے رگھناتھ کی گفتار
اور کردار سے بالکل راستی ظاہر ہوتی تھی ان ایام میں لچھمی نراین پادشاہ کی فرمان پذیری کا اظہار
کرتا تھا اور شیخ علاء الدین کو کوچ ہاجو کی فتح پر برانگیختہ کرتا تھا اس نے مکرم خاں خلف معظم خاں
اپنے خویش اور شیخ کمال اپنے نوکروں کے سردار کو چھ ہزار سواروں اور دس بارہ ہزار پیادوں
اور پانچ سو سماری بنگاری کے ساتھ پری چھت کی گوشمالی اور اس کی ولایت
کی تسخیر کے لیے بھیجا جب لشکر شاہی موضع ہسلہ میں آیا جہاں سے ولایت کوچ ہاجو
کا آغاز ہوتا ہے تو شیخ کمال نہایت احتیاط سے دو کروہ چلتا اور جہاں منزل
ہوتی اس سرزمین کی سپاہ کے دستور کے موافق لشکر کے گرد نے و خاک
جمع کرکے اس کی محافظت میں کوشش کرتا اس طرح قطع منازل کرکے وہ حصار
دھوپری پر پہنچا یہ قلعہ دریائے برہم پتر کے کنارہ پر تھا اور پری چھت نے پانچ
سو سوار اور دس ہزار پیادے اس قلعہ کی پاسبانی کے لئے مقرر کئے تھے اس نے
اس حصار کا محاصرہ کیا ایک مہینے تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی اور آخر کو قلعہ
فتح ہوگیا - پری چھت نے اپنی قرارگاہ موضع کھیلہ سے لشکر شاہی کے پاس اپنا
وکیل بھیجا اور پیش کش میں سو ہاتھی سو ٹانگن اور بیس من تحفے دئے اور رگھناتھ
کے اہل و عیال کو پادشاہی آدمیوں کے حوالہ کرنے کے وعدہ پر صلح چاہی
مکرم خاں و شیخ کمال نے اس کی درخواستوں کو منظور کرکے علاء الدین کو لکھا ہنوز اسکا
جواب نہ آیا تھا کہ پری چھت نے موعود اشیاء پہنچا دیں اس اثنا میں ناظم بنگالہ
کا نوشتہ آیا کہ جب تک ولایت کوچ اور پری چھت ہاتھ نہ آئیں قتل و قید کرنے
سے ہاتھ نہ اٹھائیں لشکر شاہی نے برسات کے ختم ہونے تک دھوپری میں توقف

کیا۔ جب پانیوں کی کمی ہوئی تو پریچھت بیس ہاتھی اور چار سو کے قریب سوار اور دس ہزار
پیادے لیکر حصار دہوپری کی طرف روانہ ہوا اس کے ناگہاں یہاں آنے سے لشکر شاہی میں
اضطراب پیدا ہوا قریب تھا کہ مخالف حصار کو لے لیتا مگر مکرم خان اور شیخ کمال نے سپاہ کو
جنگ و پیکار میں ایسا گرم کیا کہ اول لشکر نے ان کر ہاتھیوں کو جو دوڑکر دیوار قلعہ پاس آگئے تھے
تلواریں اور نیزہ مار کر بھگا دیا اور مخالف کی فوج شکست پاکر کھیلہ میں گئی لشکر شاہی بھی دہوپری
سے اس طرف مالش کے لئے روانہ ہوا۔ جب آب ہوبانہ۔ گجادہر پر یہ لشکر آیا تو پریچھت بہت
سی کشتیاں لیکر کارزار پر آمادہ ہوا اور سطح آب پر بادشاہی کشتیوں سے آتش جدال کو روشن
کیا آخر کو نہ لڑسکا اور بادشاہی بہادروں کو کشتیاں دیکر خشکی میں بھاگ گیا جب کھیلہ
میں آیا تو اُس کو معلوم ہوا کہ لچھمی نراین لشکر شاہی سے یک رو ہوکر دوسری جانب
سے اس کے سر پر آتا ہے تو ناچار یہاں سے نکل کر بدہ نگر میں دریائے بناس کے کنارہ
پر آیا۔ لشکر شاہی دو روز میں کھیلہ میں آیا اور صبح کو بناس کے کنارہ پر اس اثنا میں
پری چھت کا وکیل یہ پیغام لایا کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہے افسران لشکر
سے ملنا چاہتا ہے۔ شیخ کمال اس پاس گیا اور اس کو مع اموال اور اثقال مکرم خاں
پاس لایا۔ پری چھت کا بھائی بلدیوا فرار ہوا اور اپنے رشتہ دار سرگ دیو مرزبان
اسام کے پاس چلا گیا اس سبب سے ولایت کوچ ہاجو کا ہر حصہ بادشاہی تصرف
میں آیا شیخ علاء الدین کے اشارہ سے مکرم خاں نے اپنے بھائی کو کھیلہ میں متعین کیا
اور شیخ کمال پری چھت کو اموال سمیت جہانگیر نگر لے گیا مگر یہ اتفاق پیش
آیا کہ مکرم خاں حوالی جہانگیر میں آیا کہ شیخ علاء الدین کا انتقال ہوا اس کا بیٹا
ہوشنگ اس کا جانشین ہوا۔ مکرم خاں نے بادشاہ سے عرض حال کیا اوس نے
فرمان پریچھت کو اپنے پاس بلانے کا بھیجا۔ مکرم خاں کوچ ہاجو کی محافظت کے لئے
مقرر ہوا مگر وہ ناظم بنگالہ سے خفا ہوکر بادشاہ پاس چلا آیا شیخ قاسم نے سید حکیم کو

وسید ابابکر کو دس بارہ ہزار سوار اور پیادوں اور چار سو سماری بیگاریوں کے ساتھ روانہ کیا کہ کوچ ہاجو کی ولایتوں کو ضبط کرکے ملک آشام کی تسخیر میں مشغول ہو یہ لشکر ہاجو میں آیا۔ برسات یہیں کاٹی پھر آشام میں گیا وہاں آشامیوں نے لشکر شاہی پر شب خون مارا۔ بڑی شکست دی اور بہت آدمیوں کو مارا۔

آشام (آسام) کی ولایت کی ایک طرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے اس ملک کے آدمی غیر آدمیوں کو اپنے ملک میں نہیں آنے دیتے اس لئے ملک کے مخارج و مداخل پر جیسی کہ چاہئے اطلاع نہیں حاصل ہوتی وہاں کے آدمی جو کوچ ہاجو میں اپنے حوائج زندگی کے لئے آتے ہیں اور پادشاہی آدمی جو وہاں کے آدمیوں کو قید کرتے ہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ آشام ایک وسیع ولایت ہے اور عود جسکو ہندوستانی زبان میں باگر (اگر) کہتے ہیں وہاں بہت ہوتا ہے اور ہاتھیوں کی کثرت ہے۔ ندی نالے۔ تال بہت ہیں اور وہاں کی سرزمین میں کم قیمت سونا ریگ کے دھونے سے ملتا ہے اس کی انتہا ولایت خطا سے متصل ہے اس کے شمال میں ایک کوہستان ہے کہ کشمیر و تبت سے گذر کر خطا سے ملتا ہے وبڑا ئچ و ترہت و مورنگ و کوچ بہار و کوچ ہاجو اس کے نزدیک ہیں یہاں کا مرزبان سرگ دیو ہے جس کے پاس ہزار ہاتھی اور لاکھ پیادے ہیں یہاں کے آدمی سر منڈاتے ہیں اور ریش و بروت کو موچنے سے چنتے ہیں اور بری و بحری جانداروں میں سے چوپاے ہیں اسے کھالیتے ہیں صورت میں سیاہ رو ہوتے ہیں سردار فیل و تانگن پر سوار ہوتے ہیں مگر سپاہی کل پیادے ہیں میدان جنگ میں ان کے ہتھیار تیر و کمان و تفنگ ہیں۔ اگرچہ خشکی میں میدان جنگ میں بہادروں سے مقابلہ نہیں کرسکتے مگر بحری جنگ میں کشتی پر لڑنے سے خوب ماہر ہیں اپنے ملک میں یا غیر ملک میں جنگ کے قصد سے جب سفر کرتے ہیں تو جس جگہ پہنچتے ہیں وہاں مضبوط قلعہ گل چوب بُنے و کاہ سے کھڑا کرلیتے ہیں اور

اتمام احوال ۱۰۷۱ھ

اس کے کنگوروں کو عریض تختوں سے بنا لیتے ہیں جس کے رخنوں سے توپیں و تفنگ چھوٹتے
ہیں اور اس کے گرد عمیق خندق کھودتے ہیں اور خندق کے اوپر تیز نوکدار لکڑیاں گاڑ کے کھڑی
کرتے ہیں کہ دشمن کا گذر مشکل سے ہوتا ہے ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ جب لشکر شاہی کو
پریچھت پر غلبہ ہوا ہے تو مرزبان آشام سرگ دیو پاس بلدیو مذکور گیا اور اسکو کوچ ہاجو
کی تسخیر پر برانگیختہ کیا اور اس سے کہا کہ اگر مجھے فوج دے کر اس ولایت میں تو بھیجے
تو اس کو پادشاہی تصرف سے نکال لوں بشرطیکہ وہاں کی حکومت مجھکو ملے سرگ دیو
نے اس کو لشکر دے کر کوچ ہاجو کو روانہ کیا اور وعدہ کیا کہ لڑائی میں جس اعانت کی
ضرورت تجھے ہوگی وہ میں کرونگا۔ بنگالہ کے حاکموں کے عزل و نصب کے ہرج و مرج
کے سبب سے بلدیو کو موقع ملا کہ وہ اودرنگ میں آیا جو کوچ ہاجو سے دس کروہ پر دامن
کوہ میں آب برم پتر کے جنوب میں ہے اُسپر قبضہ کیا اور محال پر دست درازی شروع
کی۔ پرگنوں کے زمینداروں کو اپنا طرفدار بنا کے دس بارہ ہزار پیادے شامی بنگالی
جمع کر لئے۔ پرگنہ بوکی و مہادنتی پر بھی تصرف کر لیا۔ اس سبب سے اکثر محال
ویران ہوگئے اور ملک میں خلل عظیم ہوا جس رعایا سے خراج مانگا جاتا وہ بھاگ کر
اس نواحی میں چلی جاتی۔ یہ دیکھکر اور مرزبانوں نے بھی ادائے زر میں مہلتیں مانگیں
کوچ ہاجو اور اس کی حدود میں دس بارہ ہزار شمشیر دار و سپر دار جن کو اس ولایت
میں پایک کہتے ہیں رہتے تھے اور کھیتی میں مشغول ہوتے تھے انکے چند عمدہ سردار تھے
حکام بنگال نے انکو جاگیریں دی تھیں وہ کھیدہ میں صید فیل میں خدمت بجالاتے
تھے ان کو قاسم خاں نے اپنی صوبہ داری کے دنوں میں اس قصور میں کہ کھیدہ قرار واقع
نہ ہوا ہے جہانگیر نگر میں طلب کر کے قید کیا اور تیس ہزار روپیہ جرمانہ لے کر خلاص کیا
اس طائفہ کے سردار سنتوا س شنکر و جی رام شنکر بھاگ کر سرگ دیو زمیندار آشام پاس
چلے گئے اُس نے انکی خاطرداری کر کے اپنے پاس رکھا جب بنگالہ کا انتظام اسلام خاں

کو سپرد ہوا تو سترجیت تھانہ دار پاندو نے جو مخالفوں سے موافق تھا بلدیو کو کہلا بھجوایا کہ ان دنوں میں جدید حاکم آیا ہے جو کچھ کرنا ہو کرو اسکے کہنے سے بلدیو اورنگ سے آگے بڑھا شیخ عبدالسلام عارمن کوچ ناجو نے ایک جماعت کیدہ کے لئے بھیجی تھی اس سے بلدیو جا لڑا شیخ عبدالسلام نے اسکی اطلاع لکھکر اسلام خاں کو کی اس نے محمد صالح کنبوہ و مرزا محمد بخاری و سید زین العابدین کے ساتھ ایک ہزار کے قریب سوار اور اسی قدر پیادے تفنگچی دتا بین و دس غراب دو سو کے قریب کوسہ و جلیسہ و بہت سے توپچی اور تمام آلات پیکار روانہ کئے اور گھوڑا گھاٹ میں بہت کشتیاں جمع کیں تاکہ جسقدر سواری اور بار برداری کے لئے کشتیاں درکار ہوں وہ آمادہ رہیں اس سبب سے کہ اس ملک میں پانچ مہینے بارش شدت سے ہوتی ہے اس ضلع کے پیادے برسات کے شروع میں تری و خشکی میں چلنے پھرنے کو برابر جانتے ہیں مگر برشگال کے اواخر میں وہ بھی باشکال تمام آمد و رفت نہیں کر سکتے۔ غیر واقف پیادے و سوار تو کیا چلیں گے اس ولایت کی آب و ہوا کی سمیات و غذاء تازہ رسیدہ مسافروں کو ہلاک کرتی ہیں خصوصًا اواخر برسات میں کہ پہاڑوں کی تمام سرزمین زہردار اشجار کے شست و شو پانے سے اور ہوائے مسموم سے مسافروں کے لئے ایک دو روز کے سفر میں آفت جاں بنتی ہے۔ اس وقت تمام زمینوں کو پانی نے گھیر رکھا تھا اور مسافروں کا رستہ بند تھا۔ پانی کے چڑھاؤ پر جانا تھا۔ بڑی کشتیاں جن کو گھوڑے اور آدمی کھینچتے ہیں وہ پانی کی تندی و تیزی سے چڑھاؤ پر نہیں جا سکتی تھیں اس کی جماعت مذکور نے اپنے گھوڑوں اور بنہ و بار کو گھوڑا گھاٹ میں چھوڑا اور چھوٹی کشتیوں میں روانہ ہوا۔ طغیانی کے اترنے پر اسباب و گھوڑوں کی روانگی مقرر ہوئی سب سے پہلے محمد صالح کنبوہ ناجو پہنچا سترجیت نے عبدالسلام سے کہا کہ میرے تھانہ پر دشمن حملہ کرینگے میری کمک کے لئے آدمی بھیجے اس نے شیخ محمد صالح کو سترجیت کی مدد کے لئے بھیدیا رات ہو گئی تھی کہ سترجیت نے محمد صالح کو راہ میں ٹھیرایا اور اس سے کہا کہ میں تھانہ کی خبر لینے جاتا ہوں

صبح کو اسکے تھانہ کی طرف محمد صالح متوجہ ہوا تو وہ کیا دیکھتا ہی کہ ستر جیت نوارہ لئے چلا آتا ہے
محمد صالح نے اُس سے پوچھا کہ دیر کیوں لگائی تو اُس نے کہا کہ دشمنوں نے میرے تھانہ پر قبضہ کرلیا
مجھے خوف تھا کہیں نوارہ پر بھی قبضہ نہ کرلیں اسلئے کشتیوں کو جلد چلا کے لایا ہوں غرض یہاں افسران
شاہی نے ہاجو کا اور اسکے مضافات کا اسطرح انتظام کرلیا تو سید زین العابدین و محمد صالح کنبوہ تمام
کل لشکر و نوارہ سے دشمنوں سے لڑنے چلے۔ مخالفوں نے تھانہ پانڈو سے دو کروہ چلکر دو قلعے بنائے
تھے جب لشکر شاہی آیا تو وہ قلعوں سے باہر نکلکر اُس سے لڑے۔ لشکر شاہی نے انکو شکست دی اور اُن
کے دو قلعوں کو گرا دیا اور پانچ توپیں چھین لیں۔ سید زین العابدین سری گھاٹ کی طرف
گیا۔ جہاں شکست یافتہ اور اور مخالف جمع ہوئے تھے۔ سطح آب و صحن خاک پر آتش
کارزار مشتعل ہوئی بہت آدمی مارے گئے اور ان میں ایک بھوکن تھا جو مارا گیا
وہ وہں بارہ ہزار آشامیوں کا پیشوا تھا۔ آسامی سپہ سالار کو اپنی زبان میں
بھوکن کہتے ہیں پانچ بڑی کشتیاں جن کو بچھاری کہتے ہیں اور چند کوس جو ایک چوبہ
کشتی ہوتی ہے پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئیں۔ دوسرے روز پھر لڑائی ہوئی
آشامیوں کے تین سردار اور تین سو آدمی مارے گئے اور بہت آدمی زخمی ہوئے
باقی سب بھاگ گئے اور بارہ بچھاری و چالیس کوس پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے
آشامی چالیس ہزار سے زیادہ تھے اور مرزبان آشام انکی کمک بھیجا رہتا تھا اسلام خاں
نے چاہا کہ اپنا لشکر لیکر انکے رفع کرنے کے لئے روانہ ہو۔ مگر جہانگیر نگر سے جو بنگالہ کا حاکم
نشین ہے ہاجو سے دور بہت تھا اس لئے اُس نے صوبہ کا خالی چھوڑنا مناسب نہ جانا
سرداروں اور منصب داروں کا ایک گروہ اور پندرہ سو سوار اور چار ہزار تفنگچی و
کماندار پیادے روانہ کئے اور محمد زمان طہرانی فوجدار و تیولدار سلہٹ کو بھی انکی
ہمراہ بھیجا۔ یہ معلوم ہوا کہ اس زمین کے تمام پایک و [illegible] ورز دشمنوں کے ساتھ
متفق ہوگئے ہیں اور ہاجو اور سری گھاٹ کے لش[illegible]دوں کو آذوقہ نہیں پہنچاتے ہے

اس سے لیکر کشتیوں تک بہت سا غلہ بھرا اور مقدم زمیندار کے سفائن میں سے ۲۵۰ جنگی کوسے جن
میں عمدانداز اور بکانداز بھرے ہوئے تھے روانہ کئے تاکہ آذوقہ کو مع خزانہ و باروت اور کچھ ہتھیاروں کے
باجو پہنچا دیں خواجہ شیر فوجدار گھوڑہ گھاٹ جسکو کھیڈہ کی بھی فوجداری سپرد تھی جمعیت شائستہ کے
ساتھ میر حسینی ملازم خان مذکور کے ہمراہ ہوا جو زمیندار کوچ بہار پاس تحصیل پیشکش کے لئے
گیا تھا اور تھانہ دہوپری میں آگیا تھا اور لبستی زمیندار پانکا کو جو پریچھت کے خویشوں میں سے ہے
اور اولیاء دولت کا خیرخواہ ہے ساتھ لیکر لشکر باجو کی کمک کو روانہ ہوا مخالفوں نے پانچ
سو کشتیاں ساز و سامان کے ساتھ جمع کرکے خشکی و دریا میں سے نوارہ شاہی پر شبخون مارا
صبح تک لڑائی ہوتی رہی ستر جیت اس شورش و فساد کا باعث تھا وہ اپنے نوارہ کو لیکر بادشاہی
لشکر سے پھر گیا۔ محمد صالح مارا گیا اور مجلس بایزید قید اور بارہ نوارہ شاہی مخالفوں کے قبضہ میں
آئے ستر جیت نے آذوقہ کی کشتیاں مکر و تزویر کرکے الٹی پھرا دیں اب بلدیو نے بہت سا لشکر
آشامیوں کا لیکر باجو کی طرف کوچ کیا اور اپنی رسم و آئین کے موافق ہر منزل میں قلعہ بناتا گیا
اور باجو کا محاصرہ ایسا کیا کہ حصار نشینوں پاس کسی راہ سے آذوقہ نہ پہنچتا تھا۔ عبد السلام و
شیخ محی الدین و سید زین العابدین باہر آنکر مکرر لڑے اور مخالفوں کو بھگا کر ان کے کئی قلعے
مسمار کئے اور پھر اپنے حصار میں آگئے۔ مگر آذوقہ کی کمی سے اور کمک کے نہ پہنچنے سے
اور دشمنوں کی کثرت سے اہل حصار کی امید زندگی منقطع ہوئی اور مخالفوں نے پیہم کہا کہ
لڑائی کو چھوڑو اور ہمارے پاس آؤ۔ شیخ عبد السلام اور اسکا بھائی مع اپنے تابعین کے جانوں
کی امان کے لئے باجو سے دشمن پاس گئے اور انہوں نے عہد و پیمان کو توڑا اور انکو آشام بھیجا
سید زین العابدین نے دشمنوں کی باتوں کا اعتبار نہیں کیا لڑکر جان دی۔ زین الدین علی و
اللہ یار خاں و محمد زماں طہرانی اور منصبدار جو دشمنوں کی مالش کے لئے روانہ ہوئے تھے جن
کا ذکر پہلے ہوا ہے انہوں نے اول چندر نراین پسر پریچھت زمیندار کوچ باجو کی استیصال پر توجہ
کی وہ پہلے پرگنہ سولماری مضافات دکن کول میں تھا جو اب برہمپتر کی جانب راست سے

عبارت ہے چونکہ سرکار دکن کول کی اکثر محال سترجیت کی تیول میں تھیں اور اُس نے اپنے بھتیجے گوپی ناتھ کو تھانہ داری و عمل گذاری پرگنہ کری باری پر مقرر کیا اسکی ناہمواری اور بے ہنجاری سے یہاں کی رعایا عاجز ہوئی چندر نراین کو کری باری میں بلایا۔ گوپی ناتھ اُس سے مقابلہ نہ کر سکا تھانہ خالی کیا۔ تھوڑے دنوں میں چندر نراین پاس موضع متعلقہ کری باری میں چھ سات ہزار کے قریب کوچی و آشامی پیادے جمع ہوگئے۔ اُسنے دریائے برم پتر پر ایک ورجنت زار میں قلعہ بنایا اور فساد کے ارادہ سے وہاں بیٹھا لشکر شاہی اس کے سر پر پہنچا تو پرگنہ سول باری کو وہ فرار ہوگیا لشکر شاہی نے تمام رعیت اور پایک کے سرداروں کو مطیع کیا اور چندر نراین کے قلعہ کو ڈہا کر اور اس کے حوالی کے جنگل کو کاٹ کر گریوہ پر تھانے کے واسطے قلعہ بنایا اسکی حراست کے لئے جلال خویش معصوم زمیندار کو چار سو تفنگچی و پایک کے ساتھ مقرر کیا اور پایک دریا سے عبور کیا اور دکن کول کے مضافات میں پرگنہ مرونگی میں آیا دکن کول کے زمیندار کو جس کا داماد چندر نراین تھا اپنے پاس بلا لیا کہ وہ داماد کی امداد نہ کر سکے اس کا نام بھی پریچھت تھا۔ ان دنوں میں پرگنہ سول باری کا زمیندار بھی چندر ناتھ کے خوف سے گھوڑا گھاٹ میں آگیا تھا۔ لشکر شاہی دہوپری کی طرف دوڑا۔ ایک جماعت لشکر ماجو کی کمک کو آئی تھی اور وہ اس قید و قتل کا حال سنکر وہیں سے پھر گئی تھی سترجیت غلہ کی کشتیاں لے جا کر ان کی مدد کرتا تھا جب معلوم ہوگیا کہ سترجیت نفاق کیشی سے رات کو غائب ہو جاتا ہے اسلام خاں نے بھی اس کی گرفتاری کے لئے مبالغہ کیا لشکر شاہی نے اُسے پکڑ کر جہانگیر نگر بھیجدیا وہ وہیں مرگیا۔ شیخ عبد السلام اور اس کے بھائی اور ہمراہیوں کے قید ہو جانے سے کوچ اور آشام کے سردار مغرور ہوگئے اور انہوں نے ایک سردار کو بارہ ہزار پیادے اور پچاس جنگی کشتیاں اور بہت سے کوس ہمراہ کرکے روانہ کیا کہ وہ لشکر شاہی کی راہ بند کریں اور چوکی کیہ میں ایک استوار حصار بنایا وہ ایک لمبا پہاڑ دریائے بناس پر ہے اور اس کے مقابل ہیرہ پور میں بھی ایک محکم

قلعہ بنایا۔ چوکی کپہ میں تین ہزار پیادے رکھے اور رہیرہ پور میں گئے۔ جب لشکر شاہی کیونٹھ گھاٹ
سے گذر کر آب بناس سے عبور کرنے لگا تو مخالف نمودار ہوئے زین الدین علی واللہ یار خاں
نے اول حملہ میں انکو چھ کروہ تک بھگایا۔ ایک گروہ کو مارا اور ان کے سر لشکر میں لائے پھر لشکر
چوکی کپہ میں آیا اور مخالف حصار سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ چندر نراین جو دکن کول کے
فسادیوں کا سرآمد تھا وہ چیچک سے مرگیا۔ محمد زماں ہزار سوار و چار ہزار پیادے لیکر دریائے
بناس سے اس طرف گیا۔ محال دکن کول کے سرکشوں کو مطیع کیا اور اپنے لشکرگاہ میں آیا پھر
سپاہ شاہی محمد زماں کے آنے پر چھندن کوٹھ میں گئی راہ میں اوتم نراین زمیندار بدہ نگر کا
نوشتہ آیا کہ بلدیو بتیس ہزار کوچ اور آشامی کے ساتھ بدہ نگر میں آیا میں بھاگ کر
آیا ہوں۔ محمد زماں ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اوتم نراین بھی آگیا وہ اس سر
زمین کی مداخل و مخارج سے خوب آگاہ تھا وہ ہمراہ ہوا۔ لشکر شاہی نے آب پوارہ
پر پہنچکر دشمنوں کا حصار لے لیا جو اس دریا کے کنارہ پر بنایا تھا بلدیو پادشاہی
لشکر کی خبر سنکر بدہ نگر سے بھاگ کر دامن کوہ میں جنگل چھتری میں قلعے بنا کے
بیٹھ گیا لشکر شاہی نے بشن پور میں برسات میں رہنے کا ارادہ کیا دشمنوں
نے چالیس ہزار سپاہی بشن پور سے ڈیڑھ کروہ پر مقام کالا پانی میں بھیجے
اور سرگ دیو آشامیوں کے سردار نے بلدیو کی تحریر سے اپنے بیٹے کو بیس ہزار
آشامیوں کے ساتھ بھیجا۔ ۲۰۔ جمادی الثانیہ کو دشمنوں نے لشکر شاہی پر شبخون
مار کے دو قلعے جو ابھی پورے تیار نہ ہوئے تھے لے لئے۔ صبح کو خان زماں کے مخالفوں
سے لڑنا شروع کیا اور ان کو ایک قلعہ سے نکال کر دوسرے قلعہ میں بھگاتا پھرا
دو پہر کے عرصہ میں پندرہ قلعے فتح کرلئے اور پانچ چھ ہزار دشمن قتل کئے اور تین
نامور سردار اسیر کئے توپ و تفنگ اور ہتھیار بہت سے چھین لئے اب لشکر شاہی
نے بشن پور میں جانے کا قصد ترک کیا۔ بارہویں رجب کو لشکر کی تین فوجیں

سوار و پیادوں کی پناہیں اور خشکی کی راہ سے روانہ کیں اور نوارہ کو بھی تری میں دشمنوں کی راہ روکنے کے لئے متعین کیا خشکی میں ان افواج سہ گانہ میں سے ہر فوج نے قلعوں پر برابر حملے کئے اور دشمن ان سے لڑے ۔ دشمن شکست پاکر بھاگ گئے تھے مگر لشکر شاہی نے ان کی راہیں ایسی بند کر رکھی تھیں کہ وہ نکل کر نجات نہیں پا سکتے تھے دشمنوں کے کشتوں دخستوں سے صحرا اور دریا میں مرغ و ماہی کو خوراک خوب ملجاتی تھی وہ بھاگ کر سری گھاٹ و پاندو میں گئے بلدیو درنگ میں گیا ۔ لشکر شاہی نے دشمنوں سے لڑکر ان قلعوں کو فتح کرلیا پانچ سو کے قریب کشتیاں از قسم بچھاری اور کشتی کلاں و کوس جنگی اور تین سرکوب غنیمت میں ہاتھ آئے ان فتوحات کے سبب سے اس نواح کے مرزبان اور گردن کش مطیع ہوئے ۔ آشامیوں کا نشان باقی نہ رہا اور کوچ ہاجو کی تمام محال اشامیوں سے خالی ہو کر بدستور سابق تصرف میں آئے آب کجلی کی تسخیر کا ارادہ کیا جو ولایت آشام کا دہنہ ہے اور وہاں آسامی بہت جمع تھے لشکر شاہی نے یہاں پہنچ کر مخالفوں کو شکست دے کر بھگا دیا آب کجلی کے دو طرف دو قلعے استوار بنائے ہزار سوار و تین ہزار تفنگچی اور دو تین ہزار پایک اور کچھ زمیندار اس کی پاسبانی کے لئے مقرر کئے تین مہینے تک یہاں کے انتظام میں بسر کئے ۔ کوہ ہتہ میں جو سری گھاٹ و کجلی کے درمیان واقع ہے ایام بارش کے بسر کرنے کے لئے قیام کیا ۔ جو فوج کہ بلدیو کے پیچھے پیچھے گئی تھی وہ درنگ میں گئی تو وہ وہاں سے بھاگا اور وہ خود اور اس کے دو بیٹے بیمار ہو کر مر گئے لشکر شاہی نے درنگ اور اس کے توابع و مضافات پر قبضہ کیا اور اس سر زمین کے مرزبانوں کو مطیع کیا اور لشکر شاہی کوہ ہتہ میں داخل ہوا جب یہ سب حالات پادشاہ کو اسلام خاں کی عرائض سے معلوم ہوئے تو اس کا اور جو سردار اس مہم میں کامیاب و فتحیاب ہوئے تھے ان کا اضافہ منصب کیا ۔

بگلانہ میں نو قلعے اور ۳۴ پرگنے و ۱۰۰۱ قریے ہیں اور ۱۴۰۰ سال سے یہاں کی مرزبانی بھرجی زمیندار حال کے سلسلہ میں چلی آتی ہے محصول یہاں کا پندرہ لاکھ روپیہ ہے پہلے زمانہ میں یہاں کے راجہ صاحب سکہ تھے آب و ہوا کی لطافت میں انہار کی فزونی اور اشجار و اثمار کی فراوانی میں زبان زد روزگار ہے اس کا طول سو کروہ رسمی اور عرض ۷۰ کروہ ہے طول میں سمت شرقی میں چاندور پرگنہ دولت آباد اور غربی بندر سورت و دریائے شور اور میں شمالی طرف سلطان پور وندربار اور جنوبی طرف ناسک وتربنک ہیں۔ نو قلعے یہ ہیں سالہیر و مولہیر و مورا و ہرگڈہ و سالودہ و باوند و ہاتگڈہ و پیپول و چوریل ان میں زیادہ محکم قلعے سالہیر و مولہیر ہیں سالہیر پہاڑ پر طولانی ہے اور حصانت و استواری و صعوبت راہ میں مشہور ہے اس پہاڑ پر دو قلعے ہیں ایک اسکی چوٹی پر جس کو سالہیر کہتے ہیں اور دوسرا کمر کوہ پر ہے ہر ایک کو صنعت گروں نے وسنگکاری سے ایک لخت پتھر سے تراشا ہے مگر دروازے اور بعض رخنے سنگ و آہک سے بنائے ہیں۔ پایۂ کوہ سے حصار تک اول ایک مار پیچ راہ ہے اور اس کے بہت سے رستے دشوار گذار ہیں اور دونو حصار کے درمیان ایک راہ دشوار گذار ہے اور پایند کرنے کے لئے پتھروں میں رخنے کردئے ہیں کہ بغیر دوسرے کی مددگاری اور دستیاری کے قدم نہیں چلا سکتے۔ ہر حصار میں ایک تالاب ہے جس میں پانی جوش کرتا ہے۔ مولہیر ایک پہاڑ پر بنا ہے جس کے اوپر دو شعبے ہوتے ہیں پست شعبہ پر قلعہ مولہیر ہے۔ بلند شعبہ پر حصن مورا۔ مورا سے مولہیر زیادہ وسیع ہے اس کوہ کی کمر میں ایک حصار باری ہے جس کے اندر کی آبادی کو شہر باری کہتے ہیں نہیں بھرجی اور اس کے متعلقوں کے مکانات ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب دولت آباد کو اورنگ زیب روانہ ہوا ہے تو شاہجہان نے بگلانہ اور اس کے مضافات مرحمت کئے تھے اور فرمایا تھا کہ دکن پہنچکر لشکر بھیجکر اس ولایت کو تسخیر کر لینا۔ ۷۔ شعبان ۱۰۸۸ کو شہزادہ نے تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے تفنگچی بسرداری مالوجی دکنی اور اپنے دو ہزار

ہزار سوار بسرکردگی محمد طاہر کے اس طرف تعین کئے سران لشکر آذوقہ کا سرانجام کرکے اسطرف روانہ ہوئے اور قلعہ مولہیر کے نیچے آئے دہم رمضان کو تین فوجیں مرتب کرکے تین جانب سے حصار باری پر یورش کی دروازہ سے ان پر خوب تیر و تفنگ چھوٹے کچھ ان میں کشتہ ہوئے اور کچھ زخمی مگر اونہوں نے بہت دشمنوں کو مار کر قلعہ فتح کر لیا - بھرجی سراسیمہ پانچ چھ سو آدمیوں کو ہمراہ لیکر قلعہ مولہیر میں آیا - لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا ہرچند اہل قلعہ نے توپ و تفنگ چلائے مگر لشکر شاہی نے اپنے مورچے آگے بڑہائے اور محصوروں پر ابواب غلہ کو مسدود کیا - ناچار بھرجی نے دسویں شوال کو اپنی ماں کو کشتاجی وکیل اور آٹھوں قلعوں کی کنجیوں کے ساتھ پادشاہزادہ کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ بگلانہ کے ہمسایہ میں سلطان پور ہے اگر وہ عنایت ہو تو اپنے توابع و لواحق بنہ و بار کو چھوڑکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوں شاہزادہ نے اسکی درخواست منظور کی اور اسکی ماں کو عطیات عطا کرکے رخصت کیا پادشاہ نے بھی شاہزادہ کے انتظام کو پسند کیا اور فرمان بھیجدیا - غرہ ماہ صفر [illegible] کو بھرجی حصار سے نکلا اور پادشاہزادہ کی خدمت میں آیا - شاہزادہ کو یہ ولایت انعام میں ملی تھی اس نے قلعہ مولہیر میں محمد طاہر کو باقی اور قلعوں میں سے ہر ایک میں ایک پاسبان مقرر کیا اس ولایت کی جمع ایک کروڑ ساٹھ لاکھ دام (چار لاکھ روپیہ) مقرر ہوئی - رام نگر بگلانہ کے مضافات میں سے تھا اور بھرجی کے داماد کو وہ ارث میں ملی تھی وہ بھی شاہزادہ کی خدمت میں آیا اور دس ہزار روپیہ پیشکش دینے کا اقرار کیا۔

خافی خاں اپنی منتخب اللباب میں بگلانہ کی فتح کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ سید عبدالوہاب خاندیسی بڑا شجاع مشہور تھا - برہان پور میں خاندوراں خاں سے ملاقات کرنے گیا اور سر پر ہاتھ نہ رکھا صرف زبان سے سلام علیک کہا جس سے دونوں میں بے لطفی ہوئی اور سید نقارہ بجاتا ہوا بغیر خاندوران کے اجازت کے پادشاہ پاس آیا پادشاہ نے اول اس سے کہا کہ خان دوران خان سے تم نے بدسلوکی کی بے رخصت کس لئے آئے ہو

مگر از راہ لطف حکم دیا کہ تم اپنے قصور کی تلافی اس طرح کرو کہ قلعہ ملہیر کو جاکر فتح کرو۔ پادشاہ نے
محمد طاہر کی جگہ اس کو میر مورچال مقرر کیا سید عبد الوہاب بر سرکار آیا۔ برخلاف دستور مورچال بڑھانے
اور نقب لگانے میں اور لوازم قلعہ گیری کے بجالانے میں اصلاً مشغول ہوا اور لوگوں میں مطعون ہوا
محاصرہ پر تین مہینے گذر گئے ایک رات کو سید عبد الوہاب مع چار پانچ سیدوں اور ایک نشان بردار
و ایک نفیریئے اور ایک سقے کے لشکر سے سرداروں کی اطلاع بغیر غائب ہوگیا اور دشوار راہوں
میں سے اندھیری راتوں کے اندر تین رات دن اسنے غاروں میں بسر کی چوتھے روز ناگہاں پہاڑ
کے اوپر نشان فتح نمایاں کیا۔ نفیری بجوا کے محصوروں کے دلوں کو ہلا دیا۔ فوج پادشاہی پہاڑ
پر پیہم پہنچی۔ عبد الوہاب دروازہ کے سامنے آیا۔ باقی حال وہی ہے جو اوپر بیان ہوا تھا اور یہ
کہ قلعہ دار بیاول نے جو بھرجی کے چچا رودیا سے تعلق رکھتا تھا کچھ حرکت مذبوحی کی اور دستگیر ہوا چونکہ
قحط کی متواتر آفتوں اور افواج کشی و مردم کشی سے پرگنات بگلانہ چند سال سے پائمال
آفات ہوئے تھے اس لئے اس کی جمع چار لاکھ روپے مقرر ہوئی کچھ دنوں سلطان پور
بھرجی کو انعام دیا گیا اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے بیرم کو دیا گیا وہ مسلمان ہوگیا اس کو
پرگنہ سلطان پور کی عوض میں پرگنہ پورنا انعام میں دیا گیا اور دولتمند خاں کا خطاب
اور منصب ہزار و پانصدی کا ملا۔ عبد الوہاب کو دلاور خاں کا خطاب دینا چاہا۔ مگر
اوس نے منظور نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ سید عبد الوہاب ساوات رسول دار سے تھا جسکے باپ دادا
کچھ مدت تک مشہد مقدس میں مزار حضرت امام رضاؑ کے جاروب کش تھے وہ خاندیس
میں آیا اور پرگنہ بیاول و رانوپر میں وطن اختیار کیا پھر پادشاہی نوکروں کے زمرہ
میں آیا۔ بڑے بڈھے آدمی اس کے کارنامے یہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ تھانہ بیاول
و رانوپر کا فوجدار ہوا تو بھیلوں اور کوہ نشین سرکشوں سے اس کی لڑائی ٹھنی تو وہ
دامن کوہ میں خیمہ دشمنوں کے مقابل لگاتا پہلے اس سے کہ کوہ میں داخل ہو وقت
شب یکہ و تنہا سیاہ پوش ہوکر دامن کوہ میں جاتا اور جاسوسوں کے طور پر

مکان میں پہنچا کہ جہاں مفسد کوہ نشین اپنی ہمخوابہ کی ساتھ خواب غفلت میں ہوتا اور ایک مہیب آواز
سے بھیلوں کے دستور کے موافق اوس کو بیدار و خبردار کرتا وہ سراسیمہ خواب سے اوٹھتا اور گھر سے
باہر آتا اور اپنے حریف کو تحقیق کرتا تو عبدالوہاب ملائم زبان سے کلام کرتا کہ ڈرو نہیں میں عبدالوہاب
بھائی تمہاری ملاقات کو آیا ہوں (بھائی وہ زبان زد خلائق تھا) مجھ اور تجھ میں محاربہ ہے میرے
اور تیرے آدمی کس واسطے تلف ہوں اور اس بات چیت میں وہ اپنی تلوار غلاف سے نکال کر
اس کے ہاتھ میں دیتا اور منہ پھیر کر کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ ببیں کار کجاست۔ مخالف کو سوا اسکے
کچھ نہ بن پڑتی کہ وہ اپنا سر اسکے پاؤں پر رکھتا اور عجز و فروتنی کرتا اور کچھ جرات نہ کر سکتا
اطاعت قبول کرتا کہتے ہیں کہ کاما نام گڈہی کا مشہور مرزبان تھا۔ اس گڈہی کے بنلے گلی پر
ہزار سال گذر چکے تھے اور اس کی برابر کوئی حصار پختہ نہ تھا۔ ابتدا عہد جہانگیری سے وہ رہزنی
کرتا تھا اور سب سرکشوں میں مشہور تھا۔ راہیں بند کر رکھی تھیں۔ بڑے بڑے امیر بیش منصب
اس کے استیصال کے واسطے متعین ہوئے تھے۔ انہوں نے کچھ کام نہیں کیا مگر عبدالوہاب نے ایک
مدت تک اس کا محاصرہ کیا جب اس طرح کام نہ چلا تو یہ تدبیر خدعہ آمیز کی کہ چند کروہ کی
مسافت پر ایک چار دیواری بنائی اور خود مغلوب و محصور ہو گیا ایک رات کو شکار کی
شہرت دے کر ہمراہیوں کے ساتھ مفقود الخبر ہو گیا۔ کاما ایک جماعت کو لیکر باقی
محصوروں کی تسخیر و تاراج کے لئے گیا۔ ابھی وہاں کچھ کام نہ کیا تھا کہ سید عبدالوہاب اسکی
گڈہی پر کمندیں لگا کے چڑھ گیا اور اس کو مفتوح کیا۔

پادشاہ چار سال سے لاہور نہیں گیا تھا اسلئے ۱۷۔ ربیع الثانی کو لاہور روانہ ہوا اور ۲۰۔ جمادی الثانی
کو دہلی میں آیا اس گیارہویں سال جلوس میں اس نے انیس لاکھ روپیہ انعام دیا۔

واقعات سال دوازدہم جلوس ۱۰۴۸ / ۱۰۴۹ھ

غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ کو جلوس کا بارہواں سال شروع ہوا۔ ۱۰۔ جمادی الثانی کو پادشاہ
پادشاہ سرہند میں باغ حافظ رخنہ میں تشریف فرما ہوا اس باغ کے متصل جہانگیر نے

ایک تال ایک سوبیس گز لمبا اور ایک سو دس گز چوڑا بنوایا تھا وہ تراوش آب کی لبریز نہیں ہوتا تھا
جلوس میں لاہور جانے کے وقت پادشاہ نے حکم دیا تھا کہ یہ تالاب تراوش آب سے پُر کیا جائے اور
دولتخانہ خاص جھروکہ وخوابگاہ ومحل بنایا جائے ۔ اب یہ مکانات بالکل تیار ہوگئے تھے۔

اسلام خاں ناظم بنگالہ کی عرضداشت سے پادشاہ کو معلوم ہوا کہ زمیندار رخنگ (ارکان)
کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوا مگر مرزبان مذکور کے ایک نوکر نے اس کی زن ناموس دشمن سے
ساز کرکے اس پسر کو مار ڈالا اور خود اس کی بجائے ملک رخنگ کا حاکم بن بیٹھا پہلے زمیندار کا
حقیقی بھائی مانک رائے اپنے بھائی کی زندگی میں چاٹگام میں بالاستقلال حکومت
کرتا تھا اس سے یہ فرمایہ خاطر نگراں رکھتا تھا ایک جماعت کو بھیجا کہ اس کو مکر وحیلہ
کے دام ودانہ میں لاکر نیست کرے وہ جماعت چاٹگام میں آئی اور تزویر وتلبیس سے
چاٹگام سے مانک رائے کو باہر لائے ۔ اس نے تھوڑی مسافت طے کی تھی کہ اس کو اس
جماعت کا راز واندار انہیں میں سے ایک آدمی سے معلوم ہوگیا اس نے اس گروہ میں سے
بعض کو اپنے ساتھ موافق کرلیا اور جو موافق نہ ہوئے انہیں مار ڈالا وزنگیوں اور فرنگیوں
کی جماعت ہمراہ لیکر چاٹگام میں آگیا اور اپنے بھائی کا جانشین ہوا اور پوان خاں کی
کوکہ اپنے ساتھ متفق تھا اسکو چاٹگام کا نوارہ اور اور کام اس کے بھائی کے سپرد کئے تھے
اس نے چاٹگام کی کشتیوں کو آلات جنگ سے آراستہ کیا یہاں کے زنگیوں کی کشتیوں
کو اور لشکر کو جمع کرکے لشکر رخنگ سے لڑنے بھیجا ۔ پوان خاں اس لشکر رخنگ سے
نہ لڑسکا ان سے جا ملا ان دونوں لشکروں نے اتفاق کرکے چاٹگام کی طرف رخ کیا
مانک رائے یا مانک رائے یہ بیوفائی اور جدائی دیکھ کر بھلوہ میں آیا اور سنجر ترخاں تھانہ دار
جگدیہ سے جو سرحد مگ سے نزدیک ہے پیغام بھیجا کہ میں پادشاہ کو اپنا ملجا
بناتا ہوں جس کام کا اشارہ ہوا اس پر عمل کروں جب اسلام خاں کو سنجر کی
تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو اس نے سنجر وسید حسن تھانہ دار بھلوہ کو لکھا کہ

بہت جلد سرحد مگ پر پہنچکر مانکٹ رائے کو لے آئیں اس حکم کے بموجب سنجر لشکر لے کر آب چیتی
پر آیا۔ یہ سرحد بنگالہ و مگ ہی کچھ آدمی مانکٹ رائے پاس بھیجے اور خود اس نے دو جلیہ مگ کہ
مانکٹ رائے کی راہ روکنے کے لئے آئے تھے تیر و تفنگ مار کر بھگا دئے مانکٹ رائے جگدیہ
میں آیا سید حسن کو بھی آن ملا ان سب نے جگدیہ میں توقف کیا۔ بنگالی عورت مرد دس بارہ ہزار جو ا
مادر فرنگ کی قید میں جانکنی کر رہے تھے چالیس سال بعد رہا ہوئے اور اپنے اپنے وطن کو گئے۔ چاٹگام کے
فرنگی جو مانکٹ رائے کی موافقت کے سبب سے مرزبان رخنگ سے مخالفت رکھتے تھے وہاں سے
باہر آئے کچھ فرنگستان کی طرف چلے گئے کچھ ایک غراب ایک پتال کے ساتھ سید حسن کے
آدمیوں نے گرفتار کئے کچھ اس جانب میں آکر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے مانکٹ رائے
جہانگیر نگر میں اسلام سے خان ملا اور تین ہاتھی اس کو نذر دئے۔ اسلام خاں نے اپنی
طرف سے پانچ ہزار روپئے اس کو دئے اور اس کے رہنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا
اور بادشاہ کو اس ماجرے سے مطلع کیا۔ مگ کے آدمی جو مانکٹ رائے سے لڑنے آئے
تھے ان کو چاٹگام میں آنے سے معلوم ہوا کہ مانکٹ رائے بادشاہی آدمیوں کا ملتجی ہو کر
بھلوہ چلا گیا ہے تو انہوں نے چاٹگام میں کارزار کا سامان تیار کیا اور سری پور اور
بھلوہ کے درمیان جو دریا تھا اسپر ہوئے۔ اس میں ایک روز میں کشتی اس طرف سے اسطرف آ جایا
جاتی تھی ان کو یہ خیال تھا کہ جب مانکٹ رائے بھلوہ سے جہانگیر نگر کو روانہ ہوگا تو اس
دریا سے گذر کر ناگاہ پہنچکر اس کا کام تمام کرینگے مگر وہ ان کے آنے سے پہلے جہانگیر نگر
میں پہنچ گیا تھا اس وقت اکثر لشکر شاہی آسام میں لڑ رہا تھا اور ان مخالفوں پاس
توپ خانہ اور جنگی کشتیاں کہ پانچ سو سے زیادہ جلیہ و ڈیڑھ سو غراب و پانچ جہاز
خرد پر ساز تھے انہوں نے قدم جرأت آگے بڑھایا۔ اسلام خاں کو جب ان کی اس
جسارت کی خبر ہوئی تو مخلدار خاں اور کوکیوں و تابینیوں کو دہانہ پر جو شہر سے چار
کروہ پر تھا لڑائی کے قصد سے روانہ کیا یہاں دریا کے دو نو طرف جو مہانہ خضر کے

نام سے مشہور ہے سرراہ دو روز میں چار قلعے بنا لئے اور انپر توپ تفنگ اور ادر آلات جنگ چڑہا دئے۔ مخالفوں نے اس مہانہ و دہانہ کا استحکام دیکھا تو جس راہ سے آئے تھے اُسی راہ چلے گئے۔

۱۵۔ رجب کو پادشاہ لاہور میں داخل ہوا۔ علی مردان خاں قندہار سے آیا اسکا استقبال اعزاز و احترام سے کیا گیا اسکو بہت بیش قیمت اشیاء دیگئیں اور اسکے منصب پنجہزاری کا اضافہ ششہزار ذات و ششہزار سوار پر کیا گیا۔ پادشاہ نے ۲۲۔ رجب کو اول اس کو کاشمیر کا صوبہ دار مقرر کیا اور پاندان اور اسفل دان اسکو عنایت کیا اور فرمایا کہ اس ملک کا بڑا تحفہ پان ہے اسکے کھانے کی عادت وہ کرے۔ ۱۱۔ شعبان کو علی مردان خاں کو پانچ لاکھ روپیہ اور اور بنگالے کے کپڑوں کے دس بقچے عنایت کئے ۲۶۔ شعبان کو علی مردان کے گھر میں تشریف فرما ہوا اسنے ایک لاکھ روپیہ کی پیشکش پیش کی۔ علی بیگ خویش علی مردان خاں کشمیر میں نائب علی مردان خاں مقرر کیا گیا افضل خاں کی عمر ستر برس کی ہوگئی تھی اور آٹھ سال سے وہ پادشاہ کی وزارت کا کام کرتا تھا وہ سخت بیمار ہوا۔ پادشاہ اسکی عیادت کو گیا۔ ۱۲۔ رمضان کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اسکی وفات کی تاریخ (علامی از دہر رفت) ہوئی۔ اس کی تہذیب اخلاق اس مرتبہ پر تھی کہ باوجود وکنت و قدرت کے کسی بداندیش حسد کیش سے اس کو ضرر نہ پہنچا۔ پادشاہ نے کئی دفعہ فرمایا کہ افضل نے کسی کے باب میں کوئی بری بات کبھی نہیں کی۔

۱۸۔ رمضان کو جشن وزن شمسی ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا سینتالیسواں سال ختم ہوا پادشاہ کابل نہیں گیا تھا اس لئے وہاں روانہ ہوا کہ وہاں کے باشندے بھی عطاء پادشاہی سے سرافراز ہوں اور حضرت بابر کے مزار کی بھی زیارت ہو اور ولاۃ بلخ و بخارا کے مداخل و مخارج پر قرار واقعی آگاہی ہو تو اس ملک موروثی کی تسخیر کی عزیمت ہو۔ وقائع قندہار سے معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران قندہار کو فتح کرنے کو آتا ہے اس لئے پادشاہ نے داراشکوہ کو بہت سا سامان جنگ عنایت کیا اور اسکو

آمد علی مردان خاں

وفات افضل خاں

روانگی پادشاہ بکابل

حکم دیا کہ وہ مستعد کارزار اور آمادہ پیکار رہے اگر ورائے ایران قندھار کی طرف حرکت کرے تو اس کے محاربہ و مدافعہ کی کوشش کرے اسکو اپنے سے پہلے نوشہرہ کو روانہ کیا دس لاکھ روپیہ نقد دیا۔ خود غرہ ذیقعد کو دار السلطنت لاہور سے سفر کیا۔ ۱۵۔ ذیقعدہ کو جشن نوروز دریائے چناب کے کنارہ پر ہوا جگت سنگہ کو بنگش بالا و بنگش پائین کا انتظام سپرد ہوا اور حکم ہوا کہ کابل میں ہمارے پہنچنے تک وہ آذوقہ کابل میں فراہم کرے اور دونوں بنگش سے غلہ بہم پہنچاتا رہے۔ ۲۱۔ ذی الحجہ کو پادشاہ نوشہرہ میں آیا اور داراشکوہ کے لشکر کا ملاحظہ کیا اس میں پچاس ہزار سوار تھے پادشاہ نے شاہزادہ کو حکم دیا کہ مجھ سے دو تین منزل پیچھے ہوکہ کتل خیبر اور تنگناؤں میں گذر آسانی سے ہو۔ ۲۵۔ محرم کو پادشاہ کابل میں پہنچ گیا۔ جہانگیر کے عہد میں ہزارجات حوالی کابل کے انتظام میں خلل پڑ گیا تھا۔ پلنگ توش نے زمینداروں کو بہکا دیا تھا وہ زر مالگذاری نہیں ادا کرتے تھے۔ پادشاہ نے کابل میں آکر سعید خاں بہادر کو انکی گوشمالی کے لئے مقرر کیا۔ جب شاہ شجاع کا لشکر قندھار کی فتح کے ارادہ سے کابل میں آیا تھا تو امام قلی خاں نے اس اندیشہ سے کہ کہیں ماوراء النہر کو فتح کرنے کے لئے لشکر نہ آئے اپنے بھائی (ماموں) نذر بیگ کو لکھا تھا کہ وہ خان دوران خاں نصرت جنگ اور سعید خاں بہادر ظفر جنگ سے کہیں کہ ہندوستان کے مقابلہ میں ماوراء النہر ایک ولایت نہایت مختصر ہے۔ اگر اس ولایت کی تسخیر کا ارادہ ہو تو پادشاہ سے عرض کرکے اسکو اس سے باز رکھیں۔ بندہ اس وقت سب طرح سے خدمت کے لئے حاضر ہے کہ لشکر خراسان و عراق کا قصد کرے۔ جب ان سران لشکر نے پادشاہ کو اطلاع دی تو اس نے حکم دیا کہ نذر بیگ کا اطمینان خاطر کردو اور لشکر کے آنے کے سبب سے اطلاع دو۔ اب پادشاہ کے آنے سے نذر محمد خاں کو کہ بلخ میں تھا خوف پیدا ہوا اس لئے اس نے منصور حاجی کو سفیر بنا کے بھیجا اور نامہ لکھا کہ جس سے اظہار اتحاد ہو ۱۹۔ ربیع الاول کو یہ سفیر و نامہ پادشاہ کی نذر سے گذرا۔ ۱۴۔ ربیع الثانی کو جشن قمری

وزن ہوا پادشاہ کی عمر کا پچاسواں سال شروع ہوا۔

پادشاہ ۵ ۲ ربیع الثانی کو بنگش بالا اور پیش پائیں کی راہ سے دار السلطنت لاہور کی جانب روانہ ہوا پہلے سال دہم کے واقعات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ تبت خرد کس طرح تسخیر ہوا اور ابدال پسر کلاں علی رائے مرزبان تبت اسیر ہوا اور اس سر زمین کی ایالت آدم برادر خرد ابدال کو تفویض ہوئی۔ جب علی مردان خاں کشمیر میں ناظم ہو کر آیا تو آدم حارس تبت نے اسکو لکھا کہ سنگی بخل زمیندار تبت کلاں نے پورگ پر کہ مضافات تبت خرد سے ہے تصرف میں کرلیا ہے اور اور محال کے تعرض کا قصد رکھتا ہے علی مردان خاں نے اپنے خویش حسین بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ ۲۵ ربیع الثانی کو نواحی کرپوپہ میں سنگی بخل مقابلہ میں آیا اور پٹ پٹا کر بھاگ گیا اُس نے یہ سمجھ کر کہ فاصلہ دور ہی راہ ہی میں کام تمام ہو جائیگا۔ حسین خاں پاس آدمی بھیجکر صلح کرلی اُس نے پیشکش مقرر کردی کہ پادشاہ پاس بھیجدے۔

پادشاہ کا داخل ہونا لاہور میں اور تسخیر تبت خرد

واقعات سال سیزدہم جلوس ۱۰۴۹ھ ۱۶۳۹ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۹ھ کو جلوس کا تیرہواں سال شروع ہوا۔ ۲۱ رجادی الثانیہ کو پادشاہ لاہور میں آیا۔ پادشاہزادہ دارا شکوہ اور علی مردان خان بھی یہاں آگئے علی مردان خاں کا اضافہ منصب ایک ہزاری ذات ایک ہزاری سوار کا ہوا یعنی وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار مقرر ہوا اور کشمیر کے سوا پنجاب کی حکومت بھی اسکو سپرد ہوئی۔ اسلام خاں پادشاہ کے فرمان سے کابل سے آیا اور دیوانی کل اسکو سپرد ہوئی۔ علی مردان خاں نے شب برات کی روشنی کا تماشا اہل ایران کی طرز پر دکھایا۔ تختے مشبک مختلف الاشکال بنائے اور کوٹھوں کے کناروں پر طاق بندی کی اسمیں روشنی کی جسکے دیکھنے سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔

علی مردان خاں نے پادشاہ سے عرض کیا کہ فدوی کی ہمراہ ایک شخص ہی کہ وہ نہروں کے بنانے میں کمال مہارت رکھتا ہی وہ متعہد ہوتا ہے کہ اس جگہ سے کہ آب راوی کوہستان سے نکل کر ہموار زمین پر بہتا ہی اُس سے ایک نہر جدا کرکے حوالی دارالسلطنتہ لاہور تک لاؤں جس سے کھیتوں اور باغوں میں آب پاشی ہو پادشاہ ملک پیرا اور عمارت افزا آبادی بلاد اور رفاہیت عباد پر مستعد تھا ایک لاکھ روپیہ ان کاموں کے خرچوں کے لیئے خان کو حوالہ کیا - خان نے اپنے ایک معتمد کو اس کام میں لگایا - لاہور سے ۴۹ کروہ جریبی کی مسافت سے نہر کھودنی شروع کی اس نہر کا باقی حال سنہ ۱۶ جلوس میں کیا جائیگا -

صوبہ قندھار کی نصف سرزمین عبدل سے تعلق رکھتی تھی اور قلعہ خنشی اسکا مسکن تھا اور وہ ولایت بست وسیستان کا حد فاصل تھا اس قلعہ کی بھی حراست اسکو سپرد تھی - عزت خاں تیول دار بست نے اسکی ظاہری خدمت گذاری وفرمان برداری کی سبب اس پر اعتماد کرکے اس قلعہ کی حفاظت کے لیئے بہت آدمی نہیں مقرر کئے تھے دارائے ایران نے ملک سیستان کی حکومت حمزہ پسر جلال الدین کی عنایت کی تھی اسکو عبدل نے باربار لکھا کہ اگر تم کسی جماعت کو بھیجدو تو میں قلعہ اسکو حوالہ کردوں - حمزہ نے انکار کردیا - جب قلیج خاں پادشاہ پاس کابل گیا تو اُس نے پھر حمزہ کو لکھا کہ قندھار صوبہ دار سے خالی ہی اس قلعہ پر متصرف ہو مگر اس دفعہ بھی حمزہ اسکے بہکائے میں نہ آیا دارائے ایران کے پاس حمزہ کا ایک دوست تھا اس نے لکھا کہ پادشاہ کی مجلس میں یہ مذکور ہوتا ہی کہ تو ناظم قندھار سے دوستی وسازگاری رکھتا ہی اور ہندوستان جانے کا قصد ہی اس سبب سے تو بے اعتماد ہو رہا ہی تیرے الگ کرنے کا ارادہ ہو رہا ہی - تیری رستگاری کی صورت کوئی اور نہیں ہی کہ تو حد و دبست و قندھار میں تاخت و تاراج کرے - حمزہ نے از روے اضطرار اپنے خدمت گار پیالہ کو عبدل پاس بھیجا

تیاری نہر لاہور باہتمام علی مردان خاں

پیوستن ملک زمین قندھار میں آنا اور قلعہ خنشی کا بسعی عبدل کے چھوڑنا

اور ایک جماعت کو خنشی کی تسخیر کو بھیجا - عبدل نے پیالہ کے پیغام پر قلعہ میں عزت خاں کے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور قلعہ حمزہ کے آدمیوں کو حوالہ کیا - قلیچ خاں کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے لطیف بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا - عزت خاں نے بھی تین سو آدمی روانہ کئے جب لطیف بیگ قلعے کے نیچے آیا تو حمزہ کے پانچسو آدمی لڑنے آئے اور شکست پا کر قلعہ میں گئے - پادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور مورچے بڑھائے حمزہ نے بہت سے آدمی کمک کو بھیجے - لطیف بیگ دشمنوں کی کثرت کو دیکھکر قلعے کے پاس چلا آیا - آب ہیرمند کے اس طرف موضع بیادر میں قلعہ خنشی سے پانچ کوس پر مقیم ہوا - غرہ شعبان کو آب ہیرمند سے دشمن پار آکر لطیف بیگ سے لڑے انکے تین سو آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور قلعہ خنشی کو چھوڑ کر سیستان کو بھاگے قلیچ خاں نے حقیقت پر مطلع ہو کر پندرہ سو فوج کمک کے لیئے خنجر خاں کی ہمراہ بھیجی - لطیف بیگ اور خنجر خاں نے ملکر دشمنوں کے بند سیستان کو توڑا جسکا پانی سارا نشیب میں چلا گیا اور سیستان اور اسکے توابع کو خراب و بے آب کیا حمزہ اپنی قلعہ فتح میں چلا گیا - پادشاہی لشکر فتح پا کر واپس آیا اور قلعہ خنشی پر قابض ہوا - پادشاہ نے حقیقت حال پر مطلع ہو کر عبدل پر جو قید ہو گیا تھا قتل کا حکم دیا وہ قتل ہوا -

ششم شوال کو پادشاہزادہ کے بنگلوں میں جو محل میں تھے آگ لگی اور سارے محلوں اور مکانات میں پھیل گئی پادشاہزادہ اور اسکے اہل محل نردبانوں پر چڑھ کر قلعہ سے باہر آگئے کچھ آدمی قلعہ سے باہر کودے ہاتھ پاؤں انکے ٹوٹے - ۵ نوکر جل کر خاکستر ہوئے جواہر خانہ کرکراق خانہ توشک خانہ اور بہت سے کارخانے جل بھن کر راکھ کا ڈھیر ہوئے پادشاہ نے یہ حال سنکر دو لاکھ روپے کے جواہر و اقمشہ اور دو لاکھ روپیہ نقد پادشاہزادہ کے لیئے اور ایک لاکھ روپیہ اسکے فرزندوں کے واسطے بھیجا -

پادشاہ ۲۵ شوال کو نیوج کی راہ سے کشمیر روانہ ہوا -

جب میر برکہ ایران کو سفیر بنا کے بھیجا گیا تھا تو ظریف اس سبب سے کہ گھوڑوں کی شناسائی میں مہارت تمام رکھتا تھا۔ عراقی گھوڑوں کی خرید کے لیئے اسکے ساتھ کر دیا گیا تھا مگر جو گھوڑے خرید کر کے لایا وہ پادشاہ کو پسند نہ آئے۔ اس شرمندگی کے مارے اُس نے پادشاہ سے عرض کیا کہ روم و عرب جانے کی اجازت ہو تو وہاں سے گھوڑے خرید کر کے لاؤں جس سے مجھے خجلت سے نجات ہو پادشاہ نے علامی افضل خاں سے سلطان مراد قیصر روم کے نام محبت نامہ لکھوا کر ظریف پاس بھیجا کہ اگر ضرورت ہو تو اسکو اپنی کارروائی کی دستاویز بنائے اس نامہ کے ساتھ ایک کمر مرصع گراں بہا بھی قیصر روم کے لیئے ارسال کیا۔ خالی نامہ بھیجنا ایسے پادشاہ کو سزاوار نہ تھا۔ پادشاہ کے حکم سے افضل خاں نے ایک خط وہاں کے وزیر کے نام بھی لکھدیا۔

سلخ جمادی الثانیہ سال جلوس دہم کو اس طرف روانہ ہوا۔ وہ دریا کی راہ سے عرب گیا وہاں سے مصر میں آیا۔ پادشاہ مصر نے اسکی ضیافت کی اور قیصر سے اسکا حال معروض کیا وہ اس وقت بغداد کی مہم میں مصروف تھا اس نے حکم دیا کہ ظریف کو راہی کرے اور بلاد کے ناظموں کے نام حکم دیا کہ جس شہر کی وہ سیر کرنی چاہے۔ اسکی سیر کرا کے ہمارے پاس پہنچا دو وہ سیر کرتا ہوا موصل میں آیا۔ سلطان مراد بھی موصل میں آگیا تھا۔ ظریف نے محمد پادشاہ وزیر اعظم قیصر سے ملاقات کی اور مراسلہ علامی افضل خاں کا پہنچایا دوسرے روز سلطان نے اسکو بلایا۔ بادشاہ نے نامہ کو عزت کے ساتھ لیا۔ ترکی زبان میں ظریف سے پوچھا کہ ایسی دور دراز راہ طے کرنے کا سبب کیا ہے اس نے سبب بیان کر کے صندوقچہ طلائی جسمیں کمر مرصع تھا سلطان کو نذر دیا سلطان اسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں اس وقت اس مہم میں مصروف ہوں نامہ اور کمر کا پادشاہ کے پاس سے آنا میری فتح و فیروزی و کام اندوزی کی علامت ہے۔ دوسرے

روز ظریف نے ہزار نفیس پارچے ہندوستانی اپنی طرف سے پیشکش میں دیئے سلطان
نے ظریف سے پوچھا کہ ہندوستان میں کون سے ہتیار زیادہ پہنتے ہیں اُس نے جواب
دیا کہ ہتیار بہت سے ہیں - بکتر - صادقی - ہزار میخی - قماقی زرہ - چل قدانیں سے جو کسی کو
پسند ہوتا ہی وہ پہنتا ہی - اپنا بکتر منگا کے سلطان کے آگے رکھا قیصر نے اُسپر بہت عنایت
کی اور بادشاہ کا حال پوچھا - دس ہزار قروش کہ یہاں کے بیس ہزار روپئے ہوتے ہیں اسکو
دے کر کہا کہ مہم بغداد کے انصرام کے بعد ہم تمکو معاودت کی اجازت دینگے اور اپنا سفیر
ہمراہ کرینگے کہ ہمارے اور شہنشاہ ہند کے درمیان قواعد دوستی کا استحکام ہو پھر سلطان
بغداد گیا اور ظریف کو کہہ گیا کہ موصل میں گھوڑے خرید و جب بغداد فتح کر کے آیا تو شاہ ہند
کے نامہ کا جواب لکھا اور ارسلان آقا کو سفارت کے لیئے معین کیا گیا ایک عربی گھوڑا خاص
اپنی سواری کا بطور ارمغاں کے دیا جسکا زین مرصع بالماس تھا و عبائے مروارید دوز روم
کی طرح کی تھی اور ایک اور گھوڑا خاص دیا ظریف مع ارسلان آقا دریا کی راہ سے چلکر ٹھٹھہ
میں آیا - سارا حال جب بادشاہ کو ظریف کی عرضداشت سے معلوم ہوا تو خواص خاں صوبہ دار
قلعہ کو حکم ہوا کہ دس ہزار روپیہ سرکار خاصہ سے ارسلان آقا کو انعام دے اور یہ بھی حکم ہوا
کہ خواص خاں اور نجابت خاں صوبہ دار ملتان میں سے ہر ایک چھ چھ ہزار روپیہ اور
قزاق خاں سرکار دار سوستان اور شاہ قلی خاں ضابطہ بھکر میں سے ہر ایک چار چار
ہزار روپیہ برسم ضیافت کے اس سفیر کو دے - ۲۹ صفر کو وہ بادشاہ کی خدمت میں
آیا پندرہ ہزار روپیہ اسکو انعام ملا - اس سفیر کو کشمیر میں بلایا جہاں وہ خود تھا -
ججھار سنگھ اور اسکی اولاد کا حال پہلے رقم ہو چکا ہی اسکا ایک بیٹا پرتھی راج زندہ تھا
اسکو چنپت زمیندار نے دستاویز فساد بنایا - ملک میں اُس نے تاخت و تاراج شروع
کی - عبد اللہ خاں بہادر فیروز جنگ کو اسلام آباد میں اطلاع ہوئی کہ پرتھی راج اور چنپت
بوندیلہ اوندچھہ اور جھانسی کے درمیان ٹھہرے ہیں اور ایک جنگل کو کہ اوندچھہ سے تین

گروہ پروا قع ہے اپنی اقامت گاہ بنایا ہے اور مواضع جہانسی کو غارت کر رہے ہیں۔ فیروز جنگ نے باقی خاں کو اپنی سپاہ دے کر اُن کی سرکوبی کے لیئے بھیجا۔ اُس نے رات بھر سفر کرکے صبح دشمن کو جالیا۔ ستیزو آویز ہوئی۔ پرتھی راج زندہ گرفتار ہوا۔ چنپت نے کارزار سے فرار کیا۔ باقی خاں یہ فتح حاصل کرکے فیروز جنگ کے پاس آیا پادشاہ کے حکم سے پرتھی راج قلعہ گوالیار میں محبوس ہوا فیروز جنگ چنپت اور اور فتنہ گروں کا استیصال جیسا کہ چاہیئے نہ کرسکا پادشاہ نے بہادر خاں کو اسکی جگہ مقرر کیا اور عبداللہ خاں کو لاہور بُلالیا۔

سیر کشمیر۔ (حاشیہ)

نہم ذی الحجہ پادشاہ تالاب ڈل کے کنارہ پر آیا جہاں تک قوت سامعہ و باصرہ کام کرتی تھی۔ صدائے نغمۂ روح پرور اور اقسام گل و ریاحین فرحت افزا سُننے و دیکھے جاتے تھے نہر و تالاب کے کناروں پر چراغوں کی روشنی علی مردان خاں نے ایسی کرائی کہ تماشائی دیکھکر حیران رہ گئے۔ روم کا ایلچی اور اور ایلچی بھی یہ تماشا دیکھنے کے لیئے بُلائے گئے پادشاہ نے سُنا کہ ان دنوں میں سنگ سفید پر بڑی بہار ہے۔ جو کشمیر سے دو تین منزل راہ اوسکی بڑی دشوار گذار اور ناہموار تھی اس سرزمین میں وقت وغیر وقت مینہ برستا رہتا ہے۔ پادشاہ نہایت ضروری اسباب کے ساتھ اس کتل پر آیا مینہ اسقدر برسا کہ ہوا ایسی ٹھنڈی ہوگئی کہ سوار اور گھوڑے لرزنے لگے اور جو آذوقہ خام یا پختہ ساتھ تھا نہ اسکے صرف کرنے کی فرصت ملی وہ احتیاط کی گئی جو کرنی چاہیئے تھی۔ تین چار روز تک برابر موسلا دھار مینہ برستا رہا آسمان اور پہاڑوں سے پانی کے نالے بہتے تھے ہر پتھر کے نیچے سے پانی جوش کرتا تھا اور راہیں پانی کے تلے نایاب ہوگئیں تھی پادشاہ سیرگاہ میں نہیں گیا اسنے اپنی اور خلق اللہ کی تصدیع پر نظر کرکے مراجعت کی۔ راہ میں کیچڑا اور پانی کی طغیانی اسقدر تھی کہ آدمی اور گھوڑے زانو و سینہ تک کیچڑ میں پھنس جاتے تھے اور نکلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے لشکر کو بہت تکلیف ہوئی چار کروہی منزل کو

چھ پہر میں طے کیا یعنی آدھی رات تک راہ میں آدمی اور جانور ضائع ہوئے اور باقی رات گھوڑوں پر کٹی دو مقام آرام کے لیئے کئے گئے۔ مینھ نے پھر بھی فرصت نہ دی اور آدمیوں کو بہت خراب کیا۔ کہتے ہیں کہ اس سال میں سیلاب اور طغیان سے چار ہزار گھر ڈل کے اور کشمیر کے کنارہ کے دہات میں سے چار ہزار گھر اور پرگنات بھنبھر وغیرہ کے دہات میں چار سو ستاسی گھر بیخ و بن سے کندہ اور بے نام ونشاں ہوگئے اور خریف کی زراعت کا نشان باقی نہ رہا اور قحط نظر آنے لگا شہر میں بہت عمارتیں گر گئیں اور چند روز تک بازار میں کوئی آیا گیا نہیں دکانیں بند رہیں بڑے بڑے بوڑھے کہتے تھے کہ ایسی طغیانی اور پانی کی آفت نہ کبھی دیکھی نہ بزرگوں سے سُنی۔

اس ضمن میں کابل کا واقعہ یہ سنا کہ یوسف زئی افغانوں کی ایک جماعت نے دلاور خاں فوجدار اور اسکے تین بیٹوں اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور جو کچھ انکو ہاتھ لگا اُسے لوٹ کر لیگئے اس سے پادشاہ کی فرحت کدورت سے بدل گئی اور لاہور کو کوچ کی تیاری کا حکم دیا

واقعات سال چہاردہم جلوس سنہ ۱۰۵۰ھ ۱۶۴۰ء

غرہ جمادی الثانی کو سنہ ۱۰۵۰ھ کو چودھواں سال جلوس کا شروع ہوا اس کے جشن میں بندہائے حضور وارباب طرب کامیاب ہوئے۔ پادشاہ کشمیر میں چھ مہینے رہ کر ۷ ماہ مذکور کو لاہور کو روانہ ہوا اور غرہ شعبان کو لاہور کے دولت خانہ میں داخل ہوا اثنائے راہ میں شادی خاں نے جو نذر محمد خاں والی بلخ پاس بطور سفارت گیا تھا ایک شخص کو پیش کیا جس نے اپنے تئیں گرشاسپ معروف مرزا ہندی پسر خسرو بنایا تھا پادشاہ نے اسکی حقیقت حال دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ سوداگر تھا برہانپور میں اُسکے ماں باپ جب مرگئے تھے تو وہ دو برس کا تھا اسکو ایک عورت حجاز لے گئی وہاں وہ بڑا ہوا پھر وہ ہندوستان میں آیا یہاں سے توشخ میں گیا۔ شیر خاں ترین کا نوکر ہوا اپنے تئیں پسر خسرو بنایا۔

علی مردان خاں نے اسے قندھار میں اپنے پاس بلا کر شاہ صفی پاس بھیجدیا۔ اسنے اسکو
چھوڑ دیا۔ وہ بلخ میں آیا۔ شاہ بلخ نے اسے جھوٹا سمجھ کر قید کیا اور اب شادی خاں کو
حوالہ کیا پادشاہ نے اسکو قتل کرایا تا کہ آیندہ کوئی جھوٹا دعویٰ اس خاندان سے انتساب
کا نہ کرے۔ ملا سعداللہ خاں کا مولد و منشا لاہور تھا وہ شیخ سعداللہ لاہوری مشہور تھا
فضیلت و علوم عقلی و نقلی و حفظ قرآن و حسن تقریر و تحریر کے زیور سے آراستہ تھا وہ سابق
میں پادشاہ کی خدمت میں آیا مگر اسکے جواہر کمالات پادشاہ کی منظور نظر نہ ہوئے اسکا روزیانہ
بہت کم مقرر ہوا جس سے اُسنے انکار کیا۔ رمضان ۱۰۵۰ھ میں موسوی خان صدر کو حکم ہوا کہ
سعداللہ خاں کو ہمارے پاس بھیجدو وہ آیا تو یومیہ مناسب مقرر ہوا اور خلعت و اسپ سے
سرفراز ہوا دو تین روز کے عرصہ میں روزیانہ کی عوض میں منصب مرحمت ہوا ایک سال کے
عرصہ میں منصب ہزاری ذات و دو سو سوار و خطاب خدمت عرضداشت مکرر سے معزز ہوا پھر
اسکو غسلخانہ کی داروغگی مرحمت ہوئی۔ دوسرے سال میں منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار اور خدمت
خانسامانی سے سرافراز ہوا۔ سال چہارم میں وزارت کل ہندوستان سے مفتخر ہوا اور ساتویں
سال میں ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور دو کروڑ دام انعام سے سربلندی
حاصل کی۔ پادشاہ کے مزاج میں اسقدر دخل پیدا کیا کہ سوا مقدمات وزارت کے تمام
امور کلی و جزوی مالکی و ملکی میں بدون اسکی صلاح و مشورہ کے اجرا کار کی صورت متعذر تھی
یہاں تک نوبت پہنچی کہ شاہزادہ دارا شکوہ کو باوجود قرب ولیعہدی اور اختیار سلطنت اسپر
حسد ہوا اور بیجا کاوشیں اسکے ساتھ شروع کیں مگر اسکو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا۔ باقی حال
اسکا آگے آئیگا۔

سنہ جلوس میں اعظم خاں کو صوبہ گجرات کا نظم و نسق سپرد ہوا تھا یہاں کاٹھی
و کولی دو قومیں ہیں جو یہاں ہمیشہ سے دزدی اور رہزنی کرتی تھیں اور رعایا
اور آنے جانے والوں کو ایذا دیتی تھی انکے استیصال میں اعظم خاں کوشش کرتا تھا

سعداللہ خاں کا پادشاہ کی خدمت میں آنا اور منصب پانا ۔۔۔ اعظم خاں کا کاٹھی و کولیوں کا استیصال کرنا

اور اس نے اس گروہ کی قرار واقعی تنبیہ کی اور مواضع پرگنہ ججبیل میں جو کولیوں کے
وطن کی محال ہو دو مستحکم قلعے بنائے ایک کا نام اعظم پور رکھا اور دوسرے کا نام خلیل آباد
اپنے بیٹے میرزا خلیل کے نام پر کاٹھیوں کے وطنوں کے درمیان ایک مضبوط قلعہ اور
عمارات مرتب کیں اور اس مقام کا نام شاہ پور رکھا اکثر ایام بارش میں حدود بعیدہ میں
بسر کرکے اس نواحی کے متمردوں کو اس نے سزا دی اور کولی واڑہ کی ابتدا سے
جالور کی سمت میں کاٹھی واڑہ کی انتہا تک جو جام کی ولایت و ساحل دریائے شور
سے پیوستہ ہے کسی مفسد کی مجال نہ تھی کہ کسی ضعیف پر دست تطاول دراز کرے
مسافر و تاجر طمانیت خاطر کے ساتھ رہ نوردی کرتے تھے - مرزبان جام اپنی اطاعت
کہ زمیندار کرتے ہیں نہیں کرتا تھا اسلئے خان مذکور نے اسکی تادیب کے لیئے رہ نوردی
کی جب وہ نوانگر سے سات کروہ پر پہنچا جہاں مرزبان مذکور رہتا ہے اور اسباب نبرد کی
گرد آوری کی فرصت نہ دی وہ نوانگر سے چلکر لشکرگاہ شاہی سے دو کروہ پر اترا
اعظم خاں نے اسے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ پیشکش نہ مقرر کریگا اور سکہ محمودی کا بنوانا
دار الضرب نوانگر میں موقوف نہ کریگا اسکی رستگاری کی کوئی صورت نہ ہوگی -
زمیندار کو سوائے اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا اسنے سو کچھی گھوڑوں اور تین
لاکھ محمودی کو برسم پیشکش قبول کیا اور دار الضرب کے موقوف کرنے کا وعدہ
کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ نواحی احمد آباد کی رعایا جو اسکے ملک میں آئی ہے اسکو اپنی سر
زمین سے باہر کردونگا کہ وہ اپنے مسکن و مقام میں جائے اور جب کراس ہوا اس کی
تنبیہ و تادیب میں ناظم احمد آباد مشغول ہوگا تو میں اپنے بیٹے کو ایک جمعیت کے ساتھ صوبہ دار
پاس بھیجونگا - جام ان شرائط کو منظور کرکے اعظم خاں سے ملا اور اعظم خاں شاہ پور میں آیا -
جگت سنگھ کا بڑا بیٹا راجروپ سنہ ۱۲ جلوس میں دامن کوہ کانگڑہ کا فوجدار مقرر
ہوا تھا اور اس نواحی کے مرزبانوں سے پیشکش تحصیل کرنے کی اجازت ملی تھی اسنے

مکاری سے شہرت دی کہ باپ بیٹوں میں بگاڑ ہی جگت سنگہ نے پادشاہ سے درخواست
کی دامن کوہ کی فوجداری میرے سپرد ہو تو میں تعہد کرتا ہوں کہ سوائے جمع مقرری کے
جو زمینداروں کے ذمہ ہی۔ چار لاکھ روپیہ اور ہر سال سرکار میں داخل کرتا رہونگا
اور راجروپ کی جو اکثر تقصیریں کرتا رہتا ہی قرار واقعی تنبیہ کرونگا پادشاہ نے اسکی
ملتمس کو قبول کرلیا اور جگت سنگہ وہاں گیا۔ ظاہر میں پادشاہ کے اوامر ونواہی
کی اطاعت کرتا اور در پردہ سرکشی اختیار کرکے اس سرزمین میں مادۂ فساد پیدا کرتا
قلعہ تاراگڈھ کو جو اس ضلع کے مسمار شدہ قلعوں میں تھا تعمیر کرکے اپنا ملجا وماوا بنایا
اور ذخیرۂ جنگ اور آذوقہ ضروری جمع کیا۔ پادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسکی تنبیہ
کے واسطے تین سپاہیں بسرداری سید خاں جہاں بہادر وسعید خاں بہادر وسید
اصالت خاں بہادر مقرر کیں اور چند امیر ہر ایک کے ہمراہ کیے انکو مصالح قلعہ
گیری و توپ خانہ دیا اور ان تینوں سپاہیوں کی سرداری پادشاہزادہ محمد مراد بخش
کے لیئے تجویز کی باقی ذکر آیندہ لکھا جائیگا۔

واقعات سال پانزدہم۔ ۱۰۵۱ھ ۱۶۴۱ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۱ھ کو جلوس کا پندرھواں سال شروع ہوا۔

پادشاہ کو شوق تھا کہ نجیب گھوڑے نکو منظر ولطیف پیکر جمع ہوں معز الملک حاکم
بندر سورت نے ایک جماعت جو گھوڑوں کو پہچانتی تھی سرکاری کشتیوں میں بصرہ
و بخارا اور مقامات میں جہاں اچھے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں بھیجا تھا اور دولتمند
تاجروں سے کہدیا تھا کہ وہ اپنے گماشتوں کو جو چاروں طرف پھرتے ہیں فرمایش
کردیں کہ عربستان میں جس جگہ اچھا گھوڑا ملے خرید لیں اس سال میں اس جماعت
نے اکثر عربی گھوڑے ایک لاکھ روپیہ کے خریدے۔

گھوڑوں کا شوق پادشاہ کا

پٹنہ کے جنوب میں پلاموں (پالامئو) واقع ہے اسکی سرحد پٹنہ سے ۲۵ کروہ ہے اور اس
ملک کے شروع سے قلعہ تک جو مسکن و مامن زمیندار کا ہے پندرہ کروہ کا فاصلہ ہے۔
اس سرزمین کے مرزبان اپنے دشوارگذار بلند پہاڑوں اور درختستانوں کے سبب سے
اس صوبہ کے حکام کی اطاعت جیسے کہ چاہیئے نہیں کرتے۔ پرتاب ولد بلبدر چرونی جو
باپ دادا سے یہاں کا مرزبان چلا آتا تھا۔ عبداللہ خاں نے فیروز جنگ صوبہ دار سابق
کو پیشکش نہیں دی اور اب شائستہ خاں کو بھی پیشکش نہیں دی۔ شائستہ خاں
نے پادشاہ کو اسکی اطلاع کی پادشاہ نے اوسکے استیصال کا حکم بھیجا۔ شائستہ خاں
۱۷ رجب کو پانچ ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادے لیکر اسکی تنبیہ کے لیئے روانہ ہوا۔
ہر منزل میں خندق کھود کر اسکی مٹی سے لشکر کے گرد حصار بناتا۔ مورچالوں میں تفنگچیوں کو
مقرر کرتا کہ دشمن شب خون نہ مارے۔ درختوں کے کاٹنے کے لیئے ایک جماعت کثیر مقرر تھی
وہ جنگل کو کاٹ کے ایک وسیع راہ بناتی تھی اور راہ کے دونوں طرف جو مواضع آباد تھے
انکو تاخت و تاراج کرتی۔ یہاں کے آدمی جنگل کی تنگناؤں اور پہاڑوں کمیں میں چلے
جاتے تھے اور جہاں انکو قابو ملتا لڑتے اور مرتے اور بھاگتے پادشاہی لشکر کے آدمی
بھی زخمی و کشتہ ہوتے۔ پنجم ذی القعدہ کو قلعہ پلاموں کے سمت شمال میں لشکر شاہی آیا۔
مخالف راہ کی دونوں طرف سے آنکر لڑے اور بھاگ گئے۔ قلعہ کے گرد جنگل بڑا گھنا تھا۔
شائستہ خاں نے اسکو کٹوا کے خیموں کے لیئے جگہ کی۔ قلعہ کے نزدیک باغ میں لشکر شاہی
اترا۔ درخت زار کو کاٹنا شروع کیا۔ مخالف ہر طرف سے آنکر جنگ تفنگ سے ہنگامہ نبرد
گرم کرتے۔ پادشاہی آدمی مرتے شائستہ خاں ایک قلعہ کوہ پر جو قلعہ پلاموں کا سرکوب تھا
چڑھ گیا۔ شام تک لڑتا رہا۔ پرتاب نے یہ حال دیکھکر صلح کی استدعا کی کہ اگر میری تقصیرات
معاف ہو جائیں تو اسی ہزار روپیہ برسم پیشکش دونگا۔ کبھی سررشتہ بندگی کو نہ چھوڑونگا
اور پٹنہ میں حاضر ہونگا۔ خان نے اس خیال سے کہ گرمی کی شدت ہے برسات سر پر ہے

پیش کش ے لی اور پٹنہ کو چلا آیا پادشاہ شکار کو گیا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ ۱۷ شعبان کو یمین الدولہ آصف خاں خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی جس سے پادشاہ کا عیش مکدر ہوا اس نے حکم دیا کہ جہانگیر کے روضہ کے غربی جانب میں مدفون کریں اور اس کی تربت پر ایک گنبد عالی تعمیر کریں۔ بیگم صاحب اور عزیزوں کی پادشاہ نے تسلی کی اور ہر ایک کو نہ پارچہ یا دو جتہ کا خلعت دیا۔ آصف خاں اس سلطنت کی حسن بندگی کے سبب سے عزوجاہ و شوکت و حشمت و اجتماع دولت میں اس مرتبہ پر پہنچا تھا کہ کسی پادشاہ کے عہد میں کوئی اور نوکر نہیں پہنچا تھا اسکو نہ ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب تھا تنخواہ اسکی ۱۶ کرور ۲۰ لاکھ دام تھی اسکو بقول سیر حاصل تنخواہ میں بھی تھیں ہر سال پچاس لاکھ روپیہ اسکو حاصل ہوتا تھا اور اسکی زندگی میں اسکے سارے اخلاف و اقارب مناصب مراتب بلند پر سرافراز تھی وہ پادشاہ سے عرض کیا کرتا تھا کہ میری کوئی آرزو سوا اسکے نہیں ہے کہ میں حضور کے روبرو آخرت کا رہ گرلے ہوں تمام نقود و اجناس جو میںنے جمع کیے ہیں وہ حضور کے ہیں کیونکہ امیروں کے جمع کرنے سے غرض فرزندوں اور منتسبوں کی رفاہیت کے سوا کوئی اور امر نہیں ہوتا وہ خود مراحم شاہانہ سے جیسا کہ چاہیئے سرافراز ہیں اس کے مرنے کے بعد حویلی جو لاہور میں بیس لاکھ روپیہ کی اُس نے تیار کی تھی وہ پادشاہ نے دارا شکوہ کو عنایت کی اس حویلی کے سوا نقد و جنس ڈھائی کروڑ روپیہ کے اس پاس تھے منجملہ انکے جواہر تیس لاکھ روپیہ کے اور تین لاکھ اشرفی جسکے بیالیس لاکھ روپے ہوتے ہیں ایک کروڑ پچیس لاکھ روپئے اور آلات طلا و نقرہ تیس لاکھ روپئے کے اور باقی اور اجناس تیس لاکھ روپیہ کی تھیں۔ باوجودیکہ یمین الدولہ نے وصیت کی تھی کہ یہ سارا اندوختہ خزانہ عامرہ میں داخل ہو مگر پادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ کے نقد و جنس اس کے تین بیٹوں اور پانچ بیٹیوں کو عنایت کیے اور اسکے متعلقات میں جو شخص منصب کے لائق تھا اسکو منصب دیا اور جو مشاہرہ کے قابل تھا اسکو مشاہرہ دیا اسکے خلف الصدق شائستہ خاں کو جو صوبہ بہار کا ناظم تھا خلعت

یمین الدولہ آصف خاں خانخاناں سپہ سالار کی وفات

خاصہ و فرمان تسلی بھیجا جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل عرفان و حکمت انسان کو عالم صغیر
سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکی قدر و منزلت کو رفیع تر اسے جانتے ہیں کہ وہ ہمیشہ عرصۂ خاک
میں اپنا مسکن رکھے اسلئے آصف خاں نے نزہتگاہ جاودانی اور آرام جائے ایمنی
کو کوچ کیا ہمکو اس سے محبت حد سے زیادہ تھی نہایت تاسف ہوا مگر اس قسم کے قضایا میں
سوا رضا و تسلیم کے اور کوئی مسلک نہیں ہے ہماری خاطر نے صبر و خورسندی اختیار کی ہے
تم بھی صبر و شکیبائی اختیار کرو اور ہماری سلامتی سے خرسند ہو اور ہماری عنایت کو اپنے
حق میں روز افزوں جانو بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ مراد بخش نے کابل سے کوچ کیا۔
سیالکوٹ کی راہ سے جگت سنگہ کی محال میں آیا اور پتھیان میں داخل ہوا۔ سعید خاں بہادر
ظفر جنگ اور اصالت خاں مع اپنے ہمراہیوں کے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
شاہزادہ نے سعید خاں و راجہ جیسنگہ و اصالت خاں کو حصار مئو کی فتح کرنے کا حکم دیا اور
خود پتھیان میں جو کوہ مئو سے تین کروہ پر تھا آذوقہ رسانی اور ضروریات لشکر کے لیئے توقف
کیا۔ سید خان جہاں کتل بہوان سے نورپور راہی ہوا۔ جب وہ کتل مزبور سے نیچے آیا تو اسکو
معلوم ہوا کہ سر کتل پر کمیں میں راجروپ پسر کلاں جگت سنگہ بیٹھا ہے اور راہ روک رکھی ہے وہ
۱۲ کو اسکی مالش کے لیئے روانہ ہوا۔ نجابت خاں اسکے ہراول نے دشمنوں کو مار کر بھگا دیا۔
اور دیواریں جو اُنہوں نے درہ کتل کے بند کرنے کے لیئے بنائی تھیں ڈھا دیں اور انکی پناہ
میں جو ممانعت و مدافعت کے لیئے جماعت بیٹھی تھی اسکو بھگا کر کتل پر قبضہ کرلیا سید خان جہاں
کتل مچھی بھون پر پہنچا۔ مخالفوں نے اس مکان سے نورپور تک شعاب کی تنگیوں میں جا بجا
استوار دیواریں کھینچ رکھی تھیں اور انکی پناہ میں کوہ گرد اور گریوہ نورد تفنگچی و کمانداریادے
محارست و محاربت کے لیئے بٹھائے تھے مگر ایک کوہ نشین نے لشکر شاہی کو ایک راہ غیر معروف
جو مسدود نہ تھی بتا دی۔ اس راہ سے لشکر شاہی ۱۴ رجب کو پہاڑ کے اوپر آگیا جو آدھ کوس
نورپور سے تھا اور اسکے قلعہ پر مشرف تھا۔ سید خانجہاں نے اول حصار کے باہر کی آبادی

محصور ہونا مئو اور قلعہ سنگ کے اور قلعوں کا مفتوح ہونا

کو غارت کرایا جو آدمی لڑنے کھڑے ہوئے انکو اسیر کیا صبحکو وہ قلعے کے نیچے آیا۔ جگت سنگھ نے یہاں قلعہ داری کا خوب سامان کیا تھا اور دو ہزار سپاہ حفاظت کے لئے مقرر تھی۔ سید خان جہاں محاصرہ کے سامان میں مشغول ہوا اور مورچل بنائے اور انہیں حصار کی فتح کے لیئے آدمی مقرر کیئے اب اور سپاہیوں کا حال لکھا جاتا ہے۔ کہ راجہ جیسنگھ اور اصالت خاں دو راہوں سے چلکر نواحی مئو میں آپس میں مل گئے راجہ باسو کے باغ کے قریب لشکرگاہ بنایا جو درہ کے اندر ہموار زمین پر تھا اور ایک طرف کوہ مئو سے متصل تھا۔ قلعہ مئو کے اطراف میں جنگلوں کا انبوہ تھا انہیں درختوں کی وہ کثرت تھی کہ مرغ بھی نہیں اُڑ سکتا تھا۔ اور اوپر چڑھنے کی راہیں بند تھیں جگت سنگھ نے درون کے درمیان جس جگہ کوئی راہ اور رخنہ تھا اسکو بند کر دیا تھا اور دیواریں چوب و سنگ سے کھڑی کر لی تھیں اور انپر برج دوبارہ بنا لیئے تھے لشکر شاہی نے ان دیواروں کی برابر اپنے مورچل بنائے انکی مدافعت کے لیئے دشمنوں نے تیر و تفنگ اور آلات جنگ و تیر چلائے اور سب جنگل میں لشکر شاہی علف و ہیمہ لیئے جاتا تو اوسکو وہ آسیب پہنچاتے۔ ۱۷ رجب کو قلیج خاں و رستم خاں بھی پٹھیان میں شہزادہ مراد پاس آ گئے۔ حکم شاہی کے موافق سید خانجہاں کی کمک کو رستم خاں گیا اور قلیج خاں مئو کو گیا۔ خان ظفر جنگ ۱۵ شعبان کو کتل نورپور کے نیچے سے روانہ ہوا اور کوہ کے نیچے ریڑہ کی سرراہ کو دائرہ کیا اور اپنے دو بیٹوں سعد اللہ اور عبد اللہ کو اور ذوالفقار خاں کو برق اندازوں کے ساتھ بھیجا کہ کوہ کے اوپر لشکرگاہ مقرر کریں جب یہ پہاڑ کے اوپر گئے تو معلوم ہوا کہ جبتک جنگل کاٹا نہ جائے لشکر کے لیئے جگہ نہیں ہے اسکی خبر خان ظفر جنگ کو پہنچی اور جواب کے انتظار کے لئے توقف کیا اس عرصہ میں مخالفوں نے فرصت پاکر چار پانچہزار تفنگچی اور کماندار پیادوں سے اس پہاڑ پر کہ اس پہاڑ پر مشرف تھا آتش پیکار روشن کی درختوں کا ہجوم لشکر شاہی کے اجتماع کا مانع تھا۔ ہر جگہ چند سپاہی ان پہاڑی آدمیوں کے روبرو ہو کر لڑے یہ خبر سُنکر سعید خاں بہادر نے اپنے بیٹے لطف اللہ کو اور بعد اسکے شیخ فرید و

وسر انداز خان کو مدد کے لیئے روانہ کیا - لطف اللہ پہلے اس سے کہ اپنے بھائیوں سے ملے جنگل میں دشمنوں سے دوچار ہوا جو درخت زار میں مور و مار کی طرح پراگندہ تھے اور زخمی ہوا اسکو دشمنوں کے ہاتھ سے عبدالرحمن بچا کر لے گیا - ذوالفقار خاں دشمنوں کو مارتا دھاڑتا خان ظفر جنگ سے ملا - سعد اللہ و عبداللہ بھی خان پاس آگئے دوسرے روز خان ریڑہ میں گیا لشکرگاہ کی وسعت کے لیے جنگل کو کٹوایا لشکرگاہ کے گرد خندق کھدوائی اور خار بست بنایا کہ جس سے دشمنوں کے شب خون کا خوف نہ رہا دشمنوں نے اس خوف سے کہ اس راہ سے سرکوب مئو میں دشمن داخل ہو اور اضلاع سے آنکر اس ضلع میں زیادہ جمع ہوگئے اور انہوں نے مضبوط بارے اور استوار برج بنائے اور تفنگ چلانے کے لیئے جائیں بنائیں - خان ظفر جنگ نے جلدی میں مصلحت نہ دیکھی ہر روز کچھ جنگل کاٹا جاتا اور آگے لشکر بڑھتا - ۲۱ شعبان کو ایک لڑائی راجہ باسو کے باغ کے قریب ہوئی - نجابت خاں و راجہ مان کے آدمی سپر کی جگہ تختے سر پر رکھ کر آگے دوڑے دشمنوں کی دیوار کو جو مقابل آئی ڈھا دیا طرفین سے آدمی کشتہ و زخمی ہوئے - ۲۹ شعبان کو راجہ مان نے اپنے ہزار پیادے قلعہ چھت پر بھیجے وہ قلعے کے نیچے آنکر دشمنوں سے لڑے اور جارس حصار مع اپنے چند خویشوں کے قتل ہوا - قلعہ میں کچھ فتحمند آدمی حفاظت کے لیئے رہے -

اور باقی دشمنوں کے سروں کو لیکر اپنے لشکرگاہ میں آئے اسی تاریخ کو سید خان جہاں نے جو قلعہ نورپور کا محاصرہ کیئے ہوئے تھا نقب اُڑا کر قلعہ کا ایک برج اُڑا یا زلفی اہول زن اور آقا حسن رومی نے اس حصار کے اطراف میں سات نقب لگائے تھے دشمنوں کو چھ نقبوں پر اطلاع ہوگئی ان میں پانی بھر دیا صرف ایک نقب اُڑی جس سے آدھا برج اُڑا اور آدھا نیچا ہوگیا - مخالفوں نے ہر برج کے نیچے ایک دیوار بنا رکھی تھی - لشکر شاہی قلعہ کے اندر نہ داخل ہو سکا - سید خان جہاں کے آدمیوں کو سید لطف اللہ و جلال الدین محمود دے کر دوڑے انہوں

نے راہ کو بند پایا۔ تو بیلداروں کو اسکے کھولنے کے لیئے مقرر کیا۔ لشکر شاہی نے مورچوں سے اطراف وجوانب میں چلے گئے اور دروازوں کے جلانے میں اور دیواروں پر چڑھنے میں کوشش کی۔ مخالف یہ سمجھکر کہ راہ کھل گئی۔ اور لشکر شاہی آگیا۔ بھاگ کر قلعہ کے اندر چلے گئے رات تک برج وبارہ سے تیر و تفنگ مارتے رہے۔ بادشاہی لشکر کے آدمی کچھ مرتے کچھ زخمی ہوتے رہے رات ہوگئی۔ لشکر شاہی دیوار کو ڈھاکر اندر نہ جاسکا۔ اور خاک ریزبھی بلند تھا اس لیئے قلعہ نہ فتح ہوا اواخر شعبان میں بہادرخاں اسلام آباد سے روانہ ہوکر تھیان میں بادشاہزادہ کی خدمت میں تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادے لیکر آیا ماہ شعبان کی سلخ کو بہادرخاں کی سعی سے ومثال اور اللہ وردی خاں کی کوشش سے تھاری مفتوح ہوے۔ بادشاہ نے حکم بھیجا کہ اول قلعہ مئو فتح کیا جائے اسکی فتح کے بعد نورپور کا قلعہ آسانی سے فتح ہوجائیگا۔ شاہزادہ مئو جائے۔ جب شاہزادہ غرہ رمضان کو مئو کی طرف روانہ ہوا۔ جگت سنگھ نے خائف ہوکر راجروپ اپنے بیٹے کو اللہ وردی خان کے توسل سے شاہزادہ کے پاس بھیجا اور یہ التماس کیا کہ مجھے اپنے جرم سے نہایت خجالت وندامت ہے بعض حضور کے ملازم ہم چشمی وہمسری کے کینے سے مجھے اور میری قوم کو ہلاک کرنا چاہتے تھے میں نے حمیت راجپوتی اور عزت سپاہی گری کے سبب سے اپنے مقدور کے موافق تردد کیا۔ اب یہ مہم حضور کو سپرد ہوئی ہے۔ تو مجھے اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ امیدوار ہوں کہ اس شرمسار گنہگار کے ہراس کو دور کرکے ملازمت کی اجازت فرمائیں۔ بادشاہی ہوا خواہوں کی درخواست سے ۱۵ رمضان کو مجرموں کے طور پر راجروپ بغیر ہتھیاروں کے گردن میں

فوطہ ڈالے ہوئے پادشاہزادہ کی خدمت میں آیا۔ پادشاہزادہ نے اُس کا اطمینان کیا
کہ اسکی تقصیرات کی معافی کی درخواست پادشاہ سے کی جاتی ہے مگر بعض مطالب جو
اسکے حال کے لائق نہ تھے اس نے التماس کیئے وہ پادشاہزادہ نے قبول نہ کیے
اور اس کو رخصت کیا چندروز اس صلح کی شہرت کے سبب سے بہادران قلعہ کشائی نے
تردد سے ہاتھ کوتاہ کیا اس فرصت میں جگت سنگھ نے تازہ ذخیرہ و مصالح جمع کر لیا
جب زیادہ طلبی اور مطالب بیجا کی درخواست سے پادشاہزادہ رنجیدہ ہوا تو از
سرنو پھر تسخیر و استیصال حصار سے گیر و دار کی صدا بلند ہوئی اور یورشہاء
رستمانہ اور انداز سے زیادہ سعیان ظہور میں آئیں تمام ایام محاصرہ
میں پانچ روز ایسی جنگ صعب ہوئی کہ توپ و تفنگ کے گولے اور تیر
اولوں کی طرح بلا توقف آسمان سے برستے تھے اور زمین سے
آگ کے شعلے بھڑکتے تھے پادشاہی لشکر کے آدمی دو تین ہزار کشتہ و
زخمی ہوئے اور مخالفوں کے آدمی اس قدر کثرت سے مارے گئے کہ مخالف
مغلوب ہو کر خوف کے مارے دونوں حصاروں مئو و نورپور کو چھوڑ کر مع مال و
عیال کے جنگل کی راہ سے بے سرو سامان فرار ہوئے لشکر
شاہی کے ہر کنارہ پر شادیانے بجے۔ ۲۳ رمضان کو شہزادہ نے
پرتھی چند زمیندار چنبہ کو جس کے باپ کو جگت سنگھ نے قتل کیا تھا پادشاہ
پاس بھیجا۔ مئو کی محافظت راجہ جے سنگھ کو اور نہاری کی قلیچ خاں کو
دو فتال کی گوکل داس سیسودیہ کو پٹھان کی مرزا حسن صفوی کو سپرد
کی اور پادشاہی ملازموں کی ایک جماعت کو بہت سے بیلدار و تبردار
سپرد کیے گئے کہ وہ اُن سے نواحی مئو میں جنگل کٹوا کے رستوں کو چوڑا کریں
پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ اور بہادر خاں اور اصالت خاں پادشاہ

پاس روانہ ہوئے ۲۹ رمضان کو پادشاہ کی خدمت پہنچے غرہ شوال کو پادشاہ نے
پادشاہزادہ کو خلعت خاصہ اور دو لاکھ روپیہ انعام دیکر ہمراہیوں کے
ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ جگت سنگھ کو اسیر و قتل کرکے کوہستان کو اسکے
فساد سے خالی کرے - پرتھی چند زمیندار چنبہ کو خلعت اور منصب ہزاری ذات
اور چار صد سوار کا اور خطاب راجگی کا مرحمت ہوا اور وہ پہاڑ جس پر جگت سنگھ نے
قلعہ تاراگڈھ بنایا تھا چنبہ کے مضافات سے تھا اور جگت سنگھ نے ظلم سے
اُس کو غصب کیا تھا اور ولایت مذکور سے قلعہ کا عقب ملا ہوا تھا اور اس
سمت میں ایک سرکوب تھا جو قلعہ تاراگڈھ کے فتح کرنے میں دخل رکھتا تھا
پرتھی راج کو حکم ہوا کہ وطن میں جاکر ضروریات کا سرانجام کرے اور جمعیت شائستہ
کے ساتھ قلعہ تاراگڈھ پر عقب سے جاکر اور سرکوب کو لیکر قلعہ نشینوں کو تنگ کرے -

تاراگڈھ کا محاصرہ ہونا

پادشاہزادہ مراد بخش پادشاہ کے ارشاد سے سعید خانجہان اور
ہمراہیوں کو ساتھ لیکر پنجم شوال کو نورپور میں آنکر ٹھیرا اور سعید خاں کو مع بیٹوں
کے جموں بھیجا - بہادر خاں و اصالت خاں کو بارہ ہزار سوار دیکر روانہ کیا کہ
تاراگڈھ کو گھیر کر مخالفوں کا استیصال کرے - راجہ مان سنگھ گوالیاری کو
جو جگت سنگھ کا جانی دشمن تھا متعین کیا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ راجہ
پرتھی چند کے ساتھ اتفاق کرے تاراگڈھ کے عقب سے آئے اور محصوروں
کی بنیاد کا انہدام کرے - اس قلعہ کا فتح کرنا بہت دشوار تھا مگر پادشاہی
لشکر نے اس کی تسخیر میں بڑی مردانگی دکھائی خسرو بیگ بخشی یمین الدولہ کو پادشاہ
نے ہزار تابینیوں کے ساتھ یہاں بھیجا تھا اس کو بہادر خاں اور اصالت خاں نے
آگے بھیجا کہ وہاں کی سرزمین کی حقیقت سے واقف ہوکر خیموں کے لگانے
اور مورچوں کے جمانے کی جگہ تجویز کرے تاکہ سران لشکر کا کوچ آگے ہو - جو

لوگ روانہ ہوئے تھے وہ مختلف ضلعوں میں جاکر پراگندہ ہوگئے۔ سرداران مذکور نے آدمی بھیجے کہ اُن کو اُلٹے لیکر چلے آئیں۔ سب چلے آئے مگر خسرو خاں نے کہا کہ میں جس زمین میں اترا ہوں یہاں رات بسر کرسکتا ہوں۔ اس کے پاس تین چار سو سے زیادہ سوار نہ تھے لشکر کے سرداروں نے آدمی بھیجکر اس کو پھر بلایا تو لشکر کی طرف پھرا۔ دشمنوں نے اُسکے ہمراہیوں کو قلیل جانکر آن گھیرا وہ لڑا اور چودہ زخم کھاکر مرا دو سو آدمی اسکے ساتھ کشتہ و خستہ ہوئے بہادر خاں اور اصالت خاں اور سرداروں نے اس طرف سے اور راجہ پرتھی چند زمیندار چنبہ و راجہ مان سنگھ گوالیاری نے اپنی جمعیت کے ساتھ عقب سے اس قلعہ کی فتح میں کوشش کی تو جگت سنگھ نے خیال کیا کہ جب ساری محال قبضہ سے نکل جائے تو میں کب تک اس قلعہ میں پڑا رہونگا تو وہ سید خانجہاں کی معرفت پادشاہزادہ سے ملتجی ہوا پادشاہزادہ نے اُس کو عفو شاہی کا امیدوار کیا وہ پادشاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التماس کیا کہ پادشاہ کی طرف سے جان بخشی اور عفو معاصی کے فرمان دلا دیجے۔ پادشاہزادہ نے یہ درخواست پادشاہ سے کی وہ منظور ہوئی اور حکم ہوا کہ قلعہ تاراگڈھ پادشاہی آدمیوں کو سپرد کرے کہ وہ اس کو مع اور عمارات کے ڈھادیں۔ جگت سنگھ نے پادشاہ کے حکم کی اطاعت کی شاہزادہ کے درخواست پر پادشاہ نے یہ حکم دیا کہ اس قلعہ میں بعض عمارات جگت سنگھ کے اسباب اور متنسبوں کے لیے قائم رکھیں اور باقی تینوں حصاروں کو ڈھادیں اور مؤ اور نورپور کے قلعوں کو بھی مسمار کریں تاکہ آیندہ سرکشوں کے لیے کوئی مامن نہ رہے سید خان جہاں نے خود جاکر باہر کا حصار ڈھاکر وہاں اپنے آدمی مقرر کیے اور جگت سنگھ کو ہمراہ لیکر ۱۹ ذی الحجہ کو پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ پادشاہ کے حکم سے

اس کوہستان کی حکومت نجابت خاں سے متعلق ہوئی۔ نور پور میں بھی ڈھایا
ڈھوئی ہوئی۔ شاہزادہ اور سید خان جہاں اور تمام ہمراہی اور جگت سنگھ
بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔

کشمیر کی فصل خریف بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی سے بگڑ گئی تھی
اور کھیتوں پر بڑی آفت آئی تھی اور چند سال کے غلوں کے انبار بھی ضائع
اور نابود ہو گئے تھے تو اس ولایت میں قحط عظیم پڑا۔ تین ہزار کے قریب ضعیف
و مسکین اس دیار سے دار السلطنت میں آئے اور جھروکہ کے نیچے آنکر بادشاہ سے
اپنی ضعیف حالی کی نالش کی۔ بادشاہ نے اس جماعت کو ایک لاکھ روپیہ
عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان ضعیفوں کے واسطے دو تین جگہ پختہ و خام غلے کے
لنگر خانے جاری کیے جائیں اور دو سو روپیہ روز خرچ کیے جائیں اور کشمیر
میں بھی تیس ہزار روپیے مستحقوں کے واسطے عطا کیے۔ تربیت خاں حاکم کشمیر سے
ضعیفوں کی غمخواری اور تیمارداری جیسی کہ چاہیے نہیں ہو سکتی تھی۔ کشمیر کی رعایا الم کشیدہ
جوق جوق فریادی آتی تھی وہاں کی صوبہ داری ظفر خاں ولد خواجہ ابو الحسن ناظم سابق
کو سپرد کی اور کشمیر کے مستحقوں کے لیے اور بیس ہزار روپیہ عنایت کیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہ صفی شاہ ایران نے رستم خاں گرجی کو
بڑے لشکر و توپ خانہ کے ساتھ خراسان کو روانہ کیا ہے کہ قلعہ قندھار
کو تسخیر کرے اور خود بھی اس طرف آنے کا تہیہ کرتا ہے شاہجہاں نے
چاہا کہ کابل و قندھار کی طرف خود جائے مگر شاہزادہ دارا شکوہ نے التماس
کیا کہ میں امیدوار ہوں کہ حضرت خود بدولت دار السلطنت میں عیش و کامرانی
میں سر بر آرا رہیں اور میں مہم قزلباش میں شاہ صفی کے شر
کے رفع کے لیے بھیجا جاؤں۔ بادشاہ نے اس کی التماس کو قبول

کریا اور آخر محرم میں دارا شکوہ کو روانہ کیا تینتیس ہزار سوار سائر اور سات ہزار سوار توپ خانہ واحدی و بہت سے پیادے سوائے صوبوں کے کومکیوں کے کہ یہ سب ملکر پچیس ہزار سوار سے تجاوز کرتے تھے اور چوبیس امیر جنمیں عمدہ سید خانجہاں و راجہ جسونت سنگھ و راجہ جیسنگھ و رستم خاں و قلیچ خاں و بہادر خاں و الہ وردی خاں و قطب الدین خاں و تیرانداز خاں و یکہ تاز خاں وغیرہ تھے یہ سب شاہزادہ کی ہمراہ کیے اور شاہزادہ کا اصل منصب بیس ہزاری بیس ہزار سوار پر اضافہ کیا اور بارہ لاکھ روپیہ نقد دیئے اور بعض نصائح کیں اور حکم دیا کہ سو سوار تابین کے سردار کو موافق ضابطہ منصب کے دس ہزار روپیہ نقد سوار تنخواہ جاگیر کے جوان پاس ہو سرانجام سفر کے لیے بطریق مساعدت دیں اور ہر ایک احدی و پیادے و توپچی و تفنگچی و باندار کو تین ماہ کی تنخواہ پیشگی دیجائے پادشاہزادہ محمد مراد بخش کو بھی بڑے بھائی کے ہمراہ کیا و سفارش کی کہ اگر قزلباشوں کی شورش دیکھکر فوج بلخ و بخارا حرکت کرے تو اوزبکوں کی تنبیہ کے واسطے دارا شکوہ کی صلاح کے موافق مراد بخش جاے اور اگر بہ تقاضا وقت مراد بخش کو دارا شکوہ اپنے پاس رکھنا چاہے تو علی مردان خاں فوج توران کی دفع کے لیے بھیجا جائے اور کابل کے کومکی پادشاہزادہ کے ساتھ رفاقت کریں خاندوران بہادر نصرت جنگ جو مالوہ سے آیا تھا اُس کو پادشاہزادوں کے ساتھ پادشاہ نے معین کیا اور حکم دیا کہ دونوں پادشاہزادے غزنین میں پہنچیں تو وہاں ٹھیریں اور تیس ہزار سوار مع توپ خانہ پیشتر خاندوران اور سعید خاں بہادر ظفر جنگ کے ساتھ روانہ کریں اور اس صورت میں کہ شاہ ایران کی طرف سے قندھار میں رستم خاں آئے تو اُسکے مقابلہ کے لیے یہ فوج کافی ہو اور اس صورت میں کہ شاہ ایران کی خراسان میں آنے کی اور سرحد ہرات سے آگے بڑھنے کی خبر تحقیق ہو تو دونوں پادشاہزادے قندھار میں آئیں اسی ضمن میں شاہ ایران کے مرنے کی خبر بطریق افواہ آئی۔ اور

ایک ہفتہ کے بعد خبر مذکورہ تحقیق ہوگئی کہ چودہ سال ایران میں اُس نے فرمانروائی کرکے مشہد مقدس پاس جان آفرین کو جان سپرد کی اسکی جگہ شاہ عباس ثانی تخت نشین ہوا اور دارا شکوہ کی بھی عرضداشت آئی جس میں شاہ ایران کا واقعہ لکھا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ اگر حکم ہو تو لشکر و توپ خانہ کو لیکر بلاد خراسان کی طرف متوجہ ہوں اسکے جواب میں بادشاہ نے لکھا کہ ایک لڑکے کی سلطنت پر جس کا باپ ابھی مرا ہو اور اسکی سلطنت نے استحکام نہ پایا ہو حملہ کرنا سلاطین نیک سیرت کے رویہ کے موافق نہیں ہی خود مع لشکر کے جلد حضور میں آؤ کہ اُس فرزند عزیز کے دیدار فرحت آثار کی لذت ہفت اقلیم کی تسخیر سے زیادہ ہی۔

شاہزادہ مراد بخش کا نکاح شاہ نواز خاں صفوی کی بیٹی سے ۲۲ ربیع الثانی کو ہوا چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا اور چھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ اس جشن میں خرچ ہوا۔

شاہزادہ مراد بخش کا بیاہ

واقعات سال شانزدہم جلوس سنہ ۱۰۵۲ ھ ۱۶۴۲ ء

سال شانزدہم جلوس غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۲ کو شروع ہوا اس کا جشن ہر سال کے دستور کے موافق زیب و زینت کے ساتھ مرتب ہوا ادنی اعلیٰ ہر ایک اپنی قسمت کے موافق فیضیاب ہوا۔ دارا شکوہ اور مراد بخش نے کابل و غزنین سے مراجعت کی دارا شکوہ کو بلند اقبال کا لقب عطا ہوا۔ مراد بخش کو ملتان اقطاع میں دیا گیا اور وہاں کی صوبہ داری کے لیے مرخص ہوا۔ اللہ وردی خاں ہرزہ گوئی میں ضرب المثل تھا اُس نے بادشاہ کی خدمت میں کچھ باتیں جو نمک خواری کی آداب کے خلاف تھیں زبان سے نکالی تھیں اسلیے وہ بے منصب کیا گیا اور پرگنہ لشکر پور جسکی جمع ۴۳ لاکھ دام تھی اسکی وجہ معاش کے لیے دی گئی۔ خاندان امیر تیمور میں وسعت خلق و طریقہ خطا بخشی و جرم پوشی عجب تھا باوجود ایسی تقصیرات کے جنھیں اور پادشاہان ہفت اقلیم سوا قتل کے متحمل نہ ہو سکتے تھے وہ جان و مال

بحال رکھتے ہیں۔ ظفر خاں ناظم کشمیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ پادشاہ کے ڈیڑھ
لاکھ روپیہ عنایت کرنے سے کشمیر کی رعایا کو قحط کے الم کے دن نوروز و عید کے دنوں
سے بدل گئے ہیں لیکن اگر تیس ہزار روپیہ اور گاؤ و تخم ریزی کے لیئے رعایاء مالگذار
کو مرحمت ہو تو انتظام محال کی آبادی کا سبب ہوگا۔ پادشاہ نے اسے منظور کر لیا۔

لاہور کا شالامار باغ و نہر علی مردان خاں کی نہر

پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ لاہور میں شالامار کا باغ تیار ہو گیا ہے اسکی تعمیر کا حکم
سنہ ۱۴ جلوس میں دیا گیا تھا اسکا اہتمام خلیل اللہ خاں کے سپرد ہوا تھا ایک سال
چار مہینے پانچ روز میں وہ تیار ہوا۔ چھ لاکھ روپیہ اس میں صرف ہوا۔ ۷ شعبان کو
پادشاہ اسمیں گیا اور نہایت محظوظ ہوا اس باغ کے تین طبقے تھے اوپر کے طبقہ کا نام
فرح بخش اور دوسرے درجہ کا نام فیض بخش تھا عجیب و غریب حوض و نہر عمارات
اسمیں بنی تھیں۔ جب پادشاہ لاہور میں آنکر اسمیں اترتا تو خیموں ڈیروں کی ضرورت نہ
ہوتی علی مردان خاں کے اہتمام سے جو نہر ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوئی تھی اس سے
علی مردان خاں کی آبرو بڑھی اور باغات پادشاہی کی سرسبزی و خرمی اور زراعت
کی شادابی ہوئی شاہ و گدا کو پسند آئی۔ شالامار کے باغ فرح بخش کو فیض پہنچا مگر
شہر کے لیے اس کا پانی کمی کرتا تھا ایک لاکھ روپیہ اور ملا اعلی الملک کو حوالہ ہوا کہ منبع
و عرض نہر کو کشادہ تر کرے تاکہ چشمہ خیر ہمیشہ جاری رہے پادشاہنامہ میں لکھا ہے کہ
کاربردازوں نے بے وقوفی اور عدم مہارت سے اس روپیہ میں پچاس ہزار روپیئے
نہر سابق کی مرمت میں صرف کیا۔ آخرکار ملا علاء الملک کی صواب دید سے پانچ
کروہ وہ نہر رہی جو علی مردان خاں لایا تھا اور تیس کروہ نئی نہر کھودی گئی اب بہت پانی
بے فتور باغ میں جاتا ہے اس ملا کو آب ترازو (لیول) میں بڑی شناسائی تھی۔

روانگی از لاہور بکشمیر ۱۰۵۲ھ

جب پنجاب و کابل و قندھار کی مہمات سے پادشاہ کو انفراغ ہوا اور
سارے ملک کا انتظام تازہ ہو گیا تو ۲۲ شعبان کو لاہور سے وہ روانہ ہوا۔

اور ۲۴ شوال کو اکبر آباد میں داخل ہوا۔ غرہ ذی الحجہ ۱۰۵۲ھ کو جشن وزن قمری ہوا عمر کا اکیاون سال ختم ہوا۔ عبد الصمد عمودی سفیر شریف مکہ آیا اور تحفے اور کلید بیت اللہ جو بطور شگون بھیجی گئی تھیں لایا پادشاہ نے اس کو چالیس ہزار روپیہ انعام دیا۔

جلوس سال پنجم کی ابتدا میں مزار ممتاز محل کی عمارات کی بنیاد کھدنی شروع ہوئی وہ دریا جمن پر مشرف ہے اور یہ اس کے شمال میں دریا بہتا ہے بیلداروں نے اسکی بنیاد ایسی گہری کھودی کہ پانی نکل آیا۔ شگرف کار معماروں نے اس کو سنگ صاروج سے بھرا اور سطح زمین کی برابر کیا اور اسپر روضہ کی کرسی کی اساس رکھی۔ آجر و آہک سے چبوترہ طول میں تین سو چوہتر گز اور عرض میں ۱۴۰ گز اور ارتفاع میں ۱۶ گز بنایا اور تمام ممالک محروسہ کی اطراف سے گروہا گروہ سنگتراش سادہ کار پرچین کار منبت کار بلا کر جمع کیے انھوں نے اور عملہ کے ساتھ اپنا کام کیا اس چبوترہ کی روے کار کو سنگ سرخ سے تراشا اور اس کو منبت کاری و پرچین کاری سے آراستہ کیا اور اسمیں وہ باہم پیوند لگائے کہ نظر دقیق بھی اسکی درز کو نہیں دیکھ سکتی اور اس کا فرش سنگ سرخ سے گرہ بندی کرکے مرتب کیا اور اس کرسی کے وسط میں ایک اور کرسی سطح مربع طول و عرض میں ایک سو بیس گز اور بلند سات گز مرتب کیا۔ روے کار اسکا سنگ مرمر سے مرتب کیا اور اس کرسی دوم کے وسط میں عمارت روضہ کی بنائی جسکا قطر ستر گز ہے اور اسکی طرح مثمن بغدادی ہے اور ایک گز کرسی ہے مرقد کا گنبد سراپا اندر باہر سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے سطح سے زہ تک مثمن ہے قطر بائیس گز ہے زہ کو مقرنس کیا ہے۔ زہ سے سقف گنبد تک کہ سطح عمارت سے تینتیس گز مرتفع ہے سنگ مرمر کا قالب کاری کی طرح تراشا ہے اور اس گنبد کے اوپر ایک اور گنبد امرودی شکل کا بنایا ہے اور اس گنبد کے فرق پر جس کے منطقہ کا دور ایک سو دس گز ہے ایک کلس گیارہ گز بلند خالص سونے کا لگایا ہے روے زمین سے سر کلس تک ارتفاع ایک سو سات گز ہے گنبد کے اندر اس کے

روضہ ممتاز محل

اضلاع ہشت گانہ میں دو طبقے نشیمن ہیں ہر ایک کا طول ساڑھے پانچ گز اور عرض تین گز ہی
جہات اربعہ میں چہار خانہ دو مرتبہ ہیں ہر یک طول و عرض میں چھ چھ گز اور اس میں چار
نشیمن ہیں کہ ہر یک کی لمبائی ساڑھے چار گز اور چوڑائی تین گز ہی ہر خانہ کے آگے
ایک مربع پیش طاق ہی طول میں ۱۶ گز اور عرض میں ۹ گز ارتفاع میں پچیس گز اور چاروں
کونوں میں چہار خانہ مثمن ہیں درجہ ہر خانہ کا قطر دس گز مشتمل آٹھ نشیمن پر اور ان خانوں
کے درجہ سوم میں ایک ایوان ہی جسکی چھت مثمن گنبدی ہی اور ان ہشت مثمن کی باہر کی
جانب میں تین پیش طاق ہیں ہر یک طول میں سات و عرض میں چار اور ارتفاع میں دس
میانہ گنبد میں ممتاز محل کا مرقد ہی اور تربت کے اوپر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی جسکے
اوپر قبر کی صورت بنی ہوئی ہی اور اسکے گرد ایک محجر مثمن و مشبک مجلا و مصفی اسی
پتھر کا ہی اور اس محجر کا دروازہ سنگ یشم کا ہی بطرح بندرومی جسکے مفاصل کو تنکہائے آہنین
سے بنایا ہی اور اس کو زر فشاں کیا ہی اور دس ہزار روپیہ اسمیں خرچ کیا ہی۔ اُس عمارت
کے اندر کوکبہ و قنادیل طلائی مینا کار تاباں ہیں اس گنبد کے ہر چار طاق میں حلبی آئینے
لگے ہوئے ہیں ایک میں آمد و رفت کی راہ ہی۔ کرسی سنگ مرمر کی ہر کونے میں چوڑائی زمین سے
تینتیس گز بلند ہی ایک مینار زینہ دار سنگ مرمر کا بنایا ہی جسکا قطر سات گز ہی اور کرسی مذکور کے
سطح سے کلس تک ارتفاع باون گز۔ مینار کے فرق پر ایک چار طاق سنگ مرمر کا بنایا ہی اس روضہ
کی کرسی کا فرش سنگ مرمر اور سنگ سیاہ سے گرہ بندی کیا گیا ہی اس روضہ کی شمالی عمارات میں
اندر اور باہر صناع اعجوبہ پرداز نے اور سحر طراز نے عقیق اور اور اقسام کے سنگہائے رنگین
اور احجار ثمین سے پرچین کاری کی ہی کہ دیدۂ باریک بیں اسکے دقائق کو نہیں پہنچتا
اس مکان میں پہلے ایک محجر تھا طلائی مینا کار جس کا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور
چھ لاکھ روپیہ قیمت کا جس کا حال ششم جلوس میں لکھا گیا ہے مگر بادشاہ نے
یہ سمجھکر کہ اس کی چوری کا احتمال ہی ایک محجر سنگ مرمر کا بنوا دیا جسکا اوپر ذکر

ہوا دس سال کے عرصہ میں پچاس ہزار روپیہ میں وہ تیار ہوا۔ روضہ کے اندر اور باہر
کتابوں میں سور قرآنی و آیات حمانی و اسماء حسنیٰ و ادعیہ ماثورہ اس نہج پر پرچین کاری
ہوئی ہیں کہ جنکو دیکھکر حیرت ہوتی ہی روضہ کی غربی جانب میں سنگ سرخ کی کرسی پر ایک
مسجد ہی سہ چشمہ سنگ سرخ کی طول میں ستر گز عرض میں تیس گز تین گنبد جو اندر سے سنگ
سرخ کے ہیں اور باہر سے سنگ مرمر کے۔ میانہ گنبد کا قطر چودہ گز ہی اور باقی گنبدوں میں
ہر ایک کا قطر گیارہ گز ارتفاع اکیس گز طرفین کے گنبدوں میں سے ہر ایک کے آگے
ایک خانہ ہی جس کا طول گیارہ گز اور عرض ۹ گز ہی ازارہ مسجد کا حاشیہ اندر اور باہر سنگ مرمر
اور سنگ زرد و سیاہ کا بطرح لوچ پرچین کار ہی مسجد کا فرش سنگ سرخ کا ہی سنگ زرد و سنگ
سیاہ سے پرچین کر کے جاے نماز کی شکل نمایاں کی ہی۔ چبوترہ کے آگے ایک حوض ہی جس کا
طول چودہ گز و عرض دس گز صحن اس کا روح افزا و دلکشا ہی روضہ کے شرقی
جانب میں مہمان خانہ ہی جو مسجد کا ہم قرینہ ہی اور تمام جزئیات و خصوصیات
میں اس کی مانند ہی مگر اس کی دیواریں محراب دار نہیں اور اس کا فرش بشکل جانماز نہیں
کرسی سنگ سرخ کی چاروں کونوں میں چار برج مثمن سہ طبقہ ہیں۔ طبقہ سوم کی سقف
گنبدی ہی کلاہ گنبد اندر کی طرف سنگ سرخ کی ہی اور باہر سے سنگ مرمر
کی۔ اور ہر برج کے پہلو میں ایک ایوان ہی طول میں بارہ گز اور عرض میں چھ
گز دو جانب میں دو حجرے ہیں۔ سنگ سرخ کی کرسی کے نیچے باغ ہی جس کا طول و
عرض تین سو اٹھاسٹھ گز ہی وہ اقسام ریاحین و انواع اشجار سے پر ہی وسط
باغ کی چار خیاباں ہیں اسکے چالیس گز عرض میں ایک نہر چھ گز عرض کی ہی۔
اور اس میں جمنا کے پانی سے فوارے چھوٹتے ہیں۔ نہریں جہاں ملتی ہیں وہاں ایک
چبوترہ ہی طول و عرض میں اٹھائیس گز جس کے گرد نہر چکر کھاتی ہی۔ وسط چبوترہ
میں ایک حوض ہے طول و عرض میں سولہ گز ہی اس میں پانچ فوارے نصب ہیں۔

ان خیابان کا فرش سنگ سرخ کا ہے کہ اہمیں طرح گرہ بندی کی گئی ہے۔ باغ کے اضلاع شرقی و غربی میں ایک یوان ہے جس کا طول گیارہ گز اور عرض سات گز دو حجرے بنائے گئے ایوان طینی کے پیچھے ایک خانہ ہے طول میں نو گز و عرض پانچ گز ایوان کے آگے ایک چبوترہ ہے طول میں چھیالیس گز عرض میں دس، باغ کے جنوبی ضلع میں سراسر ایوان در ایوان ہیں روبشمال عرض بارہ گز اس ضلع کے دو کونوں میں بیچ میں جو کرسی سنگ مرمر کا قرینہ ہے ضلع مسطور کے وسط میں روضہ کا دروازہ بہت بلند ہے یہ دروازہ مثمن بغدادی ہے اسکے سطح کا قطر سولہ گز ہے اور گنبد کی شرقی و غربی جانب میں نشیمن ہیں بشکل نیم مثمن عمارت دروازہ میں چار زاویے چار خانہ مربع دو طبقہ میں ہر یک طول و عرض میں چھ گز مشتمل چار نشیمن نیم مثمن پر۔ اس عمارت کی جانب شمالی و جنوبی میں دو پیش طاق ہیں۔ ہر یک طول سولہ گز عرض نو گز اور ارتفاع بیس گز ہے دروازہ کے روبے کار کے اوپر اور باہر کی جانب سات چوگھنڈی ہیں کہ جن کی کلاہ سنگ مرمر کی ہے اس عمارت کے چار کونوں پر چار مینار ہیں۔ باغ و عمارات کی دیواروں میں اور اس کے دور میں اندر و باہر اور فرش عمارات و باغ کے احاطوں کے شرفات میں سنگ مرمر و سنگ سیاہ کی پرچین کاری کی گئی ہے اور سب سنگ سرخ سے بنائے گئے ہیں۔ دروازہ کے آگے ایک چبوترہ ہے طول میں اسی گز عرض میں چونتیس گز۔ جلو خانہ ہے طول میں دو سو چار گز اور عرض میں ایک سو پچاس گز جلو خانہ کے اضلاع چارگانہ میں ایک سو اٹھائیس حجرے ہیں دیوار باغ کے متصل دو خواص پورہ ہیں ایک جلو خانہ کی طرف شرقی میں اور دوسرا جانب غربی میں ہر ایک کا طول چھہتر گز اور عرض چونسٹھ گز بتیس حجروں میں سے ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان خادموں کے واسطے جلو خانہ کے شرقی و غربی جانبوں میں بازاروں کی ترتیب دی ہے جنکے ایوان سنگ سرخ کے ہیں۔ اور

خشت چونے کے۔ ان بازاروں کا عرض بیس گز ہی جلو خانہ کے جنوبی ضلع میں چوپڑ کا بازار
ہی جسکے شرقی و غربی بازار کا طول نوے گز ہی شمالی و جنوبی طول میں بیس گز اس چوپڑ
کے بازاروں کے اطراف میں چار سرائیں ہیں جن میں سے دو سرائیں خشت پختہ و چونہ
کی سرکار شاہی سے بنی ہوئی ہیں۔ ہر ایک کا صحن نشیمن بغدادی ہی اور اسمیں ایکسو چھتیس
حجرے ہیں ہر حجرے کے آگے ایک ایوان ہی ان دو سرا کے ہر ایک کے تین کونوں میں
تین چوک ہیں کہ ہر ایک کا صحن چودہ گز سے چودہ گز ہی اور دونوں سراؤں کے چوتھے
کونے میں دروازہ ہی جسمیں سے آدمی آتے جاتے ہیں اور چوپڑ کے بازار کے وسط میں
ایک چوک ہی جسکی لمبائی ایک سو پچاس گز اور عرض سو گز ہی اور دو اور سرائیں پہلی دو
سراؤں کے جواب میں ہیں۔ ان سراؤں میں طرح طرح کے اقمشہ ہر دیار کے اور اقسام
امتعہ ہر ولایت کی اور انواع نفائس روزگار کے اور اصناف لوازم تمدن و تعیش اطراف
عالم سے آتے ہیں اور خرید و فروخت ہوتے ہیں بادشاہی سراؤں کے پیچھے تجاروں نے بہت
سے اپنے اپنے گھر بنا لیے ہیں۔ اسطرح ایک شہر آباد ہو گیا ہی جسکا نام ممتازآباد ہی یہ تمام عمارتیں
بارہ سال میں مکرمت خاں و میر عبد الکریم کے اہتمام سے تمام ہوئیں اور پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوا اور
تیس موضع مضافات پرگنہ حویلی اکبرآباد و نگر چین کے جنکی جمع چالیس لاکھ دام ہی انکی آمدنی اور سراؤں
اور بازاروں کی آمدنی سب ملکر کل دو لاکھ روپیہ سال کی آمدنی اس روضہ کے لیے وقف
کی گئی کہ اگر مرمت کی احتیاج ہو تو ان وقفوں کے محاصل سے اس میں خرچ ہو ورنہ
مبلغ بقدر حاجت ان بقاع کی ترمیم میں خرچ کریں اور باقی کو مصارف معہودہ
اور علوفہ میانہ داروں اور ماہوارہ خواروں میں اور آش و نان میں جو اس
مکان کے خادموں اور اور محتاجوں کو دیا جائے خرچ ہوں اس عمارت کی
خوبی فضا و صفائی کیا قلم سے لکھی جا سکتی ہی جس کسی نے اسکو دیکھا ہی اسکو وہی جانتا ہی۔

گھڑیوں کے مقرر کرنے میں قانون جدید

ہندوستان کے ستارہ شناسوں نے روز و شب کو ساٹھ برابر حصوں میں تقسیم

کیا ہے اور ہر ایک حصہ کا نام گھڑی رکھا ہے اور آفتاب کے غروب طلوع سے رات دن کا آغاز کرتے ہیں۔ اعتدال ربیع و خریفی میں کہ رات دن برابر ہوتے ہیں ان کی گھڑیاں متساوی ہوتی ہیں۔ اور جب روز و شب متفاوت ہوتے ہیں تو رات دن کی گھڑیوں کو ان کی کمی بیشی مقدار کے موافق کم و بیش کرتے ہیں چنانچہ دار السلطنت لاہور کے عرض میں سب سے بڑے دن کی گھڑیاں ۳۵ اور چھوٹی رات کی گھڑیاں ۲۵ ہیں علم نجوم کے مسلمان ماہروں نے فجر و مغرب کی نماز کے لیے وقت و آغاز روز میں ایک نیم گھڑی پیش از طلوع آفتاب اور ابتداء شب میں نیم گھڑی بعد از غروب آفتاب مقرر کیا اور اسکی علامت یہ تعین کی کہ گجر بجایا جائے اور ان دو گھڑیوں کو رات میں سے گھٹا کر ابتداء روز میں متساوی زیادہ کیا اور گھڑی کے پیمانے کو درست کیا کہ عرض لاہور میں نجومیوں کے قاعدہ کے موافق طول روز ۳۵ گھڑی اور اقصر شب ۲۵ گھڑی سے متجاوز نہ ہو اس لیے رات دن کی گھڑیاں مقدار میں متفاوت ہوئیں جب بادشاہ کے روبرو یہ گھڑیوں کا تفاوت کا ضابطہ پیش ہوا تو اس نے تفاوت مقدار و اختلاف پیمانہ کو یوں مٹایا کہ فجر و مغرب کی نماز کا گجر بدستور رکھا اور رات دن کی گھڑیوں کو متساوی المقدار کیا اور ڈیڑھ گھڑی طلوع آفتاب سے پہلے اور آدھی گھڑی غروب آفتاب کے بعد جو منجموں کے نزدیک داخل شب تھیں دن کی گھڑیوں پر زیادہ کیا چنانچہ لاہور میں بڑے سے بڑا دن ۳۷ گھڑی کا مقرر کیا

واقعات سال ہفدہم جلوس ۱۰۵۳ھ

غرہ جمادی الاخری ۱۰۵۳ھ کو سترھواں سال جلوس کا شروع ہوا جشن بازیب و زینت ہوا۔ عبد الصمد سفیر مکہ کو روز رخصت تک کل نقد و جنس ۵۶ ہزار روپیہ کا انعام ملا اور وہ رخصت ہوا۔ راے رایاں بنارس میں گوشہ نشین ہوا اورنگ زیب کے بیٹا شاہ معظم پیدا ہوا۔ ۱۸ رشعبان کو اجمیر زیارت کے واسطے گیا زیارت کے بعد دس ہزار

روپیہ وہاں کے خادموں کو دیا۔ دیگ کلاں جو حضرت جہانگیر نے بنوائی تھی اُس میں
برنج و گوشت بیل گاؤ شکار خاصہ پکاکر مستحقوں کو دیا ایک سو سینتالیس من پختہ برنج و گوشت
و روغن اس دیگ میں پکے۔ زیارت کے بعد ۱۸ شوال کو اکبرآباد بادشاہ آگیا۔
بادشاہ سے عرض ہوا کہ راجہ کشن سنگھ فوت ہوا اسکا بیٹا لونڈی کے پیٹ سے ہے
اور ہندو کنیز کے فرزند کو ملک و مال کا وارث نہیں جانتے اور اسکے ساتھ طعام نہیں کھاتے
اور اسکو غلام محسوب کرتے ہیں اسلیئے اسکے چچا کے پوتے دیوی سنگھ کو اسکا وطن عنایت
کیا۔ راجگی کا خطاب اور منصب ہزاری و ہزاری سوار کا دیا۔ عبداللہ خاں فیروز جنگ
کا سالیانہ مقرر ہوگیا تھا اس کو پھر منصب شش ہزاری سوار کا عنایت کیا۔ دارالخلافہ میں
تپ وبا و طاعون کے آثار ظاہر ہوئے تھے اسلیئے بادشاہ فتحپور میں ذی الحجہ کے اول
میں چلا گیا پھر دارالخلافہ میں آیا مگر ایک ہفتہ رہ کر وبا کے سبب سے سموگڈھ میں اور
محرم کے ختم ہونے کے بعد دارالخلافہ میں آیا۔

ولایت پالاموں

ولایت پالاموں کی چلگونگی اور یہاں کے زمیندار سے پیشکش جو شائستہ خاں نے لی تھی
اُسکا حال گزارش ہوا اب ان دنوں میں جو وقوع میں آیا لسے لکھتے ہیں کہ پرتاب نے
اپنے سرداروں کے ساتھ حسن سلوک نہیں برتا اسلیئے سران قوم اسکے دشمن ہوگئے اور
اسکے دفع کرنے کے درپے دریا رائے اور تیج رائے پرتاب کے اعمام صوبہ بہار کے ناظم
اعتقاد خاں پاس پٹنہ میں آئے اور اسکے ساتھ ملکر یہ قرار پایا کہ پرتاب کو مقید کرکے اُس کے
پاس لائیں۔ پالاموں میں ان دو نے جاکر اُس کو قید کر لیا اور تیج رائے قوم کا سردار ہوا۔
صوبہ دار نے تیج رائے کو لکھا کہ پرتاب کو بھیجدو اُس نے بھیجنے کے لیے عذر کیے ایک مدت
تیج رائے کی قید میں پرتاب تھا اُسکا بڑا بھائی دریا رائے اس سے بگڑ گیا۔ اعتقاد خاں نے ہر
ایک کی دلدہی کرکے بادشاہ کی اطاعت پیرو کی۔ دریا رائے نے اعتقاد خاں سے کہا کہ اگر
آپ فوج بھیجیں تو حصن دیوگن کہ پالاموں کا قلعہ سب سے بڑا ہے حوالہ کردیا جائے۔

ناظم صوبہ نے زبردست خاں مرزبان شاہ آباد کو سپاہ کے ساتھ بھیجدیا۔ غرہ شعبان کو خان مزبور نواحی دیوکن میں آیا۔ قلعہ دیوکن اس کو سپرد کیا گیا۔ تیج رائے نے جو آدمی لڑنے کے لیے اِدھر اُدھر بھیجے تھے انکو لشکر شاہی نے مار دھاڑ کر بھگا دیا۔ تیج رائے شکار کو گیا تھا اُسکے آدمیوں نے پرتاب کو قیدخانہ سے نکال لیا تو تیج رائے اور اُسکے آدمی اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔ جب زبردست خاں مان گڈھ میں آیا تو پرتاب نے اسکی اطاعت قبول کی مگر پٹنہ جانے کے سبب سے اول انکار کیا کہ کبھی اسکے باپ دادا صوبہ دار کے پاس پٹنہ کو نہیں گئے تھے مگر آخر کو اُسکو وہاں جانا پڑا۔ بادشاہ نے صوبہ دار کی سفارش سے منصب ہزاری ذات و ہزاری سوار دیا۔ ولایت پالامون کی ایک کروڑ دام جمع مقرر کرکے اسکی تیول میں دیدی۔

نواب جہاں آرا بیگم عرف بادشاہ بیگم کی سالگرہ کا جشن تھا کہ اسکے دامن میں شمع سے آگ لگی اور ہاتھ و پیٹ و سینہ جلگیا۔ اور چار لونڈیاں جو پروانہ وار اُس آگ پر گریں انکے بھی اکثر اعضا بھی جلگئے۔ بیگم صاحب کو جلنے کے زخموں سے بہت تکلیف ہوئی اور بادشاہ کو اُس سے نہایت رنج ہوا۔ ان چار لونڈیوں میں سے دو مرگئیں۔ بادشاہ نے اس اپنی پیاری چاہتی بیٹی کے ایام علالت میں بہت خیرات دی۔ ہزاروں ہزار روپیہ خیرات کیا اور جیلخانوں میں مجرم جو سخت جرموں کے سبب سے مدت سے قید تھے انکو آزاد کیا اور سات لاکھ روپیہ عین المال سرکار سے ان مجرمونکی جماعت کو دیا۔ یہ امر اتفاقات نامحمود سے تھا کہ ان ایام میں سید جلال صدر جدید نے باوجود خاندان کی شرافت کے شرارت پیشہ پیشکاروں کی رہنمونی سے بادشاہ سے عرض کیا کہ موسوی خان صدر معزول کی بیخبری سے وجہ مدد معاش اکثر ان آدمیونکو بیجا ملگئی ہی جو کچھ استحقاق نہیں رکھتے اور بہت سے آدمی اسناد او فرمان جعلی بناکے اراضی مدد معاش و وظائف پر متصرف ہوئے ہیں اسلیے بادشاہ نے حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ میں ایک فصل مدد معاش خواہ خالصہ میں خواہ تیول امرا و منصبداروں میں سوائے سیور غالات مردم روشناس کے الگ ایک جگہ نگاہ رکھی جائے اور صحت اسناد کے بعد وہ ارباب احتیاج کو حوالہ کی جائے۔ دارالخلافہ اور

بادشاہ بیگم کا جلنا

اور اسکے نواح کے نیاز مند صدر الصدور پاس آئیں اور صوبجات بعیدہ کے رہنے والے صوبہ داروں کی اور صدور جزو کی صوابدید سے سند حاصل کریں اور اس مضمون کے مناشیر جمیع صوبوں کے ناظموں کے پاس بھیجے جائیں اس سبب سے صدر کی بہت بدنامی ہوئی اور مستحقین و مستمندوں کے دل سوختہ ہوئے ان بے بضاعت بیچاروں کے اس جلنے سے شعلے اٹھنے لگے ایسی سے بہت سے مومن و مومنہ و مسلم و مسلمہ تھے کہ سوائے سینہ پُردرد کے آہ درد آلود کے کوئی وسیلہ پیغام رسانی کا نہ رکھتے تھے۔ پادشاہ یہ سمجھا کہ ان دل جلوں کی آہ نے میرے لخت جگر کے دامن میں آگ لگائی ہے سچ ہے ؎

آتش سوزان نہ کند با سپند　　　　انچہ کند دود دل دردمند

پھر تو اس بادشاہ فریادرس نے حکم دیا کہ محصول مدد معاش وجوہ وظائف موقوف شدہ کو پھر اسی گروہ کو دیدو اور بعد اس کے اسی کو علیحدہ رکھو اور دار الخلافہ اور اسکے حوالی کے رہنے والے صدر الصدور سے رجوع کر کے تصحیح کریں اور اور صوبجات میں جس کسی کو فرمان اکبری اور جہانگیری اور شاہجہانی ملے ہوں صدر جزو ناظموں کی صلاح سے تصحیح اسناد کریں اور ثبوت قرار وقبض و تصرف کی تحقیقات کی جائے اور جو کوئی سپاہی دراہل حرفہ ہو اسکی مدد معاش کی مزاحمت نہ کریں جو کوئی مرگیا ہو اور فرمان میں قید مع فرزندوں کی ہو تو اسکی اراضی اسکی مستحق اولاد پر مقرر کریں اور اگر قید مذکور فرزندوں کی نہو اسکی اراضی کو بازیافت کریں اور اگر کوئی استحقاق ظاہر ہو تو ہم سے عرض کریں۔ غرض بادشاہ نے بیگم کے علاج جسمانی کا ضمیمہ اس بندوبست روحانی کو کیا۔ داراشکوہ اور بادشاہ بیگم سے بادشاہ کو ایسی محبت تھی کہ کسی اور فرزند سے نہ تھی۔ بیگم کی بیماری کے دنوں میں دوپہر سجادہ پر بیٹھکر شافی برحق سے رو کر اور نہایت عجز سے شفا کے لیے دعا مانگتا تھا پانچ چھ مہینے تک حکمار کے علاج اور دوا اور مرہم سے جیسا کہ فائدہ ہونا چاہیے نہیں ہوا بیگم کے غلام عارف نے ایک مرہم تیار کیا جس کے لگانے سے ایسا آرام ہوگیا زیست کی امید ہوگئی صحت کامل کا جشن آیندہ پر موقوف رکھا گیا مگر فقط اتنی صحت پر جشن کیا۔

جسمیں حکما و صلحا و فضلا و مستحقین و ارباب طرب کو بہت کچھ ملا۔ بیگم کے عارضہ کی خبر سنکر دونوں
بھائی اورنگ زیب اور مراد بخش عیادت کے لیے آئے۔ پھر بیگم صاحبہ کی صحت کامل کا
جشن ہوا اور وہ سونے میں تولی گئیں اور سونا محتاجوں میں تقسیم ہوا۔

شاہزادہ اورنگ زیب پادشاہ کی ناراضی

بادشاہزادہ اورنگ زیب سے بیوقوف بدراہوں کی راہ نمائی سے بعض ادائیں خلاف
مرضی سرزد ہوئیں اُس نے پادشاہ کے آثار قہر و کم توجہی و غضب اپنے حق میں ملاحظہ کیے تو غیرت
و پیش بینی کے سبب سے پہلے اس سے کہ باپ کی طرف سے اثر کم لطفی ظہور میں آئے گوشہ نشینی
کا ارادہ کیا کمر سے تلوار کھولکر گوشہ نشین ہوا اوسکی جاگیر ضبط ہو کر خالصہ میں آئی اور دکن کی صوبہ
داری خاں دوران خاں کو مرحمت ہوئی اس کا اضافہ منصب ہوا وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار
سوار اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ہوا۔ پادشاہزادہ مراد بخش اپنے تعلقہ کو رخصت ہوا۔

ظہور کنور کی فتح خاندوران خاں نصرت جنگ کی تدبیر سے

سنگرام گونڈ زمیندار قلعہ کنور مر گیا وہ پادشاہ کا مطیع تھا اسکے غلام مارو گوند کو اس
قلعہ کی حراست سپرد تھی اس نے اس کے بیٹے بھوپت کو پادشاہ کی فرمان کبری اور
معاملات مرزبانی سے محروم کر کے سارا اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کچھ خرچ
اس کے گذارہ کے لیے مقرر کر دیا اور پادشاہ کی فرمانبرداری اور مالگزاری کا طریقہ
چھوڑا اس کے پاس کے زمینداروں نے بھی ادائے مال واجب میں تعلل کیا خاندوران
نصرت جنگ قلعہ رائے سین سے ان کی تنبیہ کے لیے روانہ ہوا جنگل کٹوا کر رستہ بنایا
مخوف مکانوں میں تھانے بٹھائے۔ ۱۱ صفر سنہ ۱۰۵۴ کو کتل کنور پاس پہنچا۔ پانچہزار کے
قریب گوند پیادے اور سات آٹھ سو تفنگچیوں نے سر کتل کی راہ کو روکا۔ ان کو
اُس نے پراگندہ کر دیا اور نواحی کنور میں برسات بسر کرنے کے لیے اور قلعہ کے
آس پاس کے جنگل کاٹنے کے لیے مخیم ہوا اُس نے ان سرکشوں کے مساکن و مواطن
کو بیخ و بن سے اُکھیڑ کر پھینک دیا۔ مارو گوند نے جب لشکر شاہی کی صولت
دیکھی تو اُس نے بھوپت پسر سنگرام کو نصرت جنگ پاس بھیجا اور خود اطاعت کا ارادہ کیا

اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ بعض آدمی چاہتے ہیں کہ بھوپت کو بھگا کر قلعہ میں لیجائیں اسلیے نصرت جنگ نے اس جماعت کو مقید کیا اور بھوپت کو نظر بند۔ مارو نے قلعہ حوالہ نہیں کیا۔ ۲۱ شعبان کو خان مذکور نے اپنی اقامت گاہ سے کوچ کیا۔ کوہ الکھرہ میں پہنچا۔ اس پہاڑ کے سوا قلعہ کنور کا کوئی اور سرکوب نہ تھا جسکو مخالفوں نے سنگ و آہک سے محکم کیا تھا اسکو لے لیا اور اسے منزل بنایا قلعہ ایک پہاڑ پر واقع تھا جسکے دو مرتبے پست و بلند تھے جنمیں سے کسی کو حصار کی ضرورت نہ تھی اور سراپا یک لخت سنگ کا بنا ہوا تھا کسی طرف اسپر چڑھنے کا رستہ نہ تھا اسکے برج دوبارہ کو مارو نے مستحکم کیا تھا اسکی تسخیر نیرنگ سے آویز و بازو سے ستیز سے میسر نہیں ہو سکتی تھی۔ اکبرآباد سے خاندوران نصرت جنگ نے دو توپیں کلاں منگائیں ان توپوں نے قلعہ میں ایک آفت مچائی برج دبارے اڑائے اور تالاب پانی سے خالی ہوئے اور آخر محرم ۱۰۵۴ھ میں مارو گوند خاندوراں بہادر نصرت جنگ پاس پناہ لینے آیا خان نے قلعہ لے لیا اور اپنے بھائی محمد صالح کو پانچ سو سوار اور سات سو پیادوں کے ساتھ حفاظت اس کا مقرر کیا اور واقعہ کو عرضداشت میں بادشاہ کو لکھا۔

امر سنگھ دو مہینے تک تپ محرق میں مبتلا رہا پھر صحت پاکر دیوان کے مجرے کے لیے آخر روز میں آیا۔ وہ صلابت خاں سے اس سبب سے عداوت رکھتا تھا کہ باوجودیکہ وہ برادر کلاں تھا اس کو ریاست نہ ملی اس کے چھوٹے بھائی راؤ جسونت سنگھ کو ریاست ملی مغرب کی نماز کے بعد بادشاہ ایک فرمان اپنے دستخط خاص سے لکھ رہا تھا کہ امر سنگھ نے جلدی سے جا کر صلابت خاں کے سینہ میں ایک جمدھر مارا کہ قبضہ تک اندر گھس گیا۔ صلابت خاں نے آہ بھی نہ کی۔ جان جان آفرین کو سپرد کی۔ خلیل اللہ خاں وارجن ولد راجہ بٹھل داس جو نزدیک تھے وہ امر سنگھ پر حملہ آور ہوئے۔ امر سنگھ نے ان کا مقابلہ کیا۔ ادھر ادھر سے گرز برداروں نے پہنچکر اس کا کام تمام کیا۔ ارجن وغیرہ چند نفر زخمی ہوئے بعد اس حادثہ کے

امرسنگھ کی لاش کو منیر خاں میر توزک و تلوک چند اٹھا کر باہر لائے اور اسکے نوکروں کو بلایا کہ اسکو گھر لیجا کر مراسم ناگزیر کی تقدیم کریں تو اس کے پندرہ خدمتگار اور مشتعلی شمشیر و جدھر لیکر میر خاں اور تلوک چند پر دوڑے اور جو اُن کے مقابل میں آیا اُس سے لڑے۔ تلوک چند مع چند گرزبرداروں اور پانچ چار روشناس منصبداروں کے قتل ہوا اور میر خاں مع ایک جماعت کے زخمی ہوا کہتے ہیں کہ جبتک امرسنگھ کے نوکر قتل نہ ہوے دربار کے اندر اور باہر ایک قیامت برپا رہی جب اس ہنگامہ کی صدا بلند ہوئی تو بعض راجپوت نوکرات کو بھاگ گئے۔ ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ امرسنگھ کے بہت سے ہوا خواہ نوکروں نے ارجن کے گھر کو گھیر لیا اور دار و گیر کا آوازہ بلند کیا یہاں تک نوبت آئی کہ پادشاہ نے یہ خیال کیا کہ سپاہ پہنچنے سے فساد اور زیادہ ہوگا ایک دو راجپوت مصلح کار کو اس جماعت پاس بھیجکر پیغام نصیحت آمیز دیا کہ امرسنگھ اور جماعت جو فساد کی مرتکب تھی اپنی سزا کو پہنچے۔ تم بے تقصیر ہو کس واسطے تیر و سناں کے طعمے بنتے ہو۔ ان بہادر نمک خواروں نے یہ نتیجہ سمجھکر کہ پاس نمک خواری کے عالم میں آقا کے واقعہ کے بعد جنگ بے سرداری کرنی خالی آزرم پرستوں کے طریقے سے نہیں ہے۔ زبان شمشیر و جمدھر سے بے ادبانہ جواب دیا اور کارزار پر نوبت آئی۔ سید خان جہاں و رشید خاں انصاری اور سید عبدالرسول بارہ مع توپ خانہ کے گئے اور جنگ و جدال کے نائرہ نے اشتعال پایا۔ سید عبدالرسول بارھہ نوجوان کشتہ ہوا اور اور پادشاہی آدمی کام آے۔ سید غلام محمد نے باوجود زخمی ہونے کے شام کے وقت مخالفوں کو مارکر کام کو ختم کیا۔ پادشاہ نے زخمیوں کو اور مردوں کی اولاد کو بڑے انعام دیئے۔

سوانح سال ہجدہم جلوس ۱۰۵۴ھ ۱۶۴۴ع

جلوس کا اٹھارھواں سال غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۴ھ سے شروع ہوا۔

ہر سال کے موافق خاص و عام کے فیض کا سرمایہ ہوا۔ دارا شکوہ کے بیٹا پیدا ہوا سپہر شکوہ اس کا نام ہوا۔ دو لاکھ روپیہ رونمائی میں دیا گیا۔ خان دوران کو مصلحت ضروری کے سبب سے طلب کیا۔ راجہ جے سنگھ کو حکم بھیجا کہ خاندوران کی مراجعت تک وطن سے دکن میں جا کر وہاں کے بندوبست سے خبردار رہے پادشاہ سے عرض ہوا تھا کہ نذر محمد خاں نے اپنے بھائی امام قلی خاں پر ایسا ظلم کیا کہ وہ کمال پریشانی و بے سامانی کے ساتھ بیت اللہ کو چلا گیا۔ پادشاہ نے مدد خرچ کے لیے اس پاس ایک لاکھ روپیہ روانہ کیا مگر اس روپیہ کے پہنچنے سے پہلے امام قلیخاں مدینہ منورہ میں مر گیا ان لاکھ روپیوں میں سے تیس ہزار روپیہ قیمت کا ایک مروارید امرودی جس کا وزن ۴۳ رتی تھا مع گھوڑوں کے پادشاہ کے لیے آیا اس موتی کی قیمت جوہریوں نے پچاس ہزار روپئے آنکے اور پادشاہ سے عرض کیا کہ اس ساتھ کا موتی پچاس ہزار روپیہ کو بھی ملنا دشوار ہے۔ سیاہیہ دفتر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا موتی کسی پادشاہ کی سرکار میں نہیں آیا۔ پادشاہ نے اس کو اپنے سرپیچ میں داخل کیا۔ سرپیچ میں وہ بارہ ٹانک کا تھا (ٹانک ۴ رتی) اور چوبیس دانہ مروارید کے قیمتی ۴ لاکھ روپئے کے لگے ہوئے تھے۔ بعد ازاں مروارید مذکور کو تسبیح خاص کا امام بنایا اور آخر دم تک اس کو اپنے پاس رکھا۔ پادشاہ کے جواہر خانہ کا حال یہ ہے کہ جس روز وہ تخت پر بیٹھا تھا۔ جواہر خانہ میں دس کروڑ روپیہ کے جواہر و مرصع آلات موجود تھے ان میں سے سال حال تک ۳ کروڑ روپیہ کے جواہر انعام اور ارمغان کے خرچ میں آئے اور پچاس لاکھ روپیہ کے جواہر معجونوں و صدقوں و نثار میں روز وزن و جشن میں صرف ہوئے پانچ کروڑ روپیہ کے جواہر جواہر خانہ انعام میں اور باقی توشک خانہ میں پوشاک خاص میں موجود تھے منجملہ انکے دو تسبیحیں ہیں جن میں ۱۲۵ دانے مروارید کے ہیں اور ۷۷ دانے یاقوت رنگین کے ان دونوں تسبیحوں کی قیمت بیس لاکھ روپیہ ہے اور ہر دانہ مروارید کا وزن تئیس رتی۔

پادشاہ کے جواہرات کا حال

بیگم صاحبہ کی صحت کا تیسرا جشن

پادشاہ نے اول جشن بیگم صاحبہ کی اثر صحت کا اور دوسرا جشن امید حیات کا کیا تھا
جنمیں ۸۷ لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا اور تیسری دفعہ غسل صحت کا جشن ہوا غسل کے
بعد ہزار اشرفی اور پانچہزار روپیہ مستحقوں کو دیا گیا عارف چیلہ جس کا مرہم مفید
ہوا تھا نقرہ سے تولا گیا۔ خلعت اور گھوڑا انعام دیا گیا جب بیگم صاحبہ باپ پاس
تسلیم کو آئی ہیں تو پادشاہ نے خود بیگم کے سر پر سے نثار کیا اور شاہزادوں
اور بیگموں نے سونے کے پھول اور جواہر نثار کیئے اور پادشاہ نے بیگم کے ہاتھ میں ایک سمرن
ایک سوتیس موتی کے دانوں کی باندھی اور دوسرے روز ایک گوشوارہ عنایت کیا کہ
جس میں دو گوہر آبدار اور دو الماس ایک لاکھ روپئے کی قیمت کے تھے۔ ایک ہفتہ
تک جشن رہا۔ اور گیارہ لاکھ روپیہ محصول بندر سورت جو بیگم کی جاگیر میں مقرر تھا
انعام میں مرحمت کیا۔ اس جشن میں جو کچھ پادشاہ اور پادشاہزادوں اور امرائے نے
صرف کیا اور سوائے اسکے جو حکمار کو انعام دیا گیا اور مکہ مدینہ کو اور اطراف میں بھیجا گیا
بیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ حکیم داؤد کو بیگم کے معالجہ کے صلہ میں یک مہر و یک روپیہ
ہر یک وزن میں پانچ سو تولہ مع خلعت و منصب دو ہزاری دو صد سوار و اسپ و فیل
ملا۔ حکیم مومنا کو جس کو تیس ہزار روپیہ سالیانہ ملتا تھا۔ منصب دو ہزاری دو صد
سوار و اسپ و فیل اور تمام فقرا و امرا و حکما و ارباب طرب فیض یاب ہوئے
چار لاکھ روپیہ شریف مکہ کے لیے اور ایک لاکھ روپیہ حرمین مستحقوں کے
لیے جو بیگم کی بقار کے لیئے نذر کیئے گئے تھے وہ احمد سعید کی ہمراہ روانہ کیے
گئے اور ہر دیار کے ہنرمندوں نے چراغوں کی روشنی کی و آتشبازی کی سیر دکھائی

اورنگزیب کا قصور معاف ہوا

بیگم صاحبہ کے کہنے سے پادشاہ نے اورنگ زیب کا قصور معاف کیا
اور منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار عنایت کیا۔ بدستور سابق جاگیر بحال
فرمائی اور عنایتوں سے معزز کیا۔

علی مردان خاں کا کابل سے تردی علی قطغان پر لشکر بھیجنا اور اسکا بھاگنا

نذر محمد خاں والی بلخ و بدخشاں نے کھمرد اور اسکے مضافات کو بے سبب قبول پلنگتوش
سے نکال سبحان قلی اپنے بیٹے کو دیدیئے اسکے اتالیق تردی علی خاں قطغان کو اسکی
ضبط و حکومت کے لیئے مقرر کیا۔ تردی علی نے ہزارجات لواحقات صوبہ کابل و قندھار
کو جو کھمرد کی حدود میں ہیں غارت کیا اول زمین داور کی بلوچوں پر تاخت کی اور اثنار
مراجعت میں لوس ہزارہ سنگ پا کو جو دریائے ہیرمند کے کنارہ پر اقامت رکھتے ہیں
تاراج کیا اور بامیان سے بیس کروہ پر مقیم ہوا کہ قابو پاکر تاخت و تاراج کرے اور وہ
اپنی اس عزیمت سے اس لیے باز رہا کہ اُس نے سُنا کہ علی مردان خاں کابل سے
پشاور کو جاتا ہے۔ خان مذکور کو جب اسکی خبر ہوئی تو اُس نے ۱۲ر شعبان کو اپنا لشکر اسکی تنبیہ کے
لیے بھیجا۔ یہ لشکر ۲۶ر شعبان کو معسکر اوزبکیہ میں آیا تردی علی بیگ نے بعد از تلاش پیر خانش بے اختیار
ہو کے بے زین گھوڑے پر سوار ہوا اور فرار اختیار کیا اور اسکے ہمراہیوں میں سے ایکسو ساٹھ آدمی
قتل ہوئے اور اُسکے اُنیس رشتہ دار محبوس ہوئے اسکی بیوی مع اسباب کے گرفتار ہوئی
اور بہت گھوڑے اور اونٹ و گوسفند غنیمت میں ہاتھ لگے اور لشکر شاہی کابل میں آیا۔

بادشاہ کا اکبرآباد سے لاہور اور وہاں سے کشمیر جانا

۱۲ر ذی القعدہ کو بادشاہ اکبر آباد سے لاہور کو کشمیر کی سیر و شکار کے ارادہ سے
روانہ ہوا۔ ۲۸ر کو فتحپور میں شیخ سلیم چشتی کے روضہ کی زیارت کی۔ بادشاہ
کا ارادہ تھا کہ بیگم صاحب کی صحت کے بعد اجمیر کی زیارت کو جائے لیکن اس سفر سے
بیگم صاحب کے زخم پھر ہرے ہوگئے۔ بادشاہ نے اس خوف سے کہ کہیں حرارت
ہوا کی شدت سے نکس نہ ہو اور زخموں میں جوشش نہ پیدا ہو۔ اجمیر کا قصد
موقوف کیا اور جمنا کی طرف توجہ کی کہ کشتی میں منزلیں آسائش سے طے
ہوں اور بیگم صاحبہ کو حرکت و حرارت سے آزار نہ ہو چار کوچ میں بادشاہ
متھرا میں آیا محمد علی فوجدار نے عرض کیا کہ ہاموں فقیر بے نوا ہی اُس کے پاس
ایسے زخموں کے واسطے مرہم اکسیر ہی۔ بادشاہ نے اُس کو بلوا ایا۔

اس کے مرہم لگاتے ہی آرام ہونا شروع ہوا۔ سات روز میں زخموں کا نشان باقی نہ رہا۔ ہامون کو اسکے ہموزن روپیہ اور وطن میں ایک گانوں آل تمغا مرحمت ہوا اور اُسکی بیوی کے واسطے زیور۔ اور شاہزادوں نے اُس کو اتنا انعام دیا کہ تا زندگی اسکو محتاجی نہیں ہوگی۔ اگرچہ مسلمان ہندو فرنگی جراحوں نے علاج کیا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ عارف و ہامون دو گمنام آدمیوں کے مرہم سے آرام ہوا۔ جس سے اُنکا نام تاریخ میں درج ہوا۔

علی مردان کا کابل بھیجا

پادشاہ سفر کرتا اوائل صفر میں لاہور پہنچا اور ۶ صفر کو کشمیر کو کوچ کیا پادشاہ کی خدمت میں کابل سے امیر الامرا علی مردان خاں آیا تھا۔ پادشاہ نے بدخشاں کی تسخیر کے لیے اس کو بعض مقدمات تلقین کیئے اور مقرر کیا کہ اس سال میں باقتضار وقت بدخشاں کی مضافات میں جسقدر ہو سکے مسخر کرے۔

سال آیندہ میں پادشاہ خود کابل جائیگا اور کسی شاہزادہ کو لشکر اور سامان کے ساتھ بدخشاں و بلخ کی تسخیر کے لیے مقرر کریگا۔ اصالت خاں میر بخشی بھی منصب داروں اور احدیوں کے ساتھ کابل روانہ ہوا کہ امیر الامرا کی صوابدید سے مہم مذکور کے انجام دینے میں کوشش کرے اویمقات چغتا اور اور الوسات سے جو حوالی کابل میں و ملک بدخشاں میں متوطن ہیں کار طلب جوانوں کو جمع کرے جس کو منصب کے سزاوار جانے امیر الامرا سے اس کے لیے منصب تجویز کرائے باقی کو احدی بندوں میں ملازم کرے اور آپس میں استصواب کر کے کابل کو جو رستے بدخشاں کو جاتے ہیں ایسی راہ کہ لشکر آسانی سے گزر سکے پسند کر کے ایک جماعت کو مقرر کرے کہ وہ تنگ جاؤں کو وسیع و ہموار کرے اور پلوں کے بنانے میں سعی کرے امیر الامرا پاس حکم بھیجا کہ اگر اس سال وہ بدخشاں پر لشکر کشی کرے تو اُس کو لکھ بھیجے کہ صوبہ پنجاب کی تعیناتی اور بہادر خاں اسکی کمک کو بھیجے جائیں۔

[illegible]

لاہور کا واقعہ پادشاہ نے یہ سنا کہ خان دوران کو ۲ رجب جمادی الاولی کو

آخر شب میں کہ وہ جامۂ خواب میں تھا ایک کشمیری برہمن بچہ نے جس کو خان مذکور نے مسلمان
کیا تھا اور اسکے خدمتگاروں میں تھا ایک جمدھر اُسکے پیٹ میں مارا اور یہ لڑکا بھی مارا گیا۔
خان کے ایسے ہوش وحواس دن بھر برقرار رہے کہ نقود و اجناس اور اسباب جہاں جہاں
تھا اسمیں سے اپنے لڑکے لڑکیوں کا حصہ مقرر کیا اور اپنے ہاتھ سے وصیت نامہ لکھا اور بادشاہ
سے درخواست کی کہ مجھ پُرانے نوکر نے جو حضور کی خدمتگاری سے مال جمع کیا ہے موافق
وصیت کے ہر ایک کو مرحمت ہو اور باقی مال سرکار والا میں۔ اور رات کو دنیا سے
سفر کیا اگرچہ خاندوران رعایا کے ساتھ اس مرتبہ پر سخت ناہموار تھا کہ آخر مظلوموں کی
تیر آہ نے اسکا کام تمام کیا مگر خلوص اخلاص و رسوخ اعتقاد اور صاحب پرستی کی فزونی و
سرداری لشکر و معرکہ آرائی اور قلعہ کشائی کی مہارت میں بیعدیل تھا اور خدمتگذاری کے
سبب سے منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت ہزار سوار او پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ پر پہنچا
تھا اور تیس ہزار روپیہ سالانہ پاتا تھا اور چار صوبوں کے نظم سے سرافراز ہوا تھا۔ بادشاہ کو
اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا اور اسکی اولاد کو مال اور منصب وصیت کے موافق عطا کیا
اور ساٹھ لاکھ روپیہ نقد اسکی وصیت کے موافق سرکار شاہی میں داخل ہوا۔ اس کے
بیٹے سید محمد و سید محمود کو منصب ہزاری ذات و ہزار سوار کا اضافہ ملا۔ اور
اسکے چھوٹے بیٹے عبدالنبی کو کہ بارہ برس کا تھا منصب پانصدی دوسو سوار کا ملا۔
بادشاہ کشمیر میں ہر روز اور ہر ہفتہ کسی باغ اور کسی مکان میں کہ مرغوب طبع ہوتا تشریف
لیجاتا تھا۔ صفاپور جو بادشاہ بیگم کی تیول میں مقرر تھا اور اسم باسمیٰ تھا بیگم صاحبہ نے
بادشاہ کی ضیافت کی اور روشنی کی اور اپنا نقد و جواہر بادشاہ کی پیشکش میں دیا۔

واقعات سال نوزدهم جلوس ۱۰۵۵ھ ۱۶۴۵ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۵ھ کو کشمیر کے باغوں و گلشنوں میں جشن سال نوزدہم ہوا۔

اسلام خاں دکن کا صوبہ دار مقرر ہو کر رخصت ہوا اور اس کا اضافہ ششش ہزاری
پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ پر ہوا۔ سعد اللہ خاں نے اپنی رسوخیت باطنی
اور استعداد ظاہری ایسی بادشاہ کے دل نشین کی کہ اُس نے اسلام خاں کا عہدۂ
وزارت کل کا اس کو دیا اور ہزار پانصدی سوار کا اصل منصب پر اضافہ کرکے اُسکو
پنجہزاری پانصد سوار بنایا۔ امیر الامرا علی مردان خاں پاس اصالت خاں کابل
میں آیا۔ لشکر اور آذوقہ کی گرد آوری میں مصروف ہوا اور امراء کو راہوں کے
صاف کرنے میں مصروف کیا اور امرا بھی کابل میں پے بہ پے آتے رہے۔

سلخ ربیع الثانی سال گزشتہ میں خلیل خاں تھانہ دار غوربند نے امیر الامرا ر
پاس آنکر گزارش کی کہ ایسا سُنا گیا ہے کہ ان دنوں میں تردی علی قطغان و
حارسان کھمرد سبحان قلی خاں پسر نذر محمد خاں کے ساتھ بہرام خاں اور محمد بیگ کی
کمک کو گئے ہوئے ہیں جو عبدالعزیز خاں کی طرف سے حصار شادمان کی تسخیر کو آئے
تھے۔ قلعہ میں تھوڑے آدمی ہیں اگر لشکر میرے ہمراہ کیا جائے تو میں کھمرد کو آسانی
سے جلد فتح کرونگا امیر الامراء نے اطراف ضحاک میں غلہ اور کاہ کی کمی کے سبب سے
بہت لشکر بھیجنا مناسب نہ جانا ہزار سوار منصبداروں کے اور ہزار سوار احدیان
صوبہ کابل کے اسحاق بیگ بخشی صوبہ کے ساتھ اور اپنے تابینوں میں ایک ہزار
سوار اپنے غلام فرہاد کے ساتھ خلیل اللہ کے ہمراہ بھیجے کہ قلعہ کھمرد کو فتح کریں۔
اور یہ قرار دیا کہ ضحاک میں جاکر خبر مذکور کی جھوٹ و سچ کی تحقیق ہو اگر سچ ہو تو قلعہ کی
تسخیر میں مصروف ہوں ورنہ یہاں توقف کرکے اطراف کھمرد کو تاخت و تاراج
کریں۔ ضحاک میں خلیل بیگ کو تحقیق معلوم ہوا کہ خبر مذکور سچ تھی تو وہ قلعہ کی فتح
میں مشغول ہوا۔ حصار میں جو تھوڑے سے آدمی تھے اس تین ہزار لشکر کے پہنچنے پر اُنھوں نے
ہزیمت کو غنیمت گنا اور بھاگ گئے۔ قلعہ کھمرد بغیر اسکے کہ میان سے تلوار نکلے - اور

کمان سے تیر چھوٹے لشکر شاہی کو ہاتھ آیا خلیل خاں اور اسکے ہمراہی کاردیدہ اور بیکار ورزیدہ نہ تھے وہ یہ سمجھے کہ اقوام اوزبکیہ سراسیمہ ہوئے ہیں اور نذر محمد خاں بیٹوں اور نوکروں کے ہاتھ سے درماندہ ہو رہا ہے ایسے غرور میں آئے کہ قلعہ کو جیسا کہ چاہیئے مستحکم نہیں کیا نہ توقف کیا۔ سرمست نبیرہ مبارز خاں اور دولت اور چند اسکے خویشوں کو پچاس تفنگچی سواروں کے ساتھ قلعہ میں چھوڑا اور خود ضحاک کو چلے گئے کہ وہاں آذوقہ اور قلعہ داری کی ضروری چیزوں کو سرانجام کرکے روانہ کریں۔ امیر الامرا نے اپنے جانے کو کوکی امیروں کے آنے تک موقوف رکھا اور اصالت خاں کو بھیجا کہ غوربند کی طرف آن کر نواحی کابل میں فروکش ہو۔ اگر کسی وقت کہمرد کی طرف اوزبکیہ آئیں تو وہ غوربند اور ضحاک کی طرف جاکر اور خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کو ہمراہ لیکر اوزبکوں کی گوشمالی کرے اور نہیں میرے آنے تک اس نواحی میں ٹھیرا رہے۔

۱۹ رجادی الاولی کو اصالت خاں کابل سے روانہ ہوا۔ ۲۶ رجمادی الثانی کو امیر الامرا اس اندیشہ سے کہ لشکر جو اسکی کمک کے لیے مقرر ہوئے ہیں دیر میں آئینگے اور ان کے انتظار سے ہاتھ سے قابو جاتا رہیگا صوبہ کے تعیناتیوں اور اپنے تابینیوں کے ساتھ بدخشاں کی تسخیر کے ارادہ سے کابل سے چلکر اصالت خاں سے ملا۔ دو منزل چلا تھا کہ خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کا نوشتہ ضحاک سے آیا کہ سو سوار احدی اور ساٹھ افغان سرمست کے آدمیوں میں سے دولت کی ہمراہ قلعہ کی کچھ ضروری چیزیں لیے جاتے تھے اور بامیان سے تین کروہ چلے تھے کہ دوبیتی اور خرم گزنی کو چھوڑکر خاطر جمعی سے غافل سوئے ناگاہ آخر شب میں چار سو اوزبک سوار اُنپر حملہ آور ہوئے طرفین میں کچھ آدمی مقتول کچھ مجروح ہوئے لشکر ضحاک اس واقعہ کو سنکر اوزبکوں پر دوڑا۔ اوزبک جب بھاگتے ہیں تو انکی گرد کو ہوا بھی نہیں پہنچ سکتی لشکر ضحاک کو ان کا پتہ نہ لگا وہ ضحاک میں واپس چلے آئے امیر الامرا نے یہ خبر سنکر اصالت خاں کو پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ اپنے سے پہلے دوڑایا اور خود بھی کوچ بکوچ چلا۔

غور بند میں سب لشکر ملکر آگے چلے چار منزل چلکر یہ خبر آئی کہ قلعہ کھمرد کو پھر اوزبکوں نے
لے لیا اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ عبدالرحمن دیوان بیگی اور تردی علی ایک جماعت اوزبکیہ
کو ساتھ لیکر کھمرد پر چڑھے قلعہ نشینوں نے بے اسکے کہ کام اُنپر تنگ ہو امان لیکر بدنامی
اور شرمساری کے ساتھ قلعہ سے باہر آئے اوزبکوں کے پیمان و امان کامل نہیں ہوتے۔
الوسات و ایماقات نے اُنکے اشارہ سے سر راہ ان پر قتل و نہب کا ہاتھ دراز کیا ایک
جماعت کو مقتول اور مجروح کیا۔ سرمست و رچند اور آدمی زخمی ضحاک میں پہنچے۔ اس مقدمہ کے
بعد اصالت خاں پاس خلیل بیگ گیا اور گزارش کی کہ مصلحت مقتضی نہیں ہی کہ ایسا لشکر گران
کوہستان میں آئے یہ تنگی کے سبب سے ایسا دشوار گذار ہی کہ اکثر جگھوں میں ایک اونٹ
سے یا ایک سوار سے زیادہ نہیں گذر سکتے ضحاک سے کھمرد تک آذوقہ اور کاہ نہیں ہی اُسکو
ساتھ لینا چاہیے جبتک تھانہ جا بجا نہ بٹھائیں غلہ کا اور آدمیوں کا آنا لشکر میں
نہیں ہو سکتا۔ نذر محمد خاں نے ساری سپاہ بلخ سے کھمرد میں اس سبب سے
بھیجدی ہے کہ وہ بلخ کے قریب ہی۔ اب اگر راہ کی محافظت میں ہر تھانہ میں جمعیت
کم رکھی جائیگی تو فائدہ مترتب نہیں ہوگا اور بہت رکھی جائیگی تو لشکر سے بہت آدمیوں
کا جدا کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اصالت خاں نے امیر الامراء پاس آن کر ان معقول مقدمات
کو عرض کیا تو صلاح یہی ٹھیری کہ ہم لشکر عظیم کے ساتھ کابل سے آئیں کھمرد کی
تسخیر کو اور وقت پر رکھیں اور بدخشاں کی فتح کے لیے چلیں اور یہ قرار دیا
کہ تنخشیر کی راہ سے بدخشاں روانہ ہوں اس درمیان میں امیر الامراء کی
کومک کو بہادر خاں اور کچھ اور امراء گئے جس وقت لشکر شاہی کا مرکز موضع چکھار ہوا
دولت بیگ تھانہ دار تنخشیر آیا اور اُس نے عرض کیا کہ یہ راہ بڑی دشوار گذار ہی
اسکی تنگیوں اور گھاٹیوں سے اس سپاہ گراں کا گذر سرحد بدخشاں تک نہایت
مشکل ہے صرف اونٹ جس پر بوجھ ہلکا لدا ہو جا سکتا ہی۔ اب تنخشیر سے

گیارہ جگہ ایسی ہیں کہ بغیر پُل باندھنے کے وہاں سے گزرنا متعذر ہی اور آنے جانے میں
آذوقہ ساتھ لیکر چلنا پڑیگا وہاں نہیں ملیگا کوہسار اور راہ ناہموار کے طے کرنے سے
سپاہ گھوڑے دُبلے ہوجائینگے۔ برف پڑنے کے دن قریب ہیں اور جاڑا سخت آنے کو
ہی اسلیے یہ موسم لشکرکشی کے لیے مناسب نہیں ہی۔ اسلیے دولتخواہوں نے جمع ہوکر عرض
کیا کہ اگر اس وقت تمام لشکر اس راہ سے ملک بدخشاں کو جائیگا تو غلہ وکاہ کی قلت سے
اور راہ کی سختی سے اکثر دواب بیکار ہوجائینگے اور اس قدر وقت نہیں رہا کہ جو کام کرنا
چاہیے وہ ہوسکے جب کابل سے ہم آئے تھے کہمرد کی طرف متوجہ نہ ہوکے سیدھے
بدخشاں کو جاتے تو نقش مراد حسب آرزو صورت پکڑتا اب مصلحت یہ ہی کہ ایسی جماعت
منتخب کی جائے کہ اسکے گھوڑے تازہ زور ہوں اس کو کسی کارطلب سردار کے ساتھ
بھیجنا چاہیے کہ وہ سبکبار ہوکر اور چند روز کا آذوقہ اپنے گھوڑوں پہ رکھکر بدخشاں
کی سرحد پر ایوار اور شبگیر میں آئے کہ وہ مداخل ومخارج ومضائق ومرافق پر آگاہ
ہو اور غنیم اور ملک کی حقیقت پر اطلاع حاصل کرے اور وہاں کی الوسات میں جو دولتخواہی
اختیار کریں انکو کابل میں راہی کرے اور جو مخالفت سے پیش آئے اسکو قتل و غارت
کرکے تنبیہ کرے اس رائے صاحب کے موافق امیرالامرا نے دس ہزار سواروں
کے تراپ اصالت خاں کی سرکردگی میں روانہ کیے یہ لشکر آٹھ روز کا آذوقہ اپنے ساتھ لیکر
بہت جلد ہندوکوہ کی راہ سے روانہ ہوا اور منزل بمنزل چلکر گلنار میں آیا لشکر کو اس سفر
میں گھوڑے اونٹ وگاو وگوسفند غنیمت میں ہاتھ آئے اُس نے احتشام علی دانشمندی
وایلاچق وکورکی خواجہ زادہائے اسماعیل آتائی ومودودی وقاسم بیگ میر ہزارا کو
مدارات کے ساتھ ہمراہ لیکر مراجعت کی پادشاہ کو امیرالامرا کی عرائض سے جب ان
وقائع کی خبر ہوئی تو اس کو یہ بات پسندیدہ نہ ہوئی کہ قلعہ کہمرد کے لینے کے
لیئے جانا اور بغیر سرانجام کار چلا آنا۔ اُس نے علی مردان کو منشور لکھا کہ تم کو

چاہیے تھا کہ خود مع تمام لشکر کے بدخشاں جاتے اور اسکی تسخیر میں مشغول ہوئے اُس وقت نذر محمد خود درماندہ ہو رہا تھا بدخشاں آسانی سے فتح ہو جاتا اور یہ بھی حکم بھیجا کہ امیر الامرا راہ طول کے بنانے کے لیے جس کا بہتر نشان دیا گیا تھا سنگتراش و درودگر و بیلدار وغیرہ جسقدر درکار ہوں بھیجدے اور اور امیروں کو حکم بھیجا گیا کہ وہ فلاں فلاں مقامات میں رہیں۔

راجہ جگت سنگھ کا سراب اندراب کی حدود میں جانا اور چوبین قلعہ بنانا اور اوزبکوں سے لڑنا

راجہ جگت سنگھ نے بادشاہ سے عرض کیا تھا کہ کمترین کی آرزو یہ ہے کہ راہ طول سے جو سب سے بہتر بدخشاں کی راہ ہے جاکر خوست و سراب اندراب کی تسخیر میں مشغول ہو اور اس سرزمین کے الوسات و ایماقات کو اطاعت میں لائے اور اگر وہ فرماں پذیری سے سرتابی کریں تو انکی مالش کرے اس سبب سے اس نے اپنے وطن سے بہت سواروں کی جمعیت بلائی تھی وہ اس کا بھی امیدوار تھا کہ اسکے منصب کے ضابطہ سے زیادہ جمعیت اس پاس جمع ہوگئی ہے اسکا علوفہ دیا جائے۔ بادشاہ نے اسکی ملتمس حسب الالتماس امیر الامرا منظور کی اور پندرہ سو سواروں اور دو ہزار پیادوں کی تنخواہ خزانہ کابل پر مقرر ہوگئی یہ سوار اور پیادہ اس پاس زیادہ جمع ہوگئے تھے۔ راجہ اپنا سامان درست کرکے پانچویں رمضان ۱۰۵۵ھ کو امیر الامرا سے رخصت ہوا کتل طول سے گذر کر اپنے ہمراہ لشکر کے دو جوق بنائے ایک کو اپنے بیٹے بہاو سنگھ کے ساتھ بدسم منقلا بھیجا اور دوسرے کو اپنے ساتھ لیکر خوست کی تاخت و تاراج کے لیے روانہ ہوا۔ خوست کے کدخدا اور تین چار گروہوں کے کلاں تر اسکے استقبال کو آئے اور اطاعت کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ اگر ان حدود میں کوئی حصار استوار بنایا جائے اور بادشاہ کا کوئی سردار یہاں اقامت استقلال کے ساتھ کرے تو ہم سے خدمت گزاری اور جان سپاری کے سوا کچھ اور ظہور میں نہ آئیگا اور اگر آئے تو ہمارے غارت و نہیب کی گنجائش ہے راجہ کا مطلب یہی تھا کہ ان حدود کو ضبط کرے اور

اوران گروہوں کو مطیع اُس نے یہیں ڈیرے ڈال دیے اور انکو بادشاہی عنایت کا امیدوار کیا اور قلعہ کے نبانے کے لیے مکان کے واسطے پوچھا اُنھوں نے اندراب و سراب کے وسط میں ایک مقام بتایا۔ سراب اور اندراب میں راجہ گیا۔
وہاں کے ارباب کی اطاعت کا نقش راجہ کے دل میں جما۔ راجہ سمجھا کہ اگر حصار خشت و سنگ کا بنایا جائیگا تو اُسکے واسطے فرصت اور مدت چاہیے۔ اُن پہاڑوں میں چوب بہار کلاں بہت بہم پہنچ سکتی ہیں اور درود گر جلد دست ہمراہ ہیں اور مصالح مطلوب ہوگا وہ زمیندار موجود کرینگے اس لیے اُس نے قلعہ چوبین نبانے کا جسمیں برج گل و سنگ کے ہوں قصد کیا اوّل خود شریک کار ہوا تو راجہ کی رفاقت میں سارا لشکر کدال اور تیشہ ہاتھ میں لیکر نجار و گل کار کے ساتھ شریک ہوا جو قلعہ ایک سال میں تیار ہوتا وہ ایک ماہ میں تیار ہوگیا اسمیں دو بڑے کنوئیں کھودے۔ اس اثنا میں نذر محمد خاں نے کفش قلماق اور ایک جماعت اوزبکوں کو راجہ سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ کفش قلماق نے یہاں آنکر اپنی سپاہ کی اور انکے پیچھے دو فوجیں سواروں کی اور ایک فوج پیادوں کی نبائی جب راجہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ قلعہ سے نکلا اور اُس نے اپنی سپاہ کی تین فوجیں نبائیں۔ دھنسر درہ کے دو طرف محکم کیے جن میں غنیم داخل ہوسکتا تھا غرض راہ میں اس طرح بڑی بڑی چوبیں کھڑی کیں کہ مشکل سے سوار کا گذر ہوسکتا تھا اور اسکے پیچھے تفنگچی اور تیر انداز پیادے کھڑے کیے اور ایک طرف خود اور دوسری طرف اس کا بیٹا بھاؤ سنگھ لڑنے کے لیے آمادہ ہوئے اوزبکوں نے تین طرف سے لڑنا شروع کیا مگر ہندوستانی سپاہ کے آگے وہ نہ ٹھہر سکے۔ ہزارہ کے پیادوں سے بادشاہی لشکر نے قلعہ کا سرکوب لے لیا اوزبکیہ اس جگہ کھڑے ہوئے کہ بندوق کی گولی ان تک نہیں پہنچ سکتی تھی راجہ نے اپنی کل سپاہ سے انپر حملہ کیا طرفین سے آدمی مجروح و مقتول ہوئی اوزبکیہ بھاگ کر اپنے مقاموں میں چلے گئے۔ راجہ کے پاس امیر الامراء نے اُسکے بیٹے راجروپ کی

ہمراہ سرب اور باروت بھیجے تین چار ہزار سوار ذوالقدر خاں و علی بیگ و اسحاق بیگ
و فریدوں غلام کے ہمراہ کمک بھیجی۔ ۲۳ رمضان کو رات کے وقت دو ہزار سوار
اوزبک و پیادہائے ہزارہ بسر کردگی کفش قلماق کے لشکر شاہی پر جو دھنہ درہ
کی پاسبانی کرتے تھے حملہ آور ہوئے۔ اس مرتبہ بھی اوزبکیہ بڑی خواری سے فرار
ہوئے۔ راجہ نے قلعہ چوبین کو استوار کیا اور آذوقہ اور قلعہ داری سے خاطر جمع کر کے
یہاں کی حفاظت کے لیے معتمد راجپوت و پانچ سو تفنگچی و چار سو راجپوت متعین کیے
اور ۲۵ رمضان کو کتل پرندہ کی راہ سے پنجشیر کی طرف مراجعت کی۔ اثنائے رہ نوردی
میں برف و باد و دمہ سے بہت گھوڑے اور آدمی ہلاک ہوئے اور برف کی کثرت سے
لشکر کتل سے نہیں گزر سکا۔ رات بڑی مصیبت سے کاٹی صبح کو وہاں جہاں بکریاں
بہت تھیں منزل کی۔ راجہ کی مدد کو فریدون آگیا اوزبکوں نے یہ سنکر کہ راہ بند ہی
اور راجہ الٹا جاتا ہی ہجوم کیا اور ایک سخت لڑائی لڑی۔ اوزبکوں سے زیادہ راجپوت
مارے گئے مگر راجپوتوں نے بہادری کر کے اوزبکوں کو بھگا دیا۔ اور دو کروہ ان کا تعاقب
کیا اوزبک ندامت کے ساتھ سلامت چلے گئے۔ راجہ حدود پنجشیر میں آگیا۔

۱۰۵۵ھ کشمیر سے بادشاہ کا آنا

اوائل شعبان میں بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوا۔ سب جگہ سیر و شکار اور داد دہی
کرتا ہوا اور برف و باراں کی تکلیفیں اُٹھاتا ہوا طی منازل کر کے اوسط رمضان میں
لاہور میں داخل ہوا۔

نورجہاں بیگم کا انتقال

۲۹ شوال ۱۰۵۵ھ کو نورجہاں نے جو دو لاکھ روپیہ سالیانہ پاتی تھی اس دنیا
سے کوچ کیا کہتے ہیں کہ خاوند کے مرنے کے بعد سوائے سفید لباس کے کوئی اور
لباس نہیں پہنا۔ مجالس شادی میں وہ اپنے اختیار سے نہیں جاتی مگر بہ اکراہ خاطر۔
اُس نے اپنی باقی زندگی اپنے رفیق آخرت کے سوگ میں گزاری اُس نے لاہور میں
آصف خاں کے مقبرہ کے پہلو میں اپنا مقبرہ تیار کرایا تھا اس میں مدفون ہوئی۔

یہ مقبرہ روضہ جہانگیر کے جلوخانہ کے غرب میں روضہ کے دروازہ کے آگے تھا اُس کا گنبد سطح سے پائکار تک مثمن تھا۔ قطر اس کا پندرہ ذراع اضلاع ہشتگانہ میں اندر کی طرف آٹھ نشیمن اور باہر کی طرف آٹھ پیش طاق ہر ایک طول میں سات گز اور عرض میں چار اور ارتفاع میں گیارہ بطرح نیم مثمن اس عمارات کا ازارہ اندر کی طرف سنگ مرمر کا ہے اور باہر کی جانب سنگ ابری کا روے کار اسکے اکثر سنگ مرمر کی کچھ سنگ ابری اور سنگ زرد اور اور طرح کے پتھروں کی چبوترہ اور صورت قبر میں جو اسکے اوپر ہے انواع انواع کے رنگین پتھروں سے پرچین کاری کی ہے اور آیات قرانی اور اسماء الہی بطریق پرچین کاری کے اسمیں منقش ہیں۔ عمارت کا فرش طرح طرح کے پتھروں کا ہے جنمیں گرہ بندی ہے گنبد کے گرد مثمن چبوترہ ہے جس کا قطر ساٹھ ذراع ہے کہ سراسر سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اسکے جہات اربعہ میں چار حوض ہیں جن میں سے ہر ایک کا طول نو ذراع اور عرض ساڑھے سات اور یہ عمارت چار چمن کے وسط میں بنائی گئی ہے جن کا طول عرض سو ذراع تھا اس مقبرہ اور روضہ جہانگیر کی شرقی دیوار مشترک ہے اس مقبرہ کے ضلع غربی میں ایک مسجد ہے اور اُس کے شرق میں ایک عمارت قرینہ مسجد ہے جنوبی سمت میں وسط میں ایک دروازہ ہے یہ تمام عمارت چار سال میں تین لاکھ روپیہ کی لاگت میں تیار ہوئی ہے۔

شہزادہ مراد بخش کا بلخ و بدخشاں کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہونا

ان ہی دنوں میں راجہ جگت سنگھ کا مرحلہ عمر ختم ہوا اور اسکا بیٹا راج روپ اسکی جگہ مقرر ہوا اور اس کو قلعہ چوبی کی حراست سپرد ہوئی جو اسکے باپ کا بنایا ہوا تھا۔

آخر ذی الحجہ میں بادشاہزادہ مراد بخش پچاس ہزار سوار اور دس ہزار تفنگچی و تیر انداز و باندار پیادوں اور بہت توپخانوں کے ساتھ بلخ و بدخشاں کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور نامدار امرار کارزار دیدہ کارطلب رزم جو کو یمین و یسار کا ہراول مقرر کیا اور علی مردان خاں کے ساتھ جو سردار تھے۔

ان کو اور جواب بھیجے ان کو ملا کر سات فوجیں بنائیں اور انکے سات عمدہ سردار بنائے
پہلے نجابت خاں ومرزا خاں وعبد اللہ خاں وشیخ فرید وقطب الدین خاں کوکہ
وذو القدر خاں وملتفت خاں اور ہر ایک کے ساتھ سات امیر نامی تعینات کئے
اور سادات رزم جوے بارہ اور نامدار راجپوتوں کو ہراول اور سردار مستقل مقرر
کیا۔ امرا اور روشناس منصب دار چار سو ستر شمار میں اس لشکر کے ساتھ
تھے۔ سات لاکھ روپیہ اور دو ہزار گھوڑے سرکار سے ہمراہ کئے کہ بروقت کام
میں آئیں اور حکم ہوا کہ ابھی ہوا سرد ہی اور برف کی شدت ہی جانے میں دور راہوں
سے لشکر کو تصدیع ہوگی۔ امرا کو چاہیے کہ وہ گھکروں اور حسن ابدال کی ملک
میں اور جہاں مصلحت امرا دیکھیں چند روز توقف کریں اور مختلف کوتلوں کی
راہ سے لشکروں کا گذر ہو۔ جب سارا لشکر کابل میں جمع ہو جائے وقلیج خاں
وخلیل اللہ خاں اپنی اپنی فوجیں لیکر پیش آہنگ ہو کر اول حصار شادمان کو بعد
ازاں حصن غوربند کو تصرف میں لائیں پھر اتفاق بے نفاق سے قندز اور بلاد
بدخشاں کے فتح کرنے میں مشغول ہوں بدخشاں کے فتح ہونے کے بعد بلخ کی
فتح کی طرف مصروف ہوں۔

سنہ نوزدہم

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملک پنجاب میں کمی آب ور افواج کی گرد آوری سے غلہ
اس مرتبہ گراں ہو گیا ہی کہ آدمی اپنے فرزندوں کو بیچتے ہی نہیں بلکہ ذبح کرکے کھاتے
ہیں تو بادشاہ نے حکم دیا کہ دس جگہ لنگر خانے جاری ہوں اور ہر یک لنگر خانے میں
دو سو روپیہ روز کی خوراک پختہ وخام تقسیم ہوا ور پچاس ہزار روپیہ بے بضاعت ورماندوں
کو دیا جاے۔ جہاں جس کسی نے اپنے فرزندوں کو بیچا ہی ان کو پیدا کرکے سرکار سے زر ادا
کرکے مسلمانوں کے فرزندوں کو انکے ماں باپوں کے پاس بھجوادیں۔

اگرچہ شاہ ایران اور بادشاہ کے درمیان شاہ صفی کی وفات کے وقت سے

رشتہ محبت ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن بادشاہ نے جان نثار خاں کو نامہ تہنیت و تعزیت
اور ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے جواہر اور پچاس ہزار پارچہ کشمیر و بنگالہ و احمد آباد
وغیرہ کل دو لاکھ روپیہ کے شاہ عباس پاس روانہ کیئے اور نامہ میں یہ معذرت لکھی
کہ یار وفادار علی مردان خاں جو اس درگاہ میں آیا اس کا سبب جب دولت و رجاہ
نہ تھا بلکہ حسد پیشیوں شرارت سرشت غرض پرستوں کی شرارت تھی اور شاہ ایران
کو یہ بھی لکھا کہ محمد علی پسر کلاں علی مردان خاں کو بھیجدیجئے جو ابتدا میں حاسدوں کی
تہمت سے شاہ صفی نے طلب کیا تھا اور اُس نے بھیجدیا تھا۔

بادشاہ کا لاہور سے کابل کو جانا

۱۸ صفر ۱۰۵۶ھ کو لاہور سے بادشاہ کابل کو روانہ ہوا۔ جعفر خاں کو پنجاب کا صوبہ دار
کیا۔ اعظم خاں کو جس کا بیٹا التفات خاں باپ کی فوج کے ساتھ آگے روانہ ہوا تھا اُسکو
بسبب کبرسنی کے کشمیر روانہ کیا۔ بادشاہ نے حسن ابدال میں اکر شاہزادہ مراد کو فرمان
بھیجا کہ وہ اپنے لشکر کو ساتھ لیکر کابل کو آگے روانہ ہو۔ اس فرمان آنے پر بادشاہزادہ
۲۶ ربیع الاول ۱۰۵۶ھ کو امیر الامراء کے ساتھ پشاور سے روانہ ہوا چند منزلیں طے کی
تھیں کہ راہوں کو برف سے پاک صاف کرنے کے لیے اور دشوار گذار کتلوں کے
ہموار کرنے کے واسطے اور پلوں کے باندھنے کے لیے امیر الامراء آگے روانہ ہوا۔
نہم ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو بادشاہزادہ کابل میں آیا اور یہاں سے چلکر موضع منار میں
خیمہ زن ہوا بادشاہ غرہ ربیع الثانی کو آب نیلاب کے پل سے اُترا اور پانچویں کو
پشاور میں آیا۔ علی مردان خاں نے یہاں آکے ارک میں ایک مکان بنایا تھا اسمیں
بادشاہ اُترا۔ یہ مکان بطرز ایران بنایا تھا۔ وہ بادشاہ کو پسند نہ آیا۔ مگر
پشاور میں اُس نے جو چاروں طرف بازار مسقف گچ کی بہ طرح ہشتمن بغدادی بنائے
تھے اُس کی بادشاہ نے تعریف کی اور اُس کی نقل مکرمت خاں ناظم دہلی پاس بھیجی جو
قلعہ کی عمارت کا اہتمام کرتا تھا اور اُس کو حکم دیا کہ اُس کے مطابق قلعہ کے اندر

ایک بازار جو دولتخانہ خاص و عام کے جلو خانہ کے دروازہ سے اس دروازہ
تک کہ شہر کی طرف کھلتا ہی بنوائے باغ خضر خاں میں آٹھویں ربیع الثانی
سنہ ۱۰۵۲ کو جشن قمری وزن ہوا - بادشاہ کی عمر کا ستاونواں سال ختم ہوا

ضابطہ سلطنت یہ ہی کہ اگر ہندوستان کے صوبہ میں منصبدار جاگیر رکھتا
ہو اگر وہ اسی صوبہ کے تعیناتیوں میں سے ہو تو اپنے تابینوں میں سے سوم حصہ
کو داغ لگوائے سہ ہزاری ذات سہ ہزار سوار ایک ہزار سوار کو داغ
لگوائے اور اگر ہندوستان کے صوبوں میں سے کسی دوسرے صوبہ میں کسی
مہم میں مامور ہو تو چہارم حصہ کو داغ لگائے چار ہزاری چار ہزار سوار ایک ہزار
سوار کو داغ لگوائے - مگر جب لشکر بلخ و بدخشاں کے لیے معین ہوا جو ہندوستان
سے بہت دور ہی تو بادشاہ نے یہ ضابطہ مقرر فرمایا کہ جبتک یہ لشکر کشی رہے
منصبدار اپنے تابینوں کے پانچویں حصہ کو داغ لگوائے پنجہزاری پنجہزار سوار
ایک ہزار کو داغ لگوائے اگر حاصل جاگیر اس کا دوازدہ ماہہ ہی تو تین سو سوار سہ اسپہ
چھ سو دو اسپہ و سو یک اسپہ اور اگر یازدہ ماہہ ہی تو ڈھائی سو سہ اسپہ اور پانسو
دو اسپہ اور ڈھائی سو یک اسپہ اور اگر دہ ماہہ ہی تو آٹھ سو دو اسپہ اور دو سو
یک اسپہ اور اگر نو ماہہ ہے تو چھ سو دو اسپہ و چار سو یک اسپہ اگر
ہشت ماہہ ہے ساڑھے چار سو دو اسپہ ساڑھے پانچ سو یک اسپہ اگر
سات ماہ ہے تو ڈھائی سو دو اسپہ و ساڑھے سات سو یک اسپہ
اور اگر ششماہہ ہے تو سو دو اسپہ و نو سو یک اسپہ اور اگر پنج ماہہ ہی
تو کل یک اسپہ جس وقت منصب کے سواران دو اسپہ و سہ اسپہ مقرر
ہو جائیں تو بقدر سواران دو اسپہ سہ اسپہ کے سواران آوردی
سے دو چند داغ کرائے مثلاً پنجہزاری پنجہزار سوار تمام دو اسپہ و سہ اسپہ

جنکی تیول کا حاصل دوازدہ ماہہ ہو چھ سو سوار سہ اسپہ کو داغ کرائے اور بارہ سو سوار
دو اسپہ کو اور دو سو سوار یک اسپہ کو اور علی ہذا القیاس لشکروں کو تعین کرنے کے
وقت پادشاہ نے حکم دیا تھا کہ منصبداری نقدی اور تیر انداز احدیوں اور برقنداز سوار و
تفنگچی پیادوں کو اور اور شاگرد پیشہ کو سہ ماہہ پیشگی دیدیں اور جاگیرداروں کو
جن کے داغ کے موافق حاصل جاگیر مقرر ہیں تیول کے حاصل کا چوتھا حصہ جو سہ ماہہ
ہوتا ہی برسم مساعدت خزانہ سے تنخواہ دیدیں تاکہ خرچ کی تنگی نہ ہو۔ بعض نے
دار السلطنت میں وجہ مذکور نہ پایا تھا کیا تو لشکر اس سبب سے کیا اس وجہ سے کہ کتل
وراہ میں برف بہت پڑی تھی اُس سے گذرنا مشکل تھا۔ جانے میں توقف کر رہا تھا
اور برف کی تخفیف کا انتظار کھینچ رہا تھا پادشاہ نے ۱۵ کو سعد اللہ خاں کو حکم دیا کہ بہت
جلد کابل جائے۔ پادشاہزادہ کو کچھ نصائح کہلا بھجوائیں اور حکم دیا کہ جن لوگوں نے سرمایہ پیشگی
مساعدت نہیں پائی ان کو جلد وہ دیدے کہ پھر کسی کو عذر چلنے میں نہ ہے۔ خافی خان
لکھتا ہی کہ اس عہد میں جاہ و منصب کے متلاشی غور کریں کہ اُس عہد میں کیا خیر و برکت
تھی اگر اس زمانہ میں خدا نخواستہ ایران اور توران کی طرف مہم ہو اور ہفت اقلیم سے غنیم کا
ہجوم خلل عظیم پیدا کرے تو بیچارے منصبدار اور جاگیردار کیا کریں۔ جن کا نام بے نشان
لیا جاتا ہے ان میں سے سو میں جو دو صاحب طالع کہلاتے ہیں ان کو شاید روٹی کا
ٹکڑا جاگیر و منصب سے ملتا ہو۔ باقی سب کا کام فقر و فاقہ و گدائی و خفت سے
چلتا ہے اور جن کے نام نقدی ہے ان کی طلب سال دو سال کی چڑھی ہوئی ہی
بالفرض ان کے فقر و فاقہ کے حال سے پادشاہ کو اطلاع واقعی ہو اور ایسی مہم بھی پیش
ہو وہ یہ چاہے کہ تین چار مہینے کی طلب ان کی چڑھی ہوئی طلب میں سے دیدوں
اور خدا ترس و حق پرست وزیر بھی اس میں ساعی ہو تو خزانہ کے خالی
ہونے کے اور زر کے بہم نہ پہنچنے کے سبب سے اور منصبداران محال کی کثرت سے

یہ خیال فاسد ہی کہ دہ برسوں کے سوختہ دلوں گدا پیشوں منصداروں کی تمنا سے عہدہ برآ ہو سکیں فقط پادشاہ نے سعد اللہ خاں کو مکرر فرمایا کہ اگر پادشاہی سپاہیوں میں سے کوئی ایک بھی خرچ و بار برداری کے نہ ہونے کے سبب سے پیچھے رہ جائیگا روز جزا میں اور اس زمانہ میں تجھ وزیر سے اُسکی بازخواست ہوگی پادشاہ نے سزاولوں کو پے بہم مقرر کیا کہ آدمیوں کو لائیں اور خزانہ سے تنخواہیں پہنچائیں اور اخبار نویسوں کو تاکید فرمائی کہ بے کم و کاست روئداد لکھتے رہیں۔

جب ہراول کتل طول پر پہنچا۔ یہ کتل اس سرزمین میں نہایت قلب ہی تو خبرداروں نے خبر دی کہ کتل سے نیچے ایک کروہ تک کہیں چار ذراع اور بعض جگہ کمر تک برف چڑھا ہوا ہی تین ہزار بیلدار و تبردار و سنگتراش مع محصلان شدید محنت دیدہ کے تعین کیے اور کئی ہزار مددگار دیہات سے جمع کیے اور سپاہ نے بھی اپنی عبور کی آسانی کے لیے کمر میں دامن کسکر برف روبی و برف کوبی میں ہمت صرف کی اور دو روز اور ایک شب میں رات دن چراغوں کی روشنی میں دو تین ذراع رستہ صاف کیا جسمیں اونٹ بوجھ سمیت چلا جائے باقی برف کو کوٹ دیا کہ اسکے اوپر سے لشکر چل سکے لیکن پھر بھی بیل و بیلدار کا کام باقی رہا۔ راجہ بیٹھلداس اور اصالت خاں کہ ہمیشہ ہراول ہوتے تھے گھوڑوں سے اُتر کر درہ میں آتے تھے اور آدمیوں سے فرماتے تھے کہ راہوں کو جیسا کہ چاہیے صاف کرو اور ہر لحظہ انعام دیکر ترغیب دیتے تھے اور کمال خوشدلی سے اُنسے کام لیکر راہوں کے پاک صاف کرنے میں کوشش کرتے تھے اور خود بھی مزدوروں سے زیادہ برف کو سپروں اور دامنوں میں اُٹھاتے تھے کہ اوروں کی دلدہی ہو غرض خود خوب کام کرتے تھے اور اوروں سے کام لیتے تھے۔ سہ پہر تک برف کے صاف کرنے میں اوقات صرف کرتے تھے اور آخر روز میں دونوں سردار کتل سے گزرے۔ بہادر خاں اور اور راجے اور ایک اور بہادروں کی جماعت گریوہ سے نیچے آئے۔ غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۵ھ سے

راجہ بیٹھلداس کا اور اصالت خاں کا گھوڑوں سے اُتر کر برف پر آنا اور راہوں کا صاف کرنا

آٹھویں تک کتل سے نیچے فوج کے تمام سردار اور لشکر آدمی آتر آئے اور سب مل گئے لیکن اس ہفتہ میں کارخانے نہیں اُتر سکے۔

خسرو خاں پسر دوم نذر محمد خاں بدخشاں و قندوز میں تھا اوزبکیہ نے گھوڑے اونٹ و گوسفند و غلہ اور تمام گھر کے اسباب پر اور وہاں کے آدمیوں کی ناموس پر دست تعدی دراز کیا جامع مسجد کو جلا دیا اور سادات کی جماعت کو قتل کیا اور نذر محمد خاں اپنے حال میں ایسا درماندہ تھا کہ بیٹے کی خبر نہ لے سکا تو اُس نے ناچار فرار بطریق ایلغار کر کے اور تین ہزار خانہ وار کے ساتھ بادشاہزادہ پاس آنے کا ارادہ کیا خسرو کا عمدہ نوکر محمد صدیق مع عریضہ کے جسمیں ارادۂ ملازمت کا اظہار تھا آیا۔ بادشاہزادہ نے اصالت خاں کو حکم دیا کہ استقبال کے طور پر جا کر حقیقت پر مطلع ہو۔ جس صورت میں کہ اسکا ادعا واقعی ہو تو اُسکے ہمراہی کے آدمیوں اور رعایا کو چھوڑ کر خسرو خاں کو مع اُسکے بیٹے محمد بدیع و مخصوصوں کے ملازمت کے لیئے لے آئے۔ جب خسرو خاں نزدیک آیا امیر الامراء نے گھوڑے پر سوار اس سے ملاقات کی۔ پھر بادشاہ زادہ کی خدمت میں آیا۔ مراد بخش نے دو تین قدم استقبال کیا اور بغلگیر ہوا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند کے کنارہ پر بٹھایا اور لطف و دلجوئی و خوشخوئی سے اُس کی ملامت کے اشک کو اور کرتب کے عرق کو چشم و جبیں سے پاک کیا اور ایک جمدھر مرصع و یک تقوز پارچہ اور نو گھوڑے و یک فیل مع حوضہ نقرہ اپنی طرف سے اور پچاس ہزار روپئے بادشاہ کی طرف سے تواضع کیئے اور امیر الامراء نے سات گھوڑے دیئے اور سات تقوز پارچہ ارسال کیئے ضیافت و مہمان پرستی کے بعد اُس کو بادشاہ پاس روانہ کیا۔ بادشاہ پاس جب وہ آیا تو مرحمت خاں اُسکی مہمانداری کے لیئے اور اُس کے لانے کے لیئے مقرر ہوا اور اُس کے ساتھ فرمان اور چار گھوڑے خاصہ مع زین طلا و مینا و یک پالکی اور چار ڈولی مع ساز طلا و نقرہ اور بیس تقوز پارچہ روانہ کیئے۔ خسرو پاس مرحمت خاں آیا۔

خسرو خاں پسر دوم نذر محمد خاں کا بلخ سے بادشاہ پاس آنا

پادشاہ کے پیغام سنائے آداب ملازمت و ملاقات کے تعلیم و تلقین کے جب وہ دولتخانہ میں داخل ہوا تو بادشاہ نے اُس کو خلوت خانہ میں بلایا خسرو آداب بجالا کر پابوس ہوا بادشاہ نے دست شفقت اسکی پیٹھ اور سر پر رکھا اور بیٹھنے کا حکم دیا اسکے غمدیدہ محنت کشیدہ دل کا مرہم لطف سے علاج کیا خلعت وغیرہ اور منصب پنجہزاری دو ہزار سوار عنایت کیا دو ہاتھی اور پچاس ہزار روپئے عنایت کیے۔ اور خاندوران خان کی حویلی میں اُس کے کل مایحتاج کے کارخانے فرش و ظروف سے مہیا کر دیئے اور اُس کو وہاں اوتارا۔

شاہزادہ مراد بخش نے بادشاہ کے حکم کے موافق قلیج خاں و خلیل اللہ و مرزا نوذر صفوی کو چاریکاران سے کھمرد اور غوری کی فتح کے لیے بھیجا تھا کوچ بکوچ اُنھوں نے منزلیں طے کیں اور بڑے بڑے دشوار گذار مکانوں سے گذرے بلخ سے سوداگر آتے تھے اُن کی زبانی راہ میں معلوم ہوا کہ اوزبکوں کو بادشاہی لشکر کے آنے کی خبر نہیں ہے اس لیے خلیل بیگ جلد روانہ ہوا کہ حصار کھمرد کو اوزبکوں سے بے خبر جا کر لے لے۔ ۱۰ رجمادی الاولیٰ سنہ کو وہ کتل دندان شکن پر آیا بادشاہی لشکر کی خبر سنکر قلعہ کے آدمیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور بہانے بنا کے چلتے بنے۔ جب بادشاہی لشکر نے قلعہ کھمرد پر آلات قلعہ کشائی چلائے تو قلعہ نشینوں نے چند تفنگ چلائے ایک سوار اور ایک آدمی خلیل بیگ (خلیل خاں) کا مارا گیا اور چند آدمی زخمی ہوئے کہ اہل حصار نے کہا کہ اگر امان دو اور جان بخشی کرو تو قلعہ لے لو خلیل بیگ نے امان دیکر قلعہ لے لیا اور وہی بادشاہ کی طرف سے یہاں قلعہ دار مقرر ہو گیا قلیج خاں و خلیل قلعہ سے خاطر جمع کر کے غوری کو روانہ ہوئے جب لشکر غوری کے پاس پہنچا تو حصن غوری کے حارس قباد میر آخور نے کمتر آویز دستیز کر کے گریز اختیار کی اوزبکیہ نے اثناء گریز میں لشکر شاہی پر تیر باران کیا اور قلعہ میں داخل ہوئے

لشکر شاہی پاشنہ کوب اُن کے پیچھے آیا اور پیادہ ہو کر قلعہ کے دروازہ پر حملہ آور ہوا دونوں طرف سے تیر و تفنگ نے آتش پیکار کو روشن کیا۔ لشکر شاہی دروازہ کو توڑ کر حصار میں گیا۔ قباد ارک میں گیا اور جب ارک پادشاہی لشکر نے لیا تو وہ ایک حویلی میں گھسا لشکر شاہی نے اُس حویلی کی فتح کا ارادہ کیا تو قباد نے مع پانسو آدمیوں کے اطاعت اختیار کی خلیل خاں نے اس کو مع اس کے چار بیٹوں اور کل اہل عیال کے بادشاہ پاس بھیجدیا۔

قندوز کا فتح ہونا اور شاہ محمد قطغان کا فرار ہونا

بادشاہزادہ مراد بخش ۷ رجمادی الاولیٰ کو کتل طول سے گذرا اور امیر الامرار کے ساتھ قندوز کی طرف روانہ ہوا اور امیر الامرار کی صوابدید سے اصالت خاں کو مع فوج آگے روانہ کیا کہ وہ قندوز میں جائے خود ۱۸ ر کو قندز کے باہر آیا۔ قندز کے آدمی اوزبکوں اور الامان کے ظلم و ستم سے ایسے عاجز ہو رہے تھے کہ وہ لشکر شاہی کو دیکھکر بڑے خوش ہوئے اور سمجھے کہ ہمارے بھلے دن آئے ہیں۔ اس بیان کی شرح یہ ہے کہ جب خسرو کو دریافت ہوا کہ شاہ محمد قطغان اور اور فتنہ گر ایماقوں کے گروہ کے ساتھ دریائے آمویہ سے گذر کر قندز کے تاراج کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ بادشاہ کے پاس چلا گیا جس کا اوپر ذکر ہوا۔ جب خسرو چلا گیا تو شاہ محمد اوزبک اور الامان قندز میں آئے اور رعایا کو خوب لوٹا۔ بہت بے گناہوں کو مارا ان کے عیال اور اطفال کو مقید کیا۔ جو کچھ مال اسباب ان کا ظاہر میں دیکھا چھین لیا۔ قلعہ کے اندر مسجد جامع اور مکانات کو جلا دیا۔ ۲۴ ر جمادی الاولیٰ تک وہ یہی کام کرتے رہے جب لشکر شاہی آیا تو دریا ر قندز سے پار ہو کر فرار ہوگئے اور آستانہ امام کی طرف متفرق ہوئے ہزاروں بندگان خدا جو اُن کے ظلم سے درخت زاروں اور غاروں میں چھپے تھے اور قندز کے مضافات کے رہنے والے جو کوہسار کے دروں میں گھسکر خوف سے بید کی مانند لرز رہے تھے۔

ان کو اوزبکوں کے ظلم سے رہائی ہوئی قندز پر پادشاہی قبضہ ہوا ہزارہا رعایا ننگی جنکے
بدن پر ایک لتہ نہ تھا اور بھوکی جنکے منہ میں دانہ نہ گیا تھا پادشاہزادہ کے روبرو دعا
دیتی ہوئیں آئیں۔ شاہزادہ نے ایک لاکھ خانی (پچیس ہزار روپیہ) اور چار سو ذرعہ
پارچہ نیمہ نمد اان کو مرحمت کیا۔ راجہ راجروپ اور سید اسد اللہ کو سپاہ کے ساتھ قندز
میں متعین کیا اور قلعہ کی ضروری چیزوں کے لیے دو لاکھ روپیہ راجہ کو دیئے۔ یکم جمادی الاول
کو شکر بلخ کو روانہ کیا اسی تاریخ میں وہ نامہ جو شاہجہان نے نذر محمد خاں کو بطریق پند و
نصائح و اثبات تقصیرات لکھا تھا پادشاہزادہ پاس قندز میں آیا پادشاہ نے پادشاہزادہ
کو لکھا تھا کہ اسکے مضمون پر مطلع ہو کر نذر محمد خاں پاس وہ بھجوا دے۔ اول تقصیر جو
نذر محمد خاں سے ہوئی تھی یہ تھی کہ جنت مکانی کے ایام شورش میں اُس نے سرحد کابل
کی ملک مال و رعایا میں خرابی کی اور انپر تعدی و بیرحمی کی وہ صفحہ روزگار پر دور آخر
تک قائم رہیگی پھر جب خواب غفلت سے وہ ہوش میں آیا تو اُس نے عذر آمیز رسل و رسائل
کے ارسال سے عفو جرائم کی التماس کی مگر دل میں کچھ اور تھا اور زبان پر کچھ اور۔ باوجودیکہ
ندامت و خجالت کا اظہار اور اطاعت کا ادعا کیا مگر پادشاہ نے اس کو جس کام کرنے
کو کہا اسمیں صریح اغماض کیا چنانچہ وقاص حاجی کے باب میں پادشاہ نے پیغام بھیجا کہ وہ پناہ
ہماری درگاہ میں لایا ہے اور بندہائے پادشاہی کے جرگہ میں داخل ہوا ہے اسکے فرزندوں
اور ناموس کو بلا آفت جانی و مالی کے حضور میں روانہ کرو۔ مگر اس نے برخلاف اسکے عمل کیا اور
اسکے عیال کو ایسا تنگ کیا کہ منکوحہ اسکی مع دختر کے زہر کھا کر مر گئی اس خبر کو سنکر وقاص
حاجی بیمار ہوا۔ اور غم و غصہ کے مارے مر گیا۔ خردمندوں اور گمراہوں کے طریقوں میں یہ
تفاوت ہوتا ہے کہ جن ایام میں کہ میر خلیل اللہ مع اپنے بیٹے میر میران کے شاہ عباس سے
آزردہ ہو کر بطریق فرار کے جنت مکانی (جہانگیر) کے پاس آیا ہے اور اپنے
پوتوں اصالت خاں اور خلیل خاں کو خردسالی کے سبب اپنے ساتھ اس

پریشان روزگاری میں نہیں لاسکا تو جنت مکانی نے شاہ عباس کو لکھا کہ ان کو بھیجدے
اس نے سرانجام ضروری کے ساتھ باعزاز تمام ان کو بھیجدیا جس سے محبت بڑھ گئی
ایسے ہی علی مردان خاں جو بادشاہ پاس آگیا تھا اسکا بڑا بیٹا محمد علی شاہ ایران پاس
بطور یرغمال کے تھا۔ بادشاہ نے اس کو بلایا تو بلا توقف شاہ ایران نے بھیجدیا۔
ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا ٭ باوجود ان تقصیرات کے بادشاہ کے
دل میں آیا کہ اگر وہ ہماری جناب میں رجوع کرے تو اسکی اعانت میں کوشش کرکے
اسیر ظالموں اور شریک دولتوں کے ہاتھ کو کوتاہ کریں اور بدخشاں کی محافظت کے واسطے
شائستہ افواج بھیجدیں اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ اگر وہ ہماری عنایات سابق و لاحق پر
خیال کرکے ہماری درگاہ کی طرف رجوع کرے تو اس کو زیادہ ندامت نہ ہوگی اور
اس کا ملک اس کے پاس رہیگا۔ امیر الامرا نے یہ نامہ اسحاق بیگ بخشی کابل کے
ساتھ نذر محمد خاں پاس روانہ کیا اس کا مضمون یہ تھا کہ دار السلطنت لاہور میں تمہارا خط
جو نذر بے کے ہاتھ تم نے بھیجا تھا ہماری نظر سے گذرا وہ مطلب سے خالی تھا اسمیں تم نے
اپنا واقعی حال نہیں لکھا تھا نامہ کا لکھنا یگانگی تھی اور اسکی بنا اتفاق پر تھی مگر اس زمانہ کے
حقائق داوضاع و اطوار کو اور ناسپاس حق ناشناس فرقہ کی بے راہی کا نہ لکھنا بیگانگی تھی
اور اسکی بنا عدم وفاق پر تھی حالانکہ آجکل مصادقت کا وقت ہے نہ مجانبت کا۔ بہر کیف جب
یہ تحقیق ہوا کہ اوزبکوں اور المانوں نے بغاوت کی ہے اور تمھارے ساتھ بے ادبی کی
ہے اور تمھارا احال ایسا تنگ کیا کہ سوائے قلعہ بلخ کے کوئی اور مملکت تمھارے پاس
نہیں چھوڑی ہے اور یہاں ضعیفوں اور مسکینوں کو پامال کیا ہے اور ان کے ناموس کو
برباد کیا ہے امن امان کا نشان تک نہیں رکھا ہے سادات اور اہلبیت کو قتل کیا ہے
اس سبب سے کیا جانبین کی مروت و محبت کے سبب سے اور کیا حمیت
دین اور مسلمین کے حال ترحم کی وجہ سے کیا خدا کی اس نعمت کے شکر کے

لحاظ سے کہ اس نے ہم کو مزید مکنت و شوکت سے امتیاز بخشا ہے دار السلطنتہ لاہور سے
کابل میں ۲ ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو ہم آئے اور اپنے بیٹے مراد بخش کو بہت لشکر و سامان
دیکر بدخشاں کی طرف روانہ کیا کہ جہاں وہ سرکش جماعت کو پائے سزا دے اور نہیں تو
آگے بڑھکر فساد کیش جماعت کی تنبیہ اور تباہ اندیش طبقہ کی تادیب کرے خواہ وہ بلخ
و بدخشاں کے الامان یا اور کا فر نعمت ہوں اُنھوں نے تم جیسے پرورد و مان چنگیزی پر
حملہ کیا ہے کلہاڑی اپنے پانوں میں آپ ماری ہے اور اپنے مذہب سے برگشتہ ہوگئے ہیں
جس طرح امداد شاہزادہ سے طلب کروگے وہ اُسکے انجام دینے میں قیام کریگا ہم نے تم کو
دوست سمجھکر یہ خط لکھا ہے اور شاہزادہ سے کہدیا ہے کہ وہ آپ کے حکم کے بموجب کار گذار
ہو جب ہم نے شاہزادہ خسرو تمھارے بیٹے پر جو عاجز ہو کر ہمارے پاس آیا اس قدر خاطر و
تواضع کی تو تم اگر اتحاد سے پیش آؤگے تو کس قدر عنایت تم پر ہوگی والسلام
شاہزادہ مراد بخش و امیر الامرا علی مردان خاں لشکر کے ساتھ ۲۱ جمادی الاولی
۱۰۵۶ھ کو منزل بمنزل بلخ کی طرف چلے ۲۴ جمادی الاولی کو جگدلگ میں آئے
جو جیحوں کے کنارہ پر ہے جگدلگ سے خلم بارہ کردہ ہے اس میں ریگ بوم بے
آب آبادانی کے ہے۔ ڈیرھ پہر رات گئے جگدلگ سے روانہ ہوئے اور ۲۵ کو
ڈیرھ پہر دن چڑھے خلم میں آئے چونکہ سپاہ پہاڑوں اور سنگلاخوں کو
طے کرتی ہوئی کابل سے چلی آتی تھی اور بعض منزلوں میں بھوکی پیاسی رہی تھی
منزلیں کئی کئی کردہ کی طے کرتی تھی۔ ہر کردہ پانچہزار ذراع کا اور ہر ذراع ۴۲
انگشت شخص متوسط الخلقت کا ان کڑی منزلوں میں کم بضاعت شکم پرور آدمی مر گئے
خلم سے کہ بلخ سے تین منزل ہے۔ بادشاہزادہ نے نامہ مذکور اسحاق بیگ میر بخشی صوبہ
کابل کے ہاتھ نذر محمد خاں پاس بھیجا۔ جب نذر محمد خاں پاس یہ نامہ گیا تو اُس نے
اس نامہ اور نامہ بر دونوں کا احترام کیا اور بہت خوش ہو کر یہ کہا کہ بادشاہ نے

مجھ پر بڑا رحم کیا کہ ان جو رسگال ناسپاس حق نشناسوں کے نیچے سے مجھے نکالا مجھے
تازہ زندگانی مل گئی جس وقت شاہزادہ یہاں آئیگا میں تمام بلخ و بدخشاں اس کو حوالہ
کرکے پادشاہ پاس کابل جاؤنگا اور اس قلعہ و کعبہ کی دستگیری سے بیت اللہ روانہ
ہونگا۔ نامہ کے جواب کو پادشاہزادہ کی ملاقات پر موقوف رکھا اور اسحاق کو اپنے
پاس شاہزادہ کے آنے تک روک رکھا اسحاق بیگ کو نذر محمد خاں کی حیرانی و پریشانی
اور اوزبکوں کی شوخی اور ملک کی شورش کو دیکھکر یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں نذر محمد خاں
کو لوگ مارڈالیں اور اسکے سارے اندوختوں کو غارت کریں اسلیے اُس نے شاہزادہ
کو لکھا کہ ایلغار کرکے یہاں آؤ اسحاق بیگ کے آنے سے پیشتر نذر محمد خاں نے چوبک بیگ
اوزبک کے ساتھ شاہزادہ پاس اس مضمون کی عرضداشت لکھکر بھیجی تھی کہ تمام ملک و
دولت میں آپ کو تفویض کرتا ہوں مجھے دو تین روز کی مہلت دیجے کہ میں حجاز
کے سفر کا سامان درست کرکے شہر باہر آؤں شاہزادہ اور امیر الامرار
نے اس کو فریب جانا مگر جب اسحاق بیگ کا نوشتہ بھی آگیا تو ایک وز میں گیارہ
کروہ کی منزل طی کرکے پادشاہزادہ نے موضع بلاس پوش کو جو بلخ سے دو کروہ
تھا لشکر گاہ بنایا اسحاق بیگ آیا اُس نے جو کچھ دیکھا وہ سب شاہزادہ سے
مفصل حال عرض کیا۔ بعد نماز مغرب بہرام و سبحان قلی پسران نذر محمد خاں مع
اعیان بلخ بے اطلاع معسکر میں اصالت خاں کے خیمے کے پاس آئے اور اُسے
اطلاع دی۔ اصالت خاں نے کہا کہ اس طرح آنا نہیں چاہیے تھا اُس نے شاہزادہ
کو اطلاع دی۔ ابھی وہ راہ دراز سے آیا تھا خیمہ میں فرش بھی نہیں بچھا تھا۔
اس لیے آنے والوں کو کچھ دیر ٹھیرنا پڑا۔ پادشاہزادہ نے اُن کو بلایا اور
اپنی مسند پر بٹھایا اور اُن سے کہا کہ تم اپنے باپ سے کہدو کہ وہ جس طرح کی
امداد و اعانت چاہیگا وہ کی جائیگی پھر ان کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

۲ جمادی الثانی ۱۰۵۶ھ کو شاہزادہ اور علی مردان خاں لشکر کو لیکر کمال شوکت و عظمت سے بلخ میں داخل ہوئے اس سرزمین کے باشندوں نے کبھی ایسا لشکر گراں اس آرائش و نمائش کے ساتھ دیکھا نہ تھا بلکہ سنا بھی نہ تھا ہاتھیوں پر مخمل زربفت کی جھولیں پڑی ہوئیں اور برگستوان و پیراے سیمین لگے ہوئے افواج زرہ پہنے ہوے یراق مرصع سونے کے اور گھوڑوں کے ساز زرین و سیمین۔ نشان زرنگار اور پیادے تفنگچی نامدار اور بہت سے نقارے و علم اور کثرت سے فیل چشم یہ سب دیکھکر وہ سب دنگ رہ گئے پادشاہزادہ نے رستم خاں کو محمد قاسم میر آتش اور مردم توپخانہ کے ساتھ تعین کیا کہ قلعہ بلخ میں جاکر مداخل و مخارج کا ضبط کرے اور زیردستوں کی حراست کرے اور شہر پر تصرف کرے اور رعایا کے حال پر ملال کی پرداخت کرے جو اوزبکوں کے ظلم سے نہایت شکستہ حال ہو رہی ہے۔ شاہزادہ خود دروازہ کے باہر مقیم ہوا۔ دوبارہ اسحاق بیگ کو نذر محمد خاں پاس بھیجا اور یہ کہلا بھجوایا کہ ہماری خاطر صحبت کی نگران ہر جس وقت آپ شہر سے باہر آئیں اطلاع فرمائیں کہ میں استقبال کرکے ملاقات کو آؤں پھر آپ جس منزل میں جائیں فروکش ہوں وہاں میں آؤں اور دوسرے روز آپ کو اپنی منزل میں بلانے کی تکلیف دوں اور ضیافت کروں اور اگر بے تکلف اوّل روز میری منزل میں آپ تشریف لائیں تو دوسرے روز ہم کو اپنا مہمان بنائیں اگرچہ طرفین میں یہ باتیں ہوئیں جو اوپر لکھی گئیں مگر پادشاہزادہ سے نذر محمد خاں بعض مقربوں نے آنکر عرض کیا کہ اسحاق بیگ نے جو خان کو پیغام دیا تو اثناء مجلس میں متغیر ہوا اور انقباض خاطر کے سبب سے حضار مجلس کو کھانا کھلایا اور خود نہ کھایا غالباً وہ کبر سن کے سبب سے متوقع تھا کہ پادشاہزادہ مجھے بڑا سمجھکر میری ہاں بے تکلف مہمان ہوگا غرض اصل حال معلوم نہیں مگر خان آزردہ ہوگیا اور اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا یہیں زن و فرزند کو چھوڑا اور اپنے ارادے کے چھپانے

کے لیے یہ مشہور کیا کہ وہ باغ مراد میں ضیافت کی تیاری کے لیے جاتا ہے خیمہ آگے
روانہ کیا اور مرصع پٹکا جسمیں چند لعل لگے تھے کمر میں باندھا اور اُس کے اوپر زرہ اور
زرہ پر زرہ پہنی اور کچھ زر و جواہر اور دو بیٹے سبحان قلی و تغلق محمد اور چند اوزبک
اور غلام ساتھ لیے ظہر کے وقت باغ صفا کی طرف چلا اور یہاں سے بھاگ گیا شہر
بلخ کا حصار بہت وسیع تھا اس کا دور ساڑھے پانچ کروہ تھا۔ رستم خاں و محمد قاسم
جو یہاں محافظت کے لیے آئے تھے اس کے آٹھوں دروازوں کا انتظام پورا نہ کیا
تھا۔ بعض دروازوں پر آدمی متعین کیے تھے اور بعض پر آدمی بھیجے تھے امن اور رفاہیت
کے زمانہ میں خان کی سواری کوئی احتیاط نہ رکھتی تھی۔ اس وقت پریشانی کا ذکر تو
کیا ہے۔ بادشاہی آدمی اندر اور باہر کے اسکے فرار ہونے پر مطلع نہ ہوئے۔ نماز
پیشین کے بعد مقصود بیگ علی کیفیت حال پر مطلع ہوا اور امیر الامراء کو جھکر شاہزادہ سے
حقیقت کو عرض کیا اندر باہر اوزبکیہ اور فتنہ پردازوں سے خالی نہ ہوا تھا اسلیے شاہزادہ
اور امیر الامراء نے اپنا جانا مصلحت نہ جانا۔ بہادر خاں اور اصالت خاں کو اس کے
تعاقب میں جلد روانہ کیا اور راجہ بیٹھلداس اور تمام راجپوت ہراول ادھیں داس ور دوپ سنگھ
و رام سنگھ راٹھور راجپوت بے رخصت اس لشکر کے ہمراہ ہوئے اس لشکر کے مقرر کرنے
میں شاہزادہ اور امیر الامراء ایسے مصروف ہوئے کہ نذر محمد خاں کے اموال کے جمع
کرنے کی فرصت نہ ہوئی رستم خاں و محمد قاسم شاہزادہ کے حکم کے منتظر رہے غرض
اس عرصہ میں اوزبکوں نے نذر محمد خاں کا مال لوٹ لیا۔ بادشاہی آدمیوں کو بارہ لاکھ روپیے
کے مرصع آلات و طلا آلات و نقرہ آلات قریب ڈھائی ہزار کے گھوڑے اور گھوڑیاں اور تین سو
اونٹ و اونٹنیاں ہاتھ لگیں نذر محمد خاں نے خست و بخل سے اور داد و دہش نہ کرنے سے
اور جسکو جسطرح سے مال ہاتھ لگا اسکے لینے سے جسقدر دولت جمع کی تھی اسکی مقدار قرار واقع
نہ معلوم ہوئی وہ اپنے مال کو خود صندوقوں میں رکھتا تھا اور ایک پرچہ میں اسکی تفصیل و

تعداد لکھکر ڈال دیتا تھا تاکہ کسی تحویلدار کو اس پر اطلاع نہ ہو اور نہ اس کے دفاتر میں لکھا جائے
تخمینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پاس ستر لاکھ روپیہ کا اندوختہ تھا اسمیں سے بارہ لاکھ
روپیہ سرکار شاہی میں آیا اور پندرہ لاکھ روپیہ لٹ گیا کہ وہ قرایشی سے بلخ میں بھاگا
تھا کچھ روپیہ پر عبدالعزیز خاں متصرف ہوا کچھ اوزبکوں اور المانوں اور غارت گردوں
نے لوٹا۔ باقی سینتالیس لاکھ روپیہ میں سے اضطرار کے وقت اپنی سپاہ میں کچھ صرف
کیا لشکر شاہی کے داخل ہونے سے دس پندرہ روز پیشتر سے اوزبکیہ و المانیہ قلماق
اور دستاں نے جن کے دفع کرنے میں وہ درماندہ تھا اسکے سامنے روپیہ خوب لوٹا تھا اگر
وہ حجروں کے دروازہ پر پہرے بیٹھاتا تو پیچھے کو مل لگا کے چرا کے لیجاتے اور اگر پیچھے کا
انتظام کرتا تو دروازہ توڑ کر لیجاتے پادشاہزادہ اور امیر الامراء نے نذر محمد خاں کے دو
بیٹوں بہرام اور عبدالرحمن اور رستم ولد خسرو کو طلب کر کے تینوں کو لہراسپ خاں و کرشاسپ خاں
کے سپرد کیا اور ازواج و بنات و جواری کی محافظت کے لیے معتمد آدمی مقرر کر دیئے
شکر اللہ عرب کو شہر کا کوتوال مقرر کیا اور مجلسوں اور بازاروں کا انتظام سپرد
کیا کل ولایت کا حاصل جو پہلے نذر محمد خاں سے تعلق رکھتا تھا اور اب پادشاہ
کے تصرف میں آیا استقبال اور آبادانی ملک کی اور المانوں کی غارت کی
موقوفی اور سال کی موافقت کی صورت میں جمیع وجوہ سے ایک کروڑ شاہی
(پچیس لاکھ روپیہ) کے قریب تھا اسمیں سے بلخ اور اسکے مضافات کا حاصل ساٹھ لاکھ
شاہی (پندرہ لاکھ روپیہ کے قریب) تھا بدخشاں اور اسکے توابع کا محصول
فصلوں کے اچھے ہونے کی حالت میں بیس لاکھ روپیہ یا کچھ زیادہ تھا مگر جب اس
ملک کو اوزبکوں اور المانوں نے غارت کیا اور خان سراسیمہ بلخ میں آیا اور قلعہ
نشین ہوا تو قلعہ بلخ سے وہ نکل نہ سکتا تھا انتظام کیا کرتا تو رفتہ رفتہ محصول
نصف و چوتھائی رہ گیا۔ ماوراء النہر امام قلی خاں سے متعلق تھا اس کا محصول

اسی قدر تھا مگر ملک کی قسمت کے وقت بڑے بھائی کا حصہ بہ اعتبار وسعت حاصل کے زیادہ تھا مگر نذر محمد خاں کی پرداخت کے سبب سے بہ کثرت زراعت و توفیر عمارت سے بلخ و بدخشاں کا حاصل بڑھ گیا تھا اور ماوراءالنہر کا محصول وہاں کی فرماں رواؤں کے نارسائی اور بے پروائی سے بڑھا نہیں بلکہ گھٹ گیا۔ پادشاہ کے پنجہزاری پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ میں سے ہر ایک پچیس لاکھ روپیہ پاتے ہیں سعد اللہ خاں وعلی مردان خاں کا تو کیا ذکر ہے ان دونوں بھائیوں کے نوکر علوفہ خوار ہفت ہزار سوار تھے۔ بڑے بھائی کے چار ہزار اور چھوٹے بھائی کے تین ہزار جن کے سرداروں کی تنخواہ کی تفصیل یہ ہے عبد الرحمن دیوان بیگی اسی ہزار روپیہ یلنگتوش اتالیق ستر ہزار اتالیق بخارا اسی قدر بلکہ کمتر اور ازبی پچاس ہزار بیگ اوغلی چالیس ہزار اور اور نوکروں کا ذکر بیان کے قابل نہیں دیوان بیگی وزیر کو اور اتالیق وکیل مطلق کو کہتے ہیں ماوراءالنہر کو جو توران سے جدا لکھتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ان دو ولایتوں کے درمیان ایک بڑا دریا جیحوں ہے جسکو آموں بھی کہتے ہیں۔ ان معرکوں میں راجپوتوں نے وہ کام کیے جو پہلے کبھی ان سے ظہور میں نہیں آئے تھے جنکی تفصیل یہ ہے اول ایک مسلمان بادشاہ کے حکم سے راجپوتوں کا دریائے سندھ سے پار اترنا جو ندہباً ان کو منع تھا دوم ایسی بے راہ کوہستانی راہوں پر چلنا جن کا کاٹنا پہاڑ کے کاٹنے سے زیادہ مشکل تھا سوم ان راہوں میں مشقت شاقہ ایسی اٹھائی کہ خود راجاؤں نے ہاتھ میں کودال اور کندھے پر پھاوڑہ رکھکر کام کیا اور سیروں اور دامنوں میں برف کو اٹھا کر ڈھویا چہارم برف و باراں کی شدت کی برداشت کرنا جسکے عادی یہ لوگ نہ تھے پنجم جنگ جو وحشی خوارزمیوں سے لڑنا گو راجپوت لڑائیوں میں زیادہ مارے جاتے مگر وہ ازبکوں کو شکست دیتے تھے ششم اپنے بچاؤ اور حفاظت کے لیے قلعوں کا تیار رکھنا۔ غرض جو کام کیا وہ مشکل تھا مگر ان مشکلوں کو سہل سمجھنا انہیں دلاور اور بہادر راجپوتوں کا کام تھا۔

واقعات سال بستم جلوس ۱۰۵۶ ۱۶۴۶

غرۂ جمادی الثانیہ کو ۱۰۵۶ کو جلوس کا بیسواں سال شروع ہوا۔ ۳ کو لشکر شاہی بلخ میں داخل ہوا تھا جمعہ کو اس مسجد میں کہ نذر محمد خاں نے اپنی حویلی کے باہر بنا لی تھی شاہجہاں کا خطبہ پڑھا گیا اور سکہ جاری ہوا اور اسی تاریخ میں شاہزادہ کی خدمت میں منصور حاجی چغتائیہ قلعہ دار ترمذ کے دو بیٹے محمد بخش وعبداللہ بیگ آئے اور باپ کی عرضداشت لائے جو فرمان برداری اور خدمت گذاری پر مبنی تھی وہ شاہزادہ کے روبرو پیش کی شاہزادہ نے اس کے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ خلعت اور نشان اور یہ فرمان بھیجا کہ جب تک یہاں سے کوئی قلعہ دار نہ بھیجا جائے تب تک وہ قلعہ ترمذ کو جو اس طرف آب آمویہ کے ہے حراست کرے بعد ازاں امیر الامرا نے سعادت بن ظفر خاں بن زین خاں کوکلتاش کو اس قلعہ کی حراست کے لئے روانہ کیا اور منصور حاجی کو بلخ میں طلب کیا۔

پادشاہ کو علی مردان کی عرضداشت کے دوشنبہ ۹ کو مژدہ فتح بلخ و بدخشاں سنایا اس خداشناس نے عنایت الٰہی کے سجدات شکر کے آپس میں خوب مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی۔ آٹھ روز جشن رہا۔ ہر روز نیا سامان عیش و طرب تیار رہوا۔ نصیرائے شیرازی نے اس فتح کی یہ تاریخ بطریق تعمیہ کہی۔

والی توران برآرا ز ملک توراں دانگی ثانی صاحبقراں بنشاں بجایش کن حساب

ملک توران ۔ والی توران = ۴۳ اور ۴۳ ثانی صاحبقران = ۱۰۵۶

پانچویں جمادی الثانیہ کو پادشاہ پاس پادشاہ زادہ مراد بخش کی عرضداشت اور قلعہ بلخ کی کنجیاں آئیں۔

بہادر خاں و اصالت خاں نے مع سادات و افغانوں کے نذر محمد خاں کا تعاقب کیا اور راجپوتوں کی جماعت نے اپنی جلادت ظاہر کرنے کے لئے

ان کی رفاقت کی نذر محمد خاں کے تعاقب میں پر وحشت دشت میں اس کا سراغ لگاتے ہوئے دوڑتے چلے جاتے تھے ایک دن سترہ اٹھارہ کروہ زمین طے کر کے ایسی جگہ میں آ گئے کہ اندھیری رات میں راہ بھول گئے۔ یہ سفر دن کے آخر پہر سے دوسرے دن کے اول پہر تک ہوتا تھا۔ کہیں ان کو علف اور جو گھوڑوں کے لئے پیدا نہ ہوا اور دوسرے روز جتنی راہ گئے اس میں چارہ اور پانی کا نشان نہ پایا۔ گھوڑے تھک گئے سواروں میں رہ نوردی کی طاقت نہ رہی راجپوت اپنے آنے سے دل میں پشیمان تھے مگر غیرت کے تقاضے سے اپنے ہمراہیوں سے پیچھے قدم نہیں رکھتے تھے اوزبلیہ کے نمودار ہونے سے اور ان کے پھیلنے سے رات دن سونے کھانے کا آرام حرام تھا۔ گرمی کی وہ شدت تھی کہ آسمان سے آگ برستی تھی اور آب نایاب تھا۔ کمال تکلیف اٹھا کر تعاقب سے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور بہیئت مجموعی بادیہ نوردی کرتے تھے یہاں تک کہ ایک آباد جگہ غوطی میں پہنچے یہاں انہوں نے خبر سنی کہ نذر محمد خاں پاس دس ہزار کے قریب اوزبک جمع ہو گئے تھے۔ تمام صحرا نشینوں میں سے اکثر مال و عیال کے لٹ جانے کا ملاحظہ کر کے خان کے رفیق بنے تھے اب جو انہوں نے ہندوستان کے لشکر کے قریب آنے کی خبر سنی تو وہ مع اپنے مال و عیال کے قلب غاروں اور پہاڑوں میں گھس گئے۔ اور قریب چار ہزار کے دیوان بیگی و اتالیق و ابراہیم بکاول و محمد امین کتاب دار کی رفاقت میں خان کی ہمراہ رہ گئے اور فوج شاہی سے لڑنے کو مستعد ہوئے جب لشکر شاہی نذر محمد خاں کی فوج کے قریب آیا تو اوزبکیہ دفعتہً نمودار ہوئے اور تیر چھوڑنے لگے بادشاہی لشکر کی طرف سے دار و گیر کی صدا بلند ہوئی اور بان و تفنگ چھوڑنے شروع کئے آتش فشاں بانوں اور جان ستاں توپوں نے فوج اوزبکیہ میں تزلزل پیدا کر دیا طرفین سے ایک جماعت کشتہ ہوئی۔ نذر محمد خاں کو ہزیمت ہوئی جو اوزبک گریز میں تیر مارنے کے لئے

بازگشت کی جرأت کرتے تھے وہ قتل و اسیر ہوتے تھے بہت سے کشتہ ہوئے جو زندہ رہے
انہوں نے ترک رفاقت کی اس بیکسی کی حالت میں سب ایک ہزار آدمی نذر محمد خاں کے
رفیق رہے ان کے ساتھ وہ اندجان کی طرف چلا بعض مفسدہ پیشوں واقعہ طلب نے
اس آشوب کے وقت میں سبحان قلی خاں کو نذر محمد خاں سے جدا کیا اور اس کو اپنے ساتھ
لیکر بخارا کی طرف بھاگے۔ فوج شاہی نے آخر روز تک تعاقب کیا۔ رات کو شبرغان میں
آرام کیا گھوڑے اور اونٹ اور بہت سے اقمشہ جمع کئے جن کو اوزبک لوٹ کر ساتھ لے گئے تھے اور
ان کو راہوں میں بہ سبب تنگ ہونے کے پھینکتے جاتے تھے اس رات کو فوج
شاہی خوب دوڑ دھوپ کر گوشت کھا کر یعنی تان کر سوئی آگے جانے کی قوت اپنے
میں نہیں دیکھی حقیقت حال کو شاہزادہ سے عرض کیا اس نے حکم مراجعت بھیجدیا
چونکہ پادشاہزادہ نے خلیل اللہ خاں کو بھی افواج گراں کے ساتھ کل سپاہ
سابق و حال کی سرداری دے کر نذر محمد خاں کے تعاقب میں بھیجا تھا شاہزادہ
نے نذر محمد خاں کی ہزیمت پانے کی اور فوج سابق کی معاودت کی خبر
سنی وہ علی مردان خاں کے تسلط اور زیادہ اختیار سے اور اس
ملک کی وضع و آب و ہوا کے ناخوش آنے سے اور بعض ہوا خواہوں کی رہنمونی
سے اس ولایت کے رہنے سے دل برداشتہ ہوا خلیل اللہ خاں کو مراجعت
کا حکم بھیجا اور بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ یہ غلام امیدوار ہے کہ
اس ملک تو مفتوح اور فوج میں کوئی اور سردار مقرر ہو اور بندہ کو حضور طلب
فرمائیں اس عرض سے پادشاہ کی خاطر گراں ہوئی جواب میں فرمان صادر
کیا کہ ہم نے فتح سے پہلے زبان سے کہا تھا کہ جب خدا تعالے کی عنایت سے
ملک بلخ و بدخشاں تسخیر ہوگا تو ہم اس نور چشم کو عنایت کرینگے اب ایزد متعال
کی عنایت سے میرے خاندان کی آرزو سے دیرینہ بر آئی۔ ابھی تک

قلعہ جات کا نسق و ویران شدہ ملک کا انتظام اور دل شکستہ رعایا کی تسلی اور
حکام کا تعین اور تھانہ بندی کا اہتمام صورت پذیر نہیں ہوا یہ تمہارا ارادہ تباہ
شدہ رعایا اور سپاہ اور تمام یہاں کے رہنے والوں کی دل شکنی کا سبب ہوگا
خصوصاً اخلاص شعار چغتائیوں کا کہ وہ مدتوں سے خدا سے دعا مانگتے تھے کہ یہ
آرزو ان کی پوری ہو وہ نہایت ملول خاطر ہونگے صلاح دولت اس میں ہی کہ
کچھ مدت تک عیش و عشرت کے ساتھ اس جگہ فرماں روائی کرو با وجود اس
جواب عنایت آمیز عتاب اثر کے پادشاہزادہ یہاں رہنے پر راضی نہ ہوا
مکرر استعفا لکھا بلکہ استعفا کے جواب آنے سے پہلے خلیل اللہ خاں کو بلخ حوالہ
کیا اور پیش خیمہ باہر لگانے کا حکم دیا اس نافرمانی سے پادشاہ کو نہایت گرانی
خاطر ہوئی پادشاہ زادہ کے منصب اور جاگیر کو بدل دیا اور ملتان کا صوبہ دیا۔

پادشاہ بلخ کی شوریدہ احوال کی اصلاح کے لئے چاہتا تھا کہ کسی ایسے معتمد
ومعتبر مزاج شناس کارواں کو بھیجے جس کی گفتار و کردار کا سب کو اعتبار ہو جس کی
رضا سے امید جس کی شکایت سے خوف ہو اس لئے مدار المہام علامی سعد اللہ خاں کو
بلخ بھیجا حکم دیا کہ بہت جلد وہاں پہنچے اگر ہو سکے تو پادشاہزادہ کو پیغام نصیحت آمیز
سے معقول کر کے خطاب سے باز رکھے اور اگر جانے کہ وہ کچھ نہیں سنتا تو پھر اس سے
ملاقات نہ کرے اور امراء کو بھی اس کی ملاقات سے منع کر دے صوبہ بلخ کی حکومت
بہادر خاں اور اصالت خاں کو سپرد کرے بہادر خاں اہل تمرد اور فساد کا
استیصال کرے اس میں جمیت ہے اور وہ جمیت دار سردار ہے اور وہ
سپاہ کا کام اور خزانہ کی داد و ستد اور اس دیار کے باشندوں اور رعایا
کی پرداخت اصالت خاں کو سپرد کرے جو مزاج آشنائی و فہمیدگی و
حسن سلوک سے موصوف ہے تا کہ امور ملک داری کی امضا جو کچھ کرنا چاہیے

پادشاہ کی رہنمونی سے باہم مرافقت وموافقت کے ساتھ سرانجام دیں۔ اگر نجابت خاں
ولد مرزا شاہرخ جس کے باپ دادا حکومت بدخشاں پر سرافراز رہے ہیں اگر اس ملک
کی صوبہ داری کو عنایت عظیمہ سمجھے اور بہت آرزو سے قبول کرے تو یہ خدمت اسکو تفویض
کرے اور اگر وہ پست فطرتی اور بیدلی سے اپنے باپ دادا کی جانشینی کی قابلیت نہ رکھنے تو
استادگی کرے قلیج خاں کو سپاہ کے ساتھ جتنی درکار ہو وہاں بھیجدے کہ وہ بدخشاں اور
اس کے توابع کا انتظام کرے رستم خاں کو جمعیت شائستہ کے ساتھ اندخود اور اسکے مضافات
کے لئے معین کرے اور توابع بلخ کے ہر قلعہ ومحال کے لئے بہادر خاں واصالت خاں
کی صواب دید سے اور حدود بدخشاں کے قلعوں ومواضع کے لئے وہاں کے
صوبہ دار سے اتفاق کر کے ایک معتمد کو مقرر کرے اور اس کے پاس جسقدر منصب دار
واحدی وبرق انداز وپیادہ تفنگچی مناسب جانے بھیجدے اور لعل بدخشاں کی
کان کا مہتمم بھی کوئی جد کار دیانت دار امانت گذار بھیجدے اور اس دیار
کے باشندوں کے احوال پر توجہ کرے اور اس ولایت کی جمع وحاصل کی تحقیق
کرے اور جہاں جمع پیشین میں سنگینی ہو اس کی تخفیف کرے اور لشکر شاہی سے
جو برزگروں و باغبانوں وفالیز بانوں کا زراعات و باغوں وفالیزوں
میں نقصان ہوا ہو اس کی عوض میں زر نقد خزانہ عامرہ سے دے دے
منصب داران نقدی کو ۳ ماہی پیشگی اور منصب داران جاگیردار کو انکی
جمعیت کے اندازہ کے موافق جس قدر مناسب جانے خزانہ عامرہ سے مساعدت
کے طور پر تنخواہ دیدے اور بعض بندگان جاگیر پڑوہ کو بطور دستوری جو
حضور نے قرار دی ہے انکے مقبوضہ سے تیول تنخواہ میں دیدے۔ بہرام وعبدالرحمٰن
پسران نذر محمد خاں کو اور رستم ولد خسرو کو جو بلخ میں ہیں اور تمام اس کے درونی
اور بیرونی وابستوں کو راجہ بیٹھلداس اور خلیل اللہ خاں ولہراسپ خاں کو

جنکی حوالہ مراد بخش نے ان کو کیا ہے اور مہیش داس راٹھور کو ہمارے پاس بھیجدے اور نذر محمد خاں کے گھوڑوں اور آدمیوں میں جنکو ہمارے لائق جانے بدفعات ارسال کرے اور شکاری جانور شنقار و طریغوں وغیرہ کا اہتمام کرکے مرزا نوذ صفوی خویش بیگی کو حوالہ کرے۔ بلخ کے حصار بیرونی اور قلعہ اندرونی کی مرمت و استواری کے لیے جس قدر بیلداروں اور عملہ کی ضرورت ہو اُس قدر نوکرا جورہ وار کریں ان کو تاکید کے ساتھ کار و بار میں لگائے خواجوں و علما و مشاہیر بلخ میں سے جنکو سزاوار حضور جانے اور خانان کے نوکروں میں جو ہماری طرف رجوع لائے ہوں یا ہاتھ لگے ہوں انکو بھیجدے اور بندہاے شاہی میں سے سوائے اُنکے جن کی طلب میں فرمان صادر ہو چکا ہے جو کوئی ہمارے پاس آنیکی خواہش کرے اس کو بیم و امید دلائے اور وعدہ وعید کرکے اس ارادہ سے باز رکھے اور جو نوکر اس اپنی آرزو کو نہ چھوڑے یا جس خدمت پر اس صوبہ میں مقرر ہو اُس کو قبول نہ کرے تو اس کو تغیر منصب و جاگیر سے تنبیہ کرے اور جس کسی کی خدمت گذاری اور اخلاص مندی و جاں سپاری اس پر ظاہر ہو اس کے اضافہ منصب اور سوار اس کے التماس کرے وہاں کے سکہ خانے میں خوانین توران نے تانبا ملا دیا ہے اس کو دار الضرب بلخ میں گلا کر جس قدر اس میں تانبا ملا ہو چاندی بڑھا کر اس کو چوتھائی روپیے کی برابر مقرر کردے اور اس پر ہمارے نام کا سکہ لگائے چونکہ مدت سے اوزبک اور قزلباش میں تخالف مذہب کے سبب سے عداوت ایسی بڑھ گئی ہے کہ کسی وجہ سے موافقت و موالفت کی صورت نہ ہوگی اس لئے صوبہ بلخ کا انتظام امیر الامرا علی مردان خاں کو گو وہ اہلسنت و جماعت کے زمرہ میں آ گیا ہے سپرد کرنا مناسب نہ جانا۔ شاہزادہ اور بعض اورامرا کی بے موقع حرکت سے ایک جماعت کثیر طوائف المان آب جیحوں سے اُتر کر بدخشاں کی بعض حدود و محال میں شورش و فساد مچاتے تھے

جن کا حال آگے آئیگا امیر الامراء کو حکم ہوا کہ جب سعد اللہ خاں بدخشاں میں پہنچے تو امیر الامراء قندز میں جاوے اور گروہ مذکور کی تنبیہ کرکے آب جیحوں سے پار اتارے ناظم بدخشاں کو اپنی مہمات کی سربراہی کے لئے بلخ میں توقف ہوگا اس کے پہنچنے تک امیر الامراء قندز میں رہے اور جب صوبہ دار بدخشاں میں آجائے تو وہ کابل کو جاوے جس کا وہ ناظم ہے غرض پادشاہ نے یہ ساری باتیں سعد اللہ خاں کو سمجھا کر ۲۲ جمادی الثانیہ کو رخصت کیا اور سید فیروز کو حکم ہوا کہ پچیس لاکھ روپیہ کا خزانہ علوفہ سپاہ اور اور مصالح کے لئے پنجشیر کی راہ سے بلخ پہنچا کر چلا آئے ۔ سعد اللہ خاں خنجان کی راہ سے گیارہ روز میں دوڑا ۔ آٹھویں رجب کو بلخ میں پہنچا ۔ شاہزادہ کو سمجھایا کہ وہ اپنے معاودت کے عزم کو فسخ کرے جس سے قبلۂ دین و دنیا کی ناراضی نہ ہو اور اور نصیحتیں کیں مگر کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو اس نے تمام بندہائے پادشاہی کو منع کر دیا کہ شاہزادہ کے گھر نہ جائیں ۔ بہادر خاں اور اصالت خاں کو بلخ کی صوبہ داری تسلیم کی اور ان کے اتفاق سے مہمات کا انجام دینا شروع کیا تھانہ دار اور قلعوں کے قلعہ دار مقرر کئے نجابت خاں نے بدخشاں کی صوبہ داری نہیں قبول کی قلیج خاں کو وہ سپرد ہوئی ۔ غرض تمام مقامات قلعوں اور تھانوں میں امراء مقرر ہوگئے اور سپاہ جو ان کے لئے مناسب تھی مقرر ہوئی سعد اللہ خاں نے نہ رات کو جانا نہ دن کو دن ۔ بائیس روز میں پادشاہ کے تمام احکام کی تعمیل کر دی اور سارا انتظام کر دیا ۔

بدخشاں میں سعد اللہ خاں کا انتظام

پادشاہزادہ نے قندز میں راجروپ کو مقرر کیا تھا اس راجہ پر اوزبکوں کی ایک جماعت نے جن کو الامانی کہتے تھے آب آموں سے عبور کرنے کے لئے ہجوم کیا یہ دریا ہی اس راہ کا سد راہ تھا ان کے مقابلہ میں راجہ نے تردد نمایاں کیا بہت آدمی کام آئے اور طرفین سے مگر غالب مغلوب ہونے

اور سخت محاربے ہوئے ہر بار اوزبکوں کو شکست ہوئی امیر الامرا کے پہنچنے تک بموجب حکم کے راجہ خود آیا اس گروہ کی تادیب میں مصروف رہا اور کارزار ٹائے رستمانہ راجہ سے ظہور میں آئیں کولاب میں بھی شاہجہاں صاحب قران ثانی کے نام کا خطبہ پڑہا گیا۔

اندخود کے وقائع

جب شاہزادہ مرادبخش کے حکم سے بہادر خاں و اصالت خاں نے اندخود (اندجو) سے مراجعت کی تو حوالی اندخود میں المانیوں نے تاخت کی۔ خواجہ کمال ارباب اندخود سے جو پادشاہ کا دولت خواہ تھا حصار سے انکی مدافعت کیلئے نکلا اور شہید ہوا۔ رستم خاں اس طرف روانہ ہوا اور پل خطب سے کوچ کیا تو اس نے سنا کہ پانچ گروہ پر بہت سے المانی جمع ہیں انکی تنبیہ کے لئے اس نے محمد قاسم داروغہ توپخانہ کو دو ہزار تفنگچیوں کے ساتھ بطور ہراول کے بھیجا کہ اس درمیان میں خسرو بیگ ترکمن توشی بیگی نذر محمد خاں کا آدمی آیا اور اسنے اس کی طرف سے یہ ظاہر کیا کہ ایک جماعت المانیوں کی ان حدود کے ادیماقات پر تاخت کر کے مال اور مواشی لوٹ کر لیگئی ہے اور چاہتی ہے کہ میرے یورت پر حملہ کرے۔ پادشاہ کی خدمت گذاری کے سوا اور کوئی خیال مجھے نہیں ہے امیدوار ہوں کہ کومک کر کے ان شریروں کے شر سے مجھے رستگاری دی جائے۔ رستم خاں خود خاں سے ملنے گیا۔ المانیوں نے قیدیوں اور اموال کو ایک رباط کے حوالی میں جو یہاں تھی جمع کیا تھا۔ لشکر شاہی نے لٹکران کو بھگا دیا اور جو اسپ و شتر و گاؤ و گوسفند وغیرہ لوٹ کر لے گئے تھے وہ سب چھین لئے اور جنکا مال لٹا تھا انہوں نے اپنا مال پہچان کر لے لیا۔ شیر خان کی حدود میں جو المان جمع ہوئے تھے وہ بھی غارت ہوئے خسرو بیگ نے اس دن پہلوانہ کام کیا کہ پادشاہ کی اطاعت میں آکر مع اپنے قبیلہ کے رستم خاں کی ہمراہ اندخود میں آیا۔ خسرو کا حال یہ ہے کہ وہ پانچ چھ برس کی عمر میں قید ہوا تھا۔ نذر محمد خاں نے اسکو خرید کر تربیت کیا اس کے حسن صوری و معنوی کے سبب سے نذر محمد خاں کو اس سے علاقہ محبت پیدا ہوا جب اس نے آدرگنج کو فتح کیا جس میں ایماق ترکمن رہتی تھی تو اوسنے

تو اُس نے خسرو کو پہچان کر کہا کہ یہ ہمارے قبیلہ سے ہے اور اس کا باپ ہمارے قوم میں معتبر تھا اس لئے خان نے اُس کو اویماق ترکمن کا سردار کرا دیا۔ اب رستم خاں کی سفارش سے بادشاہ نے منصب ہزاری ذات و پانصد پر سرافراز کیا راجہ دیبی سنگھ اور المانیوں کی لڑائی ہوئی۔ المانی لشکر شاہی کی ایک قطار اونٹوں کی چھین کر لے گئی تھی اس کو راجہ نے خلاص کیا۔ راجہ کو ان کے پندرہ سو سواروں نے گھیر لیا۔ راجہ کے کئی قریب کے رشتہ دار مارے گئے۔ راجہ اور اس کے رجپوتوں نے بہادرانہ عزم مرنے کا کر لیا تھا کہ محمد قاسم کا لشکر انکی مدد کو آگیا اور انہوں نے المانیوں کو مار کر بھگا دیا۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ نذر محمد خاں ایران کو گیا ہے تو میر عزیز کو کہ پہلے بھی نذر محمد خاں پاس سفیر بن کر گیا تھا واپس روانہ کیا اور علامی سعد اللہ خان سے ایک نامہ خان کے نام لکھا کر اس کو دیا جس کا حاصل مضمون یہ تھا۔

بعد القاب و آداب گزارش مطلب یہ تھا کہ جب شاہزادہ مراد نواحی بلخ میں گیا تھا تو تم نے اس کے استقبال کے لئے بیٹوں کو بھیجا اور جب شہزادہ کنار بلخ پر آیا تو اُس نے عنفوان جوانی کے سبب سے ریش سفیدوں کے ساتھ بعض ناہنجار ادائیں کیں۔ باوجودیکہ تم قلعہ میں تھے اُس نے رستم خاں کو بھیجدیا۔ اور تم کو مجبور کیا کہ شیر خان کی طرف چلو۔ خداوندان قدر کی قدر صاحب قدر اور اہل فضل کے فضل کو اصحاب فضل جانتے ہیں مگر تم کو چاہئے تھا کہ میرے پاس آتے جس میں تمہاری بہبود کار ہوتی لیکن تدبیر پر تقدیر تقدم رکھتی ہے ابھی تمہاری قسمت میں مشقت اُٹھانی باقی تھی بہر تقدیر ہم اپنے ما فی الضمیر کو تم پر ظاہر کرتے ہیں کہ اس دیار میں لشکر بھیجنے سے ہمارا ارادہ سوا اس کے کچھ اور نہ تھا کہ فتنہ جو اوزبکوں اور زشت خو المانیوں کی تنبیہ کریں جن کے رویہ ناہنجار و جور و خون خواری و ظلم و بیداد سے سب طرف خلقت الامان مانگتی ہے

میر عزیز کو ایران میں نذر محمد خاں پاس بھیجنا۔

اور بعد اس تنبیہ کے تم کو باوجود تقصیرات کے اس ملک پر بحال رکھیں اور تمہاری مدد
اور اعانت کے لئے ایک فوج بدخشاں میں رکھیں اور اس کے بعد ہم اپنے پائے تخت کو
مراجعت کریں مگر تم ہوش عقل باختہ ایسے ہوئے کہ محض وہم سے اور بدخواہوں کی رہنمونی سے
اس سمت کو روانہ ہوئے اور فرزند و عیال و ناموس کو یہاں چھوڑ گئے اگر تم اپنے معتمدوں
میں سے کسی کو بھیجو تو جملہ نشینوں کو بہ احتیاط سرانجام راہ کر کے روانہ کروں اور نہیں تو انکی
وجہ معاش ہر یک کے لایق میں مقرر کروں اور اپنے پاس رکھوں۔ میر عزیز اس نامہ کو لے کر
فراہ کی راہ سے عراق کی سرحد میں داخل ہوا اس نے سُنا کہ نذر محمد خاں صفاہان کو چلا گیا
جان نثار خاں پادشاہ کی طرف سے ایلچی شاہ ایران کے پاس جاتا تھا اس کے ساتھ میر
عزیز مکتوب سمیت پہنچا یہاں اسکو خبر لگی کہ نذر محمد خاں سوء مزاجی کے سبب سے پھر خراسان کو فراہ
کی راہ سے گیا میر عزیز نے چاہا کہ مراجعت کرے۔ شاہ عباس نے اطلاع پاکر اسکو
منع کیا کہ اغلب ہے کہ نذر محمد خاں بہ سبب جنون اور آشفتہ دماغی کے جو اس کے
حال میں بڑھ گئی ہیں اس کے ساتھ معقول سلوک نہ کرے بہتر ہے کہ وہ جان نثار خاں
کے پہنچنے تک توقف کرے اور اپنی پادشاہ کو حقیقت لکھ بھیجے اور موافق حکم کے عمل
کرے جب پادشاہ پاس میر عزیز کا عریضہ پہنچا تو شاہ ایران کی مصلحت کو اس نے پسند
کیا میر عزیز کو مراجعت کے لئے حکم صادر فرمایا

پادشاہ نے پچیس لاکھ روپیہ قلعہ دار غور پاس روانہ کیا کہ وہ پہلے پچیس لاکھ روپیوں
کے ساتھ اس روپیہ کو بھی سپاہ میں پہنچا دے۔ پادشاہزادہ محمد مرادبخش کابل
میں داخل ہوا اور ملازمت سے ممنوع ہوا۔ حکم ہوا کہ پادشاہ کی فوج کے بعد وہ پشاور
میں جاکر اقامت کرے خلیل اللہ خاں اور بندہائے پادشاہی نذر محمد خاں کے
متعلقین کو حضور میں لائے دوسرے روز بہرام و عبدالرحمٰن دونو بیٹے اور رستم
پسر خسرو شرف باب ملازمت ہوئے بہرام کو خلعت و منصب پنج ہزاری

پادشاہ کا حال

ہزار سوار کا مرحمت ہوا عبد الرحمٰن اور رستم کم عمر تھے ان میں سے ہر یک کا سو روپیہ یومیہ
مقرر ہوا اور تربیت کے واسطے داراشکوہ کے سپرد ہوئے نذر محمد خاں کی زوجہ و دختر کو بیگم صاحب
نے اپنے پاس بلا لیا اور بہت دلاسا دیا اور خلعت و زیور عطا کیا ہر ایک کے واسطے مکان و یومیہ
مقرر کیا اور فرمایا کہ نذر محمد خاں جہاں ہوگا وہاں پہنچائے جائینگے۔ پادشاہزادہ شجاع کو بنگالہ
سے اور محمد اورنگ زیب کو احمد آباد سے بلانے کا فرمان لکھا گیا۔ صوبہ گجرات میں شائستہ خاں
مقرر ہوا اور صوبہ بہار کا صوبہ بنگالہ ضمیمہ ہو کر اعتماد خاں صوبہ دار بہار کو سپرد ہوا۔ شائستہ خاں کی
جگہ صوبہ مالوہ میں شہ نواز خاں مقرر ہوا اور اسکی جگہ جونپور میں مرزا حسن صفوی و سعد اللہ خاں بلخ
سے یلغار کر کے پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ ایک ہزار سوار کا اضافہ ہوا و ششش ہزار پنج ہزار
سوار ہوا۔ نہم شعبان ۱۰۵۶ھ کو دار الملک کابل سے دار السلطنتہ لاہور کو پادشاہ روانہ ہوا
نذر محمد خاں کے بیٹوں و متوسلوں کو پہلے روانہ کیا اور سعد اللہ خاں کو فرمایا کہ ایک
نامہ اتحاد جس میں فتح بلخ و بدخشاں کا ذکر ہو شاہ عباس کو لکھے نذر محمد خاں کے مال
منضبط میں سے اکثر چیزیں کم بہا تھیں ان میں سے ولایت تازہ مفتوح کی نشان کے
شگون کے لئے پادشاہ نے سب سے بہتر چیزیں شاہ ایران کے لئے یہ انتخاب
کیں شمشیر مرصع مع پر تلہ گراں بہا اور خنجر مرصع۔ نامہ اور یہ تحائف ارسلان بیگ
کے ساتھ ایران روانہ کئے اور اس نامہ کے چند فقرے ترجمہ کئے جاتے ہیں ان دنوں
میں ہم نے سنا کہ بلخ و بدخشاں میں فرقہ اوزبکیہ نے سر اوٹھایا اور اوہم مچایا ہے
روز معاد کی بازپرس اور سطوت رب العباد سے چشم پوشی کی ہے اور دست
باطل پرست کو آستین جور و جفا سے باہر نکالا ہے اول اپنے والی کے انقیاد کے
جادہ سے باہر قدم رکھا ہے اور اس کا ناک میں دم کیا ہے اور بہت ناہنجار
اوہیں اور دور از کار بے اعتدالی کرتے ہیں اور وہاں کے ضعفا و غربا کو ستاتے
ہیں اور مسلمانوں کی عرض و ناموس کو خاک میں ملاتے ہیں امن و امان بالکل

معدوم ہوگیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ سادات کی ایک جمع کثیر کو قتل کیا اور دن کا ذکر تو کیا
ہے باقتضا حمیت دین مبین و حمایت ملت متین و ترحم بحال مسلمین و زکاتہ نصاب مکنت و شکر
نعمت قدرت کہ ایزد بے ہمال نے فضل کامل و لطف شامل سے ہم کو ارزانی کئے ہیں اور مظلوموں
کی دادرہی اور ستم رسیدوں کی فریاد رسی ہمارے ذمہ فرض کی ہے ۱۸۔ صفر ۱۹ سنہ جلوس کو لاہور
سے کابل کو ہم روانہ ہوئے اور آواخر ربیع الثانی میں کابل میں آگئے۔ یہاں سے ایک
لشکر گراں و توپخانہ سنگین و خزانہ وافر بسرداری فرزند محمد مراد بخش تعین فرمایا باوجودیکہ راہوں
میں نشیب و فراز پہاڑوں کے بیمناک درے اور بہت سے گریوے دمغاک و شوار گذار تھے
اور گذرطول میں برف اس مرتبہ تھی کہ نظر تندبھی اس کے عبور میں کندی کرتی تھی۔ مگر
چابک دست بیلداروں نے اور چست چالاک کلنداروں نے راہوں کو برف سے
صاف کیا اور بہادروں نے جو خدیو حقیقی و خداوند مجازی کی راہ میں جانبازی
کو حصول سعادت نشائتین جانتے ہیں اور معرکہ رزم کو اپنے ولی نعمت
کی تقدیم خدمت کے لئے محفل بزم سمجھتے ہیں اس راہ کو طے کیا اور جمدہر و خنجر سے
برف کو کندہ کیا اور ہاتھ و دامن و سپر میں اس کو اٹھایا اور ولایت بدخشاں
میں داخل ہوئے خسرو خلف نذر محمد خاں نے اس درگاہ میں التجا کی آج وہ
ہماری عنایات و خصوصیات سے کامیاب ہے اور لشکر نے قلعہ قندز کو جو
حاکم نشین تھا و قلعہ کہمرد کو سر سواری مفتوح کیا اور قلعہ نرازوں کو اسیر اور مملکت
مذکورکے اور بقاع و قلاع پر تصرف کیا اور شاہزادہ بدخشاں کو فتح کرکے بلخ
کی طرف متوجہ ہوا اور بکیہ ہمارے لشکر کی تاب نہ لاسکے آب آموں کے
اس طرف فرار ہوگئے نذر محمد خاں جو نہ یارائے ستیز رکھتا تھا نہ متحصن کی طاقت
اس وقت کہ شاہزادہ نواحی بلخ میں آیا تو اپنے بیٹوں کو استقبال کے لئے
بھیجا اور درخواست حرمین شریفین جانے کی کی شاہزادہ نے پسندیدہ

سلوک کیا اور اس کی دلدہی و دلداری میں کوشش کی اور ان کو باپ پاس بھیجدیا مگر جب دوسرے روز حوالی بلخ میں لشکر آیا تو خان وہم کے غلبہ اور توہمات بیجا سے تمام عیال و اطفال اور مال و منال اور مدت العمر کے اندوختہ کو چھوڑ کر سبحان قلی و قتلق سلطان بیٹوں کو جو حاضر تھے ہمراہ لیکر اور غیر حاضروں کو چھوڑ کر بے اطلاع سراسیمہ وار چند آدمیوں کے ساتھ بلخ سے نکل کر آپ کے آستانہ کی طرف روانہ ہوا ظاہر تھا کہ جیسے ہم نے اسکے بڑے بھائی کو اعزاز کے ساتھ حرمین کو روانہ کیا تھا ایسی ہی ہم خان مشقت دیدہ تعب کشیدہ کو بھی اگر ہمارے پاس آتا تو احترام کے ساتھ طواف مکہ معظمہ کی اجازت دیتے۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نیازمند کی تدابیر اپنی تقدیرات سے موافق ہوتی ہیں اللہ تعالےٰ نے جیسی یہ فتح نمایاں کہ کارنامہ پادشاہان روزگار ہے اس نیازمند کو مبارک کی ہیں سمرقند و بخارا کی فتح بھی نصیب کرے آمین یا رب العالمین۔

ارسلان بیگ کو روانہ کرکے پادشاہ کوچ بکوچ لاہور کو آیا دس لاکھ روپیہ غوربند کو روانہ کیا۔ اوائل رمضان میں نیلاب سے عبور کیا مبلغ تیس لاکھ روپیہ کابل روانہ کیا وسط شوال سے حوالی لاہور میں آیا پچاس ہزار روپیہ خسرو بہرام کو اور پچیس ہزار روپیہ نذر محمدؐ خاں کے اور بیٹوں کو اور دس ہزار روپیہ محمدؐ بدیع پسر خسرو کو عنایت کیا محمدؐ مراد بخش کو منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار سے معزول کیا اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پر بحال کیا شکر النساء بیگم عمہ پادشاہ اکبر آباد سے فتح بلخ کی تہنیت کے لئے آئی تھی چالیس ہزار روپیہ کا لعل نذر کیا اور لاکھ روپیہ انعام پایا۔ پادشاہزادہ محمدؐ اورنگ زیب کو ولایت بلخ و بدخشاں عنایت ہوئی اور اس کا اضافہ منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار ہوا جن میں آٹھ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ تھے اور پانچ لاکھ روپیہ نقد اور خلعت ملا وسط محرم ۱۰۵۷ھ کو رخصت کیا اور فرمایا کہ پشاور میں جاکر ایام نوروز بسر کرے

اور اردی بہشت میں وہاں سے بلخ روانہ ہوا۔ پادشاہ نے سُنا کہ راجہ راے سنگہ
وغیرہ ایک جماعت بے حکم بلخ سے چلی آتی ہے۔ حکم ہوا کہ آب اٹک سے اس کو نہ
گذرنے دیں اور پادشاہزادہ اس کو ساتھ لے جائے۔ سید منصور ولد سید خاں جہاں
مغضوب ومحبوس تھا اس کو محمد اورنگ زیب کی سفارش سے خلاص کیا اور اس
شاہزادہ کے حوالہ کیا مبلغ پچاس لاکھ روپیہ بلخ کی سپاہ کی مدد خرچ کے لئے
پشاور روانہ کیا اور فرمایا کہ پادشاہزادہ کے پہنچنے سے پہلے جمعیت شائستہ کے
ساتھ کتلوں سے باہر لیجائیں تیس ہزار روپیہ قحط زدوں کو دیں۔

بہادروں کو معلوم ہوا کہ پانچ چھ ہزار المان فساد کے ارادہ سے آب جیحوں سے اس
طرف گذر کلیف کے قریب آئے ہیں وہ بلخ سے انکی تنبیہ کے لئے لشکر لیکر نکلا۔ بلخ سے بارہ
کروہ پر مومن آباد المان میں مقیم تھے۔ بہادر خاں وہاں گیا اور اُنکے آدمیوں کو مارا اور انکو
بھگا دیا اور اس نواحی کے محال کا جو اسباب انہوں نے لوٹا تھا وہ چھین لیا اور اس کو
مالکوں کے پاس پہنچا دیا پھر اُسکو یہ خبر لگی کہ دس ہزار سوار خلم اور مواضع بلخ کو لوٹ رہے ہیں
بہادر خاں مومن آباد سے خلم میں آیا۔ یہاں کے آدمیوں سے اس نے سُنا کہ موضع
نیکی ارزق میں ارنک چھ روز رہے اور آستانہ اور ایبک کی محال کو خوب لوٹا اور
لوٹ کا مال جمع کرکے وہ پادشاہی لشکر کی خبر سُنکر دریا سے پار چلے گئے ایک
اور فوج جس کے سرآمد شاہ محمد قطغان وقاسم بائی وقل محمد جیبہ جی وغیرہم
تھے ان میں سے ہر یک سردار کچھ سپاہ کو لیکر ہر طرف گیا ہے کہ غوربند سے جو
خزانہ شاہی بلخ کو جاتا ہے اس کو روکیں۔ بہادر خاں نے راجپوتوں وراجاؤں
اور اور آدمیوں کو بھیجا کہ وہ خزانہ کے آدمیوں کی مدد کریں اور خود جیحوں کے
کنارہ پر آیا کہ لٹیروں سے جو مال لوٹ کر لے گئے تھے چھینیں اور ان کے مالکوں کو
دے کچھ دور چلا تھا کہ سواروں نے آن کر خبر دی کہ موضع نیکی آرق کو اوزبکوں نے

سوانح حضور

سخت محاصرہ کر رکھا ہے اسلئے وہ اس طرف روانہ ہوا۔ جب لشکر یہاں آیا تو اوزبک یہاں سے ایک گریوہ میں چلے گئے جو انکی پناہ گاہ تھا نیکنام عم بہادر خاں وہاں جاکر ان سے لڑا۔ بہت اوزبکوں کو مقتول و مجروح کیا وہ پہاڑ سے اتر کر بھاگ گئے اور اس دار وگیر میں بہادر خاں کے بھی کچھ تابین مارے گئے۔ شام کو بہادر خاں و مظفر خاں نیکی آرق میں آئے ان کو معلوم ہوا کہ جو اموال کہ اوزبک لوٹ کر لے گئے تھے وہ دریا پار لے گئے اور بھاگے ہوئے اوزبکوں کا پتا نہیں تو وہ خلم میں خزانے کے آنے تک انتظار میں بیٹھے۔ ۲۴۔ شعبان کو خزانہ آیا تو وہ۔ ۱۱۔ رمضان کو بلخ میں داخل ہوئے۔

۱۴ شعبان ۱۰۵۶ھ کو المانوں کے ایک گروہ عظیم نے بلخ سے پانچ کروہ پر مواضعات کو خوب لوٹا۔ رعایا کے بہت سے مواشی اور لشکریوں کے کچھ گھوڑے اور اونٹ جو چراگاہ میں پھیلے پھرتے تھے لوٹ کر لے گئے۔ مگر شمشیر خاں تھانہ دار خان آباد نے جاکر سپاہ و رعیت کے دواب ان سے چھین لئے۔ غرض جہاں جہاں دہات میں اوزبک لوٹتے مارتے جاتے تھے وہاں سے ہٹ کر بھاگتے تھے شبرغاں کا قاضی نفاق پیشہ تھا اوزبکوں سے پوشیدہ سازش رکھتا تھا اوزبکوں نے اس سے کہا کہ ایسی حیلہ سازی کرے کہ حصار شبرغاں ہمارے تصرف میں آجائے اس نے جبار قلی قلعہ دار سے کہا کہ آب شبرغان کا بند اوزبکوں نے توڑ ڈالا ہے اس کا بند ہوا ناضرور ہے اسی پر معموری ولایت و فزونی زراعت موقوف ہے وہ آپ کے جائے بغیر بنے کا نہیں۔ جبار قلی حصار سے نکل کر اس طرف راہی ہوا تو اوزبک کمین سے نکل کر پیکار کے لئے نمودار ہوئے۔ جبار قلی نے یہ سوچا کہ اگر میں ان سے لڑنے میں مصروف ہوتا ہوں تو یہ خوف ہے کہ ان کا دوسرا گروہ قلعہ کو جاکر نہ لے لے اس لئے وہ قلعہ کو چلا گیا اور ایک جماعت کثیر اس کی قتل ہوئی راجہ دیبی اور ترکتاز خاں کہ رستم خاں کی

خسرو بیگ ترکمن کا اندخود سے خراسان جانا

بے اجازت اندخود سے بلخ کو روانہ ہوئے تھے وہ شبرغان میں آئے اور اہل قلعہ کا دل قوی کیا محسن قلی برادر جبار قلی کے ساتھ وہ قلعہ سے باہر آئے اور المانوں کی خوب مالش کی اور ان کے بہت آدمیوں کو مار ڈالا اور باقی کو قلعہ کے دور سے ہٹا دیا شبرغان میں انہوں نے قیام کیا کہ خاطر جمع ہو جب انہوں نے المانیوں کی خبر کچھ نہ سنی تو وہ بلخ کو روانہ ہوئے اور جب پل خطیب پر پہنچے تو دشمنوں نے معاودت کرکے لڑنا شروع کیا وہ مور و ملخ سے زیادہ تھے انہوں نے آن کر گھیر لیا۔ لشکر پادشاہی کے بہت سے آدمی مارے گئے اور اوزبکوں کی ایک جماعت قتل ہوئی۔

خسرو بیگ ترکمن کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ رمضان ۵۶ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ اوزبک اندخود پر چڑھائی کرینگے اس کو اندیشہ ہوا اور اُس نے بھاگنے کا قصد کیا رستم خاں نے اس کو تسلی دی اور کہا کہ اول وہ میرا مال لوٹینگے تو کیوں ڈرتا ہے مگر اس کی تسلی نہ ہوئی اور اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ رستم خاں سے کہا کہ اس سرزمین کی علف میری مواشی کو کفایت نہیں کرتی۔ یہ اجازت لیکر اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ میں گیا کچھ دنوں یہاں ٹھیرا۔ بد ذاتی سے بھاگ کر خراسان چلا گیا۔ نذر محمد خاں نے امان بیگ کو

ینگتوش بہادر خاں و اصالت خاں پاس سرداروں کا آنا

اپنے آخر عہد میں المانیوں کی تنبیہ کے لئے جو نواحی چیچکتو و میمنہ میں فساد مچاتے تھے بھیجا تھا۔ جب حوالی بلخ میں لشکر شاہی آیا تو اس کو اپنے پاس بلایا وہ قوم کا چغتا تھا پادشاہ کی خیر اندیشی کے سبب سے اس پاس نہ گیا اور جب خان ایران کو چلا گیا تو وہ اپنی یورت میں کہ حدود چیچکتو و میمنہ میں تھی زورکش ہوا۔ کفش قلماق نے بھی چیچکتو کی حدود میں اپنی الوسات کو جمع کیا تھا اس کو اُس نے اپنا دوست بنایا اور اپنے باپ مینگ سعید اور بھائیوں اور اپنے اویماق کے قلماقوں کے ساتھ چیچکتو و حدود مارو چاق کے درمیان

چراگاہ میں سکونت اختیار کی اولیاے دولت نے بلخ واندخود سے ان کو استمالت نامے
بھیجے کہ وہ پادشاہ کی اطاعت اختیار کریں امان بیگ نے غاشیۂ عبودیت کندھے پر رکھا
اور بلخ کو روانہ ہوا اور کفش قلماق نے اپنے بھائی آتش قلماق کو امان بیگ پاس بھیجا کہ معاملہ
کی طرز کو ملاحظہ کرکے کچھ مقاصد کو التماس کرے اگر وہ منظور ہوں تو میں بھی پادشاہ کی غلامی
کو حاضر ہوں ۲۵ شوال کو امان بیگ و آتش قلماق بعض روسا اویماقات نواحی چیچکتو و
میمنہ سمیت بلخ میں بہادر خاں و اصالت خاں پاس آئے انھوں نے ہر ایک کو خلعت دیا
امان بیگ کو ساٹھ ہزار شاہی اور آتش قلیجاں کو جس کا نام محمد سعید تھا تیس ہزار شاہی برسم
انعام دیئے اور امان بیگ کو منصب دو ہزاری ذات اور ہشت صد سوار کا اور آتش کو آٹھ
صدی چار صد سوار کا منصب ملا۔ امان بیگ کی التماس سے اسکے لیے محال میمنہ باستثناء
قلعہ کے اور چیچکتو و غرجستان و کرزان و فاریاب و خیرآباد جاگیر میں مقرر ہوئی اور جب
آتش نے اپنے باپ مینک سعید اور کفش قلماق اور اور اپنے بھائیوں کے لیے مناصب
بزرگ کی درخواست کی اور قلعہ میمنہ و شبرغان کو چاہا کہ عیال و اطفال رکھنے کے لیے
اس کو عنایت ہوں تاکہ خاطر جمع ہو کر ہم بلخ کی مہم سازی میں مصروف ہوں تو
اولیاے دولت نے جو ان پر اعتماد نہیں رکھتے تھے کہا کہ بالفعل تم سب کو منصب
جو ان کے لائق حال تھے تجویز کردیئے سو ان دو قلعوں کے جہاں چاہیں جاگیر
اُن کی تنخواہ کے لیے مقرر ہوسکتی ہے تاکہ اپنے الوس کو سرحد سے لاکر اس محال میں
حفاظت سے رکھیں اور جو کوئی بلخ میں آئیگا فراخور حال مدد خرچ پاکر رخصت ہوگا
اگر کوئی مہم پیش آئے تو مع اپنے اویماق کے حاضر ہوا اور جب سارے قبیلے خدمات
پسندیدہ بجالائیں گے تو ان دو قلعوں کے واسطے پادشاہ سے درخواست کی
جائیگی یقین ہے کہ منظور ہوگی اور مناصب بھی زیادہ ہوجائینگے۔ آتش یہ جواب
سنکر رخصت ہوا کہ اپنے باپ اور بھائیوں کو یہ باتیں سمجھائے۔ مگر نہ وہ پھر خود آیا

اور نہ اوروں کی بندگی کے لیئے رہنما ہوا اور اپنے باپ و بھائیوں کے ساتھ شورش وفساد کا باعث ہوا جن کا ذکر آگے آئیگا سرکاری زر کو حرام خواری میں صرف کیا امان بیگ اپنے فرزندوں کو بلخ میں چھوڑ کر کذران وغرجستان کو روانہ ہوا کہ محکم مقام میں مقیم ہو کر اپنے ادیاق کو جمع کرے اور بعض احشام کو جو قلماقان مسطور کے ساتھ متفق ہوئے تھے ان کو یہ اختیار و بے اختیار الطاف پادشاہانہ کا امیدوار کر کے فتنہ اندوزوں کی ہمراہی سے نکالے امان بیگ کو ایسے خیرخواہوں کے سبب سے قبچاق خانی کا خطاب ملا۔

الماں اور ترمذ

سبحان قلی نے پانچ چھ ہزار اوزبک سواروں کو جو پہلے بلخ میں رہتے تھے اور المانوں کو جو اسکے پاس جمع ہوئے تھے ساتھ لیا اور ۲۶ ذی القعدہ ۱۰۵۶ھ کو آب ترمذ پر ہجوم کیا حصن بیرونی قلعہ پر نردبانیں لگا کے اوزبک اس کے اندر آگئے مرزا کوہانی پاس پانچ سو افغان بنگش کے تھے اُنھوں نے مردانہ ہمت کر کے حصار کی نگہبانی کی حفاظت کے لیے زد و خورد کے ہنگامہ کو گرم کیا بہت کشش و کوشش کے بعد بہت سے الماں کشتہ ہوئے اس اثنا میں سعادت خاں ہتابیں جلا کر تفنگچیوں اور تابینوں کے ساتھ ارک سے باہر آیا صبح تک تلاش و پرخاش ہوتی رہی اوزبکوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور بقیۃ السیف ہر طرف بڑی جان کندنی سے دیوار پر آنکر حصار سے باہر نکلے اور بارہ کوس تک کہیں نہیں ٹھیرے۔

المانوں کا حال

اکثر المانوں کا نام اوپر آیا ہے اس کا حال اس لیئے لکھا جاتا ہے کہ ان کا کام خونریزی اور پیشہ فتنہ انگیزی اور بیداد گری ہے جس کا اندوختہ ہاتھ لگے اس کا چھین لینا ان کی جنگ کا طریقہ یہ ہے کہ غدر و مکر کر کے ناگاہ جمعیت ناآگاہ پر کرتے ہیں اور جو کچھ پاتے ہیں لے جاتے ہیں اور بھاگ جاتے ہیں۔ ایک گرگین خر کے لیے دس بہادروں کو مار ڈالتے ہیں اور جب تک وہ ہاتھ نہ آئے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے

ہیں جنگ صف نہیں کرتے اگر غنیم میں ذرا بھی قوت دیکھتے ہیں تو بھاگ جاتے ہیں غنیم کو اپنی چند صورتیں دکھاتے ہیں اور جنگ گزیر سے اس جگہ لے جاتے ہیں جہاں جمع کثیر کمین میں بیٹھی ہوتی ہے پھر اُس کو گھیر لیتے ہیں اس جماعت کی دست انداز اور تدرکتاز کا سبب یہ ہے کہ کچھ ان کو سامان و سرانجام درکار نہیں ہے ایک پرانا خیمہ وس دولتمندوں کی عشرت گاہ ہے ان کا طعام لذیذ اور شراب گوارا تلقان جو و خمیر ترش ہیں اگر پارچہ گوشت پاتے ہیں تو اُس کو سب سے زیادہ مزہ دار طعام جانتے ہیں ان کے گھوڑوں کی گھاس و درمنہ خود رو ہی اس خورش پر ایک دن میں وہ چالیس پچاس کروہ راہ چلتے ہیں ایسے گھوڑے اور آدمی سخت روانی و سگ جانی سے جہاں چاہیں جا سکتے ہیں بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ بلخ و بخارا سے مال لوٹ کر خراسان و یزد میں لے جاتے ہیں اور قزلباش باوجودیکہ ان کے پاس اصیل گھوڑے ہوتے ہیں مگر وہ انکی گرد کو نہیں پہنچ سکتے ہیں اور گہرے دریا مثل جیحوں سے اگر وہ چاہیں تو ایک دن میں کئی دفعہ سگ آبی کی طرح آسانی سے آر پار سکتے ہیں جب عبور کرتے ہیں تو زینوں کو جو چند چوب ہوتی ہیں آپس میں ملا کر باندھتے ہیں اور ایک گھوڑے کے سر کو دوسرے گھوڑے کی دم سے باندھتے ہیں اس طرح ایک آدمی کتنے گھوڑوں کو دریا سے پار لے جاتا ہے اور نے کہ دریا پر بہت پیدا ہوتی ہے اس کا ایک پشتوارہ بناتے ہیں اور اسپر بیٹھکر دریا سے گزر جاتے ہیں تمام افعال انکے مکر و فریب ہیں۔ مور و مار سے زیادہ ہیں آنے جانے میں مگس و پشہ کی مانند ہیں۔

سال گذشتہ میں بلخ و بدخشاں کی فتح سے دو ملک وسیع ممالک محروسہ کے ضمیمہ بنے تھے بہادر خاں و اصالت خاں حفظ ولایت و ضبط معاملات کے لئے مقرر ہوئے تھے ان کی عرائض سے معلوم ہوا کہ عبدالعزیز خاں والی توران

چاہتا ہے کہ اپنے علوفہ خوار اوزبکیوں کا لشکر جمع کرکے موسم بہار میں بلخ پر لشکرکشی کرے اس لئے ۱۵ر محرم ۱۰۵۷ھ کو شاہزادہ اورنگ زیب کو روانہ کیا جس کا اوپر ذکر ہوا اور ۱۸ ماہ صفر ۱۰۵۷ھ کو لاہور سے کابل کی طرف خود کوچ کیا تاکہ اس کے قریب ان سے جنگ و پیکار میں لشکر شاہی کو تقویت ہو اب تازہ وقائع بلخ و بدخشاں لکھتے ہیں۔

معرکۂ اول بلخ

۱۲ر محرم ۱۰۵۷ھ کو کئی ہزار المانیوں نے اس ضلع کی نواح کے تھانہ دار اگر سین کچھواہہ پر آخر شب میں تاخت کی اوگر سین سامان جنگ کے تہیہ کے لیے مستعد ہوا اور اپنا آدمی ناظم بلخ پاس کومک کے لیے بھیجا کومک کے آنے تک اس نے المانیوں سے مقابلہ و مقاتلہ کیا۔ تین روز تک سخت لڑائی رہی راجپوتوں کی ایک جماعت اور پادشاہی بندے کام میں آئے اور المانیوں کے آدمی بھی بہت مارے گئے۔ اس ضمن میں بہادر خاں نے دو ہزار سوار بسرکردگی اپنے چچا نیک نام کے بھیجے۔ المانی اس لشکر کی خبر سنکر بلخ کی طرف بھاگ گئے۔ یہ تحقیق ہوا کہ اس سپاہ کو سبحان قلی خاں نے بھیجا تھا۔ جب جماعت نے کچھ کام نہ کیا تو اُلٹی گئی وہ حصار میں چلا گیا۔

معرکۂ دوم

۱۲ر محرم کو المانی بلخ کے نواح میں پہنچے پہلے اس سے کہ بہادر خاں کو خبر ہو اور وہ فوج کو متعین کرے بہت اسپ و شتر و گوسفند لوٹ کر جمع کرکے روانہ ہوئے ساڑھے چار پہر بعد بہادر کی فوج متعین ہوئی بسرداری نیک نام خاں وہ آئی اس میں دو ہزار سوار تھے جو تعاقب کے لیے گئے ہوئے تھے اس نے المانیوں کا مقابلہ کیا ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا نیک نام خاں نے ان سے بہت سی غنائم چھین لیں گھوڑوں اور چارپایوں کی تکان کے سبب سے جو لوٹ کے سبب سے ہاتھ آئے تھے اور اندھیری رات کے ہونے کی وجہ سے المانیوں کی ہزیمت دہی کے بعد وہ وہیں مقیم رہا۔ المانیوں نے اطلاع

اگر مراجعت کی اور ڈیڑھ پھر رات گئے نیک نام خاں کے سر پر جا چڑھے۔ لشکر نے انکا مقابلہ کیا اور جانبازی کی شرط بجا لائے۔ دونوں طرف سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی اور جب رات کی چادر سیاہ کا پردہ اُٹھ گیا تو بہت سے مقتول المانیوں کے سر کاٹے گئے۔ ان میں بعض آدمیوں کے سر پہچانے گئے جو بظاہر بادشاہ کی خدمت میں آ گئے تھے مگر مسلمانوں کے مال لوٹنے کے لیے دشمنوں سے جا ملے تھے ان میں نظر مینگ کا بھی سر تھا جو فوج کا سردار تھا اور قوم اور ازمی والوس مینگ میں بہادر مشہور تھا اس کا سر بلخ میں منگایا گیا ان سروں کو لیکر لشکر شاہی نے معاودت کی۔

۶ صفر کو رستاق کے نواحی میں ایک گروہ اوزبکوں اور المانوں کا آیا مواشی رعایا اور دواب سپاہ کو چراگاہ سے لیکر راہی ہوا خنجر خاں حارس رستاق بہت جلد انکے پیچھے پڑا اور دار و گیر کے بعد اس گروہ پر غالب ہوا بعض کو مقتول کیا۔ بعض کو مجروح اور دواب جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے ان کو رستاق میں لے آیا۔

۱۷ ربیع الاول ۱۰۵۷ کو حسین علی آغر نے دشت قلعہ سے قلیچ خاں قلعہ دار بدخشاں کو لکھا کہ قباد یان میں بہت المانے بیں جمع ہو کر آب جیحوں سے پار اُترنے کا ارادہ رکھتے ہیں قلیچ خاں نے راجہ راجروپ سے کہ قندز سے اسکی ملاقات کو آیا تھا اور نور الحسن بخشی احدیوں اور بعض اور امرا سے مشورہ کیا کہ اگر غنیم طالقان کی طرف آئے تو اس سے جنگ کرنا مصلحت ہو یا شہر کی حراست کرنی بعد رد و بدل کے یہ صلاح ٹھیری کہ غنیم کی تعداد بہت بتلاتے ہیں انسب یہ ہو کہ حصار شہر کے استحکام میں اور مداخل و مخارج کے ضبط میں کوشش کر کے غنیم کی مدافعت میں مشغول ہونا چاہیے قلیچ خاں نے شہر کے حصار گلیں میں ملچار مقرر کیے اور ان پر سپاہ اور افسر مقرر کیے۔

۱۹ ربیع الاول کو دشمنوں نے آنا شروع کیا انکا لشکر دس بارہ ہزار سوار کا تھا

واقعہ ۹ صفر ۱۰۵۷ھ

بدخشان کا ماجرا دوم جنگ طالقان

اور انکے سردار نذر کیا ئے قطغان و شاہ مراد گلچی وغیرہم تھے۔ چھ سات ہزار سواروں نے سبقت کر کے شہر کا محاصرہ کیا اور انکے پیچھے اور سپاہ آتی رہی۔ اوّل لڑائی مشرقی جانب سے شروع ہوئی اور دو تین ہزار سوار اس جانب میں گئے ابوالبقا و مقصود جو اس طرف کی حراست کرتے تھے اُنھوں نے اس جماعت کو جو شہر میں داخل ہونے کا قصد رکھتی تھی تیر و تفنگ سے مار کر بھگا دیا۔ بادشاہ کے اخلاص شعار قاسم بیگ صفدر خاں کی جان گئی۔ قلعہ کے باہر راجہ راجروپ اور نورالحسن اپنے اپنے مورچوں کو آراستہ کیے ہوئے کھڑے تھے اور انکے آگے میدان تھا اسمیں اور دشمنوں کے ایک بڑے گروہ میں جنگ عظیم ہوئے اور گھوڑے بادشاہی جو خوید کھانے کے لیئے قلعہ سے باہر باندھے تھے ان کو اندر لے جانے کی فرصت نہ ہوئی کہ ان کو دشمن لیکر فرار ہوگئے اور اور احداد جہند سے لڑنا شروع کیا کامل بیگ گرز بردار مع اپنے بھائی جمشید بیگ گرز بردار کے انکے ساتھ ہوا حیلہ سازی سے دشمن بھاگے تاکہ لشکر شاہی کو دلیر کر کے میدان میں لائیں لشکر شاہی سے تعاقب کر کے میدان میں آیا تو راجہ راجروپ و نورالحسن اسکی کمک کو آئے۔ قلیچ خاں نے یہ حال دیکھکر پیام دیا کہ کنار شہر سے اس قدر دور جانا مصلحت وقت نہیں ہے اگر اسکی مدد بھیجے جائینگے تو ایک جانب خالی ہو جائیگی غنیم ہجوم کر کے اس طرف کو لیکر شہر میں داخل ہو جائیگا صلاح یہ ہے کہ دشمنوں سے لڑتے ہوئے آہستگی کے ساتھ اپنے مورچوں پر پہنچ جاؤ اس بات نے نبرد کے وقت بہادروں کے دل پر اثر نہ کیا جنگ میں مصروف رہے سخت لڑائی ہوئی دشمنوں نے ہجوم کر کے لشکر شاہی کو گھیر لیا اور کارزار میں مقابلہ کی نوبت معانقہ پر پہنچی۔ محمد مراد داروغہ و محمد زماں مشرف توپخانہ اور بعض اور آدمی بادشاہی لشکر میں کشتہ ہوئے۔ جب دشمنوں نے دیکھا کہ پیکار سے کار نہیں چلتا تو حیلہ سازی کر کے صلح کی درخواست کی اس اثنا میں شدت سے مینھ برسا اور توپ و تفنگ وبان

بیکار ہوئے تو دشمنوں کی انسے خاطر جمع ہوئی اور وہ راجہ اور نورالحسن واحدیوں پر حملہ آور ہوئے اور تیر و سناں سے شمشیر و خنجر پر نوبت پہنچی اور دونوں طرف سے صف شکن اور مرد افگن جمع ہوئے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ راجہ اوما اور اسکے ہمراہی راجپوت مارے گئے۔ راجہ راجروپ و نورالحسن واحداد جھنڈا ور بہت سے افسر زخمی ہوئے جمشید بیگ قتل ہوا انجام کار دشمن کی سخت جنگ اور مینہ کی شدت اور غنیم کی کثرت سے لشکر شاہی لڑتا ہوا شہر میں محصور ہوا اس مراجعت میں بھی لڑائی میں بہت آدمی دونوں طرف کے مارے گئے۔ اور لشکر شاہی نے اپنی تیر اندازی اور تفنگ اندازی سے اوزبکوں کو پرے ہٹایا پھر وہ مغرب رویہ شہر سے دو کروہ پر آئے ان کی تمنا یہ دل ہی میں رہی کہ شہر میں کسی کشادہ مقام سے داخل ہوں یہاں سے ناامید ہو کر طالقان کی مشرق رویہ گئے اور پانی جو شہر میں آتا تھا اس کا بند توڑ دیا اور پانی کا راستہ دوسری طرف کر دیا شہر میں پانی نہیں رہا اور ایک گروہ طالقان کے نواحی میں تاراج کے لیے گیا دو روز تک شہر کے گرد یہاں بھی دشمنوں نے ہاتھ پاؤں مارے مگر بادشاہی آدمیوں نے پاسبانی کی اور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول ہوئے دشمنوں کو شہر کی فتح سے مایوسی ہوئی ۲۲ ربیع الاول کو وہ ساحل آب کی طرف گئے۔ اگر وہ چندے روز اور توقف کرتے تو قلعہ نشینوں پر پانی کے نہ ہونے سے کام تنگ ہوتا۔ جب اطراف شہر خالی ہوئے تو راجہ راجروپ اور نورالحسن کو قلیج خاں نے کہا کہ اب طالقان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے بہتر ہے کہ آپ بھی قندز میں چلیں قلیج خاں فرخار کو اور راجہ قندز کو گیا حسین قلی آخر کو طالقان میں چھوڑا۔ فرخار کے پر آتے قلعہ کی مرمت کر کے قلیج خاں اس میں آرہا۔

۴ ربیع الاول ۱۰۵۷ھ کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ کچھ المانیوں نے غوری سے
تین کروہ پر موضع قراباغ میں آن کر سارے گلے ور سدر عایا اور اویماقات
کے بہکا کے لے گئے اُس نے یہ سنکر کچھ آدمی قلعہ کی حفاظت کے لیئے چھوڑے
اور ان کے پیچھے گیا۔ راہ میں توقف کر کے اپنے لشکر نویس کو آگے بھیجا کہ اگر دشمن
کمین گاہ سے نکلے تو وہ ان کی کمک کرے اوزبکوں نے مواشی کو دبلے گھوڑوں
کے ساتھ آگے روانہ کر دیا تھا اور خود توقف کیا تھا جب اُنھوں نے لشکر شاہی کو
کم دیکھا تو اس پر حملہ کیا مگر ہزیمت پا کے فرار ہوئے لشکر شاہی نے مسلمانوں کا
مال جو وہ چھین کر لے گئے تھے واپس لیا کچھ آدمیوں کو مقتول اور مجروح کیا اور فتح
کے ساتھ واپس آئے

سوانح غوری ربیع الاول سال ۱۹م

۸ ربیع الثانی ۱۰۵۷ھ کو صبح کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ حوالی غوری کے مواشی کو
اوزبک لیجاتے ہیں۔ خان سوار ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کے دو سو سوار نمودار ہوئے
خان نے خنجر بیگ اپنے خویش کو آگے روانہ کیا اور خود آہستہ پیچھے چلا لشکر شاہی نے
بے درنگ مواشی کو چھین لیا اور چوروں کو بھگا دیا ہزار سوار کمین میں بیٹھے تھے اُنھوں نے
نکل کر ہنگامہ پیکار گرم کیا۔ زد و خورد کے بعد خنجر بیگ نظام بیگ و میر فرخ کی
جان گئی اس اثنا میں خبر آئی کہ دو ہزار سوار اور قلعہ کی دوسری جانب کا قصد کرتے
ہیں خان اس خوف سے کہ مبادا وہ حصار پر متصرف ہوں قلعہ میں چلا گیا۔ اس کارزار میں
بھی طرفین سے کچھ آدمی کشتہ و خستہ ہوئے۔ ۲۵ ربیع الاول کو دو ہزار سوار المانیوں
کے نمودار ہوئے انہیں سے آدھے محال کی طرف جو غوری سے دائیں طرف ہے چلے اور
کہیا کی اور سرخاب کی طرف یہاں کے آدمیوں نے انکی غارت کے خوف سے اموال اور
عیال کو پہاڑ کی گھاٹیوں میں بھیج دیا تھا۔ اسلیئے یہاں سے غارت گر مایوس پھرے اور قصبہ
غوری پر گرے جو قلعہ سے باہر تھا یہاں سے بھی لشکر شاہی نے انکو رفع دفع کیا۔ قاضی

سال نوزدہم

واقعہ سوم

قاضی خواجہ کلاں و قاضی تیمور اور بعض اور ازبکوں سے پوشیدہ خط و کتابت کرتے تھے انکے مکتوب پکڑے گئے۔ شاہ بیگ نے ان کو بلاکر پوچھا انھوں نے اقرار کیا۔ دونوں قاضیوں اور خواجہ کلاں کے ایک بیٹے کو جو باپ کے ساتھ شریک تھا قتل کیا۔

اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ میں لشکر شاہی کے گھوڑے اور اونٹ چرتے تھے ۹ ربیع الاول ۱۰۵۶ھ کو المانیوں کے ایک گروہ نے انکو آگے رکھا اور چند نگہبانوں کو مارڈالا اور چند کو قید کرکے ساتھ لیا۔ رستم خاں نے بہ تجربہ لشکر سپاہ کو انکے تعاقب میں بھیجا وہ قیدیوں اور مال کو المانیوں سے واپس لیکر مراجعت کرتے تھے کہ اسوقت المانیونکی اور کمک آگئی لڑائی ہوئی لشکر شاہی میں سے اسلام بہادر عرب مارا گیا اسنے المانیونکو پراگندہ کردیا اور لشکر شاہی اندخود میں آگیا۔ ۲۰ ربیع الاول ۱۰۵۶ھ کو بہادر خاں کو جاسوسوں کے خبر دینے سے اور شمشیر خاں تھانہ دار خان آباد کی تحریر آنے سے معلوم ہوا کہ خوشی لب چاک و حق نظر مینگ پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ عبد العزیز خاں والی توران کی اجازت سے گذر کلیف سے گذرے ہیں اور چشمہ علی مغول کی طرف چلے ہیں ان کا قصد یہ ہے کہ درہ گز اور شادمان کی طرف جائیں جہاں سپاہ شاہی کے گھوڑوں کی چراگاہ ہے اور ان گھوڑوں اور اور مواشی رعایا اور احشام سرزمین پر دست تاراج دراز کریں۔ خان مذکور اس گروہ کی تادیب کے لئے چاہتا تھا کہ خود روانہ ہو کہ اصالت خاں نے کہا کہ آپ شہر کی حراست کیجئے اور مجھے المانیوں کی تنبیہ کے لئے بھیجئے بہادر خاں نے اس کی درخواست کو قبول کرلیا اور بعض افسر اس کے مددگار مقرر کردئے اصالت خاں المانیوں کے پاس پہنچا جو کچھ مواشی لئے جاتے تھے کارزار کے بعد بہت المانیوں کو اس نے مارا باز ماندہ مسلمانوں کا مال چھوڑکر بھاگ گئے۔ اصالت خاں نے کچھ ان کا تعاقب کیا

کہ رات ہوگئی تو وہ درہ کرز میں آیا وہ سارے دن جبہ پہن کر پھرا تھا نماز مغرب و عشا کے لئے جو اُس نے جبہ اتارا اور برہنہ ہوا ہوا کے اثر سے اس کو بخار آیا بہادر خاں نے اُس کو بُلایا تو وہ شہر میں چلا آیا۔

۸۔ ربیع الاول کو عبدالعزیز خاں کی اجازت سے تھانہ خان آباد پر پندرہ ہزار سواروں کے قریب بسرکردگی خنجر المان اور جنت المان آئے اور ہزار سوار دھوکہ دینے کے لئے ظاہر ہوئے اور باقی سوار جابجا کمین میں بیٹھے۔ شمشیر خاں و مراد قلی سلطان اور آدمی جو تھانہ میں تھے وہ ان سے لڑنے نکلے۔ دشمن لڑتے ہوئے اور بھاگتے ہوئے ان کو اپنی کمین گاہوں کی زد میں لے گئے جہاں سے سوار نکلے اور جنگ عظیم ہوئی۔ بہادروں نے جان بازی کو جان درازی جانا کئی منصبدار قتل ہوئے جب دن ختم ہونے کو ہوا تو لشکر شاہی تھانہ میں لڑتا ہوا آیا اور یہاں تھانہ کو محکم کیا مخالفوں نے تھانے کا محاصرہ کیا دو رات دن تک اندر اور باہر سے جانبازی اور سر اندازی بازار گرم رہا۔ ۹۔ ربیع الاول کو بہادر خاں کو اس کی خبر ہوئی۔ اس نے درہ کرز سے اصالت خاں کو بلایا جس کا اوپر ذکر ہوا۔ ۱۰۔ کو بلخ میں اصالت خاں آیا شہر کی محافظت اس کو سپرد ہوئی اور وہ خود مخالفوں سے لڑنے گیا مخالفوں نے اس کی خبر سنکر محاصرے کو تیسرے روز چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔ خان آباد میں بہادر خاں آیا مخالف کوئی ادھر کوئی اُدھر لوٹ مار کے لئے چلے گئے تھے۔ بہادر خاں نے خان آباد کی سب طرح حفاظت کرکے اور ضروری اسباب کا سرانجام کرکے کوچ کیا۔ بہادر خاں امام بکری کے پل پر تھا کہ اصالت خاں کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ اُسی عارضہ میں کہ درہ کرز میں اس کو ہوا تھا ۲۲۔ ربیع الاول کو مرگیا۔ بہادر خاں نے انتظام کیا اور چار سو جاسوسوں کی زبانی معلوم ہوا کہ المانان جیحوں سے اُترے ہیں اور عبدالعزیز خاں قرشی سے اس طرف آتا ہے اور بیگ اوغلی کو بہت سے اوزبکوں اور المانوں کے

واقعہ دوم

ساتھ ساحل جیحوں پر آگے روانہ کیا ہے بہادر خاں نے گذر کلیف پر قول کی اور جنگ کی تیاریاں کیں۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ نذر محمد خاں شیر خاں کی عزیمت کے بعد اپنے بیٹے قتلق محمد اور چند اوزبکوں اور غلاموں کے ساتھ ایران جانے کے ارادہ سے اندخود میں آیا۔ قاسم پسر خسرو نبیرہ نذر محمد خاں چند امیروں مثل یادگار قلی و عاشور قلی وغیرہ بارہ سرداروں اور تین سو سواروں کے ساتھ نذر محمد خاں سے ملا انکے ہمراہ وہ شہر حاکم نشین مرو میں آیا ایک ہفتہ یہاں قیام کیا یہاں سے وہ مشہد مقدس میں پہنچا یہاں گیارہ روز مقام کیا اس نے دیکھا کہ شاہ ایران نے جیسا کہ طریقہ استقبال اور مہمان پرسی کا میرے بڑے بھائی کے ساتھ برتا تھا میرے ساتھ نہیں برتا۔ یوں مایوس ہوکر اس نے الٹا جانے کا ارادہ کیا مرتضیٰ قلی خاں ناظم مشہد اس کے اس ارادہ سے مطلع ہوا تو اس نے قزلباشوں کی ایک جماعت کو بھیجکر اس کے گھر پر چوکی بٹھادی اس نے خجل زدہ ناچار ہوکر صفاہان کی راہ لی۔ جب بسطام تعلقہ عراق میں آیا تو شاہ عباس نے محمد علی بیگ کو جو پہلے ہندوستان کی سفارت کرچکا تھا مہمانداری کے لئے مع نقد و جنس کے روانہ کیا۔ محمد علی بیگ کے ساتھ کاشان کی راہ سے اصفہان میں نذر محمد خاں پہنچا۔ شاہ نے خلیفہ سلطان کو استقبال کے لئے بھیجا جو بازندران کے شہزادوں میں سے اور شاہ کا داماد تھا اور حکم دیا کہ مہمان نوازی کے طریقہ کے موافق ایک کروہ پا انداز اول رنگین پارچہ چھینٹ کا بعد اس کے قطنی و دارائی و مخمل و میلک و زربفت کا فرش کیا جائے ہندوستان کا ضابطہ یہ ہے کہ پا انداز کے پارچوں کو بطریق تفات سی کر نظر سے گذرانتے اور توشک خانہ میں حوالہ کرتے ہیں لیکن ایرانی پا انداز کو واقعی بچھا کر شاطر باشی و عملہ و فعلہ کو انعام دیدیتے ہیں۔ نذر محمد خاں نے حکم دیا کہ

یہ پا انداز ہماری سرکار میں ضبط کیا جائے۔ جب وہ شہر کے دروازہ کے پاس پہنچا تو شاہ نے خود استقبال کیا۔ خاندان صفویہ کا طریقہ ہے کہ وہ مخالف و موافق مہمان کے ساتھ مسافر پروری کا طریقہ برتتے ہیں اس لئے خان سے اعزاز کے ساتھ ملاقات کر کے شہر کے متصل ایک باغ میں اُتارا یہاں سے ماحضر کھلانے کے بعد شاہ اس کے ساتھ سوار ہوا اور جب شہر میں داخل ہوا تو وہ اپنے گھر گیا اور نذر محمد خاں اس مکان میں اترا جو اسکے لئے تجویز ہوا تھا۔ دوسرے روز شاہ پھر خان سے ملاقات کرنے گیا اور اس کا حال پوچھ گچھ کر اپنے دولتخانہ میں آیا۔ تیسرے روز پادشاہ کی ملاقات کو نذر محمد خاں آیا اور تین گھنٹہ بیٹھا اور کھانا کھایا بعد شاہ نذر محمد خاں کو شاہ نے دعوت میں بلایا اور اس کا حال استفسار کیا تو نذر محمد خاں نے نوکروں کی شرارت و بیوفائی کا اور اوزبکوں کی نمک حرامی اور بیٹے کا شکوہ کیا اور اپنی ساری سرگذشت سنائی اور کمک کی خواہش کی شاہ نے جواب سے تسلی دی اس ضمن میں خلیفہ سلطان نے کہا کہ جب اوزبک نے تمہارے بیٹے کی ساتھ اتفاق اور تمہارے ساتھ نفاق کیا ہو اور ملک میں شورش پھیلائی ہو اور ملک ہاتھ سے نکل گیا ہو تو کمک کے جانے سے تم کو کیا فائدہ ہوگا۔ نذر محمد خاں نے جواب دیا کہ تم سے کمک اور خدا تعالے سے نصرت مطلوب ہے بعد اس کے شاہ نے چراغاں کر کے نذر محمد خاں کی ضیافت کی اور روشنی کرائی نذر محمد خاں دل گرفتہ اس روشنی میں گیا مگر خلیفہ سلطان کہ جواب کانٹے کی طرح اس کے دل میں کھٹکتا تھا اس کی خاطر آشفتہ تھی اور لب شکوہ آمود تھے چراغاں کی سیر کر کے وہ اپنے گھر آیا تمارض کے یا واقعی عارضہ کے سبب سے خانہ نشین ہوا جب پادشاہ اُس کی عیادت کو آیا تو وہ بیدماغی سے بے ادبانہ پادشاہ سے پیش آیا۔ شاہ کے آنے اور جانے کے وقت نہ استقبال کیا نہ مشایعت

شاہ نے رنجیدہ ہوکر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ میں کیا کروں کہ مہمان ناخواندہ ہدیۂ حدات
ورنہ اس مرد سودائی مزاج نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ گویا میں اس کے
دروازہ پر دریوزہ گری کے لئے گیا تھا باوجود اس کے کہ اسکی وضع نامحمود سے روز بروز
پادشاہ کی خاطر رنجیدہ ہوتی جاتی تھی مگر مہمانداری کے رویہ اور طریقہ میں ذرا قصور نہ ہوتا
نذر محمد خاں و محمد علی خاں مہماندار کو بلا کر شکوہ آمیز پیغام دیا اور کہا کہ میں طعام کھانے
اور سرو چراغاں کی سیر کرنے نہیں آیا تھا بلکہ پسر غدار کی اور نا ہنجار اوزبکوں
کی تنبیہ اور ہندوستان کی فوج کے نکالنے کے لئے اعانت و مدد کی امید
میں آیا تھا اب پادشاہ میرے حال پر توجہ نہیں کرتا میرا ارادہ بیت اللہ
جانے کا ہے میں چاہتا ہوں کہ پادشاہ مجھے حکم دے کہ اس مشت استخواں کو
اس متبرک مکان میں پہنچاؤں ۔ شاہ نے اس کے جواب میں کہا کہ ابھی تمہاری
گرد اور تکان نہیں اتری اور مزاج میں انحراف ہوگیا ہے چند روز باغات
کی سیر و عمارات کشتکار کے تفرج میں طبع کو بحال کرو اور ہم آپس میں ملیں جلیں
بعد اس کے تمہاری عالی خاطر کے موافق عمل ہوگا نذر محمد خاں نے جواب دیا
کہ میں اب زیادہ صبر نہیں کرسکتا اور حجاز کے سفر کرنے کے سوائے میرا کچھ
ارادہ نہیں پادشاہ نے خلیفہ سلطان کو خان کی تسکین و دلداری کے لئے بھیجا ۔ مگر
نذر محمد خاں نے اُسے درشت جواب دئے شاہ نے دوبارہ خلیفہ سلطان کو بھیجا
کہ اس کو سمجھائے کہ تم کو شاہ کی رضامندی ضرور ہے اور اگر بیت اللہ جانے کا
ارادہ ہو تو بھی شاہ سے رخصت لے کر جانا چاہئے ۔ خان نے بیباکانہ جواب دیا
کہ میں کسی کی رضا کا پابند نہیں ہوں کل روانہ ہوتا ہوں ۔ نذر محمد خاں کے
آنے پر دو ہفتے نہ گذرے تھے کہ وہ شہر سے باہر نکلا اور اس باغ میں آیا کہ آنے
کے وقت اتر کر پادشاہ کے ساتھ ہم نمک ہوا تھا دوسرے روز شاہ نے

خلیفہ سلطان کو مع اور ارکان سلطنت کے خان سودائی مزاج پاس بھیجا اور دلداری کی اور دوسرے روز خود شاہ تشریف لایا اور جو دلداری اور سلوک کی شرائط تھیں بجا لایا بارہ ہزار تومان (چار لاکھ روپئے) نقد اور کچھ جنس و مروارید و زربفت وغیرہ کہ ہزار تومان سے زیادہ قیمت رکھتے تھے تواضع کئے اور سارو خاں جمعیت شائستہ کے ساتھ ہمراہی کیواسطے مقرر کیا اور حاکم خراسان کے نام اس سرزمین سے مدد و کمک مقرری کے لئے لکھ دیا اور رخصت کیا نذر محمد خاں نے سارو خاں سے کہا کہ بہ سبب عارضہ بدنی کے اس ملک کے سرما کی برداشت میں نہیں کرسکتا اس لئے میں خود مازندران کی راہ سے کہ گرم سیر ہی جاؤنگا تم میرے بیٹے تغلق محمد کو اپنے ساتھ لے کر مع اسباب کے جو زیادہ ہے مشہد میں جا کر میرا انتظار کرو ہم وہاں آپس میں ملیں گے وہ خود جریدہ اپنے پوتے قاسم کو ہمراہ لے کر استر آباد کی راہ سے بسطام میں گیا اور وہاں سے مشہد مقدس میں آیا۔ سارو خاں جو اس سے پہلے پہنچ گیا تھا۔ خان نے اُس سے ملاقات کرکے کہا کہ میں مرو کی راہ سے جاتا ہوں کمی آب کے سبب سے ہمارا تمہارا گذر لشکر سمیت مشکل سے ہوگا تم اپنے لشکر کو ہرات پر جمع کرو اور میرے نوشتہ کی منتظر رہو جہاں میں آنے کو لکھوں وہاں آجاؤ۔ مشہد میں پانچ روز توقف کیا اور پھر پوتے کو ساتھ لیکر مرو میں پہنچا بد خلقی اور سودا مزاجی کے سبب سے خان کی مرو کے حاکم علی قلی خاں سے موافقت نہ آئی اس کو اپنے سے آزردہ کیا اور مرو میں داخل نہ ہوا یالا یالا روانہ ہوا مرو سے چار فرسخ پر پہنچا چند مقام کرنے ضرور ہوئے اس ضمن میں کفش قلی خاں جو اس کے نامی اور ہوا خواہ امرا میں سے تھا سو دو سو سواروں کے ساتھ اس پاس آیا اور اُس نے کہا کہ اوزبکوں کے رئیسوں نے جو آپ کو عذر آمیز خطوط لکھے ہیں اور آپ کو طلب کیا ہے اور اپنی اطاعت کا اظہار اور افعال گذشتہ کی ندامت اور قبول التماس کے لئے بہت الحاح کیا ہے

آپ ہرگز ہرگز اس کے حروف و نوشتے کو سچ نہ جانیں اور کہیں بخارا نہ چلے جائیں اس
بدسگال فرقہ کا استیصال واقعی کرنا چاہئے جو تمہید و تدبیر سے آپ کے دستگیر اور ہلاک کرنے میں
آپ سے زیادہ ساعی ہیں۔ خان نے کہا کہ میں بھی اس قوم کی باتیں جانتا ہوں دفع حجت
اور ان کے خبث باطن کی آگاہی کے لئے اس صورت سے آیا ہوں اسنے قتلق محمد اور آتش
کو بھیجا کہ اوس قلماق سے جسقدر جمعیت کہ مقدور ہو جمع کرکے قلعہ میمنہ کو محاصرہ کریں انہوں نے
قلماقوں اور بعض اور احشام کو لیکر حصار مذکور کا محاصرہ دو مہینے تک رکھا مگر شادمان حارس
قلعہ میمنہ کی ہوشیاری اور کارگذاری سے کچھ نہ کرسکے کفش قلماق نے نذر محمد خاں پاس جو اس
وقت چیچکتو میں فرکش تھا جاکر کہا کہ بغیر آپ کے اس مہم کا انصرام نہیں ہوگا وہ میمنہ میں آیا
خان کے پہنچنے پر ایک مہینہ اور محاصرہ کی سرگردانی میں گذرا مدت محاصرہ میں دو دفعہ
لشکر پادشاہی نے قلعہ سے نکل کر اوزبکیہ مورچوں پر حملہ کیا پہلی دفعہ ایک
جماعت کو کشتہ و خستہ کرکے منصور و مسرور مراجعت کی دوسری دفعہ شادمان خاں
کے خواہرزادے خسرو اور باقی ہمراہ تھے یادگار برادر باقی دیوان بیگی کے مورچہ پر
کارزار نمودار ہوئی اوزبکوں نے چار نقب قلعہ کے چار طرف لگائے تھے اور تہ دیوار
تک پہنچائے تھے تین نقب لشکر شاہی نے اندر کی طرف معلوم کرلیں تھیں ان کو درہم و
برہم کردیا۔ چوتھی نقب کو ۴۰ ربیع الاول کو باروت سے بھرکر اڑایا پچیس گز دیوار اڑادی
اوزبک کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے آمادہ پیکار تھے۔ قتلق محمد کے اہتمام سے قلعہ پر
دوڑے مگر لشکر شاہی نے قلعہ میں راہ نہ دی اور آخر کو ان کو لڑبھڑکر بھگا دیا۔ آٹھ
پادشاہی آدمی دیوار کے نیچے مرے اور دو لڑائی میں مرے لشکر شاہی نے دوپہر
تک کوشش کرکے دیوار بنائی لیکن دیوار کی بنیاد گیلی تھی وہ گر پڑی اوزبکوں
نے اس دیوار کے گرنے سے پھر قلعہ پر حملہ کیا اور ایک جانب میں قتلق محمد اور دوسری
طرف نذر محمد خاں نے لشکر کو برانگیختہ کیا۔ مگر شادمی خاں آدھی رات تک ان سے

لڑا اور پہلے سے زیادہ جاں ستانی اور سرافشانی میں کوشش کی کئی معتبر سردار اوزبکوں
کے قتل کئے۔ نذر محمد خاں نے جان لیا کہ میں لشکر شاہی سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا اسلئے
وہ بیلچراغ دنیلچراغ میں چلا گیا اور کفش قلماق مع اپنے الوس کے میمنہ سے آدہ کوس پر
جا بیٹھا کہ آذوقہ اور کاہ کی آمد و شد کو بند کر کے اہل قلعہ کو تنگ کرے جب نذر محمد خاں کی ہمراہی
قلعہ میمنہ کی فتح سے مایوس ہوئے تو اس کے ہمراہیوں نے اسکو یہ سمجھایا کہ اس وقت بلخ
میں بہادر خاں نہیں ہے وہ اورنگ زیب کے استقبال کو گیا ہے اگر ان چار پانچ ہزار سواروں
سے جو ہمراہ ہیں ناگاہ بلخ پر چڑھ جائیں تو اغلب ہے کہ شہر کے اندر کے آدمی اور اطراف کے
ہوا خواہ معاونت کریں اور بلخ آسانی سے فتح ہو جائے۔ نذر محمد خاں نے جواب دیا کہ
بلخ کا لینا دشوار ہے اور اسکا نگاہ رکھنا دشوار تر ہے میں اپنے جانے کو مناسب نہیں جانتا مگر
قتلق محمد سرداروں اور فوج کے روانہ کرتا ہوں اگر اسکو بلخ کے آدمی شہر کے اندر لیجا کر
قلعہ حوالہ کر دینگے اور وہ اس کی محافظت کرینگے تو میں بھی وہاں چلا جاؤں گا جب یہ
رائے پسند ہوئی تو قتلق محمد کو کار طلب آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا بعد
روانہ ہونے کے پھر رائیں بدل گئیں۔ ہمدموں نے کہا کہ اس وقت اپنے بیٹے کو مع
جمعیت کے منافق پیشہ اوزبکوں کے ساتھ اپنے سے جدا کرنا آئین بخردی سے دور ہے
اغلب ہے کہ قتلق محمد کو ہمراہ لے کے لیجا کر اپنی ترقی کا پیش آمد جان کر اسکو بخوشی و ناخوشی
تحفہ بنا کر اور عبد العزیز خاں پاس لے جائیں یا پادشاہزادہ محمد اورنگ زیب سے
رجوع کریں نذر محمد خاں نے بھی ان کلمات ہوش افزا کو سنکر مآل کار پر نظر کی بیٹے
کے پاس خواجہ عابد کو جو دونوں باپ بیٹوں کا معتمد تھا کو ران بھیجا اور پیغام دیا
کہ وہ وہیں ٹھیرا رہے آگے نہ جائے میں بھی اس پاس آتا ہوں دونو متفق ہو کر
مقصود و مطلوب پر متوجہ ہونگے۔ قتلق محمد کے ہمراہیوں نے اس بات پر اطلاع
پائی تو انہوں نے کہا کہ نذر محمد خاں سے دولت نے اپنا منہ پھیر لیا ہے

اور طالع کی برگشتگی کے سبب سے ہر دم تازہ وسوسے اور ہراس اسکے دلمیں آتے ہیں
اور ہر لحظہ فکر و اندیشہ باطل اسکی خاطر میں گزرتے ہیں صلاح دولت اس میں ہے کہ اب
اس کا کہنا نہ مانئے آپ اپنے برادر کلاں عبد العزیز خاں پاس چلئے اور دولت اور گنج
بے رنج کے شریک ہوجیے قتلق محمد نے اس مصلحت کو سُنکر ہمراہیوں کو مراجعت اور
رفاقت میں مختار کیا اور اس ضمن میں محمد بیگ قلماق نے قتلق محمد سے ملاقات کی اور وہ بارہ
ہزار کے قریب لمان سواروں کا سردار تھا اُس نے بتلایا کہ عبد العزیز خاں نے ایک فوج عظیم
اسلئے متعین کی ہے کہ جہاں آپکو پائیں بخوشی و ناخوشی اُس پاس لیجائیں ہم اسی خدمت پر مامور
ہیں وہ اسکے رفیق بنکر اعزاز و احترام سے عبد العزیز خاں پاس اس تحفہ کو لیگئے عبد العزیز خاں
نے اسکا استقبال کیا اور برادر نوازی کا برتاؤ برتا اور اسکی گرد غربت کو جھاڑا۔

اورنگ زیب ۱۵ محرم ۱۰۵۸ھ کو لاہور سے روانہ ہوکر ۱۹ صفر کو پشاور میں آیا۔
اُس نے اُسی ضابطہ کے موافق جو شاہزادہ مراد بخش کی بلخ کی مہم میں مقرر ہوا تھا سہ ماہہ تمام
بتدریج بادشاہی کو پہنچا دیا اور یہاں سے ۲۳ صفر کو کوچ کیا اور ۸ ربیع الاول کو کابل
میں داخل ہوا یہاں تین روز ٹھیرا یہاں کے آدمیوں کو بھی مساعدت پہنچا کر فارغ کیا اور
ان کو اپنے ساتھ لیا امیر الامرا کے ساتھ آگے مرحلہ پیما ہوا جب رہ میں داخل ہوا تو
خلیل خاں کھمرد سے آیا اور حقیقت کو عرض کیا اور پھر راہ کے تحقیق کرنے اور صاف کرنے
کے لئے رخصت ہوا۔ باوجودیکہ اس پاس پانچسو سواروں سے زیادہ نہ تھے اور غاروں کی طرف
میں فوج اوزبکیہ ہزاروں شکار کی کمین میں بیٹھی تھی ناگہاں اس پر
حملہ آور ہوئی اُس نے مردانہ وار ان کا مقابلہ کیا
عجب زد و خورد ہوئی اور ایک جماعت دونوں طرف سے کشتہ ہوئی
باوجودیکہ اوزبکیہ غالب تھے خلیل خاں نے اس قدر استقامت کی کہ بادشاہزادہ
کو خبر ہوئی اور اُس نے جو کمک بھیجی وہ آگئی اور اوزبکوں نے فرار کیا دوسرے روز

راہ کے مابین خبر آئی کہ بہت سے اوزبک اور المان دو تین فوجیں بنا کر قلب کمین گاہوں کے اطراف میں بیٹھے ہیں۔ پادشاہزادہ نے امیر الامرا کو پیغام دیا کہ ہراول کی فوج کا اہتمام کرنا چاہیئے اور مفسدوں کی دست برد سے خبردار رہنا چاہیے۔ اس روز جہاں اوزبکیہ کا نشان پیدا ہوتا تھا وہ گولہ تفنگ و تیر کا نشانہ ہوتا تھا اور سامنے نہیں کھڑا رہ سکتا تھا دوسرے روز درہ کے تنگ ناؤں سے لشکر شاہی کا گذر ہوا تو اوزبک جوق جوق ہر طرف سے نمودار ہوئے اور اُنھوں نے شوخی شروع کی اور لشکر شاہی کے آدمی جو آگے دور اطراف میں تھے ان کو زخمی کیا اور ساری منزل جنگ کرتے ہوئے گئے جس طرف اوزبکوں پر حملہ ہوتا تو وہ بھاگ جاتے پھر دوسری طرف سے نمودار ہوتے منزل پر پہنچنے اور اترنے کے وقت اوزبکوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور آخر روز مفقود الاثر ہو گئے۔ رات کو امیر الامرا پاس خبر آئی کہ قتلق محمد دس ہزار اوزبک سواروں کے ساتھ کل لشکر پادشاہی کے مقابل میں آئیگا اسکے ہر طرف دو فوجیں پانچ پانچ ہزار اوزبک سواروں کی ہیں امیر الامرا نے یہ خبر سنکر سرداروں سے مصلحت کی اور سرداروں اور ہاتھیوں کے ساتھ ایک جماعت کی چار پانچ فوجیں بنا کر اوزبکوں کے مقابلہ کے لئے مقرر و تعین کیں فوجیں ہر طرف گروہ کی گروہ کمانیں لیے شمشیر کھینچے ہوئے جوش و خروش کرتی ہوئی اوزبکوں کو ڈھونڈھتی ہوئی اور نعرہ کرتی ہوئی گھوڑوں کو جولان میں لائیں اور جہاں اوزبکوں کی سپاہ کی سیاہی نظر آئی تیر و سنان کا ہدف بنایا ہر دم جوق جوق فوجیں پادشاہی تلواریں چمکاتی اور گھوڑے دوڑاتی ایک دوسرے کی مدد کو پہنچتی تھیں اور بہت سے اوزبک قتل و اسیر کرتی تھیں آخر کو اوزبکوں کو ہزیمت ہوئی فوج پادشاہی کے چند گروہوں نے تعاقب کیا یہ فتح پادشاہزادہ کی پہلی تھی اس نے سرداروں کی خدمات کی بہت تحسین و آفریں کی۔

بہادر خاں کا حال

بادشاہ نے اصالت خاں کو بلخ کی ملکی و مالی مقدمات کا اختیار دے رکھا تھا جب اسکے مرنے کی خبر بادشاہ کو ہوئی تو اسکی جوانی اور کاردانی کے سبب سے بادشاہ نے بہت افسوس ظاہر کیا۔ یہ جوان چالیس برس کا تھا اگرچہ لشکر بلخ کی سرکردگی بہادر خاں کو مفوض بھی مگر وہ سنجیدگی و فہمیدگی کے ساتھ تمام معاملات دیوانی و بخشیگری و محارست قلعہ و خزانہ عمارت ملک و خوشنودی رعایا و خرسندی سپاہ کو نیک وشی سے سرانجام کرتا تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اورنگ زیب کی بڑی خدمات کرتا بادشاہ نے اسکے بڑے بیٹے سلطان حسین کا اضافہ منصب کیا اور دو اور بیٹوں کو انکے لائق منصب یا اس کا بھائی خلیل اللہ خاں جو شاہزادہ کی خدمت میں تھا اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر ایسا بے تاب ہوا کہ منصب کے استعفا کی التماس کی اور علائق دنیوی کو ترک کیا خانہ نشین و زاویہ گزیں ہوا ہرچند اسکی تسلی کیگئی مگر کچھ فائدہ نہوا اسکی گوشہ نشینی سے بھی بادشاہ کو ملال ہوا۔ بادشاہ سلخ ربیع الاول کو کابل میں داخل ہوا۔ ۸ ربیع الثانی ۱۰۵۷ھ کو وزن قمری کا جشن ہوا استاونواں سال عمر کا ختم ہوا ۱۳ ارذو القدر خاں کے ہمراہ پندرہ لاکھ روپیہ بلخ کو روانہ کیا بادشاہزادہ محمد شجاع بنگالہ سے آیا۔ بادشاہزادہ محمد مراد بخش باوجود بحالی منصب ابتک فجرا سے ممنوع تھا بموجب حکم کے بھائی کے استقبال کو گیا محمد شجاع نے اسکی عفو تقصیرات کرائی۔ راجہ جیسنگہ کے ہمراہ بیس لاکھ روپیہ بلخ بھجوایا۔

جب عبدالعزیز خاں نے فوج بادشاہی کا آنا سُنا تو اُس نے شائستہ فوج گراں مع مصالح کارزار بسرداری بیگ اوغلی خاں کہ توران کے نامی سرداروں میں تھا بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کے مقابلہ کو ہراول بناکے روانہ کیا اور آب موں (جیحون) سے گزرنے کی تاکید کی اور خود بھی لشکر گراں کے ساتھ آنے کا تہیہ کیا بہادر خاں نے اطلاع پاکر راجہ سنگہ کو بلخ میں چھوڑا خود شائستہ فوج کے ساتھ بقصد استقبال غنیم کی سرراہ روکنے کے لیے آیا اور کنارپل نذر محمد خاں پر جا اسکے

کہ اوزبکیہ سے آمنا سامنا ہو پادشاہزادہ کی ملازمت میں آیا۔ غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ
کو اورنگ زیب بلخ میں پہنچا۔ قلعہ کے اندر اور باہر کو ملاحظہ کیا اسکا دورہ پانچ کروہ ناپا گیا
اور شہر کے باہر ٹھیرا اس آوان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ عبدالعزیز خاں کی دو فوج گران بسرداری
قتلق محمد اور بیگ وغلی سرحد بلخ گئیں ہیں۔ پادشاہزادہ نے بندوبست ضروری کیا اور
شرفا اور اعیان بلخ پر جو عبدالعزیز خاں کے خاندان سے قرابت رکھتے تھے اور خواجہ
پارسا کی اولاد پیر اور نجابہ پر طرح طرح کے لطف و انعام سے نوازش فرمائی مادھو سنگھ
اور راؤ رتن کو شمشیر خاں کے ساتھ قلعہ بلخ کی حراست کے لئے چھوڑا۔ تنخواہ سہ ماہ سپاہ کی
تقسیم کی تین روز میں سارے کاروبار سے فراغت حاصل کر لی پھر فوج بندی کے اہتمام
میں مصروف ہوا۔ بہادر خاں کو مع ہمراہیوں کی ہراول اور امیرالامرا کو برانغار اور
سعید خاں کو جرانغار بنایا اور کوچ کیا اور راہوں کی احتیاط کے لئے اور معبروں پر پلوں
کے باندھنے کے واسطے کاردیدہ آدمی متعین کیے جب وہ موضع تیمور آباد میں آیا تو اُس نے
سنا کہ غنیم تھوڑی دور پر آگیا ہی تو اُس نے لشکر کو ترتیب دیا دوسرے روز سوار ہونے کے وقت
کہ بہادر خاں اور امیرالامرا راہ میں پڑے تھے ہر طرف سے اوزبکوں اور المانیوں کی سپاہ
نمودار ہوئی اور یکبار گی لشکر شاہی پاس آ انکا اطراف سے ہجوم کیا اور حد سے زیادہ
شوخی کرنے لگی ہر طرف سے بہادر اور مبارز خبردار ہو کر پیکار میں گرم ہوئے۔
امیرالامرا اور بہادر خاں کی جنگ عظیم اوزبکوں کے ساتھ راہ میں ہوئی۔ پادشاہزادہ
کو خبر ہوئی اس نے راجہ ستر سال والہ وردی خاں کو مدد کے لئے مامور کیا سعید خاں
بسبب عارضہ بدنی کے خیمہ میں تھا اسکے اطراف کو مخالفوں نے گھیر لیا۔ سعید خاں باوجود
ضعف بدن کے ان سے مقابلہ اور مقاتلہ میں مشغول ہوا ہر طرف سے آتش قتال و شعلہ
جدال میں لوئیں اُٹھنے لگیں اور توپ و تفنگ کی زبان سے مان آتش فشاں
کے غرانے سے موت کی خبر ہوش باختوں کے گوش میں پہنچنے لگی جس بار بھین دیار سے

تین چار ہزار سوار اوزبکیہ و المانیہ خونخوار سیل دماں کی طرح پہنچکر حملہ کرتے تھے ان میں سے
تیر پراں اور تفنگ سوزاں کے طعمے ہوتے تھے اور فرار ہوتے تھے اور پھر شوخی کے
لیئے نمودار ہوتے تھے اور چستی و چالاکی کے ساتھ بعض بندہائے پادشاہی کو ہلاک کرتے تھے
بہادر خاں نے اوزبکوں کو اپنے سامنے سے پرے ہٹا دیا اور امیر الامرا کی سپاہ نے
کومک پہنچنے سے پہلے مردانہ چپقلشیں کیں۔ اور بہت سے بے باک ازبکوں کو مقتول و زخمی
کیا اور ہزیمت دیکر اُن کے سرداروں کے ڈیرہ تک پہنچا دیا۔ چند گھوڑے اور تغلق محمد کا خاص
گھوڑا چھین لیا پھر اُلٹے چلے آئے۔ سعید خاں ضعف بدن کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں
ہوتا تھا اس کا بخشی چار پانچ سو سوار سے اوزبکوں کے مقابل ہوتا تھا اسلیئے ہمراہیوں کی
ایک جماعت کشتہ ہوئی تو وہ مغلوب ہو کر گھر گیا سعید خاں نے اپنے دو
بیٹوں لطف اللہ خاں و خانہ زاد خاں کو اس کی کمک کے لیے بھیجا۔ ان
دونوں بھائیوں نے داد شجاعت دی اور بعض جان باز مارے گئے اور وہ
زخمی ہوئے انھوں نے باپ سے کمک طلب کی سعید خاں شیر غران کی
طرح نعرہ زناں وہاں گیا باوجودیکہ چند روز سے فاقہ سے تھا اور بہت ضعیف
ہو رہا تھا مگر اس نے ان اوزبکوں کو جو جوانان زخم رسیدہ پر ہجوم کر رہے
تھے بذات خود شمشیر جان ستاں سے گرایا اور زد و خورد کی ایک
عجیب رستخیز درمیان میں آئی اس حالت میں سعید خاں کے گھوڑے کا
پاؤں ایک گڑھے میں جا پڑا اور سعید خاں کے ایک زخم لگا کہ وہ زین سے
زمین پر گرا باوجودیکہ اس شیر دل کے اور دو تین زخم لگے مگر پھر وہ اٹھا تیں چار مقابل
کے حریفوں کو گرایا اسی آن میں کہ لطف اللہ خاں باپ کی مدد پر متوجہ
ہوا اور اس کے سر و سینہ میں تیر پیاپے لگے اور گھوڑے سے زمین پر نہ آنے
پایا تھا کہ دوسرے عالم میں دوڑ گیا خانہ زاد خاں بھی تردد نمایاں کر کے بہت سے

زخم کھا کر گھوڑے سے گرا جب شاہزادہ کو اوزبکیہ کے اس غلبہ کی خبر پہنچی تو اُس نے اپنی سواری کے فیل کا رُخ اس طرف پھیرا اور سوار اور توپ خانہ کے پیادوں کے ساتھ خان مغلوب کی مدد پر متوجہ ہوا کہ اوزبکوں کے ہجوم کو پراگندہ کرے فوج اوزبکیہ شوخی کے ساتھ شاہزادہ کے مقابلہ میں آئی۔ ہر طرف سے جانبازوں کی صفوں کا نعرہ بلند ہوا۔ پادشاہزادہ معرکۂ رزم میں آئین سرشتۂ بزم کو ہاتھ سے نہیں دیتا ہر وقت رسم سلم کو کار فرماتا تا اس نے حکم دیا کہ دو فیل مست شیر صولت فوج کے بہادران صف شکن کے ہم قدم ہو کر بیشقدمی سے اوزبکوں پر دوڑیں اور اطراف سے مبارزان یکہ تاز دوڑ کر توپ خانہ کی شلک کے غلغلہ عظیم سے اوزبکوں کے دلوں میں ہیم پیدا کریں اوزبک بہت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے اور بھاگ گئے۔ اس ضمن میں سعید خاں کے نوکر فرصت پا کر اسکو اور اسکے دونوں بیٹوں کو میدان کارزار سے اوٹھالائے۔

خان زاد خاں میں رمق باقی تھی اس نے اشارہ و لکنت زبان سے باپ کا حال پوچھا اور ایک پہر بعد مر گیا۔ حاصل کلام اول روز سے شام تک لڑائی میں بہادروں نے اپنی بہادری دکھائی اور شاہزادہ کی سعی سے فتح ہوئی۔ اور اوزبک بھاگ گئے۔ اس سبب سے کہ دونوں فوجوں میں چنداں مسافت نہ تھی بازگشت اور شب خون کے خیال سے بہت پادشاہی سردار ہاتھی اور گھوڑں میں رات بھر طلایہ کرتے رہے دوسرے روز امیر الامرا نے معروض کیا کہ صلاح دولت اس باب میں ہی کہ خصم کو فرصت نہ دیں اور اس کے بنگاہ پر تاخت کرکے اسکی واقعی گوشمالی کردیں از سر نو فوج کی ترتیب دیکر اپنی بہیر کو راجپوتوں کے سپرد کرکے مخالفوں کی بنگاہ پر اور مقابلہ پر روانہ ہوئے وہ ابھی بنگاہ کے قریب نہ پہنچے تھے کہ اوزبک فوج فوج آراستگی کے ساتھ گھوڑے دوڑاتے ہوئے پادشاہزادہ کی فوج کے برابر آئے اور شوخی کے ساتھ پیشدستی کی۔ گولہ و بان و تیر و شمشیر سے ان کی جانیں جاتی تھیں مگر وہ حملہ آوری سے

باز نہ آتے تھے پادشاہی آدمی بھی بہت اُن کے تیرباراں کے صدموں سے مارے
گئے اس ضمن میں لشکر اوزبکیہ کی تین فوجیں ہوئیں ان میں سے شاہزادہ کے یمین و
یسار کے مقابلہ میں دو فوجیں آئیں اور دار و گیر کی صدا بلند کی اور اپنی طرف مشغول کیا
اور تیسری فوج سنگین ہراول پر جو غافل تھا حملہ آور ہوئی۔ پھر ان دونوں فوجوں نے
اتفاق کیا دس بارہ ہزار کماندار یکبار کمانیں چڑھائے ہوئے آن واحد میں عجب
تیرباراں کرتے تھے اور ایک آن امان نہ دیتے تھے اُنھوں نے ایک جمع کثیر کو کشتہ
و زخمی کیا داروغہ توپخانہ اور شیر شکار بہادروں نے اس جماعت خونخوار سے آویزش
کی اور داد تھوری دی سینوں کو سپر بلا اور ہدف تیر بنایا اور پیاپے حملے کر کے جماعت
مخالف کو مقابل سے پرے ہٹایا۔ اسی آن میں دوسرا سردار بیگ و علی تازہ فوج کے
ساتھ آن پہنچا اور اپنے گروہ ہزیمت یافتہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور از سر نو بازار کارزار گرم
کیا اور ہراول شاہی کے سر راہ ایک فوج کو تعین کیا باقی فوج امیر الامرا کے روبرو آئی اور
ہزار تیر ایک بار خانہ کمان سے برسانے لگی امیر الامرا نے مع ہمراہیوں کے اس قوم
کے ہجوم اور تیرباراں میں قدم جما کر خوب کوشش و کشش کی مگر قریب تھا کہ
اس نیستان بلا سے امیر الامرا کی سپاہ کو چشم و زخم پہنچے کہ اس حالت میں
شہزادہ ہاتھیوں اور فوج کے ساتھ آگیا اور بہادروں کی تقویت دل کا سبب
ہوا طرفۃ العین میں جمع کثیر اوزبکیہ کو گولہ تفنگ و تیغ و سنان کا طعمہ بنایا اور انکی
جمعیت میں تفرقہ ڈال دیا اس وقت پادشاہزادہ نے از راہ منصوبہ بازی
راجپوتوں کے سرداروں کے جماعت کو بنگاہ اوزبکیہ پر تعین کر کے روانہ کیا۔
جب اوزبکوں کو اسپر اطلاع ہوئی توان کے دل میں تزلزل پیدا ہوا اور کارزار
جو بہئیت مجموعی کرتے تھے جنگ گریز سے مبدل ہوئی اور کچھ اوزبک بنگاہ کی
نگہبانی کے واسطے عرصہ کارزار سے چلے گئے افواج پادشاہی اُن کے پیچھے دوڑی

فوج اوزبکیہ کو ہزیمت عظیم ہوئی اور سپاہ ہندوستان کے ساتھ بہت خیمہ اور اسباب
ہاتھ لگا اور رعایا اور لشکر کے آدمی کئی ہزار جو انکے قیدی تھے وہ خلاص ہوئے دوسرے
دن خبر آئی کہ اوزبکوں کی ہزیمت پانے سے پہلے عبد العزیز خاں نے فوج گران بسرداری
سبحان قلی خاں بلخ کی تاخت کے لئے تعیین کی تھی قتلق محمد اور اوزبک شکست یافتہ سردار اُس سے
جاکے ملے اور بلخ کی تاخت کا ارادہ کیا بادشاہزادہ اس خبر کو سنکر بلخ کو پھرا اور راہ
کے مابین دو تین جگہ اس گروہ سے مقابلہ ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور جب فوج شاہی
پر کار اور عرصہ روزگار تنگ ہوا تو شاہزادہ اور امیر الامراء کومک کو پہنچے اور مکرر اسکی
نوبت آئی کہ بادشاہزادہ اور علی مردان خاں بذات خود کارزار میں مشغول ہوئے اور کوشش سے
لشکر شاہی اوزبکوں کے شر سے محفوظ رہا ان دنوں میں خبر آئی کہ عبد العزیز خود باقی فوج کے
ساتھ اپنے لشکر سے ملا۔ اور مقرر کیا کہ اسکے لشکر میں نقارہ نہ بجائیں اور خود قول میں نہ ہوا اور
نشان اور علامت سر فوجی کی اپنے ساتھ نہ رکھی عبد العزیز خاں کے آنے کے بعد لشکر اوزبکیہ
کی تعداد بے شمار ہوگئی اور مور و ملخ کی طرح دشت و صحرا میں پراگندہ ہوگئی اور جنگ
اور محاربات جو ہر منزل میں ہر روز ہوتے تھے اگر ان کو قلم لکھے تو سننے والے اور
پڑھنے والے کو اس کے طول سے ملال ہو۔ حاصل کلام ہر روز دونوں فریق کی ایک
جماعت کشتہ و زخمی ہوتی جسوقت فوج بادشاہی پر اوزبک زور کرتے تھے تو بادشاہزادہ
اپنے لشکر کی فریادرسی اور کومک کرتا تھا ایک دن عبد العزیز خاں نے اپنے لشکر کی
سات فوجیں بنائیں اور کارزار دیدہ سردار مقرر کئے اور ہر طرف سے افواج
بادشاہی پر ہجوم کیا ان میں سے درگاہ بیگ کہ میر توزک اور میر شمشیر قدیم الخدمت
نذر محمد خاں کا تھا اور یکہ بہادر شجاعوں میں مشہور تھا وہ دو تین ہزار سوار یکہ تاز
لیکر شمشیر چمکاتا ہوا امیر الامراء کی برابر پہنچا اور کچھ باقی نہ رہا تھا کہ امیر الامراء
سپہ سالار کے شجر حیات کو وہ منقطع کرتا کہ امیر الامراء شمشیر نیام سے نکال کر اُس پر

حملہ آور ہوا اور حریف کو زخمی اور دستگیر کیا بعد اس کے جب پادشاہزادہ پاس امیر الامرا حاضر
ہوا تو اُس نے امیر الامرا پر آفرین کی اور گلے لگایا۔ امیر الامرا کی شفاعت سے پادگار بیگ
کی تقصیرات کو عفو کیا اور عنایات پادشاہی کا امیدوار کیا دوسرے روز اوزبکیت
مجموعی سوار ہوئے محاربہ عظیم واقع ہوا اُس روز اوزبکیہ کے غلبہ کی نوبت یہاں تک آئی
کہ تین چار ہزار سوار لشکر شاہی میں سیل دماں کی طرح داخل ہوئے کارخانجات میں پہنچکر
کئی قطاریں اونٹوں کی سرکار پادشاہی اور بعض امرا کی اور صد فہ بازار کو آگے کرکر روانہ
ہوئے اور لشکر کے زن و فرزند کو گرفتار کیا۔ امیر الامرا یہ خبر سنکر عقب سے دوڑا اور بذات
خود تردد جانبازی کیا اور بہ شرط جلادت اور بہادری کام میں لایا طرفین سے جمع کثیر
کے کشتہ ہونے کے بعد چند قطار شتر کارخانجات پادشاہی اور اکثر امرا کے پھیر لیے لیکن
بازار اور سپاہ کے آدمیوں کا بڑا نقصان ہوا اور اُن میں خرابی ہوئی پادشاہزادہ
کی منصوبہ سازیوں میں سے جو غلبہ جنگ کے وقت وہ کام میں لایا کچھ لکھے جاتے ہیں
کہ ایک دن عین گرمی کارزار اور ہنگامہ دار و گیر میں خبر آئی کہ شادمان بیگ اور
محمد طاہر خراسانی جو آخر کو صف شکن خاں ہوا تھا اپنے تعلقہ تھانہ سے کومک کو آتے
تھے دو ہزار سوار اوزبکیہ نے اُن کے سر راہ کو ایک تلب مکان میں روک کر انکو
گھیر لیا اور اُن کو تنگ کیا اور سوائے دو سو بندوقچیوں اور کمانداروں کے جو استقامت کرکے
رہ گئے تھے کسی طرح کی کمک و مدد کی امید نہیں تھی اور اغلب تھا کہ وہ سب کشتہ
ہو جاتے پادشاہزادہ نے یہ خبر سُنکر فوج خاصہ سے ایک جماعت کو اور امیر الامرا
سو دو سو سواروں کو بھیجا۔ اور علامات اور نشان سواری خاصہ کے ان جان باختوں
کی مدد کے لیے اُن کی ہمراہ کیے۔ اوزبکوں نے جب یہ سواری خاصہ پادشاہزادہ
کے نشان دیکھے اور اُس کے آنے کی خبر سُنی تو وہ بھاگ گئے اور شادماں بیگ
اور محمد طاہر جان سلامت لیکر پادشاہزادہ پاس گئے۔ منجملہ یہ ہے کہ ستره

اٹھارہ روز تک آدمی اور گھوڑوں کو لڑائی سے آرام نہ ملا اور حکم ہوا تھا کہ نان وطعام ہاتھیوں پر لگا کے خاص آدمیوں کو اور ہر کسی کو اُس کی قسمت کے موافق پہنچا ئیں ایک نان ایک روپیہ کو اور پانی بشرح ایضاً فروخت ہوتے تھے اور کسی کو نہ ملتے تھے کسی تاریخ اور داستان محاربات پادشاہان سلف کی جس میں اغراق ومبالغہ سخن کو دخل ہو ایسی کارزار نہیں دیکھنے میں آئی کہ جس کا اتنا امتداد ہوا ور شرط سرداری و بردباری و کار فرمائی ادا ہوئی ہو اور بعض امرا کی رفاقت میں بذات خود پادشاہزادہ اور امیرالامرا علی مردان خان کا رزم میں متوجہ ہونا ظہور میں آیا ہو اوزبک اور المان ایک لاکھ بیس ہزار سے کم نہ تھے۔ سرداران اوزبکیہ نے جو شجاعت وجلادت اور غلبہ خصم سے دل نہ ہارنا۔ پادشاہزادہ میں دیکھا تھا تو وہ انصاف کرکے کہتے تھے کہ اگر ہمارے لشکر کا سردار ایسی رفاقت کرے تو امیر تیمور کی طرح روم وشام تک تسخیر کرلیں۔ اگرچہ عبدالعزیز خاں اور اور سرداروں نے عاجز ہو کر جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا تھا مگر ہندوستان کی فوج کی اطراف کو وہ گھیرے رہتے تھے فی الحقیقت دونوں طرف کی فوج کے گھوڑوں اور سواروں میں حرکت کی طاقت نہیں رہی تھی اس مابین میں یہ شہرت ہوگئی کہ پادشاہزادہ کا ارادہ ہے کہ نذر محمد خاں کی تقصیر معاف کرے اور ملک و مال اُسکو دے عبدالعزیز خاں نے اپنا ایک معتمد نوکر پادشاہزادہ پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ سنا جاتا ہے کہ پادشاہ حق شناس اور عدالت اساس کی مرکوز خاطر یہ ہے کہ ولایت بلخ کو پھر نذر محمد خاں کو تسلیم کریں اس صورت میں امیدوار ہوں کہ سبحان قلی خاں کو یہ ولایت مرحمت ہو وہ نذر محمد خاں کا پسر رشید ہے اور پدر کی نسبت زیادہ رعیت پرور اور آباد کار ہے اور میں نے اُسکو فرزند بنایا ہے اور قلیچ خاں کا خطاب دیا ہے اور اس سے مسلمانوں کی نزاع اور خونریزی برطرف ہوگی۔ پادشاہزادہ نے جواب دیا کہ میں پادشاہ کے حکم بدون آپ کو کچھ جواب نہیں دے سکتا۔ پھر جب سواد بلخ کے نزدیک شاہزادہ آیا تو عبدالعزیز خاں نے

پھر اس کو پیغام دیا کہ اگر بادشاہزادہ یہاں آرام کرے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ بیگ
اوغلی خاں اور پلنگ توش کو بادشاہزادہ کی خدمت میں بھیجوں اور اُن کی زبانی
اپنے پیغام دوں پادشاہزادہ نے جواب دیا کہ شہر نزدیک آگیا ہے جب میں وہاں
اُتروں تو جس کسی کو جی چاہے بھیجدینا ان پیغاموں کی آمدورفت سے مصالحت کی شہرت
لشکر میں پھیل گئی - ١٨ جمادی الاولی کو شاہزادہ نے بلخ میں نزول فرمایا اور تین مقام
کیے - عبدالعزیز خاں کے لشکر میں سے اوزبکیہ اور المانیہ گھوڑے اور گھوڑیوں کو
بیچنے کے لیے لانے لگے - بادشاہزادہ نے اُن کو مادۂ غدر سے خالی نہ جانا کوتوال
اردو کو حکم دیا کہ اوزبکیہ کو لشکر میں آنے سے اور خرید و فروخت کرنے سے منع کرے
تاکہ وہ اسرار لشکر پر اطلاع نہ پائیں اور یہ قرار پایا کہ شاہزادہ محمد سلطان کو بعض امیر
اور زخمی آدمیوں کو بلخ میں چھوڑے اور خود جریدہ ہوکر لشکر کے ساتھ اوزبکیوں کی گوشمالی
کرلے اس خبر کی شہرت سے المانی اور اکثر اوزبکیہ عبدالعزیز خاں سے جدا اور متفرق ہوگئے
اور فوج فوج اندجان اور بخارا میں آگئے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس قوم کی
وجہ قوت حلال و کسب مال لوٹنا ہے اور اس جنگ میں کوئی چیز وجہ تاراج سے اُن کو
ملی نہ تھی - بلکہ اکثر اسباب مال اندوختہ سابق بادفنا و تاراج میں کھو بیٹھے تھے ناچار عبدالعزیز
خاں حوالی بلخ کو چھوڑ کر ہندوستان کی فوج کے شبخون کے خوف سے بیس کروہ
آب آموں سے گزر گیا -

لشکر شاہی کا مجمل بیان یہ ہے کہ بلخ و بدخشاں کو شاہزادہ محمد مراد بخش کے ہمراہ
پچاس ہزار سپاہ روانہ ہوئی تھی - جب ممالک محروسہ میں یہ ملک داخل ہوا
تو ایک گروہ حسب الطلب بادشاہ پاس آگیا تھا اور ایک سپاہ بہادر خاں اصالت
خاں کے پاس اس ولایت میں رہی زیادہ تر وہ حدود و ملک و قلعوں کے
ضبط میں مشغول تھی اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے آنے تک ہر ایک اپنے محل میں

خدمت میں مامور تھے - چنانچہ قلیچ خاں ایک گروہ کے ساتھ طالقان و اُس کے
حدود میں تھا اور رستم خاں ایک لشکر کے ساتھ اندخود میں اور سعادت خاں ایک
جماعت کے ساتھ ترمذ میں اور شاد خاں ایک فوج کے ساتھ تیمقہ میں راجہ راجروپ
ایک جوق کے ساتھ قندز میں اور خنجر خاں ایک فوج کے ساتھ رستاق میں اور ایک طائفہ
شہر و قلعہ بلخ میں اور ایک گروہ اماکن میں تھا جب اورنگ زیب بلخ میں آیا تو اس نے
کسی کو اپنے پاس نہیں طلب کیا جو امرا کہ اس کی ہمراہی کے لیے مامور ہوئے تھے اُن میں
منصب تنگ کے جو دو ہزار سپاہ ہمراہ رکھتا تھا اور بعض امرا ہمراہ ان کے پہنچنے میں درنگ
کی اور الہ وردی خاں تھا بہت خاں و مرزا شاہرخ و مرزا نوذر صفوی اور بعض امرا
اپنے کوشش سے تنخواہ پاتے بھیج سکے اس لیے اورنگ زیب کے پاس لشکر جو سال گذشتہ
میں پچیس ہزار بھیجا گیا تھا اس سے نصف تھا بلکہ اس سے بھی کمتر تھا اور عبد العزیز خاں
اور اس کے دو بھائیوں کا لشکر توران و بدخشاں و بلخ سے تمام علوفہ خواروں و آپ خواروں
و علف خواروں کا لشکر جمع ہوا تھا - جس کو آق سقلان اس طائفہ کا ایک کاردیدہ کہتا ہے
کہ ماوراء النہر کی کسی لڑائی میں نہیں جمع ہوا - بابر نامہ میں بابر نے لکھا ہے کہ عبد اللہ خاں والی
توران و شاہ طہماسپ دارائے ایران میں جو محاربہ ہوا لشکر اوزبک ایک لاکھ پچاس
ہزار تھا اور قزلباش کی سپاہ چالیس ہزار - اُن معتبر اوزبکوں کی زبانی جو عبد العزیز
خاں کے ساتھ تمام معرکوں میں تھے اور پھر بادشاہزادہ کی خدمت میں آگئے تھے معلوم ہوتا ہے
کہ ان لڑائیوں میں اوزبکوں کی ایک جماعت ایک لاکھ سواروں سے زیادہ تھی مگر
بادشاہ نے جو تحقیق کیا تو یہ معلوم ہوا کہ لاکھ سوار سے کم تھے اس سبب سے کہ
لشکر شاہی کو یقین تھا کہ اوزبک غرور اور فزونی سپاہ کی وجہ سے یکبار صف کریں گے
تو وہ احمال اور اثقال کو اپنے ہمراہ رکھتا تھا - غنیم باوجود کثرت سپاہ کے جنگ صف
نہ کرے گا قزاقی کرنے لگا تو اردو کی محارست اور غنیم کی محاربت میں مشغول ہوتا

اور ہمیشہ چاروں طرف ہنگامہ قتال کو گرم رکھتا اور توپ و تفنگ و بان سے اوزبکوں کو
مار کر بھگا دیا۔ ان لڑائیوں میں اوزبک پانچ چھ ہزار مارے گئے اور لشکر شاہی میں پانچ
چھ سو آدمی۔ شاہزادہ محمد اورنگ زیب سات لڑائیاں لڑا وہ ہاتھی پر بیٹھتا اور نہ زرہ
پہنتا نہ سپر لگاتا۔ جہاں اوزبکوں کا غلبہ دیکھتا وہاں دوڑ کر پہنچتا۔ عبداللہ بیگ نبیرہ
شکو بے اتالیق امام قلی خاں اوزبکوں کے ساتھ سب لڑائیوں میں شریک تھا جب
عبدالعزیز خاں جیحون سے پار بھاگ گیا تو وہ شاہزادہ اورنگ زیب کی خدمت میں
آگیا۔ بیگ اوغلی اُس سے یہ کہتا تھا کہ جس قدر تدبیر و تلاش ہم نے اس مہم میں کی اگر کوئی
اور لشکر مثلاً قزلباش یا خیرہ کا ہوتا تو ہم اُس کو ضرور شکست دیتے مگر ہندوستان کے
لشکر سے عہدہ برآ نہ ہوسکے۔ اوزبک قزاقانہ جنگ مثل دکنیوں کی کرتے تھے اس لیے
اُن کی تنبیہ بغیر اس کی صورت پذیر نہیں ہوسکتی تھی کہ لشکر کے احمال اور اثقال کو شہر
بلخ میں چھوڑیں اور جریدہ ہوکر جنگ میں مشغول ہوں اس سے لڑنے میں بڑی محنت و
مشقت اٹھانی پڑتی تھی اورنگ زیب کو اس قسم کی جنگ کا تجربہ دکن میں پہلے ہوچکا
تھا جس کا بیان وقائع سال نہم میں ہوچکا ہے اس لیے بلخ میں اپنے بیٹے محمد سلطان کو
احمال و اثقال کے ساتھ ٹھیرایا اور خود جریدہ مخالفوں کے تعاقب اور مالش میں مصروف
ہوا۔ اپنی تدبیر صائب سے عبدالعزیز خاں اور اور اوزبکیہ سرداروں کو فتحیاب نہ ہونے
دیا وہ گاہ بیگاہ کی لڑائیوں سے نا امید ہوے۔ اور مسلمانوں کے مال کو وہ اپنی قوت
حلال اور قوت بال جانتے تھے اس سے مایوس ہوئے۔ جنگ صف تو کیا کرتے۔ مدافعت
قزاقانہ کی بھی نیرو اپنے میں نہیں دیکھتے۔ اور ایسا اُن پر وہم چھایا کہ توقف میں اپنی صلاح کا
نہ دیکھی موضع تنہا سے شہرک کی طرف گئے اور یہاں کی بعض زراعات کو جلایا اور لشکر
شاہی کے تعاقب کی ہراس سے یہ مشہور کیا کہ ہم بدخشاں جاتے ہیں غلم سے راہ چپ کرکے
ایک وزیں ساحل جیحون پر گئے اور ۸ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ کو عبدالعزیز خان جیحون سے

پار چلا گیا اور کچھ آدمی عبور کرنے میں غرق ہوئے۔

اس مہم کی اوپر تصویر اُتاری گئی ہے وہ اس کے بغیر کامل نہیں ہوگی کہ ہم ناشائستہ امور جو اس میں واقع ہوئے ہیں تحریر نہ کریں۔ شاہزادہ مراد بخش کی بلخ سے معاودت کرنے کا درخواست کرنا پہلے اس سے کہ اپنے نو مفتوح ملک کا انتظام ہوا اور قلعوں کا استحکام اور حدود کا انسداد ہو یا بجا تھانے بیٹھیں اور انتظام سے بالکل خاطر جمع ہو اور نذر محمد خاں کا معاملہ منفصل ہوا اور جو لشکر اُس کے تعاقب میں گیا ہے وہ مراجعت کرے اور الوسات اور اویماقات چغتائیہ جن کی عمروں کے بعد یہ آرزو اُن کی پوری ہوئی تھی کہ اپنی قوم کے قدیم ولی نعمت کو اپنی ولایت میں دیکھیں وہ صاحب زادہ صاحب زادہ کہتے ہوئے اور ہزار شادمانی سے ملازمت کی تمنا میں بلخ میں آئیں کہ اُن کی مملکت سے ازبکوں اور الماتوں کا کانٹا نکلے اور رعایا و کشاورز استمالت پائیں۔ دوم بہادر خاں اور اصالت خاں کا نذر محمد خاں کا تعاقب نہ کرنا اور شبرغان و اندخود و چیچکتو و میمنہ کے حدود کے ربط وضبط بغیر مراجعت کرنی اور ہر مکان میں تھانوں کے بیٹھانے سے خاطر جمع نکرنی اور اس سرزمین کے ان آدمیوں کا مطیع نہ بنانا جو اس کی قابلیت رکھتے تھے اور اس نواح کے الوسات و اویماقات کی تسلیم و استمالت نہ کرنی۔ سوم شاہزادہ محمد اورنگ زیب کا بلخ سے غنیم کی مالش کے لیے پیش جانا یہ اس شاہزادہ کی اوّل خطا تھی اسکو بلخ سے دور نہیں جانا چاہیے تھا بلکہ اس سے چار پانچ کوس پر توقف کرنا لازم تھا کہ شہر میں لشکر کی آمد و رفت بھی میسر ہوتی اور احمال و اثقال زاید بھی شہر میں رہتے جریدہ ہونے کے سبب سے بلخ کو معاودت نہ کرنی پڑتی۔ شہر کے پاس پیکار کے انتظار میں بیٹھتا اگر غنیم جنگ صف کرتا تو اپنی سزا کو پہنچتا اور اگر جنگ صف نہ کرتا تو اس کا لشکر المان جن کا علوقہ کچھ نہیں ہوتا اور مسلمانوں کے اموال سے اوقات گزاری کرتے ہیں وہ چند دنوں میں متفرق ہو جاتے تو اس

صورت میں ان کا تعاقب اس جریدہ ہونے کی صورت سے نہایت آسان ہوتا اور افواج کی تقسیم کے وقت تمام بلخ کے لشکر کو جو اس لشکر سے بھی زیادہ تھا . . . .
جو شاہزادہ کی خدمت میں تھا فقط بہادر خاں کے ساتھ نہیں بھیجنا چاہیے تھا بلکہ اس کو میمنہ و میسرہ میں بھی قسمت کرنا چاہیے تھا کہ ہر سمت اپنے مقابل کے غنیم کو مار کر ہٹا سکتی اور وہ آفت و بلا جو سعید خاں شیرازی پر آئی نہ آتی اور اس کے بیٹے نہ قتل ہوتے چہارم بلخ کی معاودت کے بعد شاہزادہ کو ایک روز سے زیادہ توقف نہیں کرنا چاہیے تھا ایک جماعت نے اپنی خود غرضی کے سبب نمک خواری پر خیال نہ کیا اور ایک ہفتہ تک اس کو ٹھیرایا چاہیے تھا کہ یہ توقف نہ ہوتا اور عبدالعزیز خاں کے فرار کی خبر سنتے ہی اس کا تعاقب ہوتا تو وہ مقید ہوتا یا دریائے جیحون میں غرق ہوتا ۔ تمام ماوراءالنہر مفتوح ہوتا ۔

واقعات سال بست و یکم ۱۰۵۷ھ

ہر سال کی طرح غرہ جمادی الآخر ۱۰۵۷ھ کو بزم جلوس سال بست و یکم منعقد ہوئی اور امرار اعلیٰ و ادنیٰ فیض یاب ہوئے ۔ بادشاہ نے یہ اخبار سنے کہ اوزبکوں نے بے اعتدالی کی ہے اور بلخ کی لڑائی سے بھاگ کر ان کا ارادہ یہ ہے کہ بدخشاں میں جا کر دست بردی کریں اس لیے پانچویں ماہ مذکور کو بادشاہ نے شاہزادہ محمد مراد بخش کو اس طرف جانے کے لیے رخصت کیا ۔ اسی ضمن میں معروض ہوا کہ افواج اوزبکیہ نے بدخشاں میں فساد کرنے کا ارادہ ترک کیا ۔ اور نذر محمد خاں حضور میں آنے کا قصد رکھتا ہے اور اس کا عریضہ عفو تقصیرات کی التماس کا اور استمالت نامہ کی طلب کا آ بھی گیا تھا اس لیے ۱۱ ماہ مذکور کو محمد مراد بخش کا بلخ جانا موقوف کر کے مراجعت کا حکم بھیجا اور صوبہ کشمیر کو رخصت کیا ۔
بادشاہ نے جو نذر محمد خاں کو نامے لکھے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

[illegible handwritten marginal note]

کہ بادشاہ کو یہ منظور تھی کہ ماوراء النہر کو فتح کر کے اور اس دیار کا نظم و نسق کر کے اپنی عنایت سے بلخ و بدخشاں نذر محمد خاں کو مرحمت کرے۔ غرض وہ اپنے خاندان کے مردہ حقوق کو دوبارہ زندہ کرتا اور سوتے ہوئے موروثی استحقاقوں کو خواب گراں کی نیند سے پھر بیدار کرنا چاہتا تھا۔ مگر نذر محمد خاں نے بادشاہ سے رجوع نہیں کی بلکہ شاہ ایران پاس گیا اور وہاں سے مایوس پھرا۔ بلخ میں مراجعت کی اور یہ ارادہ کیا کہ قلعہ میمنہ کو تسخیر کر کے اس سے اپنے پر و بال شکستہ کو درست کرے اس میں بھی کامیاب نہ ہوا جس کا ذکر اوپر ہو چکا تو بیل چراغ (شبرغان) میں اس نے اقامت کی اور یہاں عبدالعزیز خاں اور اپنے بیٹوں کی فتح و شکست کا منتظر رہا۔ جب بادشاہ کو اس میں فتح ہوئی تو وہ سب طرف سے مایوس ہوا اور اپنی مصلحت اس میں دیکھی کہ اورنگ زیب کو مکتوب بھیجا کہ جس میں اپنی اطاعت کا اظہار کیا اور ملاقات کی درخواست کی شاہزادہ نے اپنی عرضداشت کے ساتھ اس کا مکتوب بادشاہ پاس بھیجا اور اس کے حال پر ترحم کی درخواست کی بادشاہ نے اس کی درخواستوں کو منظور کیا اور اورنگ زیب پاس حکم بھیجا کہ اگر نذر محمد خاں تم سے ملنے آئے تو تم ملک بلخ و بدخشاں اس کو دو اور سب اطراف سے لشکر کو بلا کر اس طرف روانہ ہو۔ بادشاہ کو اب کابل میں کوئی مہمات منتظرہ باقی نہیں رہی رجب ۱۰۵۷ھ کو کوچ کیا اور محمد شجاع کو حکم دیا کہ جب تک اورنگ زیب سرحد کابل میں داخل ہو وہ یہاں رہے اور پھر ہمارے پاس چلا آئے۔ بادشاہ منزل بمنزل چلکر پانچویں شوال کو لاہور میں داخل ہوا اور ۱۹ کو اکبرآباد کی طرف کوچ کیا۔

نذر محمد خاں بیل چراغ میں اقامت رکھتا تھا اس نے جو کچھ سوچا وہ یہ تھا کہ ناچار شاہزادہ سے درخواست کی کہ میں بلخ میں آنا چاہتا ہوں میری جمعیت خاطر کے لیے طاہر خاں کو بھیج دیجیے۔

۱۹ جمادی الثانیہ کو شاہزادہ نے طاہر خاں کو اس پاس بھیجا اور عطاءاللہ

تفویض بلخ و بدخشاں ... نذر محمد خاں ...

بخشی اس کے ساتھ گیا اور فرستادوں کو ارشاد کیا کہ نذر محمد خاں کے مطالب کو دریافت کرکے اس کی خاطر پراگندہ کو جمع کریں اور حقیقت لکھ بھیجیں۔ نذر محمد خاں نے فرستادوں کے بھیجنے کے بعد ظاہر کیا کہ قلعہ میمنہ کو اگر اولیاء دولت میرے تصرف میں کردیں تو میں اپنے وابستوں اور اسباب و اموال کو وہاں چھوڑ کر بلخ کو روانہ ہوں۔ شاہزادہ نے بعد آگہی جواب دیا کہ جب بلخ و بدخشاں عنایت ہوگا تو قلعۂ میمنہ بھی ان کا ضمیمہ ہوگا اس جواب سے نذر محمد خاں رنجیدہ ہوگیا اور آنے میں متامل ہوا اور اس نے ظاہر کیا کہ اگر بلخ کا دینا منظور ہوتا تو قلعہ میمنہ کے دینے میں ایستادگی نہ ہوتی۔ ہر چند طاہر خاں نے اس کو سمجھایا مگر اس نے توہم سے نہیں قبول کیا اپنے معتمد محمد قلی کو عطاء اللہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ معاہدہ کو مستحکم کرے جب وہ شاہزادہ پاس آیا تو اس نے عہد نامہ اسکی خواہش کے موافق لکھ کے مکتوب استمالت آمیز کے ساتھ بھیجدیا۔ نذر محمد خاں نے بیل چراغ سے کوچ کیا خوف و ہراس کے سبب آہستگی کے ساتھ قطع مسافت کیا راہ میں ہر جگہ بے ضرورت توقف کرکے قدم بڑھاتا شاہزادہ نے بہادر خاں کو استقبال کے لئے شبرغاں بھیجا اور سمجھا دیا کہ اگر نذر محمد خاں کا ارادہ یہاں آنے کا مصمم ہو تو سب جگہ اس کے احترام و اکرام میں کوشش کرے ورنہ بدستور سابق دلیری سے اس کے ساتھ رزم کرے اور ایسا اس کو وادیِ فرار میں آوارہ کرے کہ پھر اس کو اپنی گلیم سے قدم نکالنے کی جرأت نہ ہو۔ خان مذکور نے کفش و قلماق کو روانہ کیا کہ اول وہ بہادر خاں سے ملاقات کرے اور اس کو بہ لطائف الحیل پھرا دے اور بعد ازاں شاہزادہ کی ملاقات کے لئے ایک مکتوب لکھے اور خود جاکر شاہزادہ کو دے کفش قلماق نے بہادر خاں کو شبرغاں میں کہا کہ قلعہ میمنہ کے نہ دینے سے خان کی خاطر جمعی نہیں ہے اب اگر خان کے لئے شبرغاں خالی کردو تو وہ اپنے گھوڑوں کو یہاں آرام دیکر اور بنہ و بار وہاں چھوڑ کر شاہزادہ کی ملاقات پر متوجہ ہوگا اگر قدردانی اور مہربانی سے یہ درخواست قبول نہ ہوگی تو خان جہان ہی وہاں سے مراجعت کرکے جہاں مناسب

جانے گا چلا جائے گا۔ خان نے اس کے دغدغہ اور تفرقہ خاطر کے رفع کے لئے صلاح
وقت پر لحاظ کر کے قلعہ شبرغان کو خالی کر دیا اور خود کوچ کر کے پل خطیب کو اپنا
لشکر گاہ بنایا۔ کفش قلماق شبرغان سے خاطر جمع کر کے شاہزادہ کی خدمت میں گیا اور
نامہ جس میں خان نے اپنی ملاقات کی تاریخ ۲ رمضان مقرر کی تھی شاہزادہ کو دیا۔ شاہزادہ
نے کفش قلماق کو خلعت دیکر رخصت کیا اور خود استقبال کے لئے بلخ سے فیض آباد میں
آیا۔ اس اثنا میں نذر محمد خاں کا نوشتہ آیا کہ اگرچہ ملاقات کا وعدہ پل خطیب کے
قریب تھا مگر اس کو آپ کی تصدیع کا سبب جان کر گزارش ہے کہ ملاقات نواحی شہر میں
ہوگی آپ شہر کو تشریف لے جائیں اور شہر کے نزدیک جو جگہ آپ مقرر فرمائیں گے۔
میں وہاں آپ کی ملاقات سے مسرور ہونگا۔ چہارم رمضان ملاقات کا دن مقرر ہوا تھا
کہ خبر آئی کہ خان ایسا مریض ہو گیا ہے کہ اس نے اپنا آنا موقوف رکھا اور اپنے پوتے
قاسم سلطان کو کفش قلماق کے ساتھ بھیجا ہے اور اپنے نہ آنے کی معذرت کی۔ شاہزادہ نے
بہادر خاں کو قاسم سلطان کے استقبال کے لئے بھیجا اور جب وہ آیا تو اس کو گلے لگایا اور
اپنی مسند کے نزدیک بٹھایا اور اس کی رخصت کے بعد امیر الامراء اور اوروں کے ساتھ
ساتھ شاہزادہ نے مشورت کی اور بیان کیا کہ گرانی غلہ و ویرانی ملک اور موسم زمستان کا
قرب یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ اس محال میں مجال توقف محال ہے غلہ روز بروز گراں ہوتا
جاتا ہے۔ کاہ و ہیمہ مطلق نایاب ہے۔ موسم مذکور کا سامان کرنا اور اس ملک میں رہنا
بغایت دشوار ہے۔ اب تم صلاح دولت بتاؤ کہ کیا ہے۔ سب نے متفق ہو کر عرض کیا کہ
بادشاہ کے جواب آنے تک تو راہیں برف سے مسدود ہو جائیں گی۔ اور کتل ہندو کوہ سے
عبور کی فرصت نہیں ملے گی۔ اس صورت میں نہ رہنے کا سامان ہوگا نہ کوچ کرنے کی
طاقت۔ آدمیوں پر سخت مشکل ہوگی۔ ناگزیر شاہزادہ نے نواحی بلخ کے قلعہ جات کے
حارسوں کو اپنے پاس بلایا۔ اس سبب سے کہ اوزبک اور المان بہت اس نواحی میں

متفرق پھرتے ہیں جہاں جمع قلیل وہ دیکھیں گے بے تامل اُن پر تاخت کرینگے۔
شہزادہ نے راجہ جے سنگھ کو سعادت خاں کے لانے کے لئے ترمذ بھیجکر یہ چاہا کہ بہادر خاں
کو رستم خاں کی مدد کے لئے تعین کرے کہ اس اثنا رمیں رستم خاں کی عرضداشت
آئی کہ میں مع اپنی جمعیت کے سمت میمنہ کو جاتا ہوں کہ شاد خاں کو ہمراہ لیکر
راہ سان چاریک سے کابل روانہ ہوں۔ ۱۵ رمضان کو شاہزادہ نے فیض آباد سے
مراجعت کی جلکابے میں منزل کی اور ملک نذر محمد خاں کو اور قلعہ بلخ قاسم و نقش
قلماق کو سپرد کیا اور رخصت کے وقت سرکار والا سے قاسم سلطان کو پچاس ہزار
من غلہ دیا جو اس وقت کے نرخ سے پانچ لاکھ روپیہ کی قیمت کا تھا سوا
غلات کے قلاع اور ذخیرے نذر محمد خاں کو حوالہ کئے اگر نذر محمد خاں خود آتا تو بادشاہ
کی طرف سے چار لاکھ روپیہ اور شاہزادہ کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ پاتا جس سے
وہ سامان ملک داری سے مستغنی ہوجاتا۔ راجہ جے سنگھ نے سعادت خاں کے ساتھ
اس منزل میں ملازمت کی۔ اس ملک کی آغاز تسخیر سے پادشاہزادہ کی مراجعت کی
تاریخ تک دو کروڑ روپیہ سپاہ کی تنخواہ میں خرچ ہوا۔ اور دو کروڑ روپیہ اور اس
مہم کی ضروریات میں خرچ ہوا اور سب لڑائیوں میں طرفین سے جمع کثیر قتل ہوئی
اور جنگ ہفت شباں روز میں اوزبک کے چھ ہزار سوار اور پادشاہ کے پانچہزار
سوار کشتہ ہوئے۔ مال مویشی رعایا جو فنا ہوئے اس کا حساب خدا جانتا ہی۔

اس مراجعت کے عمدہ موجبات یہ تھے کہ امرا میں نفاق و بیدلی تھی اُن کو
اپنے ہندوستان کا عیش یاد آتا تھا۔ یہاں کی کثرت عسرت و قلت غلہ سے دل
گھبراتا تھا۔ ہندوستان کی نسبت کہا جاتا ہی کہ لم یخلق مثلہا فی البلاد۔ کہاں اسکی
سرزمین کے تنعمات و مستلذات اس کے مکانوں کا تفرج کہاں اس ملک میں ٹھیرنا
اوزبکوں کی عمارات کی علامات کو تاخت و تاراج سے مٹانا اور آبادانی کو ویرانی بنانا

اور جغد و بوم کا گلستان بنانا ہو اس میں مجال توقف کو محال جانکر بے اختیار بلخ دینے پر راضی ہونا اور وہاں سے چلنا پڑا۔ ۱۴ رمضان کو شاہزادہ توزک اور ترتیب فوج کے ساتھ موافق دستور العمل کے کابل روانہ ہوا۔ ۱۶ رمضان کو درہ تنگ ہوئیک پر پہنچے یہاں منزل کمی کو شمشیر خاں گیا تھا۔ آٹھ سات ہزار اوزبک نے چاروں طرف سے شمشیر خاں کو گھیر لیا اور دار و گیر کی صدا بلند کی بہت سے تروہ گاو بر متفرق ہوئے۔ اور ایک جماعت کو کشتہ و زخمی و کیا۔ شمشیر خاں کی مدد کو بہادر خاں آیا اور اس کو اس تھلکہ سے نجات دی۔ غوربند کے پہنچنے تک تین دفعہ اس طائفہ سے سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا اور ہر بار جمع کثیر طرفین سے کشتہ ہوئی۔ غوربند میں پہنچکر یہاں تھانہ قایم ہوا۔ خزانہ کے دس لاکھ روپیے یہاں موجود تھے ان کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ جس روز وہ غور سے گزرے تو ہزارون ہزارہ نے شاہزادہ کے لشکر پر تاخت کی عجب آتش جنگ مشتعل کی جو مال و اسباب ہاتھ لگا اسے لوٹ لیا اور تمام فوج و سرداروں کو تنگ کیا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ خزانہ پر وہ جھکے۔ بہادر خاں خود وہاں گیا پادشاہی آدمی زیادہ زخمی و کشتہ ہوئے۔ پہر رات گئے تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور نجات کی اُمید محال معلوم ہوتی تھی۔ ذوالفقار خاں و نور الحسن (ابو الحسن) کہ خزانہ کی ہمراہ تھے اُنہوں نے رستمانہ چپقلشیں کیں با وجود زخمی ہونے کے دونوں سرداروں نے داد مردانگی دی۔ آخر کو اس جماعت کی دستبرد سے خزانہ بچایا۔ کوتل بندو کش پر پہونچے۔ تنگی راہ اور برف و یخ سے سر راہ بہت بار بردار تلف ہوئے جو جانور گرا وہ آدمیوں اور چارپایوں کی لگد کوب میں آیا جو سوار اور پیادہ گرا اُسکو اُٹھنے کی فرصت نہ ملی۔ بہرحال اگرچہ شاہزادہ ہشتم شوال کو کابل میں داخل ہوا لیکن بہادر خاں رُہیلہ ذوالفقار خاں و خواجہ حسن خزانہ کے ساتھ پیچھے رہے

اُنکے لشکریوں پر برف ایسی پیہم برسی کہ پلک مارنے کی فرصت نہ دی بہت چارپائے
اور آدمی تلف ہوئے۔ ذوالفقار خاں سے بہادر خاں بے اختیار جدا ہوگیا۔ خزانہ کے
باربردار نصف سے زیادہ تلف ہوئے۔ ذوالفقار خاں کے جو اونٹ زندہ اور توانا تھے اُن پر
جتنا خزانہ لدسکا بادشاہزادہ پاس بھیجا اب بالکل باربردار نہ رہا اس نے باقی خزانہ کے ساتھ مقام
برف و باران رات دن برستے تھے، اس تھلکہ میں ہزارہ ایک فوج سنگین کے ساتھ برآمد خزانہ اور
شاہی پر حملہ آور ہوئے۔ ایک عجیب ہنگامہ جدال و قتال برپا ہوا۔ بہت ہی کم آدمی ایسے
ہونگے کہ جن کا مال و اسباب و عیال و ناموس محفوظ رہا ہو۔ ایک قیامت برپا تھی
چار پانچ ہزار گھوڑے اور بہت آدمی اور باربردار چارپائے جو باقی رہے تھے
غارت ہوئے اور بہت جانور برف کے نیچے دب کر رہ گئے۔ نوبت یہ آئی کہ خزانہ
پر تمام نبرد آزما اور کارزار دیدہ سخت جان پیادہ جمع ہوئے اور جنگ رستمانہ اور
تردد مردانہ کیا اور سب مایحتاج سے ہاتھ اُٹھایا۔ جان اور خزانہ کو اس جماعت کے
ہاتھ سے سالم بچا کر لے جانے کو غنیمت جانتے تھے۔ ہزارہ بھی غنیمت سے بہت
سنگین بار ہو کر فرار ہوئے۔ جب بہادر خاں کو اس کی خبر پہونچی تو اس نے حکم دیا
کہ باربردار جہاں ہو اس کو پکڑ کر اور کھینچکر ذوالفقار خاں پاس پہنچائیں۔ افغان
باربردار دینے میں مضائقہ کرتے تھے اُن سے بھی جنگ ہونے لگی۔ بہادر خود اپنے
خاصہ کے شتر اور اپنے بیٹوں اور خویشوں کے باربردار لے کر ذوالفقار خاں پاس
پہنچا۔ بہادر خاں کے آنے تک بہت آدمی اور دواب تلف ہوئے اوّل مرحلہ
لشکر سے آخر تک دس ہزار جاندار ضائع ہوئے۔ جن میں آدھے کے قریب
آدمی اور آدھے ہاتھی و گھوڑے و اونٹ وغیرہ تھے اور بہت اسباب برف
کے نیچے دب گیا جو آدمی زندہ تھے ان میں نہ باپ بیٹے کی اور نہ بیٹا باپ کی خبر
لیتا تھا۔ ہر شخص اپنی جان بچانے کو غنیمت سمجھتا تھا۔ جب بہادر خاں سپاہ سمیت

خزانہ پر آیا تو اس سبب سے کہ باربردار سرما و برف سے نیم جان تھے اور اُن کا صرف پوست و استخوان باقی رہا تھا خزانہ نہیں اُٹھا سکتے تھے ناچار حکم دیا کہ خزانہ کو متفرق کرکے جماعہ داروں کو تھیلیاں گن گن کر دیدیں کہ گھوڑوں پر بار کرکے روانہ ہوں اس ضمن میں ہزارہ سرراہ نمودار ہوئے زود خورد شروع ہوئی۔ بہادر خاں اور ذوالفقار خاں جاں بازی کرکے سعی و کوشش و کشش سے تمام خزانہ کو مع اپنی جانوں کے ان دروں سے سالم ۲۲ شوال کو کابل لے گئے۔

بادشاہ کابل سے اکبر آباد جاتا تھا کہ ۶ ذی قعدہ کو مہرشکوہ پسر دوم دارا شکوہ بیمار ہوا اور مرگیا۔ بادشاہ جب دہلی سے بچاس کروہ پر کرنال میں آیا تو جعفر خاں کو ضروری کاموں کے لئے دہلی بھیجا اوائل ذی الحجہ کو حوالی دہلی میں نزول ہوا دوسرے روز سوار ہوکر شاہجہان آباد کے نئے قلعہ کے مکانات کو ملاحظہ کیا ۱۲ سنہ جلوس سے اس عمارت کے بنانے کے لئے غیرت خاں عرف کامگار خاں مقرر ہوا تھا۔ ۹ محرم سنہ ۱۰۴۸ کو عمارت کی بنیاد ڈالی گئی۔ مکرمت خاں کے اہتمام سے اس کا اتمام ہوا۔ بادشاہ نے تاکید کی کہ سال آیندہ کے جشن تک یہ عمارات تیار ہو جائے۔ عاقل خاں خوافی اور یوسف خاں سرانجام اور اہتمام عمارت کے لئے مکرمت خاں کے شریک کئے گئے اور خود ۱۱ ذی الحجہ کو اکبر آباد میں آیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ ایک الماس ناتراشیدہ وزن میں ایک سو اسّی رتی قطب الملک کے تعلقہ میں کان سے نکلا ہے حکم ہوا کہ قطب الملک کو لکھا جائے کہ الماس کی قیمت کو پیش کش مقرری کی وجہ میں مجرا دیکر حضور میں بھیجدے اس حکم کے پہنچنے سے پہلے عبداللہ قطب الملک نے الماس تراش کو الماس حوالے کیا تھا اور دس رتی اس میں سے تراشا تھا اسی روز بادشاہ کا حکم پہنچا کہ اس بیش بہا جواہر کو ناتراشیدہ بھیجدو اُس نے اس کو اسی طرح حسب الحکم

بھیجا۔ جب حضور میں آیا تو ستر رتی اس میں سے اور تراشے گئے۔ تولو رتی بےجرم شفاف عیب سے خالی وہ رہا ڈیڑھ لاکھ روپیہ اس کی قیمت لگائی گئی اور بیس ہزار روپیہ اس کے تراشیدہ ریزوں کی قیمت تشخیص ہوئی۔ اتفاقاً اسی روز ایک شمامہ عنبر نظر گزرا جو قندیل کی صورت کا ستر تولہ وزن میں اور دس ہزار روپیہ کا قیمت میں تھا۔ بادشاہ کی نیت میں آیا کہ اس شمامہ کو طلا میں مشبک کرا کے انواع جواہر اور اس الماس کے ریزوں سے مرصع کرائے اور اس تولو رتی الماس کو اس پر نصب کرائے۔ اسی طرح ایک قندیل بے عدیل جس کی قیمت ڈھائی لاکھ روپیہ تھی تیار ہوئی اس کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ نصف نقد اور باقی کی جنس احمد آباد سے خرید کر کے مکہ اور مدینہ سید احمد سعید کے ہاتھ روانہ کی۔ یہ مول لی ہوئی جنس وہاں دوچند قیمت کو بکتی ہے یہ سید سابق میں بھی مکہ معظمہ نذر لے گیا تھا۔ اس کو حکم دیا کہ شریف مکہ کو نقد جنس پچاس ہزار روپیہ کی دی جائے باقی روپیہ بیچارے مسکینوں اور مستحقوں کو پہنچائے اور قندیل کو روضۂ منورہ میں لٹکائے۔ اس قندیل کی گلکاری خوب کی گئی تھی اس کا نام بادشاہ نے گل محمدی رکھا تھا۔

قندیل مرصع کا روضہ منورہ بھیجنا

غرہ صفر ۱۰۵۸ھ کو محمد شجاع بنگالہ کا صوبہ مقرر ہوا اور ۲۵ صفر کو شاہزادہ مراد کشمیر کی صوبہ داری سے دکن کی صوبہ داری پر بدلا گیا اور شاہزادہ اورنگ زیب جو بلخ سے اٹک پر آیا تھا ملتان کی صوبہ داری پر مقرر ہوا۔

شاہزادوں کا تقرر

شاہجہان کو دار الخلافہ اکبر آباد جو جمنا کے کنارہ پر ہے اس سبب سے ناپسند تھا کہ اس میں شکست و آبکند اور نشیب و فراز بہت تھے۔ شہر کے درمیان جابجا ان کے واقع ہونے سے ناہمواری اس میں تھی اور دار الخلافہ لاہور اس وجہ سے ناپسند تھا کہ وہ ایک دفعہ تو بنا نہ تھا رفتہ رفتہ اس کی بنیاد پڑی تھی۔ جیسی کہ بادشاہ اس کی طرح مرغوب نہ تھی اور ان دونوں دار الخلافوں کے

دارالخلافہ شاہجہان آباد کے حصار اور عمارات کی بنیاد کی شہر اور نہر فیض کی کیفیت

قلعوں میں کارخانجات شاہی اور بیوتات کے واسطے شاندار مکان نہ تھے۔ جلوخانے بے رُخ و بے موقع بنے ہوئے تھے اوقات ملازمت میں آدمیوں اور افواج پادشاہی اور امرار کے تابینوں کی آمد و شد زیادہ ہوتی اور فیل و اسپ کا ہجوم ہوتا۔ خصوصاً عیدوں و جشنوں میں تو ضعیفوں کو آزار پہونچتا۔ دونوں شہروں کے کوچے اور بازار تاریک و تنگ تھے ان کے نشیب و فراز ان کی ناہمواری بتاتے تھے۔ ان تنگ بازاروں سے خلقت کی جان بڑی ضیق میں آتی تھی اور ہجوم کے دنوں میں بہت تکلیف پہنچتی تھی۔ دو چار بیچارے پس کر دب دیا جاتے تھے۔ شاہجہان نے اس تنگی و کمی کے دور کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک ایسی عمارت بنوائیے جس سے خلقت لطف زندگی اُٹھائے اور طریق عیش و معاش میں ضیق سے چھوٹ جائے اُس نے مہندسی معماروں کو حکم دیا کہ وہ کوئی مقام تجویز کریں کہ آب و ہوا کے اعتدال کی صفت رکھتا ہو اور وہاں قلعہ والا کی بنیاد رکھیں اُنہوں نے دارالملک دہلی میں نورگڈھ (سلیم گڈھ) سے متصل اور پرانی دہلی کی فصیل سے دُور جمنا کے کنارہ پر یہ جگہ تجویز ہوئی۔ روز جمعہ ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲ جلوس سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو اُستاد احمد و حامد معماروں نے جو اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے ایک تازہ طرح کی عمارت کا نقشہ بادشاہ کے روبرو رکھا اس کے موافق بیلداروں نے نیک ساعت میں شب جمعہ نہم محرم سنہ ۱۰۴۹ کو بنیاد کھودنی شروع کی سارے ہندوستان کے منتخب سنگ تراش و نجار منبت کار معمار و پرچین کار سلیقہ شعار بلائے گئے اُن میں سے ہر یک یہ چاہتا تھا کہ میں اپنے ہنر کے کمال دکھانے میں اوروں پر سبقت لے جاؤں۔ وہ نہر کہ سلطان فیروز شاہ نے اپنے ایام سلطنت میں خضر آباد سے اپنی شکارگاہ مقرری سفیدون تک بنوائی تھی اور اس کی رحلت کے بعد مرور ایام سے اٹ گئی تھی اور جاری نہ تھی بادشاہ کے حکم سے منبع سے شاہجہان آباد تک اس نہر

کے بلند و پست ہموار کئے گئے اور اس کے کنارے استوار کئے گئے سفیدون تک تو
وہی قدیمی نہر صاف ہوئی اور وہاں سے ایک نہر کھودی گئی اور قلعہ تک لائی گئی
قلعہ کی تاریخ بنا سے ۱۵ رجمادی الاولی سنہ ۱۰۵۰ھ تک چار ماہ دو روز میں غیرت خاں
کے اہتمام میں بنیاد کا تمام کھدی اور مصالح جمع ہوا اور بعض جگہ بنیاد رکھی گئی اور جب وہ
ٹھٹھہ کا صوبہ دار ہو گیا تو دو سال ایک ماہ گیارہ روز میں اللہ وردی خاں کی صوبہ داری
میں قلعہ کی دیواریں دریا کی جانب بارہ بارہ گز اونچی بنیں اس کا اہتمام مکرمت خاں کو
سپرد ہوا۔ اور اس پر تاکید کی گئی۔ اس کے اہتمام میں سنہ ۲۰ جلوس میں دیواریں پوری
بن گئیں۔ بادشاہ کو اس کی اطلاع کابل میں ہوئی۔ نجومیوں نے اس میں اجلاس کی
تاریخ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۵۸ھ قرار دی۔ یہ قلعہ آٹھ سال میں باوجود کمال جد و جہد کے
تمام ہوا۔ اور اس کے بنا کے مصارف میں پچاس لاکھ روپیہ اور اسی قدر روپیہ مخارج عمارات
عالیہ داخل قلعہ میں خرچ ہوا۔ اس کی چار دروازے اور دو دریچے (کھڑکیاں)
ہیں اور اکیس برج ہیں جنہیں سے سات مدور اور چودہ مثمن اس کی چار دیواری کا محیط
مثمن بغدادی ہے ہزار گز طول میں اور چھ سو گز عرض میں اور پچیس گز ارتفاع میں لنگور و
تک زمین اس کی چھ لاکھ گز اسکا دور تین ہزار تین سو گز۔ تمام برج و بارہ اسکے کنگرہ سے
خاکریز تک سنگ سرخ سے تراشے گئے ہیں اور ان میں خاراتراشوں نے پتھروں کے
سلوں کو ایسا جوڑا ہے کہ اس میں کہیں درز نظر نہیں آتی ساری ایک سل معلوم ہوتی ہے
دولتخانہ والا کی تمام عمارات برج شمالی و باغ حیات بخش و شاہ محل و آرامگاہ معروف برج
طلا و امتیاز محل اور اسکے قرینہ کی اور عمارات اور بیگم صاحبہ اور اور اہل حرم کی خوابگاہ
ایک رستہ میں ترتیب سے واقع ہوئی ہیں۔ مشرق کی طرف بارہ گز بلند مشرف آب و صحرا
اور مغرب کی طرف باغ و باغچے مسرت افزا اور نہریں و تالاب فیض پیرا سراپا سنگ رخام
کے صاف و شفاف بنے ہوئے ہیں ازارہ ہر ایک کا رنگین پتھروں کا پرچین کاری کا

بنا ہوا ہی اور سقف دیوار ہر یک طلا سے منقش و رنگین بنی ہوئی ہیں۔ ہر عمارت کے
وسط میں نہر جاری ہی جس کا نام نہر بہشت ہی ہر نشیمن کے اندر اور آگے حوض ہیں۔
بصورت آبشار جن میں فوارے چھوٹتے ہیں پھر ہر نشیمن کے آگے پھولوں کے باغیچے
دولتخانہ کی چار دیواری تک ہیں عرض نہر میں جا بجا حوض ہیں ان مکانوں میں افضل
غسلخانہ کا ایوان ہی اور اس کی برابر حمام ہی۔ ایوان غسلخانہ کی چھت زریں ہی۔ اسمیں
بند فرنگی اور گرہ بندی نولاکھ روپیہ کے صرف میں بنائی گئی ہیں۔ حمام کی دیواروں کے
ازارہ پر نہایت نزاکت کی پرچین کاری ہی۔ پھر باغ حیات بخش ہی۔ اس میں سب جگہ نہر کا
پانی رواں رہتا ہی۔ میوہ دار درخت اور پھولوں کے درختوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسمیں
ایک حوض ہے طول و عرض شصت در شصت ہی جب اس کے وسط میں آفتاب اپنی
شعاعیں ڈالتا ہی اور پھولوں کا عکس اُس میں پڑتا ہے تو وہ پھر نگار خانہ چین معلوم
ہوتا ہے۔ اس میں ۴۹ نقرئی فوارے اور اس کی دور میں ۱۱۲ فوارے لگے ہوئے
ہیں۔ اس کے گرد چار خیابان الگ الگ سنگ سُرخ کی بیس گز چوڑی بنی ہوئی ہیں
اور اُن میں نہر چھ گز چوڑی بہتی ہے جس کے وسط میں بیس فوارے لگے ہوئے
ہیں حوضوں میں ڈیڑھ گز اونچی چادریں بنی ہوئی ہیں وہ چھوٹتی ہیں پھر طبقہ مشرقی
سمت باغ میں کہ باغ کے طول کی مانند ۲۶ ذراع اور ارتفاع ڈیڑھ گز ہے دریا جمن
کی طرف عمارت بالکل سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اس میں نقش و نگار سے بنے
ہوئے ہیں اور وسط عمارت میں ایک حوض کم عمق تہ نما بطرح گرہ بندی بنا ہوا ہے
ہر بند پر ایک سوراخ ہی جس میں سے پانی جوش کرتا ہے اور ان میں فوارے
جڑے ہوئے ہیں۔ پھر نہر کی جدولیں چاروں طرف اُس سے نکلی ہیں۔ اور وہ
سب ایک حوض میں جو ایک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے ملی ہیں۔ اس حوض کا پتھر
کان سے نکلا اس کا ایک حوض مربع چار در چار ڈیڑھ گز عمق کا بنایا گیا اور شاہجہان آباد

ہیں سو کروہ سے بڑے جرثقیل سے لایا گیا۔ اگرچہ بہت سے اور حوض ہیں مگر یہ حوض
غرائب روزگار سے ہے۔ امتیاز محل میں ایک بڑا حوض ہے جنمیں نہر سے پانی آتا ہے۔
دولتخانہ میں سب سے بڑی عمارت امتیاز محل ہے جس کا طول پچاس گز اور عرض ۲۶ گز
اس کی کلاہ وطرہ طارم اور کلس سب طلا اندود ہیں اس میں باغ ہے اس کی ایک
جانب میں جھروکہ درشن مشرق رویہ ہے۔ دوم جھروکہ خاص وعام ہم قرینہ بنا ہے
اب دیوان خاص وعام و بازار مسقف اور شہر کی آبادی کا حال سنو کہ امتیاز محل کے
غرب میں ایک ایوان ہے مشرف باغچہ پر عمارت مذکور سنگ سرخ سے بنائی ہے اور وہ
سنگ مہتابی سے سفید کی گئی معماروں نے مہرہ کشتی ایسی کی ہے کہ اس کو آئینہ بنا
دیا ہے۔ اس کی سقف کے متصل جھروکہ خاص وعام ہے جو بالکل سنگ مرمر کا بنگلہ نما
بنا ہوا ہے طول میں چار اور عرض میں تین گز ہے۔ اسکے چار ستون ہیں اور اس کے
عقب میں ایک بنگلہ طاقی ہے جو درازی میں سات اور پہنائی میں ڈھائی گز ہے
اس میں رنگین پتھروں سے پرچین کاری کی گئی ہے اور اس کے تین ضلعوں پر
ایک محجر خالص سونے کا لگا ہوا ہے اس میں بادشاہ بیٹھتا ہے اور اس کے آگے ایک
بارگاہ چہل ستون ہے جس کا طول ۶۷ گز اور عرض ۲۴ گز اس کی چھت و دیوار نقوش
گوناگون سے منقش ہے اس کے تین طرف خالص چاندی کا بقد آدم متوسط ایک محجر ہے
اس کے باہر ایک ایوان ہے جس کا طول ایک سو چار گز اور عرض ساٹھ گز ہے محوطہ
خاص وعام سے جدا کیا گیا ہے اس کے ہر جانب میں ایک کٹہرہ سنگ سرخ کا بنایا
گیا ہے جس کے اوپر قبے زریں لگائے گئے ہیں۔ اس کے باہر ایک صحن ہے طول
میں دو سو چار اور عرض میں ایک سو ساٹھ گز اس کے گرد ایوان بنائے گئے ہیں کہ امیدوار
کو بارش سحاب کی زحمت اور تابش آفتاب کا آسیب نہ پہنچے۔ تین دروازوں میں سے
ایک دروازہ جانب غرب میں سنگ سرخ کا صنعت کار بنا ہے اور بہت بلند ہے اس

دروازہ کے باہر جلو خانہ کا چوک ہے جس کا طول دو سو اور عرض ایک سو چالیس گز ہے
وہ سراسر ایوانوں اور حجروں پر مشتمل ہے اور تین دروازے جانب شمال و غرب و
جنوب میں ہیں شمالی دروازہ قلعہ سے جنوبی دروازہ تک دو راستہ حجرے اور ایوان
بنائے ہیں۔ عرض چالیس گز ہے۔ وہ اصطبل و کارخانجات کے لئے ہے بہشت نہر اسکے
وسط میں جاری ہے اور دروازہ غرب کی جانب سے دروازہ قلعہ تک ایک بازار مسقف
دو طبقہ ہے۔ اس میں دوکانیں ہیں جو متاع سے مالا مال رہتی ہیں۔ اہل ہند ایسے
مسقف بازاروں سے پہلے واقف نہ تھے ہر دروازہ قلعہ کے آگے بازار مذکور سے
متصل اور دروازہ جانب اکبرآباد کی طرف دو تمثال فیل سایہ دار ہاتھی کے قد کی برابر
بنائی گئی ہیں جو سچ مچ ہاتھی معلوم ہوتی ہیں قلعہ کے جانب راست میں دریا کے کنارہ
پر تمام شاہزادوں نے عمارات وسیع و بدیع بنائی ہیں۔ اس شہر میں بہت مکانات ایک
لاکھ روپیہ سے بیس لاکھ روپیہ تک بنے ہوئے ہیں۔ اس میں ہنود کے مکان شش و
ہفت منزلی لاکھوں روپیہ کی تیاری کے بنے ہوئے ہیں اور قلعہ کے گرد باغات و
سرابستان بہت لگے ہیں۔ شہر میں دو بڑے بازار ہیں ایک اکبرآباد کی طرف دوسرا
لاہور کی طرف جن کا عرض چالیس چالیس گز ہے اور نہر دونوں بازاروں کے وسط میں
جاری ہے اور بازار کے ہر طرف دوکانیں ہیں جن میں سچے دکاندار بیٹھتے ہیں۔ چاروں
طرف سے خریدار آتے ہیں جس چیز کی ضرورت اُن کو ہوتی ہے وہ اس بازار میں پاتے
ہیں۔ ساتوں ولایت کے نفائس اور امتعہ اور عدن و معدن کے جواہر ولؤلؤ موجود
ہیں۔ کروڑوں روپیوں کا مال اسباب دکانوں میں رکھا ہے بیمار کی صحت کے لئے
جس دوا کی ضرورت ہے موجود ہے بقول شخصے چڑیا کا دودھ اور آدمی کی جان تک
مل سکتی ہے۔ لاہور کی سمت جو بازار ہے اس کا عرض چالیس ذراع اور طول ایک ہزار
پانچ سو ساٹھ حجرے اور ایوان اس طرح واقع ہیں کہ آغاز بازار سے چوک ہشتادو ہشتاد

تک اور کوتوالی چبوترہ سے چار سو ہشتاد گز تک اور یہاں سے دوسرے چوک صد درصد تک بطرز مثمن بغدادی اور اس چوک کی جانب شمال میں ایک سرائے دو سقفہ ہے طول اور عرض میں ۱۸۶ گز جس میں نوے حجرے اور چار بُرجیاں اور ہر حجرے کے آگے ایوان اور ایوانوں کے آگے چبوترہ سراسر بعرض پانچ گز بیگم صاحبہ نے یہ سرائے بنائی ہے ایک دروازہ اس کا جانب بازار ہے اور دوسری جانب دروازہ باغ کی طرف جس کا نام صاحب آباد ہے طول میں نو سو بہتر گز اور عرض دو سو بیالیس گز اس میں عمارتیں اور آبشار و حوض و فوارے ہیں۔ بازار کے ضلع جنوبی میں ایک حمام طول میں ساٹھ گز اور عرض میں بیس گز ہے اس کے ایوان اور نشیمن کمال وسیع ہیں۔ یہ دونو چیزیں وقف ہیں اس سرا اور چوک سے مسجد بی بی فتحپوری محل تک پانسو ساٹھ گز طول بازار۔ طول مسجد ۵۴ گز اور عرض بیس، اس کے وسط میں ایک گنبد اندر سے سنگ سرخ کا ہے اور گنبد کے دونوں جانب ایوان در ایوان ہر یک کار و کار کرسی و ازارہ تک سنگ سرخ کا سر بسر منبت کار و فرش بھی سنگ سرخ کا۔ دو کونوں میں دو مینار ۳۵ گز بلند۔ اس کے آگے چبوترہ اور مجر سنگ سرخ کا طول میں ۴۵ و عرض میں ۳۵ گز ہے اور اس کے پائین میں حوض ۱۶ × ۱۴ اس میں نہر سے پانی جاتا تھا مسجد کے گرد سرائے جس میں ۶۹ حجرے اور چار برج اور سرایوں کے دستور پر ایوانوں کے آگے چبوترہ عرض میں ۳ گز اس کا صحن صد درصد ہے اور ایسے ہی اکبر آبادی کی جانب بازار طول میں ۱۰۵۰ گز اور عرض میں ۳۰ گز اس میں ۸۸۸ حجرے اور ایوان اور بازار ہے۔ آغاز میں دروازہ قلعہ کے محاذی جنوب کی جانب ایک مسجد عالی بنام بی بی اکبر آبادی کے ہے۔ اس کی عمارت طول میں ۶۳ گز عرض میں ۱۷½ گز اس میں سات خانے گنبدی مسقف ہیں۔ ان میں سے چار مسطح اور تین خانہ گنبدی۔ مسجد کے دو بازو پر سنگ مرمر کے بیچ طاق میں سورہ فجر کو سنگ سیاہ سے تراش کر پچیں کاری کیا

ہے اور اس کے مشرقی دو کونوں میں دو مینارے بنائے ہیں اور مسجد کا فرش سنگ سرخ کا ہے جس پر سنگ سیاہ سے جانمازیں بنائی ہیں۔ اندر اور باہر کا ازارہ سنگ سرخ کا منبت کار بنایا ہے اس کے صحن کا چبوترہ درازی میں ۶۳ گز اور عرض میں ۵۷ گز ہے اور ارتفاع میں ساڑھے تین گز محجر سنگ سرخ کا ہے۔ جانب شرقی کے پایین میں ایک حوض ۱۲ × ۱۲ گز ہے نہر کا پانی اس میں آتا ہے اس کے اطراف میں سرا ہے۔ طول میں ۱۵۴ گز عرض میں ۱۰۴ گز ہر حجرے کے آگے ایک ایوان اور ایوان کے آگے سراسر چبوترہ عرض میں چار گز اس کا دروازہ اندر اور باہر سے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور اس کی پیشانی سنگ مرمر کی اور اس کے اوپر کتابہ سنگ سیاہ سے پرچین کار اور اس کے آگے ایک چوک ہے طول میں ۱۶۰ گز اور عرض میں ۶۰ گز اس میں حمام کمال آب و تاب کے ساتھ سنگ سرخ کا بنا ہے۔ نہر بہشت سے اس میں پانی جاتا ہے تمام عمارات مسجد رمضان ۱۰۶۰ھ میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں بن کر تمام ہوئی۔ غرض یہ دار السلطنت سلطنت اسلامیہ کا بے نظیر تھا نہ قسطنطنیہ اس کو پہنچتا تھا نہ بغداد۔ بغداد کا احاطہ چھ کروہ رسمی تھا اور دار الخلافہ شاہجہان آباد کا محیط پانچ فرسخ یعنی دس کروہ بادشاہی اور پندرہ کروہ رسمی ہے۔ ان میں سے ۱۸۵۷ء کے بعد اکثر عمارتیں مسمار ہو گئیں۔

شاہجہان آباد کی جامع مسجد

بنا ہائے خیر کا بنانا نافع ترین خیرات جاریہ ہے خصوص ابداع معابد و مساجد جس سے ایمان کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ اس لئے شاہجہان کے حکم سے ۱۰ شوال ۱۰۶۰ ہجری میں معماروں اور سعد اللہ خاں دیوان اور فاضل خاں خانساماں نے ایک پہاڑی پر ایک مسجد عالی کی بنیاد رکھی جو قلعہ کی سمت مغرب میں ہزار گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہر روز اول سے آخر تک اس کو پانچ ہزار سنگ تراش و پرچین کار و منبت کار و نقار و حکاک و بیلدار اور عملہ فعلہ بناتے رہے۔ یہ کاریگر دار الخلافہ کے تھے اور اطراف و اکناف ممالک سے بادشاہ کے حکم سے بلائے گئے تھے اور سعد اللہ

خاں اور خلیل اللہ خاں کے اہتمام سے چھ سال میں دس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام
تیار ہوئی اس مسجد کی لطافت و نزاکت و خوبی و خوشنمائی بیان سے باہر ہے۔ اگر روے
زمین پر کوئی خوش قطع اور خوشنما مسجد ہوگی تو اس سے بہتر نہ ہوگی۔ تین برج اس کے
سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں اور ان میں سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی چاروں
طرف ایوان (دالان) یک رنگ سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہیں۔ اور انکے چاروں
کونوں پر چار برج ہیں۔ تین بڑے عالی شان دروازے منبت کار ہیں اور دو مینار
زینہ دار بہت اونچے بنے ہوئے ان پر بارہ دری کی برجیاں بنی ہوئی ہیں۔ صحن میں
سراسر فرش سنگ سرخ کا ہے۔ اس مسجد کا کوئی در و دیوار طاق محراب مرغولہ کنگرہ برج
مینار صحن مناسبت سے خالی نہیں۔ مسجد کے دالان کی سات محرابیں اور پیش طاق ہیں
ان کی پیشانی پر آیات بینات قرآنی و کلمات سراسر معانی سنگ سیاہ کی پرچین کاری
سے مرتسم ہیں اور ایسے خوشخط ہیں کہ کوئی خوشخط بڑا خوشنویس ان کی برابر لکھ سکتا
ہے۔ مسجد سے باہر چاروں ضلعوں میں ایک چوک ہے اس میں دلنشیں حجرے بنے
ہیں۔ اس کے جنوبی و شمالی کونوں میں دار الشفا اور مدرسہ (دار البقا) پاکیزہ بنے ہوئے
ہیں۔ اس مسجد کی تاریخ ؎ مسجدش کاں کعبہ ثانی است تاریخش بود + قبلہ حاجات
آمد مسجد شاہ جہاں۔ ہوئی۔

اگرچہ ہم نے بادشاہ کے معمولی جشنوں کا بیان بہت جگہ کیا ہے مگر یہ جشن جو اس نے
۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ میں شاہجہان میں کیا اس کی شان و شوکت ایسی تھی کہ قابل
یاد رکھنے کے ہے۔ نجومیوں نے اکبرآباد سے چلنے کی اور شاہجہان آباد میں جشن کرنیکی
تاریخیں مقرر کیں۔ اول سلطنت کے کارپردازوں اور سامان طرازوں نے جشن
خسروانی کے لئے مشکوی عزت و غسلخانہ کو آراستہ کیا اس میں بساط رنگین اور قالین
نفیس بچھائے یہ فرش کشمیر میں سر نشیمن و ایوان کے لئے جو ان میں ٹھیک آئے تیار

ہوئے تھے۔ پھر ہر ایوان حجرے میں پردے مخمل زردوزی رومی و فرنگی اور پرند
چینی و خطائی کے لٹکائے اور درودیوار کو ہر دیار کے نادر امتعہ سے نہایت لطافت
نزاکت سے آراستہ کیا اور ایک (خیمہ) دل بادل جس کا طول ۷۰ گز اور عرض ۴۵ گز
تھا اور مدت مدید میں ایک لاکھ روپیہ میں احمد آباد کے کارخانہ میں تیار ہوا تھا
۴۳ گز اونچے چاندی کے ستونوں پر تین ہزار فراشوں نے کھڑا کیا جس نے بارہ سو گز
زمین گھیری اس کے سایہ میں دس ہزار آدمیوں کی جگہ تھی اور اس کے سائبان
مخمل و زربفت چاندی و سونے کے ستونوں پر کھڑے کئے ان کے اطراف میں نقرئی
محجر نصب کئے ایک کے سایہ میں اور خرگاہ جن میں چوب کی جگہ چاندی کام میں آئی
تھی ایستادہ کئے اور ان کی پوششیں مخمل زربفت و کلابتون دوزی اور دیبائے گجراتی و
ایرانی سے آراستہ کیں اور جابجا ان میں جواہر گرانمایہ مرصع موتیوں کی لڑیوں میں لٹکائے
گئے اور کئی جگہ مرصع تخت اور زریں سر پر رکھے گئے اور ایوان رفیع کے وسط میں تخت گاہ
کا مکان مرصع بنایا گیا اور اس کے گرد محجر طلائی (سونے کا کٹہرا) آراستہ کیا گیا اور اس پر
تخت طاؤس رکھا گیا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بادشاہ کی ساعت جلوس سہ شنبہ ۲۴
ربیع الاول ۱۰۵۸ھ سنہ ۲۱ جلوس کو قرار پائی تھی۔ اس لئے بادشاہ دریا کی راہ سے
اکبر آباد سے ۲ ربیع الاول کو روانہ ہوا شاہجہان آباد میں آیا اول بارگاہ چہل ستون کی
سیر کی پھر تخت طاؤس پر جلوہ افروز ہوا اور شکر الٰہی میں زبان کھولی اور بخشش میں ہاتھ
کھولا۔ چار لاکھ روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کے مرصع آلات بیگم صاحب کو عنایت فرمائے
اور اسی طرح اور پردگیان حرم اور بادشاہزادوں و امرا کو خلعت اور نقد و جواہر عطا فرمائے
دارا شکوہ کو سی ہزاری سی ہزار سوار بنایا اور سعد اللہ خاں اور سو امیر اضافہ و عنایات
سے مفتخر ہوئے۔ بیس روز تک امرا و فضلا و صلحا شعرا و ارباب طرب انواع انعام و
عطا زر و گوہر سے مالا مال ہوئے۔ ایران و توران و کشمیر کے نغمہ پردازوں و ہند کے

رقاصانِ جادو فن نے زر و گوہر ڈھیروں پائے۔ اکثر اہل حرفہ نے اپنے باغ صنائع کا ایک پھول نذر کرکے انعام سے دامن زر سرخ و سفید سے پُر کیا اور برسوں کے لئے ذخیرہ جمع کیا کوئی گھر نہ رہا کہ اس کے اوپر درِ شادی نہ مفتوح ہوا اور کوئی کاشانہ نہ تھا کہ اس گھر میں شمع مراد نہ روشن ہوئی ہو۔ اس جشن کی بہت سی تاریخیں پیش ہوئیں اور سب میں یہ تاریخ پسند آئی ؎ شد شاہجہاں آباد از شاہجہاں آباد۔ عجب شہر شاہجہاں آباد کر گیا ہے۔ کہ حضرت امیر حسن کا یہ شعر اس پر صادق آتا ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است　　ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

واقعی یہ روئے زمین کا بہشت ہے کہ اس میں بے قیام قیامت و غوغائے رستخیز و شور و شر کے ادنیٰ و اعلیٰ کو بہشت ملجاتی ہے اس شہر کی سیر سے نظر کے سامنے سے بہشت گزر جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ جب تک دار دنیا اور دیر گیتی قائم ہے اس شہر کے ارکان کو بھی بقا رہے گی۔

ہم نے شاہجہان آباد کے آباد ہونے کے ذکر میں کئی جگہ نہر بہشت کا نام لیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد سلطنت میں جمنا سے ایک نہر کی شاخ خضر آباد کے پاس سے نکالی تھی اور وہ تیس کوس شہر سفیدوں کی حد تک جاری ہوئی تھی جہاں اس کی شکارگاہ تھی اس میں تھوڑا پانی بہتا تھا اور سلطان کی وفات کے بعد وہ خراب و خشک ہوگئی۔ جب عہد اکبر شاہی میں شہاب الدین احمد خاں دہلی کا حاکم ہوا تو اس نے اس نہر کی مرمت کرائی تاکہ اس کی جاگیر میں آبپاشی اچھی طرح زراعت میں ہو اس لئے اس نہر کا نام نہر شہاب ہوا۔ مگر مرمت کے نہ ہونے کے سبب سے وہ پھر اٹ کر بند ہوگئی۔ جب شاہجہان کی توجہ سے شاہجہان آباد میں قلعہ بنانے کا ارادہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ خضر آباد سے سفیدون تک اس کی مرمت کی جائے اور ایک نئی نہر سفیدون سے بادشاہی محل تک کھودی جائے۔ یہ فاصلہ بھی تیس کوس تھا جب وہ تیار ہوگئی تو اس کا نام نہر بہشت رکھا گیا۔

نذر محمد

ان دنوں میں علی دان خاں کی عرضداشت سے عرض کیا گیا کہ عبدالعزیز خاں نے بھی نذر محمد خاں پر لشکر کشی کی اور اس کا محاصرہ کرلیا ہے حکم ہوا کہ بہادر خاں ورلے بیس بیٹھلدا وغیرہ بیس امیر علی مردان کے پاس جائیں اور اس کی تجویز سے نذر محمد خاں کی مدد کو روانہ ہوں۔

سوانح سال بست و دوم جلوس ۱۰۵۸ھ مطابق ۱۶۴۸ء

قندھار پر شاہ ایران کی لشکر کشی

جشن سال بست و دوم ہر سال کے دستور کے موافق غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۸ھ کو ہوا ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ علی مردان خاں نے قندھار شاہجہان کو دیدیا تھا۔ ایران والے جو اس پر صبر کئے بیٹھے رہے اور کچھ نہ بولے تو اس کا سبب یہ تھا کہ شاہ صفوی کی سلطنت کمزور اور جفاخیز تھی اس کے مرنے کے بعد جو شاہ عباس ثانی بادشاہ ہوا وہ کم سن تھا۔ جب وہ بالغ ہوا تو اس کے وزیروں نے سمجھایا کہ سب سے مقدم کام یہ ہے کہ قندھار کو آپ فتح کیجئے اور اپنے آبائی ملک پر تسلط پائیے اور پہلے بدنامے کو مٹائیے۔ جس سے سلطنت کا مرتبہ بڑھے۔ چنانچہ بادشاہ قندھار پر حملہ کرنے کو راضی ہوا جس کا آگے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہجہان بلخ کی مہم سے فارغ ہوکر اپنے آباد کئے ہوئے شہر شاہجہان آباد میں جشن اڑا رہا تھا عیش و عشرت سیر و تماشے میں مصروف تھا کہ خواص خاں قلعہ دار قندھار کی عرضی آئی اور خبریں بھی متواتر آئیں کہ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس بہت سا لشکر لیکر قندھار کی تسخیر کے عزم سے صفاہان سے نکلا ہے۔ ۷ شعبان کو مشہد مقدس میں آیا اور اپنے امرا میں سے ایک کو پہلے ہرات میں بھیجا کہ وہاں جاکر دس ہزار سوار بہ قدار موافق معمول کے تاجیکان خراسان سے جو مہم کے وقت پیش قدم ہوتے ہیں اور بے علوفہ رفاقت اور جانفشانی کرتے ہیں اور پانچہزار بیلدار اور مصالح قلعہ گیری کو موجود کرے اور یہ سنا گیا کہ شاہ کا ارادہ ہے کہ ماہ دی اور بہمن میں خود

پائے قلعہ میں اس سبب سے آئے کہ ہندوستان کی فوج برف کی شدت کے سبب سے
اور کابل اور قندہار کے درمیان راہوں کے بند ہونے کی وجہ سے قندہار کی کمک کو اسکے
بچانے کے لئے نہیں آسکتی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ شاہ قلی سفیر کو نامہ دیکر حضرت
اعلیٰ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ قندھار پہنچکر حضور میں روانہ ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس
خبر کو سنکر سعد اللہ خاں کو جو صاحب السیف والقلم کہا جاتا تھا ایک سو بیتیس نامی روشناس
امیروں کے ساتھ بسرداری شاہزادہ محمد اورنگ زیب قندہار کی کومک کے لئے مقرر کر کے
حکم دیا کہ ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار برقندازوں کا طومار فوج تیار ہو جس میں اکثر سادات
بارہ و اوزبکیہ اور افغان اور راجپوت ہوں اور ایران کے آدمی اس فوج بندی میں
کمتر داخل ہوں اور دارا شکوہ کے نائب کو جو لاہور میں تھا حکم کیا کہ شاہ قلی ایلچی
ایران کو وہاں سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دے۔ اس ضمن میں عرض کیا گیا کہ
علی مردان خان نے قندھار کے قلعہ دار کے لکھنے سے پانچہزار سوار اور ہزار برقنداز
بسرداری کاکر خاں و راجہ امر سنگھ و نور الحسن بخشی احدیان بطور کمک روانہ کئے
ہیں اور خزانہ سے پانچ لاکھ روپئے حکم شاہی بغیر روانہ کئے ہیں بادشاہ نے سوم
ذی قعد کو بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو روانہ کیا اور بعد ازاں خود لاہور کی طرف
چلا۔ بادشاہ کا ارادہ پہلے یہ تھا کہ شاہزادہ اورنگ زیب کو دار الخلافہ سے آگے روانہ کر
پھر یہ قصد ہوا کہ لاہور تک گیا بلکہ کابل تک بہ طریق استعجال ساتھ ساتھ چل کر منازل کو
طے کرے اور ایام زمستان کی تکلیفات کا خیال نہ کرے مگر امرائے آرام طلب
ناآزمودہ کار نے خلق اللہ کی خیرخواہی کے اظہار کے لئے بادشاہ سے عرض کیا کہ
آذر و دی و بہمن کے تین مہینوں میں قزلباش سفر و مہم کی تاب نہیں رکھتے اور
قندہار میں پہونچنے کی خبر جو مشہور ہے وہ خلاف عقل ہے اور اس ضلع میں غلہ و کاہ
کی کمیابی کی بھی خبر آئی بادشاہ نے اس مصلحت کو پسند کیا۔ کہ فی الواقع ان تین

چار ماہ میں برف و سرما مسافر کش ہوتا ہے اکثر قزلباش ان میں تردد نہیں کرتے اور سفر اور محاصرہ قندہار کے واسطے لشکر کشی جو فی الحقیقت لشکر کشی ہے وہ عمل میں نہیں آئی ہوگی اس لیئے اُس نے کابل جانے کا ارادہ فسخ کیا اور یہ قرار پایا کہ ایام برف و باران کو لاہور میں بسر کرے اور امرار اطراف کے آنے کا انتظار کرے جن کے بُلانے کے لئے حکم اور گرز بردار گئے ہوئے ہیں اب تک خلقت کی زبانوں پر شاہ ایران کے کوچ و مقام کی خبریں مختلف تھیں۔ شاہجہان انتظار کر رہا تھا کہ اس کو مزار شان خراسان کے نیچے سے شاہ عباس کے حرکت کرنے کی خبر تحقیق پہنچی۔ بادشاہ کے یاران فراغت طلب چھاؤنی کے سرانجام کرنے کے تردد میں تذبذب خاطر تھے اور عزیزان بے بضاعت خیموں میں رہنے کو ایام زمستان کے سفر کے تصدیع سے غنیمت جانتے تھے۔ حرج و مرج و کوچ و مقام کا شکر ادا کرتے تھے کہ دفعتاً قلعہ دار قندہار کی عرضداشت سے عرض کیا گیا کہ شاہ عباس پاے قلعہ قندھار میں آگیا۔ عرضداشت میں لکھا تھا کہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس فزونی سپاہ کے غرور کے سبب سے سخت جانی کرکے بطریق یلغار کے پچاس ہزار قزلباش و ترک و تاجیک و توپ خانہ لے کر آن پہنچا دی ماہ الٰہی میں زمین و آسمان بالکل تختہ برف یخ بن رہا تھا اور برف جانستان کے لحاف کے نیچے ایک عالم جان کی پاسبانی کر رہا تھا برف اور مینہ کے برسنے سے جہان سفید و تاریک نظر آتا تھا۔ شاہ عباس نے اس اندیشہ سے کہ قندہار میں حضور آجائیں اور کمک پہنچ جائے پروا نہیں کی کہ راہیں برف و یخ سے بند ہو رہی ہیں وہ یہاں آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جس قدر جلد محصوروں کی فریاد رسی حضور فرمائینگے اسی قدر صلاح دولت ہے۔ بادشاہ نے یہ سُنکر شاہزادہ اورنگ کا اتالیق سعد اللہ خاں کو بنایا اور شہزادہ کو روانہ کیا۔ ایک سو چونتیس امرار روشناس کو ہمراہ کیا جو اکثر سادات نبرد آزما اور ازبکان باوبیہ پیما و افغانان صف ربا و راجپوتان جان فدا تھے اس لشکر

ہیں ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تفنگچی اور باندار اس طرح کل ستر ہزار سپاہ تھی
اور بتاکید حکم فرمادیا کہ خزانہ شاہی سے امرا اور جاگیردار و قدیم جدید منصب داروں کو جو
اس مہم میں مقرر ہوئے ہیں سوائے طلب کے سر سواری سو روپیہ جس کے حساب سے ہر ہزار
کا خرچ ایک لاکھ روپیہ ہوتا ہے بطریق مساعدت دیا جائے اور اس جماعت کو کہ نقد
تنخواہ پاتی ہے سہ ماہہ پیشگی دیا جائے تاکہ اس سفر میں خرچ کی تکلیف کوئی نہ اٹھائے
اور برق انداز و تیر انداز احدیوں کو کہ پانچہزار سوار ہیں سہ ماہہ پیشگی دیا جائے جس میں
ساڑھے سات لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہزادہ کو بسبب احتیاط ساعت و عدم فرصت
بغیر اس کے کہ لازمہ رخصت بجالائے جائیں پیشتر مرخص کیا کہ وہ ملتان کی راہ سے
جائے اور ملتان میں جاکر سپاہ کی گردآوری اور سرانجام مہم میں مشغول ہو خلعت و
اسپ وغیرہ اس کے لئے سعد اللہ خاں کے ہمراہ پیچھے بھیجے گئے۔ اور حکم ہوا کہ امرا
بنگش بالا و پائین سے کہ نزدیک کا راستہ ہی کابل جائیں اور وہاں سے غزنین کی
کی راہ سے قندھار روانہ ہوں اور گرزبرداروں کو مقرر کیا کہ لشکر تا مقدور سرما و برف و
باران اور نشیب و فراز راہ کی رعایت نہ کرکے علائق غیر ضروری سے جریدہ ہوکر کوچ
بکوچ منزل مقصود کا مرحلہ پیما ہو۔ بادشاہ خود غرۂ ربیع الاوّل کو روانہ ہوا۔ آب چناب سے
لشکر نے عبور کیا تھا اور بادشاہ نے عبور نہیں کیا تھا کہ ایک گرزبردار قندھار سے بطریق
یلغار بکمال اضطرار میں جعفر خاں میر بخشی کے گھر میں آیا زبانی بیان کیا کہ میری روانگی کے
بعد یہ خبر منتشر ہوئی کہ قندھار قزلباشوں نے لے لیا اور اس کے مطابق غزنین سے
بلا فاصلہ نوشتجات قاصدوں اور جلوداروں کے پہنچے ہیں کہ خواص خاں نے قلعہ
قندھار والی ایران کو حوالہ کیا اور اس ولایت کے تمام قلاع متعلقہ اس کے تصرف
میں آئے ہیں اور جعفر خاں نے خلوت میں بادشاہ سے عرض کیا کہ اس سانحہ کی
تفصیل اس طرح ہے کہ شاہ ایران طوس سے ہرات میں آیا اور یہاں سے فراہ میں

اور فراہ سے محراب خاں کو ملک نصرت حاکم سیستان اور آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ
بست کے محاصرہ کے لئے اور سارو خاں (ساز خاں) کو پانچ چھ ہزار سواروں کے
ساتھ زمین داور کی فتح کے لئے تعین کیا اور خود کوچ بکوچ قندھار کی طرف چلا اور
دہم ذی الحجہ کو باغ گنج علی خاں میں اترا دولت خاں قلعہ میں متحصن ہوا اُس نے
تمام قلعہ کے بُرج و بارہ کا استحکام معتبر آدمیوں کے اہتمام میں دیا اور بادشاہی تفنگچی
اور اپنے سپاہی کوہچہ کابل پر مقرر کئے۔ برجوں کی حفاظت اُس نے کاکر خاں کو حوالہ
کی اور کچھ اپنے تفنگچی بھی اس پاس بھیجدیئے۔ ماشوری اور خواجہ خضر کے دروازوں
نیچے کے مورچے نور الحسن بخشی احدیان کو اور حصار دولت آباد قلعہ مندوی میرک حسین
بخشی احدیان کو حوالہ کئے اور ارک کی اور سب جگہ کی خبرداری کو اپنے ذمہ لیا مگر بڑی
نادانی اور بے احتیاطی یہ کی کہ قلیچ خاں نے جو دو بُرج کوہچہ چہل زینہ کی چوٹی پر بنائے
تھے ان کی حفاظت نہ کی وہاں سے قلعہ دولت آباد و مندوی پر توپ اور تفنگ کے
گولے کارگر چل سکتے تھے۔ قزلباشوں نے اس کو غیر محفوظ دیکھکر اپنے تفنگچی بھیج کر اس پر
قبضہ کرلیا اور آتشبازی اور جاں ستانی شروع کی۔ والی ایران قلعہ کے بابا ولی کے
دروازہ کی جانب آیا اس کے آدمیوں نے کوشش کرکے مورچلوں کو آگے بڑھایا۔ اہل
قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور کلب علیخاں نے ایک ایرانی سردار کو مارا ایرانیوں نے
۲۳ محرم کو تین بڑی توپیں لگائیں جن میں ایک من کا گولہ چھوٹتا تھا قلعہ کی دیواریں
عریض تھیں ان پر گولوں کا اثر نہیں ہوتا تھا مگر وہ ان کے کنگروں کو گرا دیتے تھے
جن کی پناہ میں اہل قلعہ توپ و تفنگ چھوڑتے تھے ان کنگروں کو پھر اہل قلعہ بنا لیتے
تھے اور روزانہ جنگ کرتے تھے ایرانی ان توپوں کے ذریعہ سے خندق کے کنارہ
تک پہنچ گئے اور بعض خندق کے پار گئے اور شیر حاجی کی دیوار کے نیچے مقیم ہوئے
قلعہ دار نے ایک نقب اندر سے قلعہ کی دیوار حاجی تک بنائی اور اس کی راہ سے توی

بازدوؤں کو قزلباشوں کے دفع کرنے کے لئے بھیجا۔ اُنھوں نے کچھ قزلباشوں کو ہلاک کیا باقی کو زخمی و شکستہ کر کے اُلٹا ہٹا دیا شاہ ایران کی تاکید سے دہم محرم سے ہشتدہم تک قزلباشوں نے خندق پر اکثر جگہ خاک بھرے تھیلوں اور چوب سے پل بنائے۔ اور اس سے عبور کیا اور شیر حاجی کی دیوار کے نیچے نقب کھودی اور سامان قلعہ گیری جمع کیا۔ قلعہ دار نے دیوار قلعہ اور شیر حاجی کے درمیان ایک چوڑی خندق بنائی اس کو جو نقب ملتی اس کو خراب کرتا اور جو نہ ملتی اور غنیم کے آدمی اس کی راہ سے خندق مذکور پر آتے تو ان کی گردن تلوار سے اُڑائی جاتی یا وہ زخمی ہو کر بے نیل مرام اُلٹے جاتے اور جو آدمی نقب میں چھپ کر نکلنے کے لئے وقت اور قابو ڈھونڈھتے تھے ان میں وہ دنبالہ شکستہ بانوں کے چھوڑنے سے جل بھن کر خاک ہو جاتے تھے۔ ۲۳ محرم کو بادشاہ نے لشکر کو لیکر بڑے زور شور سے باباولی کے دروازہ پر حملہ کیا اہل قلعہ ان سے سہ پہر تک لڑے قزلباش آخر روز میں افسردہ دل ہو کر واپس آئے۔ پھر اس دن سے بارش شروع ہوئی اس نے محصورین و محاصرین کو توپ و تفنگ چھوڑنے کی فرصت نہ دی۔ غنیم نے شیر حاجی کی پناہ میں مقیم ہو کر پوشیدہ جا بجا دیوار میں شگاف ڈالے اور اندر آنے کا قصد کیا مگر اہل قلعہ نے ان کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ دوم صفر تک مینہ کی شدت سے توپ و تفنگ کام میں نہ آتے تھے۔ جنگ کا مدار حقہ و تیر و سنگ پھینکنے پر تھا۔ جب مخالف شیر حاجی کی راہ قلعہ کے اندر آتے تو اہل قلعہ باہر نکال دیتے آخر کار اہل قلعہ میں سے ایک جماعت پست ہمت سست عقیدہ نے دیدہ و دانستہ از روی اضطرار پوشیدہ صلح کی درخواست دینے سے غنیم کی یورش کے مادہ کو آمادہ اور ابواب مصالحت کھولنے میں مصلحت دیکھی قبچاق خان جو شاہجہان کی ملازمت کے لئے ماوراء النہر سے آیا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی خدمت کو بجا لائے وہ قندھار بھیجا گیا تھا اسکو شادی اوزبک نمک حرام بے غیرت نے بھڑکایا اور منصب داروں کی ایک نمک حرام جماعت نے

قلعہ دار سے کہا کہ بارش و برف کی کثرت سے راہوں کے بند ہونے سے کُمک کا آنا مشکل ہے اور قزلباشوں کی جد و جہد سے نزدیک ہے کہ قلعہ ہمارے ہاتھ سے نکلجائے بعد از فتح نہ ہماری جان کی امان ہے اور نہ فرزندوں کی ایرانیوں کی قید سے رہائی ہے قلعہ دار کو اس جماعت کی گردن اُڑانی چاہیے تھی مگر اُس نے انکی تسلی و استمالت کی اور مواعظ میں مشغول ہوا جس سے کچھ نفع نہ ہوا سارے مفسدوں کی جماعت مورچلوں سے اپنے گھر چلی گئی۔ ۲ صفر کو غنیم بیشتر حاجی کی طرف چند جاؤں سے قلعہ میں آیا اور اس کے قلعہ دار کے نوکروں کے ایک گروہ سے لڑائی ہوئی دونوں طرف سے بہت آدمی مارے گئے اس اثنا میں شادی نے قلعہ دار سے کہلا بھیجا کہ محمد بیگ نامی ایک شخص والیِ ایران کی طرف سے آیا ہے اور تیرے اور نور الحسن و میر حسین کے نام کچھ لکھا لایا ہے۔ اُس نے میر حسین کو بھیجا کہ حقیقت کار پر آگاہ ہو وہ دروازہ پر آیا تو اُس نے دیکھا کہ قبچاق خاں و شادی خاں اور اور مغلوں نے فرستادہ کو اندر بلایا ہے اور اس کے آگے بیٹھے ہیں میر حسین نے پھر کر اس حقیقت کو قلعہ دار سے کہا اُس نے قبچاق خاں و شادی خاں کو بخشی بھیجکر اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ فرستادہ کو میری اجازت بغیر کیوں قلعہ کے اندر بلایا اور اس کے ساتھ بیٹھکر صحبت جمائی۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ وہ تحریر و پیغام لایا تھا اسکو بغیر دیکھے اُلٹا بھیجدینا مصلحت سے دور جان کر اندر بلایا تھا بہتر ہوگا کہ اسکی تحریر کو دیکھکر اور پیغام لیکر رخصت کریں قلعہ دار ان کی ہمراہ گیا اور محمد بیگ سے ملاقات کی اور اسکی تحریر دیکھی اور پیغام سُنا ایسے وقت سے اُس نے فی الحقیقۃ خویشتن داری کو چھوڑ کر قلعہ کو چھوڑ بیٹھا اور والی ایران کے اس پیغام کے بعد پردل خان پر اور قلعہ بست کے آدمیوں پر جو حال گزرا تھا وہ سُنا کہ چند آدمی مارے گئے بقیۃ السیف طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہیں اس نے یہ سب نہ جانا کہ یہی حال میرا اور میرے آدمیوں کا ہوا اس نے شاہ ایران کو جواب دیا کہ میں ان مقدمات کا جواب پانچ روز بعد دونگا اور یہ قرار پایا کہ ان پانچ روز تک حرب و قتال نہیں ہوگا۔ ۷ صفر کو علی قلی خاں پر اور رستم خاں سپہ سالار سابق

والی ایران نے پائے قلعہ میں آنکر شادی سے کہا کہ مجھے جواب لینے کے لیے بھیجا ہے - قلعہ
دار نے علی قلی خاں کو بلا کر حقیقت پوچھی اُس نے کہا کہ تمہاری صلاح حال و مال
اس میں ہے کہ ستیزہ و آویزش سے ہاتھ اٹھاؤ اور اپنی ہلاکت و ننگ ناموس کے کھونے میں
ساعی نہ ہو - قلعہ دار نے یہ سنکر عبد اللطیف دیوان صوبہ کو علی قلی خاں کے ہمراہ کیا کہ والی
ایران سے امان نامہ لائے - دوسرے روز امان نامہ آیا - شادی و قبچاق خاں والی ایران
پاس گئے - دوازدہم صفر کو تمام منصبداروں احدیوں اور تیر اندازوں نے امان لی اور قلعہ سے
باہر آئے تیرہم قلعہ پر متصرف ہوا - علی قلی خاں نے قلعہ دار کی ملاقات والی ایران سے
کرائی - اس کے بعد قلعہ دار ہندوستان کو روانہ ہوا - جس وقت کہ شاہ عباس نے قندھار
کو عبد العزیز سے لیا تھا اس کا ایک ارک تھا اور اس کی چار دیوار حصار تھی بعد ازاں
علی مردان خاں نے ایک قلعہ مستحکم گل کا کوہ لکہ پر بنایا تھا ابھی وہ تمام نہ ہوا تھا کہ
شاہ جہاں کے تصرف میں وہ آیا اس کے حکم سے پانچ سال میں اور پانچ لاکھ روپیہ میں
حصار نہایت استوار ایک شہر کے گرد دوم قلعہ دولت آباد کے گرد سوم قلعہ منڈوی کے
گرد چہارم قلعہ ارک کے گرد پنجم فراز کوہ پر بنا گیا اگرچہ وہ مٹی سے بنایا گیا تھا مگر اُس کی
دیوار کا عرض دس گز تھا اور اس کے گرد عمیق خندق تھی - باوجودیکہ اس میں دو سال کا
آذوقہ ہر قسم کا اور ساز و سامان قلعہ داری اور چار ہزار مرد شمشیر زن و کماندار اور تین ہزار
برق انداز موجود تھے ان سب چیزوں کو نمک حراموں نے مفت کھویا کہتے ہیں کہ ایک
جاسوس پختہ کار آزمودہ قلعہ سے شاہ ایران کے لشکر میں گیا اس نے دیکھا کہ لشکر شاہ
میں سختی و کمی ذخیرہ غلہ و کاہ ہے اور ہندوستان سے کومک آنے کا خوف وہ خوف زدہ
ہو رہا ہے اور باتوں پر مطلع ہو کر ہر چند اس نے سعی کی کہ پھر لشکر ایران سے نکل کر اپنے
قلعہ میں جائے مگر لشکر ایران کی خبرداری اور بندوبست ایسا تھا کہ وہ کسی طرح سے
نہ جا سکا ناچار اُس نے حقیقت کو ایک پارچہ کاغذ پر لکھا کہ کاہ و دانہ کی قلت سے

اور رسد کے نہ پہنچنے سے اور برف و سرما کی شدت سے لشکر قزلباش نہایت تنگ
ہو رہا ہے اس کے گھوڑوں میں بجز پوست و استخواں کے کچھ نہیں رہا اور لشکر قزلباش بھاگنے
کو ہے اس پرچہ کو تیر میں رکھکر حصار قلعہ کے احاطہ میں پھینک دیا باوجودیکہ اس پرچہ کے
اس مضمون پر اہل قلعہ کو اطلاع ہوئی مگر ایسا ہراس اُن پر غالب تھا کہ قلعہ دیا محراب
خاں قلعہ دار و شاہ ایران داخل ہوا۔ محاصرہ دو مہینے رہا جس میں دو ہزار قزلباش
اور چار سو محصورین مارے گئے۔ ۱۲ ذیقعدہ کو محراب خاں قلعہ بست کے محاصرہ میں مشغول
ہوا۔ حصار جدید کے فتح کو مشکل سمجھکر وہ حصار قدیم کی فتح کو آسان سمجھا اور کنار ریگ عاشقاں
سے آب ہیرمند تک پانچ مورچے قائم کیے پردل خاں قلعہ دار خوب لڑتا رہا ابتداے
محاصرہ سے ۱۷ محرم تک کہ جو جنگ روز ہوتے ہیں طرفین سے ترددات نمایاں ہوئے
تین سو قزلباش اور تین سو افغان تابین قلعہ دار وادی عدم کے مسافر بنے آخر کار قلعہ دار نے
از راہ اضطرار امان طلب کی اور محراب خاں سے ملاقات کی پردل خاں کے تین سو
ہمراہیوں نے یراق کے دینے میں ایستادگی کی اُنکو محراب خاں نے قتل کرایا اور
پردل خاں نے اورا اور باقی آدمیوں اور اُن کے عیال و اطفال کو مقید کرکے والی ایران
پاس قندہار بھیجدیا۔ آٹھویں ذی الحجہ کو سارو خاں (ساز خاں) نے قلعہ زمین داور
کا محاصرہ کیا۔ سید اسد اللہ و سید باقر پسران سید بازید بخاری پاس باوجودیکہ سواے
برادرون اور تابعینوں کے پانچسو تفنگچی سوار و پیادہ ہمراہ تھے۔ انہوں نے پیغام دیا کہ یہ
قلعہ تو تابع قندہار ہے اس کا فتح ہونا بغیر قلعہ قندہار کے تسخیر کے بیفائدہ ہے اگر قلعہ قندہار
فتح ہو گیا تو یہ قلعہ بھی بے تردد جنگ کے تم کو ہاتھ لگ جائے گا۔ چاہیئے کہ اُس وقت
تک کہ قلعہ قندہار کا فیصلہ ہو جنگ و جدال کرکے عبث آدمی طرفین سے
ضائع نہ کیے جائیں سارو خاں اس امر کو مستحسن جان کر تردد اور مورچال لگانے
سے باز رہا اور والی ایران کو حقیقتہ لکھ بھیجی جواب کا منتظر رہا کہ والی ایران

قلعہ بست و زمین داور

بقیہ احوال شاہ ایران کی فتح قندہار

کا آدمی آیا اور قندہار کی فتح کا نوشتہ لایا - ان سیدوں نے شاہ ایران کے آدمیوں کو قلعہ حوالہ کیا اور خود قندہار چلے گئے -

شاہ ایران بسبب غلہ و علف کی عسرت کے اور گھوڑوں اور باربردار کے تلف ہونے کے اور شدت سرما کے اواخر صفر میں فراہ و ہرات کو روانہ ہوا اور محراب خاں کو قندہار کا قلعہ دار بنایا اور دس ہزار تفنگچی اس پاس معین کیے اور دولت علی کو قلعہ بست کا قلعہ دار کیا - ابتدا محاصرہ سے تسخیر قلعہ کے بعد شاہ ایران کے جانے تک ڈہائی مہینہ کا عرصہ لگا -

جب اورنگ زیب و سعد اللہ خاں روانہ ہوئے تھے تو بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ تا مقدور قندہار میں جلد اپنے تئیں پہنچانا اور اغلب ہی کہ افواج شاہی پہنچنے نہ پائے گی کہ شاہ ایران اس لشکر کے صدمات کے خوف سے قلعہ کو چھوڑ کر چلا جائے - اور اگر خدا نہ کردہ تمہارے پہنچنے سے پہلے قزلباشوں کے تصرف میں قلعہ آجائے تم کو چاہیئے کہ انکو جگہ گرم کرنے اور ذخیرہ تازہ بہم پہنچنے کی فرصت نہ دو اور خود گرما گرم جا کر قلعہ کا محاصرہ کرلو لیکن شاہزادہ کو ملتان میں لشکر کی گردآوری اور اسباب ضروری کے سرانجام میں اور سعد اللہ خاں کو بے وقت بارش اور شاہزادہ کے انتظار میں چند روزہ توقف ہوا وسط صفر میں جب دونو فوجیں نزدیک آئیں تو خلیل بیگ کا نوشتہ آیا کہ سرراہ اور درہوں میں اس قدر برف پڑی ہی کہ اگر مینہ اور نہ برسے تو کم سے کم ایک مہینے کے بعد اس راہ میں دشواری سے آمدورفت ہوسکتی ہی وہ راہوں کے برف سے صاف کرنے کے لیے اور درختوں کے کاٹنے کے لیے روانہ ہوا تھا اس ضمن میں مکرر خبریں آئیں کہ شاہ ایران نے قلعہ لے لیا ہی بادشاہ نے احکام تاکید و تہدید آمیز بھیجے کہ جلد اپنے تئیں پہنچاؤ پھر یہ خبر آئی کہ شاہ ایران نے حصول مطلب کے بعد معاودت کی ناچار جس راہ پر جانا منظور نظر تھا اُس نے چھوڑا اور پشاور کے پہاڑوں کی راہ بالا سے جاتا

قرار پایا۔ ان پہاڑوں کی بلندی دو ہزار سات گز پیمائش ہوئی تھی تمام سپاہ
پیادہ ہوئی اسباب مایحتاج ضروری ۔۔۔۔۔۔ وغیر ضروری کو چھوڑا افتاں
وخیزاں بہزار دشواری مسافت طے ہوتی تھی۔ خلق اللہ پر عجیب آفت برپا تھی
باربردار چوپائے تھے وہ سخت جاڑوں سے گر پڑتے تھے اور پھر نہ اٹھتے تھے نوکر
وغلام و پاجی ونمک حرام جو خالی بھاگ جاتا تھا وہ آقا پر منت عظیم رکھتا تھا اور
غلہ و کاہ وتمام جنس کھانے پینے کی اس مرتبہ کمیاب ہوئیں کہ نان کی قیمت جان کی
برابر ہوگئی اس حال سے ۱۲ ربیع الاول کو کابل میں سپاہ پہنچی نو روپیہ کے
۵ سیر گندم چار سیر اور کاہ بھی روپیہ کی اسی قدر زراعت میں علف چرانے کے
قابلیت نہ تھی۔ کابل میں کچھ آرام ملا۔ ایک روپیہ میں بھی آدمی اور چارپایہ کا پیٹ
پورا نہ بھرتا تھا۔ یہاں پندرہ روز اس لیے توقف ہوا کہ سپاہ اکثر پیادہ و خانہ بدوش
تھی اس لیے گھوڑے اور باربردار خریدنے ضرور تھے۔ اوائل ربیع الثانی
میں کابل سے کوچ کیا غزنین میں آئے۔ علف اصلاً نہیں ملتی تھی مگر خاص
آدمیوں کو تکلف سے غلہ روپیہ کا ایک سیر اور کاہ ڈیڑھ سیر ملتی تھی۔ لشکر کا حال
تنگ ہوا۔ خبر آئی کہ غزنین سے قندھار تک قزلباشوں کے تسلط کے سبب
انسان اور چارپا کے کھانے کی جنس بالکل نایاب ہے۔ جملۃ الملک سعد اللہ خاں
نے حقیقت بادشاہ سے عرض کی۔ جواب میں حکم آیا کہ ملک گیری میں
رفاہیت طلبی نہیں ہوتی جس طرح ہو سکے اپنے تئیں قندھار پہنچاؤ اور قزلباشوں کو
قلعہ میں ذخیرہ فراہم کرنے کی اور استقامت کی فرصت نہ دو اور حوالی
قندھار کے غلہ کو جو قابل درو ہو نہ چھوڑو کہ وہ قلعہ کے آدمیوں کے ہاتھ لگے
اس لیے لشکر میں منادی ہوئی کہ غزنین سے راہ میں سپاہ اپنا آذوقہ
اٹھالی چلے۔ پندرہ روز قیام کرکے کوچ کیا اور فوج کی ترتیب ہوئی۔

سات فوجیں ہراول وجرانغار وبرانغار وچنداول وطرح راست وچپ مقرر
ہوئیں اور شہر صفا کے نزدیک آئیں ملک حسین زمیندار تولک قندھار کہ بسبب
ضرورت محراب خاں سے ملاقات کرنے آیا تھا وہ سعد اللہ خاں پاس بھاگ کر
آیا۔ اس کو شاہزادہ نے خلعت دیا۔ ۱۴ر جمادی الاول سنہ ۱۰۵۹ھ باغ کلاں گنج
علی خاں میں قندھار کے مقابل آئے۔ آلات واسباب مورچال بندی
ونقب لگانے میں مصروف ہوئے۔ ۱۵ر کو دوپہر کے وقت راجہ مان سنگھ گوالیاری
وبہاؤ سنگھ وجگت سنگھ نے چل زینہ کے اوپر کی برجوں کو خالی دیکھا وہاں اپنے
نشانوں کو لیکر دوڑے مگر حسب الطلب اُن کے بخشی سعد اللہ خاں بھی ایک تابینیوں
کی جماعت کے ساتھ دوڑ آگیا متفق ہو کر حملہ آور ہوئے۔ محراب خاں کو خبر ہوئی اُسنے
بروج مذکور کو برقندازوں کو سپرد کرکے استوار کیا اور آلات آتشبازی اور تیر وتفنگ
سے اولوں کی طرح گولے برسائے۔ اور حملہ آوروں کو برجوں تک پہنچنے کی مجال نہ دی
دونوں سرداروں نے آدھی راہ میں مورچل قائم کیے یہ جرات بیجا شاہزادہ کو
پسند نہ آئی اس نے حکم دیا کہ اپنے ارادہ سے ہم کو آگاہ کرکے قدم آگے بڑھائے
لیکن اب وہاں سے حرکت کرنی اور چلا آنا اہل قلعہ کی شوخی کا سبب ہوگا
اس لیے چاہیئے کہ جب وقت مساعدت کرے برجوں پر متصرف ہوں اور جنگل
کے درختوں کو کاٹ کر پناہ پاؤ اور دل کو قوی رکھو۔ ہم کو بھی کومک کے لیے
مستعد جانو۔ انہوں نے بہت مشقت سے بہت آدمیوں کو ضائع کراکے مورچال قائم کیے

شاہ وردی بیگ ایران کا ایلچی شاہجہاں کے پاس آیا تھا۔ بادشاہ
نے حکم دیا کہ اس سے نامہ نہ لیا جائے زبانی کہہ دیا جائے کہ ہم کو محبت
دیرینہ وموروثی شاہ سے تھی۔ ہم نے اپنے ایک خواص کو قلعہ قندھار کا
قلعہ دار مقرر کیا۔ اگر ہم جانتے کہ شاہ ایران سے ایسی حرکت ظہور میں آئیگی

تو ایک امیر رزم دیدہ تجربہ کار آزمودہ کو قلعہ دار مقرر کرتے کہ جب تک اس کی جان باقی رہتی قلعہ کی محافظت میں اپنے تئیں معاف نہ رکھتا۔ چونکہ خلاف توقع عمل میں آیا۔ ہر چہ عوض دارد گلہ ندارد دوسرا ایلچی شاہ قلی نامہ لے کر آیا تھا اس کو حکم دیا کہ وہ لاہور سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ فی الواقع جب رشتہ محبت والفت غبار کدورت سے آلودہ ہو پھر نامہ و رسول کا بھیجنا کیا لطف رکھتا ہے۔ اظہار یک رنگی میں دو روئی اخلاص کیشوں کے رویہ کے منافی ہے بادشاہ نے پھر حکم دیا کہ دونوں ایلچی کابل میں میرے پاس حاضر ہوں میں اُن کو اعزاز کے ساتھ رخصت کرونگا۔ اوائل جمادی الاول میں شاہجہاں کابل میں آگیا۔

ذکر سوانح بست و سوم ۱۰۶۹ / ۱۶۵۹

غرہ جمادی الاخری کو سال بست و سوم جلوس رسم کے موافق ہوا۔ نذر محمد خاں عبد العزیز خاں و سبحان قلی خاں کے فسادوں کا بیان اس تاریخ کے احاطہ سے باہر ہے اس لیے ماحصل ضروری بیان کیا جاتا ہے کہ نذر محمد خاں کو سلطنت ملگئی شاہجہاں نے اس کے فرزندوں اور متعلقین کو اُس کے پاس بھیجنا چاہا۔ نذر محمد خاں کے بھی نوشتجات فرزندوں اور وابستوں کی طلب میں آئے اور اپنی پریشانی کا اظہار کرکے مدد خرچ کا بھی وہ طالب ہوا اُس کے بیٹے عبد الرحمن کو مع اور ہمراہیوں کے کہ دو سال دس مہینے سے بادشاہ کی خدمت میں رہتے تھے بروقت رخصت خلعت اور تیس ہزار روپیہ نقد مرحمت کیا اور ایک لاکھ روپیہ مع فیل نذر محمد خاں کے لیے بموجب طلب عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ پہلے بھیجا جاچکا تھا۔ خسرو پسر نذر محمد خاں لذات ہند کا ایسا دل بند ہوا کہ باپ پاس جانے

نذر محمد خاں و اولادش

کے لیے راضی ہوا - بندہاے پادشاہی کے جرگہ میں رہا نذر محمد خاں کے متعلقوں کو کل تین لاکھ روپیہ مدد خرچ رخصت کا مرحمت ہوا - اس کے سوا بیگموں کو زیور اور اور چیزیں دی تھیں - ایک طرف جملۃ الملک سعد اللہ خاں نے تردد نمایاں کرکے اور بہت آدمیوں کو کشتہ کراکے مورچالوں اور نقب و کوچہ سلامت کو زیر خندق پہنچایا - دوسری طرف رستم خاں و قاسم خاں اور جانباز کارطلبوں نے مورچال اور نقب کنارہ خندق تک دروازہ کے نزدیک پہنچائے - مگر محراب خاں نے روم کی جنگوں میں بہت جنگ اور قلعہ داری کی تھی اور بڑا کار آزما و آزمودہ تھا وہ پائے قلعہ سے شب و روز ایسے تفنگ گولیاں اور توپوں کے زمین کوب گولے اور آتشبار حقے اور شرر فشاں بانوں کو اولوں کی طرح برساتا تھا کہ جب پائے قلعہ کے نیچے مورچل شاہی پہنچتے تھے تو اُن کو کسی کام کی فرصت نہ دیتا تھا بلکہ اکثر زمین نقب گولوں کی ضرب سے نابود اور ضائع کر دیتا تھا - ہر یورش میں سرداروں اور لشکریوں کے کئی ہزار سر خندق کے پُر کرنے کے مصالح میں صرف ہو جاتے تھے اور اس تردد کا کوئی فائدہ کار نمودار نہ ہوتا تھا - ہر دفعہ قزلباش نکلکر طلایہ لشکر شاہی کے مقابل ہوکر مورچلوں پر حملہ آور ہوتے تھے تو طرفین سے آدمی قتیل و اسیر ہوتے تھے اور نبردہاے عظیم ہوتی تھیں کبھی قزلباش بادشاہی آدمیوں کو پکڑ کر قلعے میں لیجاتے تھے - کبھی اس سے قضیہ برعکس ہوتا تھا اس ضمن میں ایک دن قزلباشوں کی ایک جماعت گرفتار ہوکر آئی اُس کی زبانی معلوم ہوا کہ شاہ عباس نے ہرات میں پہنچکر اپنے چند امیر کار طلب رزم جو بسرداری مرتضےٰ قلی خاں قورچی باشی کل بیس امیر اور پینتیس ہزار سوار محراب خاں کی کمک کے لیے اور بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے واسطے بھیجے ہیں کہ ان میں سے تین چار ہزار سوار بطریق قراولوں کے نزدیک آگئے ہیں اسی وقت پادشاہ کے قدیمی ملازموں میں سے ایک شخص جو لشکر ایران میں گرفتار ہوکر نوکری کا پابند ہوا تھا اور وہ بطریق جاسوسی اس طرف سے مقرر ہوا تھا - ۰ ۰

باقی حال محاصرہ قندہار اور لشکر شاہزادہ اورنگ زیب کا

قلیچ خاں پاس آیا وہ سابق میں اس کے تابینوں میں تھا اور اُس نے آگاہ کیا کہ
دو فوجیں یسار و یمین سے آتی ہیں ان میں سے دو تین ہزار سوار اس قصد سے جدا ہوئے
ہیں کہ کہی پر تاخت کریں اس ضمن میں یہ خبر آئی کہ قزلباش آ بہی گئے اور اُنہوں نے کہی پر
بیخبر حملہ کیا اور ایک جمع کثیر کو مقتول و زخمی کیا اور لوٹا اور چار پایوں اور بہت آدمیوں
کو اسیر کر کے لے گئے اور اس کے ساتھ ہی شتربان و فیلبان و استربان فریاد کرتے
ہوئے آئے کہ فیل اور شتر اور چارپائے قطار قطار قزلباش آگے رکھکر لے گئے۔ رستم خاں
کو جو رستم زماں کہا جاتا تھا اس امر کی اطلاع ہوئی بغیر اس کے کہ وہ مامور ہو اُس نے
قزلباش کا تعاقب کیا اور چار پانچ کروہ جریدہ تاخت کی اور دشمن تک جا پہنچا مقابلہ
ہوا۔ اول جنگ گولہ و تفنگ بان و تیر کی ہوئی پھر تلوار و خنجر کی لڑائی ہوئی۔ دونو طرف سے
نبرد صعب ہوئی مگر دونو غالب و مغلوب ہوئے طرفین سے مردانگی ظہور میں آئی اور دونو
طرف کے آدمی بہت کشتہ و زخمی ہوئے آخر کار رستم خاں نے ہاتھیوں و چند قطار شتر و گاؤ
دہستر واسپ اپنے اور ان کے چھین کر مراجعت کی اور شاہزادہ پاس آنکر مورد تحسین و
آفریں ہوا۔ صبح متواتر یہ خبر آئی کہ تیس ہزار قزلباش آئے ہیں جن کے سردار ایران
کے بڑے نامی سپہ سالار اور نظر علی خاں حاکم اردبیل و علی قلی خاں و مرتضی قلی ہیں اس
طرف سے دوبارہ رستم و قلیچ خاں اور امرا اور راجاؤں کی جماعت اور ہاتھی اور دس ہزار سوار
اور بڑا توپخانہ یہ سب اُن کے مقابل گئے۔ جب لشکر قزلباشوں کی علامت سیاہ
اور گرد سپاہ نمودار ہوئی تو زرہ پوش سادات بارہ اور افغانوں و یکہ تاز مغلوں
و رزم طلب راجپوتوں نے گھوڑے دوڑائے اور ایران کے سرداروں نے
معرکہ میں پاؤں رکھا اول گولہ و توپ و بان سے زد و خورد کی آتش روشن
ہوئی پھر قزلباشوں کی تینوں فوجوں نے دوڑ کر ہندی فوج کے اطراف کو
گھیر لیا اور شمشیر زنی سے دار و گیر کا بازار گرم کیا اور مردرہا حملے کیے۔

طرفین نے شرط جان سپاری ادا کی۔ قزلباشوں کی فوج نے ہندوستان کے لشکر کو شکست دیدی ہوتی۔ مگر رستم خاں نے جو رستم زماں و رستم باسم مسمی تھا قلیچ خاں اور راجاؤں کے مست ہاتھیوں کو پیش رو بنایا اور اپنی سواری کے ہاتھیوں کے پاؤں میں زنجیریں ڈالیں اور دل باختہ آدمیوں کی دلدہی کی مستانہ وار قدم آگے بڑھایا اور بشرط تردد جو جاں نثاروں کو لاحق ہوتی ہے بجا لایا بہت سے سردار مارے گئے بہت کوشش اور کشش سے قلب خصم پر حملہ کیا اور محمد سعید پسر سادات خاں خواجہ خاں وغیرہ نامی سردار مارے گئے اور غیر مشہور آدمیوں کی جماعت بھی کشتہ و زخمی ہوئی تو قزلباشوں کا قدم ثبات ڈگمگایا اور فرار اختیار کیا اور اسپ و استر بہت لشکر شاہی کو غنیمت میں ہاتھ آئے اور بادشاہ زادہ کی خدمت میں فتحمند لشکر نے مراجعت کی۔ اورنگ زیب کی عرضداشت اس فتح جنگ کی بادشاہ پاس نہیں پہنچی تھی کہ بادشاہ نے وردی بیگ کو جو شاہ ایران کا نامہ لایا تھا اور بار نہ پایا تھا اور جلال آباد میں مغضوب ہوا تھا وہ بادشاہ کی ہمراہ تھا نامہ کو بغیر پڑھے زبانی جواب اُس کو دیا کہ شاہ عباس کلاں ہمارا قدردان اور اخلاص مند تھا اور بیس سال سے اس سے ہمارا اتحاد تھا اُس نے دنیا سے رحلت کی اس کے بعد اس کے خاندان سے جو ہم کو توقع تھی از راہ تقاضاے سال اس کے خلاف عمل میں آیا اور اپنے بزرگوں کے طریقہ کی مراعات نہیں کی الحال جو کچھ خدا چاہیگا وہ ہم سے ظہور میں آئیگا اور دس ہزار روپیہ اور شاہ وردی بیگ کو عنایت کر کے رخصت کیا۔ اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب پاس بھیجا گیا۔ اور حکم لکھا کہ قندھار سے گرز بردار کو ساتھ کر کے شاہ کے پاس روانہ کرے قندھار کے محاصرہ کے دنوں میں گرانی و کمیابی غلہ و کاہ سے لشکر کو جو صعوبت و مکروہات پیش آئے اس کا فائدہ آخر کو کچھ نہوا بادشاہ پاس اور شدائد مذکورہ کی خبر آئی تو اس نے جانا کہ امتداد محاصرہ میں سپاہ کے

تلف ہونے کے سوا اور نتیجہ مرتب نہیں ہوگا تو شاہزادہ کو حکم فرمایا کہ مصلحت وقت کا
تقاضا یہ ہے کہ تسخیر قلعہ کو دوسرے وقت اور سال پر موقوف رکھو اور پائے قلعہ کو چھوڑ دو
اور شاہزادہ داراشکوہ کو حکم فرمایا کہ جب تک غزنین میں اورنگ زیب کے پہنچنے کی
خبر آئے کابل میں توقف کرے اور خود اول رمضان میں کابل سے لاہور کو روانہ ہوا۔
اول ہی منزل چلا تھا کہ قزلباشوں کے ہزیمت پانے کی خبر اس پاس آئی اسکو پہلے
حد سے زیادہ تشویش خاطر تھی اب تفریح طبع ہوئی اور تین روز تک شادیانے
بجوائے۔ سعد اللہ خاں و رستم خاں و قلیچ خاں اور سب امرا کا اضافہ کیا اورنگ زیب
چار مہینے محاصرہ کے بعد پائے قلعہ کو چھوڑ کر بادشاہ پاس روانہ ہوا۔ اس عرصہ میں
دو تین ہزار آدمی اور چار پانچ ہزار جانور ہلاک ہوئے۔ ۱۸ شوال کو بادشاہ لاہور میں
داخل ہوا اول ذیقعدہ میں داراشکوہ اور جہاں آرا حضور میں آئے اور وسط ماہ
مذکور میں اورنگ زیب بادشاہ کی خدمت میں آیا اور رستم خاں قزلباشوں کی
چند توپیں اور نشان اور گھوڑے لایا اور بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز ہوا
اور مورد تحسین و آفریں ہوا اور اپنی جاگیر کو مرخص اورنگ زیب کو ٹھٹہ کی صوبہ داری کے
سوا ملتان کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ بادشاہ ۱۲ ذیحجہ کو لاہور سے روانہ ہوا اور
۱۱۔ محرم سنہ کو دولت خانہ شاہجہاں آباد میں داخل ہوا اسی روز شاہزادہ محمد
مراد بخش بادشاہ کی خدمت میں رکہن سے آیا اسکو وہاں کی ہوا ناموافق تھی اور وہاں کا
بندوبست بھی اس سے نہ ہوسکا وہ کابل کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

بادشاہ کا کابل سے شاہجہاں آباد میں آنا

دار الخلافہ شاہجہاں آباد کی تمام عمارات تیار ہوگئی تھیں یہاں پہلا جشن نوروز بڑی
دہوم دہام سے ہوا۔ اطراف سے امرا تہنیت کے لیے آئے۔ ہزار امیروں کو منصب
و خلعت عنایت ہوئے۔ پرگنہ پانی پت جس کی جمع ایک کروڑ دام (بارہ لاکھ روپیہ تھی)
بیگم صاحب کو انعام میں دی گئی۔ سولہ لاکھ روپیہ کی نذریں بادشاہ کے روبرو پیش ہوئیں

شاہجہاں آباد میں جشن نوروز

سوانح سال بست و چہارم ۱۰۶۰ سنہ

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۰ سنہ کو چوبیسواں سال جلوس کا شروع ہوا جشن حسب دستور ہوا
۱۲ رجب کو بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ راجہ جے سنگھ چار ہزار سوار اور شش ہزار تفنگچی و تبردار
لیکر میوات میں آیا اور میووں کے تھانوں کو جلایا اور ایک جمع کثیر کو جو سوا رہزنی اور
مسافر کشی کے کوئی کام نہیں کرتے تھے بے سر و بے سپر کیا اور اُن کے اہل و عیال و اطفال
کو اسیر و دستگیر کیا ۔ اور بقیۃ السیف کو اخراج کیا ۔

باولی اکبر آبادی و باغ

اکبر آبادی محل نے باولی کے قریب قلعہ شاہجہان آباد سے ڈہائی کروہ کے فاصلہ
پر ایک باغ لاہور اور کشمیر کے فیض بخش و فرح بخش کے نمونہ پر بنوایا اور اس میں عمارات
عالیشان بنوائیں اس کے وسط میں آٹھ گز چوڑی نہر جاری تھی اور سب جگہہ عمارتوں میں
دو گز سے کچھہ کم و بیش چوڑی نہریں جاری تھیں چار سال میں ۲ لاکھہ روپیہ کی لاگت میں یہ
باغ اور عمارت تیار ہوئی تھیں ۔ باولی سرائے پہلے خام تھی ۔ بی بی اکبر آبادی محل نے اس میں
ستر ایوان و حجرے ریختہ کے بنوائے ۔

روزہ کا کفارہ اور بعض اور حالات

ساٹھ سال کی عمر نے بادشاہ نے جو روزے عمداً و سہواً کہائے تھے فقہا و فضلا
کی تجویز سے اُن کے کفارہ میں بیس ہزار روپیہ مستحقوں اور محتاجوں کو خیرات ہوئے ۔
اور حکم ہوا کہ ہر سال ماہ رمضان کے آخر میں بیس ہزار روپیہ جو فطرہ روزہ وغیرہ
میں اہل استحقاق کو مقرری دیا جاتا ہے اس کے ساتھ بیس ہزار روپیہ اور روزوں کے
کفارہ کے سبب سے درماندوں کو دیا جائے ۔ بادشاہ کی عمر ساٹھ برس سے کچھہ زیادہ
ہو گئی تھی ۔ ملانوں نے از روے شرع اسکو روزوں سے معاف رکھا اور کفارہ تجویز
کیا ۔ عنایت اللہ نے شاہجہان نامہ میں لکھا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں ۶۰ ہزار
روپیہ خیرات دینا تجویز کیا گیا ۔

ملا شفیعا یزدی بو فضل و شاعر و صاحب طبع و تجارت پیشہ تھا ایران سے بندر سورت میں آیا۔ بادشاہ نے اُس کو سورت کے خزانے سے پانچہزار روپیہ دلاکر اپنے پاس بلایا اور منصب ہزاری سو سواروں کا عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو وقت مجرے کو حاضر ہوا کرے۔ سلطان محمد خاں قیصر روم نے سید محی الدین کو نامہ و تحائف و تبرک دیکر بادشاہ پاس بھیجا وہ سید عبد القادر جیلانی کے تبار میں سے تھا وہ بندر سورت میں آیا تو بادشاہ نے گرز برداروں کو حکم دیا کہ خلعت و فرمان اور خزانہ سورت سے دس ہزار روپیہ اس پاس لے جائیں اور برہانپور و مانڈو و مالوہ کے دیوانوں کو پندرہ ہزار روپیہ تنخواہ دینے کے لیے حکم دیا۔

لاہور جانا

برسات کے نہ ہونے سے شاہجہاں آباد کی ہوا گرم تھی اس لیے بادشاہ نے کشمیر جانے کا ارادہ کیا۔ غرہ ربیع الاول ۱۰۶۱ھ کو کشمیر کو روانہ ہوا۔ غرہ ربیع الثانی کو لاہور کے باغ فیض بخش میں جشن نوروز کیا۔

عبد الرحمن پسر نذر محمد خاں والی بلخ

پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں کہ بادشاہ نے عبد الرحمن سلطان کو اس کے باپ نذر محمد خاں پاس روانہ کیا تھا۔ جب وہ نذر محمد خاں پاس پہنچا تو باپ نے اس کو غوربند کی حکومت کے لیے رخصت کیا اور بلخ کے امراء میں سے یادگار کو اس کی رفاقت میں مقرر کیا کہ اس کو مع فوج حضور کے غوربند پہنچا دے۔ اس بات پر جب سبحان قلی کو اطلاع ہوئی تو اُس نے یہ جان کر کہ باپ پاس سپاہ کی جمعیت نہیں ہے وہ سپاہ لے کر بلخ میں باپ پر چڑھ گیا اور نذر محمد خاں محصور ہو گیا اور پسر کی شر کے دفعہ میں مشغول ہوا۔ جب نذر محمد خاں تنگ ہوا ناچار اُس نے عبد الرحمن کو راہ میں سے اپنے پاس واپس بلا لیا۔ عبد الرحمن باپ کے حکم سے اُلٹا آیا تو سبحان قلی خاں نے ابراہیم بیگ کو مقرر کیا کہ اس کو سر راہ روکے عبد الرحمن نے اس کا مقابلہ کیا اور اوّل مقابلہ میں ابراہیم بیگ کشتہ ہوا مگر اس کے ہمراہی عبد الرحمن پر غالب ہوئے نذر محمد خاں کے لشکر نے یادگار بیگ کے......

ساتھ فرار کیا اور سبحان قلی خاں کے قلماقوں کے ہاتھ میں عبدالرحمن گرفتار ہوا اور جب وہ سبحان قلی خاں پاس آیا تو اُس نے بھائی کو محبوس کیا عبدالرحمن بہ تقاضائے مصلحت اپنے نگاہبانوں کے ساتھ سازش کی اور ان سے رفاقت اور شریک دولت کرنے کا عہد و پیمان کیا اور اُن کے اتفاق سے بھاگ کر شاہجہاں پاس آیا۔ بادشاہ نے عبدالرحمن کو منصب چار ہزار پانصد سوار کا عنایت کیا اور اُس کے ہمراہی عبدالرحمن کی تجویز کے موافق بندگان سرکاری کے زمرہ میں آئے۔

۲۹ جمادی الثانی کو بادشاہ نے کشمیر جانے کے لیے لاہور سے کوچ کیا۔ اس سال میں اول مینہہ کم برسا۔ گرمی کی شدت سے زراعت خشک ہوئی اور آخر میں بارش نے وہ تار باندھا کہ چار مہینے تک وہ برابر برستا رہا۔ دریاؤں میں ایسی طغیانی ہوئی کہ آب بہت کی طغیانی سے قصبہ بھیرہ کے آدمی ہلاک ہوئے بعد ازاں کمی ہوئی جس سے خلقت کو آرام ملا۔

سوانح سال بست و پنجم جلوس ۱۰۶۱ھ

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۱ھ کو جشن جلوس سال بست و پنجم دستور کے موافق ہوا۔ اس سال میں غلہ کی گرانی اور باران کے امساک سے ایک عالم رو رہا تھا اور رات دن بھوکوں کے ہاتھ دعاؤں میں اُٹھتے رہتے تھے۔ جس روز بادشاہ نے لاہور سے کوچ کیا ہے تو بارش کی بڑی شدت ہوئی اور کئی روز تک برابر ایسا برستا رہا کہ بادشاہ کو ایک ہفتہ تک توقف کرنا پڑا۔ بارش ایسی کثرت سے ہوئی کہ ربیع کے کشت و کار کی فرصت نہ ملی اور جو کچھ بویا تھا وہ مینہہ کی شدت سے سبز نہ ہوا۔ پرگنات خالصہ پادشاہی کی رعایا نے تشخیص جمع کے وقت استغاثہ کیا تو بادشاہ نے اپنے متدین طلب کیے اور سعداللہ خاں کو حکم دیا کہ چند روز پنجاب کی رعایا اور مالگزاروں کے معاملات پر

اور استمالت رعایا پر متوجہ ہو۔

پیشکش عادل خاں

برسوں کی چڑھی ہوئی پیشکش عادل خاں ایلچیوں کے ساتھ بھیجی جو محمد صفی پسر اسلام خاں لایا ہو کل پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جنس کی بادشاہ کے لیے اور پانچ لاکھ روپیہ کی بیگم صاحب کے واسطے اور پندرہ لاکھ روپیہ کی شاہزادہ داراشکوہ کے لیے اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی محمد صفی کے واسطے تھی وہ بادشاہ کی نظر کے سامنے آئی اور چھ لاکھ روپیہ نقد سید باقر ملازم ولی عہد کو جو محمد صفی کے ساتھ گیا تھا عادل خاں نے دئے تھے وہ نظر کے روبرو دکھائے۔ محمد اورنگ زیب شاہزادہ کو صوبہ داری پر رخصت کیا گیا۔ بادشاہ شہود سیر و شکار کھیلتا ہوا اور برف کی سختیاں اٹھاتا ہوا آخر جمادی الاخریٰ میں شہر کشمیر میں پہنچا اور خدامہ محل کے ہمراہ مزین کشتیوں میں زربفت کے پردے اور لاجوردی منقش ستون اور قبہ ہائے طلا و مرصع لگا کے سوار ہوتا اور روے آب تالاب ڈل پر سیر کرتا دشت و کوہ و باغوں کے پھولوں کا تماشا دیکھتا اور ملاحوں کو انعام دیتا۔

ملا شاہ بدخشی

ملا شاہ بدخشی اس زمانہ کے حق آگاہوں میں تھا اور کشمیر میں بڑا مشہور ہو رہا تھا۔ وہ بادشاہ کی ملاقات کو آیا۔ دوسرے روز بادشاہ اس مسجد کو دیکھنے گیا کہ جہاں آرا بیگم صاحب نے شاہ بدخشی کی عبادت کے واسطے چالیس ہزار روپیہ میں تعمیر کرائی تھی۔ مسجد میں شاہ صاحب سے بادشاہ نے ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر نصیحتیں سنیں۔

۱۲ رجب کو آدم خاں غلام نبی اور اس کے بھتیجے محمد مراد کو اور نیز علیم بیگ اور نعیم بیگ پسران سلیم بیگ کاشغری کو جو آدم خاں غلام نبی کے ضامن تھے اور کاشمیر میں تعینات تھے اور کشمیر کے زمینداروں کی ایک جماعت کو تبت اس غرض سے بھیجا کہ وہاں مرزا خاں تبتی کی تنبیہ کریں جس نے سرکشی کی ہے اور قلعہ سکردو کو فتح کریں اور تبت جو ملازمان شاہی کے قبضہ سے نکل گیا ہے اس پر تصرف کریں۔ ۲۷ شعبان کو آدم تبتی کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مرزا خاں نے جب لشکر شاہی کے آنے کی

خبر سنی تو وہ بھاگ گیا اور قلعہ سکردو اور تمام تبت بادشاہی آدمیوں کے تصرف میں
آیا۔ بادشاہ نے آدم خاں اور اس کے بھائیوں کو یہ ولایت دیدی کہ وہ وہاں وطن بنا کے
رہیں اس کی جمع آٹھ لاکھ دام تھی سال پیراول مینہ نہیں برسا پھر پالا بڑی شدت سے
اس کے سبب سے گلزاروں اور سبزہ زاروں میں اگلی رونق نہیں رہی اور پھل دار درختوں
میں پھل کم آئے اور وہ خشک ہوگئے اس لیے بادشاہ کو کشمیر کی سیر دلپذیر نہ ہوئی اور
فرمایا کہ لاہور اور شاہ جہاں آباد کے باغات و باصفا مکانوں کو چھوڑ کر حظ نفس کے
لیے اس مسافت بعید کو طے کرنا اور خلق کی ایذا پر راضی ہونا خدا پرستی کے طریقہ سے
دور ہے اور ایک فعل عبث ہے۔ دو مہینے کے گزرنے کے بعد بادشاہ نے غرۂ رمضان کو کشمیر
سے کوچ کیا اور دار الخلافہ کی طرف چلا۔ سعد اللہ خاں مامور ہوا کہ چند روز یہاں رہ کر
کشمیر کے مال اور ملکی مقدمات کو طے کر کے جلد لاہور میں آجائے منزل صفت پور میں
دریا کے عبور کرنے میں آدمیوں کے اژدحام سے اس کا پل ٹوٹ گیا وہ بہت پرانا تھا
ڈھائی سو آدمی اور جانور اور بہت سا اسباب پانی میں ڈوبا اور سو نفر بحر فنا میں
غرق ہوئے۔ لاہور کے نزدیک بادشاہ سے سعد اللہ خاں بھی آن ملا حکم ہوا کہ رستم خاں
اور اور امرا دور و نزدیک و زمیندار راجہ مع مصالحہ توپخانہ مہم قندہار کے لیے حضور
میں حاضر ہوں اور شاہزادہ مراد بخش کے نام بھی دستخط خاص سے اس باب میں حکم
صادر ہوا۔ جب بادشاہ لاہور میں آیا تو سید محی الدین ایلچی روم حاضر ہوا۔ اور
نامہ قیصر اور دو گھوڑے با ساز طلا و مرصع و مروارید اور تحائف مروارید بابت قیصر
کی طرف سے اور پانچ گھوڑے اپنی طرف سے پیش کیے۔ بادشاہ نے پندرہ ہزار روپیہ
مع خلعت و اسپ و خنجر و جیغہ اس کو مرحمت کیا۔ سعد اللہ خاں سے نامہ کا
جواب عربی زبان میں لکھا کر بھیجا جیغہ و شمشیر و پرتلہ مرصع ایک لاکھ روپیہ کی
قیمت کا سید محی الدین کو قیصر روم کے لیے اور اس کو پندرہ ہزار روپیہ نقد دیے

اور استمالت رعایا پر متوجہ ہو۔

عادل خان کی پیشکش

برہنوں کی پرچہ ہی ہوئی پیشکش عادل خان کی بھیجا ہوا جسے محمد صفی پسر اسلام خاں لایا تھا کل پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جنس کی بادشاہ کے لیے اور پانچ لاکھ روپیہ کی بیگم صاحب کے واسطے اور پندرہ لاکھ روپیہ کی شاہزادہ داراشکوہ کے لیے اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی محمد صفی کے واسطے تھی وہ بادشاہ کی نظر کے سامنے آئی اور چھ لاکھ روپیہ نقد سید باقر ملازم ولی عہد کو جو محمد صفی کے ساتھ گیا تھا عادل خاں نے دئیے تھے وہ نظر کے روبرو رکھے۔ محمد اورنگ زیب مالوہ کی صوبہ داری پر رخصت کیا گیا۔ بادشاہ خود سیر و شکار کھیلتا ہوا اور برف کی سختیاں اٹھاتا ہوا آخر جمادی الاخری میں شہر کشمیر میں پہنچا اور خدامہ محل کے ہمراہ مزین کشتیوں میں زربفت کے پردے اور لاجوردی منقش ستون اور قبہ ہائے طلا و مرصع لگا کے سوار ہوتا اور روئے آب تالاب ڈل پر سیر کرتا دشت و کوہ و باغوں کے پھولوں کا تماشا دیکھتا اور ملاحوں کو انعام دیتا۔

ملا شاہ بدخشی

ملا شاہ بدخشی اس زمانہ کے حق آگاہوں میں تھا اور کشمیر میں بڑا مشہور و معمور تھا۔ وہ بادشاہ کی ملاقات کو آیا۔ دوسرے روز بادشاہ اس مسجد کو دیکھنے گیا کہ جہاں آرا بیگم صاحبہ نے شاہ بدخشی کی عبادت کے واسطے چالیس ہزار روپیہ میں تعمیر کرائی تھی۔ مسجد میں شاہ صاحب سے بادشاہ نے ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر نصیحتیں سنیں۔

تبت کا فساد

۱۲ رجب کو آدم خاں غلام نبی اور اس کے بھتیجے محمد مراد کو اور نیز علیم بیگ اور نعیم بیگ پسران سلیم بیگ کاشغری کو جو آدم خاں غلام نبی کے ضامن تھے اور کاشمیر میں تعینات تھے اور کشمیر کے زمینداروں کی ایک جماعت کو تبت اس غرض سے بھیجا کہ وہاں مرزا خاں تبتی کی تنبیہ کریں جس نے سرکشی کی ہے اور قلعہ سگردو کو فتح کریں اور تبت جو ملازمان شاہی کے قبضہ سے نکل گیا ہے اس پر تصرف کریں۔ ۲۷ شعبان کو آدم تبتی کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مرزا خاں نے جب لشکر شاہی کے آنے کی

خبر سنی تو وہ بھاگ گیا اور قلعہ سکردو اور ایک تبت بادشاہی آدمیوں کے تصرف میں
آیا۔ بادشاہ نے آدم خاں اور اس کے بھائیوں کو یہ ولایت دیدی کہ وہ وہاں وطن بنا کے
رہیں اس کی جمع آٹھ لاکھ دام تھی سال بیاول میں مینہ نہیں برسا پھر برسا تو بڑی شدت سے
اس کے سبب سے گلزاروں اور سبزہ زاروں میں اگلی رونق نہیں رہی اور پھل دار درختوں
میں پھل کم آئے اور وہ خشک ہو گئے اس لیے بادشاہ کو کشمیر کی سیر دلپذیر نہ ہوئی اور
فرمایا کہ لاہور اور شاہجہاں آباد کے باغات و باصفا مکانوں کو چھوڑ کر حظ نفس کے
لیے اس مسافت بعیدہ کو طے کرنا اور خلق کی ایذا پر راضی ہونا خداپرستی کے طریقہ سے
دور ہے اور ایک فعل عبث ہے۔ دو مہینے کے گزرنے کے بعد بادشاہ نے غرہ رمضان کو کشمیر
سے کوچ کیا اور دارالخلافہ کی طرف چلا۔ سعد اللہ خاں مامور ہوا کہ چند روز یہاں رہ کر
کشمیر کے مال اور ملکی مقدمات کو طے کر کے جلد لاہور میں آجائے منزل اصف پور میں
دریا کے عبور کرنے میں آدمیوں کے اژدحام سے اس کا پل ٹوٹ گیا وہ بہت پرانا تھا
ڈھائی سو آدمی اور جانور اور بہت سا اسباب پانی میں ڈوبا اور سو نفر بحر فنا میں
غرق ہوئے۔ لاہور کے نزدیک بادشاہ سے سعد اللہ خاں بھی آن ملا حکم ہوا کہ رستم خاں
اور اور امراء دور و نزدیک اور نامدار راجہ مع مصالحہ توپ خانہ مہم قندہار کے لیے حضور
میں حاضر ہوں اور شاہزادہ مرادبخش کے نام بھی دستخط خاص سے اس باب میں حکم
صادر ہوا۔ جب بادشاہ لاہور میں آیا تو سید محی الدین ایلچی روم حاضر ہوا۔ اور
نامہ قیصر اور دو گھوڑے باساز طلا و مرصع و مروارید اور عصائے مروارید یاقوت قیصر
کی طرف سے اور پانچ گھوڑے اپنی طرف پیش کیے۔ بادشاہ نے پندرہ ہزار روپیہ
مع خلعت و اسپ و خنجر و جیغہ اس کو مرحمت کیا۔ سعد اللہ خاں سے نامہ کا
جواب عربی زبان میں لکھا کر بھیجا جیغہ و شمشیر و پردلہ مرصع ایک لاکھ روپیہ کی
قیمت کا سید محی الدین کو قیصر روم کے لیے اور اس کو پندرہ ہزار روپیہ نقد دیے

مع سازِ طلا وقت رخصت عنایت کیا۔ قاضی احمد سعید کو دو لاکھ روپیہ کی نقد جنس شریف
مکہ اور کعبۃ اللہ کے مستحقوں کے لیے دے کر سید محی الدین کے ہمراہ رخصت کیا۔ بادشاہ
سے عرض کیا گیا کہ نذر محمد خاں نے جو بیت اللہ کا عازم تھا راہ میں وفات پائی بادشاہ
نے اُس کے بیٹوں کو خلعت ماتمی عنایت کیا۔ بیتمجلد اس نے بھی انتقال کیا۔ دس لاکھ
روپیہ نقد اور پانچ لاکھ روپیہ کا اور مال چھوڑ مرا وہ بادشاہ نے اُس کی اولاد کو دیدیا۔
حکم کے بموجب رستم خاں بہادر اپنی جاگیر سے کروڑ روپئے مہم قندہار کے لیے لیکر روانہ
ہوا تھا وہ بادشاہ پاس آگیا۔ سعد اللہ خاں کے بیٹے لطف اللہ و عنایت اللہ جو اب تک
بادشاہ کی ملازمت سے مشرف نہ ہوئے تھے انہوں نے سعد اللہ خاں کے محلہ لشکر
کے ساتھ ملازمت کی سعد اللہ خاں کے محلہ لشکر میں چار ہزار سوار دو ہزار برقنداز دو پانسو
بیلدار اور تبردار خاص نوکر اس کے شمار میں آئے۔ نجابت خاں ایک کروڑ روپیہ
خزانہ اکبرآباد سے لیکر بادشاہ کی حضور میں حاضر ہوا۔ شاہزادہ اورنگ زیب مہم قندہار
کے لیے ۱۶ ربیع الاول سنہ ۶۲ کو ملتان سے برآمد ہوا۔ محمد صفی کی ہمراہ شاہزادہ
پاس ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ نقد روانہ ہوا اور سوار ان امرا کے جو شاہزادہ کے ساتھ
تھے اکیس عقیدت گزیں و فدویت آگیں امیر بادشاہ کے پاس سے مع خزانہ و مصالح
قلعہ گیری کے روانہ کیے گیے بادشاہ نے حکم دیا کہ شاہزادہ ان کو لے کر ملتان کی راہ
سے قندہار پہنچ جائے اور سوم جمادی الاخری کو قلعہ قندہار کے نیچے جاکر محاصرہ
میں مشغول ہو اور یہ بھی مقرر ہوا کہ سعد اللہ خاں کابل کی راہ سے اس تاریخ
وہاں جاکر بادشاہزادہ سے ملے اور ۱۶ ربیع الاول کو بادشاہ خود کابل
کو روانہ ہوا اور اسی روز سعد اللہ خاں کو اس سامان سے قندہار روانہ کیا کہ
پچاس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے برقنداز اور چند ہزار بان اور تیس توپیں
قلعہ شکن اور بیس توپیں میانہ اور تیس ہتنال اور دس فیل جنگی مست و سو شتر نال

اور دو کروڑ روپیہ کا خزانہ اور لوازم قلعہ گیری اور بیلدار بے شمار اور نقب لگانے اور دمدمہ بنانے اور مورچال کے بڑہانے کے لیے سامان جس قدر چاہیئے دیا۔ تین ہزار اونٹ فقط اس کام کے لیے مقرر کیے کہ وہ توپخانہ کے مصالح کی جیسے کہ سیسہ، باروت و لوہے کے گولے ہیں بار برداری کریں اور اس کی تاکید کردی کہ تاریخ مقرری میں جس کا اوپر مذکور ہوا وہاں پہنچکر محاصرہ کریں کل فوج ستر ہزار سوار سوائے توپ خانہ کے تھے جن میں چھہ سو امیر اور نامی منصبدار اور روشناس تھے رستم خاں کو اور سب امیروں کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ حکم فرمایا کہ کابل میں منصبداروں و امرا کے تابینوں کو اور اہل توپخانہ کو پیشگی سہ ماہہ میں ایک کروڑ روپیہ دیا جائے اور ارشاد ہوا کہ اوّل قلعہ بست و زمین داور میں کوشش کی جائے کہ جس سے قلعہ قندہار کے آدمیوں میں تزلزل ہو

سوانح سال بست و ششم جلوس ۱۰۶۲ ۱۶۵۱ سنہ

جشن سال جلوس بست و ششم سنہ ۱۲ موافق معمول کے ہوا

بادشاہ خود بھی منزل بمنزل طے کرتا ہوا دو مہینے چار روز میں چوتھی جمادی الاولی کو کابل میں آگیا۔ سعد اللہ خاں کوچ بکوچ اوّل جمادی الاولی کو بموجب حکم و تعین تاریخ کے قندہار کے قریب بادشاہزادہ کی خدمت میں آیا اور دونوں متفق ہوکر قلعہ کے محاصرہ میں مشغول ہوئے لشکر شاہی ایسے مقامات میں پڑا کہ جہاں مخالفوں کا گولہ نہیں پہنچ سکتا تھا اور نقب لگانے اور مورچلوں کے بنانے میں مشغول ہوا امیران کارزار دیدہ میں سعد اللہ خاں تردد اور جلادت و تدبیر کار کی شرائط کو زیادہ بجالایا راجپوتوں کے ساتھ اتفاق کرکے مصالح نقب زنی اور مورچال بڑہانے میں کوشش کی گئی جس سے وہ خود دشمنوں کے گولہ توپ و تفنگ و سنگ کے نشانہ بن گئے چند روز کے محاصرہ اور دار و گیر کے بعد قلعہ دار نے تغافل کیا

اور ایسا بندوبست کیا کہ اصلا آدمی کی آواز اور محصوروں کا تردد ظاہر نہیں ہوتا تھا ہرچند ہندوستانی لشکر پائے حصار میں آن کر اپنی بھوری دکھاتا اہل قلعہ اُس کو نادیدہ و ناشنیدہ سمجھ کر قلعہ سے صدا نہیں بلند کرتے تھے یہاں تک کہ رستم خاں وزیر اعظم کے مورچال پائے حصار میں خندق تک پہنچ گئے ایک دن راجہ راجروپ نے جو بڑا مشہور جواں مرد تھا بیان کیا کہ حصار کی خندق کے نزدیک اور ایک برج کے درمیان ایک مکان نظر میں آیا ہے اور مورچال ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں کہ قلعہ کے اوپر چڑھنا قابو میں ہے اور بروج کے پاسبان غافل و بے خبر معلوم ہوتے ہیں اگر مجھے حکم دیا جائے تو جانباز ہمراہیوں کو ساتھ لے کر زینہ و کمند کی مدد سے اپنے تئیں اور کرناچی کو ہمراہ لیکر وہاں پہنچاؤں۔ لشکر مسلح و مکمل منتظر چشم براہ اور گوش برآواز ہے کہ بروقت یورش کرے بادشاہزادہ اور سعداللہ خاں نے حکم دیا رات کے وقت راجہ چند یکہ تازوں و جانبازوں نے جو فن قلعہ گیری میں کارآزمایوں میں مشہور تھے بہت طرح کی تدبیریں کر کے قدم جرات آگے رکھا اور جان نثار مثل قدم مار کی مانند حصار کے اوپر برآمد ہوئے اور اشارہ مقرری کر کے لشکر کو طلب کیا اور بہادر بے تابانہ کمند جان بازی لے کر حرکت میں آئے اور کرنا کی آواز بلند ہوئی۔ محصورین مدت سے اس قابو کے لیے چشم براہ اور گوش برآواز بیٹھے تھے اطراف سے مہتاب روشن کر کے طرح طرح کے آلات آدم کشی لے کر دشمنوں کی بنگاہ پر دوڑے اور اس قدر توپ و تفنگ و بان چھوڑے اور حقہ آتش و سنگ اور روغن جوشاں اور انواع مصالح مردریا اوپر سے مارے کہ جماعت جو برج کے سرے پر پہنچی اور نہ پہنچی جان باختہ ہو کر بہ تبدیل ہیئت اپنے یاروں سے بے منت و مدد قدم و کمند پیوستہ ہوئے مسلمان و راجپوت بہت کام میں آئے ان میں تفرقہ کرنا دشوار تھا جو شخص دیوار اور کنار برج کی اس طرف گیا پھر اس کی خبر نہ آئی۔ ہر طرف کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ اس قدر آدمی کشتہ

زخمی ہوئے کہ اُن کی گنتی بھی نہو سکی پھر اُس روز سے دو مہینے آٹھ روز تک اوپر نیچے
بازار پیکار ایسا گرم رہا کہ جو کوئی مورچال سے سر نکالتا اُسی وقت جان سے
جاتا۔ راتوں کو قزلباش نکلکر مورچال پر حملہ کرتے اور آدمیوں اور چارپایوں
کو ضائع کرتے اور دونو طرف آدم کشی و مردم کشی ہوئی۔ ایک دن
سعد اللہ خاں کی توپ کلاں کی زد سے محصوروں کے پانچ نامی آدمی کہ محمد بیگ
توپچی باشی کے ساتھ بیٹھے کام کر رہے تھے ایک جا مر گئے۔ ایک رات کو رستم خاں
و سعد اللہ خاں کے مورچال پر قزلباشوں کی جمع کثیر نے حملہ کیا اور زیادہ کشش
اور بہت شوخی کی بعض توپوں کو ناقص کیا اور ایک جماعت کو اسیر کر کے قلعہ میں
چلے گئے۔ ہر چند خبردار ہوکر اطراف سے تعاقب کیا مگر قلعہ کے اوپر سے انہوں نے
وہ آگ برسائی کہ لشکر شاہی تلافی کار نہ کر سکا۔ بہادران جان باز و جاں نثار
یکہ تاز مورچالوں کے بڑھانے میں کوشش کرتے۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہوتا
اوپر سے پیہم توپیں ایسی چلتی تھیں کہ سردار بہت ضائع ہوتے تھے۔ اس
ضمن میں بادشاہ کی دو توپ کلاں ترخ گئیں اور پانچ اور توپیں
جو مورچوں میں تھیں وہ چلتی تھیں مگر اُن کے چلانے والے اناڑی تھے
اس لیے وہ کچھ کام نہ کرتی تھیں قلعہ میں رومی و قزلباش حکم انداز اور
بے خطا توپ انداز تھے۔ ہندی توپ انداز کچھ کام نہ کر سکتے تھے۔ اور
سرداروں کی رائے کے اختلاف کے سبب سے قلعہ بست و زمین داور کی
تسخیر بھی گو بہت کچھ تردد کیا گیا ظہور میں نہ آئی شاہ ایران کی طرف سے
محراب خاں قلعہ دار بھی ایسا ہنرمند تھا کہ اورنگ زیب جیسے دانشمند اور
سعد اللہ خاں جیسے عقلمند کی کسی حکمت و تدبیر کو اپنے سامنے نہیں چلنے دیتا ان
دونوں کی دلدوزی اور دانائی کی تدبیریں اور راجپوتوں کی بہادری اور

جاں نثاری سب اکارت گئیں - حاصل کلام یہ ہو کہ جب بادشاہ کو یہ اخبار پہنچے
اور ایام محاصرہ نے امتداد کھینچا اور مصالح توپ خانہ تمام ہوا اور اسی زمانہ میں یہ معروض
ہوا کہ غزنین کی اطراف کو اوزبک تاخت و تاراج کرتے ہیں اور رعایا کے جان و مال
کو تلف کرتے ہیں تو فرمان دستخط خاص نے بادشاہزادہ کی طلب میں اور اس مہم کو
اور وقت پر موقوف رکھنے کا صادر ہوا - اورنگ زیب کابل میں آیا اس کو جا صوبہ
کی حکومت دیکر رخصت کیا - شائستہ خاں کو صوبہ احمدآباد عطا ہوا - داراشکوہ
کو صوبہ کابل مرحمت ہوا - کابل کی نیابت پر پسر سلیمان شکوہ مقرر ہوا شاہزادہ
شجاع کو بنگالہ ملا -

جب سعداللہ خاں قندہار سے آگیا تو ۱۱ رمضان ۱۰۶۲ھ کو کابل سے
بادشاہ دارالخلافہ کو روانہ ہوا مرشد قلی خاں کو دکن کی کل دیوانی پر اور
دکن کی بخشی گری اور وقائع نگاری پر محمد صفی پسر اسلام خاں کو مامور کرکے رخصت
کیا اگرچہ یہ دونو آدمی خوبی و صفات سے موصوف تھے لیکن تعلقہ دکن میں محمد صفی
نے اکثر مقدمات میں منصبداروں پر سختی کی اور بعض بدعتوں کی بنا ڈالی - عہد اکبری
میں ٹوڈرمل نے جو دستور العمل ملکی بنایا تھا اُسی کے موافق مرشد قلی خاں نے بندوبست
دیوانی قائم رکھا - دکن میں سررشتہ مدار و تشخیص جمع مال اس طرح ہوتی ہو کہ غلہ
و بقولات کی اقسام و جنس کی تفریق کی جاتی ہو - ہر جنس کی قیمت پر نظر کی جاتی ہو -
زمین کی پیمائش بیگہ و پرتن و سین و بسوہ میں کی جاتی ہو اور اس کی تقسیم چاہی
و بارانی و کاریزی میں ہوتی ہو یہ دستور العمل ایسا ہو کہ ہمیشہ عمال اور زمینداروں
کا عمل اس پر رہیگا - ۱۵ ذیقعدہ کو بادشاہ لاہور میں آیا - شاہجہاں کو گو مہم
قندہار میں دو دفعہ ناکامیابی ہوئی مگر وہ خاطر شکستہ نہیں ہوا - بلکہ اس نے
پہلے سامانوں سے اور زیادہ سامان کیا - بڑے بیٹے داراشکوہ نے جو ادر

سب بیٹوں میں ممتاز و معزز تھا۔ اور بادشاہ پاس رہتا تھا۔ باپ سے یہ درخواست
کی کہ تسخیر قندہار کی مہم کے عہدہ پر غلام مقرر کیا جائے۔ بادشاہ نے یہ درخواست
قبول کی اور اس کو کابل اور ملتان کا صوبہ عنایت کیا اور لاہور میں تین ماہ اور
نوروز توقف کیا اور توپ خانہ کا سامان بہت کچھ کیا اور مصالح قلعہ گیری جمع کیا
دس کلاں توپیں اور ۲۰ ہوائی توپیں اور تیس ہزار گولے چھوٹے بڑے اور چودہ ہزار
بان اور ۲۵۰۰ من سرب اور ۵۰۰۰ من باروت وغیرہ سامان اسی قیاس پر تیار
و موجود کیے اور رسد پہنچانے کے لیے بنجاروں کی استمالت کی اور اواخر ربیع الاول
کو کوچ کی ساعت اور ۷ رجمادی الاخری کو تاریخ محاصرہ مقرر فرمائی۔ خلعت و شمشیر
وغیرہ شاہزادہ کو چار لاکھ روپیہ کی قیمت کے عنایت کیے۔ سوا اس کے بیس لاکھ
روپیہ بطور مساعدت کے مرحمت کیا امرائے نامدار اور راجہائے جلادت آثار اور
بہادر دلاور اپنے حضور کے اور متعینہ کابل اور اور صوبجات اطراف کے جن میں
سے اکثر پہلے محاصرہ میں موجود تھے اس سپاہ میں مقرر کیے اس لشکر عظیم الشان میں
سامان یہ تھا۔ ستر ہزار سوار منصب داروں و تابینوں کے تھے اور پانچہزار برقنداز
اور تین ہزار احدی تیر انداز اور دس ہزار پیادے بندوقچی اور چھ ہزار بیلدار و تبردار
اور پانسو سنگ تراش و نقب کن اور پانسو سقے اور سات توپ کلاں اور سترہ توپیں
ہوائی اور تیس توپیں چھوٹی اور ساٹھ فیل جنگی و مست انتخابی سوار شاہزادہ دارا شکوہ
کے ہاتھیوں کے کہ سب ملکر ایک سو ستر شمار میں آئے اور بان انداز و گولہ انداز وغیرہ
و سرانجام قلعہ گیری اور ایک کروڑ روپیہ خزانہ علی مردان خاں اور اس کے بیٹے ابراہیم
خاں کے ساتھ سات ہزار سوار مقرر کیے اور حکم دیا کہ وہ کابل میں جاکر مہم کے انفصال
تک امداد اور معاونت و ارسال رسد اور لوازم قلعہ گیری میں کوشش کریں۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس سنہ ۱۰۶۳
۱۶۵۲-۵۳

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۶۳ کو حسب معمول جشن جلوس سال بست و ہفتم ہوا

تلف ہوتے تھے ۔ توپ ہوائی کے ایک گولہ نے قلعہ کے باروت خانہ میں آگ لگائی اُس کارخانہ میں سب جتنے آدمی تھے وہ مع سقف خانہ اُڑ گئے ۔ غرض گو بادشاہی لشکر نے تین بار یورش کی اور بڑی جدوجہد کی مگر آخر کار کوئی کارگر نہوئی خافی خاں لکھتا ہو کہ رشید خاں عرف محمد بدیع کہ اس مہم میں شہزادہ کی خدمت میں تھا بطریق وقائع کے روئداد محاصرہ لکھتا تھا اور اس کو بادشاہزادہ پاس پہنچا کر انعام پاتا تھا اس تاریخ کا نام اُس نے تاریخ قندہار رکھا تھا اس میں بعض وقائع ایسے لکھے ہیں کہ

خامہ کو اُن کے بیان کی جرات نہیں ہو مگر اصلاً اُس کا ترک ذکر کرنا مورخان صداقت بیان کے طریقہ کے خلاف ہو کلمۂ چند لکھتا ہوں کہتے ہیں کہ سلطان سلیمان شکوہ نے شجاعت پیشہ اطفال کے دستور کے موافق کھیل کے طور پر ریگ سے قلعہ بنایا اس میں برج وبارہ قرار دئے چوب سے توپیں اُس برج وحصار پر جنہیں ایک جماعت کو بجائے قزلباش کے اُس جگہ محصور قرار دیا یورش کی اور دار وگیر کے صدا کے بلند کرنے اور تفنگ چھوڑنے کے بعد خالی قلعہ کو فتح کیا اور شادیانے بجانے کا حکم دیا جب یہ حال بادشاہزادہ سے عرض کیا گیا تو خود اُس نے سلیمان شکوہ کو طلب کر کے زبان سے مبارک آبادی دی اور خلعت عنایت کیا سارے امرا نے آداب تہنیت کی تقدیم کی محمد جعفر نے ایک دن شاہزادہ سے عرض کیا کہ چند روز سے آدمی کی آواز اور آثار تردد قلعہ سے ظاہر نہیں ہوتے ۔ مردوں کی گندہ بو آتی ہو ظاہرا بہ سبب طاعون اور وبا کے قلعہ دار نے اور اکثر اُس کے رفقار اور سپاہ نے رحلت کی اس کے بعد بہت غل مچا کے یورش کی پائے برج حصار کے نزدیک لشکر شاہی آگیا مگر قلعہ سے ندا وصدا نہ آئی جب کمند لگا کے حصار پر بادشاہی سپاہی چڑھنے لگے تو یکبارگی توپخانہ آلات آتشباری کے ساتھ غرش میں آیا اور چند ہزار گولہ وسنگ وپے بر سے اور پائے حصار میں اس قدر سوار اور پیادے کام میں آئے کہ چند روز تک وارث اپنے مردوں کی لاشوں کے اُٹھانے پر قادر نہ تھے راجپوت بہت تلاش کے بعد راتوں کو اپنے مردوں میں لکڑیاں ڈالکر آگ لگا دیتے تھے بادشاہزادہ کی اور بعض اس کے ہوا خواہوں کی یہ سادہ لوحی اس نے لکھی ہو کہ ایک روز

تھے کہ اگر پانی کم ہو تو کم عمق جائیں بے آب نہوں - عبداللہ بیگ نے دس روز میں ایک نقب
کے سوراخ سے اس خندق کے پانی کو نکالنا شروع کیا اور دوسرے بند کو جو خاکریز کر کے
بنایا تھا اس کا سر شکستہ کیا اور چار روز میں خندق کا پانی بالکل خالی کر دیا اور خندق کے
کنارہ پر جو برج بنائے تھے اُن میں بندوقچیوں کو بٹھا دیا کہ دشمن کو بند بنانے کی فرصت نہ دیں
اب بادشاہی آدمیوں نے خندق میں آ کر برج بنانے اور مورچل بڑھانے شروع کیے جعفرخاں
نے ایک خاکریزہ ۳۰ گز چوڑا اور ۷ گز بلند بنایا اور اس کے اوپر ایک برج بنایا جس میں مزدور
بیلدار بجمعیت خاطر کام کر سکیں - فاضل جو آب زد کا متکفل تھا اُس نے پانچہزار گز سے ایک
نہر تین گز چوڑی اور سات گز گہری کھودی اور خندق سے ۱۳۰ گز کے فاصلہ سے نقب کھودی
نقب نے بند ریختہ کے نیچے سے کہ آب زد کے آگے تھا سر نکالا اور آب خندق کہ خضری دروازہ
کے اسطرف تھا وہ بالکل نکل گیا اہل قلعہ نے دامن خاکریز شیر حاجی میں ایک جر کھودا اور حصار کے
اندر کے آب خانوں سے اُسکو لبریز کیا اور اس کو اپنے استظہار کا سرمایہ بنایا آخر رمضان میں
مغول نے نو کلاں توپیں ملچاروں میں لیجا کر دو نو طرف قلعے کے مارنی شروع کیں جس سے
مشرفات قلعہ اور دیواروں کا نصف سے زیادہ حصہ اور شیر حاجی کی تین دیواریں زمین کی برابر
ہوگئیں تو شاہزادہ دارا شکوہ نے امراء کو طلب کر کے وعدہ وعید تہدید آمیز کر کے فرمایا کہ مجھے اورنگ زیب
نہ تصور کرنا کہ دوبارہ پائے حصار سے بغیر فتح کے چلا گیا - جب تک تم قلعہ کو تسخیر نہ کرو گے تم میں سے
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کہ وہ اپنے زن و فرزند کی صورت دیکھے - محمد جعفر اپنے فدویت عقیدت
کے اظہار میں بشریت سے زیادہ ساعی تھا اُس نے التماس کیا کہ قلعہ پر تصرف کر کے محصورین
میں سے ایک نفس کو زندہ نہ چھوڑونگا ایسا نہو کہ وہ جماعت آپ کے سامنے عاجزی کرے
تو آپ ترحم فرمائیں اور جان بخشی کریں - بادشاہ نے فرمایا کہ ہم بادشاہوں کو دریائے
رحمت کہتے ہیں - جو ہماری طرف رجوع کرے اس پر ہم کو ترحم کرنا ضرور ہے ہر چند
خندق و حصار کے نزدیک نقب و مورچالوں کا کام پہنچ گیا تھا مگر دشمنوں کے پے در پے
توپ زنی سے آدمی ضائع ہوتے تھے بادشاہی دمدموں اور توپوں سے محصورین بھی

محمد جعفر دو دعوتی ریش سفید پشمینہ پوش ردا بر دوش کو بادشاہزادہ پاس لایا اور عرض کیا
کہ یہ مراقبہ کر کے احوال عالم کی خبر دیتے ہیں بادشاہزادہ نے دونو کو اعزاز تمام کے ساتھ
اپنے نزدیک بٹھایا طرح طرح کی خوشبوئیں حاضر کیں ان دونوں غواص بحر معرفت نے مراقبہ
میں سر جھکایا ایک نے دیر کے بعد جیب تفکر سے سر نکالا اور کہا کہ میں سیر کرتا ہوں اصفہان
کی طرف گیا کہ وہاں شاہ ایران کے واقعہ کی واویلا مچ رہی تھی اس ضمن میں دوسرے نے
سر نکالا اور بولا کہ اصفہان میں میرے جانے کا اتفاق اُس حالت میں ہوا کہ شاہ عباس
کو خاک میں سپرد کرتے تھے ان دو صاحب حال کی زبان الہام بیان سے یہ مژدہ سننے والوں نے
سُنا تو محمد جعفر اور امرا نے اس نوید کا شکریہ ادا کیا ایک اور عجیب بات اُس نے تحریر کی ہے کہ
محمد جعفر ایک یاضی دان صاحب کمال جمیل کو لایا اور بادشاہزادہ سے عرض کیا کہ یہ مرد
تسخیر جن اور فن تکسیر میں قدرت رکھتا ہے التماس کرتا ہے کہ اگر ایک لولی ایسی ایسی شکل و شمایل
سے موصوف ہو اور کچھ شراب و آتشہ سہ سالہ اور بعض اور مصالح مطلوبہ عنایت فرمائیں
تو اس لولی کے بدن کے خون سے اور شراب سے چند ہزار نقش لکھے جائیں کہ بعض جن جو میرے
محکوم ہیں مع اپنے لشکروں کے تسخیر کے واسطے آئیں اُن کو محصوروں کے مغلوب و منکوب
کرنے کے لیئے مامور کروں لشکر یورش میں بہت کوشش کرے جن بھی اُن کے ساتھ
مددمیں مشغول ہوں گے اور چالیس روز کے اندر قلعہ فتح ہو جائے گا شاہزادہ نے مصالح
مطلوبہ کے سرانجام دینے کے واسطے محمد جعفر کو مامور کیا اس خبر کے سننے سے لولیاں لشکر
روپوش ہوئیں بڑی کوشش سے ایک لولی جو اس کی مرغوب و مطلوب تھی موجود کی انقضائے
ایام موعود تک کہ بادشاہی بہادروں کے سرپنجہ کے زور سے قلعہ کے مفتوح ہونے کی امید
تھی مسخر جن اپنے خلوتخانہ خاص میں عیش کرتا رہا۔ جب ایام وعدہ بسر ہوئے اور اُس نے جانا کہ یورشوں
سے قلعہ فتح نہوگا اور میری قلعی کھل جائے گی۔ سرزنش و انفعال کے خیال سے لشکر سے فرار
ہوا اور پائے حصار میں قلعہ کے دروازہ کے نزدیک جا کر امان کا رومال پھرایا ماموں ہو کر قلعہ
میں آیا اُس کو قلعہ دار کے نزدیک لے گئے استفسار حال کے بعد خوراک مقرر ہوئی اس شکار

محیل کی موت آگئی تھی وہ کبھی کبھی کنار برج و دیوار حصار پر آکر بادشاہی آدمیوں سے باتیں
کرتا تھا۔ قزلباش اُس کے اوصاف سنکر پہلے سے اُس سے متوہم تھے اور اب زیادہ اُن کو
وسوسہ ہوا۔ اس کو قلعہ کے اوپر سے نیچے پھینک دیا وہ اپنے اعمال کی سزا کو پہنچ گیا۔ مکرر
محمد جعفر نے عرض کیا کہ امروز فردا میں قلعہ دار مع ہمراہیوں کے بہادروں کے پنجہ قہر میں
گرفتار ہوگا حضور اُن کے حال پر رحم نہ فرمائیں اُن کو میرے حوالہ کریں کہ میں اُن کو خوب
سزا دوں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم بادشاہ ہیں ہم کو انتقام و مکافات اعمال مجرمان سے عفو
جرائم میں زیادہ لذت آتی ہے۔ اب نہم شوال کو اواخر شب میں پانچویں دفعہ یورش مقرر
فرمائی نزدبانیں اور زینے تیار ہوئے اور سارا مصالح یورش موجود کیا گیا ایک پہر رات باقی
تھی کہ بہادروں اور جوانوں نے جیسی جد و جہد کرنی چاہیے تھی کی اور ہمت کرکے قلعہ کے
اوپر چڑھ گئے رستم خاں و لشکر خاں و ایرج خاں و محمد جعفر راجپوتوں کی ایک جماعت کے
ساتھ جاں بازی کرکے تردد کے مصدر ہوئے دمدموں کے اوپر سے اور پائین حصار سے
بانوں کے پھینکنے سے اور خانہ برانداز گولوں کے مارنے سے ایک قیامت برپا کردی اور
ہر طرف سے توپ و تفنگ و زنبورک کے کئی ہزار گولے بہادروں کی یورش کی کمک کے لیے
اور محصوروں کے سراسیمہ کرنے کے لئے چھوڑے۔ پہلے ہر روز جو دیواریں گولوں کی ضرب سے
گرتی تھیں وہ رات کو محصورین پھر بنا لیتے تھے اس رات کو دیواروں کے اُٹھانے کی بھی فرصت
نہ دی عبداللہ بیگ و محمد جعفر دونو بھائیوں نے اس قدر سپاہیوں کی ترغیب میں فریاد کی
کہ اُن کی آواز ایسی پڑگئی کہ گلے سے بات نہیں نکلتی تھی۔ صبح نے روے کار سے پردہ
اُٹھا دیا اور رات کی نسبت قلعہ کے اوپر سے گولہ توپ و تفنگ و ساچمہ و پارچہ آہن اور
بیل سیاہ (چیپی) اور چادر روغن نفط زدہ و آتش گرفتہ اور چھوٹے بڑے پتھر اولوں کی طرح سے
آسمان سے برستے تھے سر اُٹھانے کی فرصت نہ دیتے تھے۔ سادات بارہ و مغلوں و راجپوتوں و
افغانوں کی ایک جماعت کثیر تیر اجل کی ہدف بنی اور جو جماعت زخمی ہوئی افتاں و خیزاں اس
راہ سے کہ گئی تھی الٹی بہت جلد چلی آئی سوا مردم غیر مشہور کے بہت سے روشناس مثل خواجہ خان

وضیاء الدین بخشی احدیان و محمد شریف عرب و تیمور بیگ و لعل بیگ و محمد حسین پسر میر یوسف و محمد سعید کاشغری و دولت خاں و راجہ مان سنگھ وغیرہ پچیس امرا اور راجپوت بانام و نشان کام میں آئے اور بہت احدی جان نثار ہوئے اور خندقوں میں جہاں سے نقبوں کے سر نکلے تھے آج کے دن جو مرد افتتاح کار کی امید میں بقصد پیکار اُن کے پاس گئے تھے وہ دریائے غیرت میں غرق ہو کر راہ عدم کے مرحلہ پیما ہوئے آج دو ہزار سے زیادہ آدمی فنا ہوئے شاہزادہ کی غیرت فطری کی ترقی اورنگ زیب کے رشک و حسد سے زیادہ ہو گئی تھی اس نے امرا کو طلب کر کے از روئے اعراض فرمایا کہ ہم نے مکرر فرمایا کہ ہم کو بھائی اورنگ زیب سے نسبت نہ دو میں قلعہ کی تسخیر بغیر بازگشت کا ارادہ نہ کرونگا اُس کے جواب میں سب امرا اطاعت کرنے کے لیئے حاضر جواب ہوئے اور از سر نو نقب دوڑانے اور دمدمہ بنانے میں اور مورچال بڑہانے میں مشغول ہوئے۔ ہر روز دونو طرف سے نامدار سرداروں کا سر تن سے جدا ہوتا خاصکر بادشاہی آدمی بہت مارے جاتے عرب و عجم و ہند کے ہنرمندوں نے تختوں و چوبوں کو رسیوں سے جوڑا اور ان پر بیٹھے اور زیرہ کوہ جوف میں چلے گئے کہ گولوں سے پناہ میں رہیں جب محصوروں کو اطلاع ہوئی تو خیکوں اور مشکوں میں روغن نفط پر کیا اور ان تختوں کی برابر اور محاذی لائے پھر ان خیکوں میں تیر لگا کے ایسے سوراخ کیے کہ روغن کی دہاریں اُن چوبوں پر پاشیدہ ہوئیں۔ لحافوں و پرانے کپڑوں کو چرب کر کے اور آگ لگا کے لمبی لمبی چوبوں کے سروں پر باندہ کے ان تختوں اور چوبوں پر پہنچایا اور تختوں کو مع رسیوں کے بلکہ راکبوں کے جلایا۔ کنار خندق سے نقبوں کو کھود کر دمدمہ کے نیچے تک پہنچایا اور دمدمہ کی مٹی کو ایسا چرایا کہ مخالفوں کے خبردار ہونے تک دمدمہ چاہ کی صورت میں مبدل ہو گیا تاریخ ایران میں لکھا ہے کہ ایام محاصرہ میں محراب خاں نے کبھی قلعہ کے دروازہ کو بند نہیں کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ محاصرہ کی مدت پر پانچ مہینے سے زیادہ گذر گئے۔ ستائیس ہزار گولے قلعہ پر مارے گئے وہ ختم ہوئے۔ مصالح سرب و باروت آخر ہوئے صحرا میں علف اور لشکر میں آذوقہ باقی نہیں رہا۔ جب اسباب یورش مہیا نہ رہا لشکر کو آذوقہ کی تنگی ہوئی

جس کا کچھ علاج نہ تھا۔ دس پندرہ کروہ تک کسی جگہ ہیمہ و کاہ نہ رہا ہر دفعہ جب لشکر کہیں جاتا تو اطراف کی طول و عرض میں دس بیس کروہ مسافت میں طے کرتا تو ہزار جر ثقیل سے دواب کی ایک روز کی خوراک ہاتھ لگتی ہر روز ایک جنگ محاصرہ تھی دوسرے یہ جنگ بھی تھی۔ اس آمد و شد میں تخریب لشکر اور تضیع اوقات ہوتی اور لوازم محاصرہ و سرانجام اسباب تسخیر حصار کے وقت پر وفا نہ کرتا تھا سب سے زیادہ برائی یہ تھی کہ آپس میں نفاق تھا اس عدم اتفاق سے مطلب نہیں حاصل ہوتا تھا کل امرا اور سرداروں کی کدورت باطنی سے رفتہ رفتہ ان میں اتحاد جاتا رہا جس سے مطلوب کا نہ حاصل ہونا ظاہر ہو گیا سوا اس کے برف کے برسنے سے زمین یخ بستہ تختہ بن گئی بہت آدمی اور چارپائے مر گئے۔ جب بادشاہ کو ان سب باتوں پر اطلاع ہوئی تو اُسنے ان سب وجوہ پر نظر کر کے دستخط خاص سے فرمان صادر کیا کہ قلعہ سے چلے آئیں اس لیے رستم خاں نے قلعہ بست کو جو اُس کے تصرف میں تھا ڈھا کر خاک کی برابر کیا اور وہاں کے ماکولات کو آدمیوں میں تقسیم کیا۔ مصالح توپ خانہ کو اپنے ساتھ لیا اور آخر ذیقعدہ میں پادشاہزادہ نے پائے حصار سے کوچ کیا۔ قزلباشوں کے تعاقب کا اور افغانوں کی شوخی کا خوف تھا تو بخانہ اور بہیر کے فضول آدمی عزت خاں کے ساتھ آگے غزنین روانہ کیئے خود چند مقام کیئے کوچ کے بعد ہر منزل میں قزلباشوں کی اور اس نواح کے اور مفسدوں کی شوخیوں سے لشکر کے عقب کے اور اطراف کے آدمیوں کو مضرت پہنچتی تھی اس طرح وہ ملتان میں پہنچا یہاں چند روز آرام کیا اور ۱۱ محرم ۱۰۶۳ھ کو دار السلطنت لاہور میں داخل ہوا۔

بادشاہ اکبرآباد میں جامع مسجد دیکھنے گیا یہ مسجد قلعہ کے اندر سرتاپا سنگ مرمر کی تین لاکھ روپیہ میں سات سال کے عرصہ میں آخر سال بست و ششم جلوس میں بنکر تیار ہوئی۔ اس کے تین گنبد ہیں ہر ایک کا قطر نو ذراع اور تین قطاروں میں اکیس ۲۱ چشمے ہیں چھ برج ہیں ہر ایک پر مثمن گنبد ہی جس کا قطر چار ذراع۔ مسجد کا طول ۵۶ ذراع اور عرض ۲۱ ذراع اور ارتفاع کرسی سنگ مرمر کے فرش سے ایک ذرعہ اس کے شمال اور جنوب میں دو طنبی خانہ ہیں ہر ایک کا طول ۱۷۰ و عرض ۳½ ذرعہ

۱۰۶۳ھ شاہجہاں کا جامع مسجد آگرہ کو دیکھنا

اس کی پیشانی پر کتابہ سنگ سیاہ سے پرچین کاری کی گئی ہے۔ اس کا صحن سطح زمین سے
۱۱ گز اونچا ہے اور بالکل سنگ مرمر کا ہے۔ اس کے وسط میں ایک حوض دہ در دہ ہے۔
دو گز عمیق ہے اس صحن کے اضلاع سہ گانہ ہیں۔ ایوان سنگ مرمر کے ہیں اس عمارت
کے نیچے باہر کی طرف دو طبقے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہیں ایوانوں کی کرسی صحن مسجد سے
۲⅛ گز ہے۔ شمال اور جنوب میں دو دروازے ہیں ہر ایک مربع چار در چار چھت گنبدی
ہے جس کا کاسہ سنگ مرمر کا ہے اور ہر ایک کے اوپر سہ چہار ترکی سنگ مرمر کے ہیں جن پر
سونے کے کلس لگے ہوئے ہیں۔ مشرق میں ایک دروازہ سنگ مرمر کا شش گز در شش گز ہے
نشیمن کے دو طبقے ہیں اور ہر دروازہ کے دو ایوان ہیں۔
سمونگر کے شکارگاہ کی عمارات کہنہ ہو گئی تھی۔ بادشاہ نے عماد پور میں دریا کے کنارہ پر
عمارات جدید اسی ہزار روپیہ خرچ کر کے بنوائیں۔

سال بست و ہشتم جلوس ۱۰۶۴ھ ۵۵–۱۶۵۴ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۴ھ کو جشن سال بست و ہشتم ہوا اس تاریخ میں ذوالفقار خاں
سفیر روم کو جس کو سلطان محمد خاں قیصر روم نے بھیجا تھا۔ سرکار بادشاہی سے تیس ہزار روپیہ
نقد و اسپ ترکی مع ساز طلا و خلعت اور سرکار شاہزادہ بلند اقبال سے بیس ہزار روپیہ نقد
و اسپ با زین نقرہ اور سرکار شاہزادہ سلیمان شکوہ سے پانچ ہزار روپیہ اور سرکار بیگم
صاحب سے پندرہ ہزار روپیہ نقد و خلعت فاخرہ انعام ملا اس سفیر کو ابتداء ملازمت
سے تا روز رخصت دو لاکھ چھہتر ہزار روپے اس طرح مرحمت ہوئے کہ ایک لاکھ
اسی ہزار سرکار خاصہ سے اور نوے ہزار شاہزادوں اور امراء کی سرکاروں سے بادشاہ
نے سفیر کو ڈھائی لاکھ روپیہ کی سوغات قیصر روم کے لیئے دیکر رخصت کیا اور اپنا نامہ
اور ایلچی قائم بیگ اُس کے ہمراہ کیا یہ سنا تھا کہ استنبول میں وبا ہے اس کے رفع کرنے کے
لیئے بادشاہ نے ایک زہر مہرہ بھیجا۔

سفیر روم

بادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا کی تنبیہ کے لیے سعد اللہ خاں کا بھیجنا

بادشاہ زیارت کے لیے ۲۲ ذی الحجہ ۱۰۶۴ھ کو اجمیر روانہ ہوا ۲۵ کو زیارت سے مشرف ہوا -
۱۴ محرم ۱۰۶۵ھ کو دار الخلافہ میں واپس آیا جس وقت پادشاہ اجمیر جاتا تھا اُس نے سُنا کہ حضرت
جنت مکانی کے زمانہ میں رانا کو جو منع کیا گیا تھا کہ نہ وہ اور نہ اسکی اولاد قلعہ چتوڑ کی شکست و
ریخت کی مرمت کر سکیں ان دنوں میں رانا جگت سنگھ نے جرأت کرکے جہانگیر کے قول پر لحاظ
نہیں کیا - ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھ آئے اُس نے جاکر دیکھا اور آنکر عرض کیا کہ غرب
کی طرف جو ہفت گانہ دروازے تھے کہ پایاں قلعہ سے مرتبہ بمرتبہ بنائے گئے تھے اور وہ مرور ایام
کے سبب سے پاشیدہ ہوگئے تھے اور جابجا سے ریختہ تھے انمیں سے بعض کو رانا نے ازسرنو نہایت
متانت کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام میں کہ جہاں سے برآمد ہونا مشکل نہ تھا
ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی و پستی پر نظر کرکے ۸ گز سے ۱۶ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کی
عرض کی بنائی ہے اور ایک برج (بالا برج جو اکبر کے عہد میں مسمار ہوا تھا) نہایت مضبوط جس کا
قطر ۶۵ اور ارتفاع ۳۰ گز ہے بنایا بالضرورۃ پادشاہ نے حکم فرمایا کہ سعد اللہ خاں تیس ہزار سپاہ
ساتھ لیکر وہاں جائے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار اور مستی سے
ہوش میں نہ آئے اور اطاعت نہ کرے تو اسکی مملکت کو غارت کرے - جب لشکر شاہی تعین ہوا تو
رانا نے خوف و ہراس سے تملق و چاپلوسی کرکے شاہزادہ بلند اقبال پاس اپنے وکیلوں کی معرفت
پیغام بھیجے - شاہزادہ بلند اقبال کی شفاعت سے پادشاہ نے حکم دیا کہ اگر رانا اپنے صاحب ٹیکہ بیٹے کو درگاہ
والا میں بھیجدے اور آئین پیشین کے موافق ہزار سوار اُسکے ملازم جنکا سردار کوئی اسکے اقارب میں سے
ہو دکن میں حاضر رکھے تو اُسکا قصور معاف ہوجائیگا ورنہیں تو لشکر اسکی سرزمین میں جاکر تمام راجپوتوں کے
خانماں کو ویران کریگا رانا نے جواب میں لکھا کہ قلعہ چتوڑ اور تمام مملکت بندہ کی سرکار کے ملازمونکی ہے
اگر شیخ عبد الکریم دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لیے سرافرازی فرمائیں تو میں اپنے بیٹے کو اسکے ہمراہ
بھیجدوں اور ہزار سوار بدستور سابق دکن میں روانہ کروں فرمان شاہی سعد اللہ خاں کے نام صادر ہوا
کہ رانا نے مراسم بندگی و لوازم فروتنی اختیار کیں اور اپنے آدمیوں کو بھیجکر عہدنامہ کے لیے

التماس کی اور درخواست امان مانگی تو تم کو چاہیے کہ فقط قلعہ کو خراب کرکے دربار میں چلے آؤ۔ خان
مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا کہ قلعہ کی در و دیوار و برج دوبارہ چودہ روز میں ڈھا کر اور
خاک کی برابر کرکے بادشاہ پاس چلا آیا۔ رانا نے عبد اللہ بیگ کے ہمراہ اپنے بیٹے کو بھیجدیا جسکی عمر
چھ سال کی تھی۔ بادشاہ نے اس پسر خرد سال کو اپنے پایہ تخت کے نزدیک بلایا۔ باپ نے
ابتک اس کا نام نہیں رکھا تھا۔ بادشاہ نے خود اس کا نام سبھاک سنگھ رکھا اور اس کو وطن کو رخصت
کیا۔ رانا جگت سنگھ نے ہزار سوار بسرداری سنگت سنگھ کے دکن روانہ کردیئے۔

شاہزادہ بلند اقبال دارا شکوہ کو منصب اعلیٰ مراتب کا ملنا۔

دسویں ربیع الاول ۱۰۶۵ھ کو جشن قمری ہوا۔ شاہزادہ محمد دارا شکوہ کو اول خلعت خاصہ
قیمتی دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا عنایت کیا اور ایک سر بند دیا جسمیں ایک لعل رخشاں بدخشاں
نژاد اور دو دانہ مروارید گراں بہا قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کے تھے خلعت کی کل قیمت چار
لاکھ بیس ہزار روپیہ کی ہوئی بیس لاکھ روپیہ نقد دیا اور خطاب شاہ بلند اقبال کا عطا کیا یہ
خطاب شاہ کا صرف شاہجہاں کو جہانگیر نے دیا تھا اور کسی بادشاہ نے کسی بیٹے کو نہیں
دیا اور اورنگ خلافت کے قریب صندلی طلائی پر بیٹھنے کی اجازت ملی۔

سوانح سال بست و نہم ۱۰۶۵ھ ۱۶۵۴و۵۵ و سال سی ام ۱۰۶۶ھ ۱۶۵۵و۵۶

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۵ھ کو جشن سال بست و نہم حسب معمول ہوا۔

عیدگاہ شاہجہان آباد

بادشاہ عید الضحیٰ کی نماز پڑھنے عیدگاہ میں گیا۔ یہ عیدگاہ شہر شاہجہاں آباد کے حصار سے باہر
بادشاہ نے بنوائی تھی اسکا طول ۲۴ گز اور عرض ۱۸½ گز اور زمین سے ارتفاع ۱۲ گز تھا اسکی پوشش
سنگ سرخ کے تختوں سے تھی مشتمل سات چشموں پر تھی اور اندر کا فرش اور ازارہ اور اسکے باہر چبوترہ
جسکا طول ۹۱ ذراع اور عرض ۵۴ ذراع تھا یہ سب سنگ سرخ کے بنے تھے اور اسکے گرد ایک محجر سنگ
سرخ کا نصب ہوا تھا اور چبوترہ کے آگے ایک وسیع صحن عرض و طول میں دو سو ذراع تھا اور اسکے وسط
میں ایک حوض ۱۸×۱۸ گز تھا اور اسکے دور میں سایہ دار اشجار تھے اسکے گرد چار دیواری تھی جسکے
تین دروازے تھے اور چار برج ہر برج کا قطر پانچ ذراع شرقی دروازہ کے آگے جلوخانہ ۲۰۰×۲۰۰ اسکی

آگے دو رستہ بازار شہر کی دیوار حصار تک کمال خوبی سے آراستہ تھا ڈیڑھ سال میں پچاس
ہزار روپیہ میں تعمیر ہوئی اور آخر ذی القعدہ ۱۰۶۵ھ میں تمام ہوئی۔

سال گزشتہ میں پادشاہ نے اس سبب سے کہ سری نگر کا راجہ پادشاہ کی اطاعت نہیں کرتا تھا
خلیل خاں کو آٹھ ہزار سوار دیکر روانہ کیا تھا کہ راجہ کی تنبیہ کرے اور دون پر قبضہ کرے جب
خان لشکر شاہی کو لیکر چلا تو زمیندار سرمور جو پہلے کبھی پادشاہ کی اطاعت نہیں کرتا تھا اس لشکر شاہی
سے آنکر ملگیا۔ پادشاہ نے اُس کو راجہ سہاگ پرکاش کا خطاب عنایت کیا۔ سرمور ایک کوہستانی
خطہ ۳۰ کوس طول میں اور ۲۵ کوس عرض میں شاہجہاں آباد کے شمال میں ہے اور وہاں پادشاہی
برف خانے بنے ہوئے ہیں اسفندار سے مہر تک (فروری سے ستمبر تک) دارالخلافہ میں برف آتی
ہے جب پادشاہ یہاں ہوتا ہے۔ دھرم راس تک کہار برف کے ڈلوں کو لیجاتے ہیں۔ دھرم راس
جمنا کے کنارہ پر ۱۶ کوس پر ایک مقام ہے مگر سڑک نہایت ہی خراب ہے یہاں برف صندوقوں میں
بند ہوتی ہے اور کشتیوں میں دریا پور میں بھیجی جاتی جو خضر آباد کے پرگنہ میں ہے اور وہ بھی دھرم راس
سے سوا کوس پر ہے۔ پھر یہاں سے کشتیوں میں تین دن رات میں دارالخلافہ میں وہ برف پہنچ جاتی ہے۔

خلیل خاں اور راجہ مذکور اور بعض اور زمیندار اس نواح کے دون پہنچے سری نگر کے حوالی
میں دون ایک قطعہ سرزمین ہے جو ۲۰ کوس طول میں اور پانچ کوس عرض میں ہے اسکے ایک
سرے پر جمنا اور دوسرے سرے پر گنگا ہے اسمیں بہت سے سرسبز و شاداب قصبے و قریے ہیں خان
نے کالی گڈہ کے قریب ایک ہفتہ میں گڈھ بنایا اور ایک منصبدار کو دوسو بندوقچیوں کے ساتھ
اس کا محافظ مقرر کیا اور باقی ہمراہیوں کے ساتھ وہ آگے بڑھا وہ بہادر خاں پور میں آیا
یہ ایک مقام دون میں گنگا جمنا کے درمیان ہے۔ یہاں کی اور اُسکے نواح کی رعایا و کشاورز
پہاڑوں اور جنگلوں اور تنگناؤں میں بھاگ گئے خان نے لشکر کو سب طرح بھیجکر ان نافرمانوں کی
خوب تنبیہ و گوشمالی کی۔ کچھ ان میں سے مارے گئے۔ بہت سے اسیر ہوئے باقی نے اطاعت
اختیار کی لشکر شاہی کو بے شمار مویشی ہاتھ لگے یہاں بھی اس نے ایک مستحکم گڈھی بنائی اور اُسکی

حفاظت منصبداروں میں سے ایک معتمد کو سپرد کی اور پانچسو بندوقچی اُس کے سپرد کیے جسکے سبب
مسافروں کے لیے راہ بے خوف و خطر کھل گئی خلیل خاں یہاں سے آگے بسنت پور میں یا وہ بھی
دودون سے تعلق رکھتا تھا اور کمر کوہ میں قیام کیا اُس نے قصبہ مذکور کے محاذی ایک ورگدھی بنائی
ایک منصبدار کو دوسو پچاس بندوقچی دیکر اُس کی حفاظت سپرد کی یہاں سے وہ سہج پور میں گیا جہاں
رودبار اور چشمے اور پھول اور سبزہ زار بہت تھے یہاں اُس نے ایک پشتہ پر قلعہ بنایا جس کا
محیط ایک ہزار گز تھا اور بلندی ۱۵ گز تھی اس جگہ پہلے بھی قلعہ تھا جسکے کچھ کھنڈر اب تک موجود
تھے۔ یہاں بھی ایک منصب دار کو دوسو پچاس بندوقچیوں کے ساتھ محافظ قلعہ مقرر کیا
گنگا کے کنارہ پر خلیل خاں آیا اور دریا سے عبور کر کے کوہستان میں گیا اور ایک فوج
شاہی اُس نے تھانہ چاندی پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کی وہ سری نگر سے متعلق تھی
مگر دودون کالی گڈھ سے باہر تھی اس اثنا میں خلیل خاں بہادر چند زمیندار کمایوں بھی آن ملا
جب بادشاہ کو خلیل خاں کی عرضداشت سے یہ سارے حالات معلوم ہوئے تو اُس نے
اُسکے لیے خلعت مرصع بجواہر بھیجا اب ان اضلاع کوہستان میں مہم سازی کا موسم نہیں رہا
تھا اور برسات قریب تھی اور دودون پر قبضہ ہو گیا تھا تو بادشاہ نے خلیل خاں پاس حکم بھیجدیا
کہ بالفعل کوہستان میں مہم کا کام ختم کیا جائے اور چیتر بھوج کو دودون و رنا گڑھ اس
زمیندار ہردوار کو تھانہ چاندی حوالہ کر کے ہمارے پاس چلے آؤ خلیل خاں نے حکم کی تعمیل کی۔

میر جملہ خانخاناں اور ملک بنگالہ میں شاہ شجاع سے لڑائی

میر محمد سعید اردستانی اصفہان کی سادات سے تھا ایک الماس فروش تاجر نے
اُس نے ملازم رکھا اور گولکنڈہ میں لایا اور مرنے کے بعد اسی کو اپنا مال اسباب دے گیا۔
اس نوجوان نے اپنی حسن لیاقت سے بحری تجارت میں بڑی دولت کمائی اور ایشیا
کے تمام بادشاہی درباروں میں جانے لگا سلطان عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ
نے اس کی لیاقت اور دولت کے سبب سے اپنا وزیر مقرر کیا اور میر جملہ کا خطاب دیا۔
(یہ لقب اس ریاست میں وزیر کا ہوتا ہی) امور مملکت کا مدار اسی کی رائے پر تھا۔

اُس نے کرناٹک میں سے ایک لایت جسکا طول ایک سو پچاس اور عرض بیس کوس تھا۔ اور چالیس لاکھ روپئے اور الماس کی کانیں تھیں۔ نہایت استوار قلعے مثل گنجی کوٹ و سدھوپ وغیرہ کے تھے اپنی شہامت و کاردانی کے سبب سے فتح کر لیے۔ اب تک اسلاف قطب الملک میں سے کسی کو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہیں ہوا تھا غرض وہ سابق ثروت و لاحق مکنت و ساز و سرانجام سے اس اعلیٰ درجہ پر پہنچا کہ پانچہزار سوار نوکر اپنی ذات سے رکھتا تھا اقران و امثال پر اس کو تفوق ہوا اس سبب سے ایک جماعت اُس سے مخالف ہوئی اس نے عناد و بداندیشی کے سبب سے دولتخواہی کے پردہ میں ایسی نکمی باتیں قطب الملک کے ذہن نشین کر دیں کہ وہ اسکی جانب سے متوہم و منحرف ہو گیا اسکا بیٹا محمد امین قطب الملک کی حضور میں رہتا تھا وہ جوانی و دولت کے سبب سے رعونت کرتا تھا اسکے باپ کو جو فتوح نصیب ہوئیں اُن سے وہ نخوت میں بدمست ہوا اور اپنی حد سے باہر قدم بڑھا ایکدن بدمست دربار میں آیا اور مسند شاہی پر سو گیا اور استفراغ کیا قطب الملک کو اس سے سرگرانی ہوئی اور بے التفاتی ظہور میں آئی میر جملہ کو ایسی فتح عظیم کی عوض میں بہت توقعیں تھیں مگر اس کے برخلاف نتائج ظہور میں آنے لگے تو اُسنے شاہزادہ محمد اورنگزیب سے جو دکن میں صاحب صوبہ ہو کر انتظام کر رہا تھا توسل ڈھونڈا اور التماس کی کہ آپ مجھے بلالیں شاہزادہ نے بادشاہ سے اسکی درخواست کی اس کی استدعا کے موافق بادشاہ نے منشور بھیجا کہ میر جملہ کو منصب پنجہزاری ذات و سوار اور اُس کے بیٹے محمد امین کو منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور قاضی محمد عارف کشمیری کے ہاتھ قطب الملک پاس فرمان بھیجا کہ وہ اسکے اور اسکے متعلقین کے بھیجنے میں کچھ تعرض نہ کرے۔ قطب شاہ نے اس خبر کے سنتے ہی محمد امین کو مع اسکے ہمنشینوں کے مقید کیا اور اس کا سارا مال اسباب صامت و ناطق ضبط کیا۔ اور قلعہ گلکنڈہ میں بھیجدیا بادشاہ نے قطب الملک کے نام فرمان بھیجا کہ جب میر جملہ نے ہمارا دامن دولت پکڑا تو اُس کے بیٹے کو قید کرنا قانون ادب و قاعدہ معاملہ سے نہایت بدنما اور بعید ہے تمکو چاہیے کہ فرمان کے پہنچتے ہی اوسکے بیٹے اور متعلقوں کو حضور میں روانہ کرو اور جو مال و اموال

ضبط کیا ہے سب کو واپس کردو ورنہ بہت مفاسد کلیہ ان مراتب پر ایسے مرتب ہونگے کہ آخر کار وہ تمہاری کل ولایت کے جزئیات میں سرایت کرینگے اور اس تمہاری نافہمی اور بے ادبی سے تمہارے سلسلہ کی تخریب ہوگی۔ سوا ندامت کے تم کو کچھ اور نہیں حاصل ہوگا۔ عنایت خاں نے اپنے شاہجہاں نامہ میں اس طرح لکھا ہے کہ جب مخبروں کی معرفت شاہزادہ اورنگ زیب کو یہ خبر لگی کہ میر محمد امین کو مع اسکے متعلقین کے قطب الملک نے قید کر کے گولکنڈہ بھیج دیا اور اس کا کل مال و اسباب ضبط کیا تو اُس نے ایک مخفی خط قطب الملک کو بھیجا کہ وہ کل قیدیوں کو چھوڑ دے اور کل مال منضبط واپس دیدے اور شاہجہاں کو عرضداشت میں یہ سارا حال لکھکر یہ التماس کی کہ اگر قطب الملک قیدیوں کے چھوڑنے سے انکار کرے تو مجھے اجازت ملے کہ میں قیدیوں کے چھٹانے میں کوشش کروں اس بات میں مسامحہ و مساہلہ جائز نہیں ہے جسکے سبب سے دکن کے اور دولتمندوں کو جرأت نہو اس سبب سے بادشاہ نے قطب الملک و اورنگ زیب کے نام فرامین مذکور جاری کیے۔ بادشاہ نے شائستہ خاں ناظم مالوہ اور بعض اور ناظموں کے نام حکم جاری کیے کہ شاہزادہ کے پاس جلد جائیں۔ اب قطب الملک محمد امین کے قید کرنے اور رہا کرنے میں متامل ہوا۔

محمد اورنگ زیب نے ۸ ربیع الاول سالگذشتہ کو اس طرف اپنے بیٹے سلطان محمد کو بہت سپاہ کے ساتھ رخصت کیا۔ اور سوم ربیع الاول کو وہ خود روانہ ہوا جب سلطان ملک محمد نے ملک میں تاخت و تاراج شروع کی اور قطب الملک کو تنگ کیا تو وہ بیدار ہوا اس نے ایک عرضداشت عزیز بیگ گرز بردار کے ہاتھ بھیجی اور اپنی تقصیرات کا عذر اور متابعت کا اظہار کیا اور محمد امین کو مع اس کی والدہ کے روانہ کیا مگر ان کا مال و اسباب واپس نہ کیا۔ حیدرآباد سے بارہ کروہ پر یہ دونوں شاہزادہ سلطان محمد کی خدمت میں آئے حیدرآباد گلکنڈہ سے تین کروہ پر محمد قلی قطب الملک نے آباد کیا تھا جس میں سلطان محمد آیا تو قطب الملک اُسکے آنے کی خبر کو سُنکر بیقرار ہوا اپنے فرزندوں کو گلکنڈہ بھیجا وہاں اس کا اندوختہ تھا خود پنجم ربیع الاول کو حیدرآباد سے بھاگ کر قلعہ مذکور میں گیا یہاں جواہر و مرصع آلات

وطلا آلات ونقرہ آلات وزر نقد پہلے بھیج چکا تھا اب باقی جو کچھ رہا تھا اُس کو اپنی ساتھ لیا اور
جن اشیا مثل قالی وچینی آلات وغیرہ کے اُٹھانے کی فرصت نہ ملی ان کو اپنی حویلی میں چھوڑا اور
پانچ چھ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے تفنگچی لڑائی کے لیے مقرر کیے اور اُن کے سردار موسیٰ خاں محلدار
و تولک چی بیگ و مظفر لودھی و میر ابراہیم بنائے۔ دوسرے روز سلطان محمد نے حسین ساگر کے
کنارہ پر حیدرآباد کے نزدیک لشکر گاہ بنایا سلطان محمد کی خدمت میں محمد ناصر فرستادہ
قطب الملک نے جواہرات و مرصع آلات سے بھرا ہوا صندوقچہ نذر گزرانا اسی حال میں قطب الملک
کی فوج نمودار ہوئی اُس نے شوخی شروع کی سلطان محمد نے اس خبر کے سنتے ہی بے محابا اُس پر
حملہ کیا۔ حملہ اول ہی میں اُن کو دیوار بند شہر تک بھگا دیا اور ایک جمع کثیر کو مقتول اور مجروح
کیا۔ محمد ناصر کو قید کیا دوسرے روز شہر کو اپنے تصرف میں لایا۔ اس اندیشہ سے کہ اس ہجوم
عام میں مبادا غارت گر لوٹنا شروع کریں اور قطب الملک کا مال اور وہاں کے
باشندوں کے اموال لٹ جائیں اور وہاں کی عمارات کہ سراسر چوب کی ہوتی
ہیں اور ان میں آگ جلد اثر کرتی ہے آگ نہ لگ جائے۔ ہادی داؤد خاں و محمد امین پسر
میر جملہ و محمد طاہر و محمد بیگ میر آتشی کو متعین کیا کہ عمارات کو آگ سے اور شہر کو لوٹیروں کی
دست اندازی سے بچائیں۔ قطب الملک کے مال کو حویلی میں دیکھ بھالکر مقفل کریں اس شہر میں
آگ لگنے کا بڑا خوف تھا اس سے چند سال پہلے ایک رات کو محمد قلی قطب الملک کے گھر میں شمع
لو سے ایک ایوان میں آگ لگی وہ فوراً چھت میں جا پہنچی اور ایسی بھڑکی کہ عمارات مذکور کو اور اطراف
کے گھروں کو خاکستر کیا اور مہینے تک مشتعل رہی اُسکے بجھانے میں جتنی کوشش کیجاتی تھی
اتنی ہی اور زیادہ بھڑکتی تھی۔ اسی تاریخ قطب الملک کی جانب سے سلطان محمد کی خدمت
میں حکیم نظام الدین آیا اور جواہر و مرصع آلات کا صندوقچہ اور دو زنجیر فیل باساز و نقرہ و چہار اسپ
بازین طلا لایا اور نذر دیئے۔ قطب الملک میر جملہ کے اموال کے ارسال میں کوتاہی کرتا تھا
اسلیے یہ مقرر ہوا کہ جبتک وہ مال بھیجے حکیم نظام الدین قید میں رہے۔ قطب الملک نے میر جملہ کے

اسباب میں سے گیارہ ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور کچھ اشیار بھیجیں اگرچہ قطب الملک ظاہر میں طریقہ مدارا کا سلوک رکھتا تھا اور سب قت اطاعت اظہار کرتا تھا لیکن اپنی مصلحت کے لیے ہمیشہ قلعہ کے استحکام اور اسباب رزم کے تہیہ میں کوشش کرتا تھا اور متواتر نوشتجات عادلخاں والی بیجاپور کو کومک کی طلب میں بھیجتا تھا شاہزادہ اورنگ زیب یہ حالات دیکھکر سولہ روز میں حیدرآباد میں آیا اور ہاتھی پر سوار ہوکر دو قلعہ کے دیکھنے کو گیا جو حیدرآباد سے تین کروہ جریبی تھا۔ اس اثنا میں اسکی برابر آنکہ ہزار سواروں اور بارہ ہزار پیادوں نے صف آرا ہوکر تیر بان و تفنگ چلانے شروع کیے اور قلعہ نشینوں نے بھی توپ تفنگ چلائے۔ ہنگامہ مقاتلہ و مجادلہ گرم ہوا لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی شاہزادہ نے اپنے کیمپ میں آنکر لشکر کو قلعہ کے محاصرہ کے لیے جابجا متعین کیا اور انکی مورچال مقرر کیے مورچال سے بہادروں نے اہل قلعہ کو تنگ کیا ۲۲ر کو قطب الملک نے چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات کے اور تین فیل باساز نقرہ و پنج اسپ با ساز طلا میر فصیح کے ہاتھ بھیجے اور عرض کیا کہ میں اپنی والدہ کو مع پیشکش و استغفار جرائم کے لیے بھیجتا ہوں اس سبب سے کہ وہ کئی دفعہ جنگ کا مرتکب ہوا تھا اور نافرمانی کرچکا تھا میر مذکور کو دربار میں نہ بلایا اور اشیار کے لینے میں درنگ کیا مگر مورچلوں کے آدمیوں کو منع کردیا کہ توپیں قلعہ پر نہ ماریں ایک جمع کثیر سمت شمالی سے بسرداری جبار بیگ نمودار ہوئی اور اس نے اپنے پیشہ معہودہ کے موافق بدرگی گری شروع کی جس سے بادشاہی لشکر کو تشویش ہوئی دوروزان سے شاہزادہ لڑا اور ہر روز ان کو شکست دی اور آدمی مجروح و مقتول و اسیر کیے۔ بادشاہی لشکر کے آدمی بھی مارے گئے شیخ منیر و محمد بیگ میر آتش زخمی ہوئے۔ ہفتم جمادی الثانی کو سلطان محمد پاس بادشاہ کی طرف سے منشور ہفت ہزاری دو ہزار سوار کا اور دوسرا فرمان قطب الملک کی عرضداشت کے جواب میں آیا۔ بادشاہی لشکر نے دمدمے اور سرکوب مع رچال ایسے بنائے تھے کہ ناچار قطب الملک کو پناہ مانگنی پڑی میر احمد و میر فصیح کو کچھ

پیشکش کے ساتھ بھیجا اور تقصیر کی فروگذاشت کی اور لشکر کے بازداشت کی درخواست کی بعد
بہت سی رد و بدل و گفتگو کے ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ سنوات گزشتہ کی پیشکش کی بابت
ایک کروڑ روپیہ دے اور اپنی بیٹی کا نکاح سلطان محمد سے کرے میر جملہ کا باقی اسباب واپس کرے۔
خافی خاں اس واقعہ کو یوں لکھتا ہے کہ جب قطب شاہ نے باوجود پیہم فرامین و نشان پہنچنے کی اطاعت
نہ کی اور مقیدوں کو نہ چھوڑا تو اورنگ زیب نے اوائل ربیع الاول ۲۹ سنہ جلوس کو سلطان محمد کو بہت
سے لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا ایک روایت یہ ہے کہ اورنگ زیب نے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی
سے محمد سلطان شادی کرنے بنگالہ جاتا ہے اور میں خود شکار کو جاتا ہوں اور وہ قندھار کی طرف چلا۔
جب ولایت گلکنڈہ میں سلطان محمد اس طرح بے خبر آ گیا تو ابتداءً عبداللہ قطب شاہ کی ضیافت کی
تیاری کی فکر میں ہوا مگر جب ہراول مع مصالح و استعداد جنگ قریب آئے تو وہ بادۂ غفلت
کی مستی سے بیدار ہوا اور اپنے کاروبار میں سراسیمہ ہوا اور سوائے اطاعت کے مآل کار میں کوئی فائدہ نہ جانا
محمد امین کو مع اسکی والدہ اور بعض اجناس کے سلطان محمد پاس بھیجدیا۔ فرمان پادشاہ و نشان شاہزادہ
اورنگ زیب کے جواب میں اور شاہزادہ کی خدمت میں عذر جو ناممسوع روپیہ کا رسے دور تھے لکھے محمد امین
جب شاہزادہ پاس آیا تو مالش زیادہ کی قطب الملک پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی نے سرحد کے اکثر پرگنات
کو پائمال کیا اور اطراف پر تسلط پایا اور سلطان محمد گلکنڈہ سے تین کروہ پر آ گیا ہے۔ ساری مرز بوم میں
ایک تزلزل پڑ گیا۔ عبداللہ شاہ کے پاؤں اکھڑے۔ شہر حیدرآباد کو چھوڑا فرزندوں و اہل و عیال و
مال و خزانہ و جواہر جو کچھ ایک دم میں قلعہ گلکنڈہ میں پہنچا سکا پہنچا دیا۔ اجناس سنگین مثل قالین و چینی آلات اور
اقمشہ قطب شاہ و امراء و تجار اس قدر شہر اور حویلیوں میں رہا جو اندازہ حساب سے باہر تھا۔ اگرچہ ان حویلیوں کی
محافظت کے لیے پانچ ہزار سوار و چند ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسیٰ محلدار متعین کیے تھے مگر آخر کار
سارا مال لٹ گیا۔ تاراجیوں کی زد و خورد کی ابتدا میں محمد ناصر جو میر جملہ کے مضرت حال کا مادہ فساد
تھا پادشاہزادہ کی خدمت میں آیا اور تاراج کے منع کے لیے عرض کیا اس ضمن میں سلطان محمد کے
آدمی اطراف میں دست اندازی کرنے گئے اور عبداللہ شاہ کے سوار اور برقنداز انکی ممانعت میں

شوخی میں مشغول ہوئے صدائے دار و گیر بلند ہوئی اور قطب شاہ کے آدمی مغلوب مقتول و زخمی ہوئے۔ سلطان محمد کا خیمہ حسین ساغر (ساگر) پر تھا اور سلطان کے کان میں زد و خورد کی آواز پہنچی تھی تو اُس نے محمد ناصر کو مع ہمراہیوں کے مقید کیا اور اموال قطب شاہ کے ضبط کے لیے اور مال رعایا کی حفاظت کے واسطے تاکید فرمائی محمد بیگ کو ایک جماعت ساتھ آگ لگانے سے منع کرنے کے لیے اور غارت گردں کی تاکید کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ بعض محلوں کے جلنے کے بعد باقی شہر آگ سے محفوظ رہا لیکن مال کی لوٹ سے لوٹیروں کا ہاتھ کوتاہ نہ ہوا۔

آداب عالمگیری سے جو قطب شاہ کے نام اورنگ زیب کے خطوط کا ایک سلسلہ تحریرات ہی اُس میں سے ایک خط ہم نقل کرتے ہیں جس سے خافی خاں کا بیان بالکل غلط ثابت ہوتا ہی یہ قطب الملک بالقابہ بہ عنایات علیہ و توجہات سنیہ مسرور و مبتہج گشتہ بداند کہ چوں اعلیٰ حضرت از روے ذرہ پروری و قدردانی سیادت و نجابت مرتبت میر محمد سعید را در سلک بندہاے درگاہ سلاطین پناہ انسلاک بخشیدہ بعنایت منصب پنجہزاری و پنجہزار سوار سرافراز و سربلند گردانیدہ اند حکم جہان مطاع عالم مطیع شرف نفاذ یافتہ کہ معتمد درگاہ آسمان جاہ قابل العنایت و الرحمت قاضی عارف کہ فرمان طلب میر مذکور از پیشگاہ معلی تعین گردیدہ کہ او را باپسر و انبار عش بحضور پر نور اقدس بیاورد و در نیولا از عرائض سیادت و نجابت پناہ میر عبداللطیف بمسامع علیہ رسیدہ کہ آں قطب سماوی شوکت و ابہت باوجود اطلاع بر قدسی مضامین نشان عالی شان کہ بہ میر محمد امین خلف میر مشار اللہ صادر شدہ بود موی الیہ آں حرز بازئے دولت را رونے کہ بقید در آمدہ بانشاں نمودہ از سوراد شاندنشیدہ او را با متعلقان بقلعہ گلکندہ فرستادہ بضبط اموال آنہا پرداختہ اند و دست تعدی و تطاول بہ توابع و لواحق میر مذکور دراز ساختہ جمعیتے بر سر او نیز فرستادہ بنابراں امر جلیل القدر زینت صدور می باید کہ بوقوع ایں جرأت و جسارت کہ مخالف قانون عقیدت و ارادت است از ال حشمت و ایالت دستگاہ بعنایت بعید نمودہ ائیتے کہ از وخامت عاقبت ایں حرکت غفلت نورزیدہ اصلاح تجویز آں نمی نمود ند اکنوں باید کہ بمجرد آگہی بر مضمون آں دیباچہ صحیفہ عزت و کرامت

کہ فی الحقیقت منطوق بر لیغ معلے است پسر محمد سعید را با متعلقان او و تمامی اموال آنہا از نقود و جواہر
و افیال کہ دریں ایام بضبط در آوردہ اند مصحوب ملازم سرکار نامدار کہ حامل نشان خجستہ عنوان
است بہ بارگاہ اقبال بفرستند و پس از رسیدن قاضی موی الیہ و وصول منشور لامع النور کہ بآں عمدۂ مخلصان
جناب خلافت مآب پیرایہ ورود گرفتہ میر معز الیہ را عزیمت درگاہ خواقین سجدہ گاہ مانع نہ گردند
و امتثال حکم ارفع اعلی را متضمن سعادت دو جہانی انگاشتہ و از کردۂ خویش ندامت گزیدہ باستعفائے
تقصیرے کہ از شامت نا دولتخواہان عاقبت نہ اندیش واقع شدہ بپردازند و کار را بجائے نرسانند کہ
فی الحال تدارک آں بر ایشان دشوار گردد و پشیمانی سود ندہد چہ اگر آن مرز کہ دائرہ نیک اختری چشم
بصیرت از جادہ صواب پوشیدہ طریق اطاعت و فرمانبرداری سلوک ندارند و در وادی
نقض عہد بادی شدہ غاشیہ بندگی را از دوش سعادت انداختہ مطابق فرمودہ عمل نہ
نمایند بموجب حکم گیتی مطاع لازم الاتباع فرزند سعادتمند محمد سلطان را تعین
خواہیم فرمود کہ بگلکندہ رسیدہ دمار از روزگار سکنۂ آن دیار برآوردہ و غبار آں
مرز بوم را بسم خارہ فرسائی بادپایان فیروزی عنان بہ بند روۂ سپہر دوار رسانیدہ پنبہ غرور و
پندار از گوش اہل غفلت بروں آوردہ سزای کفران نعمت درکنار ناحق شناساں گذارد
یقین کہ آں زبدہ اماجد کرام کہ دریں مدت بوسیلہ حسن ارادت و صدق عبودیت بمراتب
رفیعہ دولت و ابہت فائز گردیدہ محسود امثال و اقران اند از شاہراہ صلاح و
نجاۃ انحراف نجستہ در تہیہ اسباب دشمن کامی و بد سر انجامی خود سعی نخواہند نمود و بفکر مآل
اندیش ہمداستان گشتہ باستقبال ادبار و نکبت خویش بقدم استعجال نخواہند شتافت الا
ہر چہ بیند از خود بیند یہدی اللہ بنورہ من یشاء و السلام علی من اتبع الہدی۔
اس خط میں قطب الملک کو اورنگ زیب نے سلطان محمد کے بھیجنے کے لیے صاف صاف
لکھا اس کی نسبت یہ کہنا کہ یہ شہرت دی کہ سلطان محمد کو بنگالہ شادی کے لیے بھیجتا ہوں
اور حیدرآباد بھیجدیا محض افترا اور بہتان ہے الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ میں

خافی خاں کی اس جھوٹی روایت کو جس طرح لکھا ہے نقل کرتا ہوں۔ اول اس واقعہ کی بنیا نی
یہ لکھی ہے کہ اورنگ زیب کا حملہ دغا بازی سے حیدر آباد پر جنوری ۱۶۵۶ء مطابق ربیع الاول
۱۰۶۶ھ اسکے نیچے وہ لکھتے ہیں کہ شاہجہاں نے نہایت پیچ و تاب کھا کر اورنگ زیب کو لکھا
کہ ہمارے حکموں کی تعمیل تلوار کے زور سے کرائی جائے اورنگ زیب اس نتیجہ کے انتظار میں
بیقرار بیٹھا تھا اس حکم کے پہنچتے ہی اسکی پوری تعمیل میں چستی و چالاکی سے مصروف ہوا۔ اسکو
اس طرح سرانجام دیا کہ جو اُسکی مکار طبیعت کا مقتضا تھا۔ اُس نے کچھ زیادہ عداوت ظاہر
نہیں کی مگر اپنے بیٹے سلطان محمد کو منتخب فوج کے ساتھ بہانہ بنا کے چلتا کیا کہ وہ اُسکے بھائی
شجاع صوبہ دار بنگالہ کی بیٹی سے شادی کرنے کے لیے جاتا ہے اورنگ آباد سے بنگالہ کو ایک
راہ چکر کی مسلی پٹم کے پاس سے جاتی تھی جسمیں گونڈوانہ کے جنگل نہیں پڑتے تھے اور اس راہ پر
جانے سے ضرور تھا کہ حیدر آباد دارالسلطنت ولایت گلکنڈہ کچھ تھوڑے فاصلہ پر رہ جائے۔ اس
راہ پر سلطان محمد کے آنے سے عبداللہ قطب شاہ اس کی ضیافت کا فکر کر رہا تھا کہ یکایک اس کو
سلطان محمد نے دشمن کی طرح آنکر گھیر لیا اور ایسا سراسیمہ کیا کہ اس کو فقط اتنی فرصت ملی کہ
وہ اپنے بھاری قلعہ گلکنڈہ میں چلا گیا جو شہر سے ۶ یا ۸ میل ہے۔ اب حیدر آباد مغلوں کے چنگل
میں آیا۔ پہلے اس سے کہ فوج کا انتظام ہو آدھا شہر جل اور لٹ گھٹ گیا۔ الفنسٹن صاحب
نے خافی خاں کی اس جھوٹی روایت کو غلطی سے سچ جانکر اپنی طرف سے اُسپر یہ حاشیہ اور
چڑھایا کہ اورنگ آباد سے بنگالہ تک مسلی پٹم کے پاس سے ایسی راہ بتائی کہ جسمیں گونڈوانہ
کے جنگل نہ پڑیں اور حیدر آباد لشکر کے قریب آئے۔

خافی خاں آگے اس واقعہ کا بیان اسطرح لکھتا ہے کہ اس اثنا میں عبداللطیف حاجب اورنگ زیب
کہ گلکنڈہ میں تھا ہوبی محلدار کے ہاتھیوں کو اور اسباب کو لیکر آیا اور حکیم نظام الدین علام عبداللہ
قطب شاہ اسکے ہمراہ تھا دونوں سلطان محمد کی خدمت میں گئے اور صندوقچہ جواہر مع دو فیل و دو اسپ
با ساز و طلا و نقرہ اپنی طرف سے پیش کیے سلطان محمد نے محمد امین پسر میر جملہ کو حکم دیا کہ محافظ آدمیوں

کی ایک جماعت کو لیجا کر گھوڑوں اور اونٹوں اور چارپاؤں اور قطب شاہ کے گھوڑوں کی جو حویلی میں ہیں
فہرست لکھوا ور اُنپر معتمد آدمیوں کی چوکی مقرر کردا ور یہ بھی فرمایا کہ میر جملہ کا جتنک سارا مال نہ آجائے
حکیم نظام الدین کو بھی محمد ناصر کے ساتھ قید رکھو پھر قطب شاہ نے دو ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور قدرے
جواہر اور اور اشیاء میر جملہ کو بھیجیں اور اظہار ندامت و عذر خجالت کا پیغام دیا بعض آدمیوں نے یہ بھی
کہا کہ عبداللہ شاہ نے عادل شاہ اور زمینداران نواح کے پاس کومک امداد و معاونت کے
لیے نوشتے دیکر آدمیوں کو دوڑایا ہے اور برج و بارہ کے استحکام میں مشغول ہوا ہے یہ رنگ دیکھکر
اورنگ زیب بھی گلکنڈہ سے ہٹ میر جملہ میں آٹھ کروہ پر آگیا۔ دوسرے روز سوار ہو کر اطراف قلعہ
میں مورچالوں اور خیمہ دولت کے مقام کرنے کے لیے آیا اسوقت خبر آئی کہ سات آٹھ ہزار سوار
اور دس بارہ ہزار پیادے برقند از بسرداری موسی خاں اطراف لشکر میں شوخی کر رہے ہیں اور
قلعہ کے اوپر سے توپ تفنگ و بان متصل چل رہے ہیں سلطان محمد کو اورنگ زیب نے پیغام بھیجا کہ افواج
کو ساتھ لیکر بائیں طرف مستعد ہو اور اس طرف کے مفسدوں کو دفع کرے دکھنیوں کے مقابلہ
میں ہر طرف پادشاہی لشکر بہادری کرتا تھا۔ شام تک لڑائی رہی اور شاہزادہ کے آدمیونکی ایک
جماعت کشتہ و زخمی ہوئی اور قطب شاہ کے بعض کام کے آدمی کام میں آئے اور زخمی ہوئے۔
سلطان محمد نے اپنے خیمہ میں آنکہ عشاء کی نماز پڑھی اور اپنے زخمی نامی نوکروں کے مرہم پٹی میں مشغول
ہوا۔ دوسرے روز اطراف کے مورچال پر اپنے امیروں کو مقرر کیا۔ مرزا خاں و کاظم خاں و
کیسر سنگھ اور اور امیر نقب کھودنے اور مورچال بڑھانے میں مصروف ہوئے۔ اسوقت قطب شاہ
نے میر فصیح کو اور اُسکے ساتھ چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات و اشیاء و دو سہ زنجیر فیل نامی کلاں
اور چند اسپ با ساز و طلا وغیرہ بھیجے اور معروض کیا کہ عفو جرائم کی التماس کے واسطے
میں اپنی ماں کو مع لائق پیشکش کے بھیجتا ہوں قطب الملک کی اس التجا کے بعد شاہزادہ نے لشکر کو
مورچال کے بڑھانے اور توپوں کے چلانے کو منع کردیا مگر میر فصیح کو بار ملازمت نہ دیا
اور اشیاء مرسولہ کو قبول نہ فرمایا۔ تیسرے روز ایک جمع کثیر ہمراہ جبار بیگ خراسانی

اور نوکران قطب شاہی مرزا خاں کے مورچال کی طرف نمودار ہوئے۔ اس طرف سے آدمی خبردار ہوکر بسرداری مالوجی دکھنی مرزا خاں کی مدد کو پہنچے۔ طرفین سے خوب دو خورد ظہور میں آئی دونو طرف سے آدمی زخمی وکشتہ و اسیر ہوئے ایک فیل اور کئی اسیر اورنگ زیب کے پاس بادشاہی آدمی لائے میر جملہ کرناٹک میں تھا اسکے نہ آنے کے واسطے میر عبداللطیف کو بھیجا اس ضمن میں عرض ہوا کہ سات آٹھ ہزار سوار اور بیس ہزار برقنداز کرناٹکی جنوب کی طرف معرکہ آرا ہوئے خود بدولت سوار ہوکر اس فوج کے مقابلہ میں گئے طرف ثانی کے آدمیوں نے قلعہ کے اوپر سے بندوق اور بان مارنے اور توپ تفنگ چھوڑنے اور سنگ پھینکنے اور آتشباری میں مشغول ہوئے طرفین سے صدائے دار و گیر بلند ہوئی بادشاہی جوانوں نے قلعہ کی آتشباری کا کچھ خوف نہ کیا جان نثاری پر مستعد ہوئے خصوص شیخ میر محمد بیگ میر آتش نے دادمردانگی دی دکھنیوں کو پرے ہٹا دیا اور ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اور قلعہ کے آدمی مغلوب ہوئے پھر اُنھوں نے مقابلہ و مقاتلہ پر اقدام نہیں کیا انکے سردار سید مظفر و جبار بیگ و شرزہ خاں بھاگ گئے شیخ میر محمد بیگ بادشاہی نامی آدمی تیر و تفنگ سے زخمی ہوئے۔ بادشاہزادہ کے مخالفوں نے اُنکے سدراہ ہونے کے لیے سپاہ مقرر کی اور خود ڈیرہ میں تشریف لے گیا دوسرے روز زمیندار چاندہ مدد کو آگیا۔ مرزا احمد قطب شاہ کا داماد سلطان محمد کی خدمت میں آیا اور عفو تقصیرات کے لیے ملتجی ہوا۔ جواہر و فیل جو وہ ہمراہ لایا تھا وہ شاہزادہ نے قبول نہیں کیے ان کو انفصال معاملہ پر موقوف رکھا اس فرصت میں شائستہ خاں و افتخار خاں و نصیر خاں افواج شاہی سے ملے۔ اُنھوں نے سابق کے مورچلوں کو بدل کر از سر نو جابجا اعلی امیراں کار دیدہ کو مقرر کیا اس ضمن میں قطب شاہ کی عرضداشت کے جواب میں بادشاہ کو فرمان اُسکی عفو تقصیرات کے باب میں آیا۔ شاہزادہ نے اس فرمان کو انفصال مقدمہ تک مخفی رکھا اسکے افشا میں مصلحت نہ دیکھی لشکر شاہی نے مورچال کو بڑھا کر اہل قلعہ کو تنگ کیا قطب شاہ کے آدمی ہر روز بامید بندگی شاہزادہ کی ملازمت میں آنے لگے

قطب الملک کا حال بڑا پریشان ہوا۔ میر احمد و میر فصیح کو وسیلہ بنا کر دوبارہ بھیجا اور عرض کیا کہ میں سابق کے اطوار ناہنجار کا عذر کرتا ہوں اور جو کچھ حکم ہوا سکے موافق پیشکش باقی سابق و حال پیش کرنے کو حاضر ہوتا ہوں اور سلطان محمد سے اپنی بیٹی کے نکاح کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور میر حملہ کے دس ہاتھی اور اور اسباب ظروف طلا و نقرہ بھیجے اور سلطان محمد کو جو منصب بادشاہ نے عنایت کیا تھا اُسکی مبارکبا دلکھی اور دو ہاتھی اور چار گھوڑے مع ساز طلا و نقرہ بھیجے اور پھر دوبارہ درخواست کی کہ حکم ہو کہ میں اپنی ماں کو مع لوازم نسبت بھیجوں اورنگ زیب نے شائستہ خاں کو مامور کیا کہ وہ اُسکی طرف اور سلطان محمد کی طرف سے استمالت نامہ لکھے۔ غرض والدہ قطب الملک اورنگ زیب پاس آئی اور قطب الملک کے جرائم معاف ہوئے اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس پیشکش حال تجویز ہوئی اور سابق کی باقی پیشکش کا وعدہ ٹھیرا کہ دو سال میں بہ اقساط ادا کی جائے والدہ قطب الملک نے نسبت کی تاریخ مقرر کر کے قلعہ میں مراجعت کی مصالحہ کی شہرت کے سبب سے مورچالوں سے آدمی اپنے مکانوں میں خاطر جمعی سے آنے جانے لگے ان دنوں میں میر اسد اللہ بخاری عرف میر میران کسی بے وسوسہ کے کسی ضروری جا جاتا تھا کہ اس پر زنبورک کا گولہ قلعہ کے اوپر سے آنکر لگا اور اس کا کام تمام ہوا۔ اور اسکے سوا اطراف سے دکنیوں کی ایک جماعت کثیر مصالح جنگ کے ساتھ مدد کیلیے آئی تھی اور گلکنڈہ کا کوتوال لنکے لینے کو گیا تھا اس کو صلح کی خبر نہ تھی اُس نے دس کوس پر شاہی مردم کہی پر دست تعدی و غارت دراز کیا سپاہ ہمراہ دفع مضرت میں مشغول ہوئی۔ آتش جنگ مشتعل ہوئی یہاں تک نوبت پہنچی کہ شائستہ خاں اور اور امرا کا سارا لشکر قریب چھ سات ہزار سوار اور بہت پیادوں کے لڑائی کے قصد سے مردم کہی کی مدد کو بغیر شاہزادہ کی اطلاع کے پہنچ گیا ہر ساعت شعلہ دار و گیر بلند ہوتا گیا۔ ہر چند طرفین کے سردار اس فساد کے

منع و دفع میں کوشش کرتے تھے مگر اس کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا آخر روز تک دونوں طرف سے
ایک جمع کثیر کی جان گئی اور تمام رات ہاتھی گھوڑے کارزار کے لیے تیار رہے اور دوسرے
ایک دوسرے پر تفنگ مارتے تھے ابھی صلح نہ ہوئی تھی کہ پھر بازار کارزار گرم ہوا قطب الملک
کی طرف سے آنکر پے ہم سردار و شتر سوار و اسپ اراس فتنہ کی دفع کے لیے جاتے تھے لیکن سپاہ
لڑائی سے باز نہ آتی تھی۔ ہر بار دکھنی مغلوب ہوتے تھے اور پھر جمع ہوکر کارزار پر مستعد
ہوتے تھے دوسری رات تک پادشاہی آدمی بہت مارے گئے مگر ان سے زیادہ دکھنیوں کے
آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ جنگ قائم تھی بعد ازاں جابجا وہ متفرق ہوئے۔ اس حالت
میں خبر آئی کہ میر عبداللطیف جو میر جملہ کو لینے گیا تھا گلکنڈہ کے قریب آگیا ہی پادشاہزادہ کے
حکم سے قاضی عارف وہ فرمان اور خلعت کہ پادشاہ نے اُسکے لیے بھیجا تھا اُس پاس لیکر گیا اور
اُسکو پادشاہزادہ سے ملنے کی رہنمونی کی میر جملہ نے استقبال کیا اور قاعدہ وال ہند کے
موافق فرمان لیکر اور خلعت پہنکر اپنے خیمہ میں گیا۔ شاہزادہ سے ملاقات کا وقت مقرر ہوا
میر شمس الدین اور ملا توحی اُسکے استقبال کو گئے اور پادشاہزادہ پاس لائے دستور کے موافق ملاقات
ہوئی۔ شاہزادہ خلوت میں لے گیا مصلحت کے کلمے کلام ہوئے اور اُسکو رخصت کیا۔ دوسرے
روز حکم دیا کہ حصار قلعہ کے نیچے سے مورچے اُٹھائے جائیں۔ قاضی میر عدل کو شیخ نظام کے
ہمراہ عقد نکاح کے لیے قلعہ میں بھیجا قطب الملک نے اسکا استقبال دروازہ تک کیا اور فرستادوں
کو اچھے مکان میں اُتارا جو شادی کی رسمیات ہوتی ہیں وہ عمل میں آئیں۔ دوسرے روز بعد
فراغ عقد قاضی کو ہمراہیوں کے رخصت کیا جو دہ لاکھ روپیہ کے جواہر مع اور لوازم کے
اور سرکار رام نگر کہ سرحد برار و بیدر میں واقع ہیں۔ قطب الملک نے بیٹی کے جہیز میں دیئے اور
اسکو رخصت کیا اور آخر جمادی الاولی میں رزم کی معرکہ آرائی بزم کی مجلس فروزی سے مبدل ہوئی شادی
کے انفراغ کے بعد شاہزادہ نے پادشاہ کا فرمان جو قطب الملک کے لیے آیا تھا اس پاس بھیجا اس نے اسکا
استقبال کیا اور شرط آداب بجالاکر اسکو لے لیا بعد اسکے اورنگ زیب میر جملہ کے گھر تشریف

تزویج پادشاہزادہ سلطان محمد کا قطب الملک کی بیٹی سے نکاح ہونا

دے گیا اُس نے ایک قطعہ الماس ناتراشیدہ اور دو لعل و نو زمرد و شصت دانہ مروارید ایک نیلم و پنج فیل نر و یک ماده یا زیں طلا و یراق نقرہ و پنج اسپ پیش کش میں دیئے اور انکے سوا سلطان محمد و سلطان معظم کو پیشکش دیں اوائل رجب میں اورنگ آباد کی طرف کوچ کیا اور شائستہ خاں و امرا و زمینداروں کو جو اطراف اور صوبجات سے کمک کے لیئے آئے خلعت و جواہر وغیرہ دیکر اپنے اپنے مکانوں کو رخصت کیا۔ شاہ بیگ خاں کو تیس ہزار سواروں کے ساتھ پیش کش کے وصول کرنے کے لیئے اور ملک کی حفاظت کے لیئے سرحد پر چھوڑا کہ واقعہ طلب لشکری اور مفسد فساد نہ مچائیں۔ اس اثنا میں بادشاہ کا فرمان منصب پنجہزاری چہار ہزار سوار و خطاب معظم خاں و خلعت خاصہ کا میر جملہ کے لیئے گرز بردار لایا معظم خاں آداب بجالا کر بادشاہزادہ کی ہمراہ ہوا اورنگ آباد میں شاہزادہ اوائل شعبان میں داخل ہوا قطب شاہ کی عرضداشت ندامت اور پریشانی کی پہنچی بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ بابت تفاوت نرخ وغیرہ کل پیشکش سابق و حال میں سے معاف کر دیا۔

بادشاہ نے سُنا کہ محمد امین متصدی بندر سورت جمع مال اور دیگر ابواب کی تشخیص میں ظلم و تعدی کرتا ہے اس کو جاگیر و منصب سے برطرف کیا گرز بردار مقرر کر کے اسکو طلب کیا۔ جب وہ آگیا تو حکم ہوا کہ سر دیوان اسکی آستین میں سانپ چھوڑ دیں اسکی وکلا نے ہر چند کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا نوبت یہاں تک آئی کہ متصدیوں نے بادشاہ بیگم سے جسکی تنخواہ میں بندر سورت تھا اسکی شفاعت کے لیئے رقعہ بادشاہ کے نام حاصل کیا جب بادشاہ کے مطالعہ میں رقعہ خاص آیا تو اُس کو قید کا حکم دیا اور محل میں بے دماغ داخل ہوا اور بیگم کو اُس نے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ بندر سورت نور چشم کے اقطاع میں ہے رعیت و مالگزار ملک کی آبادی اور مزید خزانہ و افزونی لشکر کے سبب ہوتے ہیں تو میری بیٹی ہو کر اس ناپاک کی سفارش پر باوجود اس بدنامی کے راضی ہوئی۔ اُس نے تشخیص مال میں ایسی سختی کی کہ ادائے محصول کے لیئے رعایا نے ناچار ہو کر اپنے خرد سال اطفال کو نصرانیوں کے ہاتھ فروخت کیا سورت میں ساتوں اقلیم کے آدمی آتے ہیں جب اطراف میں بادشاہوں کو یہ خبر پہنچیگی تو ہماری

محمد امین متصدی بندر سورت اور شاہجہاں کی عدالت

بدنامی علاوہ خدا کی ناخوشنودی کے ہوگی جب بیگم کو اس ظالم کی بیداد پر اطلاع ہوئی تو وہ اُسکی شفاعت سے باز رہی بادشاہ نے دوسرے روز پھر محمد امین کو بلا کر ما رگیر ہونے کا حکم دیا پھر راجہ رگناتھ نے کہ نیابت وزارت کا کام کرتا تھا بہت عجز وزاری سے اسکی شفاعت چاہی اور عرض کیا کہ جو اس ظالم کی شفاعت چاہے اول وہ سزاوار عقوبت ہے لیکن حق رعایا کا بابت سارو پیہ جسکی نالش ہے اُسکے ذمہ ہے وہ طلب کیا جائے اور جب تک اُسکے قتل میں تامل کیا جائے کہ مظلوموں کا زر اور مطالبہ سرکاری وصول ہو حکم ہو جائے کہ جب ستم رسیدوں کا حق اور زر بادشاہی وصول ہو جائے تو پھر اُس کو اعمال کی سزا دیجائے بادشاہ نے اسکی التماس کو قبول کر لیا اور حکم دیدیا کہ اسکو راجہ رگناتھ کے حوالہ کریں کہ حق رعایا کی تحقیق بغور کرکے اُس سے روپیہ لے اور انکو دے اس طرح بادشاہ کا غصہ فرو ہوا اور ایک آدمی کی جان بچی اس نے سزاول شدید اور واقعہ نگار روشنضمیر متصدی مشورت مقرر کیے کہ وہ ستم رسیدوں کا حق ادا کرے۔ اس بادشاہ کی ایسی عدالت کی باتیں بہت مشہور ہیں۔

میر جملہ بادشاہ کے نزدیک آیا۔ بادشاہ نے دانشمند خاں کو استقبال کے لئے حکم دیا۔ جب وہ آیا تو اُس نے نذر دی بادشاہ نے اُسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار کا اور خطاب معظم خاں کا مع وزارت وقلمدان مرصع اور پانچ لاکھ روپیہ نقد عنایت کیا اور اُس کا بیٹا جب باپ کے بعد آیا تو اُس کو دو ہزاری منصب وخطاب خانی سے سرفراز کیا معظم خاں نے ایک قطعہ الماس وزنی دو سو سرخ کا اور قیمتی دو لاکھ سولہ ہزار روپیہ کا اور ساتھ فیل مع یراق کے پیشکش میں دیئے کل نذر وپیشکش سابق وحال پندرہ لاکھ روپیہ کی قیمت میں تھی۔

خافی خاں نے لکھا ہے کہ سعد اللہ خاں سے وزارت اور کاروبار سلطنت ہند نے رونق پائی تھی وہ عارضہ فالج میں پانچ چار مہینے مبتلا رہا اس کی عیادت کو بادشاہ کئی بار گیا طبیبوں کو اُس نے بار بار بدل کر علاج کے لئے مقرر کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

میر جملہ کا بادشاہ کے پاس آنا

سعد اللہ خاں کی وفات

اور آخر جمادی الاخری ۱۰۶۶ھ کو اس سرائے فانی سے روضۂ جاودانی کو اس نے انتقال کیا۔
بادشاہ کو ایسا ملال ہوا کہ وہ اسکے لیئے بے اختیار زار زار رویا اس کا بڑا بیٹا لطف اللہ پندرہ
سال کا تھا اسکو منصب ہفتصدی صد سوار دیا اور باقی اور اُسکے بیٹوں اور وابستوں کا یومیہ
مقرر کیا اسکے ہمشیرہ زادہ یار محمد کو منصب سی صدی شصت سوار کا عطا کیا اور اُسکے عمدہ نوکر
عبد النبی کو جو اسکی جاگیر کا صاحب مدار تھا ہزاری کا منصب دیا اور اکثر سعد اللہ خاں کے
روشناس نوکروں کو اُنکے درخور حالت منصب مقرر کیے سعد اللہ خاں میں سوا ر کمالات
صوری و معنوی صفات ذاتی بہت تھیں۔ بہترین صفت اسمیں یہ تھی کہ مہمات ملکی کو کمال دیانت
و امانت سے سرانجام دیتا تھا مدت وزارت میں ہرگز اسکا قلم بدعت و مردم آزاری کے
لیئے نہیں اُٹھا بلکہ وہ ان مقدمات و محاسبات کو رفع دفع کرتا تھا کہ جنمیں عامل و رعایا مساکین
کا نقصان ہوتا کہتے ہیں کہ وہ عمال میں ایک کا محاسبہ لے رہا تھا۔ سابق کا ضابطہ یہ تھا کہ وجہ
حق التحصیل فی صد عمال و تحصیلدار کو مجرا دیتے تھے۔ سعد اللہ خاں کے دل میں آیا کہ ہندو صرافوں کے
دستور کے موافق وجہ حق التحصیل کو سو روپیہ کے اوپر جمع کر کے خرچ میں محسوب کریں مثلاً سابق
میں عامل کو کل سو روپیہ کی تحصیل میں سے پانچ روپیہ تحصیلانہ مجرا دیتے تھے یعنی پانچ روپیہ وہ لیتا تھا اور
پچانوے سرکار میں داخل کرتا تھا سعد اللہ خاں نے کفایت سرکار دستخط کے لیئے مقرر کیا کہ ایکسو
پانچ روپیہ کروڑی تحصیل کر کے پانچ روپیہ مجرا کرے اور سرکار میں سو روپیہ داخل کرے وہ اس بدعت
کی بنا سے مدتوں تک نادم رہا اور کہتا تھا کہ کاش اس دن میرے ہاتھ خشک ہو جاتے اور قلم گیر نہوتے
سچ ہی عقلا پر ظاہر ہی کہ اجراے بدعت و مردم آزاری میں کفایت نہیں ہوتی بلکہ یہ داخت
ملک و جذب قلوب و دلدہی رعایا باعث گردآوری خزانہ و مادہ نیکنامی وزرا ہوتی ہی
سعد اللہ خاں سے دارا شکوہ سو مزاجی رکھتا تھا اُس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سعد اللہ خاں
نے ویران اور کم حاصل پرگنات ہماری تنخواہ میں دیدیئے ہیں اور پر حاصل محال خود
لے لیئے ہیں جب سعد اللہ خاں کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اُس نے شاہزادہ کے

وکیل کو طلب کیا اور جن دیہات پر آفتیں شاہزادہ کے ظالم عمال کے ہاتھ سے آئی تھیں اور جس کے
سبب سے وہ ویران ہوئے تھے اُسکا نوشتہ لیکر اپنی جاگیر میں داخل کیے اور انکی عوض میں اپنی
جاگیر میں وکیل کی تجویز سے بادشاہزادہ کی تنخواہ میں دیئے۔ ایک دو سال میں ہی محال سابق
سے زیادہ خراب کم حاصل ہو گئیں۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں راجہ ٹوڈرمل نے مقرر کیا تھا کہ
عامل اور کروڑیوں کا فاضل سو سے کمتر ہو تو مستوفی اُسکو مجرا نہ دیں اور کروڑیوں عمال کا سو سے
زیادہ فاضل ہو تو وہ محسوب ہو۔ شاہجہاں کے عہد میں شرارت سرشت مستوفیوں نے یک قلم عاملوں
کے فاضل مجرا دینے میں دقتیں پیدا کیں۔ جب فرد حساب سعد اللہ خاں کو سپرد ہوئی تو اُس نے
دستخط کیے کہ اے مستوفی مثل مشہور ہے کہ لینا لینا۔ دینا دینا۔ جب ضابطہ سرکار ایسا مقرر ہو کہ سو سے
بالا فاضل مجرا ہو تو کس واسطے ہمارے لیئے اور اپنے لیئے دعا و بددعا قلبی پر راضی ہوتے ہو محال
خالصہ کے کروریوں کی بدر نویسی کی فرد بازیافت پر اُسنے دستخط کیے کہ اس کنارہ برف کو
آفتاب کے سامنے رکھو بعد گرمی کے جو باقی رہے اُسکی بازیافت کرو۔ خافی خاں نے اپنے اعتقاد کی
یہ بات لکھی ہے کہ عقلا جہاندیدہ پر ظاہر ہے کہ حکام و ارباب ریاست سے ظلم و حیف و میل جو
مظلوموں کو پہونچتا ہے اور بیداد احسان و خیر جو مستمندوں کے حال پر عائد ہوتا ہے موافق کردار
کے دعا و نفرین اسکے فرزندوں پر کرتے ہیں۔ اسی سبب سے قدیم زمانہ سے ابتک از روئے تواریخ جو
حال مطالعہ میں آیا ہے اور مسودہ اوراق جو باون سال کی مدت سے حد تمیز میں آیا ہے وہ مشاہدہ کرتا
ہے کہ کوئی ظالم عاقبت بخیر نہیں ہوتا اور اُسکے فرزند رزق و آبرو کی طرف سے دلی مراد
کو نہیں پہنچتے بلکہ دس بیس سال میں اس جماعت کا نام و نشان نہیں باقی رہتا۔ سعد اللہ خاں
کی اولاد اسکے چوہتر سال مرنے کے بعد تک سب عاقبت محمود و فراخ روزی و نیکنام
زیست کرتے رہے بخصوص اس دور میں کہ انسانیت و کمال مروت معدوم الوجود ہو گئی
ہے امیرزادے جنکی ترتیب میں متعدد معلم و مستعد اتالیق مدتوں تک صرف اوقات کرتے
ہیں اس مرتبہ آدمیت کے طریق سے بیگانہ رہتے ہیں کہ مادر آزار و پدر بیزار بیگانا تو کجا

اور اوباش وضع ضائع روزگاروں کی صحبت کے سوائے وہ باوقار صاحب کمالوں اور صلاح شعار
دانشمندوں کے پاس نہیں پھٹکتے۔ سرودخوانی اور طنبورہ نوازی اور دھرپت وکبت ودوہرہ
فہمی انکے ہر فن کے کمالات ہیں اور باقی اور سب کمالات کو محض دردسر سمجھتے ہیں۔ باوجودیکہ انکے
باپوں نے ملّانوں کو بہت روپیہ خرچ کرکے انکو صاحب سواد کردیا ہے۔ مگر جب سواد خط انکے
چہرہ پر نمودار ہوتا ہے تو کتاب کو ہاتھ میں لینا اور تفسیر وحدیث وکتب لغت وتاریخ کا پڑھنا
مشق خط کرنی و مربوط نویسی ان سب کو وہ لغو ولاحاصل فعل سمجھتے ہیں اور اپنے باپ دادا کا نام سطر
غلط و ورق قلم خوردہ کی طرح صفحۂ روزگار سے حک کرتے ہیں اور لیل ونہار کی تھوڑی گردش
میں وہ خود بھی عالم کے گمناموں میں سے ہوجاتے ہیں۔ یہ سب ستم رسیدہ مستمندوں کی دعا سے ہوتا ہے
کہ منتقم حقیقی کی درگاہ میں سحرخیزوں کی دعا اجابت کے درجہ پر پہنچی ہے اور پرخوں دلوں کی تیرآہ کام کرتی ہے۔

بادشاہ نے رگناتھ کو کہ خالصہ وتن کی پیشکاری کرتا تھا اور سعد اللہ خاں کی تربیت کا
اثر اس میں پایا جاتا تھا اس کو حکم دیا کہ دیوان کل کی مقرر ہونے تک وہ مقدمات وزارت
کا انصرام کیا کرے اس کو رائے رایان کا خطاب دیا۔ چندربھان کو کہ مطلب نویسی میں
بے نظیر تھا اور افضل خاں کا تربیت یافتہ تھا اس کو رائے چندربھان کا خطاب دیا اور
اُس کو دارالانشا کی خدمت سپرد کی اور سب ہنود منشیوں پر امتیاز دیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ علی عادل شاہ بیجاپوری نے اس سرائے فانی سے دارالبقا کو
انتقال کیا کوئی وارث ملک باقی نہ تھا مگر سکندر جس کو علی عادل خاں نے بجائے بیٹے کے
پرورش کیا تھا۔ امراء بیجاپور نے جو اکثر غلام ہیں اُس کو بادشاہ بنایا ہے وہ مجہول النسب تھا
بعض امرا اس سے موافقت نہیں رکھتے ہیں تو شاہجہان نے اورنگ زیب کو حکم دیا کہ خود بیجاپور
میں جاکر اس ملک اور قلعہ کو تصرف میں لائے اور اس مہم میں اُسکی معاونت کے لیے اپنے
پاس سے معظم خاں کو رخصت کیا اور حکم صادر کیا کہ مہر اوزک اپنے بیٹے محمد امین خاں کو سپرد
کرے کہ رائے رایان کی رفاقت میں مالی وملکی کاموں کا اجرا کرے۔ مہابت خاں و خانجہاں

ونجابت خاں وشاہ نواز خاں وغیرہ کو حضور وصوبجات سے اور سو نامی ورودشناس کم منصب ملازموں کو بادشاہزادہ کی ہمراہی کے لیئے متعین کیا خانجہان کو حکم دیا کہ جب تک شاہزادہ مہم سے واپس آئے۔ وہ اورنگ آباد میں رہے۔ معظم خاں کو رو ز ملازمت سے تا تاریخ رخصت پانچ لاکھ روپیہ نقد سوائے جواہر و اسپ و فیل کے مرحمت کیئے۔

اندنوں میں دارالخلافہ میں وباتھی۔ مسلمانوں کے مذہب میں جہاں طاعون ہو وہاں سے جانا اور وہاں آنا دونوں منع ہیں اسلیئے بادشاہ نے فضلا رسے اس باب میں پوچھا تو انھوں نے بروایت مختلف بادشاہ کو شکار کے لیئے جانیکی اجازت دی ۴ ربیع الاول ۱۰۶۶ھ کو کنار گنگ پر کلنگ کے شکار کے لیے گیا۔ سہارنپور میں شاہجہاں آباد سے ۴۷ کوس پر ایک موضع مخلص پور تھا۔ یہاں موسم گرما میں سرد ہوا چلتی تھی۔ اور دارالخلافہ سے کشتی وہاں تک جاتی تھی۔ بادشاہ مخلص پور میں آیا۔ یہاں ۲۶ سنہ جلوس میں اس نے عمارت بنانیکا حکم دیا تھا دو سال دو ماہ میں پانچ لاکھ روپئے میں یہاں عمارت دولتخانہ و خوابگاہ و محل و غسلخانہ جھروکہ درشن خاص و عام و حوض و باغ و نہر تعمیر ہوئے یہاں کی آب و ہوا کے خوش ہونے کے سبب مخلص پور کا نام فیض آباد بادشاہ نے رکھا اور اُسکے واسطے پرگنات سے مواضع تیس لاکھ دام کی جمع کے لیے جدا کیے۔

سنہ ۲۴ جلوس میں شاہجہاں آباد کی فصیل ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں سنگ گل سے بنائی گئی تھی وہ بارش کی کثرت سے جابجا سے گر گئی اور اسمیں دراڑیں پڑگئیں۔

۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۵ جلوس میں سنگ و صاروج سے فصیل بننی شروع ہوئی طول میں چھ ہزار تین سو چوسٹھ گز تھی اس میں ۲۷ برج تھے اور گیارہ دروازے چھوٹے بڑے۔ اس کا عرض ۴ گز اور ارتفاع کنگوروں تک نو گز تھا چار لاکھ روپیہ میں تیار ہوئی۔

سوانح سال سی و یکم سنہ ۱۰۶۷ھ

امیرالامرا علی مردان خاں مرض اسہال میں مبتلا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت سے کشمیر کو رخصت ہوا

بادشاہ کا مخلص پور و دارالخلافہ میں رہنا

شاہجہاں آباد کی فصیل

علی مردان خاں کا مرنا

یہاں کی آب ہوا اسکے مزاج کے موافق تھی ماچھیواڑہ میں ضعف و ناتوانی کے غلبہ کے سبب سے
کشتی میں سوار ہوکر تھارہ میں پہنچا تھا کہ ۱۲ رجب ۱۰۶۷ھ کو دنیا سے رخصت ہوا۔ لاہور میں اپنی
ماں کے مقبرہ میں دفن ہوا۔ وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پنجہزار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب اور
ایکروڑ دام جسکے تیس ۳۰ لاکھ روپیہ ہوتے ہیں انعام رکھتا تھا۔ بادشاہ کو اسکے مرنے کا کمال ملال ہوا
وہ ایک میر با تدبیر کاردیدہ تھا۔ بادشاہ نے اسکی اولاد اور اسکے لائق نوکروں کو بڑھا دیا امیر الامرا
مرحوم کے کل متروکات نقد و جنس ایکروڑ روپیہ کے تھے جسمیں تیس لاکھ روپیہ اسکے بڑے بیٹے ابراہیم خاں
کو اور بیس لاکھ روپیہ باقی تین بیٹوں کو دیئے اور پچاس لاکھ روپیہ بعوض مطالبہ سرکار ضبط کیا۔

معظم خاں کا اورنگ زیب پاس پہنچنا اور اورنگ زیب کا بیجاپور کے ملک میں آنا اور قلعوں کو فتح کرنا

معظم خاں بادشاہ سے رخصت ہوکر مع اپنی افواج کے کوچ بکوچ چلکر ۱۲ ربیع الثانی کو
شاہزادہ اورنگ زیب پاس پہنچ گیا۔ اورنگ زیب اُسی تاریخ بے توقف لشکر شاہی اور
اپنے ملازموں کو ہمراہ لیکر مقصد کی طرف راہی ہوا۔ چودہ روز میں نواحی چاندور میں پہنچا۔
یہاں ولی مخلدار خاں کو برقندازوں کی فوج دیکر متعین کیا کہ وہ راہ کی حراست اور رسد
کی سربراہی کرے۔ دوسرے روز قلعہ بیدر کے نزدیک ڈیرے ڈالے یہاں کا قلعہ دار
سیدی مرجان تھا وہ ابراہیم عادل شاہ کا بڑا پرانا نوکر تھا تیس سال سے قلعہ کی
حراست کرتا تھا قلعہ داری کا سامان و مواد مہیا رکھتا تھا۔ قریب ہزار سوار اور چار ہزار
پیادے تفنگچی و باندار و توپ انداز اسکے ہمراہ تھے قلعہ کی نگاہداشت کیلئے اس نے برج
و بارہ و مداخل و مخارج کو درست کیا اور مقابلہ کے لیے مستعد ہوا اس قلعہ کا دور چار
ہزار پانسو ذراع اور ارتفاع بارہ ذراع اور تین خندق عمیق ۲۵ گز اور عریض
پندرہ گز پتھر میں کندہ تھیں۔ اورنگ زیب نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا معظم خاں قلعہ
کے گرد پھرا اور حصار کے چاروں طرف کی دیواروں کو خوب دیکھ بھال کر مورچالوں
کی جگہ اس نے مقرر کی اور وہاں بندہائے شاہی اور اپنے ملازم مقرر کیے باوجودیکہ
قلعہ ارک کے برج و بارہ سے لشکر شاہی پر توپ و تفنگ آگ برساتے تھے مگر دشمنوں کے

عرصہ میں معظم خاں اور سردار خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے اور خندق کو بھرنا شروع کیا۔ مورچالوں پر اہل حصار نے جان بازی کر کے کئی دفعہ حملے کیے بہت نقصان اُٹھا کر او کشتہ اور زخمی ہو کر پھر قلعہ میں چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے توپوں سے دو برج اور دیوار بائیں کے کنگورے ڈھا دیے ۲۳ رجادی الثانی سنہ ۳۱ جلوس کو محمد مراد نے برقندازوں اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت لیکر ایک دفعہ اپنے مورچل سے حرکت کر کے یورش کی اور معظم خاں کے مورچل کے محاذی برج پر اطراف و جوانب میں نردبانیں لگائیں اور اوپر چڑھ گیا۔ مرجان قلعہ دار نے برج مذکور کے عقب میں ایک بڑا حجرہ (گہر اغار) بنایا تھا اس کو باروت و حقہ و بان سے بھرا تھا وہ مع اپنے آٹھوں بیٹوں اور کل جمعیت کے برج پر ایستادہ ہو کر بہادرانہ جیسا کہ چاہیے لڑا اس اثنار میں حجرہ مذکور میں ایک بان جو وہ لشکر شاہی پر مارتا تھا جا پڑا اور باروت میں آگ لگ گئی دفعتہً شعلہ بلند ہوا۔ بہت آدمی مر گئے اور سیدی مرجان اور اُسکے دو بیٹے کچھ جل گئے جو جلنے سے بچے تھے وہ سیدی مرجان اور اُسکے دو بیٹوں کو اُٹھا کر ارک میں لے گئے۔ لشکر شاہی اطراف قلعہ میں داخل ہوا اور دشمن پر حملہ آور ہوا اور ایک جماعت کو قتل کیا اور اعلام نصرت کو بلند کیا اور کوس فتح کا ڈنکہ بجایا شہر کی محافظت کے لیے مہابت خاں و محمد بیگ داروغہ توپ خانہ کو مقرر کیا۔ قلعہ دار نے کمال عجز و فروتنی سے امان طلب کی۔ ملک حسین امان نامہ لیکر گیا مرجان سوختہ جان میں حرکت کی طاقت نہ تھی اُس نے اپنے بیٹوں کے ہمراہ کنجیاں بھیجدیں۔ شاہزادہ نے انکو خلعت دیئے اور بادشاہی نوازش کا امیدوار کیا دوسرے روز سیدی مرجان نے جان مالک کو سپرد کی۔ شاہزادہ قلعہ میں گیا اور وہاں مسجد میں جو دو سو برس ہوئے کہ حکومت بہمنیہ میں تعمیر ہوئی تھی۔ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ ستائیس روز میں یہ قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا اور دس لاکھ روپیہ نقد اور آٹھ لاکھ روپیہ کا سرب باروت و غلہ اور مواد قلعہ داری اور دو سو تیس توپیں ہاتھ آئیں۔

سرحد تلنگانہ کے متصل بیدر ایک معمور و خوش عمارت شہر ہے ہندوستان کے باستانی ناموں میں لکھا ہے کہ پہلے یہ رایان دکن کا حاکم نشین تھا ہمیشہ کرناٹک و مرہٹہ و تلنگ کے

راجا رائے بیدر کی اطاعت کرتے تھے۔ نل راجہ مالوہ کی معشوقہ دمن مرزبان بیدر بھیم سین کی
دختر تھی جسکی داستان کو شیخ فیضی نے نظم کر کے نلدمن نام رکھا ہے اوّل سلطان محمد ولد
سلطان تغلق نے بیدر کو فتح کیا۔ پھر وہ سلاطین بہمنیہ کے ہاتھ میں منتقل ہوا۔ پھر بیجاپوریوں
کے تصرف میں آیا اب ممالک محروسہ میں داخل ہوا۔

شہزادہ نے سُنا کہ گلبرگہ میں عادل خاں کے لشکر کی ایک جمع کثیر لڑائی کے قصد سے فراہم ہوتی
ہے تو اُس نے مہابت خاں کو حکم دیا کہ پندرہ ہزار سوار خوش اسپہ رزم آزمودہ ساتھ لیجائے اور اس زمین
میں آبادی کا نشان نہ چھوڑے۔ عمارت کی بنیادیں اُکھیڑ کر جغد و بوم کے لیے گلستان بنائے۔ ابھی خان
مذکور نواحی بیدر سے راہی نہیں ہوا تھا کہ دو پہر کو غنیم کے دو ہزار سواروں نے لشکر سے تین کروہ
کے فاصلہ پر بنجارہ کے بیلوں کو جو چراگاہ میں گئے تھے اپنے آگے رکھا اور اپنی قرارگاہ کو روانہ
ہوئے۔ معظم خاں نے دلیر خاں، رتن و بندہائے پادشاہی اور محمد مراد کو اپنی جمعیت کے ساتھ بھیجا
کہ وہ مواشی کو چھڑائیں اور غنیم کی تنبیہ کریں۔ یہ لشکر گرم عناں ہو کر دشمن کے سر پر جا چڑھا اور ایک
گروہ انبوہ کو قتل کیا اور سارے مواشی چھین لیے۔ معرکہ سے دشمن اُفتاں و خیزاں بھاگ گئے۔ لشکر
شاہی واپس آیا دوسری جانب سے اس کام میں افضل نے سب سے زیادہ پیش قدمی کی تھی جب اُس نے
یہ خبر سنی تو وہ کلیانی میں نہ گیا اور اپنے سران لشکر سے جا ملا مہابت خاں کلیانی کو پہنچے سپر اور
پائمال و غارت کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اثنائے راہ میں ہر روز غنیم کی سپاہ اپنی سیاہی دکھاتی۔ مگر
آگے نہ بڑھتی۔ لشکر شاہی اُن پر تاخت کر کے بھگا دیتا۔

۸ رجب کو خان محمد و افضل و رستم پسر رندولہ مع اپنے سپاہیوں اور ریحان کے بیٹوں کے قریب
بیس ہزار کے سواروں کو لیکر وقت دیکھکر لشکر شاہی کی اطراف میں شوخیاں و خیرگی کرتے تھے
رفتہ رفتہ دشمنوں کا کام خیرہ چشمی سے چیرہ دستی پر پہنچا اور پیش بازی اور دستبازی کرنے لگے۔
مہابت خاں نے لشکر کی حفاظت سوبھان سنگہ کو سپرد کی اور خود اُس نے راؤ ستر سال و جلال کاکڑ وغیرہ
کو جو اس فوج کے ہراول تھے ہمراہ لیا۔ بدانغار فوج کی برابر غنیم آیا جسکا سردار دلیر خاں تھا اور

اسپر بان اندازی شروع کی اور دار و گیر میں بازو کھولے مہابت خاں آئین سرداری کو مرعی رکھتا تھا ہر طرف کی خبر لیتا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اخلاص خاں اور دلیر خاں پر کار تنگ ہوا ہی تو اس نے غنیم پر ایسا حملہ نمایاں کیا کہ اُسکے پاؤں اُکھڑ گئے اور اپنے مقر پر بھاگ گیا۔ فتحمندوں نے تعاقب کیا۔ اور بہت دشمنوں کو ہلاک کیا۔ بادشاہزادہ سے حقیقت حال کو معروض کیا اور غنیم کی کثرت اور جنگ مگریز پر نظر کرنے کے لیے التماس کیا۔ غنیم کا اثر باقی نہ تھا۔ اسلیے ایک ذرا توقف کرکے کمک بھیجنے سے پہلے معاودت کی۔ غنیم کے اشارہ سے سیوا و شاہ جی بھونسلہ نے سر اُٹھایا پرگنہ راسین و قصبہ چار کوندہ اور بعض بعض محال کے تھانہ داروں کی غفلت سے نواحی احمد نگر میں اُنھوں نے تاخت کی بادشاہزادہ نے نصرت خاں دکار طلب خاں و راسج خاں کو تین ہزار سواروں کے ساتھ انکی تنبیہ کے لیے بھیجا اور راؤ کرن کو جو اورنگ آباد سے بیدر کو آتا تھا حکم دیا کہ احمد نگر میں پہنچکر سرداران مذکور کے ساتھ متفق ہو کر غنیم کو ہٹائے۔ شاہزادہ نے سلطان محمد معظم کو افتخار خاں کے ساتھ قلعہ بیدر میں چھوڑا اور خود ۲۳ رجب کو قلعہ کلیانی کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا۔ سکبار و جریدہ سفر کرکے ۲۹ رجب کو سرزمین کلیانی میں آگیا۔ اسی تاریخ اسکے بُرج و بارہ کو دیکھکر محاصرہ میں مشغول ہوا۔ اس حال میں متحصنوں نے تفنگ تمام آلات جنگ کے چلانے میں ہاتھ کھولے معظم خاں اور سرداروں نے ملچار اور دمدمے بنائے۔ اور یہ قصد کیا کہ جس طرح ہوسکے پائے حصار میں پہنچیں۔ ہر چند قلعہ نشینوں نے توپ تفنگ سے آتش پر آگ دلوں کی طرح برسائی اور مدافعت میں بہت کوشش کی اور لشکر شاہی کے بہت آدمیوں کو زخمی و کشتہ کیا مگر وہ اپنی کوشش سے باز نہ آیا اور معظم خاں ۴ شعبان کو خندق کے کنارہ پر پہنچ گیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ غنیم کے آدمی مور و ملخ سے زیادہ صحرا میں پھیل کر رسد کے سد راہ ہوتے۔ بڑے بڑے سردار دس دس ہزار سواروں کے ساتھ لیکر دو دفعہ کہی لشکر میں آئے۔ ایک دفعہ کہی آتی تھی کہ غنیم کے بیس ہزار سواروں نے اسکو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تیر و شمشیر و بان و تفنگ سے خوب ہنگامۂ جنگ گرم ہوا۔ بیش قیمت جانوں کا نرخ ارزاں ہوا تو پھر

ایک حشر برپا ہوا۔ راجہ رائسنگھ زخمی ہوا۔ راجپوتوں نے بڑی بہادری دکھائی اخلاص خاں
سوبھانسنگھ بھی زخمی ہوئے۔ آخر کار دشمنوں کو لشکر شاہی نے بھگا دیا۔ اور ملک کو غارت کیا اور
گلبرگہ پر تصرف پایا اب ہم پھر قلعہ کلیانی کے محاصرہ کا حال لکھتے ہیں کہ خندق کے کنارہ پر
مورچے پہنچے اور توپ کی ضربوں سے اکثر کنگورے اُڑ گئے تو بادشاہی آدمیوں نے خندق کا
بھرنا شروع کیا۔ ۱۹ رجب تک اُسکے تین حصے بھر دیئے باوجودیکہ غنیم شوخی و خیرگی کرتا تھا مگر بادشاہزادہ
انکی تنبیہ پر متوجہ نہیں ہوتا تھا اسکی ساری توجہ اسپر تھی کہ قلعہ کو فتح کرے عادلخانیہ افواج کے دفع
میں کما ینبغی مقید نہ ہوتا تھا اس سبب سے غنیم دلیر ہوتا تھا اور قدم آگے بڑھاتا تھا اسکے تیس ہزار سواروں
نے لشکر سے چھ کروہ پر اپنا بنگاہ بنایا اور وہاں سے جریدہ جدا ہوکر لشکر سے دو کروہ پر
قیام کیا۔ شاہزادہ سمجھتا تھا کہ غنیم کا مطلب یہ ہی کہ اس طرح سے میری خاطر کو پریشان کرے
جس کے سبب سے تسخیر قلعہ کا معاملہ تاخیر میں پڑے۔ اورنگ زیب نے از راہ مصلحت یہ شہرت دی
کہ لشکر بھالکی کی طرف رسد لانے کے لیے جاتا ہی اور ۲۴ شعبان کو اُس نے راجہ رائسنگھ
اور اخلاص خاں وغیرہ کو لشکر اور مورچالوں کی حفاظت کے لیے مقرر کیا فوج قول کو
خود زینت دی اور غنیم سے لڑنے چلا۔ سلطان محمد کو تابینیوں کی ایک جماعت کے ساتھ
التمس بنایا اور معظم خاں و نجابت خاں و راجہ سوبھانسنگھ بندیلہ اور دلیر خاں وغیرہ کو ہراول
اور شاہ نواز خاں و راؤ ستر سال وغیرہ کو جرانغار بنایا۔ یہ لشکر جب خیموں سے نکلا
تو غنیم کے تیس ہزار سواروں کی سیاہی نمودار ہوئی۔ اور بہلول کے بیٹوں نے جو لشکر غنیم
کے ہراول تھے دلیری کرکے بادشاہی لشکر کے ہراول سے لڑائی شروع کی دلیر خاں پر
شمشیر چلائی مگر وہ بچ گیا۔ چاروں طرف سے دشمنوں نے ہجوم کیا۔ لشکر شاہی اپنی جگہ قائم
رہا آگے نہ بڑھا کہ دشمن شیر ہو کر اُس پر آیا تو پھر لشکر شاہی نے بھی گھوڑے دوڑا کر اُسپر
حملہ کیا اور غنیم نے سخت مقابلہ کیا۔ بادشاہی چند امیر کشتہ ہوئے۔ شاہ نواز خاں و
راؤ ستر سال و شمس الدین خویشگی و معظم خاں و مہابت خاں دائیں بائیں طرف سے آئے

اور دشمنوں پر دلیرانہ حملہ کیا اور انکو پاشان و پریشان کیا۔ مخالفوں نے فرار کیا تو اُن کا بنگاہ
تک لشکر شاہی نے تعاقب کیا اور اُسکے خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا اور حتی الامکان قتل و اسیر سے باز
نہ آیا اس سبب سے کہ قلعہ کے محاصرہ کا خیال تھا۔ مورچوں کی خبر لینی ضرور تھی اور غنیم کا پتہ نہ تھا۔
تعاقب زیادہ ضروری نہ تھا شام کے وقت لشکر اپنے ڈیروں میں چلا آیا نصرت خاں
وغیرہ جب احمد نگر پہنچے تو ایک بارگی سیواجی پر کہ اُس سرزمین میں فساد اُٹھا رہا تھا حملہ آور
ہوئے اور مخالفوں کو گھیر لیا اور ایک جمع کثیر کو زخمی قتل کیا۔ دشمن بھاگ گیا اور یہ مقرر ہوا کہ
کارطلب خاں نواحی جنیر میں اور عبدالمنعم پسر مرزا خاں و ہوشدار خاں چار کوندہ اور نصرت خاں
وایرج خاں پاندیہ میں قلعہ پرنیدہ کے محاذی توقف کریں تاکہ پرگنات لٹیروں کے
آسیب سے سالم دائمن رہیں کسی کو رعایا کے حال کے تعرض کی مجال نہ ہو۔

اس ملک میں زقوم کا صحرا ابنت تھا۔ سردار کے حکم سے خندق کو زیادہ تر زقوم سے پر
کرتے تھے حصار گزیں ہمیشہ نقب میں باروت بھر کر یا اوپر سے بہت سی گھاس میں
آگ لگا کر خندق میں پھینکتے تو چوب زقوم جل جاتی اور خندق خالی ہو جاتی پھر از سر نو تردد
کرنا پڑتا اور اس سبب سے یورش کے کام میں دیر لگتی۔ اب اورنگ زیب کے حکم سے
خندق خاک پتھروں سے بھری گئی اُسی تاریخ ملک حسین و فتح خاں روہیلہ و
محمد بیگ داروغہ توپخانہ کو دو ہزار سواروں کے ساتھ اورنگ زیب نے قلعہ پیلٹینگر کی فتح
کے لیے روانہ کیے اس قلعہ کو گو اہل قلعہ نے ان کا مقابلہ کیا مگر اُنھوں نے سر سواری اسکو
فتح کر لیا ایسے ہی جھولی کی فتح کے لیے شیخ میر بھیجا گیا پہلے ہی سے خوف کے مارے قلعہ دار
بھاگ گیا بے تصدیع یہ قلعہ تصرف میں آیا۔ سپاہ لوٹ سے متمول ہوئی۔

سیوم ماہ مذکور کو شاہزادہ سلطان محمد معظم اور معظم خاں و نجابت خاں و رائے ستر سال
اور مرزا سلطان و دلیر خاں وغیرہ مخالفوں کی دفع کے لیے روانہ ہوئے جو مکرر
مالش پا کر متفرق ہوئے مگر پھر وہ جمع ہوئے وہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ کے لینے میں مخل ہوں

اورنگ زیب نے سرداران لشکر کو تاکید سے حکم دیا کہ سعی و کوشش کرکے انکو ایسا پریشان کریں کہ پھر انکو لڑنے کا خیال ہی نہ پیدا ہو۔ یہ لشکر ۴ گروہ چلا تھا کہ غنیم کا لشکر نمودار ہوا۔ اس کے قلب پر لشکر شاہی نے حملہ کیا اور تھوڑی دیر میں مخالفوں کو بے جا و بے پا کیا۔ دو کروہ تک تعاقب کیا۔ اثناء رہ نوردی میں بہت سے دہات و قریات کو غارت کیا اور خشک و تر کو جلایا اور آخر روز گلبرگہ میں پہنچے حسب الامر ایک جماعت کو مزار محمد گیسو دراز کی محافظت کے لیے مقرر کیا اور ایک اور جماعت کو اس سرزمین کی تاخت و تاراج کے لیے روانہ کیا جب قلعہ کی خندق خاک و پتھر سے پر ہوئی اور برج مع فصیل کے توپوں کی ضرب سے خراب ہوئے تو ۲۷ تاریخ کو دلاور زینوں کے ذریعے اس برج پر چڑھ گئے جسکے محاذی پختہ دیوار کھچی ہوئی تھی اول اُسی دیوار کو ڈھایا۔ اگرچہ قلعہ کے مدافع جا بجا اہیں متحصن ساعی ہوئے۔ بان و تیر و تفنگ مار کر بازار کارزار اور ہنگامۂ جنگ کو انھوں نے رونق دی حقہ ہائے باروت و سحافہائے نفت و آمود و پیشتوارہائے کاہ کو آگ لگا کے اوپر سے پھینکتے تھے۔ مگر بادشاہی لشکر کے دلاور اسکو گلزار سمجھتے تھے۔ سب سپاہ ایک دفعہ قلعہ کے اندر داخل ہوئے۔ دلاور حبشی نے جو عادلخاں کی طرف سے دو ہزار پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ قلعہ کی حفاظت کرتا تھا اپنے تئیں معرض ہلاک میں دیکھکر ایک عرضداشت بھیجی جسمیں اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے جرائم کی معافی مانگی۔ چونکہ قلعہ میں اکثر سید تھے اسلیے بمقتضائے دینداری و مروت و فتوت کل قلعہ نشینوں کے جان و مال کی امان دی گئی اور حکم دیا کہ وہ مع عیال و اطفال سب قلعہ سے باہر چلے آئیں۔ دوسرے روز غرہ ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۷ کو قلعہ دار قلعہ کی کنجیاں لیکر خدمت عالی میں آیا اور بیجاپور جانے کی اجازت مانگی۔ اورنگ زیب نے قلعہ پر قبضہ کیا اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور دلاور کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ بادشاہ کو جب ان قلعوں کی فتوحات کی خبر پہنچی تو اُس نے بیدر کا نام ظفرآباد رکھا۔ معظم خاں کو ولایت کرناٹک جسکی جمع چار کروڑ دام تھی بطریق انعام عنایت کی اور اور سرداروں کو مناصب دیئے اور جاگیریں دیکر مالا مال کردیا۔ جانشین عادلخاں نے بھی اطاعت اختیار کی اور مقرر ہوا کہ ایک کروڑ پچاس لاکھ روپئے بطریق پیشکش کے بھیجے۔

قلعہ پرینده مع لواحق اور قلاع ولایت کوکن اور محال ونکو بادشاہی ملازموں کے حوالہ کرے
جب اورنگ زیب کی عرضداشت میں یہ حال لکھا ہوا بادشاہ کی خدمت میں گیا تو اُس نے
پچاس لاکھ روپیہ پیش کش میں معاف کیا اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ وہ اورنگ آباد میں جاوے.
اور قاضی نظاما کو پیش کش کے وصول کے لیے بھیجے. معظم خاں کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ پرینده
و قلاع ولایت کوکن و ونکو میں تھانے بٹھلاوے اور قاضی نظاما جب واپس آئے تو پیشکش
کو ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں آئے۔

شاہجہاں کی علالت

تیس برس کی سلطنت کے بعد شاہ جہاں کے بھی بھلے دن گئے برے دن آئے اس سے
عیش و عشرت کی جگہ مصیبت و آفت نے اور سلطنت کی جا عزلت نے چھین لی. شاہجہاں آباد
میں ۷ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کو بادشاہ کا اوّل پیشاب بند ہوا. پھر مواد دموی کے ازدیاد سے اعضاء
اسفل میں ورم ہوا۔ اطبا کے علاج نے کچھ فائدہ نہیں کیا مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی.
ایک ہفتہ میں رفتہ رفتہ سلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیرناف ہوگیا ان امراض نے ایسا
زور پکڑا کہ اسکو مردہ کی شکل بنا دیا. سات روز تک منہ میں کھیل کا دانہ تک اُڑکر نہیں گیا. اطباء
کے مبالغہ سے بادشاہ نے کچھ شوربا پیا نیر خشت سے فائدہ ہوا. ضعف کچھ کم ہوا ان دنوں میں
صرف داراشکوہ اور بعض امرا مقرب بادشاہ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے مگر اور سب محروم
تھے۔ ۱۵ ذی الحجہ کو جھروکہ خوابگاہ میں بادشاہ بیٹھا سب نوکر کورنش بجالائے. خلق کا اضطرا
اسی تاریخ داراشکوہ کے منصب کا اضافہ کرکے منصب پنجاہ ہزاری چہل ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ
عنایت کیا اور ایک کروڑ دام انعام دیا انعام سابق و لاحق ملکر بیس کروڑ دام ہوئے ساڑھے سات
لاکھ روپیہ زکوٰۃ سائر دار الخلافہ کا معاف کیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں میں جاؤں وہاں کی زکوٰۃ
معاف ہو پانچہزار روپیہ ارباب استحقاق میں تقسیم کرنے کے لیے فاضلخاں رضوی خاں سید ہدایت اللہ
کو دیے بہت سے قیدی چھوڑ دیے بغیر اسکے کہ اُنکے جرائم کا استفسار کیا گیا ہو. ۱۹ محرم ۱۰۶۸ھ کو
بادشاہ نے پھر اپنا دیدار خلائق کو جھروکہ میں دکھایا اور ۲۰ محرم کو شاہجہاں آباد سے اکبرآباد کو

روانہ ہوا۔ ۸ صفر ۱۰۶۸ھ کو اکبرآباد سے تین کروہ پر جمنا کے کنارہ آیا منجموں نے دولت خانہ میں
جانیکی تاریخ ۱۹ صفر مقرر کی۔ ماء اللحم و اشربہ مقویہ پینے سے طبیعت بحال ہوئی اور روز بروز صحت
ہوتی گئی۔ بادشاہ اپنے دولتخانہ میں گیا اور جشن قمری اڑسٹھ سال کے ختم ہونے اور انہترویں برس
شروع ہونیکا ہوا۔ بادشاہ کو دارا سب بیٹوں میں زیادہ پیارا تھا اسکو منصب شصت ہزاری
چہل ہزار سوار سی ہزار دو اسپہ وسہ اسپہ کا عنایت کیا اور اپنی تسبیح مروارید قیمتی آٹھ لاکھ روپیے کی
اور مرصع آلات چودہ لاکھ روپئے کے دیئے۔ اس منصب کی تمام طلب مع انعام ۸۳ کروڑ دام تھی
اور سالانہ حاصل اسکا دو کروڑ سات لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھا۔ اُسپر صوبہ بہار اور ضمیمہ ہوا۔

سوانح سال سی و دوم جلوس ۱۰۶۸ھ

اب آیندہ اس بادشاہ کے واقعات سلطنت صرف اسکی اولاد کے فساد ہیں اس لیے
اسکی اولاد کی استعداد و لیاقت و خصائل کا ذکر اول کیا جاتا ہی۔ تم پہلے پڑھ آئے ہو کہ آصفجاہ
کی بیٹی ممتاز الزمانی بیگم شاہجہاں کی بیوی تھی اسکے بطن سے اسوقت چار بیٹے سلطان داراشکوہ
و مرزا شجاع و مرزا اورنگ زیب مرزا مراد بخش تھے اور دو بیٹیاں بادشاہ بیگم اور روشن آرا بیگم
باپ نے ان چاروں بیٹوں کو اوضاع محمودہ و آداب ستودہ و پسندیدہ و اطوار برگزیدہ
کی تعلیم کرائی تھی اور ہر ایک کو ایک وسیع ملک اور فسیح مملکت عنایت کی تھی اور سررشتہ انتظام
و بست و کشاد مہام مملکت انھیں کی رائے پر چھوڑا تھا۔ نزدیک و دور کے ممالک کی تسخیران
سے کرائی تھی۔ چاروں بیٹے امورات سلطنت میں کوئی نہ کوئی لیاقت رکھتا تھا وہ اپنی بلند
نظری کے سبب سے آپس میں رشک و حسد رکھتے تھے ایک کی برتری اور عظمت کو دوسرا
نہ دیکھ سکتا تھا۔ سلطان داراشکوہ سب میں بڑا بیٹا تھا اس وقت بیالیس برس کا تھا وہ
بادشاہ کو ایسا عزیز تھا کہ اسکی دوری کبھی اسکو پسند نہ ہوئی وہ ہر وقت باپ کا انیس و جلیس
رہتا تھا بادشاہ نے اسکو سب بیٹوں پر فوقیت دی تھی اور اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ یہ
شاہزادہ دل کا شجاع اور ہاتھ کا سخی و طبیعت کا آزاد تھا۔ بادشاہت کی شان و شوکت

شاہجہاں کے بیٹوں اور بیٹیوں کے عادات وخصائل ۱۰

اور فوج کی حکومت کی لیاقت رکھتا تھا مگر کسی شخص کو جو فخر و عزت کا خواہاں ہو اسکو مغلوب کرنا
چاہتا تھا اس لیے شاہجہاں اُسے کہا کرتا تھا کہ وہ بُردں کے لیے بھلا اور بھلوں کے لیے بُرا
ہے۔ دشمنوں سے انتقام لینے میں بے صبر و شکیب تھا احتیاط و حزم کے معمولی قواعد کو مکر اور
نامردی جانتا تھا۔ اس مزاج اور شاہزادہ پن کے ساتھ تصوف و ویدانت میں ڈوبا ہوا تھا وہ
کفر و اسلام کو برادر توام سمجھتا تھا وہ اپنے پر دادا اکبر کے مدرسہ کا طالب علم تھا۔ ہندو مسلمانوں
کو متحد کرنا چاہتا تھا وہ فرنگیوں کا بھی مربی تھا۔ انجنیر اور توپخانہ کے افسر فرنگی اسکے نوکر تھے جنکے
نام فرانسیسی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ بوزی صاحب فلیمش پادری کے مواعظ دینیہ کو بہت رغبت
سے سنتا تھا۔ ہندو مسلمانوں کو ایک مذہب کرنا چاہتا تھا۔ فقیروں اور ہندوؤں کی صحبت کا شوق
تھا انکی کتابیں پڑھتا اور پڑھواتا دلی میں بنارس سے پنڈت بلوائے اور پچاس وید کے اپنیشد کا ترجمہ
فارسی زبان میں کرایا۔ یہ ترجمہ رمضان ۱۰۶۷ھ میں ختم ہوا تھا۔ اس نے ایک کتاب ہندو مسلمانوں کی
تطبیق میں لکھی۔ اس قسم کی تصنیفات وہ عربی فارسی میں خود کرتا اور عالموں سے کراتا۔
اس سبب سے مسلمان اسکو اپنے اسلام کا دشمن اور ہندو اسکو اپنے مذہب کا معاون جانتے
تھے۔ بحیثیت مجموعی اس کا مزاج ایسا تھا کہ اسکے دشمن بہت اور دوست تھوڑے تھے گو وہ شیریں
کلام تھا مگر ایک قسم کا غرور و گھمنڈ ایسا رکھتا تھا کہ لوگ اُس سے مانوس کم ہوتے تھے۔ مرزا
شجاع اُس سے چھوٹا بھائی تھا اس وقت چالیس برس کا تھا اور بنگال میں صوبہ دار تھا۔
اگرچہ خطری عالی دماغ تھا مگر عیش و عشرت میں ڈوبا رہتا تھا اور شراب کی بلا میں ایسا
مبتلا تھا کہ کوڑھ مغز ہو گیا تھا اگرچہ اہل سنت و جماعت کے گھر میں پیدا ہوا تھا مگر شیعوں سے ایسا
اتحاد و ارتباط رکھتا کہ شیعہ مشہور ہو گیا تھا اہل سنت کی نظر اس پر بُری طرح پڑتی تھی
شاہجہاں نے اس شاہزادہ کی نسبت کہا ہے کہ شجاع غیر از سیر چشمی وصفے ندارد اس سے
چھوٹا بھائی اورنگ زیب ۳۸ برس کا تھا اور دکن میں صوبہ دار تھا اسکا مزاج اپنے سارے خاندان
سے نرالا تھا اس نے آئندہ اپنی سلطنت ایک نئے رنگ ڈھنگ سے کی وہ دل کا شجاع

مزاج کا متحمل طبیعت کا متین تھا ملاقات میں متواضع ومنکسر اور آداب کا پابند گفتگو میں شیریں کلام
جو بات منہ سے نکالتا سوچ سمجھ کر۔ عاقبت اندیش اور دوربین ایسا کہ برسوں پہلے سے ہر بات کی
پیش بندی اور منصوبے کیا کرتا تھا ہوشیار ایسا کہ چاروں طرف کان لگائے رکھتا۔ ملکی کاموں
میں جوڑ توڑ سے خوب واقف تھا دل ایسا مستقل رکھتا تھا کہ کسی کے کہنے سے ڈھل مل نہیں ہوتا تھا
نہ کسی کے بھڑکانے سے بھڑکے نہ کسی کے ٹھنڈا کرنے سے ٹھنڈا ہو دشمنوں کو اپنا دوست بنا لینا
اور دوستوں کو آپس میں دشمن بنا دیتا اور اُن کو دق وحیران کرنا خوب جانتا تھا یوں تو نہایت
سادہ بے تکلف رہتا مگر وقت پر شاہانہ شان دکھاتا۔ لڑکپن میں ایسے پرہیز گار اور زہد شعار علماء سے
اُسنے تعلیم پائی تھی کہ آغاز عمر میں وہ زہد وتقوی اور صوم وصلوۃ اور قرآن شریف کی تلاوت کا
عادی تھا نشست برخاست رفتار گفتار کردار میں غرض ساری حرکات وسکنات میں ایک
تعجب خیز دینداری کی شان لیے ہوئے تھا۔ حرارت اسلامی اس کے رگ وپے میں ایسی بیٹھی ہوئی تھی
کہ وہ اپنے مذہب کے لیے بڑے بڑے خطروں کے اُٹھانے کو اپنا فخر وناز جانتا تھا وہ اہل سنت
وجماعت کے مذہب پر اعتقاد کامل رکھتا تھا بعض اوقات اسکو دینداری کا جوش ایسا اٹھتا
تھا کہ وہ اس دنیا کی دولت کو ناچیز سمجھکر اس کے تارک ہونے کا ارادہ کرتا تھا۔ چنانچہ ہمنے
لکھا ہے کہ سنہ [illegible] میں اُس نے گوشہ نشینی وخلوت گزینی کا ارادہ کر ہی لیا تھا مگر باپ نے کچھ
سنکر اس ارادہ سے باز رکھا۔ کبھی کبھی اپنی خود کامی اور بلند نظری کے ارادوں میں اور
دغا وفریب کی چالوں میں شرعی حجتیں نکالا کرتا تھا وہ کسی پر نہ اعتبار کرنے کو حزم واحتیاط
جانتا تھا باقی حال اس کی خصائل کا اس کی سلطنت ووفات کے بعد بیان کریں گے۔
شاہجہاں نے اس کی نسبت کہا کہ ذی عزم ومآل اندیش بہ نظر می آید اغلب کہ متحمل امر خطیر ریاست
تواند شد۔ مرزا مراد سب سے چھوٹا بھائی تھا۔ گجرات میں صوبہ دار تھا۔ ہاتھ کا سخی دل کا دلاور تھا
مہمات عظیم میں بڑی بڑی فوجوں کی سپہ سالاری کر چکا تھا۔ مگر نرا شاہزادہ تھا وہ ایسی عقل نہیں
رکھتا تھا کہ بادشاہی کے لیے داؤں پیچ کرتا اس عقل پر ایک اور بدھ کم بختی تھی کہ عیش دوست تھا
اُسکی نسبت شاہجہاں نے کہا ہے کہ مراد بخش محو الکیفیت باکل وشرب ساختہ دائم الخمر است۔

جہاں آرا بیگم جس کو بادشاہ بیگم یا بیگم صاحب کہتے ہیں وہ بڑی صاحبزادی تھی وہ ایک عقل کی پتلی نورحسن سے آراستہ بادشاہ کی آنکھہ کی عینک اور کلیجے کی ٹھنڈک تھی وہ امورات سلطنت میں بہت دخیل تھی بادشاہ نے جو دولت اور جاگیریں اس کو دیں اُن کا ذکر اوپر ہو چکا ہی وہ ساٹھ لاکھہ روپیہ سالانہ کی جاگیر رکھتی وہ اپنے بھائی دارا شکوہ سے بہت مانوس تھی اور بھائی بھی اسکو بہت چاہتا تھا شاہجہاں کو اپنی اولاد میں یہہ بڑا بیٹا اور بڑی بیٹی حد سے زیادہ عزیز تھے بیگم صاحب کی نسبت ڈاکٹر برنیر نے معلوم نہیں یہہ بازاری گپ کسی بھنگیڑخانہ میں سنکر یا اپنے ملک پر قیاس کرکے لکھی ہی کہ بیٹی کو باپ سے متہم کیا ہی اور لکھا ہی کہ شاہجہاں نے اس کام کو درست اس وجہ سے جانا تھا علما و فقہا نے فتوی دیدیا تھا کہ بادشاہ کو اس درخت کے میوے سے متمتع ہونے کو منع کرتا جو اس نے خود لگایا ہو انصاف سے بعید ہی ڈاکٹر نے جو اس عصمت مآب بیگم کے دامن پر دہبا لگایا ہی اس کو ان کا خود یاوری کے طور یوں مٹاتا ہی کہ بیگم صاحب کی محبت میں گناہ کا شائبہ کہنا محض ایک افواہ عام تھی جس کی بنیاد سوائے اہل دربار کی حسد کے کوئی اور نہ تھی -

ڈاکٹر نے پھر بیگم صاحب کی عشق بازی کے دو قصے تحریر کیے ہیں اور لکھا ہی کہ میں بطور افسانہ سازی کے نہیں لکھتا - بلکہ وہ واقعات تاریخی لکھتا ہوں جس سے ہندوستانیوں کا حال معلوم ہو جن کا مختصر بیان یہہ ہی کہ بیگم صاحب نے ایک حسین جوان سے عشق پیدا کیا ایک دن شاہجہاں بے خبر بیگم صاحب پاس گیا تو اس نے اپنے یار کو حمام کی ایک دیگ میں چھپایا - بادشاہ نے اُس کو اس دیگ میں دم پخت اس طرح کیا کہ بیٹی سے کہا کہ ہم نے ابھی غسل نہیں کیا ہی خواجہ سراؤں کو حکم دیکر دیگ کے تلے آگ روشن کرائی اور بیٹی کے یار کو اس طرح فی النار کیا دوسرا قصہ یہہ گھڑا ہی کہ بیگم صاحب نے ایک ایرانی خانساماں نازرخاں کو پسند کیا جس کو شاہجہاں نے پان میں ایسا زہر کھلایا کہ وہ گھر تک نہ پہنچ سکا راہ ہی میں موت آگئی ایک ظریف نے ان قصوں کو سنکر یہہ شعر ڈاکٹر برنیر پر پڑہا کہ ؎ جعفر زٹلی نے کیا کیا ہی مکھی کو مل کے بھینسا کیا - ہندوستان میں مسلمان بادشاہ جو بدکردار ہوئے ہیں انہوں نے بہت بُرے بُرے کام کیے ہیں لیکن کسی نے یہہ پاپ نہیں کیا جو برنیر نے شاہجہاں کے سر پر تھوپا ہی اور پھر اس پر یہہ طرہ اور چڑہایا ہے کہ

مولویوں سے فتویٰ لیکر اس کو جائز جانا ہے ڈاکٹر نے بہت سی باتیں ایسی بھی لکھی ہیں کہ جن کے سبب سے
اُس کی تصنیف پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

بیگم صاحب سے چھوٹی بیٹی جو عقل و صورت میں اور نہ بادشاہ کے لاڈ و پیار میں بڑی بہن کے برابر
تھی مگر اپنے بھائی اورنگ زیب پر دل و جان سے فدا تھی محل سرائے شاہی میں وہی اورنگ زیب
کی جاسوس تھی اپنے بھائی کو امورات سلطنت کی خبریں پہنچاتی تھی۔ شاہجہاں نے ہر چند چاہا
کہ بیٹوں میں طریقہ برادری ہمیشہ قائم رہے اور ان میں اخوت و صداقت کو متانت ہو مگر اس کا
اثر کچھہ مرتب نہوا اور ساری نصائح اسکی ضائع گئیں فتنہ پرستوں و ناراستوں نے وہ داستانیں بنائیں
اور فساد کے افسوں پھونکے کہ بھائیوں میں ابواب پرخاش و کینہ مفتوح ہوئے اور دلوں میں رنجشیں
پیدا ہوئیں کہ باہم انتقام کے درپے ہوئے اور خویشتن داری کے سبب سے ہر یک وقت و قابو کا منتظر تھا
جب بادشاہ بیمار ہوا تو داراشکوہ نے وقت فرصت کو غنیمت جان کر امور سلطنت کا اختیار اپنے
کف اقتدار میں لیا اور وکلا سے دربار کے وقائعوں کے نہ لکھنے کا مچلکہ لیا اور بنگالہ و احمد آباد
و دکن کے قاصدوں و مسافروں کی راہ بند کی۔ مگر ڈاک چوکی کے ذریعہ سے بادشاہ کی بیماری
کی شدت اور اس کی طول مدت کی خبر پھیل گئی تھی پھر نزدیک و دور کے صوبجات میں واقعی
خبروں کے نہ پہنچنے سے اور بادشاہ کے احوال نہ معلوم ہونے سے ہل چل پڑی واقعی خبروں کا
پہنچنا مواد فتنہ و فساد کے رفع کے لیے واجب عقلی و سخن شرعی تھا۔ اس ضمن میں بعض بداندیشوں نے
اور ونکی پریشانی میں اپنی جمعیت صلاح جانکر جھوٹی سچی اخبار نویسی شروع کی اور اپنی عرائض
اخلاص آمیز ہر طرف بھیجکر معاملہ کو اور ہی رنگ میں دکھایا بادشاہ نے اپنے حال کو متغیر دیکھکر
چند اپنے خاص ارکان سلطنت کو بلایا اور داراشکوہ سے بیعت کرائی اور یہ نصائح فرمائیں
کہ اول حاضرین انجمن کو سر رشتہ اخلاص و ارادت و موافقت ظاہر و باطن کی نگہداشت لازم
ہے کہ ہر وقت و ہر حال میں وہ داراشکوہ سے موافقت کریں اور پھر داراشکوہ کو پند ارجمند
کی کہ وہ جناب الہی کی رضامندی و خرسندی میں اور عموم خلق کے ساتھ حسن
سلوک میں اور رعیت و سپاہ کی رعایت میں ہمیشہ ساعی رہے۔ پھر بادشاہ کہتی ہیں

بادشاہ کی بیماری اور امور سلطنت کا داراشکوہ کو تفویض ہونا

سوار ہوکر اکبرآباد میں چلا آیا جس کو بعض مورخ یہ بیان کرتے ہیں کہ دارا شکوہ باپ کو اس حالت مرض میں آگرہ لے گیا کہ وہاں کے خزانہ پر قابض ہو۔ اب اس نے باپ کو چندروزہ مہمان سمجھا اور اپنے تئیں بادشاہ جانکر ایسے احکام جاری کیے کہ سر رشتہ ملک رانی و قانون پاسبانی ہاتھ سے گیا مصالح دولت میں مفاسد عظیمہ اور انتظام میں کلی خلل پیدا ہوئے۔

دارا شکوہ کا انتظام سلطنت اور بھائیوں کی بغاوت

جب بھائیوں کو یہ خبر پہنچی کہ باپ آفتاب بر لب بام ہے اور دارا شکوہ سلطنت پر مسلط ہے تو گجرات میں مرزا مراد نے تاج شاہی سر پر رکھا اور بنگال میں مرزا شجاع نے تخت شاہی قدموں تلے بچھایا دکن میں اورنگ زیب نے دانائی خرچ کی کہ بظاہر اورنگ فرماندہی پر قدم نہ رکھا مگر درپردہ سب کچھ سامان تیار کیا اور اپنی سعادت منشی دکھلانے کے لیئے باپ کی عیادت کا بہانہ بناکے اورنگ آباد سے چل کھڑا ہوا۔ اب آگرہ میں شاہجہاں کو شفا کلی حاصل ہوگئی تھی سلطنت کے کاروبار کرنے کے لائق ہوگیا تھا مگر تین بیٹوں کی حرکات ناسزا پر سخت ناراض ہوا اس کو دارا شکوہ کے سوا کسی دوسرے بیٹے پر اعتبار نہ رہا اور اس پر ایسا اعتماد کیا کہ پھر اپنے اختیارات سے بے اعتنائی کی۔ اب ان اوپر کی باتوں کی تفصیل یہ ہے کہ بادشاہ سے عرض کیا گیا ......

...... کہ شاہزادہ مراد بخش نے باپ کی علالت کی خبر سنتے ہی سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ خواجہ شہباز خواجہ سرا کو فوج و مصالحہ قلعہ گیری کے ساتھ قلعہ بندر سورت کے تسخیر کے لیے اور بندر رندکور کے ضبط کے واسطے روانہ کیا۔

خواجہ شہباز نے بندر سورت میں پہنچکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور نقب لگاکے اور برج و حصار اڑا کے قلعہ کو مفتوح کیا اور تجار کو جمع کرکے پندرہ لاکھ روپیہ بطریق دست گرداں طلب کیئے بہت قیل وقال کے بعد عمدہ تاجروں حاجی محمد زاہد اور بیرجی نے آپس میں اتفاق کرکے چھہ لاکھ روپے سب تاجروں سے لیکر قرض میں دیا اور تمسک پر محمد مراد بخش نے مہر کی اور خواجہ شہاب الدین نے ضمانت دی۔ شہزادہ مراد بخش کا دیوان علی نقی تھا ایک مقرب خواجہ سرا اس سے عداوت ہم چشمی رکھتا تھا یہ دیوان اجرا سیاست میں ایسا شدید تھا کہ اگر کوئی تقصیر کرتا تو اس کا زہرہ (پتا) نکلوا تا۔ ایک فقیر چوری کی علت میں

گرفتار ہوا۔ علی نقی نے اس کا زہرہ نکلوایا اُس نے آسمان کی طرف منہ کرکے کہا کہ تو مجھے ناحق مارتا ہے تو بھی کسی تہمت کی بلا میں اسی طرح گرفتار ہو اس خواجہ سرا نے یا کسی اور نے علی نقی کی طرف سے ایک نوشتہ جعلی بنایا جس میں اس کے خط و مہر کی تقلید کی اور اس میں دارا شکوہ کو یہ لکھا کہ شہزادہ مراد کا ارادہ فاسد ہے اور اس کو موم میں بند کرکے قاصد کو دیا اور قاصد کو چوکی میں گرفتار کرایا۔ اور شکو مرادبخش پاس لائے وہ نوشتہ کو دیکھکر آگ بگولا ہوگیا اور علی نقی کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نمک حرامی کے ارادہ سے اپنے ولینعمت کے ساتھ قصد فاسد کرے تو اُسکی سزا کیا ہے۔ علی نقی نے کہا کہ اُسکی سیاست کرنی چاہیئے اس کے بعد مرادبخش نے وہ نوشتہ علی نقی کو دیا اُس نے پڑھکر گستاخانہ جواب دیا کہ اس ندیم پر آفریں ہے کہ جس نے یہ جعل بنایا اور اس بادشاہ کی عقل و دانائی پر افسوس ہے کہ جس کو خدا نے سلطنت دی ہو اور وہ اپنے فدوی دوستوں اور مخالف منافقوں میں فرق نہ کرے۔ شاہزادہ غصہ میں پہلے ہی سے مونڈھے پر برچھی لیئے بیٹھا تھا اس نے علی نقی کے سینہ میں برچھی ماری اور خواجہ سرا کو اشارہ کرکے اُسکا کام تمام کرایا

شاہزادہ شجاع نے بادشاہ سے سرتابی کی اور زمینداروں کے اعانت کے بھروسہ پر ترکتازی شروع کی اور اکثر محال خالصہ پر دست تصرف دراز کیا اور لشکر عظیم لے کر پٹنہ و بہار کا عازم ہوا اور مقابلہ پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے مرادبخش کی طرف کچھ خیال نہیں کیا۔ مگر شجاع کے لیئے ایک بھاری لشکر بسرداری سلیمان شکوہ روانہ کیا اور مرزا راجہ جے سنگھ کو اس کا اتالیق مقرر کیا اور بہت خزانہ و ہاتھی اور امرا نامدار اور بیس ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی پیادے تعین کیے اور سلیمان کا اضافہ منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار پر کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا جب راجہ بطریق ہراول بنارس کے نزدیک آیا محمد شجاع بھی اپنے لشکر کے شجاعوں کے ساتھ پیکار پر مستعد ہوا۔ کشتیوں پر اپنا تصرف کیا اور راجہ کے ساتھ مقابلہ و کارزار پر متوجہ ہوا اور راجہ سے ڈیڑھ کروہ پر اُترا۔ راجہ نے دوسرے روز جنگ کی شہرت دی اور تبدیل مکان کا اشتہار دیا اور اپنے مقام سے سوار ہوا اور صبح ہونے سے پہلے کہ ابھی محمد شجاع خواب غفلت سے بیدار نہوا تھا اور رات کے نشہ کا خمار اس کا نہ اترا تھا قتال و جدال میں مصروف

ہوا یہ بے خبر ناتجربہ کار اس وقت خبردار ہوا کہ کام ہاتھ سے جا چکا تھا اور لشکر کو شکست فاحش ہو چکی تھی سراسیمہ تمام لشکر خزانہ وہاتھی اور توپ خانہ اور کارخانے غارت ہو کر راجہ کے تصرف میں آئے اور ساری ولایت داراشکوہ کے اہلکاروں کے تصرف میں آئی راجہ نے اکبرآباد شجاع کے ہمراہیوں اور نامی شجاعوں کی ایک جماعت کو اسیر کر کے روانہ کیا۔ داراشکوہ نے اُن کی تشہیر کر کے بعض کو قتل کیا بعض کے ہاتھ کاٹے۔

شجاع میدان جنگ سے سراسیمہ ہو کر کشتی میں سوار ہوا اور پٹنہ گیا تھا۔ یہاں بھی لشکر نے پیچھا نہیں چھوڑا وہ منگیر گیا یہاں سے بھی نکالا گیا تو راج محل میں آیا۔ اس ہزیمت اور فرار ننگ وعار سے اس کی غفلت پر ایک ایسا کاری تازیانہ لگا کہ اُس نے ایک عرضداشت باپ کی خدمت میں بھیجی کہ امیدوار اعلیٰ حضرت کی عنایت کا ہوں مجھ پر رحم فرمایئے اور میری تقصیرات کو معاف کیجئے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کر لی اور بنگ بنگال بدستور سابق اُسکو عطا فرمایا۔ اور سلیمان شکوہ کو لشکر سمیت واپس بلایا۔ یہ معاملہ تو مرزا شجاع کے ساتھ داراشکوہ کا ہوا۔

داراشکوہ نے اورنگ زیب کی بدخواہی کو بادشاہ کی دولت خواہی کے پیرایہ میں یوں ادا کیا کہ اس کی طرف سے بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ وہ بھی مرزا شجاع کی ہزیمت خوردگی کے انتقام کشی کے لیے اور مرزا مراد مفسد کی کمک کے واسطے ایک شائستہ لشکر کے ساتھ عیادت شاہی کا بہانہ بنا کے چلا آتا ہے ہر طرح سے وہ حضور کی دولت میں رخنہ اندازی کر رہا ہے کہ پختہ کاری کے ساتھ پیغام نہانی بہت سے امیروں کو بھیجکر اپنا طرفدار بنالیا ہے قطب الملک سے پیش کش کے کروڑ روپیے وصول کر کے بغیر حضور کی اجازت کے فراہمی سپاہ میں صرف کر دے۔ اگر خدانخواستہ یہ لشکر اعظم جو دالی بیجاپور سے لڑنے گیا تھا اور آجکل اورنگ زیب کے پاس ہے اسکو اس نے اپنا مددگار بنالیا اور لڑائی کے لئے کھڑا ہو گیا تو پھر حضور کی سلطنت کا کیا ٹھکانا ہے اب صوابدید وقت یہ ہے کہ اول صوبہ دکن میں جو امرا تعینات ہیں طلب کیے جائیں پھر خزانہ کے لانے کا تقاضا کیا جائے تا کہ اس سبب سے اورنگ زیب کی حشمت شوکت قوت کے اسباب بتدریج کم ہو جائیں۔ اگرچہ ایسے احکام کے جاری کرنے کی مرضی بادشاہ کی نہ تھی مگر اب بادشاہ کی فراست اپنی حالت پر بسبب

پیری و بیماری کے نہ رہی تھی۔ دارا شکوہ ایسا مزاج پر مسلط ہو گیا تھا کہ خواہ نہ خواہ یہ احکام اس وقت جاری ہوئے کہ اورنگ زیب بیجاپور کی لڑائی میں مصروف تھا بادشاہ کے یساولوں اور سزاولوں نے یہاں آن کر لڑائی میں ایسی کھنڈت مچائی کہ مہابت خاں و راؤ ستر سال وغیرہ بے رخصت و بے اطلاع اکبرآباد کو متوجہ ہوئے۔ ایسے واقعات ناہنجار کے وقوع سے اورنگ زیب کی خاطر مکدر ہوئی اُس نے اہل بیجاپور کو امان دیکر جاں بخشی کی اور مصالحتہ و معاہدہ کو قبول کر لیا اور اس مہم کا اتمام اور وقت پر رکھا اور خود بیجاپور سے اورنگ آباد میں چلا آیا۔ بادشاہ کی طرف سے سپاہ کی طلبی کی وجہ اورنگ زیب کو یہ لکھی گئی کہ سپاہ کی ضرورت مرزا شجاع و مرزا مراد کی سرکشی کے دبانے کے لیے ہے دارا شکوہ نے یہ بات دور کی سوچی تھی۔ باپ کی زندگی میں ان دونو بھائیوں کا فیصلہ ہو جائے اور پھر اورنگ زیب دکن میں سمجھ لیا جائے سب امرا بادشاہ پاس چلے گئے۔ شاہنواز خاں و معظم خاں میر جملہ اور نجابت خاں کے سوا کوئی اورنگ زیب پاس نہیں رہا ان امیروں میں معظم خاں کی جان پر سب سے زیادہ مصیبت تھی وہ خود تو یہاں مہم بیجاپور میں اورنگ زیب پاس تھا اور بیٹا اور سارا کنبا آگرہ میں بادشاہ پاس تھا۔ اگر بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتا تو اورنگ زیب کے ہاتھ سے اس کی کم بختی آتی اور اگر نافرمانی کرتا تو سارا خاندان عذاب میں پھنستا۔ مگر اورنگ زیب نے اسکو ایسی بات سمجھائی کہ ساری اُسکی حیرانی پریشانی دور ہوئی آپس میں صلاح مشورہ سے یہ بات نکالی کہ معظم خاں کو اورنگ زیب سے ...... بیجاپور ....

اُس نے اپنی پریشانی ....

کا عذر کیا اور تعمیل حکم میں تاخیر کی اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو حکم دیا کہ فوراً اسکو پکڑ کر مجلس میں لائے وہ جا کر پکڑ لایا اورنگ زیب نے اسی مجلس میں اسکو قید کر کے دولت آباد کے قلعہ میں بھیجدیا اور اسکا سب مال اسباب ضبط کر لیا اس ملی بھگت سے کام چل گیا کہ اُس کے خاندان پر آگرہ میں کوئی آفت نہ آئی بلکہ بادشاہ نے اورنگ زیب کو اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ اِن دنوں میں ایسا سنا گیا کہ اس فرزند ارجمند نے ہمارے ایک بیگناہ دوست کو جس نے شائستہ خدمات کی تھیں اور

عقل ادب آموز نے ہمارے حکم کی تعمیل میں اس کو مجبور کیا تھا۔ تم نے بعض زیادہ سروں کے کہنے سے
اس کا نقد و جنس ضبط کیا اور قلعہ دولت آباد میں اُسکو محبوس کیا میں تمہاری اس حرکت سے
ناراض ہوں کہ جو امر ہماری اطاعت کو اپنا جزو ایمان جانتے ہیں تم اُن کو قید کرتے ہو اور جنکو
دولت اسباب انعام دینا چاہیے تم انکا الٹا مال اسباب ضبط کرتے ہو تم کو چاہیئے کہ کسی حال میں
مغلوب الغضب نہ ہو اور اپنے نفس کو قابو میں رکھہ کر عفو کو انتقام پر اور مہراندوزی کو کینہ توزی پر سبقت
دو اور ہمارے فرمان کی اطاعت کر کے ہم کو خوش کرو جس سے دونو جہان میں تمہاری رستگاری ہو
غرض اورنگ زیب کی یہ حکمت خوب چلی ور معظم خاں کے سب افسران ماتحت اپنے افسر کی اجازت سے
اورنگ زیب کی خدمت میں کمربستہ حاضر رہے اورنگ زیب کی اس حسن تدبیر اور گنبھیرپن کو دیکھنا
چاہیئے کہ اُس نے اپنے سب کام پردہ میں کیے اور دارا و شجاع کو آپس میں لڑنے بھڑنے دیا کہ
ان دونوں کے ضعیف ہو نیسے اپنے تئیں فائدہ پہنچائے۔

شاہزادہ مراد بخش کو بادشاہ نے فرمان بھیجا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے فرزند تو نے مراسم
ادب کی رعایت کو بھلا دیا اور بدسلوکی اور بے روشی جو حق شناسی و عقل کے خلاف تھیں اختیار
کیں اور تو نے بڑی بڑی تقصیرات کیں مگر ہم دیدہ و دانستہ ان سے چشم پوشی کرتے
ہیں اور تجہہ سے حق تربیت و ناسپاسی کا انتقام نہیں لیتے اور تیری سرداری لغزشوں کو۔۔۔۔
معاف فرماتے ہیں تجھے چاہیئے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی برار کو جا۔ ان دنوں میں وہ تجھے ہم
نے جاگیر میں دی ہے اگر تو اس حکم کو نہ مانے گا اور بغاوت و سرکشی اختیار کرکے برار نہ جائیگا
تو پھر ہم پر واجب ہو گا کہ تجھ معاملہ نافہم بے ادب کی تادیب گوشمالی کر کے راہ پر لائیں
اور کچہہ دنوں زندان میں کہ کودک منشوں کے لیے دبستان آگاہی ہے کردار نابکار کے پاداش
میں گرفتار رکھیں اور تنبیہہ کر کے مغرور غفلت شعار کو ہوشیار کریں۔

ان فرمانوں کا جواب نہ مراد بخش نے بھیجا نہ اورنگ زیب نے اس سبب سے یہ ظاہر ہوا
کہ اب کام مواسا و مدارا و تغافل و تجاہل سے گذر گیا۔ دارا شکوہ کی صلاح سے [illegible] جسونت سنگہ
کو مالوہ کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور ایک لاکہہ روپیہ نقد دیا گیا اور ہفت ہزاری ہفت ہزار

شاہزادہ مراد بخش کے نام فرمان شاہی اور اس کا [illegible]

سوار پنج ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ پر اس کا اضافہ منصب کیا گیا اور سلخ جمادی الاول سنہ کو قاسم خاں کو احمد آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی اور منصب پنجہزاری پنج ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا - ان دونوں سرداروں کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ سارے امیر اور لشکر اوجین میں مقیم رہیں اگر شہزادہ مراد اپنی سعادت منشی و ادب اندیشی سے حکم کی اطاعت کر کے احمد آباد کو خالی کر دے تو بہتر ہے ورنہ اسکو دوبارہ فہمائش بطور نصیحت کی جائے کہ اتمام حجت ہو جائے اگر اس پر بھی وہ نہ سمجھے اور لڑنے کو آئے تو بے توقف احمد آباد میں جا کر اس ولایت گجرات کے استخلاص میں کوشش کریں - اگر اورنگ زیب ادہر آتا ہو تو اس کو روکیں - یہ دونو سردار اجین میں جا کر مقیم ہوئے -

اورنگ زیب خوب سوچ سمجھکر جمادی الاول سنہ کو اورنگ آباد سے برہان پور کی طرف روانہ ہوا اس کو یہ خیال تھا کہ اگر دارا شکوہ نے مراد کو بھی شجاع کی طرح مغلوب کر لیا تو اس کو بڑی قوت و قدرت حاصل ہو جائے گی اس لیے کسی طرح سے مراد کو اپنا طرفدار رہنا چاہیے چنانچہ اس نے اپنی تدبیر و رائے صایب سے محمد مراد بخش کو مکرر کمال محبت سے نامہ التیام آمیز لکھے جو بادشاہی کی مبارکباد اور تہنیت پر مبنی تھے اور یہ لکھا تھا کہ مجھے دنیائے غدار کے کاروبار سے کسی طرح کی دلبستگی اور آرزو نہیں ہے اور طواف بیت اللہ کے سوا کوئی اور مراد منظور نہیں ہے - برادر بے شکوہ کی زیادہ سری اور بے انصافی کے مقابلہ میں جو کچھہ اس برادر اخوان کے دل میں آیا وہ بموقع اور بجا تھا لیکن اب یہ ہے کہ ابھی پدر بزرگوار بقید حیات ہیں ہم دونو بھائی متفق ہو کر باپ کی خدمت میں جائیں اور اس خیرہ سر بدملت بادہ نخوت و غرور و خود رائی کے مست کے سزا دینے میں مشغول ہوں اگر مقدور ہوا اور حضرت ولی نعمت کا دیدار مبارک میسر ہو تو آشوب فتنہ کے دور کرنے میں کوشش کریں اور ہم نے جو تقصیر عالم اضطرار میں بے اختیار کی ہے اس کا عذر بادشاہ کی خدمت میں عرض کریں اور بعد سلطنت کے انتظام کے اور تمہاری دولت کے مخالفوں کی تادیب کے میں تم سے کعبۃ اللہ جانے کی اجازت حاصل کر کے اپنے مقصود کا عازم ہوں - تم کو چاہیے کہ اس ارادہ میں تاخیر نہ کرو اور شائستہ فوج اور آراستہ لشکر

لیکر کا فرے ادب یعنی جسونت کی تادیب کے قصد سے مرحلہ پیما ہو۔ اور مجکو یہ چاہو کہ دریاے نربدا کے پار ہوں اور فوج دریا موج اور توپ خانہ جہاں آشوب کو کہ میری ہمراہ ہی اسکو اپنی فتح کے مصالح میں سمجھو اور کلام اللہ کو عہد وپیمان کا کفیل مجھہ ہواخواہ کا جانو اور کسی وجہ سے اپنی خاطر میں وسوسہ نہ کرو۔ یہہ خط خافی خاں کی منتخب اللباب سے ترجمہ کیا ہی مگر مکتوبات عالمگیری میں اور اس عہد کی پانچ چار اور تاریخوں میں اس خط کا پتہ نہیں ملا۔ لفنسٹن صاحب نے بھی اس خط کو خافی خاں سے نقل کیا ہی ورنہ عمل صالح میں یہہ لکھا ہی کہ مراد بخش بہت سا لشکر لے کر بادشاہ کی سپاہ سے لڑنے کے قصد سے روانہ ہوا۔ جب لشکر شاہی کے قریب آیا تو اس سے تنہا روبرو ہونا مناسب جانا جس پاؤں آیا تھا اُس پاؤں پھر گیا اور اورنگ زیب کے حکم سے اس سے جا ملا اور اس کا شریک ہو گیا۔ خافی خاں کے بزرگ مراد بخش سے رشتہ ملازمت رکھتے تھے اس لیے اس نے اس شہزادہ کی نسبت ایسی باتیں لکھی ہیں جو اور تاریخوں میں نہیں اورنگ زیب نے خط مذکور کے موافق عہد نامہ لکھکر بھیجدیا اور لشکر کی گرد آوری کی اور توپ خانہ کی فکر میں... بادشاہانہ سعی اور عاقلانہ تدبیر کی مگر سکہ وخطبہ پر اصلا متوجہ نہ ہوا۔ بادشاہزادہ محمد معظم کو اورنگ آباد کی حراست کے لیے چھوڑا۔ شاہزادہ محمد اکبر کو جوان ہی دنوں میں پیدا ہوا تھا اس کو مع پردگیان حرم قلعہ دولت آباد میں چھوڑا۔ معظم خاں عرف میر جملہ جو اس قلعہ میں مصلحتاً محبوس تھا وہ درپردہ اُن کا محافظ تھا۔ غرہ جمادی الاولی کو شاہزادہ محمد سلطان کو نجابت خاں اور ایک جماعت امرا کو آگے بطریق ہراول روانہ کیا۔ مرزا قلی خاں دیوان دکن کو جس کا دستور العمل اس ملک میں مدتوں تک وزرا کے ناموں میں یادگار رہی گا اپنا دیوان مقرر کیا اور آخر کو میر آتشی کی خدمت اس کو سپرد کی اور ہمراہ لیا بہت سے امراء کارزار دیدہ آزمودہ کار رفاقت میں ساتھ لیے ۱۲ ر ماہ مذکور کو اورنگ زیب برہان پور کو روانہ ہوا اور ۲۵ ر کو یہاں آ گیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ برہان اس عہد کے بزرگوں میں تھے۔ جب اورنگ زیب جریدہ ان سے ملنے گیا اور فاتحہ کی التماس کی تو شیخ نے جواب میں فرمایا کہ ہم فقیروں کی فاتحہ سے

لیسا حاصل ہوگا تم پادشاہ ہو عدالت و رعیت پروری کے قصد سے فاتحہ پڑھو میں بھی تمہاری
رفاقت میں دعا و فاتحہ پڑھوں گا۔ اس کلام کو سنکر شیخ نظام نے اورنگ زیب کو مژدہ
سلطنت کی مبارکبادی دی بعد فاتحہ کے شیخ نے کلمہ نصائح آمیز فرمائے اور تبرک دیکر رخصت
لیا اورنگ زیب نے ایک مہینے تک برہان پور میں سرانجام ضرور و اخبار حضور کی تحقیق
کے لیے قیام کیا ۲۵ رجمادی الاخری کو محمد طاہر مشہدی کو وزیر خاں کا خطاب دیکر برہانپور
کا نگہبان مقرر کیا اور آپ دار الخلافہ کی طرف چلا۔ اس روز معلوم ہوا کہ عیسیٰ بیگ وکیل
اورنگ زیب کو جو دارا شکوہ نے مقید کیا تھا شاہجہاں نے اس کو رہا کر کے مرخص و مطلق العنان
کیا وہ بطریق ایلغار اورنگ زیب پاس آیا اور اس نے مہاراجہ جسونت سنگہ و قاسم خاں کی
اجین میں آنے کی اطلاع دی وہ لٹ لٹا کر آیا تھا اورنگ زیب نے اس کو دس ہزار روپیہ
دیئے دو تین منزل چلا تھا اُس سے عرض کیا گیا کہ شاہنواز خاں کا رفاقت کا ارادہ نہیں -
اس کی ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مراد بخش سے بیاہی گئی تھی شاہزادہ
محمد سلطان کے ہمراہ شیخ منیر کے لڑکے کو حکم دیا کہ وہ جاکر شاہ نواز خاں کو قلعہ ارک میں
محبوس کریں ہر منزل میں روشناس اور کارطلب نوکروں کے وہ اضافہ کرتا اور
ان کو خطاب دیتا۔ دہم رجب کو آب نربدا سے عبور کیا۔ محمد مراد بخش محبت آمیز عہد نامہ
کے پہنچنے کے بعد احمد آباد سے نکلا ۲ ر رجب کو دیپال پور میں آیا اور اورنگ زیب سے ملا۔
دونو بھائیوں میں بڑے تپاک کی باتیں ہوئیں اور از سر نو عہد و قرار بکفالت قسم کلام اللہ ہوے
اورنگ زیب نے دریاؤں و ندیوں کے معبروں پر اور خشکی کی گذرگاہوں پر ایسا بندوبست
کیا تھا کہ آب و باد کا گذر متعذر تھا وہ اجین سے سات کروہ پر آگیا اور راجہ جسونت سنگہ
کو دونوں بھائیوں کے فوج پہنچنے کی خبر نہوئی۔ جب اکبر پور سے لشکر کا گذر ہوا تو راجہ
شیورام قلعہ دار مانڈو نے مطلع ہوکر مہاراجہ کو مجمل حال لکھکر اطلاع دی قاسم خاں نے
جب محمد مراد بخش کی احمد آباد سے چلنے کی خبر سنی تھی تو وہ آگے آیا تھا مگر محمد مراد بخش نے
راہ راست کو ۱۸ کروہ کے تفاوت سے چھوڑ دیا اور اورنگ زیب پاس چلا گیا۔ قاسم خاں نا امید ہوکر

الٹا چلا گیا داراشکوہ کے آدمی کہ دہارا کے نواحی قلعہ میں تھے دونو بھائیوں کے لشکروں کی شکوہ دیکھہ کر بھاگ گئے اور مہاراجہ سے جا ملے۔ لشکر کی خبر سنکر مہاراجہ مع قاسم خاں کے ایک منزل آگے آئے اور اورنگ زیب کے لشکر سے ڈیرہ کروہ پر اُترے اورنگ زیب نے کب نام برہمن کو کہ دہیرہ کہنے میں اور زبان آوری میں مشہور تھا مہاراجہ پاس بہیجا اور پیغام دیا کہ ہمارا مطلب اس حرکت سے فقط حضرت ولی نعمت مرشد دوجہاں کی ملازمت و عیادت سے ہی جس کو ہم محض عبادت سمجہکر حضور پر نور کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جنگ و مخالفت کا ارادہ نہیں رکہتے۔ مناسب یہہ ہی کہ تم بھی ہمارے ہمرکاب چلو اور نہیں تو سر راہ سے کنارہ اختیار کرو اور اپنے وطن چلے جاؤ اور فتنہ اور ہنگامہ خدا کی خونریزی کے سبب نہو۔ مہاراجہ نے اعلیحضرت کے حکم کی اطاعت کو پیغام کے نہ قبول کرنے کے دستاویز بنایا اور جواب ناصواب بہیجا۔ دوسرے روز دونو طرف سے ترتیب فوج میں مشغول ہوئے۔ اورنگ زیب نے بیس ہزار سپاہ کو اس طرح مرتب کیا کہ مرزا محمد سلطان کو ہراول بنایا۔ نجابت خاں اور ایک جماعت امرا اور ہاتھیوں کو اس کے ساتھ کیا ذوالفقار خاں عرف محمد بیگ اور شاہزادہ کے چند بہادروں کو لیکر شاہزادہ کا ہراول مقرر کیا مرشد قلی خاں کو مع توپخانہ کو ہراول پیش آہنگ بنایا محمد مراد بخش کو فوج اور سرداروں کے ساتھ برانغار کی طرف صف آرا کیا اور شاہزادہ محمد معظم کی سپاہ جرانغار کی طرف مقرر ہوئی اسی طرح فوج یلتمش و چنداول اور جابجا امرا معرکہ آرا ہوئے۔ خود اورنگ زیب ہاتھی پر بیٹھ کر قول میں ٹہیرا دوسری طرف مہاراجہ جسونت سنگہ نے لشکر کو اس طرح آراستہ کیا کہ قاسم خاں کو ہراول مقرر کیا افواج میمنہ و میسرہ و یلتمش کو آراستہ کرکے اور مست جنگی ہاتھیوں کو دونو فوجوں کا پیش آہنگ بنایا اور سردار جدا جدا مقرر کیے اور خود راجپوتوں کے ساتھ قول میں صف آرا ہوا۔ ۲۲۔ رجب سنہ ۶۸ کو دونوں لشکروں نے مستانہ وار معرکہ کارزار میں قدم رکھا۔ اورنگ زیب نے اُس داروغہ توپخانہ کو حکم دیا کہ بان اور گولے کو مار کر سپاہ کو دارو گیر میں کم کرے۔ ہر ساعت لڑائی بڑہتی گئی اور تیر و سنان پر نوبت آئی۔ نامدار سرداروں کے سر تن سے جدا ہوے

اور شمشیر و خنجر کی ضرب سے بڑے بڑے بہادر خانۂ زین سے زمین پر آئے جنگجو راجپوتوں میں سے پدر صندل کی جگہ خون سے بیٹے کے قشقہ لگانے کو نیکنامی و سرخروئی سمجھتا تھا۔ عرصہ کارزار میں کوئی دلیری و بہادری باقی نہیں رہی جو کام میں نہ آئی ہو۔ تمام نامدار راجاؤں میں سے مکند سنگھ ہاڈہ اور رتن سنگھ راٹھور و ارجن گور و دیال سنگھ جھالہ اور اور راجپوتوں نے رام رام کہکر گھوڑے دوڑائے اور توپخانہ کی آگ پر پروانہ کی طرح گرے اور پے درپے حملوں سے دشمن کے توپخانہ کے انتظام کو شکستہ کردیا۔ مرشد قلی خاں کو مار ڈالا۔ ہراول پر عرصہ تنگ کیا۔ ذوالفقار خاں کے ہمراہی فرار ہوئے مگر وہ ہاتھی سے اُتر کر بہادروں کے ساتھ ہوا اور جنگ کر کے زخمی ہوا مگر راجپوتوں کو اُس نے روک دیا پھر اس کی کمک کے لیے ملتفت آیا اور دار و گیر کی صدا زمین سے آسمان پر پہنچی بادشاہزادہ محمد سلطان و نجابت خاں مع ہمراہیوں کے راجپوتوں کے دفع کرنے میں پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے مگر ہر ساعت راجپوتوں کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ شیخ میر خوافی و صف شکن خاں و مرتضیٰ خاں دوڑ کو آئے اور اُنہوں نے دشمن کی کمرگاہ پر حملہ کیا مگر اس سے بھی راجپوتوں کا کچھ نہ ہو سکا تو اورنگ زیب خود ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی حمایت کو آیا تو لشکر کے مغلوبوں کو غلبہ ہوا اور بہت راجپوتوں کو تیغ و تیر و سنان سے مارا۔

زبس راجپوتاں پر کار جنگ   گذشتند از جاں بناموس و ننگ

فتاد آں قدر کشتہ در کارزار   کہ شد بستہ راہ گذر بر سوار

میدان جنگ کی زمین خون سے سرخ ہوئی اور طیور و وحوش کی خوراک برسوں کے واسطے مردوں کے گوشت سے تیار ہوگئی۔ مگر اس حال میں بھی میدان جنگ سے راجپوتوں کا پاؤں نہ اُکھڑا کہ محمد مراد بخش برانغار کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ کی بنگاہ پر حملہ آور ہوا اور تاخت و تاراج اُس نے شروع کی اور وہاں ایک محاربہ عظیم راجپوتوں سے ہوا اور ایک جماعت مثل دیبی سنگھ و پرسوجی و مالوجی جو آٹھ نو ہزار سواروں سے بنگاہ کی حراست کر رہی تھی مقابلہ و مقاتلہ کے بعد کئی دفعہ محمد مراد بخش کے

ہاتھی تک پہنچے اور جان سے گئے مگر دیبی سنگھ گھوڑے سے پیادہ ہو کر مثل زنہاریوں کے محمد مراد بخش کی خدمت میں آیا اور الامان کی فریاد کی اور جان و مال و عیال کی امان چاہی اس کو امن دیا گیا حاصل کلام یہ ہے کہ شمشیر کی ضرب اور حملوں کے صدمہ سے مکند سنگھ ہاڈہ و سبحان سنگھ سیسودیہ و رتن سنگھ راٹھور و ارجن گور و دیال داس جھالہ و موہن سنگھ ہاڈہ کے پیر اکھڑ گئے اور ان کی سپاہ کے کشتوں کے پشتے لگ گئے اور اورنگ زیب کے لشکر کو ایسا غلبہ ہوا کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کے دل میں خوف و ہراس پیدا ہوا اور نامدار راجاؤں کے دستور کے برخلاف معرکہ کارزار میں عار فرار کو اپنے اوپر گوارا کیا اور بدنامی دائمی کو اپنے لیے پسند کیا ہمچشموں کے طعنوں کی کچھ پروا نہ کی پہلے اس سے کہ فوج کی ہزیمت ہو جائے صندل سرخ و سفید قشقہ کے سیاہ نیل کا خط پیشانی پر کھینچکر صف قتال سے وطن کو بھاگ گیا۔ قاسم خاں اور پادشاہی نوکروں اور داراشکوہ کے سرداران فوج خانگی نے ناچار سر فوج کی رفاقت میں فرار کیا اور ہر ایک کسی طرف چلا گیا۔ اورنگ زیب کی فتح و فیروزی کا شادیانہ بلند آوازہ ہوا اور تمام توپ خانہ و ہاتھی و خزانہ اور قطار شتر اور اسپ بوجھوں سے لدے ہوئے اور تمام کارخانہ پادشاہی اور داراشکوہی بعد تاراج کے اورنگ زیب کی سرکار میں ضبط ہوئے۔

بہادروں کو جب لڑائی سے فرصت ہوئی تو وہ لوٹ پر جھکے دشمنوں میں سے جس کسی کا نصیبہ یاور ہوا وہ اپنا سر بچا کر لے گیا اور سامان چھوڑ گیا۔ بہت سے گھوڑے لوٹ میں ہاتھ لگے جن کے ہاتھ پاؤں میں خوت کی مہدی لگی ہوئی تھی۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد جو عالمگیر بادشاہ کے فرامین والی بیجاپور اور حیدرآباد کو تحریر کیے ہیں اُن میں لکھا ہے کہ مخالفوں کے چھ ہزار آدمی اور بڑے بڑے نامی سردار مارے گئے اور اس طرف سے سرداروں میں مرشد قلی خاں کشتہ ہوا اور ذوالفقار خاں زخمی۔

دونو بھائی آپس میں ایک دوسرے کو مبارکبادیں دیتے تھے شاہزادے اور امرا تسلیمات تہنیت بجا لاتے تھے۔ محمد مراد کے ہمراہیوں کے مرہم بہا کے واسطے پندرہ ہزار اشرفی دیں اور چار فیل با ساز نقرہ و حوضہ طلا اور قدر جواہر و مرصع آلات و لآلی آبدار محمد مراد بخش کے

تروہ دنمایاں کے جلدو میں بھیجے سچ کہا ہے

ہمیں تا بر آید بہ تدبیر کار — مدارائے دشمن بہ از کارزار

اورنگ زیب نے ۷ رجب کو اجین سے کوچ کیا اور آٹھ کوچ کرکے گوالیار میں خیمہ زن ہوا
آگرہ کی گرم ہوا شاہجہاں کے مزاج کے موافق نہ تھی کچھ صحت پائی تھی کہ وہ شاہجہاں آباد
کو روانہ ہوا اور اس حرکت میں دارا شکوہ اپنی مصلحت نہیں سمجھتا تھا اس لیے اول وہ مانع ہوا۔
مگر بادشاہ کوچ بکوچ چلکر بلوچ پورہ میں آیا۔ صوبہ داروں کی عرائض سے جسونت سنگھ کے
لشکر کی شکست کا حال معلوم ہوا تو وہ رنجیدہ خاطر ہوا اور اس نے جانا کہ دونو بیٹوں نے باہم
عہدوپیمان کرکے بغاوت اختیار کی ہے۔ مہاراجہ کی شکست سے دارا شکوہ سراسیمہ ہوا
اور ہوش باختوں کی طرح باپ کی منتیں کرکے آگرہ کی طرف لے گیا۔ اورنگ زیب نے
معظم خاں کو دولت آباد میں محبوس کرکے شاہزادہ محمد اکبر کی حفاظت کے لیے چھوڑا دارا شکوہ
اس کے معنی یہ سمجھا کہ معظم خاں کی رہنمونی سے اورنگ زیب نے یہ کام کیا ہے اس لیے اُس نے
اس کے بیٹے محمد امین کو جا کر حضور میں مقید کیا اور اس کے گھر پر پہرہ چوکی بٹھادیا مگر شاہجہاں
صلاح و دفع فتنہ و فساد چاہتا تھا اس کو چند روز کے بعد خلاص کیا کہتے ہیں کہ شاہجہاں نے
دارا شکوہ کو بار بار منع کیا کہ تو لڑنے نہ جا تیرے جانے سے دونو بھائی اور زیادہ خیرہ ہوں گے
اور ستیز پر آمادہ اور خود دونو بیٹوں کے سمجھانے اور صلح کرانے کے ارادہ سے جانے کا ارادہ
کیا اور پیش خانہ کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ مگر دارا شکوہ خان جہاں عرف شائستہ خاں کی
ہمزبانی و ہمدمی کے سبب سے اس پر راضی نہیں ہوا یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ راجہ کی ہزیمت
کی خبر پہنچنے سے پہلے کہ ابھی افواج دکن اور احمد آباد آپس میں نہیں ملی تھیں شاہجہاں نے خود
جانے کا قصد کیا تھا اور خان جہان سے مصلحت پوچھی تھی اور مکرر اُس سے مشورہ
لیا تھا مگر اُس نے یہ مشورہ نہ دیا خان جہاں جو اورنگ زیب کا خالو تھا اور اس کے ساتھ
دل سے اخلاص رکھتا تھا وہ اورنگ زیب کے جوہر ذاتی و رشد پر نظر رکھتا تھا اور اوج طالع
کو دیکھ رہا تھا اس نے بتقاضائے وقت مصلحت نہ دی اور جب جسونت سنگھ کے شکست

کی خبر آئی تو بادشاہ کو خان جہاں پر اورنگ زیب کی طرفداری کا گمان ہوا تو اس پر غضب ہوا
اور اُس کے سینہ پر عصا مارا اور تین روز مجرے سے ممنوع رکھا مگر پھر مہربانی فرمائی اور اُس سے
مشورہ لیا تو اس نے اپنی مصلحت سابق بتلائی آخر کار بادشاہ نے جو اپنا پیش خانہ باہر نکالا تھا
اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا - بادشاہ نہم شعبان ۱۰۶۸ھ کو اکبرآباد میں آگیا تھا اور ۲۵ شعبان کو
اس نے لشکر اور دارا شکوہ کو رخصت کیا - یہ رخصت اُس کی فی الحقیقت رخصت واپسیں
اور ملاقات آخریں تھی محبت کے غلبہ کے سبب سے اس بیٹے کو جس کو جان کی طرح ہمیشہ بغل
میں رکھتا تھا اور کبھی اپنے پاس سے جدا نہ کیا تھا اس کی فتح وظفر کی دعا کے لیے قبلہ کی
طرف رُخ کیا اور کمال رقت کے ساتھ فاتحہ پڑھی نیک شگونی کے لیے رتھ پر سوار کیا فتح و
نصرت کے لیے کورکہ دولت بجوایا امرا و نظام و بند بادشاہی اپنے اندازہ و قدر و مقدار اور
اپنے قرب و منزلت کے موافق کمال ادب کے ساتھ ہالہ کی طرح اس کے گرد تھے - منصب دار
اور لشکر بیشمار اس کے ہمراہ تھا بعد اس رخصت کے مصلحت وقت کا ملاحظہ بھی ضرور تھا
بیگم صاحبہ نے نامہ عاطفت مضمون (حقیقت میں یہ خط شاہجہاں کا لکھا ہوا تھا)
لکھکر اپنی سرکار کے بخشی محمد فاروق کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا جس کا خلاصہ مضمون یہ
تھا کہ بادشاہان عظیم الشان پر کہ خلافت کے بار امانت کے متحمل ہیں واجب ہے کہ کل رعیت
کی مراعات و رعایت و حمایت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں اور سب طرح سے
لوازم پاسبانی کو بجا لائیں - الحمد للہ کہ اعلیٰ حضرت رات دن عبادت الٰہی کے بعد ملک و
ملت کے انتظام میں مصروف رہتے ہیں ہمیشہ مملکت کی امنیت و معموری اور خلائق
کی رفاہیت میں اُن کی توجہ رہتی ہے - ابتدا سے اب تک موافق کتاب سنت حضرت
خیر الانام اور رب العزت کی اطاعت و طاعت کو اپنا پیشہ بنایا ہے اور شیوہ جو شبہہ میں
مشتبہ بہ بے روشی و بے طریقی کا ہو کسی کا قبول نہیں کیا ہے علی الخصوص سعادتمند فرزندوں
کا اس وقت میں کہ ہرج و مرج کے سبب سے فتنہ پرستوں کی زیادہ سری سے دور
و نزدیک کی ولایتوں کے بندوبست میں سستی آگئی ہے اور اس سے رعایا و ضعفا کے

حال میں ضرر کلی عائد ہوا۔ نابکار شرار کی بے اندامی کا اور دخستوں اور ستم رسیدوں کی ترمیم
احوال کا تلافی و تدارک منظور نظر ہے ان لوگوں کے کہنے سے کہ نہ عقل آزمونکار رکھتے ہیں نہ خرد
آزمودہ کار فتنہ و فساد اور افعال ناصواب کا ارتکاب کرنا اور پاکیزہ اعتقاد اور صاف دین
رعیت و سپاہ کے جان و مال و ناموس کے درپے ہونا اور صوابدید ہنگام و ایام سے اغماض کرنا
اور بڑے بھائی کے ساتھ تسویہ صفوف مصارف جو ظاہر و باطن میں قبلہ کونین کے ساتھ
مبارزت ہر پیش نہاد خاطر کرنا یہ سب باتیں آئین حق پرستی و خداشناسی و رسم و راہ سعادت
کیشی و دور اندیشی سے بہت بعید ہیں تم کو چاہئے کہ اپنے برادر کامگار سے صدق ارادت
و حسن اعتقاد کو نزدیک کرکے اور احکام کو دل و جان سے قبول کرکے لوازم اخلاص و شرائط
خلوص میں استادگی نہ کرو اور اپنے ولینعمت کے مقابلہ اور طرفین کے مسلمانوں کے قتل ہونے
میں قرآن شریف کے خلاف کام کرکے اپنی عاقبت نہ خراب کرو اور جہاں آگئے ہو وہیں
مقام کرو اور جو دل میں باتیں ہوں اُن سے آگاہ کرو کہ تمہاری خواہش کے مطابق
بادشاہ سے عرض کی جائیں اور سارے کام ساختہ و پرداختہ ہوں ادھر یہ نامہ قاصد نے پہنچایا
اُدھر خبر آئی کہ دارا شکوہ نے ۱۶ شعبان کو خلیل خاں کو قباد خاں و رام سنگھ وغیرہ بادشاہی
ملازمین اور اپنے ملازموں کے بطریق ہراول رخصت کیا کہ دھولپور پاس جاکر ٹھیریں
اور آب چنبل کے گھاٹوں کا انتظام کریں اور خود شہر کے باہر اس انتظام میں ٹھیرا کہ سلیمان
شکوہ جو شجاع سے جنگ کے بعد آتا تھا آجائے اور بعض سامان سفر کا سرانجام ہو جائے
سلیمان شکوہ جب نہ آیا تو وہ کوچ بکوچ آگے بڑھا اور دھولپور میں آگیا اورنگ زیب نے
ان حدود کے زمینداروں کی رہنمونی سے اس راہ سے کہ لشکر اس زمین پر نہ گیا تھا شبا شب
دریا سے جہاں زانو تک پانی تھا گزر گیا اور قاصد کے ہاتھ یہ عریضہ دیگر رخصت کیا عریضہ
حضرت ظل سبحانی کی عرض اشرف میں پہنچتا ہے کہ جب ملکی و مالی اختیارات آنحضرت کے ہاتھ
میں نہ تھے اور شاہزادہ کلاں کو امور جہانبانی کے حل و عقد میں وہ استقلال و تصرف

حاصل ہوا کہ جس کی شرح نہیں ہو سکتی تو وہ بالضرور اپنی مزید عزت اعتبار و دوام تسلط و اقتدار کیواسطے نیازمند کی ایذا و آزار کے درپے ہوا اور مدار کار اپنی طبیعت کی خواہش پر رکھا اور وہ کام کرنے لگا جس سے بلاد میں فساد پیدا ہوا اور عناد کی صلاح نہو خیر اندیش کے منافع کو بند کیا اور اس طریقہ سے اس نے چاہا کہ ابواب مداخل دکن کو محمد رضا جو پر بند کرے زر کی قلت لشکر کی خرابی و پراگندگی کی علت کہ چنانچہ اسوقت کہ میں نے حسب الحکم بیجا پوریوں پر لشکرکشی کی اور برابر سعی کرکے اُن کو تنگ کیا اور محاصرہ سے ان کو ضیق کیا اور قریب تھا کہ میں اُن سے گرامند پیشکش لیتا یا سب کو مستاصل کرکے بے جا و بے پا کرتا۔ سزا و لان شدید طلب لشکر میں بھیجے اور پوشیدہ اپنے نوکروں کو بیجا پوریوں کی تسلی قلب و استمالت خاطر کے لئے تعین کیا ان باتوں سے مجھے کوفت ہوئی اور غنیم خیرہ چشم ہوا اور دلاوروں کے ثبات قدم میں فتور عظیم واقع ہوا۔ اپنی مصلحت کے لئے جو حقیقت میں مفسدہ تھا اکثر آدمی خود سر ہو کر ہر طرف متفرق ہو گئے۔ خدانخواستہ غنیم کے ملک میں لشکر کو ایسی چشم زخم عظیم پہنچتا تو وہ تمام ہفت اقلیم میں شہرت پاتا ہفت سلطنت کی ذلت ہوتی شاہزادہ کلاں کی ناعاقبت اندیشی سے اس کا تدارک و تلافی عمروں میں بھی حیز امکان و قوۂ اقتدار سے باہر ہوتا۔ کرم الٰہی سے نیازمند نے باوجود اعوان و انصار کی بے مددی کے تائید الٰہی کی کارگری پر دل بستہ ہو کر اور عقدہ کشائی اقبال کی راہ پر نظر کرکے اہل عناد کی سرکوبی اور گوشمالی کی اور مطلب حاصل کرکے صحیح و سالم اس ملک سے نکلکر اپنے مقصد پر پہنچا اس قدر بے مددی و کارشکنی پر اکتفا نہیں کیا۔ بغیر کسی تقصیر و بے ردشی و لغزش کے جو آنحضرت کی کم توجہی کا سبب ہو محمد رضا جو درست اعتقاد کی جاگیر برار کو تغیر کرکے اس ناخلف کی تنخواہ طلب میں دیدی جس نے بموجب دائرہ اطاعت و انقیاد سے سر نکالا تھا اور طرح طرح کی بے ادبی کی اور فساد مچائے داعی دولت خواہ کے تمام مطالب صحیح کو بطریق ناشائستہ بادشاہ سے ایسے خاطر نشان کیئے کہ جسونت سنگھ کو ایک لشکر گران کے ساتھ اس مختصر ملک کے لینے کے لئے بھیدیا جو نیازمند کے لئے نامزد ہوا تھا

اور یہ قصد کیا تھا کہ جس صورت اور طریقہ سے ہوسکے قطعًا ناحق مجھ خیراندیش و خیرخواہ کے محال متعلقہ
پادشاہی میں ایک ہتیلی کے برابر زمین میرے پاس نہ رہنے دے جب میں نے یہ حال دیکھا کہ آنحضرت
بے اختیاری کے سبب سے مطلق اس کے اختیار میں ہوگئے اور امور ملکی کی تفتیش کے مقید نہیں ہوتے
اور اُسکے کہنے سے تمام مریدوں کو دشمن سمجھنے لگے جو وہ تجویز کرتا ہے اُس کے موافق فرامین جاری کرتے
ہیں تو میں نے اپنے ناموس عزت کی خاطر دل میں یہ قرار دیا کہ میں ملازمت اشرف کی سعادت
حاصل کروں اور حقیقت معاملہ کو بوجوہ معقولہ خاطرنشان کروں جب مجھ مرید کے ورود صدور کی
خبر جسونت کو ہوئی تو اس نے اپنی کمال بے سعادتی سے میرے کوچ کے وقت سر راہ کو روکا ناچار
مجھے اُسکی تنبیہہ و گوشمالی کرنی پڑی اور اس سُست رائے کو جو میری راہ میں خار تھا سخت شکست دی اپنی راہ
سے اُس کو بھگا دیا۔ رائے عالم آرائے پر ظاہر ہے کہ سوائے حضور کی ملازمت کے سعادتیابی کے
کوئی اور ارادہ ہوتا تو میں اُسکو گرفتار کرتا اور اس کے ہمراہیوں کو پامال کرتا یہ کام کچھ کام تھا
اب سنا جاتا ہے کہ شاہ بلند اقبال نے لوائے خصومت بلند کیا ہے۔ مقابلہ کے ارادہ سے دہولپور میں
آیا ہے مجھ جیسے غنیم لشکر شکن اور حریف پرفن پر کسی صورت سے وہ مقابلہ میں کامیاب نہ ہوگا
بہتر ہوگا کہ وہ معاملہ کو طرح دیکر صوبہ پنجاب میں جو اُسکی تیول میں ہے چلا جائے اور مجھ مرید مرشد پرست کو بادشاہ
کی خدمت میں رہنے دے۔ بعد ازاں جو کچھ رائے عالم آرائے کا اقتضا ہوگا وہ عمل میں آئے گا فقط
یہ عریضہ بھیجکر اورنگزیب اپنی سپاہ کی آراستگی میں مشغول ہوا۔

بیگم صاحب اور اورنگزیب کے خطوط ہمنے عمل صالح سے ترجمہ کیے ہیں مگر عاقل خاں کی تاریخ
میں جو یہ دو خط لکھے ہیں وہ عمل صالح کے خطوط سے ملتے جلتے ہیں۔ مگر دلچسپ و مفصل زیادہ ہیں
اسلیئے اُن کا ترجمہ فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھا جاتا ہے۔ للہ الحمد والمنتہ کہ اب بادشاہ کے دن رات
تمام عوارض و امراض جسمانی سے جو لازمہ نشاء بشریت و طبیعت انسانی ہے منزہ و مبرا ہے اور خلق کی
رفاہیت اور ملک کی امنیت پر وہ بالکل متوجہ ہے اور اپنی طبع نصفت آگیں کے سبب سے وہ یہ نہیں پسند
کرتا کہ کوئی متنفس ایسی حرکت کا مصدر اور ایسے امر کا مظہر ہو کہ جس سے خلائق کی بے جمعیتی ہو اور

طوائف انام کو ضرر پہنچے خاصکر اُس کے بیٹوں میں سے کوئی ایسا ہو۔ ان ایام میں جو حضرت کی بیماری کے سبب سے رعایا اور خلقت کے حال میں فتور آگیا تھا اسکے دور کرنے میں حضرت کی خاطر مقدس بالکل متوجہ و متعلق ہی فتنہ و فساد و کین و عناد جن سے ویرانی بلاد اور خرابی عباد ہوتی ہی معاذ اللہ وہ خاطر ہمایوں کے مزید آزار اور طبع مقدس کے حزن و ملال کا سبب ہو خصوص جب اس نشاء ناپسندیدہ کا ظہور اور اس امر نامرغوب کا وقوع اس برادر ہوشمند بیدار مغز سے ہو جو اخلاق کریمہ اور آداب حمیدہ سے آراستہ ہو اور طبع سلیمہ رکھتا ہو اس سے ایسی حرکت صادر ہونی نہایت زشت و نازیبا ہی خیر طلبی کے سبب یہ چند کلمے لکھے گئے جو فواید عظیمہ پر متضمن ہیں ان سے باطن کی تنزیہ و تقدیس ہوتی ہی اور طریق معاد کا امور دیہ و شیون ذمیمہ کے خس و خاشاک سے تصفیہ ہوتا ہی اگر اس برادر کی غرض یہ ہی کہ فساد و عناد و حرب و قتال کے غبار کو اٹھائے تو خود انصاف فرمائے کہ مرشد و قبلہ حقیقی کی رضا موجب خوشنودی خدا اور رضامندی رسول ہی اس سے ہنگامہ جنگ و جدال و حرب و قتال آراستہ کرنا اور بے گناہوں کے لیے کمربستہ ہونا اور اس حضرت کے منہ پر تیر و تفنگ پھینکنا کسقدر ناشایاں ہی اس کا ثمرہ اس دنیا میں سوا بد سرانجامی کے نہیں ہی اور اگر مخاصمہ و مقابلہ کے ہنگامہ کی آرائش شاہ بلند اقبال دارا شکوہ کے لیے ہی تو یہ بھی آئین دین اور خرد صواب گزین میں پسندیدہ نہیں ہی اسلیے کہ برادر بزرگ شرعاً و عرفاً باپ کا حکم رکھتا ہی۔ یہ امر حضرت ظل الٰہی کے مرضی کے خلاف ہی وہ برادر جو جہاں میں محامد اوضاع و محاسن اطوار و مکارم اخلاق سے موصوف و معروف ہو وہ ہمیشہ بادشاہ کی استرضا میں کوشش کرتا رہا ہو وہ انبعاث غبار ہیجا و ایقاد نوائر و غاد ترتیب اسباب رزم و خوں ریزی و تصمیم و عزیمت حرب و فتنہ انگیزی کرے وہ کسی وجہ سے اور کسی شخص کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہی اس دار بے ثبات میں چند روزہ کا توقف اور اس سرائے مستعار کی مستلذات بلکہ فریب ایسے امور مذموم و ناپسندیدہ کے ارتکاب کا باعث ہوں وہ ملالت ابدی کا سبب ہوگا ع تلک بکن کہ نکو گوہران خشم کنند مناسب یہ ہی کہ وہ برادر نامدار ان امور دیہ و افعال شنیعہ سے اجتناب لازم جانے جنکا نتیجہ بد

ہو کہ عاقبت خراب ہو۔ بادشاہ کی خوشنودی سعادت دارین ہے اُسکی استرضا میں حتی الامکان سعی کر۔ ماہ رمضان میں مسلمانوں کے خون سے محترز ہو۔ اور اپنے ولی نعمت کے احکام کی جان و دل سے اطاعت کر۔ فی الحقیقہ بمقتضاء اولی الامر منکم خلیفہ الٰہی کی مخالفت میں قدم رکھنا خدا کے حکم کے خلاف کرنا ہے۔ اگر کوئی اور مطلب و غرض اس کے سوا تیرے مرکوز خاطر ہو تو عقل کے موافق پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس سرزمین میں خیمہ لگائے ہوئے ہے وہیں توقف کرو اور جو مطلب کہ دل میں ہو اُس کو لکھو وہ بادشاہ سے عرض کیا جائے گا اور اسکا انتظام تیری تمنا کے موافق ہوگا اور اب تیرے مقاصد کے حاصل کرانے میں کافی سعی کی جائیگی۔

اورنگزیب نے بہن کو اس خط کا جواب نہیں لکھا لیکن باپ کو یہ لکھا کہ۔ آن ایام میں کہ تمام مہام سلطنت و دارائی اور عنان امور ملکی و مالی حضرت کے قبضہ اختیار سے باہر چلی گئیں امور سلطنت و فرمانروائی کی قبض و بسط میں دارا شکوہ کے تغلب و اقتدار نے وہ ارتفاع پایا کہ تقریر و تحریر میں نہیں آسکتا اُس نے اپنی قدرت و مکنت کے لئے اپنی ساری ہمت اُس میں صرف کی کہ بھائیوں کا گلا کاٹے اور اُنکی جڑ پیڑ اکھیڑے اس باب میں اسکی سعی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی چنانچہ سلیمان شکوہ کو بڑی افواج گران کے ساتھ شاہ شجاع کے سر تعین کیا جو حضرت کا کبیر سن بیٹا ہے اور تیس سال کے نام و ناموس کو مٹایا شاہ شجاع نے کسقدر ذلت و خفت سلیمان شکوہ کے ہاتھ سے اُٹھائی اور اہل جہاں کے نزدیک سخت شرمسار و خجل ہوا اور ایسے ہی اُسنے اپنی ہوائے نفس اور خواہش طبع سے اپنی بنا کار اس پر رکھی ہے کہ ہمیشہ اس نیازمند کی تنقیص و تضیق احوال و تخریب مہام میں دل سے جد و جہد کرے ہمیشہ اس سے کام ایسے صادر ہوتے ہیں جو دین کے خلاف ہیں اور ان سے بلاد و عباد کی کاموں میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ مجھہ خیر خواہ پر ابواب منافع کو بند کیا اور طرح طرح کے نقصانات کی مضرتیں پہنچائیں ان دنوں میں میں نے حضرت کے ارشاد سے ولایت بیجاپور پر لشکر کشی کی اور اس ولایت کے بعض قلاع کی تسخیر میں مصروف ہوا اور امراء اور لشکر محاصرہ میں مشغول ہوئے اور جانفشانی کی داد دی اور اطراف و جوانب سے مخالفوں

مخالفوں نے ہجوم کیا اور ممانعت و مدافعت کے درپے ہوئے اور حضرت کی بیماری کے اخبار
موحشہ شائع کیے تو وہ اعدا کی شوخی و خیرگی کا سبب اور اولیاء دولت کے تحیر و تفکر کا باعث ہوا
بیدر و کلیانی کے قلعوں کی فتح کے بعد گلبرگہ کو لشکر شاہی نے محاصرہ کیا تھا اور محاصرہ کی تنگی پر
محصورین ایسے دل تنگ تھے کہ قریب فتح ہو جاتی اور بیجاپور کا مسند آرا ایسا لشکر شاہی کی
ترکتازی سے عاجز ہوا تھا کہ وہ اس فکر میں تھا کہ لائق پیشکش بھیجکر اپنی ولایت کو لشکر
شاہی کے صدموں سے بچائے اس کو یہ خوف تھا کہ بادشاہی لشکر اسکو عنقریب مستاصل کر کے
اسکی ولایت کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بنائے گا اس حال میں شاہزادۂ کلاں نے اپنے ملازموں
کو امراء بادشاہی کی طلب کے لیے اور حاکم بیجاپور کی تسلی و استمالت کے لیے تعین کیے انہوں نے
عنایت آمیز و مہربانی انگیز پیغام والی بیجاپور کو پہنچائے اور اسکو میری ساتھ عناد میں زیادہ دلیر کیا
اور سرداران بادشاہی کو مبالغہ اور اہتمام کے ساتھ بلدہ گلبرگہ کے گرد سے جو قریب الفتح تھا
اٹھایا اور ان کے روانہ کرنے اور لیجانے میں اس قدر کوشش کی کہ ان کو مجھ سے رخصت
ہونے کی بھی فرصت نہ دی وہ مجھ سے بغیر ملے جلد درگاہ جہان پناہ کے عازم ہوئے اس سبب سے
قافیہ مجھپر ایسا تنگ ہوا کہ میں تحیر و تفکر کے ورطہ میں ڈوب گیا۔ کام جس کی صورت بنگئی
تھی اور انجام کو پہنچ گیا اس کو بضرورت برہم کر کے اپنے اقبال سے اس خطرہ سے میں نکل
آیا اور ہزار جر ثقیل اور اصابت تدبیر سے انبوہ غنیم سے نکلکر ایک امن میں سلامت پہنچ گیا
عیاذاً باللہ اگر چشم زخم پہنچتا اور اکناف و اطراف جہان میں شہرت پاتا تو دولت پائدار کو
مدتوں کے لیے کلنک کا ٹیکا لگ جاتا اور جرائد روزگار میں وہ ثبت ہوتا شہزادۂ کلاں
میں دوربینی و عاقبت اندیشی نہیں ہے وہ محض اپنی کارروائی کو پیش نظر رکھتا ہے اگر ایک عالم
ڈوب جائے تو اس کو غم نہیں جس نقصان کا میں نے اوپر ذکر کیا اسکا تدارک و تلافی
بندہائے بادشاہی کی حیز قدرت سے باہر تھا یہ تو بندہ ہی تھا کہ جان بازی کی ممارست اور
کار پردگی اور شیوہ ستیز کی آشنائی کے سبب اس دیار میں اعدا کے ہجوم اور ازدحام کو کچھ نہ گنا

اور جلادت کی چقماق سے مخالفوں کی سرکوبی کی اور اپنے اقبال کے استظہار سے لشکر
کو گرداب شورش و فساد سے سلامت باہر نکالا اور تعجب یہ ہی کہ اس بے مددی اور خسارت
روزگار شکنی و خصومت پر اکتفا نہیں کی جس کی شہرت ایران و توران تک ہو رہی ہی بلکہ اس
بے تقصیر کی جاگیر سے محال برار نکالکر مراد بخش کی تنخواہ میں دیدیا میں خیرخواہ رضا طلب تھا
سوائے ارادت اور اعتقاد کے دوسری بات کو دل میں دخل نہیں دیتا تھا اور مراد بخش نے
اپنی حد سے باہر قدم رکھکر گستاخیوں کا مرتکب اور تقصیرات اعظم کا مصدر ہوا اور بے اعتدالی
اور فساد کے لوا کو عرصہ بغی و عناد میں بلند کیا - میری کیفیت حال کو اپنی خواہش کے سبب سے
خلاف واقع شاہزادہ کلاں نے بادشاہ سے عرض کیا محض بہتان و افترا سے مجھہ خیر
اندیش کو محروم بنا دیا اور الحاح کرکے جسونت سنگھ کو لشکر گراں کے ساتھ میرے لیے متعین
کیا ضرور اس کے پیش نظر یہ تھا کہ اس ضمن میں صوبہ داری دکن جو بادشاہ نے مجھے مرحمت
کی تھی جس بہانہ سے ہاتھ لگے اسکو میرے ہاتھ سے نکال لے اور مجھے بیکسی و غربت کے جنگل
میں اور محن و کربت کے صحرا میں آوارہ کرے بادشاہ کے مزاج میں اُس نے وہ دخل
پیدا کیا ہی کہ جو وہ کہتا ہی بادشاہ اُسے سچ جانتا ہی اُس نے بادشاہ کے ذہن نشین کر دیا ہی کہ
یہ سب اخلاص طینت فرزند دشمن دولت ہیں اور ان سراپگاہ حیرت کے سرگردانوں کے
حق میں جو کچھہ وہ تجویز کرتا ہی بے تامل بادشاہ اُس کے موافق حکم دیتا ہی اور وہ مطلقًا ان
بے گناہوں کی تفحص و تفتیش حال پر توجہ نہیں کرتا اور امور ملکی و مالی میں غور نہ فرماکر مہام جزئی
و کلی کا سارا انتظام اُسکے سپرد کر دیا ہی وہ بے شبہ ان بے گناہوں کے خون کا پیاسا ہی جب اس
حد پر کام کی نوبت پہنچی تو میں نے اپنی حفظ جان و پاس ناموس کو عقل و خرد کے موافق رکھنا لازم
جانا - بادشاہ کی آستانہ بوسی کا ارادہ کیا تھا کہ صورت حال کو حجج و براہین معقولہ کے ساتھ
بادشاہ کے روبرو بیان کروں **فرد** عدل سلطاں گر نہ پرسد حال مظلومان عشق + گوشہ
گیران از آسائش طمع باید برید + جب میں خیرخواہ قطع مسافت کرکے حوالی اجین میں آیا

تو دارا شکوہ کے اشارہ سے جسونت سنگھ میری ایذا اور آزار کے لیئے مامور ہوا اور جہل و نادانی
کی سلسلہ جنبانی سے میرا سنگ راہ ہوا اور قدم ممانعت آگے رکھا ادب و حقوق کا ملاحظہ
ترک کر دلیرانہ تحکم کیا میں نے ہوشمند سخندان ہیچکر عنوان معقول سے اُس مجہول کو اپنے ارادہ سے
آگاہی دی اور تصریح کی کہ بادشاہ کے پاس سب دور و نزدیک کے بندگان جاتے
ہیں وہ میرا مانع کیوں ہوتا ہے وہ نا عاقبت اندیش اصلا معقولیت سے آشنا نہوا اور جہالت
و غرور کی تکلیف سے اور مراتب منع کی افزائش کی اس لیے مجھہ پر فرض ہوا کہ پنبہ جہل و
پندار اس کے گوش ہوش سے نکالوں اور اس کو اپنے آگے سے ہٹاؤں اگرچہ میرا
حضور کی سعادت زمین بوس کے سوائے کوئی اور مطلب ہوتا تو میں اسکے اور اس کے
رفیقوں کے اسیر کرنے میں ایسی شکست فاش کے بعد کوشش کرتا اب دارا شکوہ سپاہ گران
کے ساتھ دہولپور میں تشریف لایا ہے معابر چنبل و مسالک راہ کو مسدود کیا ہے اور جابجا اپنے
گماشتے مقرر کیئے ہیں اپنے اعتقاد میں اس خیر اندیش کی راہ کو بند کیا ہے - مجھہ مرید کو سوائے
دولت حضور کے ادراک کے کسی سے مقابلہ و پیکار نہ تھا نہ ہے - راہ بھدا ور سے آب چنبل سے
عبور کیا اور زمین بوس کا عازم ہوا ایسا سُنا جاتا ہے کہ دارا شکوہ یہہ جانتا ہے کہ میں حضور کی قدمبوسی سے
محروم رہوں و نائرہ قتال کا اشتعال ہو مجھہ مرید ارادت پرست سے مقابلہ و ممانعت کے لیئے دارا شکوہ
کا پیش آنا اور ہنگامہ حرب و مصاف کو آراستہ کرنا عقلاً و نقلاً میزان استحسان میں سنجیدہ نہیں
ہے اس لیے مسلک عناد و اعتساف سے انحراف کر کے ایسے کام کے لیئے قدم نہ بڑھائے
جس میں احوال خلائق میں اختلال پیدا ہو اس سے اجتناب و احتراز کرے اگر قوت اور انصار و اعوان کی
کثرت کے سبب سے خواہ مخواہ آتش کارزار کے گرم کرنے کا ارادہ ہو تو بندہ بھی بحکم ضرورت الضرورات تبیح
المحظورات تصدیہ نہ کریگا پسندیدہ بات یہہ ہے کہ آنجناب یکرنگی کو کار فرما کر بساط کرو فر کو طے کریں
اور بالفعل ولایت پنجاب کی طرف جو آنجناب کی جاگیر میں ہے چلے جائیں کچھہ دنوں مجھہ خیر خواہ کو
بادشاہ کی خدمت کرنے دیں پھر جو کچھہ مرآت جہان آرائے میں جلوہ ظہور پائے وہ ظاہر کیا جائے

ششم رمضان کو سموگڈھ کے نزدیک ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر دونوں لشکر
آمنے سامنے آئے معبروں کے بند کرنیکے لئے جو افواج داراشکوہ نے بھیجی تھیں اُن سے کچھ
فائدہ نہیں ہوا داراشکوہ فوج بندی کے تہیہ میں توپخانہ کی ترتیب دینے میں مست جنگی ہاتھیوں
کے آراستہ کرنے میں مشغول ہوا۔ دوسرے روز سوار ہو کر کچھ آگے آیا میدان وسیع میں صف آرا
ہوا دو کوس چوڑی زمین کو ہاتھیوں اور لشکر سے زیر بار کیا اس روز جھیوں طرف ماہ
خورداد کی گرمی آگ برساتی تھی اُسپر کمی آب اور زرہ بکتر کی گرمی فولادپوشوں کو
مارے ڈالتی تھی۔ کئی ہاتھی مرگئے اُس روز اورنگ زیب نے تیز جلوئی اور آغاز جنگ
میں سبقت کو مصلحت نہ جانا گولہ رس فاصلہ پر مقیم ہوا۔ اور انتظار کیا کہ طرف ثانی
سے آغاز جنگ ہو کوئی حرکت سوار حملہ کے ظہور میں نہ آئی تو حکم ہوا کہ ساری
اندھیری رات صبح تک ہوشیاری و خبرداری کیساتھ لشکر بسر کرے۔ دوسرے روز صبح کو جب
آفتاب نے تیغ عالمگیری مشرق میں نکالی تو اورنگ زیب ترتیب فوج میں مشغول ہوا ذوالفقار
خاں و صف شکن خاں کو توپخانہ آگے لیجانیکے لئے مامور کیا اور ہاتھیونکو اُسکے پیچھے آراستہ
کیا۔ پادشاہزادہ محمد سلطان کو خان خانان و نجابت خاں و سید بہادر و سید ظفر خاں بارہہ
و شجاعت خاں وغیرہ کیساتھ ہراول بنایا اور شاہزادہ محمد اعظم کو برانغار کیطرف مقرر کیا اسلام خاں
و اعظم خاں و خان زماں خاں و مختار خاں اور ایک اور جماعت کارزار دیدہ کو اس جماعت
کا معاون مقرر کیا محمد مراد بخش نے نامی سرداروں کے ساتھ جرانغار میں قیام کیا۔ یلتمش کی
سرداری شیخ مراد اور اسکے بھائی سید میر و شہزہ خاں کو سپرد ہوئی اور بہادر خاں کو پانچ سرداروں کے
ساتھ یلتمش کا ہراول مقرر کیا اور اسطور سے جابجا امیروں کو مقرر کیا۔
اورنگ زیب نے ہر قوم کی ایک جماعت عقیدت کیش کو خصوصاً سید دلاور خاں خاندیسی کو جسکی
فدویت خاندان پر اعتماد کلی تھا اور سادات بارہہ کو اپنی ہمراہ لیا اور ہاتھی پر شاہزادہ
محمد اعظم کو اپنے ساتھ بٹھایا اور قول میں صف آرا ہوا اور داراشکوہ کے لشکر کے سامنے

معرکہ آرا ہوا اسطرف بھی داراشکوہ نے ہراول برانغار وجرنغار وبلیتمش وچنداول کی فوجوں اور توپخانہ اور ہاتھیوں کو آراستہ کیا۔ دوپہر کو جسوقت آفتاب نے اپنی گرمی سے ایک عالم کو تپ اور حرارت سے بیتاب کر رکھا تھا دونوں لشکر صف آرا ہوئے دونو نطرف ہر قدم پر آتش جنگ معرکۂ نام وننگ میں شعلہ افروز ہوئی۔ یہانتک کہ کارزار کی نوبت تیر وسنان پر آپہنچی۔ دونو نطرف سے کئی ہزار تیر ہوا میں مخالفونکے سینوں پر چھوٹ گئے پھر تلوار اور خنجر کی لڑائی ہوئی پھر سپہر شکوہ نے جو ہراول میں معنان رستم خاں دکھنی کا تھا بارہ ہزار سواروں سے اورنگ زیب کے توپخانہ پر حملہ کیا اور مارتا ہوا صفِ آنتشار سے گذر گیا۔ قریب تھا کہ شاہزادہ محمد سلطان کے ہراول کے قریب پہنچ جائے اور لشکر ہراول میں تزلزل ڈالدے کہ رستم خاں بہادر فیروز جنگ دکھنی کے فیل پیش آہنگ کے ہاتھ کے اوپر گولہ لگا اور وہ مرگیا تو وہ پھر رستم خاں نے ہراول کے مقابل سے پھر کر فوج برانغار کیطرف جسمیں بہادر کوکہ تھا لڑائی شروع ہوئی۔ بہادر خاں نے بھی بہادری دکھائی۔ رستم خاں کو ہر ساعت تازہ مدد پہنچتی تھی اسکا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا کہ بہادر خاں زخمی ہوا۔ دونو نطرف سے بہت آدمی زخمی اور کشتہ ہوئے قریب تھا کہ اورنگ زیب کی سپاہ کے پاؤں اُکھڑ جائیں اس حال میں بہادر خاں کی کمک کو اسلام خاں وسید دلاور خاں افغان آن پہنچے اور اسی حال میں شیخ میر اور سید حسن وسیف خاں وعزیز خاں وعرب بیگ ومحمد صادق بلیتمش کی فوج لیکر برانغار کی مدد کو آگئے اور رستم خاں اور سپہر شکوہ کے اور ہمراہیوں سے لڑنے لگے۔ اس داروگیر میں دلاور خاں خاندیسی وہادی داؤد خاں اور بعض اور بہادروں نے پیاپے زخم اُٹھا کر جان دی۔ سید حسین وسیف خاں وعزیز خاں وعرب بیگ محمد صادق زخموں سے سرخرو ہوئے آخر الامر رستم خاں نے ہزیمت پائی اور سپہر شکوہ کا پائے ثبات ڈگمگایا سپہر شکوہ ورستم خاں کے مغلوب ہونے کی خبر داراشکوہ سُنکر مع فوج قول کے چوبیس ہزار سوار سے کم نہ تھے اس غول میں پہنچا اپنے توپخانہ سے گذر کر اورنگ زیب کے توپخانہ وہراول کے مقابل

آیا اسطرف سے بھی مقابلہ میں بہادروں نے بان و توپ و تفنگ کے گولے ایسے چھوڑے اور پیاپے حملے صف رُبا ایسے کئے کہ داراشکوہ انکے سامنے نہ ٹھہر سکا محمد مراد کیطرف گیا وہاں دونوں طرف سے صفیں باہم لڑیں خلیل اللہ خاں داراشکوہ کی فوج کا پیش آہنگ تھا تین چار ہزار اور نیک کماندار اسکے ساتھ تھے یہ سب مرادبخش کے ہاتھی پر حملہ آور ہوئے دونو طرف سے تیر برسے اور اُنہوں نے مرادبخش کے لشکر میں ایک قیامت برپا کی اور اکثر سپاہیوں کے میدان جنگ میں پیر اکھڑ گئے اور قریب تھا کہ تیر باران و گرز و سناں کے صدمات سے مرادبخش کے ہاتھی کا رُخ پھر جائے تو اُسنے حکم دیا کہ ہاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈالدو اس حال میں راجہ بان سنگہ نے جو راجپوتوں میں تہور میں بہت مشہور تھا اُسنے بیش قیمت موتیوں کا سہرا سر پر باندھا اور رخت زعفرانی اُس نے اور اسکے ہمراہیوں نے بُزدلی کے دعوی کے لئے پہنا اور وہ آگے بڑھکر محمد مرادبخش کی سواری کے ہاتھی پاس پہنچا اور بے باکانہ کہا کہ تو داراشکوہ کے مقابل میں پادشاہی کی ہوس رکھتا ہے اور مرادبخش کے ایک برچھی ماری اور مہارت کو مہابت کے ساتھ کہا کہ ہاتھی کو بٹھا۔ مرادبخش نے اُسکے حملہ کو رد کیا اور تیر جان ستان راجہ کے ایسا مارا کہ وہ گھوڑے سے اوندھے مُنہ گرا اور راجپوت جو اسکی ہمراہ تھے وہ مرادبخش کے ہاتھی کے نیچے کشتہ ہوئے اور مرادبخش کے ہاتھی کے اطراف کو کشت زار زعفران اور ارغوان کیا۔ اگرچہ عالمگیرنامہ میں درج ہے کہ اسحالت میں اورنگ زیب بھائی کی مدد کو دشمنوں کے دفع کرنیکے لئے گیا لیکن خافی خاں لکھتا ہے کہ میرا باپ مرادبخش کا ہمرکاب تھا انتہاء جنگ تک اسکی رفاقت میں رہا اور زخمہار کاری اُٹھائے اور وہ مجھ سے یہ کہتا تھا کہ ایسا ثقہ آدمیوں کی زبانی سُنا گیا کہ اورنگ زیب نے مکرر خبر منگانیسے اور اعدا کے غلبہ ظاہر ہونیسے چاہا کہ بھائی کی کمک کو جائے شیخ میر مانع ہوا اور جانیکے لئے مصلحت نہ دی اور کہا کہ صبر کرو اس صورت میں ایک گز دو فاختہ کا عمل میں آنا صلاح دولت سے ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عرصہ دار و گیر میں ایک رستخیز عظیم برپا ہوئی طرفین سے بہادروں نے بہادری اور جانفشانی کی داد دی تلوار کے بیداد سے

سرتن سے جُدا اور تن کفن سے جُدا رہا۔ راجپوتوں نے بڑی بہادرانہ کوششیں کیں اور وہ مردانہ
اورنگ زیب کے قول پر پہنچے۔ راجہ روپ سنگہ راٹھور اپنے گھوڑے سے اُتر کر اور ننگی تلوار ہاتھ
میں لیکر قول کو چیر پھاڑ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے جا پہنچا۔ اور حوضہ کی
رسیاں کاٹنے لگا اورنگ زیب نے اُسکی یہ جُرات وجلاوت دیکھکر از راہ انصاف و جوہر شناسی
نہ چاہا کہ وہ بیباک ہلاک ہو فرمایا کہ تا بمقدور اسکو زندہ دستگیر کریں لیکن ہواخواہوں نے اسکی
بے ادبی کے سبب سے پارہ پارہ کیا اورنگ زیب کی آواز نہیں سنی دوبارہ دلاورونکے مقابلہ
میں رستم خاں آیا اور اس نے بازار جنگ کو زیادہ گرم کیا اُس سے داراشکوہ کے لشکر کی پشت
گرم تھی اُس نے رستمانہ حملے کئے۔ وہ اور راجہ ستر سال و وزیر خاں دیوان داراشکوہ و سید ناہر خاں
و یوسف خاں برادر دلیر خاں افغان گرے اور رام سنگہ و بھیم پسران بیٹھلداس کو اور راجہ شیورام
کے زخم کاری لگے جب داراشکوہ نے ایسے بانام و نشان سرداروں کا کُشتہ و زخمی ہونا دیکھا
تو وہ متوہم ہوا اور اپنے مآل کار سے سراسیمہ ہوا حیران تھا کہ کیا کروں کہ ایک بان آتش فشاں
اُسکے حوضۂ فیل میں آنکر لگا تو اوسان باختہ ہوکر ہاتھی سے ننگے پاؤں نیچے اُترا کمال اضطرار سے
جوتیاں پہننے کی بھی فرصت نہ پائی بے براق گھوڑے پر سوار ہوا اس بیوقت اضطراب اور
تبدیل سواری کے ملاحظہ سے سپاہ نے جب حوضۂ سواری خالی دیکھا تو لشکر کا دل بھی سردار کی
طرح ہل گیا اور فرار کے فکر میں پڑا۔ اسی حال میں داراشکوہ کا ایک خواص کہ داراشکوہ کی کمر میں ترکش
باندھتا تھا ایک گولے کے لگنے سے اُسکا دایاں ہاتھ اُڑ گیا اور اُسکے ساتھ جان بھی اُڑ گئی۔ اس حال
کے واقع ہونیسے اطراف کے ہواخواہ بھی سراسیمہ ہوئے۔ ثبات قدم کو ہاتھ سے دیکر بعض متفرق
ہوئے۔ بعض نے معرکہ سے جان بچالے جانے کو مصلحت جانا۔ داراشکوہ نے خود سپاہ کے متفرق
اور لشکر کے بے استقلال ہونیکو دیکھکر حیات مستعار کے نقد کو سلطنت نسیہ کی امید پر اختیار کیا
اور ثبات قدم کو ہاتھ سے دیا سپہر شکوہ نے بھی باپ کے ساتھ رفاقت کی چند شفیق رفیق طریق ہزیمت
میں شریک ہوئے۔ اور اکبرآباد کی راہ لی۔ اور اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ مبارکباد کی دھوم مچی اورنگ زیب نے

ہاتھی سے اُتر کر خدا کا شکر ادا کیا پھر دارا شکوہ کے خیمہ کیطرف آیا۔ سوائی خیمہ و توپ خانہ کے
سارے کارخانوں کی صفائی تھی وہ دارا شکوہ کے خیمہ میں رونق افروز ہوا شاہزادوں اور
امیروں نے نذریں دیں اور نثار کئے۔ تحسین و آفرین سے مفتخر ہوئے۔ مراد بخش کا چہرہ اور
بدن تیروں کے زخم سے گلرنگ ہو رہا تھا۔ اس سادہ لوح بھائی کو اورنگ زیب نے اسکے جراحتوں
پر اول چرب و نرم باتوں کا مرہم لگایا اور جراحوں کو بلا کر خوب علاج کرایا اور سلطنت کی
مبارکباد دی اور ہزاروں تحسین کی اور رو رو کر اپنی آستین شفقت سے رخساروں سے
خون پوچھا کہتے ہیں کہ جس حوضہ میں مراد بخش سوار تھا تیروں کے لگنے سے وہ سیہی بن گیا
تھا اس کی زمین نظر نہیں آتی تھی اُس حوضہ کو دولت خانہ دار الخلافہ کے کارخانہ میں
مراد بخش کی یادگار کے طور پر فرخ سیر کی سلطنت تک رکھا۔ اورنگ زیب کے عمدہ امیروں
میں خواجہ خاں و راجہ مان سنگہ ہاڈہ اور دس اور امرا کام میں آئے۔ شاہزادہ مراد بخش
کے بیس امیر مارے گئے۔ اعظم خاں جنگ کے تمام ہونیکے بعد ہوا کی حرارت اور زرہ بکتر
کی گرمی سے جنگ اجل میں گرفتار ہوا۔ دارا شکوہ کیطرف سے بہت امیر اور آدمی مارے گئے
دارا شکوہ دو ہزار سوار بے سر و سامان جنمیں اکثر زخمی ساتھ لیکر شام کے وقت بمشعل
اکبرآباد میں پہنچا مگر شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا اسکو کیا منہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس
ناز پروردہ کی حقیقت جانتا تھا اور اورنگ زیب کو خوب پہچانتا تھا اسی لئے وہ مقابلہ کو
منع کرتا تھا اگر دارا شکوہ باپ کے کہنے پر چلتا تو کیوں یہ دقت اُٹھاتا۔ باپ نے کئی دفعہ اسے
مشوروں کے لئے بُلایا وہ نہ گیا اُسی رات کو سہ پہر گذرنے کے بعد سپہر شکوہ اور بیوی اور
بیٹے اور چند اور خدمۂ محل اور جواہر و زیور و اشرفی و طلا و نقرہ و آلات ضروری کو جو ہاتھیوں
و آدمیوں و خچروں پر لادسکا ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور شاہجہان آباد کو دار السلطنت لاہور جانے
کے لئے چلا۔ آگرہ سے تیسری منزل میں وہ پانچہزار سوار جو باپ نے کمک کے لئے بھیجے تھے
اُس سے ملگئے یا جو لڑائی سے بھاگے تھے وہ آنکر ملگئے۔ اورنگ زیب دہم رمضان کو سموگدہ سے

کوچ کرکے اکبر آباد کی سواد میں بڑی دھوم دھام سے آیا تمام اعیان دولت وارکان مملکت مع اپنے خویشوں اور منتسبوں کے اطاعت کے قدموں سے پیش آئے اور تمام امرا ء عظام اور معتبر بادشاہی کی ملازمت کے گروہ گروہ آدمیوں نے اضافۂ مناصب کی طمع میں سر رشتہ وفا کو ہاتھ سے دیا اور خداوند قدیم کی رعایت نمک کو بالائے طاق رکھا۔ ان آدمیوں کی اس حرکت سے اور اورنگ زیب کے سلوک سے شاہجہاں کو ملال ہوا اُس نے اپنے مقرب افضل خاں کو جو کہ اسرار سلطنت کا بڑا محرم تھا یہ فرمان دیکر اورنگ زیب پاس بھیجا۔ جب اس فرخندہ کوکب برج اجلال دار الخلافہ کے نزدیک آیا اور تم کہ دوری ضروری کی مدت میں قبلہ حقیقی وخدای مجازی کی ملازمت سے حرمان نصیب بے شکیب تھے یہاں نزدیک آئے تو بحکم استیلاء شدتِ شوق جو بعد فراق کو لازم اور قرب وصال کا مقتضا ہے خاطر اشرف بے اختیار تمہارے دیکھنے کی آرزو مند ہے تمکو مجھ سے محبت ہے اور میرے ملنے کا شوق بہت ہے اسپر بھی ایسے نزدیک ہوکر مجھ سے نہیں ملے سوا سخت جانی اور سست مہری کے کیا تصور کیا جائے اگر باپ کی طلب صادق اور تعظیم وتکریم کے سبب تم مجھ نیاز مند درگاہِ الٰہی سے ملنے آؤ جبکی دوبارہ زندگی ہوئی ہے اور از سرِ نو عالمِ وجود میں آیا ہے تو البتہ دولت وجہانی سے تمتع وبرخورداری پاؤ گے اور مراداتِ صورت ومعنوی میں کامیاب ہوگے۔ جب یہ فرمان فاضل خاں اورنگ زیب پاس لایا تو اُس نے اس مضموں کی عرضداشت بھیجی کہ مراسم سجدہ وتسلیم ولوازم تعظیم وتکریم بجا لاکر عرض کرتا ہے کہ فرمان فرخندہ عنوان میرے پاس پہنچا کہ حضور کی آرزو ہے کہ میں جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوں ان عنایات تازہ کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا ہے۔ ہم گر لطفِ شما پیش نہد گامے چند۔ الحمد للہ کہ میری صدق ارادت وخلوص عقیدت نے حضور کے دل میں تاثیر کی اور اُسکا ظہور حضور کے دل سے ظاہر ہوا جس سے میرا گلشن امید ومراد شگفتہ وخندان ہوا اور میری مزید حیات کا سبب ہوا امیدوار ہوں کہ اس دورِ اُفتادہ کی مواصلت کسی ساعت مسعود میں قرار پائے فی الحقیقت

حضور کی قدمبوسی برکتِ روزگار و آیت رحمت پروردگار ہے اور میں مدتوں سے اس وقت کا
منتظر تھا اور اس روز کی آرزو رکھتا تھا اب میں اپنی مراد پر پہنچا کہ حضور کے دیدار سے اپنی آنکھوں
کو روشن کرونگا اس سے زیادہ دراز نفسی کو کوتاہ اندیشی چاہتا ہوں۔ افضل خاں نے خوش خرم
مراجعت کی اور حقیقت حال عرض اشرف میں پہنچائی۔ عرضداشت پیش کی۔ باپ بیٹے کی ادب
اندیشی و سعادت منشی سے بہت خوش ہوا۔ دوسرے روز باپ کو بیٹے کے ملنے کا اشتیاق اور
بڑھا۔ فاضل خاں کے ہاتھ تحفے اور گرانمایہ جواہر اور شمشیر عالمگیر جس سے بہتر کوئی اور شمشیر تیموریہ
نہیں سمجھی تھی اور شوق آمیز پیام بھیجے اور بہت باتیں زبانی کہلا بھجوائیں مگر جب فاضل خاں
چلا گیا تو اورنگ زیب کو مفسدوں نے یہ سمجھایا کہ آپکے بلانیسے بادشاہ کا کچھ اور ارادہ ہے۔
اسطرح اسکی خاطر کو بادشاہ سے متغیر کر دیا۔ فاضل بیگ جو اس مرتبہ آیا اور اُس نے بڑی فصیح و
بلیغ تقریریں حدیث و قرآن کے موافق اورنگ زیب کو سنائیں تو انکا اثر اسکے دل پر کچھ نہ ہوا۔ فاضل خاں
بے نیل مقصود شاہجہاں پاس گیا جو کچھ دیکھا تھا وہ کہدیا پھر بادشاہ نے مصلحتاً اور فرمان خلیل اللہ
خاں اور فاضل خاں کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا۔ خلیل اللہ خاں بادشاہ سے کچھ آرزو رکھتا
تھا۔ فرمان کا مضمون یہ تھا کہ فرزند ارجمند ہمیشہ میری رضامندی سے تحصیل خرسندی کرتا رہا اور خدمات
پسندیدہ بجا لاتا رہا اور کبھی مرضی کے خلاف تقصیر کرنیمیں راضی نہیں ہوا اب اس سوء ادب اور اسقدر
بے مہری کا سبب میرے ساتھ کیوں ہے جو مستلزم بدی دارین ہے۔ یہ تمام دلگرانی اور رنجش خاطر بیوجہ
و سبب معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں ہے۔ تمنے میری عیادت کی مراسم کو ادا نہ کیا اور میری کوفت جسمانی
کا استفسار نہ کیا حقوق تربیت کی رعایت نہ کی مجھے تعجب ہے کہ اس تمام لاابالی کا باعث اور اسقدر
سرگرانی کی علت واقع میں کیا ہوگی اگر یہ باتیں اس سبب سے ہوئی ہیں کہ ارباب غرض نے عناد اور فساد
سعایت کی ہے تو قریب ہے کہ وہ تمہارے شیمہ کریمہ سے دور ہو جائینگی غرض پرست فتنہ انگیزوں نے
میرے عنایت و اشفاق کو تمیز نامناسب لباس میں اور بدترین صورت میں ظاہر کیا ہے جو
میرے دل میں کبھی نہیں آئیں۔ اگر تم خود میرے پاس آؤ اور میں وجوہ معقولہ کے ساتھ

کیفیت حال تمکو سمجھاؤں تو تمہارا اپنا دشمن کام سمجھنا گنجایش رکھتا ہے - تمہاری صاف دلی پر
جو کدورت بیٹھ گئی ہے وہ میں اپنے بیان سے محو کردونگا اور مطلب صحیح جسکو ناراستوں نے مفسدہ نام
رکھکر ناشائستہ وجوہ سے تمہارے خاطر نشان کیا ہے وہ سچ سچ تمہارے دلکو یقین کرایا جائیگا
جس سے رفع کلفت ہوگی اداے پیغام اور فرمان بھیجا نیکے بعد خلیل اللہ خاں کو اورنگ زیب
خلوت میں لیگیا اور فاضل خاں باہر رہا - ثقہ آدمی یہ کہتے ہیں کہ خلیل اللہ خاں نے شاہجہاں
کے مقصد اشرف کو ایک ناخوش لباس پہنایا اور بہت بری طرح سے بیان کیا اور بعض اور آدمیوں
نے اُس سے اتفاق کیا جس سے وفاق کی جگہ نفاق ہوگیا اُس نے بادشاہ کے قید کرنے کی
و تسخیر قلعہ و خزانوں کے ضبط کرنے کی صلاح دی . اورنگ زیب نے ازروے مصلحت خلیل اللہ خاں
کو نظر بند کیا اور فاضل خاں کو جواب دیا کہ اسوقت بعض امور کے واقع ہونیسے معاملہ کا اور رنگ
ہوگیا ہے حضور کی طرف سے میری خاطر جمع نہیں ہے غالب یہ ہے کہ حضور ملازمت کے
وقت انتقام لینگے اور کسی اور بات کا قصد کرینگے اس سبب سے مجھ خیر خواہ خلایق کا آنا
نہیں ہوگا فاضل خاں نے حقیقت حال بادشاہ کے خاطر نشان کی اور ظاہر کیا کہ اب
نامہ و پیغام کی کارسازی سے کار باہر ہوگیا بہبود کی صورت نہیں ہے بلکہ اور باتوں کا
احتمال ہے بادشاہ محض اس خیال سے کہ مبادا اورنگ زیب کی اطلاع مفسد فاسد
اندیشے کریں قلعہ کے دروازوں کو بند کردیا اور اسکی حفظ و حراست پر دولتخواہوں کو مقرر کیا
رات گذری تھی کہ ایک جماعت کثیر ملازمان شاہی پنہانی پاے حصار میں آئی اور محاصرہ
کے شغل میں مصروف ہوئی لیکن قلعہ استوار کا استحکام اس مرتبہ پر تھا کہ محض یورش
و نقب و بلچار سے اسپر تصرف نہیں ہوسکتا تھا اسکی خندق کا عمق پانی تک تھا اسکی
برج اور دیوار نہیں اُڑ سکتے تھے اس طرح اسکی تسخیر کا تصور دلمیں نہیں آسکتا تھا
دیواروں کی پناہ میں اور قلعہ سے دور باغوں میں آنکر توپ و تفنگ کی رد و بدل ہوتی
تھی اور قلعہ کے اندر بھی مدافعت کرتے تھے اور شرط محافظت کو جیسا کہ مقام کا حق تھا

بجا لاتے تھے لیکن اکثر نا سعادتمند محاصرہ کی تاب ایک رات دن نہ اُٹھا سکے اور پانی لانیکے بہانے سے باہر نکل آئے اور جو جماعت قلعہ کے اندر رہی اُس نے حق نمک کی رعایت سے چشم پوشی کی اور چاہنے لگے کہ امان مانگ کر باہر چلے آئیں جب شاہجہان کو اُس پر اطلاع ہوئی تو اُس نے ہر چند اہل نفاق کو با وفاق بنانا چاہا مگر کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو بادشاہ نے یہ فرمان اورنگ زیب پاس بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

اشعار

خدا را رسد بزرگی و ملک بے انباز	بدیگرے کہ تو بینی بعاریت داد است
کلید فتح اقالیم در خزائن اوست	کسے بقوت بازوے خویش نکشاد است
گر اہل معرفتی دل بہ آخرت بندی	نہ در خزانۂ دنیا کہ محنت آباد است
جہان سراب نہاد است و عاقلان دانند	کہ روئے آب نہ جائے قرار بنیاد است

تیری حاجتوں اور مرادوں کے بر لانے میں بخت مساعد و اقبال موافق ہو اور ادوار چرخ و انقلاب لیل و نہار ہر وقت و ہر حال میں تیرے کام کے موافق ہوں واقعہ حیرت افزا جو مجھکو نصیب ہوا اور جس قدر کدورت و الم مجھے ہوا ہی اس سے میرا حال یہ ہی کہ کوئی آزار نہیں ہے جو میرے ساتھ کوتاہی کرتا ہو اور اقبال کسی طرح یاوری نہیں کرتا۔ کار ہاتھ سے اور ہاتھ کار سے ایسا گیا گذرا ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا تم نے اس مدت دراز میں ترک ادب و عدم مراتب کے دقائق میں سے کوئی دقیقہ ظہور میں نہیں آیا۔ باپ کی مرضی بغیر کوئی کام نہیں کیا اب ہمنے عنایت یزدانی کی توفیق سے سلطنت صوری سے گزر کر معنوی بادشاہی اختیار کی۔ خدا کے اعلام سے کیفیت زمانہ پر آگاہی پائی اور زوایۂ عزلت میں حضرت باری تعالیٰ کی پرستاری قبول کی تم کارفرمائی کی روانی جس سے کارخانۂ خدائی کو رونق ہوتی ہے اس کو اپنے سے متعلق جانو اور نظام عالم کے سررشتہ کو جو ہم سے تعلق تھا اب تم جس کو چاہو اُسکا وہ ہو۔ پھر ہم کس واسطے غرض پرستوں و کج روشوں و نا راستوں کی بد اندیشیوں سے خیال محال و

پندار دور از کار اس دنیا کار کھکر اپنی حد سے قدم باہر رکھتے ہو۔ یہ دنیا جو ظاہر و باطن خراب
ہے اور فی الحقیقت اس کا کاروبار ایک خواب ہے بیداری کا اور سراب ہے آب سیما۔ جس سے تم اپنے
تئیں بدنام اور ہم کو خفیف کرتے ہو اور جس کو تھوڑی عقل بھی دقیقہ یاب ہو اس پر حقیقت کی
حقیقت روز کی طرح روشن ہے کہ دار المکافات دنیا میں کارکنان قضا و قدر سب وقت بر
سر کار رہتے ہیں۔ ماہ سے ماہی تک ہر حرکت و ہر نفس کا قیاس و شمار کرتے ہیں۔

اشعار

اے کہ وقتے نطفہ بودی در شکم — وقت دیگر طفل گشتی شیرخوار
مدتے بالا گرفتی تا بلوغ — سرو بالائے شدی سیمین عذار
ہم چنین تا مرد نام آور شدی — فارس میدان و مرد کارزار
آنچہ دیدی برقرار خود نماند — واین چہ می بینی نماند برقرار
پیش ازاں کز دست تو بیرون برد — گردش گیتی زمام اختیار
شکر نعمت را نکوئی کن کہ حق — دوست دارد بندگان حق گزار
با ولی نعمت سلوک نیک کن — تا ہمہ کامت برآرد کردگار

اس سبب سے کہ کہن دیر بے بقا کا دیرینہ آئین ہے کہ آخر کار تعب کا مقتضی ہے اس رباط
بے ثبات کی رسم معہود ہے کہ ہر عافیت کی عاقبت میں رنج نوائب اور عشرت کے عقب
میں عسرت ہے اس کی جمعیت سرمایۂ پریشانی و حسرت اگر روزگار کی چشم بد سے کوئی گزند
اور حوادث گیتی کی دستبرد سے مجھے آسیب پہنچے تو میری جمعیت حواس میں تشویش
نہیں ہوتی اور میرے ثبات و قرار میں توکل کے نیرو سے فتور نہیں آتا۔ میرا منظور نظر اور
مافی الضمیر یہ ہے کہ ظاہر بین باطن غم ہو کر گمراہ نہ ہوں خاص کر تم میرے فرزند سعادتمند
کہ لیل و نہار کے انقلاب و گردش روزگار سے فارغ ہو کر ظاہر کار گشائی اقبال پر مغرور رہتے ہو
جس کا وجود فی الحقیقت اعتبار نہیں رکھتا سب حال میں اگر نظر دوربین منتہا مطلب و سرانجام

کار پر رکھ کر کتاب آسمانی کے احکام پر اور سنت حضرت سید المرسلین اور طریقۂ دین متین پر عمل کروگے تو حقیقت میں میں تمہارا خدائے مجازی ہوں کہ میری اطاعت معبود حقیقی کی عبادت و طاعت شمار کروگے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوگے۔ اس فرمان کا جواب اورنگ زیب نے لکھا

فرمان عالی شان میرے پاس آیا اس میں جو مرشدانہ اندرز لکھی تھیں اُنکو از روئے ادب اندیشی و ارادت کیشی کے سُنکر قبول کیا اس کا شکریہ غائبانہ بغیر استسعاد حضور کے حتی الامکان ادا کیا۔ میں سن تمیز سے تعلیم الٰہی کے دبستان کا سواد خوان اور دانش کدہ فضل نامتناہی کا حروف شمار ہوں۔ اسرار مبدا و معاد کے مراتب معرفت سے حقیقت کار کو دل سے دریافت کرتا ہوں اور روزگار بے مدار کی گردش میں بہت سے اسرار ژرف حکمتہا نشگرف سے ملاحظہ کرتا ہوں اور ہر کار کے شمار کا حساب اور چیز کی مقدار کا قیاس کرتا ہوں۔ دنیا کے بے صورت تصورات اور بے جا توہمات کو اپنا سرمایۂ استظہار نہیں جانتا اور اس کی شراب مردآزما کے نشاء سے سرشار ہوکر اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔ خودسری کے سرمایہ سے خیال عصیان و اندیشۂ طغیان اپنے ساتھ مخمر نہیں کرتا۔ مجاری امور کو استقامت وارشاد کے طور پر جاری رکھتا ہوں اور اپنے تئیں وہی مرید صادق العقیدت گمان کرتا ہوں حضور نے وضع روزگار و گردش لیل و نہار کی گونہ شکایت تحریر فرمائی تھی اس مقام میں گفتار کی جائے نہیں ہے۔ آداب معہودہ کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہوں کہ حضرت حکیم علی الاطلاق کے محکمہ کے افعال میں بہت سے حکم و مصالح مندرج ہیں کہ عقول بشر اُنکے سِر کو نہیں پاسکتی۔ اس صورت میں حقائق آگاہ پر لازم ہے کہ پیش آمد احوال کو فوائد بسیار اور منافع بیشمار پر مشتمل جانے اور واردات تقدیر پر اعتراض نہ کرے اور اس کے بطن میں اغراض صحیحہ کو پوشیدہ جانے تسلیم و رضا کو چھوڑ کر چون و چرا نہ کرے۔ غرض اس تمہید سے ابھی حال کی کیفیت کی شرح کرلی ہے۔ جو مجھ ارادت سرشت کے امتثال افعال پر نکات بعد الوقوع حضور نے لکھے ہیں وہ ارباب شہود و اصحاب تسویہ باطن پر اکثر صورتوں میں اور ہی عنوان سے ظاہر ہوتے

ہیں اگر حضور قواعد اندیشۂ لطیف پیشہ سے اصل کار کو مشاہدہ فرمائیں تو مجھ خیر خواہ کی حرکات و سکنات
اس کعبۂ حاجات رضا کے موافق ہوئی ہیں۔ وہ کوئی برآشفتہ مغز و خفتہ خرد ہوگا کہ اس قدر
ارادت و اخلاص پر مجموعۂ سعادت کا شیرازہ توڑے اور اس قبلۂ کونین کے شکر کے سوا دم مارے
اور پیر و مرشد کی اطاعت کے سوا قدم رکھے یا کوئی امر ایسا کرے کہ جو گرانی خاطر کا باعث ہو
اور خلاف مرضی کو روا رکھے۔ سررشتۂ رضا و تسلیم و آداب تعظیم و تکریم کے سررشتہ کو سرمو
کی برابر چھوڑے جس طرح کہ حضرت ولی نعمت کو مراتب عاطفت کے وقوع میں امتناع مراد
نہیں ہوا مجھ خدمت گزار کو بھی سوائے خلوص ارادت و محض صفائی اخلاص کے اور آئین
جان سپاری اور عقیدت کے کوئی امر پیش نہاد ہمت نہ ہوا اس حساب سے بختیاری کی
سلسلہ جنبانی اور التزام گذاری کے حکم سے مراعات تربیت میں اور مراسم عنایت میں
مجھ مرید پر نوازش میں حضور نے کبھی خست نہیں فرمائی وہ احسان ہی نہیں ہے بلکہ باوجود
برادر بزرگ کی بے مددی کے اس سبب سے کہ میں حضور کی خدمت پرستی میں حضور کا رضا جو
رہا حضرت نے نامۂ عاطفت روز افزوں بھیجا جس سے میں نے محض استحقاق و شائستگی
کے سبب سے پایۂ والا پایا اور تمکین بخت سے بساط کامرانی پر متمکن ہوا۔ اور بھائیوں سے
علو درجات میں بڑھ گیا بہر حال زبان سے نہ میں شکر ادا کر سکتا ہوں نہ معذرت سے
ہم مگر لطف شما پیش بندگا مے چند + ارادہ تھا کہ اس منشور عاطفت کو جس کے ہر کلمہ پر
اگر ہزار جان نثار کروں تو گنجائش ہے دونوں جہان کی توقیع رستگاری اور سعادت
جاودانی کا طغرا سمجھ کر کمال ارادت و عقیدت سے حرز جان بنا کر خدمت میں دوڑ کر آؤں
مگر بعض امور کے واقع ہونے سے ایک طرح کا حجاب حضور سے ہو گیا ہے اور طبع اشرف
کی گرانی سے میں وہموں کا مغلوب ہو گیا ہوں اگر حضور اپنی مرحمت سے حکم فرمائیں کہ
قلعہ کے دروازے اور مداخل و مخارج مجھ مرید کے آدمیوں کے سپرد کر کے مجھے اس امر
سے مطمئن فرمائیں تو تلافی تقصیر کے لئے میں حضور کی ملازمت میں پہنچ کر رضا اشرف کا

پر راضی ہوں اور کسی ایسے امر کا روادار نہیں ہوں جس میں حضرت کی خفت و تصدیع کا سبب ہو۔ جب باپ پاس یہ عرضداشت پہنچی اُس نے تمام قلعہ خالی کر دیا اور بیٹے کے ملازموں کے سپرد کر دیا۔ ان ملازموں نے مداخل و مخارج کی نسبت و کشاد کو اپنے ہاتھ میں لیکر اس قلعہ کے دروازوں پر اپنا تصرف کیا اور بادشاہی آدمیوں کو آمد و رفت سے بالکل منع کر دیا تمام کارخانوں اور خزانوں پر مہریں لگا دیں غرض اب وہی قلعہ جس میں شاہجہان نے فرمانروائی کی تھی اُس کا زندان بنا اور اسی زندان میں آخر عمر بسر ہوئی اس میں شک نہیں معلوم ہوتا کہ اوّل اورنگ زیب دل سے یہ چاہتا تھا کہ میں اپنے باپ کو خوش رکھوں اور اُسی کے نام سے سلطنت کروں۔ مگر جب اس کو یہ تحقیق ہوا کہ میں باپ کے دل سے دارا شکوہ کی محبت۔۔۔ الفت نہیں دور کر سکتا اور اس کی خاطر میں اپنا اعتبار نہیں بٹھا سکتا تو اُس نے باپ کو اس طرح گوشۂ عزلت میں بٹھایا۔ جب تک باپ زندہ رہا اس کی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ عہد نویس مولفوں نے تینوں عالمگیر ناموں میں مجمل حال لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے جو شاہجہان کو گوشہ نشین بنایا تو خود شاہجہان کی یہ مرضی تھی لیکن واقعات عالمگیری میں عاقل خان خافی نے شرح و بسط کے ساتھ یہ لکھا ہے۔ اُسکے ہم فضول الفاظ چھوڑ کر ترجمہ کرتے ہیں اس سے زیادہ اصلی حال معلوم ہوتا ہے۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ جب عالمگیر سموگڈہ میں آیا تو اس نے اسی دن ایک معذرت نامہ شاہجہان کی خدمت میں بھیجا جو صورت حال پر مشتمل تھا اور وقوع صف آرائی و قتال کا اعتذار تھا جس کی ابتدا احمق و مغرور دارا شکوہ نے کی تھی اور میرا لشکر بحکم شرع و فتوائے عقل اسکے اقدام میں معذور تھا۔ فاضل خان شاہ اور سید ہدایت اللہ اس معذرت نامہ کے جواب میں یہ شقہ شاہجہان کی طرف سے لیکر گئے بمقتضائے مشیت ایزدی تمہارے اور دارا شکوہ کے درمیان صحبت کا انجام کدورت اور ملال پر ہوا اور جو کچھ پردۂ غیب و حجاب تقدیر میں مستور تھا وہ ظہور میں آیا۔ فرمان قضا و قدر اور ارادت خالق خیر و شر میں بشر کی چون و چرا کو دخل نہیں ہے اس سے چشم پوشی

نشار خود شناسی و خدا دانی کے مہمات سے جان کر اس امر کا اظہار کرتا ہوں جس سے میری
خاطر کا تقاضا اور باطن کی تمنا یہ ہو کہ میں تمھیں دیکھوں میں اس شوق کو بیان نہیں کر سکتا
تم ایک مدت دراز اور زمانۂ طویل کے بعد میرے قریب آئے ہو اور میں مرکز بچا ہوں تمھاری
ملاقات کا شوق و اشتیاق میرا اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے یقین ہے کہ تمھاری محبت کی بہت سی
خواہش قلبی اور آرزوے باطنی زیادہ ہوگئی ہوگی اب مجھ میں انتظار کی تاب نہیں ہو اب
تم سے جس قدر جلد ممکن ہو مجھے اپنا جمال دکھاؤ ع زود آ و دل تنگ مرا مونس جاں باش
اورنگ زیب نے ان شقہ لانے والوں اور زبانی پیغام دینے والوں کو بھاری خلعت عنایت
کیے اور شقہ کے جواب میں یہ عرضی انکو دیکر رخصت کیا۔

سجدہ و سلام کے مراسم اور تعظیم و تکریم کے لوازم بجا لاکر عرض کرتا ہے کہ حضور کا فرمان
میرے پاس پہنچا جس میں حضور نے مجھے بہت جلد طلب فرمایا ہے۔ اس مضمون اشتیاق سے
میں نہایت شگفتہ خاطر ہوا اس عنایت تازہ و مرحمت بے اندازہ کا شکر تحریر و تقریر سے باہر ہے۔
لفظ و معنی کی دستگاہ کی تنگی سے کیونکر اپنی زبان سے بیان کر سکتا ہوں ؎ ہم مگر لطف شما
پیش نہد گامے چند۔ الحمد للہ کہ میرے صدق ارادت و خلوص عقیدت نے حضور کے دل پر اثر
کیا اور حضرت ظل سبحانی کی کمال عنایت سے میرا گلشن مراد شگفتہ و خنداں ہوا اب میں
اُمیدوار ہوں کہ وقت مسعود و ساعت سعادت آمود مقرر کی جاے کہ اس میں قدمبوسی
حاصل کروں اور حضور کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو روشن کروں اس سے زیادہ دراز
نفسی کوتہ اندیشی ہے۔

عاقل خان اور مصنف عمل صالح کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ اورنگ زیب کا ارادہ یقینی
باپ کے پاس جانیکا تھا مگر بعض اُس کے مصاحبوں نے شاہجہان پاس جانے سے اس کو
ڈرایا۔ فاضل خان دوسرے روز پھر خوش آیا اور باپ کی طرف سے تحفتہً تلوار عالمگیر لایا جسکو
مورخ لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب کے رفیقوں نے اس کو ایسی فال مبارک جانا کہ اُسکے

نام کو القاب شاہی کا ایک جزو قرار دیا اب کی دفعہ بھی اورنگ زیب نے ادب اور اطاعت کی باتیں بنائیں مگر بادشاہ پاس جانے سے انکار کیا جس کو فاضل خان نے بادشاہ سے جا کر کہا تو اُس نے ایک اور شقہ لکھا اور اس کی بدگمانی دُور کرنے کے لئے خلیل اللہ خان کو فاضل خان کے ساتھ بھیجا۔ **شقہ ثانی** - باوجودیکہ میں نے تجھکو ناز و نعمت کے ساتھ پرورش کیا اور بہت سی نوازشوں سے تربیت و تلقین و تعلیم کیا اور مناصب بلند و مراتب ارجمند پر فائز کیا۔ ان حقوق کو اور اطیعوا اولی الامر کے حقوق کو جنکی اطاعت خدا کے حکم سے واجب لازم ہی اور کلام ربانی و کتاب آسمانی اس پر ناطق ہے تو نے چھوڑ دیا باوجودیکہ تو نے اپنی عمر رضا جوئی و نیک نامی و حق شناسی و خدادانی میں صرف کی ہے مجھے تجھ سے یہ بہت بعید معلوم ہوتا ہی کہ تو نے میری مہربانی اور شوق کی جو تیرے دیدار کا ہی قدر نہ جانی اور صاحب اغراض فاسدہ کے بہکانے سکھانے میں آگیا ؎ دو دشو ندار بد ماغے برسند + باد شو ندار بچراغے برسند- اور میرے پاس نہ آیا خدا و رسول کے سامنے شرمندہ ہونے کا خیال نہ کیا۔ زنہار اے فرزند اس کام پر جرأت نہ کر جس کا نتیجہ ندامت و پشیمانی ہے ؎

اے خلف از رہِ مخالف بہ تاب — تیغ بیفگن کہ منم آفتاب
گر ز خود این نقش گرفتی بدست — سوے خدا بین و نشو خدا پرست
ور ز بد آموز شد این رہ پدید — گفت بد آموز نباید شنید
گرچہ کنی دعویِ دانش ولیک — نیک بدانم کہ ندانی تو نیک
چون تو شب و روز ادب افزون کنی — بے ادبی با چو منے چون کنی
گرچہ جوانی ہمہ فرزانگی ست — این نہ جوانی ست کہ دیوانگی ست
اے پسر ارچہ پسری در خوری — لیکن مکن با پدران سروری
برسرِ خوان آمدنے کہ ہم توشہ — یاد تنگ کن کہ جگر گوشہ
خون منی و دل من مہر جواست — جوشش بسیار مکن زیر پوست

جب فضل خان اور خلیل اللہ خان دونوں اورنگ زیب پاس گئے تو خلیل اللہ خان کو بلالیا جس نے جاکر یہ کہدیا کہ وہاں آپ ہرگز نہ جائیے آپ کی نسبت بُرا ارادہ ہے۔ بادشاہ کے قید کر لینے کی صلاح دی اور اپنی درخواست سے بظاہر نظربند ہوکر یہیں رہ گیا کہ خلقت میں بدنامی نہ ہو۔ شاہجہان نے فاضل خاں سے جب یہ سب ماجرا سُنا تو اس سے خوف ہوا کہ میرے ساتھ یکایک کچھ اور سلوک نہ کیا جائے قلعہ کے دروازوں کو بند کردیا جس کی خبر پہنچتے ہی اورنگ زیب کے سرداروں ذوالفقار خان اور بہادر خان نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا قلعہ کی دوہری فصیل اور اسکے گرد خندق عمیق تھی۔ یہ نہ سرنگ سے اُڑ سکتا تھا نہ حملہ اُس پر کارگر ہوسکتا۔ اس لئے اہل قلعہ کو پیاسا مار کر مغلوب کرنا چاہا قلعہ میں پانی جانے کا رستہ بند کیا۔ اورنگ زیب کے آدمیوں نے قلعہ پر جاکر گو بہت سر مارا مگر اُس کا بال بیکا نہ ہوا سردار اور سپاہی قلعہ کے نزدیک مکانوں اور دیواروں اور درختوں کے نیچے آڑ میں بیٹھے اور طرفین سے توپ بندوق چلا کی۔ بادشاہ کے بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کے ساتھ گھٹے ہوئے تھے۔ چھوٹے سردار اور آدمی نمک حلالی کرکے خوب مقابلہ کرتے تھے۔ اکثر بڑے بڑے منصبدار تو دریا سے پانی لانے کا بہانہ بنا کے باہر جاکر اورنگ زیب کے آدمیوں سے مل گئے گرمی کا موسم تھا توپیں چل رہی تھیں آگرہ کی سخت گرمی سے اہل قلعہ لاچار ہوئے۔ بادشاہ نے یہ حال دیکھکر مصالحہ کرلی اور فاضل خاں کی معرفت یہ تحریر ادر بھیجی۔

خدا تعالیٰ تیرے کوکب اقبال کو روشن رکھے۔ سپہر نیرنگ ساز کی کجبازی اور روزگار شعبدہ باز کی ناسازی سے ایسا امر جو تصور تعقل میں نہ آتا تھا عین الیقین مشاہدہ ہوا۔ تو نے مہر فرزندی کو یکبارگی چھوڑ دیا۔ میرے آتش شوق پر نظر نہ کی۔ حقوق ابوت و تربیت سے چشم پوشی کی۔ ہماری ایذا اور ضرر کو جو دنیا کی بدنامی کا موجب اور ناکامی عقبیٰ کا مورث ہے سہل اور آسان گمان کیا روز شمار کی بازپرس سے غافل اور بےخبر ہوا تو قیامت کے دن اس حق شکنی کا کیا جواب دیگا۔

پیش کہ گویم ز خودت شرم باد	گر ز پے خونِ خودم اندر فتاد
بندہ کہ با شاہ بود کینہ جو	خلق چہ گویند تو ہم خود بگو
ورنہ تو در قلب من آید غبار	ہم تو شوی در رخِ خود شرمسار
باش بکامم کہ بکامم تو ام	زندہ و نازندہ بنام تو ام
بہر خدا صورتِ خویشم نما	رو مگردان و بترس از خدا

تجھے لائق یہ ہے کہ تو اپنی صف شکنی و کشور کشائی پر مغرور نہ ہو اور زمانہ کی سازگاری اور روزگار کی رفاقت پر تکیہ نہ کر کہ یہ چرخ پر نیرنگ و جہان دو رنگ اصلا اعتماد کے لائق نہیں ہے اس پیمان شکن بد عہد سے قطعاً وفا نہیں ہوتی۔ اس صورت میں عقل یہ چاہتی ہے کہ ایسا کام تو نہ کرے کہ جس سے اس دودمان عالی شان میں فتور آئے۔ ہماری سلطنت تمام عالم میں مشہور ہے اُس کے حفظ ناموس میں تو کوشش کر جس سے تیری نیک نامی صحیفۂ روزگار و صفحۂ لیل و نہار پر ثابت و پائدار رہے۔ اس کے جواب میں اورنگ زیب نے یہ عریضہ بھیجا۔

للہ الحمد و المنۃ کہ میں نیازمند درگاہ شہنشاہی ابتدار شعور و تمیز سے اب تک بہ اندازۂ امکان بشری و طاقت انسانی حضور کی ارادت و اعتقاد و صدق سداد میں مقصر نہیں رہا اور حضور کی استرضار خاطر میں کوشش کرتا رہا۔ عبودیت و جانفشانی کی راہ سے انحراف جائز نہیں رکھا اور نہ رکھتا ہے۔ بندگی و عقیدت میں ثابت و راسخ ہے۔ لیکن ارادت ازلی اور مشیت لم یزلی سے ایسے مقدمات ظہور میں آئے کہ بمقتضائے طبیعت بشری واہمہ وہراس کا مغلوب ہوا اُسکی جرأت نہ ہوئی کہ اطمینان قلب و جمعیت باطن کے ساتھ حضور کی ملازمت کا عازم ہوتا مجھے حضور کی قدمبوس کا حد سے زیادہ شوق ہے اگر آپ آئینِ مرید نوازی مرعی فرمائیں تو حکم والا نفاذ ہو کہ اول قلعہ میں میرے کچھ آدمی داخل ہوں اور ملازمانِ سرکار جو مداخل و مخارج کی محافظت کر رہے ہیں اُنکی جا وہ مقرر ہوں اور عنایت خسروانی سے وہ قلعوں کے دروازوں کی حراست سے اختصاص پائیں تو یہ جان سپار خاطر جمعی سے

حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین بوس سے مشرف ہو اور اپنی تقصیرات کے عذرات
بیان کرے اگر یہ ہو تو غایت مرید نوازی ہوگی۔
شاہجہان نے اورنگ زیب کی یہ درخواست پڑھکر حکم دیدیا کہ قلعہ سے باہر سب میرے
نوکر چلے جائیں اور قلعہ کے دروازے کھولدیئے جائیں۔ روز جمعہ ۱۱ رمضان سنہ ۱۰۶۸ھ کو قلعہ
میں شاہزادہ محمد سلطان مع ذوالفقار خاں و شیخ میر و بہادر خان و اسلام خان داخل ہوگئے
جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر اورنگ زیب باپ کی خدمت میں نہ آیا تو بیگم صاحب
باپ کا پیغام لیکر بھائی کے لشکر میں آئیں۔ دستور کے موافق استقبال تو نہ ہوا مگر اورنگ زیب نے
کہلا بھیجا کہ آپ محل سرائے میں جائیں میں وہاں آتا ہوں۔
محلسرا میں بھائی بہت اچھی طرح ملا۔ بہن نے باپ کا شوق ظاہر کیا جو باپ سے ملنے کا تھا
بعد اس کے یہ پیغام دیا کہ حضرت ظل الٰہی کی شاہانہ مرضی یہ ہے کہ دارا شکوہ کو ملک پنجاب
مع اس کے مضافات کے عطا فرمائیں اور مراد بخش پاس گجرات اور شجاع پاس بنگالہ بدستور
برقرار رہے اور ملک دکن محمد سلطان کو عنایت کریں اور شاہ بلند اقبال کا خطاب اور باقی
کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ کو مبارک ہو اب اس بات کو آپ
قبول فرمائیں اور غرضمندوں کی باتوں پر نہ جائیں وسوسہ و دغدغہ کے بغیر اعلیٰ حضرت کی
خدمت میں چلئے اور ان کی خاطر مشتاق کو اپنے دیدار سے مسرور کیجئے اورنگ زیب نے
دارا شکوہ کی عداوت کی شکایتیں کیں اور ان درخواستوں کو قبول نہ کیا اور صاف کہدیا
کہ جب تک دارا شکوہ کے معاملہ کا فیصلہ نہ ہوگا میں حضور میں حاضری کی جرأت نہیں کرسکتا
بیگم صاحب مایوسانہ اندوہناک یہ جواب لیکر آئیں اس کے بعد پھر اس طرح کے پیام سلام
ہوتے رہے۔ آخر کار گفت و شنید کے بعد اورنگ زیب تیسرے دن باپ کے پاس جانے کے
لئے سوار ہوا شائستہ خان اور شیخ میر نے سامنے سے آنکر عرض کیا کہ حضور کا یہ جانا عقل و
دور اندیشی سے بعید ہے اس سے احتراز فرمایئے۔ جب قلعہ پر خدا کے فضل سے عمل دخل ہے

اور اعلیٰ حضرت کا اقتدار و اختیار کچھ نہیں ہے تو ضرورت کیا پڑی ہو کہ آپ محل خطر میں جاتے ہیں۔ اس سے حاصل کیا ہے۔ اس سمجھانیسے وہ اُلٹا چلا آیا۔ بادشاہ کے جانے نہ جانے کے باب میں یہ گفتگوئیں ہو ہی رہی تھیں کہ بادشاہ کا شقہ داراشکوہ کے نام کا ماہرِدل نے پیش کیا جو بادشاہ نے اُس کو اپنا چیلہ سمجھکر اور نہایت معتمد و معتبر جانکر اس کو دیا تھا کہ داراشکوہ پاس بہت جلد دلی پہنچادے۔ اس شقہ کا حاصل یہ تھا کہ داراشکوہ شاہجہان آباد میں ثبات قدم اختیار کرے وہاں خزانہ اور لشکر کی کمی نہیں ہے۔ ہرگز وہاں سے آگے نہ جائے کہ مابدولت یہاں مہم کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ اس فقرہ نے اورنگ زیب کو دولت خواہوں کی بات کا یقین دلادیا پھر اُس نے باپ پاس جانے کا ارادہ بالکل چھوڑدیا۔ بیگم صاحب کی آنے کے بعد جعفر خان وزیر۔ حکیم تقرب خان اور رائے رایان راجہ رگناتھ دیوان سلطنت مع عملہ و فعلہ دیوانی آ گئے تھے تو پھر اورنگ زیب نے ایک شاندار دربار عام کیا۔ مسند پر تو شاہزادوں کی طرح بیٹھا اور نذریں شاہانہ طور پر سب امرا و منصبداروں سے لیں پھر شان و شکوہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی میں چلا گیا۔ محمد سلطان نے باپ کے حکموں سے تمام بادشاہی خزانوں کارخانوں توشہ خانوں کو سربمہر کردیا۔ ۲۱ رمضان کو شاہجہان ایسا قیدی ہوگیا جس کی تاریخ عاقل خاں نے بھی کہی فاعتبروا یا اولی الابصار

جب شاہجہان بے اختیاری کے سبب سے قلعہ اکبرآباد میں گوشہ گزیں ہوا تو اُس نے دن رات کو وظائف و طاعات و عبادات و ادائے فرائض و سنت میں تقسیم فرمایا قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور اس کی آیات کو لکھتا۔ اور ان کو پڑھتا۔ احادیث اور بزرگان سلف کا حال سُنتا اور داد و دہش و بخشش و بخشایش کرتا اور تعجب یہ ہو کہ اکثر اوقات تعلقات ظاہری کے قطع علائق کا ذکر کرتا اور اس مرحلہ فنا سے کوچ کرنے کو اپنی خوشی بتاتا۔ روز یکشنبہ ۱۱ رجب ۱۰۷۶ھ کو تیل ملنے سے بدن میں حرارت پیدا ہوئی اور حبس بول و پیچش شکم کا عارضہ عارض ہوا اور اس آزار سے گیارہ روز وہ صاحب فراش

نو روز بعد بند ابن جراح کے علاج سے پیشاب کھل کر آنے لگا۔ مگر ضعف بہت قوی ہوا
ہونٹھ و زبان خشک رہنے لگے اُس کو اپنی موت کا یقین ہوا اور اپنے اسباب تجہیز و تکفین
کو خود ترتیب دیا اپنے ساری بیٹیوں کو بلایا اور اُن کی تسلی و تشفی کی اور اُن سے آیات
قرآنی پڑھوائیں اور خود کلمہ شہادت پڑھا۔ اور آیہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی
الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ پڑھکر شب دوشنبہ ۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ کو انتقال فرمایا
نعش کو ارکان دولت و اعیان حضرت نے دولت خانہ سے روضہ تک دوش بدوش
پہنچایا تمام اکابر و اعالی و اہالی اکبرآباد و تمام اشراف و اعاظم و ائمہ موالی اطراف و کل
فضلاء و علماء و ارباب ورع و تقوی و اصحاب عمائم سر و پا برہنہ نعش کے آگے کلمہ و تسبیح
پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ سیم و زر نعش پر نثار ہوتا تھا۔ عالمگیر تو شاہجہان آباد میں تھا اور
بیگم صاحب سب طرح سے بے اختیار تھیں اور کار کا مدار اوروں کے ہاتھ میں تھا آخر شب کو
شاہ برج کے زینے سے روضہ میں پہنچایا۔ جنازہ کی نماز کے بعد دوپہر کو اس زندہ دل بادشاہ
کو زمین کے اندر دفن کیا سارے شہر اور اہل حرم کو بادشاہ کے مرنے کا غم تھا مگر بیگم صاحب
کے ملال کی کچھ حد نہ تھی۔ عمل صالح میں تو مرنے کا حال یہ لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ میں یہ تحریر
ہے۔ بادشاہ نے ۳۱ سال سلطنت کر کے امور دنیا کے اشتغال کو ترک کیا اور گوشہ نشینی و
تجرد کو اختیار کیا۔ بقیہ عمر جمعیت خاطر اور توجہ باطن سے طاعت و عبادت و یزدان پرستی
میں ختم کی۔ اس سانحۂ عظیم کا بیان یہ ہی کہ اعلیٰ حضرت کے عارضہ کو جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے
اشتداد اور امتداد ہوا اور ضعف و ناتوانی طبیعت پر غالب ہوئی۔ امراض مختلفہ و عوارض متضادہ
لاحق ہوئے کہ جن میں سے ایک کا معالجہ دوسرے کے ازدیاد کا سبب ہوتا تھا قوی کے
کمال اختلال سے رعشہ و اختلاج عظیم اعضا میں پیدا ہوئے۔ روز بروز بدن کی کاہش اور
مرض کی افزائش ہوئی۔ اطبا کی تدبیرات اور ادویہ کا استعمال اور تناول اشربہ و اغذیہ
کا کوئی اثر مترتب نہیں ہوا اور صحت کی کوئی صورت نہ ہوئی تو اوائل شب دوشنبہ

۲۶ رجب کو مرض تزائد ہوا مرنے کے آثار نمودار ہوئے ۔ اعلیٰ حضرت نے توفیق اور ایمان کی قوت سے اس حال میں دل کو خدا کی طرف متوجہ کیا اور خاطر کو غیر حق سے خالی کیا اور کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا بیگم صاحب اور مستورات کو زاری و گریہ سے منع کیا اور سوگواروں کو تسلی دی ایک لمحہ کے بعد انتقال فرمایا۔ حد سے زیادہ سب چھوٹے بڑوں کو ملال ہوا بعد اس حادثہ کے ملکہ جہان بیگم کے اشارہ سے رعد انداز خان قلعہ دار اور خواجہ پھول غسلخانہ میں حاضر ہوئے۔ قلعہ کے دروازوں کی کھڑکیاں کھلیں سید محمد قنوجی اور قاضی فرمان تجہیز و تکفین کے لئے بلائے گئے انہوں نے آنکر صوم و صلوٰۃ جو قضا ہوئے تھے اُن کے واسطے ایک زر خطیر مقرر کیا پھر برج مثمن میں جہاں انتقال ہوا تھا وہ گئے اور لاش کو غسل دیا اور صندل کے صندوق میں بند کیا اور برج مذکور کے نشیب دروازہ کو جو بند تھا کھولا نعش کو شائستہ آئین سے قلعہ سے باہر نکالا اور دروازہ شیر حاجی سے جو اس دروازہ کے محاذی تھا حصار سے باہر نکالا۔ ہوشدار خان صوبہ دار مع بندہاے پادشاہی کے ہمراہ ہوا۔ صبح کا وقت دریا کے کنارہ پر لائے روضۂ ممتاز محل میں لے گئے۔ سید محمد و قاضی قربان نے جنازہ کی نماز پڑھی اور نعش کو گنبد کے اندر دفن کیا۔ تاریخ وفات ایک شخص نے شاہ جہان وفات کرد کہی۔ بحساب قمری شاہجہاں کی عمر ۷۶ سال ۳ ماہ و ۲۷ روز تھی اور بحساب شمسی ۷۴ سال ۳ روز کم اور ایام فرمانروائی بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۱۸ روز۔ دادا کے مرنے کی اواخر شب میں شاہزادہ معظم آگرہ سے ۷ کوس پر پہنچا تھا۔ بادشاہ کے حکم سے آگرہ آتا تھا اوائل روز میں شہر میں وہ آگیا۔ دوسرے روز اُس نے بیگم صاحب اور مستورات پاس جاکر تعزیت کی۔ حکم کے بموجب وظائف خیرات و مبرات و ختمات قرآن کی تقدیم ہوئی اور مکرر مولود کی مجلس منعقد ہوئی اور اہل استحقاق و صلحا و علما اور سید محمد قربان کو بہت کچھ ملا۔ ۲۶ کو اس سانحہ کی خبر قاصدوں نے عالمگیر کو پہنچائی یہ خبر سنکر بے اختیار رونے لگا اور اس پر قلق بیقراری اور کمال تاثر و سوگواری کے آثار نمودار ہوئے۔ اس قدر آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوئے کہ وہ بے طاقت ہوگیا۔ اور شہزادوں

اور امرا نے بھی اس کے ساتھ ماتم کیا اُس نے حکم دیا کہ آیندہ سے حضرت صاحبقرانی کو لوگ فردوس آشیانی کہا کریں اور یہی نام فرامین و مناشیر میں لکھا جایا کرے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ میری آرزو یہ تھی کہ میں بوقت مرگ باپ کے دیدار سے سعادت اندوز ہوتا لیکن یہ قسمت میں نہ تھا اسکی عوض میں اب میں اکبرآباد میں باپ کے مزار سے مشرف ہونے کے لئے جاتا ہوں۔ ۱۴ شعبان کو وہ روانہ ہوا اور ۲۰ کو دارالخلافہ میں آگیا۔ دوسرے روز بادشاہ کے مزار کی زیارت کی اور بہت رویا۔ بارہ ہزار روپیہ مجاوروں کو دیا۔ قلعہ میں جاکر بیگم صاحب اور اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اُتروایا اور بیگم صاحب کی ایسی خاطر کی کہ اس کے حکم سے سب امرا و شاہزادوں نے بیگم صاحب کو نذریں دیں اور وہ کورنش بجالائے۔ بیگم صاحب نے سب اُمرا کو ہزاری تک خلعت عنایت کئے۔ اور ہمشیرہ کی دلجوئی کے لئے ملاقات کو گیا وہ مراسم پا انداز و نثار بجالائی۔ بادشاہ ہر روز باپ کے مزار کی زیارت کو گیا اور مولود کی مجالس کو منعقد کیا اور شاہجہان آباد سے مستورات کو بلایا۔

شاہجہان اور عالمگیر کے درمیان نوشت جات گلہ و شکوہ آمیز معذرت و خشونت کے بھیجے گئے ان سب کی نقل تو ہم نہیں کرسکتے نہ شاہجہان کے خطوط کا مسودہ کہیں ہمکو ہاتھ لگا لیکن جو خطوط کہ آداب عالمگیری میں موجود ہیں ان کا ترجمہ فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھتے ہیں اُنسے معلوم ہوجاتا ہی کہ شاہجہان نے عالمگیر کو کیا لکھا تھا (۱) شاہجہان نے عالمگیر کو خط لکھا تھا کہ کسی خواجہ سرا چھٹی نویس کو وہ بھیجدے اس کے جواب میں عالمگیر نے یہ خط بھیجا۔

مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہوں کہ میرے عریضہ کے جواب میں جو فرمان والاشان اپنی قلم مبارک سے لکھکر حضور نے صادر کیا تھا وہ پنجم شہر حال کو میرے پاس پہنچا اس تحریر نے دیدہ کو نور اور دل کو سرور بخشا۔ خدا کا احسان ہی کہ حضور کی ذات فائض البرکات صحت و عافیت سے ہی۔ پیر دستگیر سلامت (شاہجہان) حکم قضا و قدر سے میں مجبور ہوں مشیت الٰہی سے ایسے ورطہ خطرناک میں پڑا اور کتنی ظاہر و باطن کی کلفتوں میں مبتلا ہوا

(۱) اور گلزار لکھنے کو خوشنویس شاہجہاں کو واسطے بعض کتب کی صفائی کے بھیجیں

اپنی خجالت وانفعال حال کو کیا عرض کروں کہ وہ حضور پر ہویدا نہ ہو میں ہمیشہ درگاہ ایزدی سے
سوال کرتا رہتا ہوں کہ میری خطاؤں کی عذر خواہیوں میں حضور کی خاطر کی استرضا کی توفیق
اور تلافی و تدارک مافات عطا ہو کہ میں ایسی خدمت بجالاؤں کہ قبلہ و کعبہ حقیقی کی خوشنودی
کا سبب ہو اور حضرت کی ذرہ پروری و بندہ نوازی سے امید رکھتا ہوں کہ مجھ گنہگار کو دعائے
خیر سے یاد فرمائیں کہ مجھے توفیق حسنات اور خدمت گزاری ولی نعمت حاصل ہو۔ تجویز اور بعض امر
کا ظہور جو پہلے اس سے لکھا گیا ہے وہ اضطراری ہے اور اس سبب سے کوئی شرمندگی ایسی نہیں کہ
مجھے نہ ہو خواجہ سرائے چٹھی نویس سے جس وقت کام ہوا اسکو حکم ہو کہ وہ سعادت خدمت حاصل کرے

(۲) یہ دوسرا خط ان دنوں کا ہے کہ اول دفعہ شجاع نے عالمگیر سے ہزیمت پائی ہے۔ اور قرار
ہوا ہے اور ابھی دارا شکوہ گرفتار نہیں ہوا کہ عالمگیر نے قاصدوں کی گرفت و گیر کی ہے تو شاہجہان
نے عالمگیر کو نصیحت اعتراض آمیز لکھی تھی اور آبدار خانہ و غسلخانہ جو شاہجہان کے لئے بند ہو گیا تھا
اسکے باب میں کچھ لکھا تھا اور اتفاقات سے ان ہی دنوں میں خط ہندوی شاہجہان نے
شجاع کو لکھا تھا اور وہ عالمگیر کے ہاتھ آگیا تھا اس کا جواب عالمگیر نے خود یہ لکھا تھا۔ ادائے
مراسم عقیدت و عبودیت کو ادا کر کے عرض کرتا ہے کہ بہت دنوں کے بعد صحیفہ خط خاص سے لکھا ہوا
صادر ہوا وہ میرے پاس پہنچا اس کے مطالعہ سے سرمایہ سعادت حاصل کیا جو کیفیت کہ لکھی تھی
وہ واضح ہوئی۔ حضور نے استفسار فرمایا ہے کہ خطوط کی گرفت و گیر کیوں ہوتی ہے۔ حضور کی خاطر پر
پوشیدہ نہیں ہے کہ اس مرید نے ان مراتب کے ابتدائے حال اور آغاز وقوع میں کہ تقدیر
ایزد متعال سے ظہور میں آئے یہ اعتقاد کیا کہ اعلیٰ حضرت عقل کل ہیں اور اکثر روزگار کے
پست و بلند کے تجربوں میں اوقات گرامی گذرے ہیں تو شاید ان امور کا ظہور قضا و قدر سے
سمجھکر میری شکست کار میں اور اوروں کی رونق بازار میں جو ارادت الٰہی میں نہیں ہیں
کوشش نہ فرمائینگے۔ یہ سلوک مستحسن اس طرح قرار دیا تھا اور چاہتا تھا کہ شورش کے دفع ہونیکے
بعد خاطر والا کی استرضا کے اہتمام میں مال و جان سے کمربستہ ہوں اور اس وسیلہ سے

سعادت دارین حاصل کروں۔ ہرچند سنتا تھا کہ غبار فساد کا ارتفاع اور مہمات عباد کی برہم خوردگی حضرت کی تحریک سے ہے اور بھائی حضور کے فرمانے سے دست درازی کرتے ہیں لیکن میں ان باتوں پر کان نہیں لگاتا تھا۔ شاہراہ عقیدت سے انحراف کا خیال نہ کرتا تھا لیکن اس سبب سے کہ حضور کی بے توجہی کے اخبار ہمیشہ متواتر سنتا تھا چنانچہ یہ امر اس سے ظاہر ہی کہ خط ہندوی میں جو نوشتہ شجاع کو قلمی ہوا تھا جس سے جان و مال اسی کے سر پر خراب ہوا۔ تو یقین حاصل ہوا کہ حضرت مجھے نہیں چاہتے ہیں جو کچھ ہاتھ سے کھو چکے ہیں اس کو پھر ہاتھ میں لاکر مستقل رکھنا چاہتے ہیں اور احکام دین متین کے اجرا میں اور مہمات مملکت کے انتظام میں جو میں سعی و تردد کرتا ہوں اسکو ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ امر اس طریق و فکر سے باز نہیں آتے اور اس پر مصر ہیں ناگزیر میں لوازم حزم و احتیاط کی مراعات میں مشغول ہوکر اور مفسدہ ہائے ممتنع التدارک کے بند ہونے سے اندیشہ مند ہوکر جو میرا دل چاہتا تھا وہ قوہ فعل میں نہ لاسکا اور میرے اس صدق دعوے کا خدا شاہد ہی۔ اس صورت میں اس وقت میری جمعیت خاطر ہوگی کہ وہ فتنہ جو جنہوں نے دوبارہ اپنے لئے بعزتی مقرر کی ہی اور بھاگ گئے ہیں ممالک محروسہ سے باہر جائیں یا بتوفیق الٰہی دستگیر ہوکر برادر سوم کے پاس بیٹھیں ؎ سر وارث ملک تا برتن است + تن ملک را فتنہ پیرہن است۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب دشمنوں کا کام ان دو وجہ سے کسی ایک وجہ سے ہوجائیگا تو اس قدر احتیاط عبث کیوں کرونگا آبدار خانہ کے باب میں جو قلمی تھا اس وقت حضرت ہمیشہ محل میں رہتے ہیں غسل خانہ میں آب خاصہ کی ضرورت کیا ہی کارخانہ ملبوس پر جو مہر ہوئی تھی اس کا سبب یہ تھا کہ خواجہ معمور کا انتقال ہوگیا تھا اب دوسرا شخص اس کی جگہ مامور ہوگیا ہی پوشاک مبارک بدستور سابق بے تعلل پہونچے گی۔

(۳۷) تیسرا خط اس خط کے جواب میں عالمگیر نے لکھا ہی جو بادشاہ نے تقصیرات عفو کرنیکے باب میں لکھا تھا اور اسکی ساتھ قدرے جواہر و پوشاک عالمگیر کے پاس بھیجی تھی جو دارا شکوہ محل میں چھوڑ گیا تھا۔

بعد ادائے وظائف عقیدت عرض کرتا ہے کہ میرے عریضہ کے جواب میں والا فرمان عاطفت عنوان صادر ہوا تھا وہ سعد زمان اور بہترین ساعات میں صادر ہوا انزلادت و تقصیرات عفو کی مرید سے بہت خوشی حاصل ہوئی قبلہ فیض بخش پیر و مرشد پذیر کے لطف عمیم کا اُمیدوار الملتہ اللہ اعلیٰ حضرت نے بمقتضائے انصاف و قدردانی انتقام پر عفو کو ترجیح دی مجھ سراپا گناہ روسیاہ کو دونوں جہان کے اندوہ و ملال کے گرداب سے نجات بخشی۔ کرم ایزدی سے اُمیدواثق ہے کہ اس کے بعد بموجب مصلحت کے کوئی امر ایسا جس کا واقع ہونا نہیں چاہئے مجھ سے ظہور میں نہیں آئیگا۔ خدا غیب دان ہے جس کو کذب و دروغ پر گواہ کرنا اہل اسلام کے نزدیک کفر ہے اور اور تمام مذہبوں اور دینوں میں مذموم ہے وہ جانتا ہے کہ یہ مرید ہرگز ارباب نفاق کی تجویز سے مرضی طبع مقدس کے خلاف مرتکب نہ ہوا نہ ہے اور اپنے تئیں حضرت کا نائب سمجھ کر اس خدمت وامر خطیر پر قیام کرتا ہے لیکن اظہار نیابت میں اوضاع مملکت و ملت کا انتظام و تسلی رعیت ممکن نہ تھی اس لئے ناگزیر پاس ملک و حال رعایا کے سبب سے چند روز کے لئے اس طرح کا سلوک اختیار کیا گیا جو میرے دل میں کبھی نہیں آتا تھا۔ خدا آگاہ ہے کہ اس وجہ سے کس قدر مجھے شرمندگیاں ہوئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب مملکت میں امنیت ظاہر ہوگی فتنے کا غبار بیٹھ جائیگا تو کل خاطر اشرف کے مرغوبات بوجہ احسن و دلخواہ صورت پذیر ہونگے مجھ مرید نے جب اپنا خلاصہ عمر اعلیٰ حضرت کی رضاجوئی و نیکو خدمتی میں صرف کیا تو پھر مزخرفات و نتائج تابیہ پر کیونکر راضی ہوسکتا ہے کہ حضرت کے اوقات فرخندہ سمات جمعیت خاطر کے ساتھ نہ گزریں اعلیٰ حضرت کی تحصیل خرسندی کے لئے جان و مال و عیال نثار ہیں میں نہیں چاہتا کہ مردم محل خدمت والی سعادت سے جدا ہوں اس سبب سے کہ شجاع نے قدر عافیت نہ جانی اور الہ آباد کا قصد فاصد کیا اور شورش اُٹھائی۔ میں نے بھی بادشاہزادہ کلاں کی طرف سے قدرے خاطر جمعی حاصل کر کے ایک دم فرصت نہ لی اور تائیدات الٰہی اور نصرت بخش حقیقی کی تائیدات پر توکل کر کے ۱۷ ماہ حال کو ان حدود کی طرف متوجہ ہوا اُمیدوار ہوں کہ توفیق الٰہی اور اعانت حضرت رسالت پناہی اور حضرت پیر دستگیر کی توجہ باطنی سے عنقریب اس کام سے فارغ ہو کر اصلاً کسی ایسے امر کا مرتکب

نہ ہوگا جس میں مرضی مبارک نہ ہو حضرت پر ظاہر ہے کہ سبحانہ تعالیٰ اپنی ودائع کو اس شخص کو سپرد کرتا ہی کہ وہ رعایا کے حال کی پرداخت کرے اور برایا کی نگہبانی کرے۔ عقلا پر ظاہر کہ گرگ شبانی نہیں کرسکتا اور ہر کم حوصلہ اس امر خطیر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ ملک رانی سے مراد پاسبانی خلق ہے نہ نفس پروری و شہوت رانی۔ بہرحال اس مرید کو اعلیٰ حضرت سے جو خجالت ہی اس سے حق سبحانہ تعالیٰ نکالے۔ تقصیرات و زلات عفو کی اور پادشاہزادہ دارا شکوہ کے جواہر عنایت کرنے کے لئے تسلیمات بجالاتا ہوں اس فضل و مرحمت کا شکر ادا کرتا ہوں۔

خافی خان لکھتا ہی کہ ایک ثقہ زادے سے کہ مشرف جواہر خانہ کا پیشکار تھا یہ سُنا گیا کہ دارا شکوہ قلعہ کے اندر جواہر خانہ میں بادشاہ کو مطلع کر کے اپنے خدمہ محل کے جواہر و مروارید قیمتی ستائیں لاکھ روپیہ کے چھوڑ کر باہر گیا تھا اور ہزیمت پانے کے بعد اُن کے لینے کے لئے فرصت نہ ملی۔ شاہجہان نے بعد پرخاش و بخشش طلب کے ان جواہر کو مع نامہ کے جو طوعاً و کرہاً مشتمل تقصیرات کے بخشنے پر تھا جس کا ذکر اوپر ہوا لکھکر عالمگیر پاس بھیجدیا۔ ایک مروارید کی تسبیح تھی جس کے سو دانہ غلطان ہمرنگ و ہم وزن تھے اور جسکی قیمت چار لاکھ روپیہ تھی وہ بہت تلاش سے ہاتھ آئی تھی اور اُس کا امام بھی بڑی سعی سے میسر ہوا تھا وہ اور ایک الماس کی آرسی ہمیشہ شاہجہان کی گردن میں رہتی تھی۔ جب گوشہ نشین ہوا تو عالمگیر نے پیغام دیا کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات میں سے ہیں ان کو گوشہ نشینی میں پاس رکھنا تقویٰ کے برخلاف ہی۔ خواجہ سرا اس کی طلب کے لئے مامور ہوا اس نے سماجت سے عرض کیا۔ اعلیٰ حضرت آشفتہ خاطر ہوئے اور آرسی کو گردن سے اُتار کر حوالہ کیا تسبیح کے لئے فرمایا کہ اس ہیرا اور لڑے جاتے ہیں اسکو ہاون میں کوٹ کر اور نرم کر کے دونگا جب خواجہ سرا نے یہ سخت جواب سُنا تو پھر آیا یہ حال عالمگیر سے عرض کیا تو پھر اس نے اسکو طلب نہیں کیا مرتے دم تک یہ تسبیح شاہجہان پاس رہی۔

(۴۲) وظائف عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ ۲۰ صفر کو میرے عریضہ کے جواب میں میرے پاس فرمان آیا۔ معلوم نہیں کہ وہ کس کے ہاتھ کا لکھا تھا۔ حضور پر پوشیدہ نہ ہے

کہ میں نے توفیق الٰہی سے حقیقت دنیا اور دنیائے بے بقا کے عدم اثبات کو جس طرح پر کہ وہ ہے
حسب ارشاد ہے میں اطیعوا اللہ میں اس قدر مقر ہوں کہ رسول علیہ السلام کے آگے خجالت رکھتا
ہوں۔ مرتبہ سوم کا دعویٰ کس طرح کر سکتا ہوں۔ لیکن اہل روزگار کی نسبت بقدر مقدور اوامر و نواہی
الٰہی و پیروی شریعت مصطفوی میں کوشش کرتا ہوں جبتک جہانبانی کی عنان اختیار حضرت کے
قبضۂ اقتدار میں تھی محض فرمان ایزدی کے پاس کے سبب بے حکم والا کسی مہم و مطلب میں میں
نہیں مشغول ہوا اور اپنی حد سے قدم باہر نہیں رکھا۔ میرے اس دعویٰ کا خدا گواہ ہے یہ مجھے تحقیق
معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت کی بیماری کے دنوں میں شاہزادہ کلان نے پورا استقلال پیدا کیا تھا اور آئین
ہنود و کفار کی ترویج میں اور رسول مختار کے دین کی جڑ اکھیڑنے میں کمر چست باندھی تھی۔ مملکت میں
الحاد پھیلایا اور انتظام مہام کا سررشتہ ہاتھ سے چلا گیا۔ حضور کے نوکروں میں سے کسی کو ایسی قدرت
نہ تھی کہ صورت حال کو عرض کرتا۔ دارا شکوہ نے اپنے تئیں باوجود عدم استحقاق کے شائستہ فرمانروائی
جانا اور مربی ولی نعمت کو مطلق معزول کیا۔ چنانچہ یہ امر حضور نے مناشیر میں اپنے ہاتھ سے مندرج
کیا ہے میں نے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس فساد کی اصلاح میں تاخیر کی جائے تو بلاد میں خرابی و
عباد میں تفرقہ پیدا ہو اور اس سے مواخذہ اخروی کی بازخواست ہو۔ تحصیل مثوبات کو پیش نظر رکھکر
میں برہان پور سے اس سمت میں روانہ ہوا۔ اس وقت درمیان میں سوائے اس دشمن دین
متین کے کوئی اور نہ تھا۔ اطاعت کا نتیجہ اعانت الٰہی ہے جس سے فتح و ظفر ہوتی ہے اگر بر تقدیر
میرا قصد صواب نہ ہوتا حق تعالےٰ کو خوش نہ آتا کیوں کر یہ نیازمند درگاہ الٰہی میں طرح طرح کی
تائیدات سے اختصاص پاتا۔ خدانخواستہ اگر حضرت کی حمایت سے اس بدکیش کا اندیشہ
قوۃ سے فعل میں آتا اور عالم ظلمت کفر و عدوان سے تاریک ہوتا تو کار شرع سے رونق
جاتی رہتی اور آخرت میں اس کے جواب سے عہدہ برآ ہونا نہایت دشوار ہوتا اس صورت
میں جو مالک الملک کی تقدیر میں قدیر تھا وہ ظہور میں آیا۔ اس کا شکر واجب ہے۔ حضور کی
تربیت کے حقوق میرے ذمہ پر اس سے زیادہ ہیں کہ اسکی سپاس گذاری ہو سکے چاشا

میں آپ کے تفضلات کو فراموش کر کے چند روزہ زندگی کے لئے ولی نعمت کی خاطر کی کدورت کو
روا رکھوں اس کے سوائے میں نہیں جانتا کہ ملک و ملت کی مصلحت کے لئے جو مشیت و خواہش
ایزدی تھی وہ واقع ہوئی مجھ سے کون سی بدی اس حضرت کی نسبت ہوئی۔ بادشاہزادہ شجاع
کی شورش کا مقدمہ ایسا نہیں ہے کہ کسی پر مخفی ہو آگے کتاب میں عبارت اس خط کی ایسی
غلط لکھی ہے کہ اس کا مطلب خبط ہے۔

(۵) مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت سے عرض کرتا ہے کہ ۹ رشوال کو
والا فرمان عتاب آمیز میرے پاس آیا جو کچھ میرے بداعمال کی قبائح مرقوم ہوئی ہیں وہ سب مجھے
معلوم ہوئیں۔ حضور کو معلوم ہے کہ یہ مرید کبھی اپنے محاسن افعال کے اظہار میں مشغول نہیں ہوا
ہمیشہ اپنی بدیوں کا معترف رہا ہوں اور اب بھی ہوں جس وقت سے کہ سن تمیز کو پہنچا ہوں حضور
کی استرضا میں کوئی دقیقہ جد و جہد کی دقائق میں سے نہیں چھوڑا۔ باوجودیکہ شاہزادہ کلاں میں
سوائے خوشامد ظاہری و چرب زبانی اور بہت ہنسنے کے کوئی امر نہیں ہے اور اپنے ولی نعمت
کی خدمت میں دل اُس کا زبان سے موافق نہیں ہے اور اُس نے نالائق پنے سے جو باتیں
سُننے کے قابل تھیں وہ سنیں اور خفت اُٹھائی اُس پر حضور کے فرامین سابق ناطق ہیں اس
اُمید میں کہ شاید میری عقیدت و بندگی کا صدق کوئی نتیجہ ظاہر کرے۔ میں نے انقیاد و اطاعت کے
طریقہ سے اصلاً انحراف نہیں کیا۔ اسی بات سے کہ حضرت نے اس مرید کو رضا جوئی کی عنوان سے
یاد فرمایا ہے۔ میں خوش تھا جس وقت کہ میرے حسن اعتقاد اور زیادتیوں کے تحمل کا اثر مرتب نہ ہوا
باطل سے حق جدا نہ ہوا اور رسوخ عقیدت کے جوہر کی صفائی مخفی رہی دو رو منافقوں کی بات
چل گئی۔ منافق اور موافق اور راست و نا راست میں امتیاز نہ ہوئی اور میں مرید التفات اور اعتماد
کے قابل نہ ہوا تو اب میں طرح طرح کی گستاخی و بے ادبی کا مصدر رہا۔ ظاہر ہے کہ اعلیحضرت
اس گنہگار سے کیوں کر نیکی کی توقع کر سکتے ہیں اور میرے قول اور فعل پر اعتماد کر سکتے ہیں۔
پیر دستگیر سلامت۔ میں اس سبب سے کہ اس جہان گزران میں کوئی چیز مشیت و تقدیر

الٰہی بغیر وقوع میں نہیں آتی اور کوئی قضاء الٰہی سے لڑ نہیں سکتا جو مراتب کہ آپ نے فرمائے ہیں
ہیں لکھے ہیں وہ اور بزرگوں کو بھی پیش آئے ہیں مجھ حقیر کی کیا قدرت تھی کہ ارادت ازلی کی
سرتابی کرتا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید (اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو ارادہ
کرتا ہے اس کا حکم دیتا ہے) ہر شخص اپنی نیت کے درخور خدا سے خود پاتا ہے میری نیت بخیر ہے
امید ایسی رکھتا ہوں کہ جب تک زندہ رہونگا سوائے نیکی کے کچھ اور نہ دیکھونگا۔ ہمیشرہ کے باب
میں جو نگارش پایا محض تہمت وگمان ہے اس لئے کہ جس وقت مرید اکبرآباد میں آیا اور وہ
سوانح واقع ہوئے جس سے حضور کی خاطر اشرف کو کلفت وکدورت ہوئی۔ وہ مکرمہ کہاں تھی۔
اور ان چند روزوں میں جو میری ملاقات اس سے ہوئی حاشا جو اُس نے بدگوئی کی ہو۔ جو
اوروں کا شعار ہے۔ ہم مجرم ہرگز خوش ظاہری وخوش باطنی کے لاف نہیں مارتے اور ہم نے
اس جماعت کی طرح اپنے تئیں نہیں دکھلایا ہے جو ظاہر وباطن کے حسن کی آراستگی رکھتے ہیں
الحمد للہ تعالیٰ کہ اس کی حقیقت بھی کھلنے والی ہے ہر شخص کا نیک وبد عالم السرائر پر ظاہر ہے اور
بندوں کے مافی الضمیر کو وہ بہتر جانتا ہے۔ شائستہ خاں کو کیا نسبت ہے کہ اس مقولہ سے
کوئی چیز لکھ سکے یا ایک حرف بول سکے۔ سب خانہ زادوں کے حقوق اسلاف آپ کی دولت
میں ثابت ہیں اور اس بات کو اعلیٰ حضرت خوب جانتے ہیں کہ اُس کی مثل آدمی نہیں ہے۔
اس سبب سے کہ بیگانوں کے ساتھ رعایت کی گئی ہے اس کے ساتھ بھی کی گئی۔ اس سے یہ
لازم نہیں آتا کہ اُس نے نالائق مقدمات معروض کئے اول اور آخر کے حق میں جو کچھ ساختہ و
بستہ عرض کیا گیا ہے محض خلاف ہے۔

(۶) بادشاہ نے غصہ سے اورنگ زیب کو لکھا تھا کہ خواجہ سرایوں کو اس کے پاس سے
کیوں علیحدہ کیا اس کا جواب لکھتا ہے کہ مراسم اخلاص وعقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلیٰحضرت
سے عرض کرتا ہوں کہ قدسی صحیفہ مرقومہ ۱۸ ارشہر حال خط مبارک کا لکھا ہوا میرے پاس آیا۔
آپ نے جو طیش وغصہ سے خواجہ دفا کے باب میں لکھا تھا مجھے معلوم ہوا۔ میں گنہگار سراسر تقصیر

نہیں جانتا کہ کیا چارہ کرے کہ اس قسم کے امور سے معاتب نہ ہوئے میں نے اعلیحضرت سے
کئی کئی دفعہ التماس کیا کہ نوشتجات شورانگیز فتنہ افزا کی ارسال کی راہ کو بند فرمائے تو اعلیحضرت
نے اُس پر التفات نہیں کیا صریح یہ فرمایا کہ یہ توقع اپنے بیٹے سے وہ رکھے ہم سے نہ رکھے
ہم کو اس شیوہ کے ترک کرنے کی تکلیف نہ دے۔ اس کا چھوٹنا ہم سے ممکن نہیں چنانچہ
خورمی بیگم جو نوشتہ لائی ہے وہ اُس پر ناطق ہے اس صورت میں اگر میں لوازم احتیاط میں
مشغول ہوکر اسباب فساد کو نہ مٹاؤں اور متفتن خواجہ سرایوں کو کہ نوشتجات مکران کی وساطت
سے باہر جاتے ہیں حضور پر نور سے دور نہ رکھوں تو کیا کروں۔ کاش اعلیٰ حضرت ان آدمیوں
پر ترحم فرما کر اس شغل کو موقوف کردیتے جس کا ماحصل سوائے مزید کلفت و وحشت کے نہیں ہے
اور مصلحت کار کو مرعی کرتے تاکہ بمقتضائے ضرورت مجھے اس کام کا اہتمام کرنا لازم نہ ہوتا اور
آپ کو آزار نہ پہنچتا ع اے وائے من و دست من و دامن خویش + ہر حال میں خواجہ وفا
کی تقصیر کو معاف کرکے اس کو اپنے پاس بلالیا ہے کہ اوروں کی طرح خدمت کرے اور خواجہ
محرم کے لئے لکھ دیا ہے کہ محل میں اُس کے جانے کا کوئی مانع نہ ہو لیکن اگر وہ وفا کا رنگ
ڈھنگ اختیار کریگا تو وہ بھی وفا کے پاس بیٹھے گا۔ ملبوس خاصہ کے تحویل کی نسبت میں نے
پہلے عرض کیا کہ معمور مرگیا ہے دوسرا آدمی اُس کی جگہ مقرر ہوا ہے وہ بدستور سابق پوشاک
خاصہ پہنچائے گا۔ حق تعالیٰ اس حضرت کو مجھ پر مہربان کرے جس سے کوئی گناہ سوائے امتثال
حکم قضا و قدر کے نہیں صادر ہوا اور مثوبات اخروی کا احراز کرامت کرے۔

(۷) عقیدت و اخلاص کی مراسم ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہوں کہ صحیفہ قدسی جو بانکل
قلم مبارک کا نگاشتہ تھا میرے پاس معتمد خان کی معرفت آیا جو مراتب کہ نظم و نثر میں لکھے تھے
وہ واضح ہوئے۔ میں بندۂ شرمسار جس نے اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرکے اپنے برات ذمہ
کا اظہار کیا تھا اور اس سے ایک مدت پہلے عرائض کے بھیجنے کو چھوڑ دیا تھا اور گفت و شنید
کی راہ بند کی تھی۔ اب اس سے مجبور ہے کہ مقدمات کا جواب صاف صاف بے پردہ

معروض کرے تاکہ کیفیت جیسی کہ ہے ظاہر ہو جائے اور پھر مطالب کے ترقیم کی حاجت نہ ہو۔ اعلیٰحضرت
کی رائے پر پوشیدہ نہیں ہے کہ میں نے مکرر التماس کی اگر اعلیٰ حضرت نوشت جات شورانگیز
کا بھیجنا موقوف فرمائیں جن کا کچھ اثر مرتب نہیں ہوتا اور اس طریقہ کو بند کریں تو اصوب بلکہ
مصلحت ملکی سے اقرب ہی لیکن اعلیٰ حضرت نے باوجود کمال دانش کے صلاح کار کو منظور
نہ کیا اور صریح فرمایا کہ وہ یہ توقع بیجا ہم سے نہ کرے تو میں نے لازم جانا کہ ابواب فساد کو مسدود
کروں شورہ پشت خواجہ سرایوں کو جو شورش کے اسباب تھے اپنے پاس طلب کرلوں۔ تازہ
رباعی جو اعلیٰ حضرت نے لکھی تھی اس کا مضمون حق و حسب حال ہے۔ جب اعلیٰ حضرت نے
بادشاہزادہ کلاں کو کہ جس کی جمعیت و قابلیت و خداشناسی شاید حضور پر اب ظاہر ہوئی ہو
اُس کے ابتدائے حال میں اعلیٰ حضرت طرح طرح سے اُس کی دستگیری فرماکر اعلیٰ مدارج اعتبار
پر نہ پہنچاتے اور اُس کی خوشامد اور دلجوئی کے واسطے قضا و قدر کی امانت اُس کے واسطے
نہ تجویز فرماتے اور سب فرزندوں کے واسطے قاعدہ مساوات کو مرعی رکھتے اور ان کے یاس
کو اُمید پر غالب نہ ہونے دیتے تو اس طرح سے آتش فتنہ نہ مشتعل ہوتی اور نہ یہ وحشت ظہور
میں نہ آتی مصرعہ اے وائے من و دست من و دامن خویش + عرضیۂ سابق کی عبارات
میں حاشا کہ کوئی بیجا نا ملائم کلمہ جناب معلی کی نسبت زبان پر آیا یہ کبھی نہیں چاہا کہ اس بات
کا اندیشہ خاطر میں گذرے۔ آپ نے اپنے بھائیوں کے بارے جو لکھا تھا کہ وہ کیوں بے ادبی
پر محمول ہوتا ہے اعلیٰ حضرت نے خسرو و پرویز کو جو حضرت کی خلافت سے پہلے وادی فنا کو دوڑ گئے
تھے اور کسی طرح کا آسیب و مضرت پہنچانا ان سے متوقع نہ تھا اب تک کس طرح یاد فرماتے ہیں۔
اگر مجھ مرید نے اس جماعت کو کہ جس کی عداوت حد سے گذری اور جس نے بار بار محاربے کئے
اور فرار کا عار اختیار کیا اور اُس کے شر کے آثار محو نہیں ہوئے اس عنوان سے کہ بیان واقع
ہے یاد کیا اور اسکی تعظیم و احترام کو چھوڑا تو کیا قصور کیا۔ خدا تعالے جس کو عزیز بناتا ہے اُس کو
کوئی خوار نہیں کرسکتا اور اس کے خوار کردہ کو کوئی عزیز نہیں بنا سکتا۔ بزرگ وہی ہے

جس کو حق جل وعلا بحکم تعز من تشاء اپنی تائیدات سے مؤید ہو کر اقران وہمسروں پر
برتری کرامت فرماتا ہے اور اسباب عزت کو محض اپنے فضل سے آمادہ کر کے اہل عالم
میں عزیز و سربلند کرتا ہے اس سے پہلے مکرر خدمت والا میں معروض ہوا کہ مجھ مرید کا
مقصود اکبر آباد کے صوبہ کی طرف آنے سے یہ نہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے بغاوت کروں اور
اس کو خارج کروں خدا اس کا گواہ ہے کہ مقصد ناصواب غیر مشروع اصلاً و قطعاً میرے دل
میں نہ آئے تھے بلکہ بیماری کے زمانہ میں اعلیٰ حضرت کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا تھا۔
شاہزادہ کلاں کہ مسلمانی کا کوئی رنگ نہ رکھتا تھا اس نے قرب و استقلال تمام پیدا کیا
امارت جہانبانی کو ظاہر کیا۔ ممالک محروسہ میں کفر و الحاد کے رایت کو بلند کیا۔ اس کا دفع کرنا
عقلاً و شرعاً و عرفاً واجب ہوا تھا اس کو ذمہ حمیت پر متحتم جانکر ان حدود کی عزیمت کی اول
جنگ ان کفار اشرار سے ہوئی جنھوں نے مساجد منہدم کر کے بت خانے بنائے تھے دوسری
لڑائی ملاحدہ نکوہیدہ کردار سے واقع ہوئی میری نیت بخیر تھی جمعیت قلیل سے معرکہ میں مظفر و
منصور ہوا اور چشم زخم سے مصئون رہا اعلیٰ حضرت نے مجھے گنہگار قرار دیا اور فرط تعصب سے
دینی و ملکی مصلحت پر نظر نہ کی اور اس کی تلاش کی کہ بادشاہزادہ فرعون منش دوبارہ میدان میں
آئے اور الحاد کی چہرہ افروزی کرے اس صورت میں باگ کا ڈھیلا کرنا عباد و بلاد کی
خرابی کا باعث ہوتا اس ضروری اجر و ثواب کی امید میں مجھے اس بار گراں اٹھانے
پر راضی کیا اور جو اول رعایا و برایا کی پرداخت کے لئے اور دین مبین کی ترویج کے واسطے
اجتہاد پر کمر بستہ کیا دور و نزدیک ارباب بصیرت و اصحاب خبرت جانتے ہیں کہ نیک نامی دنیا و
سعادت و آخرت کے لئے دلیل اس سے اور بہتر کیا ہوگی۔ اعلیحضرت نے لکھا کہ اور دل کے
اموال میں تصرف کرنا مسلمانی کے خلاف ہے اعلیٰ حضرت پر مخفی نہ رہے کہ ملوک و سلاطین کے
خزائن و اموال مصلحت ملک و ملت کے لئے ہیں وہ کسی کی ملک و میراث نہیں ہیں اس وجہ سے
اس مال کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی خدا تعالیٰ کچھ مدت کیلئے اپنی درگاہ کے نظر یافتوں میں سے کافر ذہ

معاش و معاد کے لئے انتخاب کر کے امور کا حل و عقد اس کے کفالت و اعتبار کے کف میں سپرد کرتا ہے تاکہ اصناف خلق کے لئے مروجہ عدالت زندگانی کرے اور مستحقین کے ایصال حقوق میں امانت و دیانت کے طریق کو مسلوک کرے اور اپنے تیں سوائے تحویلدار کے کچھ اور نہ جانے جبتک کہ علماء وقت اس مقدمہ کی حقیقت کو ملاحظہ کر کے نہ معروض کریں تب تک بیت المال کی ملکیت کا دعویٰ حضور نہیں کر سکتے۔ بالجملہ یہ مقرر ہو چکا ہے کہ مشیت الٰہی بغیر کوئی بات غیب سے جلوہ گر نہیں ہوتی چنانچہ یہ امر سب پر ظاہر ہے کیا سبب ہے کہ یہ سانحہ عظمیٰ کہ ظہور اس کا بے شبہ ارادت ازلی اور حکمت و قدرت احدی سے ہوا ہے اور اس میں کسی کو دخل نہیں ہے وہ مالک الملک کی تقدیر کے حوالہ نہیں ہوتا اور قضا کا کام مجھ بندۂ مجبور و مضطر سے منسوب ہوتا ہے اور موجب عتاب و عظمت ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت و فور دانش و بینش میں سب سے برتر ہیں کس لئے ان مراتب کی تفاصیل کو خاطر میں نہ لا کر کار ہائے الٰہی میں اوروں کو موثر جانتے ہیں اور حکیم علی الاطلاق کے کردہ کو یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید جو اس کی قدرت کاملہ کی آیات بینات ہیں راضی نہیں ہوتے اور وادی پر آشوب سے جو کہیں ختم نہیں ہوتا عبور نہیں فرماتے تاکہ کدورت کلفت جمعیت و رفاہیت سے تبدیل ہو۔ صبر و شکیبائی کا اجر فوت نہ ہو۔ اوقات قدسی ساعات جو بدل نہیں رکھتیں ایسے توہمات میں نہ گزریں کرم عمیم سے درانفسی کا عذر خواہ ہے۔

(۸) عقیدت و اخلاص کی مراسم کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ میں سراپا تقصیر شرمندگی و تشویر کی کثرت کے سبب سے ارسال عرائض و اظہار مطالب کی جرأت نہیں کر سکتا تھا لیکن ان ایام میں متواتر حضور نے الوش آنب سے سرفراز کیا الطاف والا کا تازہ امیدوار کیا تسلیمات بجا لا کر معروض کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت ان اوقات میں نغمہ سننے پر التفات نہیں فرماتے اور گاین جوتی جس کی سرود سے طبیعت محظوظ ہوتی ہے وہ یہاں نہیں ہے کوئی خواہے میں نے لکھا تھا کہ خواجہ بہلول عرض کرے کہ بادشاہزادہ کلاں کی گائین محل

میں معطل ہیں ان کو بھیجدے معلوم نہ ہوا کہ یہ بات خاطر عاطر پر کیوں گراں گزری اگر
اُن کے سر پہ ہونے کے سبب مضائقہ ہے تو ایک جماعت ایسے آدمیوں کی گھر میں اور
موجود ہے حضور کے خدمتگار میرے پاس رہیں تو اُس میں کیا قصور ہے۔ حسب الحکم اس تقریب
میں جو آیۂ کریمہ مع ترجمہ خواجہ بہلول نے ارسال کی تھی پہنچی حضور کی رائے خورشید ضیا پر پوشیدہ
نہیں ہے کہ میں نے خدمت والا میں مکرر عرض کیا ہے کہ اب بات کھلی ہے تو میں لکھتا ہوں
کہ اس خطرناک منصب کا قبول کرنا اختیار میں نہیں ہے اس لئے مخاطرات کا اندیشہ عاقبت
میں ہوشمندوں کا جگر خون کرتا ہے اس بندہ کی خواہش اسکی نہیں تھی جو صاحب عقل سلیم و
فطرۃ مستقیم بازخواست اخروی پر ایمان رکھتا ہے کس طرح باختیار راضی ہو سکتا ہے اپنے اعضاء و
قویٰ میں شرط عدالت کو رکھنا کمال صعوبت ہے پھر ایک عالم میں عدالت کرنا کیسا دشوار ہے
اس لئے عالم کا وبال وہ اپنی گردن پر نہیں لیتا۔ یوم الحساب کے جواب کے لئے آمادہ ہوتا ہے
مملکت موروثی کی مہمات کا نسق جاتا رہا تھا۔ طبقات انام پامال حوادث ہوتے تھے احکام
اسلام برخواست ہو گئے تھے۔ اس لئے مجبور قضا و قدر نے ازروے اضطرار اس شغل خطیر کو
قبول کیا۔ رسوم جہانداری کو ادا کیا جس کے بغیر پیش رفت کار دشوار معلوم ہوتی ہے اس
سبب سے کہ اعلیٰ حضرت کے دوش سے اس بار گران کو اُتار دیا اور اپنے سر پر اُٹھا لیا اور
ہزار رنج و تعب میں گرفتار ہوا اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو شکایت کی جا نہیں ہے
اگر بر تقدیر کوئی دوسرا شخص مجھ سے بہتر ان امور میں مشغول ہوتا حاشا یہ مرید اس دام میں
اسیر نہ ہوتا۔ اب زیادہ دراز نفسی نہیں کرتا مثوبات اخروی کی توفیق روز افزوں ہو۔

ریویو شاہجہان و اورنگ زیب کی خط و کتابت پر

ان دونوں باپ بیٹوں کی خط و کتابت پر نظر ڈالنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ
ساری کارروائیاں منافقانہ تھیں۔ شاہجہاں عالمگیر کو اپنے پاس بلاتا تھا اور اس کے
ملنے کے لئے بہت شوق ظاہر کرتا تھا اور شجاع و دارا کو عالمگیر سے لڑنے کے لئے اکسا

تھا۔ عالمگیر باپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا اور خیالی باتیں بناتا تھا لیکن اگر غور سے ان خطوط کا مطالعہ کیجئے تو کوئی اس میں کارروائی منافقانہ نہ تھی بلکہ باپ بیٹوں کے دل کا اصلی حال معلوم ہوتا ہے کہ کیا تھا۔ انسان کے دل کا حال ہمیشہ یکساں نہیں رہتا خاص کر پریشان حالی میں۔ شاہجہان بوڑھا اور مریض باپ تھا جس کے بیٹوں میں سلطنت کے لئے تنازع تھا ایسے حال میں اس کا دل کیسی کشمکش میں رہتا ہوگا کبھی اسکو عالمگیر پر غصہ آتا ہوگا کبھی محبت پدری جوش میں آتی ہوگی۔ شاہجہان کے سارے خطوط عالمگیر کے نام اسکے غصہ محبت سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ خطوط باپ کے دلی حالتوں کی سچی حالت کی تصویر کھینچتے ہیں ایسے ہی دارا و شجاع کی طرف دل کو الفت پدری سے بہاتی ہوگی۔ عالمگیر کو باپ سے کچھ عداوت نہ تھی۔ ابتدا میں اس کا ارادہ یہ نہ تھا کہ میں خود بادشاہ ہوں بلکہ وہ باپ کی نیابت میں بادشاہی کرنا چاہتا تھا۔ الفت پسری کو ترک کرنا نہیں چاہتا تھا جب اسکو یہ خوب ثابت ہو گیا تھا کہ میں سلطنت بادشاہ کی نیابت میں نہیں کر سکتا تو بادشاہی کا ارادہ کیا مگر اب بھی باپ کی تعظیم و تکریم کو ترک نہیں کیا بلکہ باپ کے غضب سے ڈرتا رہا یہی باتیں جو اس کے دل میں تھیں وہی اس نے ان خطوط میں ظاہر کیں کسی بات کا پردہ نہیں رکھا۔ یہ خط کتابت ایک سچی تصویر ان دلوں کی حالتوں کی ہے جو باپ بیٹوں کے درمیان ایسی صورتوں میں واقع ہوتی ہیں۔

وسعت سلطنت

بادشاہنامہ میں سلطنت کے بیسویں سال کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ شاہجہان کی مملکت کا طول لاہری بندر سے سلت (سلہٹ) تک ۲ ہزار کروہ بادشاہی کے قریب ہے۔ ہر کروہ کے پانچ ہزار ذراع اور ہر ذراع کے بیالیس انگشت متساوی المخلقت اور عرض اسکا قلعہ بست سے قلعہ اڑیسہ تک قریب پندرہ سو کروہ کے اس معظم معمورۂ عالم کے صوبجات بائیس ہیں ہر ایک میں چند سرکاریں ہیں اور ہر سرکار میں چند پرگنے اور ہر پرگنہ میں بہت سے

دہات پرگنوں کی تعداد چار ہزار تین سو پچاس ہے دہات کا شمار معلوم نہیں ان صوبوں میں
شاہجہان آباد اور اکبر آباد اور لاہور دارالسلطنت ہیں انکے نام سے صوبے مشہور ہیں اور دارالسلطنت
میں کتنے ایک پرگنے ہیں جن میں سے ہر ایک کا حاصل دس لاکھ روپیہ ہے جو تمام ولایت
بدخشان کے حاصل کی برابر ہے اور کتنے ایک دہات ہیں جن میں سے ہر دہ کا محاصل بیس ہزار روپیہ
ہے۔ ساری ولایت کی جمع آٹھ سو اسی کروڑ یعنی آٹھ ارب اسی کروڑ دام ہے جس کی تفصیل یہ ہے

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ میں
۱۔ صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد (دلی)	سو کروڑ دام	ڈھائی کروڑ روپیہ
۲۔ صوبہ مستقر الخلافہ اکبر آباد	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۳۔ صوبہ دارالسلطنۃ لاہور	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۴۔ صوبہ اجمیر	ساٹھ کروڑ دام	ڈیڑھ کروڑ روپیہ
۵۔ دولت آباد	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ ۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ
۶۔ صوبہ برار	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ ۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ
۷۔ احمد آباد	ترپن کروڑ دام	ایک کروڑ ۳۲ لاکھ ۸۵ ہزار روپیہ
۸۔ صوبہ بنگالہ	پچاس کروڑ دام	ایک کروڑ ۲۵ لاکھ روپیہ
۹۔ صوبہ الہ آباد	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۰۔ صوبہ بہار	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۱۔ صوبہ مالوہ	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۲۔ صوبہ خاندیس	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۳۔ صوبہ اودھ	تیس کروڑ دام	۷۵ لاکھ روپیہ
۱۴۔ صوبہ بنگالہ	تیس کروڑ دام	۷۵ لاکھ روپیہ
۱۵۔ صوبہ ملتان	اٹھائیس کروڑ دام	۷۰ لاکھ روپیہ

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ میں
۱۶- صوبہ اُڈیسہ	بیس کروڑ دام	۵۰ لاکھ روپیہ
۱۷- ٹھٹہ (سندھ)	آٹھ کروڑ دام	۲۰ لاکھ روپیہ
۱۸- بگلانہ	دو کروڑ دام	۵ لاکھ روپیہ
ہندوستان کی جمع۔		۲۰ کروڑ ۷۷ لاکھ ۵۰ ہزار
۱۹- کاشمیر	پندرہ کروڑ دام	۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ
۲۰- کابل	سولہ کروڑ دام	۴۰ لاکھ روپیہ
۲۱- بلخ	آٹھ کروڑ دام	۲۰ لاکھ روپیہ
۲۲- قندھار	چھ کروڑ دام	۱۵ لاکھ روپیہ
۲۳- بدخشان	چار کروڑ دام	۱۰ لاکھ روپیہ
میزان کل		بائیں کروڑ

جس وقت کہ شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا ہی تو خاندان تیموریہ کی ملکیت کی جمع سات سو کروڑ دام (سترہ کروڑ پچاس لاکھ روپیہ) تھی اس بیس سال کے عرصہ میں چار صوبہ دکن و احمدآباد میں سال سوم جلوس سے آخر سال پنجم تک آفات سماوی و ارضی پڑتی رہیں اسلئے جمع نہیں بڑھی بلکہ وہ حالت اصلی پر بھی نہیں آئی اور انکی جمع کی تخفیف کی گئی۔ باقی صوبوں میں بہ سبب فرط رعیت پروری اور وفور آبادانی وکثرت معموری کے ایک کروڑ دام کی جمع بڑھی اور مجموعہ آٹھ سو کروڑ دام ہوا اور جو ولایتیں اس بادشاہ کے عہد میں فتح ہوئیں انکی جمع اسّی کروڑ دام ہی جس کی تفصیل یہ ہی کہ صوبہ دولت آباد میں ۲۹ کروڑ ان محالوں کی جمع ہی جو اس بادشاہ کے عہد میں فتح ہوئی ہیں باقی جمع پہلے سے ممالک محروسہ میں داخل تھی اور صوبہ تلنگانہ میں تیس کروڑ دام صوبہ بلخ میں آٹھ کروڑ دام صوبہ قندھار میں

سات کروڑ صوبہ بدخشان میں چار کروڑ ولایت بگلانہ میں دو کروڑ دام تازہ فتوحات سے جمع میں بڑھے۔ صوبہ دولت آباد و برار و تلنگانہ میں کہ نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے قدیم سے ولایت دکن کے نام سے مشہور تھے۔ پہلے قلعہ دولت آباد مع تمام ولایات کے تصرف میں نہیں آیا تھا قلعہ احمد نگر اسکے توابع میں سے مفتوح ہوا تھا اس لیئے صوبہ دولت آباد کو صوبہ احمد نگر کہتے ہیں اس کے بعد بادشاہ نے سال چہارم سے سال پنجم تک کے درمیان زیادہ تر محال دولت آباد اور اس کا قلعہ اور تینتیس اور قلعے اس کے مضافات کے جو پہاڑوں پر واقع تھے اور رفعت متانت و دشوار کشائی میں زبان زد خلائق تھے تسخیر کیئے تو پھر حکم ہوا کہ صوبہ احمد نگر دفتروں میں صوبہ دولت آباد لکھا جائے سابق و لاحق ولایتوں میں سے ایک سو بیس ہزار دام خالصہ کی مقرری ہیں جس کے موافق دوازدہ ماہ کے تین کروڑ روپیہ ہوتے ہیں اور باقی محصولوں کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے پہلے کبھی اس قدر خالصہ نہوا تھا یہ وسعت مملکت کی سبب سے ہوا۔

بادشاہ کے خزائن و ذخائر کی شرح

حضرت عرش آشیانی (اکبر) نے اکیاون سال کی فرمانروائی میں خزانہ جمع کیا تھا جس کا بڑا حصہ حضرت جنت مکانی (جہانگیر) نے بائیس سال کی سلطنت میں خرچ کر دیا۔ سلاطین ہند میں سے کسی نے اس قدر خزانہ نہیں جمع کیا اور ملک کے بادشاہوں کا ذکر تو کیا ہے اس بادشاہ کی دولت کا حال عجیب ہے۔ لشکر بہت اس کا خرچ بہت۔ مہمان نوازی کا کروڑوں کا خرچ انعامات میں جو دولت اس نے دی وہ آدھی و چوتھائی بھی کسی عہد میں نہیں دی گئی ابتدا سریر آرائی سے اس بیس سال کے آخر تک ساڑھے نو کروڑ روپیہ نقد و جنس انعام دیا جس میں نصف نقد و نصف جنس ہے۔ عمارات و مساجد و دولتخانوں و قلعوں و باغوں و روضوں و سبزہ گاہوں و شکار گاہوں میں ڈھائی کروڑ روپیہ خرچ کیا ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ مستقر الخلافہ اکبر آباد میں جن میں سے ساٹھ لاکھ روپیہ سنگ مرمر کی مسجدیں جو قلعہ کے اندر ہیں اور دولت خانہ اور بقاع و باغات میں روضہ میں پچاس لاکھ روپیہ جس کی مثل دنیا کے

پردہ پرنہیں ہے۔ دارالخلافہ شاہجہان آباد کی عمارات میں پچاس لاکھ روپیہ سوائے اس کے جامع مسجد میں دس لاکھ روپیہ دارالسلطنت لاہور کی عمارات میں پچاس لاکھ روپیہ اور بارہ لاکھ روپیہ کابل کی عمارات دولت خانہ وقلعہ ارک وقلعہ دور شہر میں اور کشمیر کی عمارات میں آٹھ لاکھ روپیہ اور قندھار ولسبت وزمینداور کے حصاروں میں آٹھ لاکھ روپیہ اور اجمیر اور احمدآباد وغیرہ کی عمارات میں بارہ لاکھ روپیہ۔ سو برس سال سے جواہرخانہ خاصہ میں کل اصناف جواہر اس قدر جمع ہوگئے ہیں کہ روے زمین کے کل سلاطین کے جواہرخانہ میں نہ ہونگے۔ دو کروڑ روپیہ کے جواہر شاہزادوں میں تقسیم ہوئے ہیں اور اس کے سوا پانچ کروڑ روپیہ کے اور جواہر ہیں ملبوس خاصہ میں دو کروڑ روپیہ کے جواہر اور آلات مرصع ہیں تین تسبیحیں اٹھائیس لاکھ روپیہ کی ہیں جواہرخانہ اکبر و جہانگیر کے عہد سے بدرجہا بہتر ہوگیا ہے۔

لشکر کا بیان

بادشاہ کا علوفہ خوار لشکر سوار ان کے جو پرگنات کے عمل میں فوجداروں اور کروڑیوں اور عاملوں کے ساتھ رہتے ہیں موافق ضابطہ داغ چارم حصہ دو لاکھ سوار ہیں اور آٹھ ہزار منصب دار اور سات ہزار احدی و برق انداز سوار اور ایک لاکھ پچاسی ہزار اور سوار۔ پادشاہزادوں اور کل منصب داروں کے تابینیوں میں چالیس ہزار تفنگچی و توپ انداز و گولہ انداز و باندار ہیں جن میں سے دس ہزار بادشاہ کی رکاب میں رہتے ہیں اور تین ہزار صوبجات وقلاع میں سب سے بڑے بیٹے کی تنخواہ چالیس کروڑ دام جس کا حاصل موافق دوازدہ ماہہ کے ایک لاکھ روپیہ اور دوسرے تیسرے بیٹوں میں سے ہر ایک کی تنخواہ چوبیس کروڑ دام جس کے دوازدہ ماہہ سات لاکھ ہوتے اور چوتھے بیٹے کی تنخواہ بارہ کروڑ دام جس کے دوازدہ ماہہ میں لاکھ ہوتے ہیں اور سرآمد امرا والاشان سعد اللہ خان اور امیرالامرا علی مردان خان میں سے ہر یک کی تنخواہ بارہ کروڑ دام اور اور منصب داروں کی تنخواہ موافق ان کے منصبوں کی ملتی ہے۔

بادشاہزادوں کے مناصب

(۱) بادشاہزادہ محمد داراشکوہ وہین پور خلافت چہل ہزاری بیست وپنج ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ۔ (۲) بادشاہزادہ محمد شاہ شجاع بہادر دو ہمین فرزند بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار۔ (۳) بادشاہزادہ اورنگ زیب بہادر سیومین خلف بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار (۴) بادشاہزادہ مراد فرزند چارمین پندرہ ہزاری سے آگے نہیں بڑھا۔ بادشاہزادوں کو جب تک کوئی خدمت نہ کرے یومیہ ملا کرتا تھا اور جب وہ کسی مہم پر مامور ہوتے تھے تو منصب سے سرافراز ہوتے تھے مگر داراشکوہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ تھا۔ شاہجہان اُس سے بہت محبت رکھتا تھا اپنے سے جُدا نہ کرتا تھا جب محمد شجاع دکن کی مہم میں مامور ہوا تو اس کو منصب ملا۔ داراشکوہ سب میں بڑا تھا روتا بسورتا دیوان سے اُٹھ گیا۔ بادشاہ نے ناچار اس کو بدون اس کے کہ کسی خدمت پر مامور ہو منصب عطا کیا۔ شاہجہان چار آدمیوں سے زیادہ کسی کو ہفت ہزاری نہیں کرتا تھا جب ان چار میں سے ایک مرجاتا تو دوسرا اسکی جگہ مقرر ہوتا۔ ....

.... جب بادشاہ کو حبس بول کا مرض تھا اور سلطنت میں شورش ہورہی تھی چار شخص ہفت ہزاری کا منصب رکھتے تھے جن کے نام نیچے لکھے ہیں وہ سب شاہجہان کے روبرو مرگئے تھے اور کوئی ان کی جگہ ہفت ہزاری کے منصب پر نہیں پہنچا تھا۔

(۱) جملۃ الملک سعد اللہ خان (۲) علی مردان خان سپہ سالار (۳) سعید خان بہادر (۴) اسلام خان اور شش ہزاری چھ شخصوں سے زیادہ نہ تھے۔ (۱) رستم خان بہادر خان جہان (۲) اعظم خان (۳) معظم خان (۴) میر جملہ (۵) خسرو خان ولد نذر محمد خان (۶) مہاراجہ جسونت سنگھ اور سترہ آدمی پنجہزاری تھے (۱) شاہنواز صفوی (۲) مکرمت خان صفوی (۳) قلیچ خان بہادر (۴) جعفر خان (۵) خلیل اللہ خان (۶) مہابت خان اعتقاد خان (۸) بہادر خان رہیلہ (۹) نجابت خان (۱۰) الہ وردی خان (۱۱) بہرام خان ولد نذر محمد خان (۱۲) مرزا راجہ جے سنگھ (۱۳) راجہ جگت سنگھ (۱۴) رانا راج سنگھ (۱۵) مالوجی بھوسلہ (۱۶) راجہ بیٹھلداس (۱۷) راجہ رام سنگھ وزیر خان

اور کج سنگھ دو اور پنجہزاری تھے جو مر گئے تھے چہار ہزاری چودہ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے
اور سہ ہزاری و پانصدی ایک شخص تھا اور سہ ہزاری ۷۴ آدمی تھے۔ ہزار و پانصدی
بیس شخص تھے اور اور ہزاری ۹۵ شخص تھے ناموں کے تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

فارسی کتابوں میں عہد جہانگیر کے منصبداروں کی پوری فہرست نہیں مگر ایک
ڈچ سیاح ڈی لایٹ نے جہانگیر کے منصبداروں کی تعداد بتائی ہے اسکو ہم آئین اکبری
اور بادشاہنامہ کی فہرست سے مقابلہ کرکے لکھتے ہیں۔ شاہزادوں کے منصبوں کو چھوڑ دیا
ہے جن کے منصب پانچ ہزار سے اونچے ہوتے ہیں۔

منصب دار	از آئین	عہد جہانگیری	عہد شاہجہانی از بادشاہنامہ
۵۰۰۰	۳۰	۸	۲۰
۴۵۰۰	۲	۹	۰
۴۰۰۰	۹	۲۵	۲۰
۳۵۰۰	۲	۳۰	۰
۳۰۰۰	۱۷	۳۶	۴۴
۲۵۰۰	۸	۴۲	۱۱
۲۰۰۰	۲۷	۴۵	۵۱
۱۵۰۰	۷	۵۱	۵۲
۱۲۵۰	۱	۰	۰
۱۰۰۰	۳۱	۵۵	۹۷
۹۰۰	۳۸	۰	۲۳
۸۰۰	۲۰	۰	۴۰
۷۰۰	۲۵	۵۸	۶۱

۶۰۰	۴	۰	۳۰
۵۰۰	۴۶	۸۰	۱۱۴
مجموعہ	۲۴۹	۴۳۹	۵۶۳
۴۰۰	۱۸	۷۳	
۳۵۰	۱۹	۵۸	نہیں لکھا
۳۰۰	۳۳	۷۲	
۲۵۰	۱۲	۸۵	
۲۰۰	۸۱	۱۵۰	
	۱۶۳	۴۳۸	
۱۵۰	۵۳	۲۴۲	
۱۲۰	۱	۰	
۱۰۰	۲۵۰	۳۰۰	
۸۰	۹۱	۲۴۵	نہیں لکھا
۶۰	۲۰۴	۳۹۷	
۵۰	۱۶	۰	
۴۰	۲۶۰	۲۹۸	
۳۰	۳۹	۲۴۰	
۲۰	۲۵۰	۲۳۲	
۱۰	۲۲۴	۱۱۰	
	۲۰۶۴	۱۳۸۸	

شاہجہان کے عہد میں تیس برس کے اندر ۱۷ امیروں کی پنچ ہزاری سے زیادہ منصبوں

پر ترقی ہوئی مگر ان میں کوئی ہندو نہ تھا ڈی لایٹ نے یہ نہیں بیان کیا کہ جہانگیر کے عہد میں کتنے ہندو منصب دار تھے لیکن بادشاہ نامہ میں لکھا ہے جس کا مقابلہ آئین اکبری سے کرکے ہم لکھتے ہیں کہ اکبری عہد میں پنج ہزاری سے پانصدی تک ۲۵۲ منصب داروں میں ۳۲ ہندو تھے اور چار صدی سے دو صدی ۱۶۳ منصبداروں میں ۲۵ ہندو تھے۔ شاہجہان کی سلطنت کے بیس سال میں پنجہزاری سے اونچے ۱۲ منصبداروں میں کوئی ہندو نہ تھا اور پنجہزاری سے پنج صدی تک ۵۸۰ منصبداروں میں ۱۱۰ ہندو تھے۔

اب ہم شاہجہان اور اُس کی سلطنت کی نسبت وہ تماشے کے واقعات لکھتے ہیں جو ہندوستان کی انگریزی تاریخوں میں تحریر ہیں اور ہماری کتابوں میں کہیں اُن کا پتا نہیں ویلر صاحب اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ شاہجہان کو اسلام کی طرف رغبت اپنی بیوی ممتاز محل کے سبب سے تھی۔ وہ اُس کے مزاج پر حاوی تھی۔ ممتاز محل سارے رنگ ڈھنگ اپنی پھوپھی نور جہان کے سے رکھتی تھی جیسا نور جہان نے جہانگیر کو اپنے اوپر فریفتہ کرلیا تھا ایسا ہی ممتاز محل نے شاہجہان کو۔ وہ پرتگیزوں سے نفرت رکھتی تھی اور اُس کی وجوہ یہ تھیں کہ جہانگیر کی سُست سلطنت میں اس کے دو بیٹیوں کو پادریوں نے عیسائی کرلیا تھا مگر اس سے زیادہ اور حال اس تبدیل مذہب کا معلوم نہیں۔ یہ جوان بیگمیں اس لئے عیسائی مذہب کی طرف راغب ہوئیں تھیں کہ ان کو حرم کی قید سے رہائی ہوئی اور ایسے مذہب میں داخل ہوئیں جن میں خاوند کو دوسری بیوی کرنا منع تھا۔

شاہجہان کو پرتگیزوں سے بذاتہ رنجش اس سبب سے تھی کہ جب اُس نے باپ سے بغاوت کی تو پرتگیزوں نے اُس کی اعانت کرنے سے انکار کردیا اور وہ پرویز کی سپاہ میں مل گئے اور شاہجہان سے لڑے۔ ہگلی کا فتح کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ پانچ چھ سو پرتگیز قید ہوکر آگرہ بھیجے گئے ان میں سے بعض مسلمان ہوگئے اور باقی اور شہید ہوئے گر ممتاز محل زندہ ہوتی تو یہ سب نہایت عذاب کے ساتھ مارے جاتے اُس نے

اُن کے ٹکڑے اُڑانے کی قسم کھائی تھی مگر اُس وقت وہ مرگئی تھی شاہجہان نے بعض
پرتگیز عورتوں کو اپنے حرم میں داخل کیا اور باقی اور امرا میں تقسیم کیا۔ ممتاز محل کی بیٹیوں
کا نام نہیں لکھا۔ اس بیگم کی بہت سی لڑکیاں نہایت کم عمر میں مرگئیں وہ تو عیسائی مذہب
---- کی اس خوبی کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھیں کہ خاوند سوائے ایک بیوی کے دوسری بیوی
نہیں کرسکتا۔ جو لڑکیاں جوان ہوئیں اُن پر عیسائی مذہب کی پرچھائیں بھی نہیں پڑی سوائے
اس کے محل شاہی میں زنانہ تک عیسائی مذہب کی رسائی زنانہ ہی کے وسیلے سے ہوسکتی
ہے۔ معلوم نہیں کہ پادریوں نے دین عیسوی کے حق کو کس زنانہ لباس میں شاہی زنا[نے]
پہنچایا۔ غرض تاریخ میں ایسے بے سروپا واقعہ نویسی مذہبی دیوانگی سے خالی نہیں ہے

بریں عقل و دانش بباید گریست

برنیر صاحب نے لکھا ہے کہ جب کوئی ایرانی ہندوستانیوں کی ظریفانہ ہجو کرنی چاہتا ہے تو
یہ چند قصے بیان کیا کرتا ہے کہ ایک سفیر ایران نہ محبت کی باتوں سے نہ دلائل سے مانتا
تھا کہ ہندوستان کے دستور کے موافق دربار میں تسلیمات بجالائے شاہجہان نے اس کے
غرور و نخوت شکنی کے لئے کئی تدبیریں کیں مگر کامیاب نہ ہوا۔ اب اُس نے یہ حکمت نکالی
کہ اپنے دربار کا بڑا دروازہ بند کیا جس میں سے دیوان خاص وعام میں امیر آتے جاتے
اور اس کی کھڑکی کھول دی۔ سفیر کو بلایا۔ یہ کھڑکی ایسی چھوٹی تھی کہ اس میں آدمی جبتک
نہیں نکل سکتا کہ خم ہو کر سر کو اتنا نہ جھکائے جتنا کہ بادشاہ کی تسلیم کے لئے ضرور ہے
اس تدبیر سے شاہجہان کو اُمید تھی کہ میں اس کہنے کا مجاز ہونگا کہ میرے دربار میں حاضر
ہونے کے لئے سفیر ایران کو زمین کے قریب اس سے بھی زیادہ سر جھکانا پڑا کہ دربار
کا دستور ہے۔ لیکن اس مغرور و تیز نگاہ سفیر نے فوراً شاہجہان کی حکمت کو تاڑ لیا اور وہ
اس کھڑکی میں سے شاہجہان کی طرف پیٹھ کر کے داخل ہوا تو شاہجہان یہ دیکھکر کہ اس چال
میں بھی سفیر غالب رہا تو بہت جھنجھلا کر یہ چلایا کہ اے بدبخت کیا تو نے یہ خیال کیا کہ میں

اپنے جیسے گدھوں کے طویلے میں داخل ہوتا ہوں سفیر نے جواب دیا کہ بیشک میں نے
یہی خیال کیا کہ کون ایسا ہے کہ ایسے دروازہ میں داخل ہو کر یہ نہ یقین کرے کہ میں
گدھوں کے سوا کسی اور سے ملنے نہیں جاتا۔

دوسری کہانی یہ ہے کہ سفیر ایران کی کسی درشت و گستاخانہ جوابی سے شاہجہان
ناراض ہوا تو اس نے غصہ ہو کر کہا کہ اے بدبخت کیا شاہ عباس کے دربار میں کوئی
شریف آدمی نہ تھا کہ اس نے تجھ احمق کو میرے پاس بھیجا ہے۔ سفیر نے کہا کہ ہاں میرے
وشاہ کے دربار میں مجھ سے بہتر بہت سے لائق کامل آدمی ہیں مگر وہ سفیر جیسا بادشاہ
ہندو ہوتا ہے ویسا بھیجتا ہے۔

ایک دن بادشاہ نے سفیر ایران کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بلایا اور حسب
معمول اس کے حیران اور دق کرنے کے لئے موقع ڈھونڈھتا رہا ایرانی اپنی قاب میں سے
ہڈیاں چن چن کر چھوڑتا تھا تو شاہجہان نے سبھ سے کہا کہ ایلچی جی کتے کیا کھائینگے۔ سفیر نے
حاضر جوابی سے کہا کہ کھچڑی۔ جس سے بادشاہ کو بڑی رغبت تھی اور وہ کھا رہا تھا۔ بادشاہ
نے سفیر سے پوچھا کہ دہلی کا نیا شہر جو اب تیار ہوا ہے اصفہان کے مقابلہ میں تمہارے نزدیک
کیسا ہے۔ سفیر نے چلا کر جواب دیا کہ آپ کے شہر کی گرد سے اصفہان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا
بادشاہ تو اس کو اپنے عزیز شہر کی بڑی تعریف سمجھا اور سفیر نے ظریفانہ ہجو کی تھی کہ دہلی
کی گرد بہت تکلیف رساں ہے اصفہان میں بھلا وہ کہاں ہے۔ ایک اور قصہ ایرانی بیان
کرتے ہیں کہ شاہجہان نے ایران کے سفیر کو مجبور کیا کہ وہ یہ بتلائے کہ ایران اور ہندوستان
کے بادشاہوں کی قوتوں میں کیا نسبت ہے تو اس نے عرض کیا کہ ہند کے بادشاہوں کو
پندرہ سولہ روز کے چاند سے میں مشابہ کرتا ہوں اور ایران کے پادشاہوں کو دوسرے روز
ماہ سے۔ اس ذہانت و خوشامد کے جواب سے شاہجہان اول تو بہت خوش ہوا مگر جب
وہ اصل معنی کی تہ کو پہنچا کہ سفیر کا مطلب اس کہنے سے یہ ہے کہ ہندوستان کی دولت

بدر کی طرح زوال پذیر ہے اور ایران کی سلطنت ماہ دو سہ روزہ کی طرح ترقی پذیر ہے تو اس نے بہت پیچ و تاب کھائے۔

ایرانی ظریف بڑے ہوتے ہیں ان کو ایسے قصے کہانیاں بنانی بہت آسان ہیں وہ سفیروں کی ایسی کہانیاں بنانے کو سفلہ پن و چھچھوراپن اور ملکوں کی طرح نہیں سمجھتے ہندوستان میں بھی بہت سی نقلیں بھانڈ بنا بنا کے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک نقل مشہور ہے کہ شاہجہان سے عالمگیر نے اس کی قید کی حالت میں کہا کہ تم اپنے لئے ایک کپڑا ایک کھانا ایک کام پسند کرو۔ تو شاہجہان نے کہا کہ خوراک ایک قلیہ چپاتی اور پوشاک ایک نرغل اور کام ایک لڑکے پڑھانے کا مجھے پسند ہے۔ اس پر عالمگیر نے کہا کہ لڑکے پڑھانے کے کام کے پسند کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بادشاہی کی بو دماغ سے نہیں نکلی ہے۔ دوم ایک بڑھیا بادشاہ کے پاس بیٹے کی شکایت کرتی ہوئی آئی کہ میرا خاوند تین لاکھ روپیہ چھوڑ مرا ہے بیٹا سب کا مالک ہونا چاہتا ہے آپ انصاف کیجئے شاہجہان نے یہ انصاف کیا کہ ایک لاکھ روپیہ بیوی لے۔ ایک لاکھ روپیہ بیٹا۔ ایک لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ میں داخل ہو تو اس عورت نے کہا کہ بیوی بیٹا ایک ایک لاکھ روپیہ لیں وہ اس کے رشتہ دار ہیں آپ میرے خاوند کے رشتہ میں کیا لگتے ہیں جو ایک لاکھ روپیہ لیتے ہیں۔ کیا یہ عدالت کی اجرت ہے۔ ایک شخص شاہجہان کے اس انصاف کا استہزا کرنے لگا تو ایک ظریف نے اس کو جواب دیا کہ شاہجہان مذہب و دیوانی عدالت کے اصول سے واقف تھا کہ اس نے اپنی عدالت کی اجرت اسی حساب سے لی ہے۔

ایک اور حکایت برنیر نے لکھی ہے کہ شاہجہان کو ایک کریہ منظر غلام پنکھا جھل رہا تھا کہ شاہجہان نے گول کنڈہ کے سفیر سے پوچھا کہ تمہارے آقا کا قد و قامت اس غلام کی برابر ہوگا سفیر نے جواب دیا کہ نہیں اس کا قد بادشاہ کے قد سے سر کے برابر اونچا ہے۔

اب دھیلر صاحب اپنی ذہانت سے حکایت اول اور آخر سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ

شاہجہاں نامرد تھا۔ اسکی مردانگی محل سے باہر معاشرت سے اور محل کے اندر مباشرت سے جاتی رہی تھی چھچھورپنے اور سفلہ پنے اور بھانڈوں کی نقلوں کو واقعات تاریخی سمجھنا اور انکا نتیجہ مرتب کرنا صاحب ممدوح پر ختم ہے۔

پھر وہ ایسی حکایتیں کہکر شاہجہان کے انصاف وعدل کی خاک اڑاتے ہیں کہ ایک منشی کی لونڈی سپاہی بھگا کرلے گیا۔ منشی نے بادشاہ سے فریاد کی تو بادشاہ نے لونڈی کو بلایا وہ منشی سے ناراض اور سپاہی سے راضی تھی اُس نے کہا کہ میں سپاہی کی لونڈی ہو بادشاہ نے اپنا قلم اسکو دیا کہ اسکو سیاہی میں ڈوبا دیکے مجھے دے اُس نے یہ ڈوبا بڑے سلیقہ سے دیا جس سے بادشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ لونڈی منشی کی ہے جو اس کار کو سلیقہ سے کرنا جانتی ہے۔ لونڈی منشی کو دلادی۔ صاحب ممدوح کو یہ حکایت لکھنی بھی نہیں آئی۔ اگر یہ لکھتے کہ شاہجہان نے اپنی دوات دی کہ اس میں پانی ڈال لا تو اُس نے پانی جتنا چاہیے تھا اُتنا دوات میں ڈالا تو اس حکایت کا سر پاؤں ہوتا اہل قلم دوات میں لونڈیوں سے پانی ڈلواتے ہیں نہ قلم کا ڈوبا۔

صاحب ممدوح بادشاہی محل کی بیگموں کے بیان کرنے پر غش ہیں اپنی علمیت کا اظہار اس باب میں بہت کرتے ہیں۔ ایسی باتیں لکھتے ہیں جنکی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی وہ بیگم کی اصل بے غم کی بیان کرتے ہیں۔ اسی پر قیاس کرلینا چاہیئے کہ وہ بغموں کا حال کیسا لکھتے ہونگے۔

بعض انگریزی مورخ اناپ شناپ بغیر تحقیقات کے لکھتے چلے جاتے ہیں مگر جنہوں نے کچھ غور کیا اور تحقیقات کی محنت کو گوارا کیا ہی وہ کچھ برا بھلا ملا جلا کر لکھتے ہیں۔

الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ اگرچہ شاہجہان کی سلطنت کا خاتمہ درشتی کے ساتھ ہوا مگر شاید ہندوستان میں اس کی سلطنت جیسی خوبی وبہبودی کے ساتھ ہوئی ایسی کبھی اور سلطنت نہیں ہوئی۔ اسکے عہد میں جو لڑائیاں ہوئیں وہ بیگانہ ملکوں سے ہوئیں مگر اس کی اپنے مملکتوں میں امن امان علی التواتر قائم رہا اور ایشیائی قوموں

کو اکثر ایسی عمدہ گورنمنٹ کا بڑا حصہ میسر ہوتا ہی جیسا کہ اسکی سلطنت میں میسر ہوا۔

وہ سٹے وزیر صاحب سے جس نے مگر ہندوستان کے بڑے حصوں کی سیر کی نقل کرتے ہیں کہ شاہجہان بادشاہ اپنی رعایا پر ایسی حکومت نہیں کرتا تھا جیسا کہ پادشاہ کیا کرتا ہے بلکہ ایسی جیسی کہ باپ اپنے بچوں اور کنبے پر حکومت کیا کرتا ہی اور یہ تعریف وہ کرتا ہے کہ اسکی گورنمنٹ میں اہتمام نہایت درستی و تاکید سے ہوتا تھا اور مبالغہ سے امن و عافیت کو بیان کرتا ہی جو اُسکے عہد میں رعایا کو حاصل تھا اور پیڑو ڈلادونی جس نے ۱۶۲۳ سنہ میں جہانگیر کی آخر سالوں کی سلطنت میں جبکہ ملک کا انتظام بیٹے کے وقت سے خراب و ابتر تھا تاریخ لکھی ہے اس میں بیان کرتا ہی کہ شاہجہان کے عہد سلطنت میں سارے آدمی اپنی زندگانی شریفانہ امن چین کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ بادشاہ چھوٹے چھوٹے بہتانوں اور تہمتوں کے لگانے پر تعدی و جفا نہیں کرتا اور جب وہ اپنی رعایا کو خوشحال اور کروفر کے ساتھ زندگی بسر کرتے دیکھتا ہی تو اُنسے کچھ ڈنڈ نہیں لیتا ہی۔ جیسا کہ اکثر مسلمان بادشاہوں کا دستور ہی۔ اس لئے ہندوستانی اپنی زندگی بڑے نمود و نمائش وغیرہ کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو کبھی یہ توقع نہیں کرنی چاہئے کہ غیر قوم کے آدمی انکو جھوٹے سچے الزاموں سے بری رکھیں وہ ہمیشہ انکی بُرائیوں کو بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں! اور خوبیوں کو مری ہوئی زبان سے کہتے ہیں۔ بُرے کام کی ایک مثال کو قاعدہ کلیہ بنا دیتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے ایک مولوی سے پوچھا کہ ذمی کی تعریف کیا ہی تو اُس نے کہا کہ عمدہ ذمی وہ ہی جس کے حلق میں محصل جزیہ تھوک دے تو وہ چین بجبین نہ ہو اُسکا شکریہ ادا کرے۔ اب اس مضمون کو گبن صاحب جو بڑے ذہین مورخ ہند ہیں اس طرح لکھتے ہیں کہ اسطرح کا ہندوؤں کا غلام بنانا گویا مسلمانوں کا قاعدہ کلیہ تھا۔ مسلمان خود انصاف کریں کہ ہم غیر قوموں کا حال کس طرح لکھتے ہیں اور کیسے کیسے اُنکے بُرے نام رکھتے ہیں اور اُنکی خوبیوں پر خاک ڈالتے ہیں اور بُرائیوں کو دکھاتے ہیں پس جیسے کہ تم خود اور دل سکا

حال لکھتے ہو ایسے ہی اور تمہارا حال لکھتے ہیں۔ ہر چہ عوض دارد شکوہ ندارد۔ یہ جھوٹا دعویٰ جو کچھ
ہم لکھتے ہیں وہ سچ ہی لکھتے ہیں کنوئے کی بھنگ ہے۔

خلاصہ حال شاہجہان کی سلطنت کا

شاہجہان کے عہد میں ہندوستان میں اہل اسلام کی سلطنت اپنے معراج پر پہنچ گئی تھی
اسکے عہد میں ان صوبوں میں جو پہلے سے اسکی زیر حکومت تھے جو زمانہ امن و امان و آسائش و
آرام کا گذرا وہ کسی اور بادشاہ کے عہد میں نہیں ہوا۔ راجپوتانہ میں کسی راجہ نے سرکشی نہیں کی
بلکہ راجپوتوں نے وہ وفاداری اور جان نثاری کے کام کئے کہ وہ ہونے مشکل ہیں۔ دربار کی وہ
شان و شوکت تھی کہ پہلے کبھی کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ کچھ دنوں اُس نے آبائی ملک ماوراالنہر
کی فتح کا ارادہ کیا مگر اُسکو یہ سمجھکر چھوڑ دیا کہ اس میں روپیہ کا خرچ زیادہ ہے اور حاصل کم ہے
اور خون ریزی بہت ہے۔ دکن میں فتوحات نمایاں کیں۔ احمد نگر کی سلطنت کو ملیا میٹ
کردیا۔ دو ریاستیں گولکنڈہ اور بیجاپور کی جو باقی رہیں انکو باج گذار اور فرمانبردار بنایا۔ بیجاپور میں
تخت نشین بنانے کا اختیار اپنے ہاتھ میں لینے کا دعویٰ کیا۔ اضلاع دکن کی پیمائش کرائی۔
بندوبست دہ سالہ جاری کیا۔ ایک مدت تک بادشاہ کاروبار سلطنت میں ہمہ تن مصروف
رہا۔ آخرکار اس محنت و جانکاہی نے اُسے مریض بنایا آخر عمر میں دماغ میں ایسا فتور آگیا
کہ کاروبار سلطنت کے لائق خود نہ رہا۔ بیٹوں نے اُسے معزول کیا اس کے سارے وزیر
باتدبیر سعداللہ خاں و علی مردان خاں و افضل خاں زندہ نہ رہے جن میں سے ہریک علامی
فرزانہ تھا وہ اسلام کا پابند تھا دو چار کام حرارت اسلام سے کئے وہ مسلمانوں پر مہربانی
اور ہندوؤں پر شفقت کرتا اس لئے عہد سلطنت میں جو ہندوؤں کو امور سلطنت میں عروج
ہوا وہ کسی اور سلطنت میں نہیں ہوا۔ اس حسن انتظام کو دیکھنا چاہیئے کہ رعایا پر کوئی نیا
خراج و محصول نہیں لگایا اور ملک کی آمدنی کو بڑھا لیا اور دولت کو جمع کرلیا جس کا حال
اوپر لکھا ہوا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کیسا عاقل اور منتظم تھا۔

واقعات عظیم اس کی سلطنت کے سنہ ۱۶۲۸ء سے سنہ ۱۶۵۷ء تک کے یہ ہیں جن کا بیان اس کی تاریخ میں کیا گیا

سنہ ۱۶۲۷ء شاہجہان کی خاطر سے نورجہان کا قید کرنا۔ آصف خاں کا

سنہ ۱۶۲۸ء شاہجہان نے دکن سے مراجعت کی اور جنوری میں تخت پر بیٹھا اور بھائی اور رشتہ داروں کو جو مدعیان سلطنت تھے قتل کیا۔

سنہ ۱۶۳۰-۳۰ء افغانوں کی بغاوت دکن اور شمال میں شاہجہان سے۔

سنہ ۱۶۳۵-۲۹ء شاہجہان کی لڑائیاں دکن میں احمدنگر و بیجاپور سے بیجاپور کی تسخیر میں ناکامی

سنہ ۱۶۳۴ء سیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے دادا شاہ جی بھونسلہ کا احمدنگر کے بادشاہ کی آزادی کے لئے کوشش کرنا اور ناکام رہنا اور سنہ ۱۶۳۶ء میں شاہجہان سے صلح کرنا۔

سنہ ۱۶۳۷ء میں گولکنڈہ اور بیجاپور کے فرمانرواؤں کا شاہجہان کا باجگذار ہونا اور آخر کو احمدنگر کا مطیع ہونا۔

سنہ ۱۶۳۷ء میں قندھار کا فتح کرکے دوبارہ ایرانیوں سے لینا۔

سنہ ۱۶۴۵ء بلخ پر حملہ اور تھوڑے دنوں تک اس پر قبضہ رکھنا اور پھر والی بلخ کو واپس دینا

سنہ ۱۶۵۳-۴۷ء۔ ایرانیوں کا قندھار لے لینا اور شاہجہان کے بیٹوں اورنگ زیب و داراشکوہ کا تین دفعہ اس کی فتح میں کوشش کرنا اور قندہار کا بالکل خاندان تیموریہ کے ہاتھ سے نکلجانا

سنہ ۱۶۵۶۔ بیجاپور پر از سر نو شاہجہان کی لشکرکشی۔

سنہ ۱۶۵۸-۵۷۔ بادشاہ کے بیٹوں میں تخت نشینی پر فساد۔ اورنگ زیب کا دارا کو شکست دینا اور اپنے بھائی مراد کا قید کرنا اور اپنے باپ کو معزول کرکے مقید کرنا اور ظاہر بادشاہ بننا اور شاہجہان کا آگرہ کے قلعہ میں سنہ ۱۶۶۶ میں مرنا فقط